تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

مجموعہ رسائل

جلد اوّل

تالیف

مناظر اسلام
وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

Rah e Haq Ka Musafir

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل

جلد اول

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پاکستان

فون: 042-6862816

Rah e Haq Ka Musafir

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... مجموعہ رسائل (جلد اول)

تالیف .... مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ .... الرحمٰن کمپیوٹرز، 0300-4257988

ضخامت .... 464 صفحات

تاریخ اشاعت ...... جولائی 2011ء

تعداد .... گیارہ سو

قیمت ....

ناشر .... ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

فون: 0300-4257988,0300-9496702

ڈسٹری بیوٹر

کتب خانہ صفدریہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، موبائل: 0300-4257988

......چند ملنے کے پتے......

- ☆ جامعہ حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
- ☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ اسلامی کتب خانہ خیابان سرسید راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک
- ☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
- ☆ مکتبہ عائشہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
- ☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- ☆ مکتبہ رشیدیہ اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی
- ☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی
- ☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک

انتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقصود کائنات، فخر موجودات، محبوب رب الارض والسماوات رحمۃ اللعالمین سید الاولین والآخرین امام الانبیا والمرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس مطہر نامِ نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جنکے صدقے سے اس امت کو فقاہت کی نعمت عظمیٰ، دولت بے بہا ملی! جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابد سے بھاری ہے۔ جنہوں نے فقہ دین کو اللہ کی طرف سے خیر ہی خیر فرمایا۔ جنہوں نے اس امت میں اپنے علم و فقاہت کی اشاعت کے لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے آنے کی بشارت ارشاد فرمائی۔

اور

معلم کائنات ﷺ کے ان دو عظیم شاگردوں کے نام جن سے امت کو علم فقاہت نصیب ہوا۔

یعنی قاضی امت، باب مدینۃ العلم والحکمۃ خلیفہ رابع فقیہ اعظم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اور

قاتل ابوجہل فقیہ اُمّت صاحب السواک والنعلین

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کے نام

(مولانا) محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

Scanned with CamScanner

حرف اول

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم امابعد۔

قارئین کرام! مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ کے نام سے کون واقف نہیں جنہوں نے اہلسنت والجماعت حنفی مسلک کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا جن کی محنت سے اہلسنت والجماعت مسلک کے علماء کو باطل فرقوں کے مقابلہ میں بات کرنے کا حوصلہ ملا اور آج باطل فرقوں عیسائیت، پرویزیت، مرزائیت خصوصاً غیر مقلدین کو اہلسنت پر جارحانہ اٹیک کرنے سے روک کر دفاعی لائن پر کھڑا کر دیا ہے۔ پہلے وہ اہلسنت پر سوالات کرتے اور جواب کا مطالبہ کرتے آج اہلسنت عوام جنہوں نے مولانا کی تقاریر سنیں یا ان کی کتب پڑھیں انہوں نے غیر مقلدین کا ناطقہ بند کر دیا ہے اہلسنت کا کوئی فرد جو زیادہ علم نہ بھی رکھتا ہو وہ صرف غیر مقلدین سے سوالات کر کے ان سے ان کے جوابات کا مطالبہ کرتے رہے تو انشاء اللہ غیر مقلدین جو مولانا کے کہنے کے مطابق چھوٹے رافضی ہیں کبھی اس کے نزدیک بھی نہیں آئیں گے۔

قارئین کرام! زیر نظر مجموعہ رسائل جو حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم کے ابتدائی رسائل ہیں ان کو پہلے مولانا کی اجازت سے **گوجرانوالہ** کے احباب نے شائع کیا جو چار جلدوں میں تھے اور ان میں پروف کی اغلاط رہ گئی تھیں مولانا کے کہنے کے باوجود ناشر نے ان کی تصحیح نہیں کی تھی جس بنا پر غیر مقلدین کو پروف کی اغلاط کو سامنے رکھ کر مولانا پر طعن کرنے کا موقع ملا جس پر ملک بھر سے مولانا کو خطوط کے ذریعہ سے اہلسنت علماء اور عوام نے توجہ دلائی کہ ان کو نظر ثانی کر کے شائع کیا جائے تو حضرت مولانا دامت برکاتہم نے خود بھی اور اپنے احباب خصوصاً حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم اور اپنے تلامذہ سے بھی تعاون لیکر اس پر نظر ثانی کر دی ہے اب امید ہے کہ پروف کی اغلاط بھی نہ ہونے کے برابر ہونگی پھر بھی اگر آپ کسی مقام پر پروف کی غلطی دیکھیں تو ناشر کو مطلع فرمائیں نیز **مجموعہ رسائل** کی پہلے چار جلدیں تھیں اب چونکہ حضرت کے مضامین **تجلیات صفدر** کے نام سے بھی شائع ہو رہے ہیں اسلئے حضرت نے نظر ثانی کے دوران دیکھا کہ جو مضامین **تجلیات صفدر** میں آگئے ہیں ان کو **مجموعہ رسائل** سے نکال دیا جائے تا کہ عوام پر بوجھ نہ پڑے اسلئے اس مجموعہ کی اب تین جلدیں ہی شائع ہو رہی ہیں قارئین نوٹ فرمالیں اور مولانا کی طرف سے اس **مجموعہ رسائل** کے حقوق طباعت **ادارہ خدام احناف لاہور** کو حاصل ہیں اسلئے کسی فرد واحد یا کسی انجمن و ادارہ کو یہ رسائل یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت شائع کرنے کی اجازت نہیں۔

قاری جمیل الرحمٰن اختر

Scanned with CamScanner

ادارہ خدام احناف کے نام اجازت نامہ کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعہ رسائل پہلے گوجرانوالہ سے شائع ہوئے تھے جس میں اغلاط بھی بہت زیادہ تھیں اور بعض مکرر مضامین بھی آگئے تھے جو تعلیقات صفدریہ میں بھی تھے۔ اب دوبارہ تصحیح کے ساتھ اور حذف مکررات کے ساتھ ادارہ خدام احناف لاہور سے مولانا جمیل الرحمٰن اختر صاحب چھپوا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے خود بھی نظر ثانی کی ہے اور صرف ان کو اجازت دیتا ہوں۔ اور کوئی صاحب اس نام اور کسی اور نام سے ان کو نہ چھپوائیں۔ ورنہ نقصان کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اب یہ تین جلدوں میں مکمل ہے ———————

محمد امین صفدر اوکاڑوی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

سابقہ ناشر کے نام خط کا عکس

مکرمی جناب مالک شمس الدین صاحب زید معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے

عرض یہ ہے کہ مجموعہ رسائل کی اغلاط کے بارے میں بہت سے خطوط آ رہے ہیں۔ اس لئے آنجناب کو پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے مگر یہ درخواست صدا بصحرا ہی ثابت ہوئی۔ اس لئے اب میں ادارہ کو نئی تحقیق و حوالہ کر رہا ہوں۔ الحمد للہ اور اس تصحیح شدہ ایڈیشن کو ہم خود چھپوا رہے ہیں

فقط محمد امین صفدر غفرلہ ۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

Mohd Amin Safdar

رائے گرامی حضرت مولانا مفتی محمد ولی صاحب مدظلہ

مدرس و مفتی جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

فروعی مسائل میں اختلاف قدیم سے چلا آرہا ہے جو کہ صرف علمی استدلال تک محدود رہا اور اس کی آڑ میں کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ انگریز کے دور میں ایک نئے فرقے نے جنم لیا۔ یہ پہلے پہل وہابی کے نام سے مشہور ہوا اور پھر انگریز نے ان کی خدمات کے سلسلے میں غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی کی کوششوں سے ان کو اہل حدیث کا لقب الاٹ کیا۔ یعنی

برعکس نہادند نام زنگی کافور۔

اس نومولود فرقے نے اختلافی مسائل کو اسلام اور کفر کا اختلاف قرار دیا اور آئے دن اہل السنۃ والجماعۃ کو چیلنج کرنے لگے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء نے ان مسائل پر قلم اٹھایا اور اپنے مسلک کو کتاب وسنت کے مطابق ثابت کیا اور ان کے دام تزویر کو طشت از بام کر دیا۔ اس موضوع پر مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مدظلہ نے بھی عمدہ رسائل تحریر فرمائے تھے جنہیں اہل علم کے اصرار پر یکجا کر کے عمدہ کتابت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشرین کو جزائے خیر دے اور امت مسلمہ کے لیے اس کو نفع بخش بنائے۔ آمین

ابو یوسف محمد ولی درویش غفرلہ

۵/۱۱/۱۴۱۳ھ

فہرست مضامین

تحقیق مسئلہ تقلید

سوال نمبرا: تقلید کا لغوی وشرعی معنی کیا ہے؟ 18
جواب: تقلید کا لغوی معنی 18
تقلید کا شرعی معنی: 18
تقلید جائز اور ناجائز 18
(الف) کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟ 19
(ب) کن کی تقلید کی جائے؟ 19
(ج) کون تقلید کرے؟ 20
غیر مقلد کی تعریف 20
سوال دوم: لفظ تقلید کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟ 21
الجواب: 21
سوال سوم: کیا قرآن وحدیث میں ایک امام کی تقلید کا حکم ہے؟ 22
الجواب: 22
سوال چہارم ۲۷ صحابہؓ کس امام کی تقلید کرتے تھے؟
الجواب: 24
سوال پنجم: کیا چاروں اماموں کے بعد کوئی اور مجتہد ہوا ہے؟ 26
الجواب: 26
سوال ۶: ایک امام کی تقلید واجب ہونے کے کیا دلائل ہیں اور واجب کی تعریف اور حکم کیا ہے؟ 27
الجواب 27
سوال ہفتم: امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ، امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہو کر مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ 27
الجواب: 28
سوال ہشتم: کیا کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا ہے؟ 28
جواب: 28
سوال نہم: جو لوگ چار اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے ان کا کیا حکم ہے؟ 28
جواب: 28
سوال دہم: کیا مسئلہ تقلید پر کوئی اچھی کتاب لکھی گئی ہے؟ 28
الجواب:

تحقیق مسئلہ قرأۃ خلف الامام

مسئلہ قرأۃ خلف الامام قرآن کریم کی روشنی میں 36
اس آیت کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے 37
آیت مذکورہ کی تفسیر رئیس المفسرین حبر الامہ حضرت ابن عباسؓ سے 40
مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر حضرت مقداد بن اسودؓ سے 41
مذکورہ آیت کی تفسیر تابعینؒ عظام سے 41
آیت مذکورہ کی تفسیر حضرت مجاہد سے 42
حضرت سعیدؒ بن مسیب سے 42
حضرت سعید بن جبیر تابعی سے 42
حضرت حسنؒ بصری تابعی سے 43
حضرت عبید بن عمیرؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ سے 43
حضرت ضحاکؒ، ابراہیم نخعیؒ، قتادہؒ، شعبیؒ، سدیؒ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلمؒ سے 44
حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے 44
غیر مقلدین کی ایک مضحکہ خیز حرکت 46
مسئلہ قرأۃ خلف الامام احادیث نبویہ کی روشنی میں 50
وجوہ استدلال 51
دوسری حدیث 53
تیسری حدیث 54
چوتھی حدیث 54
پانچویں حدیث۔ چھٹی حدیث 55

Scanned with CamScanner

ساتویں حدیث، آٹھویں حدیث	56
نویں حدیث	57
قابل غور نکتہ	58
دسویں حدیث	60
گیارہویں حدیث	61
بارہویں حدیث	62
تیرہویں حدیث، چودہویں حدیث	66
پندرہویں حدیث	67
مسئلہ قرأۃ خلف الامام جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے فتووں کی روشنی میں	68
فتویٰ حضرت زید بن ثابتؓ	69
فتویٰ حضرت عبداللہ بن عمرؓ	70
فتویٰ حضرت جابر بن عبداللہؓ	71
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا دوسرا فتویٰ	72
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ	72
فتویٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ	73
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا فتویٰ	74
حضرت عمر بن الخطابؓ کا فتویٰ	74
سعد بن ابی وقاصؓ کا فتویٰ	75
فتویٰ حضرت عبداللہؓ بن عمرو	
زیدؓ بن ثابت و جابرؓ بن عبداللہ	75
فتویٰ حضرات خلفاء راشدینؓ	75
ستر بدری صحابہ کرامؓ کا فتویٰ	76
مسئلہ قرأۃ خلف الامام تابعین عظام کے فتووں کی روشنی میں	76
حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فتویٰ	76
حضرت سعید بن جبیر کا فتویٰ	77
حضرت سعیدؒ بن مسیب کا فتویٰ	77
حضرت محمدؒ بن مسیب کا فتویٰ	77
محمد بن سیرینؒ کا فتویٰ	77
حضرت علقمہ بن قیس کا فتویٰ	78
حضرت اسودؒ بن یزید کا فتویٰ	78
حضرت عمرو بن میمونؒ کا فتویٰ	78
حضرت ضحاکؒ کا فتویٰ	79
حضرت عروہؒ بن زبیر کا فتویٰ	79
تبع تابعین کے فتووں کی روشنی میں	80
حضرت سفیان بن عیینہ	80
حضرت سفیان ثوریؒ	80
امام عبداللہ بن وہبؒ	81
امام اوزاعیؒ، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ	81
امام زہریؒ امام اسحٰق	82
امام لیث بن سعدؒ	83
حضرات آئمہ مجتہدینؒ	84
حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک	84
تفسیر ستاری کے مؤلف کی	
غلط بیانی اور دروغ گوئی	84
امام مالکؒ کا مسلک	88
امام شافعیؒ کا مسلک	90
امام احمد بن حنبلؒ	91
محبوب سبحانی پیران پیر	
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ	93
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ	93
تحقیق مسئلہ آمین	
غیر مقلدوں کی سب سے بڑی کمزوری	99
مسلک اہل سنت و جماعت	100
غیر مقلدین کا مسلک	100
باب اول	101
فصل اول: آمین کا تلفظ اور معنی	101
فصل دوم، فصل سوم: آمین دعا ہے	101
فصل چہارم	103

دلیل اول، دلیل دوم	103
تیسری دلیل، چوتھی دلیل، پانچویں دلیل،	104
چھٹی دلیل، ساتویں دلیل	105
آٹھویں دلیل	105
خلاصہ دلیل	106
فائدہ اول، فائدہ دوم	107
باب دوم	108
حدیث اول	108
حدیث (۲)	109
حدیث (۳) فرشتوں کی آمین	110
اہل سنت والجماعت کو بشارت	110
غیر مقلدوں کی نامرادی، حدیث چہارم	111
استدلال	112
حدیث پنجم، استدلال	113
ایک شبہ کا ازالہ، حدیث ششم	114
حدیث ہفتم، حدیث ہشتم	115
حدیث نہم	116
حدیث دہم، استدلال	117
خلفائے راشدین	118
ایک حقیقت	119
باب سوم	121
پہلا حصہ	122
دوسرا پہلو، ایک ضروری نوٹ	123
تیسرا پہلو مقتدیوں کی آمین کا مسئلہ	123
دعویٰ کا چوتھا حصہ	130
ایک ضروری وضاحت	131
حضرت وائل کی حدیث	133
دوسرا طریق	134
دوسرا راوی	135
حضرت وائل بن حجرؓ کا اپنا فیصلہ	135
بحث حدیث ابی ہریرہؓ	136
حدیث ام حصینؓ	138
غیر مقلدوں کا آخری حربہ	141
حسد کے معنی	142

تحقیق مسئلہ رفع یدین

پیش لفظ	146
ترک رفع یدین احادیث کی روشنی میں	149
کتمان حق، سنت سے بغاوت	164
عقل و نقل سے انحراف، انعامی چیلنج	165
ترتیب دلائل، سنت قائمہ	166
کیا رفع یدین مستحب ہے؟	167
قولی و فعلی سنت میں فرق	167
صرف فعل سے دوام اور سنیت ثابت نہیں ہوتی	168
فعلی احادیث	169
غیر مقلدین کے دعوے کا پہلا حصہ	169
دوسرا حصہ	171
فائدہ، دعویٰ کا تیسرا حصہ	172
فائدہ	173
غیر مقلدین سے ایک سوال	174
وجوہ ترجیح	174

تحقیق مسئلہ تراویح

پیش لفظ	178
قلابازیاں	179
اجوبہ	180
اجوبہ در اجوبے	180
ابتدائیہ	182
سنت کی تعریف	187
تطبیق	190
آنحضرت ﷺ کا رمضان المبارک	191
بیس رکعات تراویح کی احادیث	191

فرق 195
راوی کا حال 196
دور فاروقی وعثمانی 199
دور مرتضوی 208
دیگر صحابہ کرام اور تابعین کا تعامل 211
ائمہ اربعہ 214
اجماع امت 215
ضروری تنبیہ 217
مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی شہادت 225
علامہ وحید الزمان کی شہادت 226
نصیحت 226

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت

شرائط جنازہ 233
حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ 234
نماز جنازہ دراصل دعا ہے 235
دعا کا طریقہ 235
طریقہ نماز جنازہ 236
مرکز اسلام مدینہ منورہ 236
دار الاسلام مکہ مکرمہ 237
دار السلام کوفہ 238
بصرہ سے یمن تک، الحاصل 239
فائدہ۔ التنبیہ لایقاظ السفیہ 240
کیا بہ نیت ثنا فاتحہ پڑھ لینی چاہیے؟ 242
غیر مقلدین کی فتنہ پردازی 242
حنفی مذہب 243
دلائل غیر مقلدین 244
چار تکبیریں 246
ثناء، فتنہ 247
دوسری تکبیر 248
نوٹ 249
غیر تقلیدیت کے عناصر اربعہ کا فتویٰ 249
تیسری تکبیر 250
نابالغ میت۔ چوتھی تکبیر 251
نماز جنازہ آہستہ پڑھنی چاہیے 252
غیر مقلد دوستوں سے چند سوالات 253

نماز کے بارے میں غیر مقلدین کی غلط بیانیاں اور جھوٹ

نماز میں ہاتھ باندھنا 258
صحیح احادیث کا مذاق اڑانا 260
بعد فرض سنت پڑھنا، صبح کی سنتیں پڑھنا 268
جوتے پہن کر نماز پڑھنا، رفع یدین والی نماز 268
نماز قصر کی مسافت، رکعات نماز وتر 269
بعد رکوع دعا قنوت 269
نماز فجر میں قنوت پڑھنا 270
سجدہ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنے والا 270
رکعات تراویح 270
تکبیرات عیدین 271
غائبانہ نماز جنازہ، بعد از دفن قبر پر قرآن پڑھنا 272
مردے کی طرف سے اسقاط دینا 272
نماز کا منکر کافر ہے 272
نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے 272
زبان کے ساتھ نیت کرنا، عمامہ پر مسح 273
تیمم کا طریقہ 273
جرابوں پر مسح 274

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

عورتوں کا مسجد میں آکر نماز پڑھنا 289

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا

پہلی دلیل 297
دوسری دلیل، تیسری دلیل 298
چوتھی دلیل، پانچویں دلیل 299
فقہ پر جھوٹ 300
نوٹ، جھوٹ پر جھوٹ 301
آئمہ اربعہ، اجماع 304
سنت کا مذاق 306
مسائل قربانی کے بارے میں اکتالیس سوالات 309
غیر مقلدین کی فقہ کے دو سو مسائل 315
غیر مقلدین سے دو سو ایک سوالات 333
روایت محمدی پر ایک نظر 365
سنن ابن ماجہ 368
سنن دار قطنی 369
التعلیقات 371
ادراج 372
گاؤں میں نماز جمعہ کی تحقیق
جواثی میں جمعہ 377
کیا مدینہ منورہ شہر تھا 384
ایک اور بہانہ 386
جمعہ بعد عید 387
حضرت پیران پیر اور غیر مقلدین 389
عذاب کا بیان 392
وضو کا بیان 393
نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں 393
کھلا خط بنام
علماء حنفیہ کا مدلل جواب
اجتہادی مسائل کے بارے میں
رسول پاک ﷺ کا فیصلہ 422
رسول اقدس ﷺ کا ایک اور فیصلہ 423
چیلنج 423
چیلنج 424
نوٹ ضروری 424
رسول اقدس ﷺ کا ایک اور فیصلہ 425
مدت رضاعت، حافظ جی کو فقہ نہیں آتی 426
مشرک کا حرم پاک میں داخلہ 430
رسول اقدس ﷺ کا طرز عمل 431
آیت کی تفسیر نبی اقدس ﷺ سے 431
دور فاروقی میں نصرانی کا حرم میں داخلہ 432
کافر کو عبادت کیلئے مکان کرایہ پر دینا 433
شیرۂ انگور (مثلث) 435
اجرت دیکر زنا کرے تو حد نہیں 437
حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہے 440
ایک لامذہب تبرائی غیر مقلد کے فقہ حنفی پر چند اعتراضات کی حقیقت
علامہ وحید الزمان 442
علامہ صدیق حسن خان 442
وحید الزمان 442
اعتراض 443
اصل عبارت 443
مسئلہ رطوبت فرج 445
اجرت دیکر زنا کرنے پر حد نہیں 448
وطی محارم بعد نکاح پر حد نہیں 450
نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا 456
نماز میں عورت کو دیکھنا 457
نجاست سے قرآن پاک لکھنا (معاذ اللہ) 459
کیا نجاست چاٹنا جائز ہے؟ 460

Scanned with CamScanner

تحقیق

مسئلہ تقلید

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال نمبرا: تقلید کا لغوی اور شرعی معنیٰ کیا ہے؟

جواب: تقلید کا لغوی معنیٰ

تقلید کا معنیٰ لغت میں پیروی ہے، اور لغت کے اعتبار سے تقلید، اتباع، اطاعت اور اقتداء سب ہم معنیٰ ہیں۔ تقلید کے لفظ کا مادہ قلادہ ہے۔ یہ قلادہ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے تو ہار کہلاتا ہے اور جب جانور کے گلے میں ڈالا جائے تو پٹہ کہلاتا ہے۔ ہم چونکہ انسان ہیں اس لیے انسانوں والا معنیٰ بیان کرتے ہیں اور جانوروں کو جانوروں والا معنی پسند ہے۔

تقلید کا شرعی معنیٰ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا" (الاقتصاد ص ۵)

تقلید کی تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایت ہے اور مجتہد کی درایت کو قبول کرنا تقلید فی الدرایت ہے۔ کسی محدث کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے اور کسی محدث کی رائے سے کسی راوی کو ثقہ یا مجہول یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے۔ کسی امتی کے بنائے ہوئے اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ کو ماننا بھی تقلید ہے۔

تقلید جائز اور ناجائز

جس طرح لغت کے اعتبار سے کتیا کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہا جاتا ہے اور

بھینس کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہتے ہیں۔ مگر حکم میں حرام اور حلال کا فرق ہے اسی طرح تقلید کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اگر حق کی مخالفت کے لیے کسی کی تقلید کرے تو یہ مذموم ہے جیسا کہ کفار و مشرکین، خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کے لیے اپنے گمراہ وڈیروں کی تقلید کرتے تھے۔ اگر حق پر عمل کرنے کے لیے تقلید کرے کہ میں مسائل کا براہ راست استنباط نہیں کرسکتا اور مجتہد کتاب وسنت کو ہم سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اس لیے اس سے خدا ورسول ﷺ کی بات سمجھ کر عمل کرے تو یہ تقلید جائز اور واجب ہے۔

ا: کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟

صرف مسائل اجتہادیہ میں تقلید کی جاتی ہے اور حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جس کو نواب صدیق حسن خاں صاحب حدیث مشہور فرماتے ہیں۔ الروضہ الندیہ ج ۲ ص ۲۴۶) میں اجتہاد کا مقام متعین ہے کہ جو مسئلہ صراحۃً کتاب وسنت سے نہ ملے اس کا حکم رائے اور اجتہاد کے اصولوں سے کتاب وسنت سے مجتہد اخذ کرے گا۔

نوٹ: محدثین کا اصول حدیث بنانا، کسی حدیث کو صحیح، ضعیف کہنا کسی راوی کو ثقہ یا مجروح قرار دینا بھی ان کا اجتہاد ہے۔

ب: کن کی تقلید کی جائے؟

ظاہر ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد کی ہی تقلید کی جائے گی اور مجتہد کا اعلان ہے کہ **القیاس مظہر لا مثبت** (شرح عقائد نسفی) کہ ہم کوئی مسئلہ اپنی ذاتی رائے سے نہیں بتاتے بلکہ ہر مسئلہ کتاب وسنت واجماع سے ہی ظاہر کرکے بیان کرتے ہیں اور مجتہدین کا اعلان ہے کہ ہم پہلے مسئلہ قرآن پاک سے لیتے ہیں وہاں نہ ملے تو سنت سے، وہاں نہ ملے تو اجماع صحابہؓ سے، اگر صحابہؓ میں اختلاف ہو جائے تو جس طرف خلفائے راشدینؓ ہوں اس سے لیتے ہیں اور اگر یہاں بھی نہ ملے تو اجتہادی قاعدوں سے اسی طرح مسئلہ کا حکم تلاش کر لیتے ہیں جس طرح حساب دان ہر نئے سوال کا جواب حساب کے قواعد کی مدد سے معلوم کر لیتا ہے اور وہ جواب اس کی ذاتی

Scanned with CamScanner

رائے نہیں بلکہ فن حساب کا ہی جواب ہوتا ہے۔

(ج) کون تقلید کرے؟

ظاہر ہے کہ حساب دان کے سامنے جب سوال آئے گا تو وہ خود حساب کے قاعدوں سے سوال کا جواب نکال لے گا اور جس کو حساب کے قاعدے نہیں آتے وہ حساب دان سے جواب پوچھ لے گا۔ اسی طرح مسائل اجتہادیہ میں کتاب وسنت پر عمل کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ جو شخص خود مجتہد ہو گا وہ خود قواعد اجتہادیہ سے مسئلہ تلاش کر کے کتاب وسنت پر عمل کرے گا اور غیر مجتہد یہ سمجھ کر کہ میں خود کتاب وسنت سے مسئلہ استنباط کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لیے کتاب وسنت کے ماہر سے پوچھ لوں کہ اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے۔ اس طرح عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ اور مقلد ان مسائل کو ان کی ذاتی رائے سمجھ کر عمل نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر کہ مجتہد نے ہمیں مراد خدا اور مراد رسول ﷺ سے آگاہ کیا ہے۔

غیر مقلد کی تعریف

نوٹ (۱): مجتہد اور مقلد کا مطلب تو آپ نے جان لیا اب غیر مقلد کا معنیٰ بھی سمجھ لیں کہ جو نہ خود اجتہاد کر سکتا ہو اور نہ کسی کی تقلید کرے یعنی نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی۔ لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا۔ لیکن جو نہ حاکم ہو نہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہے۔ یہی مقام غیر مقلد کا ہے۔

نوٹ (۲): غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدوں کو نہ قرآن آتا ہے، نہ حدیث۔ کیونکہ

Scanned with CamScanner

نواب صدیق حسن خاں، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں، اگر چہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں، غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ گویا سب غیر مقلدین کا اجماع ہے کہ ہر فرقہ کے غیر مقلد علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں انہیں قرآن وحدیث نہیں آتا وہ غلط گندے اور نہایت شرمناک مسائل لکھ لکھ کر قرآن وحدیث کا نام لے دیتے ہیں اس لیے وہ کتابیں اجماعا مردود ہیں اور یہ سب جاہل ہیں۔

سوال دوم

لفظ تقلید کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟

الجواب

قرآن پاک نے ان مقدس جانوروں کو جو خاص خانہ کعبہ کی نیاز ہیں، قلائد فرمایا ہے اور ان کی بے حد تعظیم وحرمت کا حکم فرمایا ہے اور ان مقلدین کی بے حرمتی کرنے والوں کو عذاب شدید کی دھمکی دی ہے۔ البتہ کسی خنزیر، کتے وغیرہ کو قلائد بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی ہے۔

نوٹ (۱) اصول حدیث میں مرسل، مدلس، معضل وغیرہ جس قدر اصطلاحی الفاظ محدثین نے استعمال کیے ہیں، ان الفاظ کا ان ہی اصطلاحی معنوں میں قرآن وحدیث میں ہونا ثابت فرمادیں یا اصول حدیث کا انکار کر دیں۔

نوٹ (۲) سائل نے سوال میں صرف قرآن وحدیث کا ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائل اجماع کو دلیل شرعی نہیں مانتا۔ اگر واقعہ ایسا ہے تو سائل انکار اجماع کی وجہ سے دوزخی ہے اور سائل قیاس شرعی کو بھی شاید دلیل شرعی نہیں مانتا تو اس کے بدعتی

Scanned with CamScanner

ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ انکار قیاس کی بدعت نظام معتزلی نے جاری کی تھی۔

ائمہ مجتہدین کے اتباع کے لیے تقلید کا لفظ اسی اجماع اور تواتر کے ساتھ امت میں استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے جس طرح اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ، قواعد صرف ونحو تواتر کے ساتھ مستعمل ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں محدثین نے مرتب فرمائی ہیں وہ چار ہی قسم کی ہیں: طبقات حنفیہ، طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ اور طبقات حنابلہ، طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے تحریر نہیں فرمائی۔

سوال سوم

کیا قرآن وحدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرو؟

الجواب

قرآن پاک میں قرآن کی تلاوت کا حکم موجود ہے مگر ان دس قاریوں کا نام مذکور نہیں جن کی قراءتوں پر آج ساری دنیا تلاوت قرآن کر رہی ہے اور نہ یہ حکم ہے کہ ان دس قاریوں میں سے کسی ایک قاری کی قراءۃ پر قرآن پڑھنا ضروری ہے مگر ہمارے ملک پاک وہند میں سب مسلمان قاری عاصم کوفیؒ کی قراءۃ اور قاری حفص کوفیؒ کی روایت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ ساری زندگی ایک قرأت پر قرآن پڑھنا کفر ہے یا شرک یا حرام یا جائز۔

اسی طرح کتاب وسنت سے سنت کا واجب العمل ہونا ثابت ہے مگر نام لے کر بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کو صحاح ستہ نہیں کہا گیا۔ نہ بخاری و مسلم کو صحیحین کہا گیا۔ نہ بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا جس طرح ان دس قاریوں کا قاری ہونا اجماع امت سے ثابت ہے، اسی طرح اصحاب صحاح ستہ کا محدث ہونا اجماع امت سے ثابت ہے، اسی طرح ان چاروں اماموں کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہے اور مجتہد کی تقلید کا حکم کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

نوٹ: سائل نے یہ سوال اصل میں شیعہ سے سرقہ کیا ہے کیونکہ کوئی اہل سنت یہ سوال نہیں کرتا، شیعہ کے ان سوالات کا ذکر ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ میں کیا ہے اور بعض کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں کیا ہے۔ اس ملک میں جب انگریز آیا اور اس نے لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپنایا تو یہاں غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا جس کا مشن یہ تھا کہ انگریز کے خلاف جہاد حرام اور مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔ یہاں کے سب مسلمان مکہ اور مدینہ کو مرکز اسلام مانتے تھے۔ ان مراکز اسلام سے جب اس فرقہ کے بارے میں فتویٰ لیا گیا تو انہوں نے بالاتفاق ان کو گمراہ قرار دیا۔ (دیکھو تنبیہ الغافلین) ان لوگوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے مایوس ہو کر یمن کے زیدی شیعوں کی شاگردی اختیار کر لی اور قاضی شوکانی، امیر یمانی کے افکار کو اپنا لیا۔ وہاں سے ہی یہ سوالات درآمد کیے گئے اور اہل اسلام کے دل میں وسوسے ڈالے گئے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ آج تک اس بدعتی فرقہ کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ان سوالات کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مفتی صاحبان کے سامنے پیش کر کے فتویٰ حاصل کریں کیونکہ ان کو کامل یقین ہے کہ وہاں سے سوالات کا جواب ہمارے خلاف آئے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ شیعہ کو ایسا سوال کیوں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شیعہ اپنے بارہ اماموں کو منصوص من اللہ مانتے ہیں اس لیے اہل سنت والجماعت نے ان بارہ کے ناموں کی نص پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ شیعہ اپنے ائمہ کے بارے میں نص پیش نہ کر سکے تو لاجواب ہو کر اہل سنت والجماعت سے مطالبہ کر دیا کہ تم چاروں اماموں کے نام کی نص پیش کرو حالانکہ اہل سنت والجماعت ائمہ اربعہ کو منصوص من اللہ مانتے ہی نہیں تو نص کا مطالبہ ہی غلط ہے۔ ہاں ہم اہل سنت والجماعت باجماع امت ان کا مجتہد ہونا مانتے ہیں۔

سوال چہارم

چاروں اماموں سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں مثلاً صحابہ کرامؓ سے لے کر امام ابوحنیفہؒ تک یہ لوگ کس امام کی تقلید کرتے تھے۔ یا اس وقت تقلید واجب نہ تھی؟

الجواب

یہ سوال بھی کسی اہل سنت والجماعت محدث یا فقیہ نے پیش نہیں کیا بلکہ یہ سوال بھی شیعہ کی طرف سے اٹھا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ''صحابہؓ دو گروہ تھے۔ مجتہد اور مقلد'' (قرۃ العینین) یہ سب صحابہؓ عربی دان تھے لیکن بقول ابن القیمؒ ان میں اصحاب فتویٰ صرف ۱۴۹ تھے۔ جن میں سے سات مکثرین ہیں۔ یعنی انہوں نے بہت زیادہ فتوے دیئے۔ ۲۰ صحابہؓ متوسطین ہیں۔ جنہوں نے کئی ایک فتوے دیے۔ اور ایک سو بائیس مقلین ہیں جنہوں نے بہت کم فتوے دیئے۔ ان مفتی صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، تہذیب الآثار، معانی الآثار وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان مفتی صاحبان نے صرف مسئلہ بتایا، ساتھ بطور دلیل کوئی آیت یا حدیث نہیں سنائی اور باقی صحابہؓ نے بلا مطالبہ دلیل ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔ ان مفتی صحابہؓ کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اِنَّهُمْ تَفَرَّقُوْا فِي الْبِلَادِ وَصَارَ كُلٌّ وَاحِدٍ مُقْتَدِي نَاحِيَةٍ مِنَ النَّوَاحِيْ

کہ صحابہؓ متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر علاقہ میں ایک ہی صحابی کی تقلید ہوتی تھی۔ (الانصاف ص ۳)

مثلاً مکہ میں حضرت ابن عباسؓ کی مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، یمن میں حضرت معاذؓ اور بصرہ میں حضرت انسؓ کی تقلید ہوتی تھی۔ پھر ان کے بعد تابعین کا دور آیا تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: فعند

ذٰلِکَ صَارَ لِکُلِّ عَالِمٍ مِنَ التَّابِعِیْنَ مَذْھَبٌ عَلٰی حِیَالِہٖ فَانْتَصَبَ فِیْ کُلِّ بَلَدٍ اِمَامٌ (الانصاف ص۶) یعنی ہر تابعی عالم کا ایک مذہب قرار پایا اور ہر شہر میں ایک ایک امام ہو گیا۔ لوگ اس کی تقلید کرتے۔ صدر الائمہ مکی فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ہاں تشریف لے گئے تو خلیفہ نے پوچھا کہ آپ شہروں کے علماء کو جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں تو خلیفہ نے پوچھا کہ اہل مدینہ کے فقیہ کون ہیں؟ فرمایا: نافع، مکہ میں عطاء، یمن میں طاؤس، یمامہ میں یحییٰ بن کثیر، شام میں مکحول، عراق میں میمون بن مہران، خراسان میں ضحاک بن مزاحم، بصرہ میں حسن بصری، کوفہ میں ابراہیم نخعی (مناقب موفق ص ۷) یعنی ہر علاقہ میں ایک ہی فقیہ کے فقہی فتاویٰ پر عمل درآمد ہوتا تھا یہ واقعہ امام حاکم نے بھی معرفت علوم حدیث میں لکھا ہے۔ اس لیے امام غزالیؒ فرماتے ہیں: "تقلید پر سب صحابہؓ کا اجماع ہے کیونکہ صحابہؓ میں مفتی فتویٰ دیتا تھا اور ہر آدمی کو مجتہد بننے کے لیے نہیں کہتا تھا اور یہی تقلید ہے اور یہ عہد صحابہؓ میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ (المستصفی ج۲ ص ۳۸۵)

علامہ آمدی فرماتے ہیں صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں مجتہدین فتویٰ دیتے تھے مگر ساتھ دلیل بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی لوگ دلیل کا مطالبہ کرتے تھے اور اس طرز عمل پر کسی نے انکار نہیں کیا، بس یہی اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔ شاہ ولی اللہ شیخ عزالدین بن سلامؒ سے نقل کرتے ہیں۔

ان النَّاسَ لَمْ یَزَالُوْا عَنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اِلٰی اَنْ ظَھَرَتِ الْمَذَاھِبُ لَا رْبَعَةُ یُقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر من احد یعتبر انکارہ، ولو کان ذالک باطلا لا نکروہ۔ (عقد الجید ص ۳۶)

اور خود فرماتے ہیں:

فهذا كيف ينكره احد مع ان الا ستفتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبى صلى الله عليه وسلم ولا فرق بين ان يستفتى هذا دائما ويستفتى هذا حينا بعد ان يكون مجمعا على ماذكرناه۔ (عقد الجید ص ۳۹)

یعنی دور صحابہؓ و تابعینؒ سے تقلید تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس دور میں ایک شخص بھی منکر تقلید نہ تھا چونکہ ان صحابہؓ اور تابعینؒ کی مرتب کی ہوئی کتابیں آج موجود نہیں جو متواتر ہوں۔ ہاں ان کے مذاہب کو ائمہ اربعہ نے مرتب کرا دیا تو اب ان کے واسطہ سے ان کی تقلید ہو رہی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے صحابہؓ و تابعینؒ بھی یہی قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے مگر اس وقت اس کا نام قراۃ حمزہ نہ تھا۔ صحابہؓ و تابعینؒ بھی یہی احادیث مانتے تھے مگر رواہ البخاری اور رواہ مسلم نہیں کہتے تے۔ یہ سوال سائل کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کیا دس قاریوں سے پہلے قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا؟ یا صحابہؓ و تابعینؒ میں نہ کسی نے بخاری پڑھی نہ مشکوٰۃ۔ کیا اس زمانہ میں حدیث کا ماننا اسلام میں ضروری نہ تھا؟

سوال پنجم

کیا چاروں اماموں کے بعد کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوا؟ اور اب کوئی مجتہد پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ سوال تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ’’۳۰۰ھ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا‘‘ اور امام نوویؒ نے بھی شرح مہذب میں یہی فرمایا ہے۔ اب مجتہد مطلق کا آنا نہ تو محال شرعی ہے نہ ہی محال عقلی ہاں محال مادی ہے۔ لیکن وہ آ کر کیا کرے گا؟ کیا اگر کوئی آج کا محدث دعویٰ کر کے

ساری صحیح بخاری کو غلط قرار دے اور حدیث اور محدثین کی عظمت کو ختم کرے تو اس سے دین کا کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی مجتہد بن کر پہلے سارے علمی سرمائے سے اعتماد ختم کرے تو کیا فائدہ؟

سوال ششم

ایک امام کی تقلید واجب ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ اور واجب کی تعریف اور حکم بھی بیان کریں؟

الجواب

اس ملک میں یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ جیسے یمن میں صرف حضرت معاذ مجتہد تھے اور سب لوگ ان کی ہی تقلید کرتے تھے اسی طرح اس ملک میں مدارس، مساجد، مفتی صرف اور صرف سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے ہیں۔ دوسرے کسی مذہب کے مفتی موجود ہی نہیں کہ عوام ان سے فتویٰ لیں۔ اس لیے یہاں تو ایک ہی امام متعین ہے۔ جیسے کسی گاؤں میں ایک ہی مسجد ہو اور ایک ہی امام کے پیچھے ساری نمازیں پڑھنی واجب ہیں، ایک ہی ڈاکٹر ہو سب اسی سے علاج کرواتے ہیں۔ ایک ہی قاری ہو سب اسی سے قرآن پڑھ لیتے ہیں اس لیے یہاں ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے جیسے مقدمتہ الواجب واجب کہا جاتا ہے۔ اس کے بغیر دین پر عمل کرنا ناممکن ہے کوئی شخص ایک رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا اور تارک اس تقلید کا فاسق ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں اور صاحب جمع الجوامع فرماتے ہیں کہ ''عامی پر ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ (عقد الجید ص ۵۰) اور دلیل اس کی اجماع ہے۔

(الاشباہ ج ص ۱۴۳)

سوال ہفتم

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور آپ کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر انہوں نے بہت سے مسائل میں امام صاحب کی مخالفت کیوں کی؟

Scanned with CamScanner

الجواب

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ یہ دونوں حضرات خود مجتہد فی المذہب ہیں اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید کرے تو جائز ہے۔

سوال ہشتم

کیا کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب

ائمہ اربعہؒ کے اقوال مختلف کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان حضرات نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہماری ہر اس بات کو مانو جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور جو خلاف ہو جائے اس کو مت مانو۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے اقوال پر عمل کی ترغیب دے رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ان کے اقوال قرآن وسنت کے موافق ہیں اور وہ قرآن وسنت کی مخالفت نہیں کرتے پس اس سے ان کی تقلید کا حکم ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہوا۔

سوال نہم:

جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:

موجودہ دور میں جو لوگ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور حرمین شریفین کے فتووں کے مطابق ان پر تعزیر واجب ہے۔

سوال دہم:

کیا مسئلہ تقلید پر اردو زبان میں بھی کوئی کتاب لکھی گئی ہے جسے پڑھ کر اس

Scanned with CamScanner

مسئلہ کو اچھی طرح سمجھا جا سکے؟

جواب:

اس مسئلہ پر بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ چند کے نام لکھ دیتا ہوں:

(۱) تقلید کی شرعی حیثیت (۲) الکلام المفید فی اثبات التقلید (۳) تقلید ائمہ اور مقام امام ابوحنیفہؒ (۴) الاقتصاد (۵) تنقیح التقلید (۶) خیر التنقید (۷) اجتہاد اور تقلید (۸) تقلید شخصی (۹) توفیر الحق (۱۰) تنویر الحق (۱۱) تحفۃ العرب والعجم (۱۲) تقلید اور امام اعظمؒ (۱۳) سبیل الرشاد (۱۴) ادلہ کاملہ (۱۵) ایضاح الادلہ (۱۶) مدار الحق بجواب معیار الحق (۱۷) انتصار الحق بجواب معیار الحق (۱۸) تنقید فی بیان التقلید وغیرہ وغیرہ۔

تحقیق مسئلہ قرأۃ خلف الامام

(حصہ اول)

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین باتمکین! موجودہ دور فتنوں کا دور ہے۔ نت نئے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ ایک فتنہ مٹنے نہیں پاتا کہ دوسرا فتنہ سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے اس پرفتن دور میں لادینیت کے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ زندقہ کے سیلاب امنڈ رہے ہیں اسلامی قوانین کا کھلے بندوں مذاق اڑایا جارہا ہے۔ الحاد کا عفریت برہنہ ہو کر ناچ رہا ہے۔ کفر کی طاقتیں اسلام کی بنیادوں پر حملہ آور ہیں۔ اسلام کے اساسی عقائد پر کلہاڑا چلایا جارہا ہے۔ الحاد کی گھنگور اور مہیب گھٹائیں ملک کے آفاق پر چھارہی ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ ملک میں بے حیائی، بے شرمی، عیاشی، فحاشی، بدمعاشی، افتراء پردازی، کذب بیانی، بدعہدی، بدمعاملگی، بددیانتی قتل و غارت، لوٹ مار، جفا کاری اور ستم شعاری جیسے مہلک امراض معاشرہ کی بنیادوں کو منہدم کر رہے ہیں اور معاشرہ کی خوبیوں اور اچھائیوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔

اس لیے اس پُر آشوب دور میں اتحاد کی جتنی ضرورت و اہمیت ہے وہ اصحاب بصیرت اور ارباب دانش و بینش پر بخوبی عیاں ہے۔ عیاں راچہ بیان ان حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ مسلمانوں کے سب مکاتب فکر اپنے فروعی اختلافات کو مٹا کر اتحاد و اتفاق کے جذبات کے تحت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر لادینی طاقتوں اور طاغوتی قوتوں کا تعاقب کر کے اتحاد کے گرز سے ان کا سر پاش پاش کر دیتے اور اتفاق کی قوت سے الحاد کے طوفان کا رخ موڑ دیتے اور دہریت کے سیلابوں پر بند باندھ دیتے مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ جسے غیر مقلدین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے حالات کی نزاکت اور زمانہ کے تقاضوں کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ ملک میں الحاد پھیلتا جارہا ہے۔ انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ پاکستان میں شجرِ اسلام پر خشت باری ہو رہی ہے۔ منکرین حدیث ملک میں دندنا رہے ہیں۔ برائیاں نشو و نما پا رہی ہیں۔ مکر و فریب کا بازار گرم ہے، اخلاقی گراوٹ انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ملحدوں، زندیقوں اور منکرین حدیث کی تردید کی بجائے

احناف پر خوب برستے ہیں ان کا خاکہ اڑاتے اور انہیں اپنے سب وشتم کا ہدف بناتے ہیں۔ فروعی مسائل کو ہوا دینا اور پر امن فضا میں زہر گھولنا ان کا رات دن کا محبوب مشغلہ ہے۔ ان کے مقررین کی شعلہ فشانیاں اور ان کے اہل قلم کی جولانیاں احناف کی مخالفت اور ان کی تحقیر وتوہین اور تذلیل وتضحیک کے لیے وقف ہیں۔

کئی مقامات پر اس فرقہ نے بڑا ادھم مچا رکھا بلکہ شور محشر برپا کر رکھا ہے۔ اس مکتب فکر کے سالانہ اجتماعات میں نہایت اشتعال انگیز اور سوقیانہ انداز سے فروعی مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور کھلم کھلا علی الاعلان اور برملا کہا جاتا ہے کہ جو لوگ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے ان کی نمازیں بےکار و باطل اور کالعدم ہیں اور یہ لوگ ساری عمر بے نماز رہتے ہیں۔ بیس بیس ہزار روپے کے کھلے اور انعامی چیلنج دئے جاتے ہیں خوب تعلیاں کی جاتی ہیں اور شیخیاں بکھاری جاتی ہیں اور عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک حدیث بھی نہیں۔ ہمارے اسلاف واکابر نے انہیں کبھی منہ نہیں لگایا ان کو کبھی قابل اعتناء اور لائق التفات نہیں سمجھا کیونکہ ان کے پیش نظر ہمیشہ تعمیری پروگرام رہے ہیں۔

ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوہ حسنہ اور اپنے اکابر واسلاف کے طریق کار کے پیش نظر ان کی اشتعال انگیزیوں اور سوقیانہ پروپگنڈے کو بڑے صبر وسکون اور حلم وتحمل سے برداشت کرتے رہے۔ لیکن جب ہم نے دیکھا کہ ہماری شرافت کو کمزوری پر محمول کیا جارہا ہے۔ علاوہ بریں غیر مقلدین کے علماء کی تقاریر وخطبات سننے والے عوام نے ہم سے بار بار استفسار کیا کہ کیا واقعی احناف احادیث سے تہی دامن ہیں، کیا ان کے پاس امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث بھی نہیں تو بادل نخواستہ اس موضوع پر قلم اٹھانا پڑا اور ان کے بلند بانگ دعاوی اور مکروہ پروپگنڈہ کی حقیقت کو طشت ازبام اور الم نشرح کرنے کے لیے یہ رسالہ ترتیب دیا گیا۔

خاکپائے اکابر بشیر احمد قادری

مدرس مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی

۱۵ نومبر ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کریم حق تعالیٰ کی آخری کتاب ہے وہ قرآن کریم جس سے گلستان ایمان میں رنگ و بو، بوستان اسلام میں تروتازگی اور رونق ہے۔ جس سے باغ عالم کی بہاروں میں نکھار ہے۔ جس سے چمنستان کائنات میں نور اور روشنی ضیا اور سنا ہے، جس کے حسن کی تابانیوں، جس کے جمال کی درخشانیوں اور جس کے کمال کی فراوانیوں کے سامنے گزشتہ آسمانی کتب ماند پڑ گئیں، جس نیر تاباں، جس آفتاب درخشاں اور جس سراج منیر کے ضوء فگن ہوتے ہی بزم ہدایت کی روشن شمعیں اور محفل رشد کی فروزاں قندیلیں بجھ گئیں جس نے سابق کتب سماویہ اور صحف ربانیہ پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔

جو حقائق و دقائق کا خزینہ، علوم و معارف کا دفینہ اور حکم و اسرار کا گنجینہ ہے جو خاتم الکتب ہے اور خاتم الانبیاء سید الاولین و آخرین امام المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر نازل کی گئی۔ جس کی تنزیل کے بعد وحی و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو کامل ضابطہ حیات ہے جو مکمل دستور اور مدلل منشور ہے جو ہمہ گیر مطالب انقلاب انگیز مضامین اور حیرت خیز تعلیمات و ہدایات پر حاوی اور مشتمل ہے۔

اگر اربوں رائٹر کھربوں سال تک رات اور دن بلا انقطاع پے در پے اور مسلسل اس کی صفت و ثنا اور مدح و توصیف سطح قرطاس پر ثبت کرتے رہیں تو پھر بھی اس کے حسن و جمال کے کھربویں حصہ کی ادنیٰ سے ادنیٰ جھلک بھی پیش کرنے سے یکسر قاصر اور ریک قلم عاجز رہیں گے۔

جب اس کے کمال و جلال اور حسن و جمال کا یہ عالم ہے تو بتائیے پھر مجھ جیسا حقیر، فقیر، ناچیز ہیچ مدان، کج مج زبان، قصیر البنان اور ضعیف البیان انسان کیا کرے اس کی شان بیان۔

چونکہ قرآن کریم کلام ربانی اور صحیفہ آسمانی ہے۔ ادلہ اربعہ میں اس کا مقام

سب سے اونچا اور بلند و برتر ہے۔اصول اربعہ میں قرآن کریم کو اولیت اُفضلیت اور ارجحیت حاصل ہے اور یہ ہمارے باہمی اختلافات، اندرونی افتراقات اور مناقشات کا ناطق اور دوٹوک فیصلہ دے سکتا ہے اس لیے مسلمان ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کے لیے خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں یہ لازم اور واجب ہے کہ جب ان میں کسی مسئلہ کے بارے اختلاف رونما ہو، باہمی آویزش اور کشمکش واقع ہو، کسی مسئلہ کے سلسلہ میں افتراق کا شکار ہو کر شیر وشکر ہونے کے بجائے باہم دست و گریباں ہوں۔ان کا شیرازہ بکھرتا اور اتحاد پارہ پارہ ہوتا نظر آئے تو ادھر ادھر تا نکنے، جھانکنے اور بھٹکنے کی بجائے سب سے پہلے وہ اس کلام ازلی و ابدی کی طرف رجوع کریں۔اس متنازعہ فیہ مسئلہ کو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔اس بارے میں قرآن کریم سے ہدایات کے طالب ہوں۔اگر قرآن کریم میں اس مسئلہ کا حل مل جائے تو اس کے مطابق اپنے اعتقادات وخیالات کو ڈھالنا، اس پر عمل پیرا ہونا، اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے لیے راہ عمل متعین کرنا اور اپنے اعمال و کردار کی اساس قرآنی انوار کی ضیاء پاشیوں کی ضو میں استوار کرنا مسلمانوں کیلئے ہر فرض سے بڑا فرض ہے کیونکہ قرآن کریم کا فیصلہ خالق کائنات کا فیصلہ ہے۔اس کے فیصلہ کے بعد کسی مسلمان کے لیے اس سے انحراف اعراض، روگردانی، سرتابی اور انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ...... وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

(ترمذی شریف ج ۱ ص مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۱۸۶)

جو شخص (قرآن کو چھوڑ کر) اس کے غیر میں ہدایت کا متلاشی ہو تو

وہ گمراہ ہو جائے گا (گمراہی وضلالت کی تاریک وادیوں میں بھٹکتا پھرے گا) یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ یہ ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے جو شخص (اس کی تعلیمات اور اصولوں پر گامزن اور) عمل پیرا ہو وہ اجر دیا جائے گا۔

جس شخص نے اس کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جس نے لوگوں کو اس کی ہدایات وتعلیمات کی طرف دعوت دی وہ سیدھی راہ کی ہدایت دیا گیا۔

بہر حال مسلمان کے لیے سعادت اور خوش بختی یہی ہے کہ وہ اپنے معتقدات ونظریات اور افکار وآراء کو قرآن کریم کی تعلیمات وہدایات کے ماتحت کردے اور اس کے ہر ہر اشارہ پر ہزار جان سے نچھاور ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

حضرات آیئے! اب ہم اس متنازعہ فیہ مسئلہ (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے) کو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم سے ہدایات کے طالب ہوں۔

جب ہم اس سلسلہ میں قرآن کریم سے استفسار کرتے ہیں تو قرآن کریم اس سلسلہ میں ہمیں نہایت واضح اور ناطق فیصلہ دیتا ہے، صاف اور کھلی ہدایات سے نوازتا ہے۔

قرآن کریم کا ناطق اور دوٹوک فیصلہ ملاحظہ فرمایئے۔

مسئلہ قرأۃ خلف الامام قرآن کریم کی روشنی میں

حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (پ۹، سورۃ اعراف)

اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو تا کہ تم پر (حق تعالیٰ) کی رحمتیں نازل ہوں۔

Scanned with CamScanner

جمہور سلف و خلف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے مسئلہ قرأۃ خلف الامام کو واضح واشگاف اور آشکارا فرمایا ہے اور اس کے بارے میں صاف اور ناطق حکم صادر فرمایا ہے یعنی امام اور مقتدی دونوں کا کام اور وظیفہ الگ الگ متعین فرمایا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے (امام قرأۃ کرے) تو مقتدیوں کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر اور تشریح میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات عالیہ اور اقوال مبارکہ پیش کردیں کہ اس مقدس جماعت نے اس آیت کریمہ کا کیا مطلب سمجھا ہے۔

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے

یوں تو سبھی صحابہ کرامؓ آسمان ہدایت کے روشن ستارے بلکہ چندے آفتاب ماہتاب تھے۔ ہر ایک اپنی جگہ مینارہ نور تھا۔ ہر ایک تقویٰ کا پیکر، تدین کا پہاڑ اور علم و فضل کا پتلا تھا۔ لیکن بعض صحابہ کرامؓ دوسرے صحابہ کرام سے علم و فضل، فقہی بصیرت، دانش و بینش، اور فہم فراست میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بعض ایسے جزوی فضائل حاصل تھے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی دوسرا ان کا شریک و سہیم نہ تھا۔

قرآن کریم کے معلمین میں یہ سب صحابہ کرامؓ سے ممتاز اور فائق و برتر تھے۔ معلمین قرآن میں ان کا نمبر سب سے پہلا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِسْتَقْرِؤُ الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ سَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

(بخاری شریف ج۱، ص۵۳۱۔ ترمذی شریف ج۲، ص۲۲۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم (صحابہ کرام) قرآن کریم ان چار حضرات سے سیکھو۔ عبداللہ ابن مسعودؓ سے، سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہ سے۔ ابی ابن کعبؓ اور معاذؓ بن جبل سے۔

حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

وان البداية بالرجل فی الذكر على غيره فی امر يشترك فيه مع غيره يدل على تقدمه فيه.

یعنی جو خوبی چند آدمیوں میں پائی جائے اس سلسلہ میں جس کا نام سب سے پہلے لیا جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خوبی اس میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ معلمین قرآن کریم میں چونکہ سب سے پہلا نام حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا ہے اس لیے میں ان سے شدید محبت کرنے لگا ہوں۔ اور یہ میرے خاص محبوبوں میں سے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے بارہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

قال النبی ﷺ تمسكوا بعهد ابن ام عبد.

(ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۹۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ابن مسعودؓ کی ہدایت اور حکم کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

مسلم شریف ج ۲، ص ۲۹۳ میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ وَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَامِنْ كِتَابِ اللهِ سُوْرَةٌ اِلاَّ اَنَا اَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ آيَةٍ اِلاَّ اَنَا اَعْلَم

فیما انزلت وَلَوْ اَعْلَمُ احدا هُوَ اَعْلَمُ بِکِتَابِ اللہ مِنِّیْ تَبْلُغُهُ الابل لرکبت الیه.

کہ اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی دوسرا اللہ نہیں قرآن کریم کی کوئی سورت اور کوئی آیت ایسی نہیں جس کا شانِ نزول مجھے معلوم نہ ہو کہ کس موقعہ پر اور کس حالت میں نازل ہوئی ہے۔ اور میں اپنے سے بڑا کتاب اللہ کا عالم کسی کو نہیں پاتا۔ اگر (اس وقت یعنی دور صحابہ میں) مجھ سے بڑا کوئی عالم ہوتا جس تک پہنچنا ممکن ہوتا تو میں اس کی طرف رجوع کر کے استفادہ کرتا۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود جو اس درجہ اور شان اور اس مرتبہ اور مقام کے حامل ہیں اور جو اپنی بعض غیر معمولی خصوصیات کی بنا پر بعض امتیازات کے بلا شرکت غیرے مالک ہیں ان سے اس آیت کریمہ کے بارے میں درج ذیل روایت منقول ہے۔

صَلّٰی اِبْنُ مَسْعُوْدٍؓ فَسَمِعَ اُنَاساً یَّقْرَؤُنَ مَعَ الاِمَامِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَمَا آنَ لَکُمْ اَنْ تَفْهَمُوْ اَمَا آنَ لَکُمْ اَنْ تَعْقِلُوْا ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ (تفسیر ابن جریر ج۹، ص ۱۰۳)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے (ایک دفعہ) نماز پڑھی اور چند آدمیوں کو انہوں نے امام کے ساتھ قرأۃ کرتے سنا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ بوجھ اور عقل و خرد سے کام لو جب قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہو تو اس کی طرف کان لگاؤ اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

آیت مذکورہ کی تفسیر رئیس المفسرین وحبر الامہ حضرت ابن عباسؓ سے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ صحابہ کرامؓ میں بہت اونچے درجہ کے مفسر مانے گئے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کے بعد تفسیر میں ان کا درجہ اور مقام تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ

(مسند احمد ج ۱، ص ۳۲۸۔ ابن کثیر ج ۱، ص ۳)

اے اللہ ان کو (عبداللہ بن عباسؓ کو) دین کی سمجھ عطا فرما اور قرآن کریم کی تاویل اور تفسیر میں مہارت۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

ضَمَّنِیْ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِکْمَةَ

(ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۲۳)

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ بھینچ کر فرمایا کہ اے اللہ اسے دین کی سمجھ اور دانائی عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جلیل القدر صحابی، عظیم المرتبت مفسر اور بے نظیر محدث حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ یعنی اِبْنَ مَسْعُوْدٍؓ نِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کے بہترین ترجمان، مفسر اور شارح ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو مذکورہ فضائل ومناقب اور ماثر ومفاخر کے حامل ہیں اور جو تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں وہ اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ یَعْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ. (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۲۸۔ تفسیر ابن جریر ج ۹، ص ۱۰۳۔ کتاب القرأۃ ص ۸۸۔ روح المعانی ج ۹، ص ۱۵۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا...﴾ کا شان نزول فرضی نماز ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر حضرت مقداد بن اسودؓ سے

وَذَكَرَ الْبَغْوِیُّ عَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ نَاسًا یَقْرَؤُوْنَ مَعَ الاِمَامِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَمَا آنَ لَكُمْ اَنْ تَفْقَهُوْا ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ كَمَا اَمَرَكُمُ اللهُ (تفسیر مظہری ج ۳، ص ۵۰۷)

امام بغویؒ نے حضرت مقداد بن اسود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو امام کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ نے ان لوگوں کو (ڈانٹتے ہوئے) فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم عقل ودانش سے کام لو۔ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگاؤ اور خاموش رہو جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر تابعینؒ عظام سے

تابعین عظام میں سب سے بڑے مفسر حضرت مجاہد بن جبیرؒ ہیں۔ یہ اپنے دور میں فن تفسیر کے سب سے بڑے امام تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کا حضرت مجاہد کے بارے میں یہ قول مشہور ہے۔

كان سفيان الثوری يقول اذا جاء ك التفسير عن مجاهد فحسبک به. (تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۵)

حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت مجاہد کی تفسیر تمہارے پاس پہنچ جائے تو پھر کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ:

عرضت المصحف علی ابن عباسؓ ثلث عرضات من فاتحته الی خاتمه اوقفه عند کل آیة و اساله عنها.

(تفسیر ابن کثیر ج۱، ص۴)

میں نے قرآن کریم اول سے لے کر آخر تک تین دفعہ رئیس المفسرین حضرت ابن عباسؓ پر پیش کیا۔ قرآن کریم کی ہر ہر آیت کریمہ پر حضرت ابن عباسؓ کو ٹھہراتا اور ان سے اس کے بارے میں سوال کرتا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر حضرت مجاہد سے

عن مجاهد فی قوله ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا...﴾ فی الصلوة.

(تفسیر بن جریر ج۹، ص۱۰۳۔ تفسیر ابن کثیر ج۲، ص۲۸۱۔ کتاب القرأۃ ص۱۰)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کا شان نزول نماز ہے۔

حضرت سعیدؒ بن مسیب سے

عن سعید بن المسیب ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ قال فی الصلوة.

(تفسیر ابن جریر ج۹، ص۱۰۳۔ کتاب القرأۃ ص۱۹)

حضرت سعیدؒ بن مسیب فرماتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾

کا شان نزول نماز ہے۔

حضرت سعیدؒ بن جبیر تابعی سے

عن سعید بن جبیر ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ فی الصلوۃ المکتوبۃ.

(تفسیر ابن جریر ج ۹، ص ۱۰۳۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۲۸۱)

حضرت سعید بن جبیر تابعی فرماتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ فرضی نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت حسنؒ بصری تابعی سے

عن الحسن فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا قال فی الصلوۃ

(کتاب القرأۃ ص ۹۱)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت عبید بن عمیرؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ سے

قال عبید بن عمیر و عطاء بن ابی رباح انما ذلک فی الصلوۃ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾

(تفسیر ابن جریر ج ۹، ص ۱۰۳)

حضرت عبید بن عمیر تابعی اور حضرت عطاء ابن ابی رباح تابعی فرماتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ کا شان نزول نماز ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت ضحاک، ابراہیم نخعی قتادہ، شعبی، سدی اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ سے

قال الضحاک وابراهیم النخعی و قتادة والشعبی والسدی و عبدالرحمن بن زید بن اسلم ان المراد بذلک فی الصلوة . (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۲۸۱)

حضرت ضحاک، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قتادہؒ، حضرت شعبی، حضرت سدی اور حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا قول مذکورہ آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وذکر ابن حنبل الا جماع علی انها نزلت فی الصلوة وذکر الاجماع علی انها لا تجب القرأة وذکر الاجماع علی انها لا تجب القرأة علی الماموم حال الجهر.

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲، ص ۱۲۸)

حضرت امام احمدؒ بن حنبل نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے۔ نیز اس پر بھی علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ جب امام جہر سے قرأۃ کر رہا ہو تو مقتدی پر قرأۃ واجب نہیں۔

ایک دوسرے مقام پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں۔

وقول الجمهور هو الصحیح فان الله سبحانه و تعالیٰ قال ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

تُرْحَمُوْنَ﴾ قال احمدؒ اجمع الناس علی انھا نزلت فی الصلوۃ. (فتاویٰ کبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸)

جمہور کا قول ہی صحیح اور درست ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تا کہ تم پر حق تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش نازل ہو۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ دوسرے جلیل القدر مفسرین مثلاً صاحب تفسیر کشاف ج ۱، ص ۵۲۳ میں، علامہ بیضاوی ص ۳۰۸ میں، صاحب معالم التنزیل ج، ص ۲۷۲ میں اور ابوالسعود ج ۴، ص ۵۰۳ صاحب تفسیر مظہری ج ۳، ص ۵۰۷ میں۔ اور صاحب روح المعانی ج ۹، ص ۱۵۱ میں یہی زیب قرطاس فرمار ہے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے۔

ناظرین کرام! آپ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے لے کر علامہ آلوسی صاحب روح المعانی تک کی تفاسیر کی عبارات ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول صرف نماز ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ سے یہ بات نقل کی جا چکی ہے کہ اس بات پر تمام اہل اسلام کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس کا شان نزول فقط نماز ہے۔ اور یہ اجماع نقل کرنے والے کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں بلکہ امام اہل سنت اور پیشوائے ملت یکے از ائمہ مجتہدین امام احمدؒ بن حنبل ہیں اور آپ یہ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنا شاذ اور خلاف اجماع ہے۔ ان وزنی دلائل اور معقول براہین کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص اس بات پر اڑا رہے کہ اس کا شان نزول خطبہ ہے یا یہ آیت کریمہ کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو سمجھئے

Scanned with CamScanner

کہ وہ تعصب کی خار دار وادی میں بھٹک رہا ہے اور غلو کے سنسان بیابان اور بے آب وگیاہ صحراء کی طرف لپک رہا ہے اور حق کے دامن کو ہاتھ سے جھٹک رہا ہے۔

غیر مقلدین کی ایک مضحکہ خیز حرکت

غیر مقلدین کی ایک مضحکہ خیز حرکت یہ ہے کہ ان کو جہاں اپنے مطلب کی بات ملے گی خواہ وہ کتنی ہی ضعیف اور کمزور، کتنی ہی لغو اور بیکار اور کتنی ہی پا در ہوا اور پھسپھسی کیوں نہ ہو اس کو سینے سے لگائیں گے، گلے کا ہار بنائیں گے اس سے تمسک کریں گے اور اس کو مضبوطی سے تھامیں گے۔

لیکن جو بات ان کے مطلب اور مقصد، ان کے مذہب اور مشرب اور ان کی منشا اور رائے کے خلاف ہو خواہ وہ بات صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعین فخام اور آئمہ ذی المجد والاحتشام سے ثابت ہو اس کو پس پشت ڈال دیں گے اس سے صرف نظر اور اعراض کریں گے۔ اس میں بے جا تاویلات، رکیک توجیہات اور بیہودہ تاویلات کا دروازہ کھولیں گے۔ حقائق سے اغماض کریں گے۔ واقعات کو جھٹلائیں گے۔ صحیح احادیث سے چشم پوشی کریں گے۔ ضعیف احادیث سے استدلال کریں گے خواہ اس میں محمد ابن اسحاق جیسے کذاب اور دجال راوی کیوں نہ ہوں۔

غیر مقلدین کا یہ طرز عمل اور یہ ناروا رویہ درج ذیل سطور سے پوری طرح واضح اور بے نقاب ہو جائے گا، بس ذرا چشم بصیرت کو وا کریں اور حقیقت بیں نگاہوں سے درج ذیل معروضات کا مطالعہ فرمائیں۔ دیکھئے آیت مذکورہ کے بارے میں صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اس کا شان نزول نماز ہے۔ تابعین فرماتے ہیں اس کا شان نزول نماز ہے، تبع تابعین فرماتے ہیں اس کا شان نزول نماز ہے، امام احمد بن حنبل اس پر جمہور سلف و خلف کا اجماع نقل کرتے ہیں، ان وزنی دلائل و براہین اور قوی بینات وحجج کا تقاضا تو یہ تھا کہ جمہور صحابہ کرام و تابعین فخام و تبع تابعین ذی شان کی بات مان لی جاتی لیکن وہ غیر مقلد ہی کیا جو صحیح بات مان لے۔ چنانچہ غیر مقلدین نے

یہ کیا ان سب تفسیرات کو پس پشت ڈال کر سب سے اعراض کر کے ایک مفسر کی مرجوح تفسیر کو گلے لگایا، گلے کا ہار بنایا، اسے آنکھوں سے لگایا، دل میں بٹھایا، دماغ میں جمایا، اس بارے میں تشدد کر کے دشمنوں کو ہنسایا، دوستوں کو رلایا، مسلمانوں کو ستایا، سادہ لوح مسلمانوں کو بہکایا ورغلایا۔

وہ مرجوح تفسیر یہ ہے کہ آیت کریمہ کفار ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم پوری توجہ اور خاموشی سے سنیں اور شور و غل نہ مچائیں۔

باوجودیکہ یہ تفسیر نہایت مرجوح بلکہ غلط اور باطل ہے لیکن چونکہ بظاہر ان کے مطلب ومقصد اور مسلک ومشرب کے موافق تھی اس لیے قبول کر لی گئی۔

جمہور سلف وخلف کی صحیح ترین تفسیر چونکہ ان کے مطلب ومشرب کے خلاف تھی اس لیے وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی بلکہ پائے استحقار سے ٹھکرا دی گئی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اسے کہتے ہیں مطلب پرستی، خود غرضی، بحر تعصب میں غوطہ زنی اور دریائے غلو میں غواصی۔

جب انسان اندھے بہرے تعصب میں مبتلا ہو جاتا ہے، تشدد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے اور غلو کو شعار و دثار تو وہ حقائق بینی کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔ واقعات دیکھنے کی قابلیت سے محروم ہو جاتا ہے جس کے طاغوت آشیاں دماغ کو تعصب کی کدورتوں نے گدلا کر رکھا ہو تو وہ حقائق دیکھے تو کیونکر، واقعات پرکھے تو کیسے؟

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ مذکورہ آیت کفار ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئی بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ:

(۱) اس لیے کہ مذکورہ سطور میں احادیث صحیحہ، اجماع امت اور مفسرین کرام کی تصریحات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے۔ بایں ہمہ یہ کہنا

کہ یہ آیت کریمہ کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے تفسیر بالرائے بدعت سیئہ اور آیت کریمہ کی حقیقت کے انکار کے مترادف ہے، حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی بے جا جسارت اور ناروا، و ناپسندیدہ حرکت سے محفوظ فرماوے۔ آمین۔

(۲) اس لیے کہ قرآن کریم میں کوئی ایک حکم بھی ایسا نہیں جس کی تعمیل صرف کفار پر واجب ہو اور مسلمانوں کے لیے اس پر عمل پیرا ہونا ممنوع و محظور ہو۔

(۳) اگر فریق ثانی کی یہ الٹی منطق صحیح تسلیم کر لی جائے تو نہ معلوم ان کا قرآن کریم کے ان عمومی احکام کے بارے میں کیا ارشاد ہوگا جو بظاہر ایک کافر اور مشرک قوم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں۔

مثلاً ایک مقام پر حق تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ، وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (پ۸ رکوع ۴)

ترجمہ: ”اے نبی کریم ﷺ آپ فرما دیجئے کہ تم آؤ میں سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور بے حیائی کے قریب نہ بھٹکو جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور نہ قتل کرو اس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق کی وجہ سے تم کو یہ حکم دیا گیا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ“

کیا فریق ثانی کی منطق کی رو سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان احکام کے مخاطب

Scanned with CamScanner

صرف کافر اور مشرک ہیں، کفار و مشرکین کے لیے تو شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل اولاد کا ارتکاب کرنا، فواحش و منکرات کے قریب جانا حرام اور گناہ ہے لیکن مسلمانوں کے لیے ان اعمال قبیحہ کا ارتکاب بالکل جائز اور مستحسن ہے۔ مومنوں کے لیے شرک کرنا اور قتل کرنا بالکل درست ہے۔

(۴) اگر بفرض محال یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ مذکورہ آیت کریمہ کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ کفار و مشرکین کو تو قرآن کریم کی تلاوت کے وقت شور و غل مچانے سے منع کیا گیا ہے لیکن مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت خوب شور و غل کیا کریں۔ کیا فرماتے ہیں علماء غیر مقلدین بیچ اس مسئلہ کے:

آنکھیں اگر بند ہیں پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

(۵) نیز اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ آیت کریمہ کافروں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تب بھی اس کو کافروں میں منحصر سمجھنا اور مسلمانوں کو اس سے خارج کر دینا باطل ہے، حالانکہ اس کا شان نزول ہی مومنوں کی نماز ہے، مگر افسوس صد افسوس کہ فریق مخالف بڑی جرأت اور جسارت سے یہ بات کہتا ہے کہ اس آیت کا جو اولین مصداق ہے اس کو یہ آیت شامل نہیں بلکہ یہ صرف کفار و مشرکین کو شامل ہے۔ یا للعجب۔

(۶) اگر مان بھی لیا جائے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول کفار و مشرکین کا شور و غل مچانا ہے تو گزارش ہے کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم اور آیت کو اس کے شان نزول اور خاص سبب پر منحصر کر دینا غلط اور باطل ہے۔ اس کو صرف سبب نزول میں محصور و مسدود سمجھنا ایک ایسی علمی غلطی ہے جس کا ارتکاب کوئی ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم کی سینکڑوں ایسی آیات ہیں جو کسی خاص سبب کی وجہ سے نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم چونکہ عام ہے اس لیے وہ اسی

Scanned with CamScanner

سبب پر محصور و مقصور اور بند و مسدود نہیں ہیں۔

دیکھئے حضرت زید بن حارثہؓ کو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے حکم دیا کہ رسول خدا ﷺ تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں۔ اس آیت کریمہ کا سبب گو خاص ہے لیکن حکم خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ اس آیت مقدسہ کی رو سے جیسا کہ زید بن حارثہؓ کو حضور علیہ السلام کا بیٹا کہنا جائز نہیں، ایسا ہی زید، عمر بکر اور خالد وغیرہ دیگر افراد واشخاص کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کہنا جائز نہیں۔ جس طرح حضرت زید بن حارثہؓ کے بارے میں حکم ہے کہ ان کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے بلایا جائے، اسی طرح ہر شخص اور ہر فرد کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے پکارا جائے۔

کیا غیر مقلدین حضرات اس آیت کریمہ کا یہ مطلب لیں گے کہ صرف حضرت زیدؓ کو ہی حضور علیہ السلام کا بیٹا کہنا منع ہے اور دوسرے افراد کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا جائز ہے۔

مسئلہ قرأۃ خلف الامام احادیث نبویہ کی روشنی میں

پہلی حدیث (بطریق سلیمان تیمی)

عن ابی موسیٰ الاشعریؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَیَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَ عَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِیْن۔

(صحیح مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، ابوداؤد شریف ص ۱۴۰ ج ۱، ابن ماجہ ص ۶۱، مسند ابوعوانہ ص ۱۳۳ ج ۲، بیہقی ص ۱۵۵ ج ۱، مشکوٰۃ شریف ص ۸۱، دارقطنی ص ۳۲۸ ج ۲)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں (صحابہ کرامؓ کو) خطاب فرمایا، پس آپ نے ہمیں سنت کی تعلیم و تلقین فرمائی اور نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔ پس حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ (نماز شروع کرنے سے قبل) اپنی صفیں درست کرلو پھر تم میں سے ایک شخص تمہارا امام بنے جب وہ (امام) تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔ اور جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔

وجوہ استدلال

(۱) ناظرین باتمکین! یہ حدیث صریح صحیح اور مرفوع ہے اور ہمارے دعویٰ پر واضح اور واشگاف دلیل ہے۔ اس حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے اہتمام سے نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا اور نماز میں امام اور مقتدیوں کے فرائض، وظائف، ذمہ داریوں کو بڑی وضاحت اور صراحت اور بڑے واضح اور بین طریقے سے بیان فرمایا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ، التباس اور شک وشبہ باقی نہ رہا۔

آپؐ نے اس حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ قرأۃ کرنا صرف امام کا فریضہ، وظیفہ اور ذمہ داری ہے۔ مقتدیوں کا کام اور وظیفہ صرف اور صرف خاموشی، توجہ اور انصات ہے۔

چونکہ یہ روایت مطلق ہے اس لیے سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں کو شامل ہے، لہٰذا اس حدیث کی رو سے مقتدیوں کے لیے کسی نماز میں بھی خواہ وہ جہری ہوں یا سری امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کی مطلق گنجائش نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اس حدیث سے امام اور مقتدی کے فرائض اور وظائف پر روشنی ڈالنا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

Scanned with CamScanner

امام اور مقتدی کے فرائض ترک کر دیے ہوں۔ کیونکہ اگر آپ ایسا کریں تو تبلیغ احکام میں کوتاہی کے مرتکب ہوں گے اور نبی سے ایسی کوتاہی ناممکن ہے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان احکام کے وقت مقتدی کے فریضہ کو تو بیان نہ فرمائیں بلکہ اس فریضہ کی ضد اور الٹ اور عکس بیان فرما دیں۔ مثلاً اس کے ذمہ امام کے پیچھے قرأۃ کرنا فرض ہو لیکن آپ مقتدی کو قرأۃ کا حکم دینے کی بجائے اس کو قرأۃ نہ کرنے کا امر فرمائیں۔

(۲) امام اور مقتدی کے لیے جو افعال و اعمال فرض تھے وہ حضور علیہ السلام نے بڑی تشریح اور توضیح سے بیان فرما دیے۔ تکبیر تحریمہ دونوں کے لیے فرض تھی اس کی فرضیت اِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا کے الفاظ سے بیان فرمائی، رکوع دونوں کے لیے فرض تھا اس کی وضاحت اِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا (جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو) سے فرمائی۔ سجدہ دونوں کے لیے فرض تھا اس کی تشریح کے لیے آپ کی زبان فیض ترجمان سے اِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا (جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو) کا جملہ صادر ہوا۔

جب حضور علیہ السلام نے امام اور مقتدی کے مشترکہ فرائض بیان فرما دیے تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے قرأۃ (جو بقول غیر مقلدین مقتدی کے لیے فرض ہے) کی فرضیت کے بیان سے نہ صرف پہلو تہی فرمائی بلکہ اس کی جگہ اس کی ضد انصات کو ذکر فرمایا۔ اگر قرأۃ مقتدی کے لیے بھی فرض ہوتی تو حدیث شریف کے الفاظ یوں ہوتے اِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاقْرَؤُا جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب امام پڑھے تو تم بھی پڑھو۔ لیکن حدیث شریف میں اِذَا قَرَءَ فَاقْرَؤُا کی بجائے اِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا کے الفاظ ہیں۔ اگر امام کے پیچھے قرأۃ فرض تھی تو رکوع سجود وغیرہ کی طرح اس کی فرضیت کی تشریح کیوں نہیں کی گئی۔

(۳) اگر بالفرض اس حدیث میں وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا کے لفظ بھی مذکور و موجود ہوتے تب بھی یہ روایت اس پر دلالت کرتی کہ قرأۃ کرنا امام کا وظیفہ ہے نہ کہ مقتدیوں

کا۔ ان الفاظ کے بغیر حدیث شریف کا مفہوم و مضمون اور مطلب یہ ہوتا۔

جب تم نماز پڑھنا چاہو (پہلے) اپنی صفیں درست کرلو اور تم میں سے ایک شخص امامت کے فرائض انجام دے۔ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ پڑھے تو تم آمین کہو۔ اگر مقتدیوں پر سورہ فاتحہ فرض ہوتی تو وَاِذَا قَالَ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ کے بجائے جمع کا صیغہ وَاِذَا قُلْتُمْ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمین ہوتا۔ جیسا کہ فقولوا آمین میں قولوا جمع کا صیغہ ہے ایسے ہی یہاں بھی قُلْتُمْ جمع کا صیغہ ہوتا۔

صحیح مسلم ص ۱۷۶ ج ۱ کی ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ اِذَا قَالَ الْقَارِیُٔ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهٗ آمین کہ جب پڑھنے والا ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ کہے تو جو اس کے پیچھے ہیں وہ آمین کہیں۔ اس حدیث میں پڑھنے کی نسبت صرف امام کی طرف ہوئی ہے یہ اس امر کی واضح اور بین دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنا صرف امام کا فریضہ ہے۔ مقتدی کا کام صرف خاموش رہنا اور انصات کرنا ہے ہاں البتہ آمین کہنے میں مقتدی برابر کے شریک ہیں۔

دوسری حدیث

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمین وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ.

(نسائی شریف ص ۱۰۷، ج ۱، ابن ماجہ شریف ص ۶۱، طحاوی شریف ص ۱۲۸، مشکوٰۃ شریف ص ۸۱، ج ۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

یہ حدیث بھی واضح طور پر امام اور مقتدی دونوں کے فرائض اور وظائف کی تعیین کرتی ہے کہ تمام نمازوں میں امام کا وظیفہ قرأۃ کرنا اور مقتدی کا وظیفہ خاموشی اور انصات ہے۔

تیسری حدیث

عن جابر بن عبداللہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَأَةُ الاِمَامِ لَهٗ قِرَأَةٌ. (ابن ماجہ شریف ص ۶۱)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لیے امام کی قرأۃ ہی کافی ہے''۔

یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اس کو الگ پڑھنے اور علیحدہ قرأۃ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ اور امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ اس حدیث شریف میں بھی سری اور جہری کی کوئی قید نہیں لہٰذا یہ بھی اپنے عموم پر ہونے کی وجہ سے ہر نماز کو شامل ہے۔

چوتھی حدیث

عن انسؓ قال صلی بِنَا رَسُوْلُ اللہِ ﷺ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا

Scanned with CamScanner

بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُ وْنَ وَالاِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوْا فَسَاَلَهُمْ ثَلٰثاً فَقَالُوْا اِنَّا نَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا۔ (طحاوی شریف ص ۱۰۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک نماز پڑھا کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کیا تم امام کے پڑھتے وقت (امام کی اقتداء میں) پڑھتے ہو؟ صحابہ کرام خاموش رہے، آپؐ نے تین دفعہ دریافت فرمایا تب صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں حضرت ہم امام کے پیچھے قرأۃ کرتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (آئندہ) ایسا مت کرنا۔

پانچویں حدیث:

عن عبداللہ بن مسعود قَالَ كَانُوْا يَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالِ خلطتُم عَلَيَّ الْقُرْآن (طحاوی شریف ص ۱۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۶، کتاب القرأۃ ص ۱۴۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضور ﷺ کی اقتداء میں قرأۃ کیا کرتے تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (ان کو ڈانٹتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگوں نے (میرے پیچھے پڑھ کر) مجھ پر قرآن کریم کی قرأۃ مختلط (خلط ملط) کردی ہے۔

چھٹی حدیث

عن الزھریؒ عن انسؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَاِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا (کتاب القرأۃ ص ۱۱۳)

ترجمہ: "امام زہریؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم

خاموش رہو۔

اس روایت میں بھی امام مقتدی دونوں کے وظائف پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ مقتدی کا وظیفہ تمام نمازوں میں خاموشی، سکوت اور انصات ہے اور امام کا فریضہ یہ ہے کہ وہ قرأۃ کرے۔ دونوں کے الگ الگ وظائف ہیں۔ ان میں اشتراک نہیں بلکہ تقسیم ہے۔

ساتویں حدیث:

عن جابر بن عبداللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرأَۃَ الاِمَامِ لَہٗ قِرأَۃٌ . (طحاوی شریف ص ۱۰۶)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کے لیے امام کی قرأۃ ہی کافی ہے۔

امام کا پڑھنا ہی اس کا پڑھنا ہے۔ اسے الگ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

آٹھویں حدیث:

عَنْ جابر قَالَ اِنَّ رَجُلاً صَلّٰی خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ یَعْنِیْ یَقْرَاُ فَاَوْمیٰ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَھَاہُ فَاَبٰی فَلَمَّا اِنْصَرَفَ قَالَ اَتَنْھَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ فَتَذَاکَرَا حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرأَۃَ الاِمَامِ لَہٗ قِرأَۃٌ..

(کتاب القرأۃ ص ۱۲۶)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں ظہر یا عصر کی نماز میں قرأۃ کی اثناء نماز میں ایک شخص نے اس کو اشارتاً منع کیا لیکن وہ دوسرا شخص باز

نہ آیا جب نماز سے فارغ ہو چکے تو قرأۃ کرنے والے شخص نے منع کرنے والے سے کہا کہ تم مجھے حضور ﷺ کے پیچھے پڑھنے سے کیوں روکتے ہو وہ دونوں آپس میں تکرار کر رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی گفتگو سن کر فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس کے لیے امام کی قرأۃ ہی کافی ہے (اس کو الگ پڑھنے کی ضرورت نہیں امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے)

نویں حدیث

عن ابی هریرة ان رسول اللهﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاۃِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَمَعِیَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ آنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِﷺ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَا لِیْ اُنَازِعُ الْقُرْآن فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاۃِ مَعَ رَسُوْلُ اللهِﷺ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللهِﷺ.

(موطا امام مالک ص ۲۹۔ نسائی شریف ص ۱۰۶۔ ابوداؤد شریف ج ۱، ص ۱۲۱۔ ترمذی شریف ص ۴۲۔ ابن ماجہ ص ۶۱۔ کتاب القرأۃ ص ۱۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جہری نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے (باوجودیکہ تمام صحابہ کرام موجود تے) ان میں سے صرف ایک شخص بولا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے ساتھ قرأۃ کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبھی تو میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کی قرأۃ میں جھگڑا کیوں کیا جا رہا ہے۔ منازعت اور کشمکش کیوں

ہو رہی ہے مجھ سے قرآن کریم کیوں چھینا جا رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جہری نمازوں میں قرأۃ کرنے سے رک گئے۔

یہ صبح کی نماز کا واقعہ ہے (ملاحظہ فرمائیے سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۵۷ اور سنن ابی داؤد ج ۱۔ص ۱۳۰) جس میں تقریباً تمام صحابہ کرام موجود تھے لیکن ان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھنے والا صرف ایک شخص تھا اس کو بھی امام کے پیچھے قرأۃ کرنے پر ڈانٹا گیا۔

اگر امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہوتا تو اس فریضہ کے ادا کرنے والے کو نہ ڈانٹا جاتا بلکہ اس کی تحسین وتصویب کی جاتی۔

جو صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نہیں پڑھ رہے تھے بقول غیر مقلدین چونکہ وہ فرض کے تارک تھے اس لیے چاہیے تھا کہ ان کو فرض کے ترک پر ڈانٹا جاتا اور ان سے کہا جاتا کہ چونکہ تم ایک فرض کے ترک کے مرتکب ہوئے ہو اس لیے تمہاری نماز نہیں ہوئی لہٰذا نماز کا اعادہ کرو۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ فرض کے تارکین کو تو کچھ نہیں کہا گیا اور فاتحہ پڑھنے والے شخص کو ڈانٹ پلائی گئی۔

غیر مقلدین سے ہمارا ایک سوال ہے از راہ کرم وہ اسے حل کر کے شکریہ کا موقع دیں کہ کیا فرض ادا کرنے والوں کو ڈانٹا جاتا ہے یا فرض ترک کرنے والوں کو؟

قابل غور نکتہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ کو اپنی اقتداء میں قرأۃ کرنے کا حکم فرمایا ہوگا یا نہیں۔ اگر آپ نے اپنی اقتداء میں پڑھنے کا امر فرمایا تھا تو پھر حضور علیہ السلام کا اپنے ارشاد گرامی کی تعمیل کرنے والے کو ڈانٹنا چہ معنی دارد؟ کیا یہ ممکن ہے کہ سرور کائنات ﷺ پہلے خود ہی ایک چیز کا حکم فرمادیں اور پھر اس کی تعمیل کرنے والے کو ڈانٹنا شروع کر دیں۔

نیز اگر آپ نے امام کی اقتداء میں پڑنے کا امر فرمایا تھا تو کیا بات ہے کہ سب صحابہ کرامؓ میں سے صرف ایک شخص اس حکم کی تعمیل کرتا ہے اور باقی سب صحابہ کرامؓ آپ کے ارشاد گرامی کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

صحابہ کرامؓ جو شمع نبوت کے پروانے اور آفتاب رسالت کے دیوانے تھے جو آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ہزار جان سے نچھاور ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ آپ اُن دیوانگان شمع رسالت کو حکم فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قراۃ کیا کرو اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن صحابہ کرامؓ کی اکثریت آپؐ کے ارشاد کی تعمیل پر آمادہ نہیں ہوتی بلکہ آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے کیا صحابہ کرامؓ سے یہ جسارت ممکن ہے۔ بینوا تو جروا۔

نیز یہ امر بھی قابل غور و لائق التفات اور خاص طور پر پیش نظر رکھنے کے لائق ہے کہ فریق ثانی کے مسلک کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقتدیوں کو امام کے پیچھے پڑھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اس کو مقتدیوں کے لیے فرض بھی قرار دیا۔ تو یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ جو چیز آپ کی منازعت خلجان اور تکدر کا باعث بنی اور جس فعل پر آپ نے اظہار ناراضگی اور ناپسندیدگی فرمایا اور آپؐ نے جس حرکت کو ناپسند فرماتے ہوئے اس پر سرزنش کی اور ڈانٹا اور پھر اسی ناپسندیدہ فعل اور باعث خلجان عمل کو فرض بھی قرار دے دیا۔

فریق ثانی کے مسلک و مشرب کا حاصل اور لب لباب یہ نکلا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے پڑھنے کو ناپسند بھی فرمایا ہے اور پسند بھی۔ اس سے منع بھی فرمایا ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے۔

قراۃ سے منازعت، مخالجت، مخاصمت اور کشمکش ہوتی بھی ہے اور نہیں بھی ہوتی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام کے پیچھے پڑھنے کے فعل کو ناپسند اور باعث تکدر ہونے کے باوجود فرض قرار دیا۔ حاشا و کلا رسول اللہ ﷺ کی شان عالی اس سے

بہت بلند و بالا اور ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ بیک وقت دو متضاد باتوں کا حکم فرما دیں۔ نیز صحابہ کرامؓ کی شان اس سے بہت اونچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لیے ایک امر کو ضروری قرار دیں لیکن صحابہؓ اسے قابل اعتناء نہ سمجھیں بلکہ اس کی خلاف ورزی کا ارتکاب کریں۔

دسویں حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے ابن ماجہ میں ایک لمبی حدیث آتی ہے جس کا خلاصہ لب لباب اور ماحصل یہ ہے کہ حضور ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپؐ نے امامت کے فرائض حضرت صدیق اکبرؓ کو تفویض فرمائے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔
ایک مرتبہ جب مرض میں قدرے تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ دو آدمیوں کے سہارے آہستہ آہستہ چل کر مسجد میں تشریف لائے آپ کی مسجد میں تشریف آوری سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز شروع کرا چکے تھے۔ آپ کی آمد محسوس کر کے پیچھے ہٹنے لگے آپ نے اشارہ فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو ابوبکر صدیقؓ مصلی کے قریب کھڑے ہو گئے اور ان کی جگہ حضور ﷺ مصلی پر تشریف فرما ہوئے اور بیٹھ کر نماز پڑھانا شروع کی اور ابوبکر صدیقؓ مکبر بن گئے اگلے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔

وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنَ الْقِرَاۃَ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْبَکْرٍؓ۔ (ابن ماجہ شریف ص ۸۸)

حضور ﷺ نے قرأۃ وہیں سے شروع کی جہاں تک حضرت صدیق اکبرؓ قرأۃ فرما چکے تھے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

فَاسْتَفْتَحَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ حَیْثُ اِنْتَھٰی اَبُوْبَکْرٍؓ مِنَ الْقُرْآنِ۔
(سنن کبریٰ بیہقی ج ۳، ص ۸۱)

پس حضور ﷺ نے قرآن کریم کے اس حصہ سے پڑھنا شروع

Scanned with CamScanner

کیا جہاں تک حضرت ابوبکر صدیقؓ قرأۃ فرما چکے تھے۔

ایک تیسری روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

فَاسْتَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ حَیْثُ اِنْتَھٰی اَبُوْبَکْرٍ مِنَ الْقِرَاۃِ.

(طحاوی شریف ج ا ص ۱۹۷)

کہ حضور ﷺ نے وہاں سے قرأۃ پوری کی جہاں تک حضرت ابوبکرؓ قرأۃ کر چکے تھے۔

یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس کے سب راوی ثقہ، ثبت اور حجت ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی پوری سورۃ فاتحہ رہ گئی تھی یا اس کا اکثر حصہ رہ گیا تھا اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شدید بیمار تھے۔ دو آدمیوں کے سہارے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مسجد نبوی میں رونق افروز ہوئے تھے۔ آپ کے دھیرے دھیرے تشریف لانے میں معمول سے زیادہ وقت صرف ہو گیا اور حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی تشریف آوری سے قبل نماز شروع فرما چکے تھے۔

ان حالات کے پیش نظر عقل و بصیرت اور انصاف و دیانت کا تقاضا تو یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ اگر مکمل طور پر نہ پڑھی گئی ہوگی تو اس کا اکثر حصہ تو یقیناً پڑھا جا چکا ہوگا۔ مگر باوجود اس کے حضور ﷺ کی نماز ہو گئی آپ نے اس کا اعادہ نہ فرمایا۔ اسے بیکار اور باطل قرار نہ دیا بلکہ اسے درست اور صحیح سمجھا۔ اگر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو حضور ﷺ کی یہ نماز نہ ہوتی آپ اسے باطل قرار دے کر اس کا اعادہ فرماتے۔

گیارہویں حدیث

عن ابی ھریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَھَا قَبْلَ اَنْ یُّقِیْمَ الْاِمَامُ صُلْبَہٗ۔ (دار قطنی ج ا، ص ۳۴۸)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

جس شخص نے امام کو پشت سیدھی کرنے سے پہلے رکوع میں پالیا اس نے رکعت کو پالیا۔

اس حدیث شریف سے پوری وضاحت اور صراحت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس شخص نے امام کو رکوع میں پالیا اس نے رکعت کو پالیا یعنی اس کی رکعت ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو گیا اس کے رکوع میں شریک ہونے سے پہلے امام فاتحہ پڑھ چکا ہوگا کیونکہ امام فاتحہ پڑھ کر ہی رکوع میں جاتا ہے۔ لیکن باوجودیکہ اس نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی یہ رکعت ہو گئی معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ورنہ اس شخص کی یہ رکعت نہ ہوتی۔
یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ غیر مقلدین حضرات بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

بارہویں حدیث:

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّہٗ دَخَلَ الْمَسْجِد وَالنَّبِیُّ ﷺ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔ (سنن کبریٰ ج ۱، ص ۱۰)

حضرت ابو بکرہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ رکوع میں چلے گئے تھے چنانچہ صف میں ملنے سے پہلے ہی وہ رکوع میں چلے گئے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ صف میں مل گئے آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے نیکی پر حریص کرے پھر ایسا نہ کرنا۔

یہ بات بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرہؓ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع میں شامل ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی یہ رکعت ہو گئی۔ حضور ﷺ نے ان کی اس نماز کو کامل مکمل اور صحیح سمجھا اور ان کو نماز دہرانے کا حکم نہیں فرمایا۔ اگر سورۃ

فاتحہ کا پڑھنا ہر رکعت میں فرض اور رکن ہے تو حضرت ابو بکرہ کی یہ نماز کیسے درست ہو گئی ان کو دوبارہ پڑھنے کا کیوں نہ حکم دیا گیا۔

غیر مقلد حضرات کو بھی بدرجہ مجبوری بادل نخواستہ اس حدیث کو صحیح ماننا پڑا ہے اور اس بات کا اقرار کرنا پڑا ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے چنانچہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی التعلیق المغنی علی الدار قطنی میں لکھتے ہیں۔

وفی ذلک دلالۃ علی ادراک الرکعۃ بادراک الرکوع و قد روی صریحاً عن ابن مسعودؓ و زیدؓ بن ثابت و ابن عمرؓ. (التعلیق المغنی علی الدار قطنی ص ۳۴۷)

اور اس (حدیث ابو بکرہؓ) میں اس بات پر دلالت ہے کہ امام کو رکوع میں پانے والا رکعت پالیتا ہے اور یہ مسئلہ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی صراحۃً روایت کیا گیا ہے۔

امام غرباء اہلحدیث ابو محمد مولوی عبدالستار صاحب اپنی تفسیر ستاری میں لکھتے ہیں۔

بیشک شرعاً مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ احادیث نبویہ و تعامل صحابہؓ سے اس کا کافی ثبوت پایا جاتا ہے مگر اس سے عدم وجوب فاتحہ پر استدلال کرنا محض غلط و باطل ہے۔ قرأۃ کا وجوب حالت قیام میں ہے نہ حالت رکوع میں جب حالت بدل گئی حکم بھی بدل گیا۔ (تفسیر ستاری ص ۳۶۷)

جواب: تفسیر ستاری کے مصنف کے اس جواب میں قطعاً کوئی وزن اور معقولیت نہیں۔ مولوی صاحب موصوف کا جواب تو سراسر قیاس پر مبنی ہے جس کے متعلق یہ حضرات گلا پھاڑ پھاڑ کر اور چیخ چیخ کر یہ نعرہ لگایا کرتے ہیں اول من قاس ابلیس کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔ آگے یہ ان کی بلا جانے کہ ابلیس کا قیاس کس نوعیت کا تھا۔ اور قیاس مجتہد کسے کہتے ہیں؟

Scanned with CamScanner

پھر یہ بھی خوب رہی کہ جب حالت بدل گئی تو حکم بھی بدل گیا۔ اول تو اس کو ثابت کرنا چاہیے تھا کہ رکوع کرنے سے کیا حالت بدل گئی؟ کیا نماز ختم ہوگئی یا نمازی بدل گیا۔

آخر یہ مسئلہ کس حدیث سے آپ نے معلوم کیا کہ رکوع کرنے سے نماز یا نمازی کی حالت بدل جاتی ہے۔ حضرت ابوبکرہؓ کی حدیث اور دوسری وہ احادیث جو رکوع پالینے سے رکعت پانے پر دلالت کرتی ہیں، سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں رکوع قیام کے حکم میں ہے کہ سجدہ پالینے سے رکعت نہیں ملتی اور رکوع پالینے سے رکعت مل جاتی ہے۔ جب رکوع بحکم قیام ہے تو رکوع سے حالت نہیں بدلی لہٰذا رکوع پالینے کی حالت میں رکوع میں قرأۃ فاتحہ فرض ہونی چاہیے۔

چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اس طرف بھی گئے ہیں کہ رکوع میں فاتحہ پڑھ لینی چاہیے۔ کتاب القرأۃ بیہقی کی درج ذیل روایت ملاحظہ فرماویں۔

عن حسان بن عطية عن ابی الدر داء قال لا تترک الفاتحة خلف الامام زاد ابن ابی الحواری ولوان تقرا وانت راکع وفی روایة اخری عن ابی الدرداء قال لو ادرکت الا مام وهو راکع لا حببت ان اقرء بفاتحة الکتاب . (کتاب القرأۃ بیہقی ص ۵۲)

حسان ابن عطیہ حضرت ابوالدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ چھوڑو چاہے رکوع ہی میں پڑھ لو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں امام کو رکوع میں پاؤں تو اس کو پسند کروں گا کہ سورۃ فاتحہ رکوع ہی میں پڑھ لوں۔

اس اثر سے صاحب تفسیر ستاری کی بنائی ہوئی عمارت دھڑام سے پیوند زمین ہوجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع سے حالت نہیں بدلی بلکہ رکوع میں قیام کی طرح قرأۃ

Scanned with CamScanner

فاتحہ ہوسکتی ہے پس امام غرباء اہلحدیث کا یہ کہنا کہ جیسے شریعت کا یہ حکم ہے کہ کوئی رکعت بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی ویسے ہی شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے یہ احناف کے مسلک کے قوی، وزنی اور معقول ہونے کا اعتراف واقرار ہے۔

جب رکوع میں مقتدی کے ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے اور رکوع میں پڑھنا فرض نہیں حالانکہ رکوع بحکم قیام ہے تو معلوم ہوا کہ حالت قیام میں بھی مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ امام کی قرأۃ ہی مقتدی کی قرأۃ تصور کی جائے گی۔

حق بات یہ ہے کہ جو لوگ مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو فرض قرار دیتے ہیں ان کو یا تو داؤد بن علی ظاہری کی طرح اس بات کا قائل ہو جانا چاہیے کہ رکوع پالینے سے رکعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یا پھر حضرت ابو درداءؓ کی طرح اس بات کے قائل ہو جائیں کہ امام کو رکوع میں پانے والا رکوع کی حالت میں ہی سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔ اگر غیر مقلد حضرات جمہور کی طرح اس بات کے قائل ہوں گے کہ رکوع پالینے سے رکعت مل جاتی ہے اور رکوع میں فاتحہ پڑھنا فرض نہیں تو پھر وہ کسی طرح بھی مقتدی پر سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض نہیں کہہ سکتے۔

رہا یہ اعتراض کہ حنفیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے اور اس حالت میں ابو بکرہؓ صحابی کو قیام بھی نہیں ملا اور بغیر قیام کے ان کی وہ رکعت ہوگئی پس معلوم ہوا کہ قیام بھی فرض نہیں ہے۔ حالانکہ احناف کے نزدیک قیام ارکان صلوۃ میں سے ایک اہم رکن ہے۔

جواب: معترضین حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ وہ ارشاد فرمائیں کیا ابو بکرہ نے تکبیر تحریمہ بھی کہی تھی یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو حدیث میں اس کا ذکر کہاں ہے؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ تکبیر کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، تو ہم جواباً عرض کریں گے کہ قیام کے ذکر کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ تکبیر تحریمہ بدوں قیام کے صحیح نہیں ہوتی علامہ شوکانیؒ اور امام طحاوی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ تکبیر تحریمہ بغیر

قیام کے صحیح نہیں ہوتی۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو ساری امت کے اجماع اور تعامل کے خلاف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بغیر کسی کے نزدیک نماز صحیح نہیں ہوتی۔

تیرہویں حدیث

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ كُلُّ صَلٰوةٍ لا يُقْرَأُ فِيْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِىَ خِدَاجٌ اِلا وَرَاءَ الاِمَامِ.

(کتاب القرأۃ بیہقی ص ۱۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے مگر امام کی اقتدا میں جو نماز پڑھی جائے اس میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

چودہویں حدیث

اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی انا ابو احمد عبداللہ بن عدی الحافظ نا جعفر بن احمد الحجاج وَ جماعة قالو انا بحر بن نصر نا یحییٰ بن سلام نا مالک بن انس ناوهب بن کیسان قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلاوَرَاءِ الاِمَامِ.

(کتاب القرأۃ ص ۱۳۶)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو سعد احمد بن محمد مالینی نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو احمد عبداللہ بن عدی الحافظ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے جعفر بن احمد حجاج نے اور ایک جماعت نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سلام نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مالک

Scanned with CamScanner

بن انس نے بیان فرمایا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے وہب بن کیسان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی مگر امام کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اس سے مستثنٰی ہے یعنی وہ ہو جائے گی اور مقتدی کے لیے الگ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

پندرہویں حدیث

عن ابی ھریرۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ صَلٰوۃٍ لا یُقْرَأُ فِیْھَا بِاُمِّ الْکِتَابِ فَھِیَ خِدَاجٌ اِلا صَلٰوۃَ خَلْفِ الاِمَامِ

(کتاب القرأۃ بیہقی ص ۱۷۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہوتی ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جاوے۔

(اس میں امام کے پیچھے پڑھنے کی ضرورت نہیں وہ امام کے پیچھے پڑھے بغیر ہی ہو جاوے گی)

اس روایت میں خلف الامام اور ام الکتاب کی قید خاص طور پر ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھنی چاہیے اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے تمام نمازوں میں خواہ وہ جہری ہوں یا سری سورۃ فاتحہ کی قرأۃ کو ضروری، لازم اور واجب قرار دیا ہے مگر مقتدی کی نماز کو اس سے مستثنٰی قرار دیا ہے اور مقتدی کے لیے پڑھنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

مبارکپوری صاحب اور ان کے ہمنوا حضرات نے جہاں قرأۃ سے ما زاد علی الفاتحہ کی تاویل کر کے جان چھڑانے کی کوشش کی ہے ان کی یہ تاویل بھی باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس حدیث شریف میں خاص طور پر امّ الکتاب کی قید مذکور ہے جو ان کی مذکورہ تاویل کو غلط قرار دیتی ہے۔

مسئلہ قرأۃ خلف الامام

جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے فتووں کی روشنی میں

جمہور سلف و خلف کی تفسیر کی روشنی میں قرآن کریم کا واضح، ناطق، اور واشگاف فیصلہ پیش کیا جا چکا ہے۔ نیز اس بارہ میں صحیح، صریح اور مرفوع احادیث بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ اب احقر مناسب سمجھتا ہے کہ شمع نبوت کے پروانوں اور آفتاب رسالت کے دیوانوں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و آثار، آراء و افکار اور فتاویٰ پیش کر دیے جائیں۔ تاکہ ناظرین کرام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ آفتاب نبوت سے براہ راست اکتساب فیض کرنے والوں نے امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کے بارے میں کیا سمجھا ہے، اس بارے میں ان کے اقوال و فتاویٰ کیا ہیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس سلسلہ میں جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام کی اکثریت احناف کی ہمنوا، ہم صدا اور مؤید ہے۔

نہ صرف یہ کہ ان سے امام کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت وارد ہے بلکہ پڑھنے والوں کے لیے دھمکیاں اور وعیدیں بھی منقول ہیں۔

حضرت مسروق جو بہت بڑے تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ۔

قَالَ وَجَدتُّ عِلْمَ اَصْحَابِ مُحَمَّد ﷺ اِنْتَهٰی اِلٰی سِتَّةٍ، اِلٰی عُمَرَ وَ عَلِیٍ و معاذ وابی الدر داء وزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۲۵)

میں نے صحابہ کرامؓ سے اکتساب فیض کرنے کے بعد دیکھا کہ ان سب کا علم چھ (بزرگ) صحابہ کرام کی طرف لوٹتا ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوالدرداء اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری دینی مسائل کی نشرواشاعت اور ترویج کے لحاظ سے صحابہ کرامؓ کو تین طبقات پر منقسم کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ایک طبقہ وہ ہے جس سے دینی مسائل کی نشرواشاعت اور ترویج کم ہوئی ہے۔ دوسرا وہ طبقہ ہے جو اس بارے میں متوسط رہا ہے۔ تیسرا وہ طبقہ ہے جس سے دینی مسائل واحکام کی نشرواشاعت اور ترویج بہت زیادہ ہوئی ہے۔

مبارکپوری صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

وكان المكثرون منهم سبعة عمرؓ بن الخطاب وعلیؓ بن ابی طالب و عبداللهؓ بن مسعود و عائشةؓ ام المومنين و زيد بن ثابتؓ و عبداللهؓ بن عباس و عبدالله بن عمرؓ.

جن صحابہ کرام سے دین کی بہت زیادہ نشرواشاعت ہوئی ہے ان میں سے یہ سات حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حسن اتفاق سے مذکورہ جلیل القدر وعظیم المرتبت صحابہ کرامؓ کی اکثریت اس بارہ میں (امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرنے کے سلسلہ میں) احناف کثر اللہ سوادہم کے ساتھ ہے **فلله الحمد على ذلك**۔ اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ حضرت زید بن ثابتؓ

عن عطاء اِنَّهٗ سَالَ زَيْدَ بن ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مع الامام فَقَالَ لا قِرَائَةَ مَعَ الاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ.

(مسلم شریف ج ۱، ص ۲۱۵۔ نسائی شریف ج ۱، ص ۱۱۱۔ مسند ابو

عوانہ ج ۲، ص ۲۰۷۔ طحاوی شریف ص ۱۰۸)

حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں (خواہ سری ہو یا جہری) کوئی قرأۃ نہیں کی جاسکتی۔

مصنف ابن ابی شیبہ اور موطا امام محمد میں حضرت زید بن ثابتؓ کا یہ فتویٰ ان الفاظ سے منقول ہے۔

عن زید بن ثابت قال مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الاِمَامِ فَلا صَلٰوۃَ لَہٗ

(موطا امام محمد ص ۴۶) (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۶ ج ۱)

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے امام کے پیچھے قرأۃ کی تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶ میں حضرت ابن ثوبان نے حضرت زید بن ثابت کا یہ اثر بایں الفاظ نقل فرمایا ہے۔

عن ابن ثَوبَانِ عن زیدؓ بن ثابت قال لا یُقْرَءُ خَلْفَ الاِمَامِ اِنْ جَھَرَ وَاِنْ خَافَتَ.

حضرت ابن ثوبان حضرت زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں امام کے پیچھے نہ پڑھا جائے امام بلند آواز سے پڑھتا ہو یا پست آواز سے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کا یہ فتویٰ اس امر کی واضح اور بیّن دلیل ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی کو کسی نماز میں کسی قسم کی قرأۃ کا کوئی حق نہیں۔

فتویٰ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

عن ابن عمرؓ قال اذا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الاِمَامِ فَحَسْبُہٗ

Scanned with CamScanner

قِرَائَةُ الاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَأْ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بنُ عَمَرَ لا يَقْرَأُ خلفَ الاِمَامِ.

(موطا امام مالک ص ۲۹، طحاوی شریف ص ۱۲۹، موطا امام محمد ص ۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ تم میں سے جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرأۃ ہی کافی ہے اور جب اکیلا اور تنہا پڑھے تو اس کو پڑھنا چاہیے اور حضرت عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ اثر موطا امام محمد میں ان الفاظ سے روایت کیا گیا ہے۔

عن ابن عمرؓ قال مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الاِمَامِ كَفتهُ قِرأتُهٗ

(موطا امام محمد ص ۴۳)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی اس کے لیے امام کی قرأۃ ہی کافی ہے۔

فتویٰ حضرت جابر بن عبداللہؓ

عن وهب بن كَيْسَانَ اِنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بن عبدُاللهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی رَكَعَةً لَمْ يَقْرَا فِيْهَا بِاُمِّ القرآن فَلَمْ يُصَلِّ اِلا وَرَاءَ الاِمَامِ.

(موطا امام محمد ص ۴۲)

وہب بن کیسان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ جس شخص نے کوئی رکعت بغیر سورۃ فاتحہ کے پڑھی اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں)

اس اثر میں مبارکپوری صاحب کی یہ تاویل نہیں چل سکتی کہ قرأۃ سے مراد جہر ہے کیونکہ اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص کوئی رکعت پڑھے اور اس

میں سورۃ فاتحہ جہر سے نہ پڑھے اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے زور سے نہ پڑھے اس سے یہ لازم آئے گا کہ منفرد پر سورہ فاتحہ زور سے پڑھنا واجب ہے حالانکہ اہل اسلام میں سے اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ

عن ابنؓ مسعود قَالَ اَنصِتْ لِلْقُرْآنِ فَاِنَّ فِیْ الصَّلٰوۃِ شُغْلاً وَسَیَکْفِیْکَ ذٰلِکَ الاِمَامُ.

(طحاوی شریف ص ۱۰۷۔ موطا امام محمد ص ۹۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۔ ص ۳۷۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ امام کے پیچھے قرآن کے لیے خاموش رہو کیونکہ نماز میں (دوسرا) شغل ہے (یعنی قرآن کے اوامر ونواہی اور وعدو وعید پر غور کرنا) اور تم کو (قرأۃ کے بارہ میں) امام کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا دوسرا فتویٰ

لَیْتَ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الاِمَامِ مُلِئَ فُوْہُ تُرَابًا.

(طحاوی شریف ص ۱۰۷)

وہ شخص جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ

امام عبدالرزاق اپنے مصنف میں داؤد بن قیس سے اور وہ محمد بن عجلان سے روایت کرتے ہیں۔

قال علیؓ مَنْ قَرَأَ مَعَ الاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۷۔ دار قطنی ج ۱، ص ۱۲۱۔ طحاوی ج ۱، ص ۱۰۷)

Scanned with CamScanner

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے
پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے یعنی وہ سنت پر عامل نہیں بلکہ
بدعت کا پیروکار ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فتویٰ مصنف ابن ابی شیبہ میں ان الفاظ سے
مروی ہے۔

مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَاَ الْفِطْرَۃَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶)

جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا اس نے سنت کی خلاف ورزی
اور مخالفت کی۔

مصنف عبدالرزاق اور کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر
بایں الفاظ منقول ہے۔

عن علیؓ ان عَلِیًا قال مَنْ قرا خلف الاِمَامِ فَلا صَلٰوۃَ لَہٗ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۹۔ کنز العمال ج ۸، ص ۱۸۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے
امام کے پیچھے قرأۃ کی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

فتویٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ

عن ابی جمرۃ قال سَاَلْتُ عَبْدَاللہِ بن عباسؓ اَقْرَأُ
وَالاِمَامُ بَیْنَ یَدَیَّ قَالَ لا . (طحاوی شریف ج ۱، ص ۱۲۹)

حضرت ابو جمرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ
سے پوچھا کہ جب امام میرے آگے قرأۃ کر رہا ہو تو کیا میں بھی
قرأۃ کروں (پڑھوں) انہوں نے فرمایا نہیں۔

اس اثر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے صاف طور پر مقتدیوں کو امام کے

پیچھے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا فتویٰ

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سوال کیا گیا۔

اِنَّ نَاسًا یَقْرَؤنَ فِیْ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ لَوْ کان لِیَ سَبِیْلٌ لَقَلَعْتُ اَلْسِنَتَهُمْ. (طحاوی شریف ج۱،ص۱۲۱)

کہ کچھ لوگ ظہر اور عصر کی نماز میں (امام کے پیچھے) قرأۃ کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر میرا بس چلے تو میں ان کی زبانیں (گدی سے) کھینچ لوں۔

حضرت ابن عباسؓ کے اس فتویٰ میں اگرچہ خلف الامام کی قید مذکور نہیں مگر معمولی غور و خوض، ادنیٰ سوچ و بچار، اور تھوڑے سے تفکر و تدبر کے بعد یہ بات بخوبی واضح، واشگاف اور روشن ہو جاتی ہے کہ امام اور منفرد کے لیے تو بالاتفاق پڑھنا ضروری ہے۔ امام اور منفرد کے بارے میں تو یہ شدید دھمکی ہو ہی نہیں سکتی لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ وعید شدید امام کے پیچھے قرأۃ کرنے والوں کے بارے میں ہے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کا فتویٰ

عن عمرؓ بن الخطاب قال لَیْتَ فِیْ فَمِ الَّذِیْ یَقْرَا خَلْفَ الاِمَامِ حَجَرًا.

(موطا امام محمد ص ۹۸ مصنف عبدالرزاق ج ۲،ص ۱۳۸)

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے پڑھنے والوں کے منہ میں پتھر پڑ جائیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ کا یہ فتویٰ بایں الفاظ منقول ہے۔

عن نَافِعٍ وانس بن سِیْرِین قال قال عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

تَکْفِیْکَ قِرَاْتُہٗ (الامام، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶)

حضرت نافع اور انس بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ مقتدی کو امام کی قرأۃ کافی ہے۔

حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص کا فتویٰ

عن سعدؓ قال وَدِدْتُ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ.

(موطا امام محمد ص ۹۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶)

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میری تمنا اور خواہش ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارے بھر جائیں۔

فتویٰ حضرت عبداللہؓ بن عمر و زیدؓ بن ثابت و جابرؓ بن عبداللہ

عن عبید اللہ بن مِقْسَمٍ اَنَّہٗ سَاَلَ عبداللہ بن عمرؓ و زیدؓ بن ثابت و جابرؓ بن عبداللہ فَقَالُوْا لایَقْرَأ فِیْ شَیْئٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ. (طحاوی شریف ص ۱۰۷)

عبید بن مقسم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں دریافت کیا تو ان سب حضرات نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی (سری ہو یا جہری) قرأۃ نہ کی جائے۔

فتویٰ حضرات خلفاء راشدینؓ

اخبرنی موسی بن عقبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کَانُوْا یَنْھَوْنَ عَنِ الْقِرَائَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۹)

امام عبدالرزاقؒ فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ صدیق اور عمر فاروقؓ اور عثمانؓ غنی رضی

اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

ستّر بدری صحابہ کرامؓ کا فتویٰ

قال الشعبی اَدْرَكْتُ سَبْعِيْنَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ يَمْنَعُوْنَ الْمُقْتَدِی عَنِ الْقِرَائَةِ خَلْفَ الاِمَامِ.

(روح المعانی ج۹، ص۱۵۲)

حضرت شعبیؒ جو بہت بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بدری صحابہ کرامؓ کو پایا وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

مسئلہ قرأۃ خلف الامام

تابعین عظام کے فتووں کی روشنی میں

ناظرین کرام! صحابہ کرام کے اقوال و آثار پیش کیے جا چکے ہیں۔ اب تابعین عظام کے کچھ آثار و فتاویٰ پیش کیے جاتے ہیں تا کہ ناظرین کرام معلوم کرسکیں کہ خیر القرون کے درخشندہ ستاروں اور آسمان ہدایت کے روشن سیاروں تابعین عظام کا قرأۃ خلف الامام کے بارے میں مسلک کیا تھا انہوں نے اس بارہ میں قرآن و حدیث سے کیا سمجھا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فتویٰ

عن مغيرة عن ابراهيم انه كان يكره القرأة خلف الامام وكان يقول تكفيك قرأة الامام .

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱، ص۳۷۷)

حضرت مغیرہ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی امام کے پیچھے پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور

فرماتے تھے کہ مقتدی کو امام کی قرأۃ ہی کافی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر کا فتویٰ

عن ابی بشر عن سعیدؒ بن جبیر قال سالته عن القرأة خلف الامام قال لیس خلف الامام قرأة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷)

حضرت ابو بشرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعیدؒ بن جبیر سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی قسم کی قرأۃ نہیں یعنی سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں میں قرأۃ نہیں۔

حضرت سعیدؒ بن مسیّب کا فتویٰ

عن قتادة عن ابن المسیب قال انصت للامام

(کتاب القرأۃ ص ۹۱)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ امام کی قرأۃ کے لیے خاموش رہو۔ یعنی امام کے پیچھے قرأۃ کی ضرورت نہیں۔

حضرت محمدؒ بن سیرین کا فتویٰ

عن محمدؒ قال لا اعلم القرأة خلف الامام من السنة

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۷، ج ۱)

حضرت محمد بنؒ سیرین فرماتے ہیں کہ میں امام کے پیچھے پڑھنے کو سنت نہیں سمجھتا یعنی میرے نزدیک امام کے پیچھے پڑھنا سنت کی خلاف ورزی کرنا اور بدعت کا ارتکاب کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت علقمہ بن قیس کا فتویٰ

عن ابی اسحاق ان علقمة بن قیس قال ان الذی یقرا خلف الامام ملی فوہ ترابا اور ضفا.

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۹۔ موطا امام محمد ص ۹۵)

حضرت ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ میری تمنا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کا منہ مٹی یا گرم پتھر سے بھر جائے۔

حضرت اسود بن یزید کا فتویٰ

عبدالرزاق بن ہمام اپنے مصنف میں سفیان ثوریؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام اعمش اور وہ ابراہیم نخعی اور وہ اسود بن یزیدؒ سے وہ فرماتے ہیں۔

قال وددت ان الذی یقرا خلف الامام ملی فوہ ترابا

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۹)

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے پڑھے اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶ میں حضرت اسود بن یزیدؒ سے یہ فتویٰ ان الفاظ سے مروی ہے۔

عن الاسود بن یزید لان اعض علی جمرة احب الی ان اقرء خلف الامام.

امام کے پیچھے پڑھنے سے میرے لیے یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں منہ میں انگارہ رکھ لوں۔

حضرت عمرو بن میمونؒ کا فتویٰ

عن اشعث عن مالک بن عمارة قال سئلت لا ادری کم رجل من اصحاب عبداللہ بن مسعود کلهم

یقولون لا یقرا خلف الامام منھم عمرو بن میمون

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷)

اشعث حضرت مالک بن عمارۃ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے بے شمار شاگردوں سے (امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں سوال کیا) ان سب نے (بالاتفاق) کہا کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہیں کرنی چاہیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے وہ شاگرد جن سے میں نے اس بارہ میں سوال کیا ان میں سے حضرت عمرو بن میمون خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت ضحاکؒ کا فتویٰ

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

کان الضحاک ینھی عن القرأۃ خلف الامام.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷)

حضرت ضحاک تابعیؒ امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عروہؒ بن زبیر کا فتویٰ

ہشام بن عروہ اپنے والد ماجد حضرت عروہؒ بن زبیر سے روایت فرماتے ہیں۔

انه کان یقرا خلف الامام اذا لم یجھر فیه الامام

(موطا امام مالکؒ کتاب القرأۃ ص ۱۰۰)

کہ عروہؒ بن زبیر امام کے پیچھے صرف سری نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

مسئلہ قرأۃ خلف الامام

تبع تابعین کے فتووں کی روشنی میں

حضرت سفیان بن عیینہ

امام سفیان بن عیینہؒ جو تبع تابعین میں بڑا اونچا اور ممتاز مقام رکھتے تھے، وہ امام کے پیچھے مطلقاً (سری جہری دونوں میں) قرأۃ کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی مرفوع حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب فصاعدا کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف ''لمن یصلی وحدہ'' (ابوداؤد ج ا ص ۱۱۹) اس شخص کے لیے ہے جو تنہا نماز پڑھتا ہو۔ یعنی یہ حدیث منفرد کے بارہ میں ہے کہ منفرد کے لیے پڑھنا ضروری ہے۔ مقتدی کے حق میں نہیں اس لیے کہ مقتدی کے لیے امام کی قرأۃ کافی ہے۔

امام سفیان بن عیینہؒ کے اس ارشاد (ھذا لمن یصلی وحدہ) سے یہ بات بالکل عیاں اور الم نشرح ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک مقتدی کے لیے امام کے پیچھے پڑھنا جائز نہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ

حضرت سفیان ثوری سری اور جہری نمازوں میں امام کے پیچھے کسی قسم کی قرأۃ کے قائل نہ تھے چنانچہ مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی میں لکھتے ہیں۔

قال سفیان الثوری واصحاب الرای لایقرا خلف الامام فیما جهراو سراً (تحفۃ الاحوذی ۲۵۷)

سفیان ثوریؒ اور اصحاب رائے کا مذہب یہ ہے کہ امام کے پیچھے سری اور جہری نمازوں میں نہ پڑھا جائے۔

Scanned with CamScanner

امام عبداللہ بن وہبؒ

رئیس المحققین، سید المحدثین، سند المفسرین امام العصر حضرت العلام جناب مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام عبداللہ بن وہب کا مسلک بھی امام ابن عیینہؒ کی طرح یہ ہے کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہ کی جائے۔
(فصل الخطاب ص ۸۰)

امام اوزاعیؒ

امام اوزاعیؒ بھی امام کے پیچھے جہری نمازوں میں قرأۃ کی فرضیت کے قائل نہ تھے، صرف سری نمازوں میں قائل تھے وہ بھی استحبابی طور پر نہ کہ وجوباً چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ رقمطراز ہیں۔

ومذهب طائفة كالاوزاعي و غيره من الشاميين يقراها استحبابا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۶۷)

امام اوزاعی اور ان کی علاوہ شام کے علماء کا مسلک یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا صرف مستحب ہے یعنی اگر نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بھی امام کے پیچھے پڑھنے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جہری نمازوں میں پڑھنے سے روکتے تھے اور سری میں پڑھنے کی صرف اجازت دیتے تھے اور اس کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری جزء القرأۃ میں لکھتے ہیں۔

قال ابو وائل عن ابن مسعودؓ قال انصت للا مام وقال ابن المبارك ان هذا فى الجهر و انما يقرء خلف الامام فيما سكت الامام. (جزء القرأۃ ص ۱۲)

ابو وائل حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ امام

کے پیچھے خاموش رہا کرو۔ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأة نہ کرنی چاہیے اور سری نمازوں میں پڑھ لینا چاہیے،وہ بھی وجوبی طور پر نہیں۔

مولانا عبدالرحمان صاحب مبارکپوری تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

فان عبداللہ بن مبارک لم یکن من القائلین بوجوب القرأة خلف الامام .

(تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۷)

حضرت عبداللہ بن مبارک ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو امام کے پیچھے پڑھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

امام زہریؒ

حضرت امام زہری جیسے حدیث کے عظیم امام بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری (مشہور غیر مقلد عالم) تحفۃ الاحوذی میں لکھتے ہیں۔

قال الزهریؒ و مالکؒ و ابن المبارکؒ واحمدؒ واسحقؒ یقرافیما اسرالامام فیه ولا یقرا فیما جهربه

(تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۰ مغنی ابن قدامہ ص ۱۰۹)

امام زہریؒ،امام مالکؒ،امام ابن مبارکؒ اور امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں مقتدی کو نہیں پڑھنا چاہیے اور سری میں پڑھ لینا چاہیے۔

امام اسحٰقؒ

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری نے مذکورہ بالا عبارت میں امام اسحٰقؒ بن راہویہ کا بھی وہی مسلک بیان کیا ہے جو امام زہریؒ،امام مالکؒ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ،اور امام احمدؒ بن حنبل کا تھا کہ جہری نمازوں میں نہیں پڑھنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ اپنی مشہور اور بے نظیر کتاب "تفسیر روح المعانی" میں لکھتے ہیں۔

وذھب قوم الی ان الماموم یقرا اذا اسر الامام لا یقرا اذا جھر وھو قول عروۃ بن زبیر واحمد واسحق

(روح المعانی ص ۱۵۱)

علماء کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی سری نمازوں میں پڑھے اور جہری میں نہ پڑھے۔ یہی قول ہے حضرت عروہ بن زبیر کا اور امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ کا۔

امام لیث بن سعدؒ

اہل مصر کے امام حضرت لیث بن سعدؒ بھی امام کے پیچھے پڑھنے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں۔

وھذا مالکؒ فی اھل الحجاز وھذا الثوریؒ فی اھل العراق وھذا الا وزاعیؒ فی اھل الشام وھذا لیث فی اھل مصر ما قالوا لرجل صلی وقرا امامه ولم یقرا ھو صلوته باطلة. (مغنی ابن قدامہ ص ۶۰۱ ج ۱)

یہ اہل حجاز کے امام مالکؒ ہیں اور یہ امام ثوریؒ ہیں جو اہل عراق کے امام ہیں اور یہ امام اوزاعی ہیں شام والوں کے امام اور یہ لیث بن سعد امام اہل مصر ہیں ان آئمہ مذکورہ میں سے کسی نے بھی یہ فتویٰ نہیں دیا کہ جب امام قرأۃ کر رہا ہو اور مقتدی نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل اور بیکار ہوتی ہے۔

حضرات آئمہ مجتہدینؒ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک

حضرت امام اعظمؒ امام کے پیچھے مطلقاً سورۃ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہ تھے نہ جہری میں اور نہ سری میں۔

تفسیر ستاری کے مؤلف کی غلط بیانی اور دروغ گوئی

تفسیر ستاری کا مولف تفسیر ستاری کے ص ۳۵۶ پر لکھتا ہے۔

''آیئے ہم آپ کو بتلائیں کہ امام صاحب کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول قدیم، دوسرا قول جدید، علامہ شعرانی نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اوران کے شاگرد امام محمد کا یہ قول کہ مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنی چاہیے، ان کا قدیم (پرانا) قول ہے۔ امام صاحبؒ اور امام محمدؒ نے اپنے اس پرانے قول سے رجوع کرلیا ہے اور مقتدی کے لیے الحمد پڑھنے کو مستحسن اور مستحب قرار دیا ہے۔''

مولف مذکور کو امام محمدؒ کی تصانیف اور فقہائے احناف کی مشہور ومعروف اور معتبر و متداول کتب سے تو یہ قول نہ مل سکا لہٰذا انہوں نے آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہوئے علامہ شعرانی شافعی کی کتاب میزان الکبریٰ کا سہارا ڈھونڈا۔ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' جب علماء احناف کی کتب اطراف عالم اور اکناف دنیا میں شرقاً وغرباً پھیلی ہوئی ہیں، امام محمدؒ کی کتب ''موطا امام محمد'' اور ''کتاب الآثار'' عام طور پر دستیاب ہیں تو ان سے اعراض اور صرف نظر کر کے ایک دوسرے مکتب فکر کے عالم کی کتاب کی طرف رجوع کرنا ازحد تعجب اور ازبس حیرت کا باعث ہے۔ جب امام محمدؒ کی اپنی کتب میں اس سلسلہ میں تصریحات وتفصیلات موجود ہیں ان کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے مسلک کے عالم کی کتاب کی طرف رجوع کرنا مطلب پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟۔

ثانیاً مؤلف تفسیر ستاری کا یہ دروغ بے فروغ ہے کہ میزان الکبریٰ میں امام صاحبؒ کے دو قول مذکور ہیں اس لیے احقر نے یہ حوالہ تلاش کرنے کے لیے میزان الکبریٰ کا از اول تا آخر خوب گہرا مطالعہ کیا۔ مگر تلاش بسیار کے باوجود یہ حوالہ اس کتاب میں نہ مل سکا اس سلسلہ میں مؤلف مذکور نے اپنی مطلب برآری کے لیے اپنی طرف سے ایک بات گھڑ کر علامہ شعرانی کے سر تھوپ دی۔

احقر اس مقام کی تحقیق وریسرچ میں مختلف کتب کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ محقق عصر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ کی شہرہ آفاق کتاب اعلاء السنن کی درج ذیل عبارت نظر افروز ہو کر بیحد مسرت کا باعث ہوئی کہ مولانا موصوف کی تحقیق بھی اس بارے میں یہی ہے کہ میزان الکبریٰ وغیرہ میں یہ بات سرے سے موجود ہی نہیں۔

مولانا رقمطراز ہیں۔ **ولم اظفر بهذا الكلام فى كتب العلامة الشعرانى من الميزان او كشف الغمة و رحمة الامة** (اعلاء السنن ص ۹۳ ج ۴)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے مسلک کی تحقیق امام محمدؒ کی اپنی تصانیف سے کر دیں۔

امام محمدؒ اپنی مشہور کتاب ''کتاب الآثار'' میں رقمطراز ہیں۔

قال محمد لا ينبغى ان يقرا خلف الامام فى شئى من الصلوات (کتاب الآثار ص ۱۸۷)

امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی خواہ وہ جہری ہو یا سری نہیں پڑھنا چاہیے۔

امام محمدؒ اپنی معروف کتاب، کتاب الآثار میں ایک دوسرے مقام میں تحریر فرماتے ہیں۔

محمد قال اخبرنا ابو حنيفة قال حدثنا حماد عن ابراهيم قال ماقرا علقمة بن قيس فيما يجهر فيه ولا

Scanned with CamScanner

فیما لا یجهر فیه ولا فی الرکعتین الاخیرین ام القران ولا غیرها خلف الامام قال محمد وبه ناخذ لانری القرأة خلف الامام فی شیئی من الصلوٰة یجهر فیه اولا یجهر (کتاب الآثار ص ۱۶۴)

امام محمد نے فرمایا کہ ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حماد نے بیان کیا وہ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں پڑھتے تھے اور نہ ہی سری میں اور نہ دوسری دو رکعتوں میں نہ سورۃ فاتحہ اور نہ اس کے علاوہ کوئی دوسری سورت۔امام محمد نے فرمایا کہ ہمارا مسلک بھی یہی ہے کہ ہم امام کے پیچھے پڑھنا جائز نہیں سمجھتے نہ جہری میں اور نہ ہی سری میں۔

امام محمدؒ، موطا امام محمدؒ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال محمدؒ لا قرأة خلف الامام فیما جهر فیه ولا فیمالم یجهر فیه بذلک جاء ت عامة الآثار و هو قول ابی حنیفة . (موطا امام محمد ص ۹۴)

امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں پڑھا جائے اور نہ ہی سری میں۔ عام آثار و روایات اسی پر دلالت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔

امام ابن ہمامؒ فتح القدیر ج ا ص ۲۴۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

والحق ان قول محمد کقو لهما فان عباراته فی کتبه مصرحة بالتجافی عن خلافه فانه قال فی کتاب الآثار فی باب القرأة خلف الامام بعد ما اسند الی علقمة بن

قيس انه ماقرا قط فيما يجهر فيه ولا فيما لا يجهر فيه قال وبه ناخذلا نرى القرأة خلف الامام فى شيئى من الصلوٰة يجهر فيه اولا يجهرفيه وفى موطه بعد ان روى فى منع القرأة فى الصلوة ما روى قال قال محمد لا قرأة خلف الامام فيما جهر فيه وفيما لا يجهر بذلك جاء ت عامة الاخبار و هوقول ابى حنيفة .

(فتح القدیر ج ا ص ۲۴۱)

حق بات یہ ہے کہ امام محمدؒ کا قول بھی (امام کے پیچھے نہ پڑھنے کے بارہ میں) امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ جیسا ہے۔ اس لیے کہ امام محمدؒ کی تصانیف کی عبارات اس اختلاف کی صراحتاً نفی کرتی ہیں کیونکہ امام محمد نے اپنی کتاب ''کتاب الآ ثار'' میں باب القرأۃ خلف الامام میں علقمہ بن قیس تک سند پہنچانے کے بعد کہا کہ علقمہ بن قیس نہ جہری نمازوں میں پڑھتے تھے اور نہ ہی سری میں۔ امام محمدؒ نے اس کے بعد فرمایا کہ ہمارا مسلک بھی یہی ہے کہ ہم امام کے پیچھے جہری اور سری نمازوں میں مطلقاً قرأۃ کے جواز کے قائل نہیں ''موطا امام محمد'' میں بھی امام محمد نے امام کے پیچھے قرأۃ کی ممانعت کی روایات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ امام کے پیچھے جہری اور سری نمازوں میں نہ پڑھنا چاہیے۔ عام روایات ممانعت کے بارے میں آئی ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔

امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا مسلک جب امام محمدؒ کی اپنی تصانیف میں بڑی صراحت اور وضاحت سے مرقوم ومسطور ہے تو ان کو چھوڑ کر دوسرے مکتب فکر کے عالم

کی کتب سے استدلال کرنا دراں حالیکہ وہ حوالہ اس کتاب میں مذکورو مسطور اور مرقوم منقول بھی نہ ہو، انتہائی دیدہ دلیری انتہائی ناانصافی اور انتہائی کذب بیانی ہے۔ فالی اللہ المشتکی.

ثانیاً بالفرض اگر امام محمد کا یہ قول کہ وہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کو مستحسن سمجھتے تھے، صحیح بھی ہوتو پھر بھی اس سے فریق ثانی کا مدعی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جہری اور سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور امام محمدؒ کی عبارت سے زیادہ سے زیادہ استحباب واستحسان ثابت ہوتا ہے اور وہ بھی سری نمازوں میں تو اس سے غیر مقلدین کا دعویٰ جو کہ امام کے پیچھے سب نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کا ہے کیسے ثابت ہوا۔ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت شرط ہے جو یہاں معدوم ومفقود ہے۔

امام مالکؒ کا مسلک

امام دار الہجرۃ حضرت امام مالکؒ بھی امام کے پیچھے جہری نمازوں میں مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے حق میں نہ تھے اور سری نمازوں میں گو پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن وجوب وفرضیت کے قائل نہیں۔ چنانچہ موطا امام مالکؒ میں مرقوم ہے۔

قال یحییٰ سمعت مالکاً الامر عندنا ان یقرء الرجل وراء الامام فیما لا یجھر فیه الامام بالقرأۃ ویترک القرأۃ فیما یجھر فیه الامام بالقرأۃ. (موطا امام مالک ص ۲۹)

(امام مالکؒ کے مشہور شاگرد) امام یحیٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے سنا کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ آدمی (مقتدی) امام کے پیچھے سری نمازوں میں پڑھے اور جہری نمازوں میں نہ پڑھے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

وقال الزهری ومالک وابن المبارک و احمد و اسحق یقرا فیما اسرفیه ولا یقرا فیما جهربه.
(تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۵۷)

امام زہریؒ امام مالکؒ حضرت عبداللہ بن مبارک امام احمد اور امام اسحٰق فرماتے ہیں کہ سری نمازوں میں مقتدی قرأۃ کرسکتا ہے۔ اور جن نمازوں میں امام بلند آواز سے پڑھتا ہے ان میں مقتدی کے لیے پڑھنے کی گنجائش نہیں۔

امام موفق الدین بن قدامہ حنبلیؒ رقمطراز ہیں۔

وجملة ذلک ان القرأة غیر واجبة علی المأموم فیما جهربه الامام ولا فیما اسرنص علیه احمد فی روایة الجماعة وبذلک قال الزهریؒ والثوری وابن عیینة ومالکؒ وابو حنیفةؒ واسحق. (مغنی ابن قدامہ ص ۶۰۹)

حاصل کلام یہ کہ مقتدی پر قرأت واجب نہیں نہ جہری نمازوں میں اور نہ ہی سری میں۔ امام احمد بن حنبل نے یہ صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے جیسا کہ علماء کرام کی ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے۔ امام زہریؒ سفیان ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام اسحٰق کا مسلک یہی ہے۔

مذکورہ تصریحات سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور واضح ہوا کہ امام مالکؒ کے نزدیک سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں میں مقتدی پر قرأۃ واجب نہیں۔ جہری نمازوں میں تو ان کے نزدیک پڑھنا منع ہے۔ سری نمازوں میں پڑھنے کی صرف اجازت ہے۔

امام شافعیؒ کا مسلک

امام شافعیؒ کے مسلک کو سمجھنے میں بڑے بڑے حضرات نے ٹھوکر کھائی ہے۔ کسی نے کچھ کہا ہے اور کسی نے کچھ۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ دوسرے علماء کے اقوال پیش کرنے کے بجائے خود امام شافعیؒ کی اپنی کتاب ''کتاب الام'' سے ان کا مسلک نقل کر دیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ ''کتاب الام'' امام شافعیؒ کی جدید تصانیف میں سے ہے یہ کتاب ان کتب جدیدہ میں سے ہے جو انہوں نے مصر میں تصنیف کیں۔ لہٰذا اگر ان کی کسی قدیم کتاب میں اس کے خلاف نظر آئے تو یہ قول جدید ان کے قول قدیم کے لیے ناسخ تصور ہوگا۔

امام شافعی اپنی کتاب ''کتاب الام'' میں رقمطراز ہیں۔

ونحن نقول کل صلوۃ صلیت خلف الامام والامام یقراء قرأۃ لا یسمع فیما قرا فیھا. (کتاب الام ص ۱۵۳ ج ۷)

ترجمہ: ''اور ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قرأۃ کرتا ہو جو سنی نہ جاتی ہو (آہستہ پڑھتا ہو) تو مقتدی ایسی نماز میں قرأۃ کرے''۔

امام شافعیؒ کی اس عبارت سے یہ بات بالکل صاف اور بے غبار ہو جاتی ہے کہ مقتدی کو جہری نمازوں میں امام کی اقتداء میں سورۃ فاتحہ پڑھنا درست نہیں، فرض ہونا تو درکنار جہری نمازوں میں مقتدی کا پڑھنا درست اور صحیح بھی نہیں۔ مقتدی صرف ان نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جن میں امام کی قرأۃ سنی نہ جاتی ہو یعنی سری نمازوں میں۔

اس سے امام شافعیؒ نے ''قرأۃ لا یسمع'' (ایسی قرأۃ جو سنی نہ جا سکتی ہو) کی قید لگا کر مقتدی کا کام اور وظیفہ مقرر فرما دیا ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کی مذکورہ صاف، صریح، واضح اور واشگاف عبارت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس بات کے وجوب کے قائل ہیں وہ حقائق سے آنکھیں بند کر کے اپنے مزعومہ خیالات اور موہومہ تصورات کی خارزار وادی میں بھٹک رہا ہے اسے آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر آخرت کی مسئولیت کے احساس کے پیش نظر مذکورہ عبارت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس پر حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے جواز کے قائل نہ تھے۔ بلکہ امام احمد بن حنبل جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کو شاذ اور خلاف اجماع قرار دیتے تھے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں۔

بخلاف وجوبها فی حال الجهر فانه شاذ حتی نقل احمد الاجماع علی خلافه. (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۷۶ ج ۱)

ترجمہ: ”یعنی سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے وجوب کے طور پر پڑھنا شاذ ہے حتی کہ امام احمدؒ نے اس کے خلاف اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے“۔

امام موفق الدین ابن قدامہ تحریر فرماتے ہیں:

وجملة ذلک ان القراءۃ غیر واجبة علی الماموم فیما جهربه الامام ولا فیما اسر نص علیه احمد فی روایة.

(مغنی ابن قدامہ ص ۶۰۸ ج ۱)

ترجمہ: ”حاصل کلام یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نہ جہری نمازوں میں واجب ہے اور نہ ہی سری میں علماء کی ایک جماعت نے امام احمد سے امام صاحب کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری لکھتے ہیں:

قال الزهریؒ و مالکؒ وابن المبارکؒ واحمدؒ واسحاقؒ یقرا فیما اسر فیه ولا یقرا فیما جهر به.
(تحفۃ الاحوذی ص ۲۵۷ ج ۱)

ترجمہ: ''امام زہریؒ، امام مالک، حضرت ابن مبارکؒ، امام احمد اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ سری نمازوں میں مقتدی قرأۃ کر سکتا ہے اور جہری میں پڑھنے کی اجازت نہیں''۔

مبارک پوری صاحب ایک دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

وکذالک الامام مالک و الامام احمد لم یکونوا قائلین بوجوب قرأۃ الفاتحۃ خلف الامام فی جمیع الصلوات. (تحفۃ الحوذی ص ۲۵۷ ج ۱)

ترجمہ: ''اسی طرح (عبداللہ بن مبارک کی طرح) امام مالک اور امام احمد بھی امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہ تھے''

ناظرین کرام! دیکھئے ائمہ مجتہدین کے مسالک تفصیلاً باحوالہ بیان کیے جا چکے ہیں۔ غور فرمایئے ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی امام کے پیچھے مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ کی قرأۃ کی فرضیت یا وجوب کا قائل نہیں۔ امام احمد بن حنبل جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کو شاذ اور خلاف اجماع قرار دیتے ہیں اور سری نمازوں میں وجوب کے قائل نہیں۔ امام مالک بھی تمام نمازوں میں مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو واجب نہیں سمجھتے۔ سری نمازوں میں گو پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن وجوب کے قائل نہیں اور جہری میں پڑھنے سے منع فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی مقتدی کے لیے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنا جائز نہیں۔ سری میں بھی صرف پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں، واجب نہیں کہتے۔ تو غیر مقلدین جو

مقتدی کے لیے تمام نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کی قرأۃ کو فرض قرار دیتے ہیں ان کے مسلک کی تائید جیسے قرآن وحدیث سے نہیں ہوتی ایسے ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام بھی ان کی پشت پناہی نہیں کرتا۔کوئی ان کے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔

محبوب سبحانی پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ

حضرت پیران پیر بھی مقتدی کے لیے قرأۃ کو درست نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ رقم طراز ہیں۔

ان کان ماموما ينصت الى قرأة الامام و يفهمها.

(غنیۃ الطالبین ص ۳ ج ۲)

اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہوتو اس کو امام کی قرأۃ کے لیے خاموش رہنا چاہیے اور اس کو امام کی قرأۃ سننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت شیخ کے ظاہری الفاظ تو اسی بات کے آئینہ دار اور غماز ہیں کہ مقتدی کا وظیفہ تمام نمازوں میں یہ ہے کہ وہ نہایت توجہ، التفات، دھیان اور پورے انہماک سے امام کی قرأۃ سنے اور خود خاموش وساکت رہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ

حضرت شیخ الاسلام اپنے مشہور عالم فتاویٰ میں مسئلہ قرأۃ خلف الامام کا تجزیہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وايضاً فالمقصود بالجهر استماع المامومين ولذا يؤمنون على قرأة الامام فى الجهر دون السر. فاذا كانوا مشغولين عنه بالقرأة فقد امر ان يقرا على قوم لا يستمعون لقرأته وهو بمنزلة من يحدث من لا يستمع لحديثه و يخطب من لا يستمع لخطبتهٖ وهذا سفه تنزه عنه الشريعة ولهذا روى فى الحديث مثل

Scanned with CamScanner

الذی یتکلم والامام یخطب کمثل الحمار یحمل اسفارا فھکذا اذا کان یقرا والامام یقرا علیہ

ترجمہ: ''اور نیز امام کے بلند آواز پڑھنے سے مقصد یہ ہے کہ امام پڑھے اور مقتدی سنیں اس لیے امام جہری نمازوں میں جب ولا الضالین پڑھتا ہے تو مقتدی بھی آمین کہتے ہیں اور سری نمازوں میں چونکہ مقتدی نہیں سنتے اس لیے وہ آمین بھی نہیں کہتے۔ اگر امام بھی پڑھ رہا ہو اور مقتدی بھی پڑھ رہے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام کو حکم دیا جارہا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو سناؤ جو سننا نہیں چاہتے اور ایسی قوم کو وعظ کہو اور خطبہ دو جو سننے کے لیے آمادہ اور تیار نہیں۔ ایسی بات کہنا ایسی کھلی حماقت اور سفاہت ہے جس کا شریعت مطہرہ قطعاً حکم نہیں دے سکتی کیونکہ شریعت مقدسہ احمقانہ باتوں اور سفاہت آمیز چیزوں کا حکم نہیں دیا کرتی وہ اس سے وراء الوراء، ثم وراء الوراء ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس شخص کی مثال جو امام کے خطبہ دیتے وقت باتیں کر رہا ہو کسی سے محو گفتگو ہو ایسی ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا بوجھ لادا گیا ہو۔ ایسا ہی وہ شخص ہے جو جہری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھتا ہو۔ یعنی جیسے گدھا کتابوں سے مستفید و مستفیض نہیں ہو سکتا، ایسا ہی وہ شخص ہے جو جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہے امام کی قرأۃ سے نفع نہیں اٹھا سکتا۔

ناظرین باتمکین! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ امام ابن تیمیہؒ نے امام کے پیچھے جہری نمازوں میں پڑھنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ ان کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تشبیہ کی نزاکت ملاحظہ فرمایئے اور پھر امام کے پیچھے جہری نمازوں میں قرأۃ کرنے والوں کے اصرار پر غور فرمایئے کہ امام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کی رو سے وہ

Scanned with CamScanner

کیسی احمقانہ حرکت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

ناظرین کرام! قرآن کریم کی آیت کریمہ، پندرہ احادیث، صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین فخام کی آراء وفتاوئی، ائمہ مجتہدین کے مسالک، پیران پیر حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی عبارات کے اقتباسات سے آفتاب نصف النہار کی طرح یہ امر واضح الم نشرح اور آشکارا ہو گیا کہ مقتدی کے لیے کسی نماز میں بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض اور واجب نہیں بلکہ ممنوع ومحظور ہے۔ اور یہ بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مانعین قرأۃ خلف الامام صرف احناف ہی نہیں بلکہ جمہور اہل اسلام ہیں جمہور فقہاء ومحدثین ہیں اور جو روایات پیش کی گئی ہیں وہ صحیح، صریح اور مرفوع ہیں ان کے ۹۵ فیصد راوی ثقہ، ثبت، حافظ اور حجت ہونے کے علاوہ بخاری اور مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

فریق ثانی اگر تعصب کی عینک اتار کر دامن دل کو غلو کی کثافتوں سے جھٹک کر آئینہ قلب کو تحزب کی کدورتوں سے صاف کر کے مذکورہ دلائل و براہین کا بغور مطالعہ کرے گا تو امید ہے کہ وہ دنیا کے تمام حنفی حضرات کو کھلے اور انعامی چیلنج دینے سے باز آجائے گا اور ان کی نمازوں کو باطل، بے کار اور کالعدم قرار دینے کی بے باکانہ جسارتوں سے رک جائے گا۔ فریق مخالف کے معتدل مزاج، انصاف پسند اور سلیم الطبع اشخاص سے امید ہے کہ وہ مذکورہ براہین کو بنظر عمیق پڑھ کر اپنی پارٹی کے بے لگام اور متعصب مزاج اشخاص کو بدزبانی اور چیلنج بازی سے روک کر اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کرنے میں ممد ومعاون ہوں گے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس رسالہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل زیغ کے لیے اس کو باعث ہدایت بنا دے اور انہیں افراط وتفریط کے قعر ضلالت سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن فرمادے۔ آمین

Scanned with CamScanner

96 Blank

تحقیق

مسئلہ آمین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ اصحابہ اجمعین اما بعد

یہ عاجز تمام اہل اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ پاک و ہند میں قریباً تیرہ سو سال سے اسلام پھیلا یہاں اہل سنت و جماعت حنفی مقلدین اسلام، قرآن، احادیث اور فقہ لے کر آئے یہاں کے لاکھوں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ بیشمار مدارس بنائے جن میں کتاب وسنت اور فقہ حنفی پڑھائی جاتی ہزاروں مساجد تعمیر کیں جن میں مسلک حنفی کے موافق نمازیں ادا کی جاتیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان سرگروہ غیر مقلدین لکھتے ہیں:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم، فاضل، مفتی، قاضی اور حاکم ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبدالرحیم دہلویؒ والد بزرگوار شاہ ولی اللہؒ بھی شریک تھے۔ (ترجمان وہابیہ از نواب صدیق حسن خان ص ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ انگریز کے دور سے قبل تمام عالم، مفتی، قاضی، حاکم بادشاہ حنفی المذہب تھے ایک عالم یا ایک حاکم یا ایک بادشاہ بھی غیر مقلد نہ تھا۔ انگریز کی پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے تحت جب مسلمانوں میں خانہ جنگی کی بنیاد ڈالی گئی تو وہ مساجد جو بارہ سو سال سے عبادت گاہ تھیں ذکر و تلاوت سے آباد تھیں اب میدان جنگ بن گئیں۔ مساجد میں دن کو آمین بالجہر اور رفع یدین پر قتل و غارت ہوتا، رات کو مقلدین کی مساجد میں یہ لوگ غلاظت، نجاست، گندا بدبودار گوشت پھینک جاتے۔

Scanned with CamScanner

کئی مسجدوں میں تالے لگے۔ کتنے مقدمے کھڑے ہوئے اور ہزاروں لاکھوں روپے برباد ہوئے۔ بارہ سو سال سے اسلامی اخلاق وتعلیمات کے سامنے غیر مسلم آنکھیں اونچی نہیں کر سکے تھے۔ اب کافر ہنستے اور تالیاں بجاتے تھے اور مسلمان شرم سے سر اوپر نہ اٹھاتے تھے۔

یہ مسئلہ آمین بالجہر بھی ان مسائل میں سے ہے جس کو ہزاروں مسلمانوں کے خون سے سینچا گیا۔ لاکھوں روپے مقدمات کے ذریعہ اس کی بھینٹ چڑھائے اور سینکڑوں کتابوں کی سیاہی سے اس کی سیرابی کا سامان مہیا کیا گیا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کس کی طرف سے ہوا جب کہ اس سے قبل بارہ سو سال تک پاک وہند کی ایک مسجد کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ جو کسی غیر مقلد نے بنائی ہو اور وہاں آمین با آواز بلند کہی جاتی ہو اور آج بیسیوں رسائل اور سینکڑوں مضامین اس کی حمایت میں لکھے جا رہے ہیں۔ انگریز کے منحوس عہد سے پہلے کا ایک رسالہ بھی پورے پاک وہند کی تاریخ میں نہیں ملتا جو اس مسئلے پر ہو۔ تو ظاہر ہے کہ اس خانہ جنگی کی ساری ذمہ داری غیر مقلدوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کی مقصد برآری کا ذریعہ بنے۔

غیر مقلدوں کی سب سے بڑی کمزوری

اگرچہ کئی فرق باطلہ سے بحث وگفتگو کا موقعہ ملا۔ بحث وگفتگو میں بنیادی مقدمہ اس دعوی کا ہوتا ہے جس کا اثبات یا ابطال مقصود ہو۔ جب تک اس دعوی کی وضاحت نہ کی جائے دلائل وشواہد کی چھان پھٹک بے فائدہ ہوتی ہے غیر مقلدوں کا یہ حال ہے کہ دعوے پر دعوی کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن اصل مسئلہ پوری وضاحت سے کبھی بیان نہ کریں گے۔

مسئلہ آمین جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہ وہ مسئلہ ہے جس پر تقریباً ایک صدی سے ہنگامہ کارزار برپا ہے۔ قتل وغارت، مقدمات، مساجد کے تقدس کی پامالی،

Scanned with CamScanner

اور بارہ صدیوں کے مسلمانوں کو یہودی، منکرین سنت کہہ کر نفاق وشقاق کی خلیجوں کو وسیع سے وسیع تر کیا جارہا ہے۔

اس پر انگریزی دور میں پچاسوں رسائل لکھے گئے لیکن کسی ایک رسالہ میں بھی مسئلہ کی پوری وضاحت نہیں۔ آخر یہ تقیہ بازی کیوں؟

اس لیے ضروری ہے کہ بحث ونظر سے قبل نقطہ اختلاف کا تعین کرلیا جائے۔

مسلک اہل سنت وجماعت

اذکار وادعیہ میں افضل اخفاء ہے۔ اس لیے نماز میں تمام اذکار اور دعائیں، آہستہ پڑھی جائیں گی۔ ہاں کسی خاص عارض کی وجہ سے کہیں جہر ہو تو وہ خلاف اصل ہونے کی وجہ سے اپنے مورد پر ہی رہے گا۔ چونکہ آمین بھی نماز میں دیگر ادعیہ کی طرح اذکار میں سے ہے اس لیے تمام نمازوں میں آہستہ کہی جائے گی۔

غیر مقلدین کا مسلک

۱۔ غیر مقلدین جب نماز اکیلے پڑھتے ہیں تو ہر نماز میں خواہ فرض ہو خواہ سنت یا نفل، آمین آہستہ کہتے ہیں۔

۲۔ اگر فرض با جماعت ادا کریں تو امام اور مقتدی صرف چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہتے ہیں باقی گیارہ رکعات میں آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔

۳۔ باقی تمام دعائیں اور اذکار ہر حال میں آہستہ پڑھتے ہیں۔ جیسے ثناء، تسبیحات، رکوع، سجود، تشہد، درود، آخری دعائیں وغیرہ۔

الغرض ان کے دعوے کے تین حصے ہیں آج تک پہلے اور تیسرے حصے کو یہ زیر بحث نہیں لائے ان کے آمین کے رسائل اس سے بالکل خالی ہیں۔ صرف دوسرے حصے پر یہ قلم اٹھاتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی چھ رکعات کی کوئی تخصیص نہیں دکھاتے کہ ہمارے یہ دلائل صرف چھ رکعات سے متعلق ہیں۔ باقی گیارہ رکعات اس حکم میں داخل نہیں۔

Scanned with CamScanner

باب اول

پہلے ہم مسلک اہل سنت وجماعت احناف کو مدلل کرتے ہیں۔

فصل اول: آمین کا تلفظ اور معنیٰ

آمین ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ ہیں۔ اے اللہ قبول فرما چنانچہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔ (ان شاء اللہ العزیز)

اس کا تلفظ الف کی مد کے ساتھ آمین۔ جیسا کہ حدیث میں ہے مد بھا صوتہ۔

فصل دوم

جہر کے معنیٰ بلند آواز کے ہیں اور اخفاء کے معنیٰ چھپانے کے ہیں۔

۱۔ اخفاء کا اعلیٰ درجہ ہے کہ دل میں تکلم ہو لیکن زبان اور ہونٹ شریک نہ ہوں۔

۲۔ اخفاء کا اوسط درجہ یہ ہے کہ دل کے ساتھ زبان بھی شریک ہو اور اپنے کان تک آواز جائے۔

۳۔ اخفاء کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ پھسپھساہٹ کی آواز قریب والا بھی سن لے۔

۴۔ جہر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ قریب والے دو چار سن سکیں۔ ایک دو صفوں تک آواز جائے۔

۵۔ جہر کا اوسط درجہ وہ ہے جو روزانہ جہری قرأۃ میں ہوتا ہے۔ ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِکَ سَبِيْلًا﴾ "یعنی اتنی آواز بلند بھی نہ ہو کہ دور دور جائے اور اتنی پست بھی نہ ہو کہ اپنے مقتدی بھی نہ سن سکیں تو درجہ اوسط یہ ہوا کہ چار پانچ صفوں تک آواز پہنچ جائے۔

۶۔ جہر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ خوب کڑک کر الفاظ ادا کیے جائیں۔

فصل سوم: آمین دعا ہے

۱۔ لغت کی رو سے آمین ایک دعائیہ کلمہ ہے اور معانی لغویہ کے لیے اہل لغت کا

Scanned with CamScanner

بیان ہی دلیل ہوتا ہے اگرچہ اور کوئی دلیل نہ ہو۔

۲۔قرآن پاک سے: قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا...﴾ میں نے تم دونوں کی دعا قبول کر لی۔ حالانکہ تفسیر الدر المنثور میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عکرمہ، حضرت ابوصالح، حضرت ابوالعالیہ، حضرت ربیع، حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ دعا صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر صرف آمین کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دعا گو فرمایا (ج ۳ ص ۳۱۵) اس سے صاف ظاہر ہے کہ آمین بھی دعا ہے۔

۳۔حدیث پاک سے:

صحیح بخاری شریف ص ۱۰۷ پر ہے قال عطا آمین دعاء اور ابن خزیمہ نے روایت کی ہے۔

> عن انس بن مالک قال قال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ اَعْطَانِیْ التَّامِیْنَ وَلَمْ یُعْطَهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ قَبْلِیْ اِلا اَنْ یَّکُوْنَ اللہُ قَدْ اَعْطَاہُ ھَارُوْنَ یَدْعُوْ مُوْسیٰ وَھَارُوْنُ یُؤمن ۔
>
> حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے آمین عطا فرمائی ہے مجھ سے پہلے حضرت ہارون کے سوا کسی نبی کو نہیں ملی حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔

۴۔تفاسیر سے: جلالین، معالم التنزیل، مدارک التنزیل، مظہری وغیرہ تفاسیر میں بھی آمین کو دعا کہا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ دعا فرماتے تھے۔ اور حضرت ہارون آمین کہتے تھے۔

پس دوپہر کے سورج کی طرح ظاہر ہو گیا کہ آمین دعا اور ذکر الٰہی ہے۔

Scanned with CamScanner

فائدہ: قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دعا مانگ رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام بالکل خاموش مگر متوجہ رہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے دعا ختم فرمائی تو آپ نے آمین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دعا کرنے والا فرمایا۔ اسی طرح جب اہل سنت و جماعت امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو مقتدی حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح خاموش اور متوجہ رہتے ہیں جب امام سورۃ فاتحہ ختم کرتا ہے تو مقتدی بھی آمین کہہ دیتے ہیں۔ تو وہ فاتحہ دونوں کی طرف سے شمار ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ ان قرأة الامام له قرأة کہ امام کی قرأة مقتدی کیلئے بھی ہوتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۱، ص۳۲، وج ۲، ص۴۲۹) تو اب غیر مقلدوں کا یہ شور کہ حنفی مقتدی کی نماز بلا فاتحہ ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اور رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بغاوت ہے۔

فصل چہارم

اس بات کا ثبوت کہ دعا اور ذکر میں اصل آہستہ کہنا ہے۔ استدلال میں سب سے اول نمبر قرآن پاک کا ہے۔ دوسرے نمبر پر وہ احادیث جو قرآن پاک کے موافق ہوں پھر خلفائے راشدین کا تعامل۔

دلیل اول

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ دعا کرو اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور خفیہ (آہستہ) بیشک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ الاعتداء الجهر حد سے گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ بلند آواز سے دعا کرے یعنی آہستہ آواز سے دعا کرنے والا خدا کا محبوب ہے اور بلند آواز سے دعا کرنے والے کو خدا محبوب نہیں رکھتا۔

دلیل دوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی آیا اور عرض کی کہ حضرت ہمارا

Scanned with CamScanner

خدا ہم سے دور ہے کہ میں بلند آواز سے خدا کو پکاروں یا نزدیک ہے کہ آہستہ دعا کروں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو بتادو کہ بے شک میں قریب ہوں (تفاسیر مدارک وغیرہ) اس سے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ قریب ہے ان سے آہستہ دعا کرنی چاہیے۔

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ سورہ مریم کے شروع میں حضرت زکریا علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان پر خصوصی رحمت اس لیے نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے رب سے آہستہ دعا کی۔

﴿ذِکْرُ رَحْمَةِ رَبِّکَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا o اِذْنَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِیًّا﴾

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ آہستہ دعا کرنے والے پر خدا تعالیٰ کی خصوصی رحمت نازل ہوتی ہے۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ﴾ اپنے رب کو اپنے دل ہی دل میں یاد کرو۔ (اعراف ۲۴)

پانچویں دلیل

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر ۷ھ کے لیے نکلے تو لوگ ایک میدان میں پہنچے وہاں انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو بے شک تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ (بخاری ج ۲، ص ۶۰۵، مسلم ج ۲، ص ۳۴۶)

چھٹی دلیل

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَ خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ یعنی بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو ضروریات میں کفایت کرے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۲ موارد الظمان، تلخیص، صحیح ابن حبان۔ سند صحیح۔ الجامع الصغیر ج ۲، ص ۸، السراج المنیر ج ۲ ص ۲۶۲)

ساتویں دلیل

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس نماز کو جس کے لیے مسواک کی جائے ایسی نماز پر جس کے لیے مسواک نہ کی جائے ستر گنا فضیلت دیتے تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ بے شک اس ذکر کی فضیلتِ جو سننے میں نہیں آتا ستر گنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو ان کے حساب کے لیے جمع کرے گا اور اعمال کے لکھنے اور جمع کرنے والے فرشتے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہے گا آیا اس شخص کا کوئی نیک عمل باقی رہ گیا؟ تو فرشتے کہیں گے کہ اے اللہ ہم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے جانا اور جن کو ہم نے محفوظ رکھا مگر سب کا احاطہ اور شمار کر لیا اور لکھ لیا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے کہ تیرے لیے میرے پاس ایک چھپی ہوئی چیز ہے تو اس کو نہیں جانتا۔ اور میں اس کا بدلہ تجھے دوں گا اور وہ ذکر خفی ہے۔

(اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى فيه معاويه بن يحى الصدفى وهو ضعيف) (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۱)

آٹھویں دلیل

قال الحسن بن على بين دعوة السر والعلانية سبعون ضعفا ولقد كان المسلمون يجتهدون فى

الدعاء وما يسمع لهم صوت ان كان همسا بينهم وبين ربهم (معالم التنزیل)

ترجمہ: حضرت امام حسن بن علیؓ نے فرمایا کہ دعا پوشیدہ اور دعا ظاہر کے درمیان ستر درجہ کا فرق ہے اور تحقیق مسلمان دعا میں کوشش کرتے تھے یعنی پوشیدہ رکھنے کی کہ ان کی آواز سنی تک نہ جاتی تھی بس ان کی دعا اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان پوشیدہ رہتی تھی۔

معلوم ہوا کہ سب صحابہ اور تابعین دعا میں نہایت اخفاء کرتے تھے۔ اب کتاب وسنت سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ آہستہ دعا کرو وہ جہر کرنے والوں کو اپنا محبوب نہیں بناتا۔ خدا کی رحمت آہستہ دعا والے پر نازل ہوتی ہے جہر کرنے والے پر یہ شبہ ہے کہ شاید وہ خدا کو دور، بہرہ اور غائب جانتا ہے۔ اور آہستہ دعا کرنے والے کا ثواب ستر گنا زائد ہے۔ اب ایک شخص ایک روپیہ کمائے اور خدا کی محبوبیت اور رحمت سے دور بھی رہے اور خدا کو دور اور بہرہ سمجھنے کا شبہ بھی ہو اور دوسرا ستر گنا کمائے اور خدا کی محبوبیت اور رحمت کا بھی مستحق ہو جائے۔ تو آپ کس کو پسند کریں گے۔؟

خلاصہ دلیل

آمین دعا ہے (یہ قرآن، حدیث اور لغت سے ثابت ہے) اور دعا میں اصل اخفاء ہے۔

نتیجہ: آمین میں اصل اخفاء ہے، وھو المطلوب۔

اب اس دلیل کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یا تو غیر مقلدین دلیل کے پہلے مقدمہ کو توڑیں قرآن حدیث اور لغت سے ثابت کر دیں کہ آمین دعا نہیں ہے یا دلیل کے دوسرے مقدمے کو توڑیں کہ دعا میں اصل اخفاء نہیں بلکہ قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ کرام سے ثابت کر دیں کہ دعا میں اصل اخفاء نہیں بلکہ جہر ہے۔ ورنہ دلیل کے

دونوں مقدموں کو تسلیم کر لینے کے بعد ان کے نتیجے کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے دو اور دو اڑھائی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دلیل کے مقدمات کو ماننا اور اس کے نتیجے کا انکار ایسی ہی جہالت ہے جیسے کوئی بچہ قاعدہ پڑھتے وقت ہجے تو درست پڑھے لیکن تلفظ غلط کرے۔ جیسے چاقو کے ہجے درست کرے۔ چا۔قو اور تلفظ کرے بندوق۔ یا ہجے کرے مکہ کے اور تلفظ کرے قادیان کا۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے شوافع بھی اس دلیل کے سامنے جھک گئے ہیں۔ شوافع کے مشہور منطقی اور مناظر اور امام فخر الدین رازیؒ نے ہتھیار ڈال دیے اور کہا کہ آمین کے دعا و ذکر ہونیکی وجہ سے اگر آمین سراً کا وجوب ثابت نہ ہو تو کم از کم استحباب ضرور ثابت ہوتا ہے اور ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱۴، ص ۱۳۱)

فائدہ اول

قرآن پاک کے ان ہی ارشادات اور روایات سے نماز کے باقی اذکار کا آہستہ پڑھنا ثابت ہو گیا۔ اسی لیے سب اہل سنت و جماعت، ثناء تعوذ، تسمیہ، تکبیرات انتقالات، تسبیحات رکوع و سجود، تشہد، درود شریف، دعائیں سب آہستہ پڑھتے ہیں۔

فائدہ دوم

اصل قاعدہ یہی ہے کہ دعا اور ذکر آہستہ پڑھے جائیں کیونکہ خدا تعالیٰ تو دل کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔ ہاں بعض اذکار میں خدا کی یاد کے ساتھ انسانوں کو اطلاع دینا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اور انسان دل کی آواز کو سن نہیں سکتا اس لیے انسانوں کو سنانے کے لیے وہاں آواز بلند کی جاتی ہے جیسے۔

۱۔ اذان۔ اس میں انسانوں کو بلانا ۲۔ اقامت میں مقتدیوں کو بتانا مقصود ہوتا ہے۔

۳۔ امام تکبیرات انتقالات اور سلام اونچی آواز سے کہتا ہے۔ کیونکہ مقتدیوں کو اطلاع دینا مقصود ہے۔ لیکن مقتدی اور اکیلے نمازی کو یہ ضرورت نہیں اس لیے وہ آہستہ کہتا ہے۔

باب دوم

مسلمان کے لیے سب سے مقدم قرآن پاک ہے۔ جب اس سے اس کا آہستہ کہنا ثابت ہو گیا تو اب احادیث کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن مزید اطمینان اور قرآن پاک کے اس اصل کی مزید تائید کے لیے چند احادیث مبارکہ بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث (۱)

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اِذَا قَالَ الاِ مَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمین فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۸، نسائی ج ۱ ص ۹۴، ابوداؤد ج ۱ ص ۹۴)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہو گئی اس کے سابقہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

حدیث (۲)

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسولَ اللہ ﷺ قال اِذَا قَالَ الْقَارِی ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهٗ آمین فَوَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ اَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

جب قاری (امام) ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو مقتدی آمین کہے۔ پس جب اس کا قول (آمین) آسمان والوں (فرشتوں) کے ساتھ موافق ہوا تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حدیث (۳)

عن ابی هريرةؓ رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اِذَا قَالَ الاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقَالَ آمين فَوَافَقَ آمين اَهْلِ الاَرْضِ آمين اَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لِلْعَبْدِ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مِثْلُ مَنْ لا يَقُوْلُ آمين كَمَثَلِ رَجُلٍ غَزَامَعَ قَوْمٍ فَاقْتَرَعُوْا فَخَرَجَتْ بِهَا سِهَامُهُمْ وَلَمْ يَخْرُجْ سَهْمُهٗ فَقَالَ لِمَ لَمْ يَخْرُجْ سَهْمِیْ فَقِيْلَ اِنَّکَ لَمْ تَقُلْ آمين.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو آمین کہے پس اہل زمین سے جس کی آمین آسمان والوں کے ساتھ موافق ہو گئی اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جو (اس موافقت کے ساتھ) آمین نہیں کہتا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے قوم کے ساتھ جہاد (کا ارادہ کیا) پس انہوں نے (جہاد میں جانے کیلئے) قرعہ اندازی کی۔ اس قرعہ اندازی میں باقیوں کے حصے نکلے لیکن اس آدمی کا حصہ نہ نکلا وہ پوچھتا ہے میرا حصہ کیوں نہیں نکلا؟ اس کو جواب دیا گیا کہ تو نے آمین نہیں کہی تھی۔

Scanned with CamScanner

ان روایات میں یہ حکم ہے کہ آمین اس وقت ہو جب امام ولا الضالین کہے اور آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو جائے تو تمام گناہوں کی معافی کی خوشخبری ہے ورنہ محرومی اور نامرادی جیسا کہ قرعہ نہ نکلنے والی مثال میں ہے۔

فرشتوں کی آمین

غور کرنے سے فرشتوں کی آمین میں تین چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ بغیر فاتحہ پڑھے صرف ختم فاتحہ پر آمین کہتے ہیں۔

۲۔ ان کی آمین کا وقت خاص وہی ہے جب امام ولا الضالین کہے وہ آمین کو اس وقت سے آگے پیچھے نہیں کرتے۔

۳۔ ان کی آمین کی آواز ہم نے کبھی نہیں سنی اور ظاہر ہے کہ وہ آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کو بشارت

ہم اہل سنت والجماعت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس بشارت کے پورے پورے مصداق ہیں کہ وقت اور وصف میں ہر طرح ہماری آمین فرشتوں سے موافق ہے۔ ہماری آمین فرشتوں کی طرح ہے کہ جس طرح فرشتے امام کی فاتحہ کے ساتھ خود فاتحہ نہیں پڑھتے بلکہ خاموش اور غور سے سن کر جب امام کی فاتحہ ختم ہوتی ہے آمین کہتے ہیں۔ اسی طرح ہم اہل سنت احناف بھی۔

غیر مقلدوں کی نامرادی

غیر مقلدین جس طرح سابقہ آیات قرآنیہ کے باغی ہیں اسی طرح انہوں نے آمین کہنے میں بھی فرشتوں کی مخالفت کی ہے۔

۱۔ یہ فرشتوں کے طریقہ کے خلاف بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

۲۔ ان کی آمین کا وقت بھی فرشتوں کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا کیونکہ جماعت میں اکثر نمازی بعد میں آکر شریک ہوتے ہیں ظاہر ہے اگر وہ خود فاتحہ نہ پڑھتے اور

انتظار میں حنفیوں کی طرح خاموش کھڑے رہتے تا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو ہم بھی آمین کہیں پھر تو فرشتوں کے ساتھ موافقت وقت میں ممکن تھی لیکن یہ غیر مقلدین جب فاتحہ شروع کر لیتے ہیں اور بعد میں آنے کی وجہ سے ان کی فاتحہ ختم نہیں ہوئی اب اگر تو یہ اپنی فاتحہ کے درمیان آمین کہیں تو تحریف قرآن لازم آتی ہے کہ قرآن پاک کی سورت کے اندر وہ کلمہ کہا جو ختم سورت پر کہنا تھا تو وہ لوگ ﴿یُحرِّفُون الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کے مصداق ہو گئے۔ اگر وہ مقتدی اپنی فاتحہ ختم کرنے کے بعد آمین کہتے ہیں تو ایک فرشتوں کی مخالفت سے نامرادی اور بدقسمتی میں پڑے دوسری طرف آمین کو بلند آواز سے کہنا بھی جاتا رہا۔ کیونکہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کے مقتدی باری باری جب جس کی فاتحہ ختم ہو آمین آمین پکارتا ہو الغرض وصف اخفاء میں تو غیر مقلدوں کا امام اور تمام مقتدی فرشتوں کے مخالف ہیں اور وقت کے بارے میں اکثر مقتدی فرشتوں کے مخالف ہیں۔ گویا پوری نامرادی غیر مقلدوں کے حصہ میں آئی ہے۔

حدیث (۴)

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا صَلَّيْتُم فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمين يُحِبُّكُمُ اللهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللهُ لَكُمْ. (مسلم ج ا ص ۱۷۶)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ

نے ہمیں نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا اور فرمایا صفیں سیدھی کرلو پھر تم میں سے ایک امام بن جائے پھر جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو پھر جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تم آمین کہو خدا تم سے محبت کرے گا۔ پھر جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے۔ تم بھی اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرو امام رکوع میں بھی پہلے جاتا ہے اور اٹھتا بھی مقتدی سے پہلے ہے۔ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔ تم ربنا لک الحمد کہو۔

استدلال

اس حدیث میں تکبیر، رکوع وغیرہ میں تو امام اور مقتدی کو حکم دیا گیا ہے کہ دونوں ادا کریں اور فاتحہ اور آمین، تسمیع اور تحمید میں تقسیم کر دی ہے۔ روایت کے آخری حصہ کا مطلب غیر مقلدین بھی یہی لیتے ہیں۔ کہ ربنا لک الحمد آہستہ کہنی چاہیے اسی طرح آمین بھی آہستہ ہونی چاہیے۔

بعض غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ قولو آمین کا معنیٰ ہے آمین بلند آواز سے کہو۔ حالانکہ یہ بلند آواز کا لفظ انہوں نے خود حدیث پاک میں ملا لیا ہے۔ گویا یہ آنحضرت ﷺ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ حضرت آپ کا یہ فرمان کافی نہیں ساتھ بلند آواز کا لفظ بھی چاہیے تھا۔

ہم غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ کیا احادیث کے ان جملوں کا مطلب بھی یہی ہے۔ قُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد بلند آواز سے کہو۔ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰہِ، التحیات بلند آواز سے کہو قُوْلُوْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بلند آواز سے کہو، یہاں غیر مقلد بھی بلند آواز کا لفظ شامل نہیں کرتے۔ تو قولوا آمین میں کیوں شامل کرتے ہیں۔ افسوس کہ غیر مقلدین ایک ضدی فرقہ ہے جو ضد میں آکر قرآن کا بھی انکار کر جاتا ہے اور احادیث کے ترجمے بھی غلط کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن کا بھی انکار کر جاتا ہے احادیث کے ترجمے بھی غلط کرتا ہے۔

حدیث(۵)

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ اِذَا قَالَ الاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمين فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ آمين وَاِنَّ الاِ مَامَ يَقُوْلُ آمين فَمَنْ وَافَقَ تَامِيْنُهُ تَامِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (رواہ احمد والنسائی والدارمی واسنادہ صحیح) (آثار السنن ج ا ص ۹۱ ورواہ ابن حبان فی صحیحہ (ج ا ص ۱۹۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تم بھی آمین کہو بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہو گئی اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

استدلال

اس حدیث سے اہل سنت نے کئی طرح استدلال کیا ہے۔

۱۔ آنحضرتﷺ نے مقتدی کو حکم دیا کہ وہ امام کی ولا الضالین سن کر آمین کہے۔ مقتدی کی آمین کو ولا الضالین کے ساتھ معلق فرمانا صاف دلیل ہے کہ امام بلند آواز سے آمین نہیں کہتا۔

۲۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ یہ اس لیے بتانے کی ضرورت پیش آئی کہ فرشتوں کی آمین مقتدی سن نہیں سکتے۔ اسی طرح حضورﷺ نے جو یہ فرمایا کہ اِنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ آمين یعنی امام بھی آمین کہتا ہے۔ یہ جملہ اس لیے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں کی آمین یعنی امام کی آمین بھی مقتدیوں کو نہیں سنائی دیتی۔ اگر

مقتدی خود سن سکتے تو پھر آنحضرت ﷺ کا اطلاع دینا ایک لغو کام ہوگا۔ معاذ اللہ۔

ایک شبہ کا ازالہ

ایک غیر مقلد کہنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا اذا امن الامام فامنوا اس سے معلوم ہوا کہ امام بلند آواز سے آمین کہتا ہے۔ اس کی آمین سن کر تم بھی آمین کہو یہ بالکل ایسا ہے جیسے اس حدیث میں ہے اذا کبر فکبروا جب امام اللہ اکبر کہے، تم بھی اللہ اکبر کہو تو ظاہر ہے کہ امام بلند آواز سے ہی اللہ اکبر کہتا ہے۔

میں نے کہا اس سے مقتدیوں کا بلند آواز سے آمین کہنا تو بالکل نہیں نکلتا کیونکہ جیسے امام اللہ اکبر بلند آواز سے کہتا ہے تو مقتدی سن کر امام کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں مگر مقتدی آہستہ آواز سے اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اس لیے "امنوا" تو "کبروا" کی طرح ہوا کہ جیسی مقتدیوں کی تکبیر آہستہ ہے ایسے ہی آمین آہستہ۔ رہا امام کا آمین کہنا تو اس کو امام کی تکبیر پر قیاس کرنا غلط ہے۔ کیونکہ امام اور مقتدی کی تکبیر کا ایک ہی وقت میں ہونا ضروری نہیں۔ اس لیے اگر امام کی تکبیر سن کر امام کے بعد مقتدی اللہ اکبر کہہ دے تو بالکل جائز ہے۔ لیکن آمین کے متعلق بہت سی روایات آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام، مقتدی اور فرشتوں کی آمین بالکل ایک وقت میں ہونی چاہیے۔ تو اب اذا امن کا معنیٰ ہوگا اذا اراد الامام التامین جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے۔ اور ارادہ دل کی بات ہے پس جہر امام کا ثابت نہ ہوا۔

یا اذا امن الامام فامنوا کے معنیٰ ہوں گے اذا بلغ الی موضع استدعی التامین فامنوا یعنی جب امام اس جگہ پر پہنچ جائے۔ جو آمین کو چاہتا ہے تو تم آمین کہا کرو اور یہ معنیٰ دوسری حدیث اذا قال الا مام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ فقولوا آمین کے مطابق ہیں اور یہی معنیٰ بعض علماء امت نے لیے ہیں۔

حدیث (۶)

عَنْ عَلْقَمَةَ بن وَائِلٍ عن اَبِیْهِ اِنَّهُ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَلَمَّا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قال آمين وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ (رواه احمد وابو داؤد الطيالسى وابو يعلى والدار قطنى والحاكم وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

(زيلعى ج ۱ ص ۱۹۴) واللفظ للدار قطنى)

حضرت علقمہ اپنے باپ حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب آپ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کے وقت اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث (۷)

عن حُجْرِ بن عَنْبَسٍ عن وَائِلِ بن حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّالِّيْن قال آمين وَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ (ابن ابی شیبہ)

حضرت حجر بن عنبس حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور اپنی آواز کو پست کرلیا۔

حدیث (۸)

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَ عِمْرانَ بنَ حُصَيْنٍ رضى الله عنهما تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بنُ جُنْدُبٍؓ اَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَكْتَتَيْنِ، سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَحَفِظَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ

فَكَتَبَا فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍؓ فَكَانَ فِیْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ.

(رواہ ابوداؤد ج اص ۹ ۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

ترجمہ: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندبؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ کے درمیان مذاکرہ ہوا تو حضرت سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا کہ مجھے خوب حفظ ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں دو سکتے فرماتے تھے ایک تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کے بعد حضرت عمران بن حصینؓ نے اس کا انکار کیا اور یہ طے پایا کہ اس کے متعلق حضرت ابی بن کعبؓ کو لکھیں چنانچہ حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا کہ واقعی حضرت سمرہؓ نے خوب یاد رکھا ہے۔

حدیث (۹)

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا صَلّٰی بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ سَكَتَ اَيْضًا هُنَيَّةً فَاَنْكَرُوْا ذٰلِکَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ اُبَیٌّ اَنَّ الْاَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ.

(رواہ احمد والدار قطنی واسنادہ صحیح (آثار السنن ج اص ۹۶)

حضرت حسن حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو دو سکتے کرتے ایک نماز شروع کرتے ہی، دوسرا ولا الضالین کے بعد پس لوگوں نے اس پر انکار کیا۔ پس انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کو اسکے متعلق لکھا تو حضرت ابی بن کعب نے جواب میں لکھا کہ بے شک حکم ویسا ہی ہے۔ جیسا حضرت سمرہؓ نے کیا ہے۔

حدیث (۱۰)

عن مغيرة عن ابراهيم انه كان اذا كبر سكت هنية واذا نهض في الركعة الثانية لم يسكت وقال ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۰۹)

حضرت مغیرہ امام نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں آپ جب تکبیر کہتے تو تھوڑا سا سکتہ فرماتے اور دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر سکتہ نہ فرماتے اور ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ پڑھتے۔

استدلال

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ دو سکتے فرماتے تھے۔ ایک پہلی تکبیر کے بعد یعنی ثناء کے لیے دوسرا سکتہ و لا الضالین کے بعد اور آپ احادیث میں بار بار پڑھ چکے ہیں کہ و لا الضالین کے بعد آمین ہوتی ہے اور اس حدیث میں سکتہ کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوا کہ جس طرح حضرت ثناء آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔ اسی طرح آمین بھی آہستہ آواز سے کہتے تھے۔ نیز دریافت طلب امر یہ ہے کہ و لا الضالین کے بعد سکتہ آمین کہنے کے لیے تھا۔ یا کسی اور چیز کے لیے اگر آمین کے لیے تھا۔ تو مدعی ثابت ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی مسنون ہے۔ اور اگر یہ سکتہ کسی اور چیز کے لیے تھا۔ تو یہ بعد آمین ہوا، بعد و لا الضالین نہ ہوا۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ ہیں اذا فرغ من قراۃ و لا الضالین.

اس واسطے اب روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ سکتہ آمین کہنے کے لیے تھا اور پھر ان احادیث میں حفظ کا لفظ ہے۔ یعنی جس طرح حافظ قرآن کو خوب یاد رکھتا ہے، اسی طرح یہ مسئلہ حضرت سمرہؓ کو خوب یاد تھا اور حضرت ابی نے اس کو امر یعنی حکم فرمایا

ہے گویا یہ آنحضرت ﷺ کا حکم بھی ہے۔ اور غیر مقلد تو کان، اذا سے دوام مراد لیا کرتے ہیں۔

آمین بلند آواز سے کہنے سے دوسرے سکتے کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور سنت کی مخالفت لازم آتی ہے۔

خلفائے راشدین

آنحضرت ﷺ نے اختلاف کا ذکر فرماتے ہوئے اختلاف سے بچنے کا زریں اصول بیان فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ تم میرے طریقے اور میرے خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑو گویا احادیث میں اختلاف کے وقت وہ احادیث راجح اور معمول بہا قرار دی جائیں گی۔ جن کے موافق خلفائے راشدینؓ کا عمل ہوگا۔

عن ابی وَائِل قَالَ كَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُاللهِ لا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلا بِالتَّعوذِ وَلا بِالتَّامِيْنِ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

وفيه ابو سعد البقال وهو ثقه مدلس (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۵)

ابو وائل سے روایت ہے کہ خلیفہ راشد حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز میں نہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ نہ تعوذ اور نہ آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔

عن ابی وائل قال لَمْ يَكُنْ عمر وعلی يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلا بِآمِيْن

(رواہ ابن جریر الطبری فی تہذیب الاثار الجوہر النقی ج ۱ ص ۱۳۰)

ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ نہ تعوذ اور نہ آمین بلند آواز سے کہا کرتے تھے۔

رَوٰی اَبُومَعْمَرٍ عَنْ عُمَرؓ بن الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ يُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعًا اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَآمِیْن وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ. (عینی شرح ہدایہ)

ابومعمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ آواز سے پڑھے: تعوذ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، آمین، ربنا لک الحمد۔

ایک حقیقت

خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کا بھی بلند آواز سے آمین کہنا ثابت نہیں اور نہ ہی ان چاروں خلفاء کے مقتدیوں کا کبھی بھی آمین بلند آواز سے کہنا ثابت ہے۔ بلکہ خلافت راشدہ میں کسی ایک شخص کا آمین بالجہر کہنا ثابت نہیں اگر کسی غیر مقلد میں کوئی دم خم ہے تو خلفاء راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ سے یا پورے دور خلافت راشدہ میں ایک ہی مسجد یا ایک ہی شخص کی نشان دہی کریں کہ وہ آمین بالجہر کا قائل تھا اور بلند آواز سے آمین نہ کہنے والوں کو معاذ اللہ یہودی اور بے دین خیال کرتا تھا۔ دیدہ باید۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ خَمْسٌ يُّخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَالتَّعَوُّذَ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم وآمين وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ.

(رواہ عبدالرزاق واسنادہ صحیح۔ آثار السنن ج ا ص ۹)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ امام پانچ چیزوں کو آہستہ پڑھے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، آمین، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ

حضرت علامہ ابراہیم نخعی سید التابعین ہیں۔ آپ دار العلم کوفہ کے مفتی تھے۔ یہ شہر دار العلم تھا۔ ہزاروں محدثین اور فقہاء کا مسکن تھا۔ حضرت ابراہیم نخعی عہد صحابہ میں ہی پیدا ہوئے اور عہد صحابہ میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی جلالت علم کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں آپ فتویٰ دیتے تھے عہد صحابہ میں ہی حضرت علامہ نخعی نے آمین کے آہستہ کہنے کا فتویٰ دیا۔ لیکن کسی ایک صحابی نے اس پر انکار نہ فرمایا کہ یہ فتویٰ خلاف سنت ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ کا جن لوگوں نے مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ سنت کے کس قدر شیدائی تھے۔ وہ اپنی جان، مال، عزت، آبرو سب کچھ اتباع سنت کے لیے نچھاور کرنے کے لیے ہر آن تیار رہتے تھے۔ لیکن آہستہ آمین کے فتویٰ کے خلاف نہ کسی صحابی کی آواز اٹھتی ہے۔ نہ تابعی کی اور نہ تبع تابعی کی۔ نہ کوئی تقریر آہستہ آمین کے خلاف ہوتی ہے۔ نہ کوئی رسالہ لکھا جاتا ہے۔ نہ تو کسی مسجد میں لڑائی جھگڑا کھڑا کر کے مناظروں کے چیلنج دیے جاتے ہیں۔ نہ ہی بلند آواز سے آمین نہ کہنے والوں کو معاذ اللہ یہودی، مخالف سنت کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر صحابی جن کی روایت کو آمین بالجہر کی دستاویز سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی اس وقت کوفہ میں موجود ہیں۔ لیکن اس فتویٰ کے خلاف کوئی حدیث نہیں پڑھتے۔ نہایت پرسکون ماحول ہے۔ یہاں پاک و ہند میں بھی انگریز کے دور سے پہلے ایسا ہی پرسکون ماحول تھا۔ نہ کوئی رسالہ آمین بالجہر پر لکھا گیا نہ ان بارہ صدیوں میں کوئی ایسی تقریر ہوئی۔ جس میں بلند آواز سے آمین نہ کہنے والوں کو یہودی، منکرین نبوت و رسالت کہا گیا ہو نہ کسی مسجد میں ایسا جھگڑا ہوا۔ لیکن جونہی انگریز کے منحوس قدم اس زمین پر آئے۔ بس اس سفید آقا کے اشاروں پر یہاں کے مسلمانوں کو لڑانا بعض لوگوں نے سب سے بڑا دینی فریضہ سمجھ لیا۔ اور کوئی جلسہ، کوئی تقریر ان خرافات سے

خالی نہ رہی۔ سینکڑوں رسالے لکھے گئے۔ ہزاروں تقریریں ہوئیں، اور ملی اتفاق واتحاد کو اس آگ میں جھونک دیا گیا۔ جو آج تک بجھنے کا نام نہیں لیتی۔ الحاصل یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ نمازوں میں آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں ان کا یہ مسئلہ قرآن پاک کے ساتھ موافقت، نبی اکرم ﷺ کے عمل سے مطابقت، ملائکہ ارض وسما کے ساتھ موافقت رکھتا ہے۔ اور اس مسئلہ میں خلفائے راشدین کی متابعت ہے اور خیر القرون صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کے تعامل کی حمایت ان کو حاصل ہے۔ ان کو آج ایک ایک زبان سے سو سو گالیاں دینا کہ مقلد ہے، جاہل ہے، اندھا ہے، اس کے گلے میں پھندا ہے یہ دل ودماغ کا گندا ہے۔ یہ بدعتی ہے۔ مشرک ہے بے دین ہے، جیسا کہ اکثر نئے مجتہدین نے اپنی تحریر وتقریر میں یہ طرز تخاطب اختیار کر رکھا ہے۔ ایسا ننگ انسانیت طرز تخاطب وہی شخص اختیار کیا کرتا ہے۔ جو استدلال سے تہی دامن ہو اور اس تہی دامنی کا اس کو احساس بھی ہو۔

باب سوم

اس باب میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ غیر مقلدین کی زنبیل میں کیا ہے۔ وہ اپنے رسالوں میں کیا لکھتے ہیں۔ اور کس بل بوتے پر وہ مناظروں کے چیلنج دے دے کر سکون سے بسنے والے مسلمانوں کی نیند حرام کرتے ہیں اور ہر مسجد اور ہر گھر کو میدان جنگ بنا دیتے ہیں۔

ا۔ اس بارے میں سب سے پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے۔ کہ ان کا ہر مجتہد ہر مصنف اور ہر مناظر اپنے مسئلہ کے تقریباً اسی فیصد پہلو کو ایسا چھپاتا اور تقیہ کے صندوق میں ایسا بند کرتا ہے کہ کسی کو خواب میں بھی پتہ نہ چلے وہ یہ ہے کہ جب یہ لوگ تنہا نماز ادا کرتے ہیں۔ تمام فرائض، سنن اور نوافل میں آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں ان تمام جگہوں میں آہستہ آمین کہنے کے ان کے پاس کیا دلائل ہیں اس پر آج تک انہوں نے نہ کوئی رسالہ لکھا نہ کوئی مناظرہ کیا نہ کوئی دلیل بیان کی بلکہ جتنے رسائل اور

مضامین مسئلہ آمین پر ان لوگوں نے آج تک لکھے ہیں۔ ان میں کبھی بھول کر بھی یہ تذکرہ نہیں کیا کہ ہم بھی اکثر جگہ آمین آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔

۲۔ اس بارے میں دوسری بنیادی بات یہ تھی کہ نماز کے تمام اذکار اور دعائیں یہ لوگ بھی آہستہ آواز میں پڑھتے ہیں صرف آمین کو ہی ان لوگوں نے تمام تسبیحات اور دعاؤں سے کیوں مخصوص کر لیا ہے اس تخصیص کی کیا دلیل ہے کہ مقتدی سوائے آمین کے باقی سب کچھ آہستہ آواز سے پڑھیں اس بنیادی بات کو بھی ان لوگوں نے بالکل ہی نظر انداز کر رکھا ہے۔

۳۔ مسئلہ کا تیسرا پہلو یہ تھا کہ جو شخص باجماعت نماز ادا کرے وہ صرف چھ رکعات میں آمین بلند آواز سے کہے۔ اور بقیہ گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہے۔ یہاں بھی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہنے کے ثبوت کو شاید اس لیے نظر انداز کر جاتے ہیں کہ گیارھویں سے خاص نفرت ہے۔ نو دو گیارہ کا عملی ثبوت فراہم کر دیں۔ لیکن صرف چھ رکعتوں میں تخصیص کا تو کوئی ثبوت ہوتا۔ اس تخصیص کے لیے کوئی صریح آیت یا صریح حدیث انہوں نے کبھی ذکر نہیں کی اور نہ قیامت تک دکھا سکتے ہیں۔ انشاءاللہ العزیز۔

ہمارا مسئلہ چونکہ ایک پہلو ہی رکھتا ہے (یعنی ہر نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہئے) اس لیے ہمارے سابقہ دلائل کافی شافی اور وافی ہیں اس کے برعکس چونکہ غیر مقلدوں کا مسلک چار پہلو رکھتا ہے اس لیے ہر پہلو پر تفصیلی گفتگو کی جاتی ہے۔ اور میں یہاں ایک اپنی گفتگو درج کرتا ہوں۔

پہلا حصہ

نماز کے تمام اذکار اور دعائیں تم لوگ آہستہ ادا کرتے ہو صرف آمین بلند آواز سے اس تخصیص کی کیا دلیل ہے؟

۱۔ کیا قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی ہے۔ جس میں یہ تخصیص ہو کہ نماز کے

تمام اذکار آہستہ ادا کرو اور صرف آمین بلند آواز سے کہو۔ ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن پاک میں کوئی صریح ایک بھی آیت نہیں ہے۔

۲۔ اسی طرح دنیا کے کتب خانوں میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ جس میں یہ صراحت اور وضاحت ہو کہ نماز کے باقی تمام اذکار آہستہ ادا کرو۔ مگر آمین بلند آواز سے کہا کرو۔

دوسرا پہلو

کہ جب نمازی اکیلا نماز ادا کرے تو خواہ نماز فرض ہو یا نفل یا سنت، اس کی ہر رکعت میں آمین آہستہ آواز سے کہے۔

اس بارے میں ان لوگوں نے منفرد یعنی اکیلے نمازی کی جو تخصیص کی ہے، یہ نہ کسی آیت قرآنی سے صراحۃً ثابت ہے۔ نہ کسی حدیث نبوی ﷺ سے صراحۃً ثابت ہے۔ غیر مقلدین حضرات میں اگر علم واستدلال کا ذرہ بھی موجود ہے تو وہ صراحۃً یہ تخصیص کتاب وسنت سے دکھائیں۔ ورنہ کبھی اہل سنت وجماعت کو منہ نہ دکھائیں۔ دیدہ باید۔

ایک ضروری نوٹ

شاید میرے بعض حنفی دوست خیال کریں کہ یہ مسئلہ فروعی اور اجتہادی نوعیت کا ہے۔ اس لیے بعض ائمہ میں مختلف فیہ ہے۔ تو مطالبہ میں اتنی سختی نہیں چاہیے تو میں عرض کروں گا کہ یہ آپ کا عندیہ ہے۔ غیر مقلدین اس مسئلے کو ہرگز ہرگز اجتہادی نہیں سمجھتے بلکہ ان کا اعلان ہے کہ یہ مسائل مثلاً آمین بالجہر، قرأۃ خلف الامام رفع یدین اجتہادی مسائل نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک یہ اختلاف حق وباطل کا اختلاف ہے۔ اس لیے غیر مقلدوں کا فرض ہے کہ وہ دلائل ایسے پیش کریں جو ثبوت اور دلالت میں قطعی ہوں اور متعارض یا مرجوح نہ ہوں۔

تیسرا پہلو مقتدیوں کی آمین کا مسئلہ

غیر مقلدوں کا مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے فرضوں کی صرف چھ

Scanned with CamScanner

رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہیں اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہیں۔

اس کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھیں۔

۱۔ قرآن پاک میں یہ مسئلہ ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے کہ مقتدی صرف چھ رکعتوں میں امام کے پیچھے آمین بلند آواز سے کہے اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہیں۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کی ایک بھی قولی حدیث نہیں ہے جس میں یہ وضاحت اور صراحت ہو کہ مقتدی امام کی اقتداء میں صرف چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہیں باقی گیارہ رکعات میں آہستہ آواز سے۔

۳۔ صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، نسائی، ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ وغیرہ کسی حدیث کی کتاب میں ایک بھی حدیث صحیح یا حسن ایسی نہیں ہے۔ جس میں یہ صراحت ہو کہ آنحضرت ﷺ کے مقتدی آپ کی اقتداء میں چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہتے تھے اور باقی گیارہ رکعات میں آہستہ۔

۴۔ خلفاء راشدین سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ وہ بحالت اقتداء چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہتے تھے اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ۔

۵۔ خلافت راشدہ کے پورے دور میں یہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ خلفائے راشدین کے مقتدی ان خلفاء کی اقتداء میں چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہتے تھے اور گیارہ رکعات میں آہستہ۔

آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ جب قرآن ان کے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا اور بخاری مسلم نے بھی ان کو دھتکار دیا ہے۔ باقی اصحاب صحاح نے بھی ان یتیموں اور مسکینوں کو لاوارث قرار دے دیا ہے۔ تو آخر یہ کس بھروسے پر مسلمانوں میں سر پھٹول کرا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ایک دفعہ میں نے ان کے ایک بہت بڑے مولوی سے پوچھا کہ مقتدیوں کی آمین کے بارے میں آپ کے پاس کوئی صحیح صریح حدیث ہے۔ انہوں نے فرمایا بخاری مسلم وغیرہ میں تو کچھ نہیں صرف ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ترک الناس التامین سب لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے۔ اور رسول پاک ﷺ جب سورۃ فاتحہ ختم کرتے تو آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تھے۔ پھر مسجد گونج جاتی تھی۔ (ابن ماجہ ص ٦١)

میں نے کہا یہاں مقتدی آپ نے کس لفظ سے سمجھا۔ اس نے کہا یہاں مقتدی کا لفظ صراحۃً تو موجود نہیں ہے۔ لیکن مسجد کے گونجنے سے قیاس یہی ہوتا ہے۔ کہ یہ مقتدیوں کی آواز سے ہی گونج پیدا ہوتی تھی۔

میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک تو قیاس کرنا شیطان کا کام ہے آپ نے یہ شیطانی کام کر کے اپنی اجتہادی شان کو داغدار کر لیا ہے۔

پھر یہ جملہ جس پر آپ نے یہ قیاس کی عمارت کھڑی کی ہے خود بے بنیاد ہے اور عقل و نقل اس کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں ذرا سنیے۔

١۔ یہی روایت ابو داؤد ج ١ ص ٩٤ اور مسند ابو یعلی (آثار السنن ج ١ ص ٩٤) پر بھی موجود ہے۔ مگر وہاں یہ گونج پیدا کرنے والا جملہ نہیں ہے۔

٢۔ اس کی سند کا راوی بشیر بن رافع ہے۔ میزان الاعتدال ج ١ ص ١٤٧، پر امام بخاریؒ، امام احمدؒ، امام ابن معینؒ، امام نسائیؒ سے اس کا ضعیف ہونا نقل کر کے پھر ابن حبان سے تو یہ نقل کیا ہے کہ یروی اشیاء موضوعۃ وہ بالکل جھوٹی حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ اور علامہ ابن عبد البرؒ نے کتاب الانصاف میں لکھا ہے کہ محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کی روایات کا شدت سے انکار کیا جائے اور اٹھا کر پھینک دیا جائے۔

٣۔ اس کا دوسرا راوی ابن عم ابی ہریرہؓ ہے جو مجہول ہے۔ کیا اس جھوٹی اور بناوٹی روایت کے بل بوتے پر سارا فساد و عناد برپا کیا جا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

۴۔ یہ جملہ قرآن پاک کے صراحۃً خلاف ہے۔ کیونکہ اس روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آمین کی آواز تو صرف پہلی صف تک گئی۔ لیکن آپ کے خیال میں مقتدیوں کی آواز آنحضرت ﷺ کی آواز سے اتنی زیادہ بلند تھی کہ مسجد گونج اٹھی۔

اس جھوٹی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی کھلم کھلا قرآن پاک کی مخالفت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ﴿لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی...﴾ یعنی اپنی آواز کو نبی پاک ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ ورنہ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے۔ اب یہ جھوٹی روایت بتاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ خاص طور پر مسجد میں اور خاص حضور اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر اس قرآنی حکم کی مخالفت کرتے تھے۔ اور اپنی نمازوں کو برباد کر دیتے تھے۔

۵۔ اس جھوٹی روایت میں مسجد نبوی ﷺ کے گونجنے کا ذکر ہے حالانکہ گونج پختہ اور گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے دور میں مسجد نبویؐ کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی جس میں گونج پیدا ہونا ہی محال ہے۔

الغرض آپ نے جس جملے پر اپنے قیاس کی بنیاد رکھی تھی اس کا یہ حال ہے کہ قرآن کی بارگاہ میں اس جملے کا گزر نہیں ہو سکتا، عقل نے اس کے منہ پر تھوک دیا ہے۔

۶۔ اب یہ بھی سنئے کہ خود غرضی اور مطلب پرستی کے تحت جناب نے قرآن کو چھوڑا علم و عقل سے منہ موڑا۔ سب صحابہ کی نمازوں کو برباد مان لیا، لیکن دیکھو اب یہی جھوٹی روایت کس طرح تمہارا منہ بند کرتی ہے۔

اس کا پہلا جملہ یہ ہے کہ ترک الناس التامین لوگوں نے آمین چھوڑ دی ہے اور آپ تسلیم کرتے ہیں کہ اس حدیث میں آمین بالجہر کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ لوگ اس روایت کو آمین بالجہر کے ثبوت ہی میں پیش کرتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اس جملے سے ایک متنفس کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ کوئی شخص بھی بلند آواز سے آمین کہنے والا نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا وصال ۵۹ھ میں ہوا ہے اور

Scanned with CamScanner

آپ نے خلافت راشدہ کو بھی دیکھا تو معلوم ہوا کہ صحابہؓ اور کبار تابعین میں سے ایک شخص بھی بلند آواز سے آمین نہ کہتا تھا۔ کیونکہ صحابہؓ کا دور ۹۰ھ تک عام ہے اور اس وقت لوگ صحابہؓ یا تابعین ہی تھے۔

۷۔ میں نے پوچھا کہ تمام ذخیرہ حدیث سے یہ ایک جھوٹی روایت آپ نے پلے باندھی تھی لیکن افسوس ہے کہ یہ چھ رکعت اور گیارہ رکعت کی تفصیل اس میں بھی نہیں، یہ آپ نے کہاں سے لیا کہ مقتدی چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہیں اور باقی گیارہ رکعات میں آہستہ۔

اب اس شخص کی حالت قابل دید تھی، شرم سے سر جھکائے ہوئے تھا میں نے دو تین بار جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر پوچھا کہ حضرت کچھ تو فرمائیے۔ آخر نہایت شرمسار ہو کر کہنے لگا کہ جناب اس بارے میں ہمارا قیاس ہے۔ میں نے کہا کہ قیاس تو کار شیطان ہے آپ سارا قرآن اور ساری حدیثیں قیاس کے رد میں پڑھ جایا کرتے ہیں۔ آخر آج یہ کیا قصہ ہے خیر بتائیے کہ قیاس سے کیسے ثابت ہوا کہ مقتدی چھ رکعات میں بلند آواز سے آمین کہے اور گیارہ رکعات میں آہستہ آواز سے۔

تو اس نے کہا کہ جناب ہمارے قیاس میں آمین قرآن پاک کے تابع ہے۔ اگر قرآن پاک بلند آواز سے پڑھا جائے تو آمین بھی بلند آواز سے کہی جائے گی اور جب قرآن پاک آہستہ پڑھا جائے گا تو آمین بھی آہستہ کہی جائے گی۔

میں نے کہا بہت خوب کسی نے خوب کہا ہے جس کا کام اسی کو ساجھے، اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ محترم یہ تو بتائیے کہ کیا آپ کے مقتدی امام کے پیچھے قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا جب وہ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں تو آپ کے قیاس کے مطابق بھی ان کو آمین آہستہ آواز میں کہنی چاہیے اب تو اس پر سکتہ طاری تھا، کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

میں نے کہا یہ ہے مقلدوں کی مار کہ ان سے ڈر کر قرآن سے منہ موڑا، عقل

کو چھوڑا صحابہؓ کی نمازوں کو برباد بتایا، شیطان کی خایہ بوسی بھی کی مگر مقلدین کے سامنے اجتہاد بے گوروکفن تڑپ رہا تھا۔اور کوئی اس کا جنازہ پڑھنے والا نہ ملتا تھا۔اور ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ...﴾ کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔

ایک دوسرے مجتہد صاحب سے گفتگو ہوئی میں نے پوچھا جو مقتدیوں کو آپ امام کی اقتداء میں چھ رکعات میں بلند آواز سے آمین کا حکم دیتے ہیں اور گیارہ رکعات میں آہستہ آمین کا یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے یا رسول اللہ ﷺ کا۔ کہنے لگا یہ نہ خدا کا حکم ہے نہ رسول کا، میں نے کہا کیا آنحضرت ﷺ کے مقتدی ایسا کرتے تھے یا خلفائے راشدین کے مقتدی؟ کہنے لگا ان سے بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ میں نے کہا آخر یہ مقتدیوں کو مسئلہ کہاں سے بتایا اس نے کہا صحیح بخاری میں ہے امن ابن الزبیرؓ وامن من خلفه حتی ان للمسجد للجته کہ عبداللہ بن زبیر نے آمین کہی اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھی۔ میں نے کہا یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے مقتدیوں سے اس طرح چھ رکعتوں میں بلند آواز سے آمین کہنا ثابت نہیں ہوسکا۔خلافت راشدہ کا دور ختم ہونے کے کئی سال بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا۔خیر آپ پہلے بتائیں کہ بخاری میں اس روایت کی کوئی سند ہے؟ کہنے لگا نہیں بخاری نے اگرچہ اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی لیکن امام بخاریؒ کی تعلیقات حجت ہیں کیونکہ ہمیں ان کی علمی مہارت پر کلی اعتماد ہے۔ میں نے کہا یہی اعتماد تو تقلید ہے۔افسوس ہے کہ آپ کا اجتہاد اتنا سخت جان ہے کہ شرک کی دلدل میں پھنس کر بھی اس کی توحید میں فرق نہیں آتا۔

پھر اس میں صرف ایک وقت کا ذکر ہے اور اس سے سنت کیسے ثابت ہوگی اور اس میں تو یہ بھی ذکر نہیں کہ یہ آمین نماز کے اندر تھی یا نماز کے بعد اور اگر نماز کے اندر تھی تو سورۃ فاتحہ کے بعد تھی یا قنوت نازلہ کے وقت جب اس میں اتنے احتمالات ہیں تو استدلال کیسا؟

Scanned with CamScanner

پھر کیا آپ کے نزدیک قرآن حدیث کو چھوڑ کر ابن زبیرؓ کی تقلید شخصی جائز ہے یا شرک، اور اگر جناب نے ابن زبیرؓ کی تقلید شخصی کر لی ہے تو وہ تو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ عیدین میں اذان بھی کہتے تھے اور اقامت بھی۔ (معارف السنن ص ۴۶۰ بحوالہ تہذیب الآثار طبری) بلکہ طحاوی شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۷، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۹۸، میں ہے کہ وہ سرے سے آمین ہی نہ کہتے تھے (ص ۱۲۰ ج ۱)

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

غیر مقلد کہنے لگا عطا نے دو سو صحابہؓ کو آمین کہتے دیکھا۔ میں نے کہا سرے سے یہ ہی ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو سو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں۔

ازاں بعد جب خلفائے راشدین کے زمانہ میں سے ۲۰ رکعت تراویح شروع ہوئیں اس کو تو آپ بدعت کہتے ہیں تو اب ابن زبیرؓ کے فعل سے استدلال کر کے اس کی تقلید شخصی کر کے مشرک کیوں بنتے ہو؟

پھر بھی ان روایات میں یہ نہیں ہے کہ چھ رکعات میں بلند آواز سے اور باقی گیارہ رکعات میں آہستہ۔

ہمارا تو ایسے اجتہاد کو دور سے سلام ہے کہ کبھی شرک کی دلدل میں پھنسے کبھی بدعت کی وادی میں بھٹکے کبھی کسی کی تقلید شخصی کرے لیکن پھر بھی مقلدین کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔

الغرض مقتدیوں کا امام کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین کے مقتدیوں سے۔

آخر جب اسے کوئی دلیل نہ ملی تو کہنے لگا چونکہ امام کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہے۔ اس لیے مقتدیوں کے مسئلے کو ہم نے اسی پر قیاس کر لیا ہے۔ میں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ کہ آخر کار آپکے اجتہاد کی تان قیاس پر ہی آ کر ٹوٹتی ہے۔ تقریروں اور تحریروں میں اس کو کار

شیطانی کہا جاتا ہے اور اندرون خانہ قیاس کے سامنے سجدے کیے جاتے ہیں۔

اچھا یہاں قیاس کس طرح فرمایا ہے کہنے لگا جب امام بلند آواز سے کہتا ہے تو مقتدیوں کو بھی بلند آواز سے کہنی چاہیے۔

میں نے کہا اولاً تو امام کے لیے بھی یہ ثابت نہیں تو بنائے قیاس ہی غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ امام تو تمام تکبیرات بھی بلند آواز سے کہتا ہے۔ سمع اللہ لمن حمدہ بھی بلند آواز سے کہتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بھی بلند آواز سے کہتا ہے تو جناب کے قیاس پر تو مقتدی کو بھی یہ سب کچھ بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ اب تو مجھے کہنا پڑا۔

در کفر ہم ثابت نہ ای زنار را رسوا مکن

دعویٰ کا چوتھا حصہ

امام کا آمین بالجہر کہنا۔

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ امام کو تمام عمر روزانہ چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہنا اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہنا سنت موکدہ ہے۔

غیر مقلدین کو یہ اقرار ہے۔ کہ قرآن پاک کی کسی آیت میں ہمارا یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنے استدلال کی بنیاد حدیث پر رکھتے ہیں۔

حدیث کا استدلال دیکھنے سے پہلے یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ آمین کہنا بھی سنت موکدہ ہے اور اس کا بلند آواز سے کہنا بھی سنت موکدہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آمین کا سنت موکدہ ہونا تو آنحضرت ﷺ کی قولی احادیث سے ثابت ہے۔ آپ نے قولوا آمین کہہ کر اس کا حکم دیا۔ پھر اس پر ترغیب کے لیے بار بار فرمایا کہ اس میں فرشتے بھی تمہارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اور مزید ترغیب کے لیے بار بار یاد دہانی کرائی کی آمین کہنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور آمین نہ کہنے والے کی نامرادی بھی آپ نے مثال دے کر سمجھائی۔ یہ تمام احادیث آپ باب دوم میں پڑھ چکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ہم کہتے ہیں کہ اگر نفس آمین کی طرح آمین کو بلند آواز سے کہنا بھی سنت موکدہ ہے تو آنحضرت ﷺ کا کوئی حکم دکھایا جائے کہ حضور ﷺ نے حکم دیا ہو کہ تم نماز میں چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہا کرو اور یہ بھی دکھایا جائے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ ان چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے آمین کہنے کی وجہ سے تمہیں یہ یہ ثواب ملے گا اور نہ کہنے میں تم اس طرح محروم ہو گے۔

لیکن بار بار مطالبہ کے باوجود آج تک غیر مقلد مجتہدین شرمائے اور منہ چھپائے بیٹھے ہیں کسی کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ کہ وہ آنحضرت ﷺ کا حکم اور اس پر ترغیب اور مزید ثواب کا کوئی وعدہ دکھا سکے۔

ہم حیران ہیں کہ نماز فجر کے بعد اشراق پڑھنے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کے ثواب کا وعدہ ہو۔ جو صرف ایک نفل کام ہے سنت نہیں اور نماز عصر کی پہلی چار سنتیں جو غیر موکدہ ہیں۔ ان پر جنت میں محل کی خوش خبری حضور اقدس ﷺ کے ارشادات میں مل جائے۔ لیکن آمین بالجہر جو ایسی سنت مؤکدہ ہے کہ ہر مسجد میں لڑائی وفساد اس کی بنا پر کھڑا ہو جاتا ہو۔ اس کا نہ تو رسول پاک ﷺ حکم دیں نہ اس کا کوئی زیادہ ثواب بتائیں۔

ایک ضروری وضاحت

(۱) آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پریس نہ تھا کہ کسی کتاب میں تمام مسائل تفصیل کے ساتھ لکھ دیے جاتے۔ اور جو شخص آتا اسے وہ کتاب دے دی جاتی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ مثلاً نماز پڑھائی تو بلند آواز سے پڑھ کر ان نو مسلموں کو نماز کا طریقہ تعلیم فرما دیا۔ مثلاً: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز ختم فرماتے تو بلند آواز سے تکبیر فرماتے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴، مسلم ج ۱ ص ۲۱۷، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۳) اس کے متعلق امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ صرف تعلیم کے لیے تھا (کتاب الام ج ۱ ص ۱۱۰) سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۴ نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۱۷ فتح الباری ج ۲ ص ۲۶۹ عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۲۶)

۲۔ اسی طرح بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی ظہر کی نماز میں کوئی بلند آواز سے آیت پڑھتے کہ مقتدی سن لیتے (عن قتادہؓ) یہ بھی صرف تعلیم کے لیے ہوتا تھا۔

۳۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ رات کو نماز پڑھی۔ میں نے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے اللہ اکبر والجبروت۔ (نسائی ص ۱۱۳)

۴۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے اور آپ سے سورۃ لقمان کی آیت سنا کرتے تھے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۱۳)

۵۔ اسی طرح صحابہ کا آنحضرت ﷺ سے رکوع سجود کی تسبیحات اور تشہد اور دعائیں سننا بکثرت احادیث میں آتا ہے۔

۶۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے نماز میں سبحانک اللھم بلند آواز سے پڑھا جیسا کہ کتاب الآثار امام محمدؒ اور طحاوی شرح معانی الآثار میں مذکور ہے۔

الغرض اس زمانہ میں طریقہ تعلیم یہی تھا۔ آج کل بھی مدارس میں جب بچوں کو نماز کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ تو وہ سب ساری نماز بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ لیکن کوئی اس کو سنت مؤکدہ نہیں کہتا۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا بلند آواز سے آمین کہنا بھی حضرت وائلؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے جو نو مسلم تھے۔ ظاہر ہے کہ جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تو یقیناً ان کو نماز کا طریقہ سکھایا گیا تو اگر آنحضرت ﷺ نے ان کی تعلیم کے لیے مثل قرأۃ ظہر یا دیگر اذکار وادعیہ کے اگر آمین بھی بلند آواز سے کہہ لی ہو تو اس سے ہمیں انکار نہیں۔ ہمیں تو اس کے سنت موکدہ ہونے سے انکار ہے اس کو ایک اور مثال سے سمجھیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں مباشرت (بوس و کنار) فرما لیتے تھے تو اس کے ثبوت کا ہمیں انکار نہیں۔ ہاں اگر کوئی اس کو روزہ کی حالت میں سنت موکدہ کہنا شروع کر دے۔ اور روزہ کی حالت میں مباشرت نہ کرنے والے مرد و عورت کا روزہ ناقص اور خلاف سنت بتائے تو

Scanned with CamScanner

ہم اس کا انکار کریں گے۔ اسی طرح صرف حضور کا بلند آواز سے آمین کہنا دکھا دینا اس سے اس کے سنت ہونے کا ثبوت نہ ہوگا۔ جب تک اس پر دوام ثابت نہ کریں۔ یا آخری وقت تک آمین کہنا نہ ثابت کریں۔

اس وضاحت کے بعد اب گزارش ہے کہ کہنے کو تو ان کے مناظرین جب اپنے عوام پر اپنا رعب جماتے ہیں۔ یا اپنی مسند اجتہاد کو رونق بخشتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چار سو صحیح حدیثیں ہیں اور ان کے دل و دماغ میں یہ پیوست کرتے ہیں۔ کہ دیکھو حنفی ایک ہی مسئلے میں چار سو احادیث کے منکر ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ آمین بالجہر کی اگر کسی روایت کو کھینچ تان کر حسن تک لایا جا سکتا ہے وہ صرف حضرت وائلؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات ہیں اور بس اب مرزا جی تو پانچ کو پچاس گنتے تھے۔ یہ دو چار کو چار سو بنا لیں۔ وہ ایک نقطہ لگاتے تھے۔ یہ دو لگا لیں تو بس اسی قسم کے جھوٹ ان لوگوں کے اجتہاد کی رونق ہیں اگر یہ لوگ جھوٹ نہ بولیں تو ان کے اجتہاد کی منڈی سنسان ہو جائے۔

حضرت وائل کی حدیث

ا۔ حجر بن عنبس روایت کرتے ہیں کہ وائل رضی اللہ عنہ نے کہا۔
میں نے حضورؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ نے آمین کہی۔ مد بہا صوتہ۔

(ترمذی ص ۶۳ دارقطنی ص ۱۲۷)

اس روایت کا مدار حضرت سفیان ثوریؒ پر ہے۔ سفیان ثوری کے دس شاگرد ہیں۔ جن میں سے 9 شاگرد یحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن یوسف، محمد بن یوسف، قبیصہ، وکیع، محاربی، علاء بن صالح، یحییٰ بن سلمہ، تو اس حدیث میں مد بہا صوتہ کہتے ہیں جو جہر پر نص نہیں ہاں صرف ایک شاگرد محمد بن کثیر رفع بہا صوتہ کہتا ہے۔

(ابوداؤد ج ا ص ۹۴ دارمی ص ۱۴۸) یہ کثیر الغلط ہے۔ (تقریب)

پس صحیح روایت مد بہا صوتہ ہے اور رفع بہا صوتہ کثیر الغلط اور شاذ

Scanned with CamScanner

ہے۔مدبها صوته کا یہ بھی معنی ہوسکتا ہے کہ آپ نے آمین کے الف کو کھینچ کر لمبا کر کے پڑھا۔یہاں جہر مرادنہیں کیونکہ دوسرے باب میں آپ صحیح سندوں سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت وائلؓ نے خفض بها صوته اور اخفی بها صوته بھی روایت کیا ہے۔جس کے معنی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے آہستہ آواز سے آمین کہی۔

۱۔ سفیان ثوریؒ کوفی ہیں اور غیر مقلد جب اپنے نشہ اجتہاد میں مست ہوتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ کوفہ والوں کی روایت بے نور ہوتی ہے۔(حقیقت الفقہ) نہ معلوم آج کیوں کوفہ والوں کے سامنے سجدہ سہو ہو رہا ہے۔

۲۔ نیز یہ سفیان ثوریؒ خود آمین آہستہ آواز سے کہا کرتے تھے۔اور غیر مقلد حضرات جب اپنی اجتہادی ترنگ میں ہوں تو کہا کرتے ہیں۔کہ جو آمین آہستہ کہتا ہی وہ منکر سنت ہے، یہودی ہے۔لیکن آج غرض سامنے ہے مطلب برآری کرنی ہے۔اس لیے ایسے شخص کی روایت کو بھی سر آنکھوں پر رکھا جا رہا ہے۔

۳۔ حضرت وائل بن حجرؓ بھی آخر کوفہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔اور انہیں کے ہم مسلک تھے دیکھیے اب غیر مقلد ان کا اسلام بھی مانیں گے یا نہیں۔

دوسرا طریق

(۱) عبدالجبار اپنے باپ حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آمین کہی۔یرفع بها صوته. (نسائی ج۱ص۸۹)

۲۔ فسمعته وانا خلفه میں نے آپ کی آمین سن لی میں آپ کے پیچھے تھا۔ (نسائی ج۱ص۹۴)

۳۔فسمعنا هامنه ہم نے آپ کی آمین سن لی۔ (ابن ماجہ ص۹۲)

۴۔قال آمين مدبها صوته۔آواز کو کھینچا۔(دارقطنی ج۱ص۱۲۷)

۵۔انه سمع يقول آمين اس نے آمین سنی۔ (مسند احمد)

۶۔فقال آمين يجهر، آمین کہا بلند آواز سے۔ (مسند احمد)

Scanned with CamScanner

یہ روایت عبدالجبار کی ہے اور امام بخاری، ابن معین، ترمذی، نسائی وغیرہ سب متفق ہیں کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے کوئی روایت نہیں سنی (ترمذی ص ۲۲۹، نسائی ج ۱ ص ۱۴۲، شرح المہذب ج ۳ ص ۱۰۴) پس یہ روایت مرسل ہوئی۔

دوسرا راوی

ابو اسحاق سبیعی ہے جس کا حافظہ آخری زمانہ میں صحیح نہیں رہا تھا (نووی ص ۱۷ تقریب) اور اس کی مرسلات بالکل قبول نہیں جیسا کہ ابن معین نے کہا شبہ لا شئی.
(ترمذی کتاب العلل ص ۵۶۴)

پس یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہے۔

پھر چھ سندوں میں ہر سند کا لفظ علیحدہ ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے آمین کہی آواز کتنی بلند تھی وہ اسی روایت میں ہے۔

حضرت وائل حضورؐ کے پیچھے کھڑے تھے۔ انہوں نے سن لی۔ تو اتنی آواز کو کہ ایک دو قریبی آدمی سن لیں یہ جہر مطلوب نہیں ہے۔

دیکھو اگر امام جہری نمازوں میں قرأۃ صرف اتنی آواز سے پڑھے کہ صرف قریب کے ایک دو آدمی سن لیں۔ یا تکبیرات انتقال صرف اتنی آواز سے کہے کہ صرف قریب کے ایک دو آدمی سن لیں تو سب نمازی کہیں گے۔ کہ اس نے جہر نہیں کیا۔ تو اس حدیث سے جہر ثابت ہی نہ ہوا

۳۔ پھر یہ ایک آدھ دفعہ کا قصہ ہے۔ کیونکہ حضرت وائل بن حجرؓ نئے نئے اسلام لائے تھے۔ اس لئے ان کی تعلیم کیلئے جہر کر لیا ہو تو ہمیں مضر نہیں۔

۴۔ اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ حضورؐ نے چھ رکعات میں ہی جہر فرمایا تھا اور باقی گیارہ میں آہستہ آواز سے آمین کہی تھی۔

حضرت وائل بن حجرؓ کا اپنا فیصلہ

حضرت وائل بن حجرؓ کی بلند آواز سے آمین کہنے کی روایت بسند ضعیف

مروی ہے۔ اور آہستہ آمین کی صحیح سند سے پھر اونچی آمین کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے قال آمین ثلاث مرات.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۷)

یعنی آپ نے (ساری عمر میں صرف) تین دفعہ آمین کہی۔ اب یہ بھی خود حضرت وائل بن حجرؓ سے پوچھئے کہ یہ بلند آواز سے آمین حضرت علیہ السلام نے کیوں کہی تھی۔ فرماتے ہیں۔ ما اراہ الا لیعلمنا (رواہ الدولابی، التعلیق الحسن حاشیہ آثار السنن ج ۱ ص ۹۲) اس کی سند میں یحییٰ بن سلمہ بن کہیل ہے۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ جمہور نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور وضاحت کی ہے کہ جو روایات اس سے اس کا بیٹا روایت کرے وہ منکر ہیں اور یہ روایت اس کے بیٹے کی نہیں۔ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۱) نیز ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے استدلال کیا ہے وہ ایک صحیح السند حدیث کو منسوخ کرنے کے لیے جو حدیث لائے ہیں اس کی سند میں یحییٰ بن سلمہ ہے۔ (عرف الشذی ص ۱۲۸)

یعنی یہ ہماری تعلیم کے لیے کہی تھی۔ لیجئے فیصلہ ہو گیا کہ جہراً آمین صرف تعلیم کے لیے تھی اور آہستہ آمین سنت تھی۔ اسی لیے حضرت وائل بن حجرؓ سے بعد میں ایک دفعہ بھی آمین کہنا ثابت نہیں اور آپ نے سکونت کوفہ میں اختیار فرمائی تو وہاں آپ نے کبھی آمین بالجہر پر مناظرہ نہ کیا۔ کیونکہ تمام اہل کوفہ بالاتفاق آہستہ آمین کہتے تھے۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی یہ روایت ہے جس کو غیر مقلدین بیس تیس نمبر دے کر بیان کرتے ہیں۔ تاکہ ناواقفوں کو مرعوب کر سکیں۔

نوٹ: حضرت وائلؓ سے ایک روایت میں رب اغفرلی آمین آتا ہے اس کی سند میں عبدالجبار العطاردی ہے وہ ضعیف ہے (میزان)

بحث حدیث ابی ہریرہؓ

حضرت ابو ہریرہؓ بھی متاخر الاسلام راوی ہیں۔ جب یہ اسلام لائے تو

آنحضرت ﷺ نے ان کی تعلیم کے لیے بھی بلند آواز سے آمین کہی ہوگی۔

۱۔ چنانچہ ابوسلمہ اور سعید کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ حضور ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی (دار قطنی ج ۱ ص ۱۲۷ حاکم ج ۱ ص ۲۲۳) سند کا مدار اسحٰق بن ابراہیم پر ہے۔ جس کو ابوداؤد اور نسائی نے ضعیف کہا ہے اور محمد بن عوف محدث حمص نے جھوٹا کہا ہے۔ (کاشف للذہبی) (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۸۵)

اور دوسرا راوی عبداللہ بن سالم ہے جو ناصبی تھا اور حضرت علیؓ کی توہین کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ حضرت کی مدد سے ہی ابوبکر اور عمر کو شہید کیا گیا ہے۔

(میزان الاعتدال)

یہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ حضرت علیؓ آمین بالجہر نہیں کرتے تھے تو ان کے خلاف اسحاق جیسے کذاب اور عبداللہ بن سالم جیسے بے دین ناصبی کی روایت پیش کرنا ان ہی مجتہدوں کا کام ہے۔ جن کو انگریزوں نے مسند اجتہاد پر بٹھا کر اہلحدیث کا نام الاٹ کیا ہو۔

نوٹ: دار قطنی نے سنن میں تو اس روایت کو حسن کہہ دیا صرف حمایت مذہب میں لیکن اصل حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اسلئے خود ہی کتاب العلل میں اس کو ضعیف کہہ دیا۔ آج کل غیر مقلدوں کے مجتہدین سنن دار قطنی سے اس روایت کا حسن ہونا تو نقل کرتے ہیں۔ لیکن کتاب العلل سے ضعیف ہونا بیان نہیں کرتے اسی فریب اور خیانت پر ان کا مذہب قائم ہے۔

۲۔ دار قطنی ج ۱ ص ۱۲۷ میں ابن عمر اور ابوہریرہؓ سے روایت درج ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے آمین کہی مگر دونوں کی سند میں بحر السقاء ہے جسے خود دار قطنی نے ہی ضعیف کہہ دیا ہے۔

پھر یہ ایک واقعہ ہے جو یقیناً تعلیم کے لیے تھا۔ جیسا کہ حضرت وائلؓ نے صراحتہً یہ فرمادیا پھر کیا صحابہ کرامؓ نے اس کو مستقل سنت موکدہ سمجھا اس کے متعلق آپ

Scanned with CamScanner

خود ابو ہریرہؓ کی زبان سے پڑھ آئے ہیں کہ ترک الناس التامین کہ بلا استثناء سب لوگوں نے بلند آواز سے آمین ترک کردی تھی۔

حدیث ام حصینؓ

ام حصینؓ ایک حدیث بیان کرتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے آمین کہی تو انہوں نے عورتوں کی صف میں آمین سن لی۔ (زیلعی ج۱ص۳۷۱)

اس کی سند میں ایک تو اسماعیل بن مسلم مکی ہے جس کو امام احمد، امام ابن معین ،امام ابن المدینی، امام نسائی، ابن حبان، بزار اور حاکم سب نے ضعیف کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج۱ص۳۲۲)

دوسرا راوی ہارون الاعور ہے۔ جو رافضی ہے (میزان الاعتدال) تو خلفائے راشدین کے مسلک کے خلاف رافضیوں اور جھوٹوں کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

۱۔ پھر یہ صرف ایک واقعہ ہے اگر حضور ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کے لیے ایک دفعہ بلند آواز سے آمین کہہ دی۔ تو کیا اس سے دوام اور سنت موکدہ ہونا ثابت ہو جائے گا؟

۲۔ آپ صحیح احادیث میں یہ پڑھ آئے ہیں کہ فرشتوں امام اور مقتدیوں کی آمین بیک وقت ہونی چاہیے۔ حضرت ام حصین نے جو عورتوں کی صف میں حضور اقدس ﷺ کی آمین سن لی۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ آپ کے مقتدیوں نے آمین بلند آواز سے نہیں کہی تھی۔ ورنہ حضور اکرم ﷺ کی آواز عورتوں کی صف میں نہ پہنچ سکتی، صحابہ کی آواز میں دب جاتی۔

حضرت علیؓ سے روایت لاتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی آمین سنی۔ لیکن سند میں حجیہ بن عدی جس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے۔ صدوق یخطی سچا مگر خطا کار تھا۔ اور دوسرا راوی ابن ابی لیلیٰ ہے۔ رفع یدین کے باب میں اس کو ضعیف

ثابت کرنے میں اپنے دماغ کا سارا پانی خشک کر دیتے ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے حضرت علیؓ کی اسی حدیث کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث خطاء ہے اور ابن ابی لیلیٰ خراب حافظے والا ہے۔ پھر اس میں مستقل عادت کا ذکر نہیں دوام سے ساکت ہے۔ اور چھ رکعت کی تخصیص پر بھی اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

ادھر خود حضرت علیؓ آمین بالجہر نہ کہتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک بھی اس روایت سے آمین بالجہر کی سنیت نہ نکلی تھی۔ تو جب باب مدینۃ العلم اس روایت سے جہر آمین کی سنیت نہ سمجھ سکے تو ان بناسپتی مجتہدوں کی ٹرٹر کون سنتا ہے؟

کون ہے جو حدیث و محمل حدیث کو ان سے زیادہ سمجھ سکتا ہو۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو اس حدیث سے جہر آمین کی سنیت نہ سمجھ سکے۔ ورنہ اس کے خلاف ان کا عمل قطعاً نہ ہوتا۔ تو دوسرے کسی کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ اس حدیث سے آمین بالجہر پر استدلال کرے۔

حضرات آپ کے سامنے غیر مقلدوں کے ڈھول کا پول آ گیا رات دن شور ہے کہ ہم احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ ہم ہی اہل حدیث ہیں۔ دوسروں کو حدیث کا منکر سمجھتے ہیں اور ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ وہ قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ایک حدیث بھی ایسی ان کے پاس نہیں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہو کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو۔

۲۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث دکھا سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آمین بالجہر پر کوئی ترغیب دی ہو۔ اور مزید اجر و ثواب کا وعدہ دیا ہو۔

۳۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ساری عمر بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

۴۔ اور نہ ہی یہ چھ رکعت میں جہر اور گیارہ رکعت میں اخفاء کی تقسیم کسی حدیث

میں دکھا سکے ہیں۔

۵۔ نہ ہی کسی صحیح حدیث میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ آنخضرت ﷺ کے مقتدی آپ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ سے آمین کہتے تھے۔

۶۔ نہ ہی کسی حدیث میں یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ خلفائے راشدین اور ان کے مقتدی غیر مقلدوں کے ہمنوا تھے۔

۷۔ بلکہ خلافت راشدہ اور عہد نبوی ﷺ میں ایک مسجد کا حوالہ نہیں دے سکے جہاں علی الدوام چھ رکعتوں میں جہراً اور گیارہ رکعتوں میں سراً آمین کہی جاتی ہو۔

جن دو چار ضعیف اور کمزور روایتوں کا سہارا لیا جاتا ہے، ان میں صرف اتنا ہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (کسی وقت) آمین بلند آواز سے کہی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آنخضرت ﷺ نے کبھی کبھار ظہر اور عصر کی نماز میں قرأۃ بلند آواز سے پڑھی۔ لیکن یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل نہ تھا۔ اسی لیے ظہر وعصر میں کسی آیت کا بلند آواز سے پڑھنا کسی کے نزدیک بھی سنت نہیں ہے۔

ان روایات میں ہرگز یہ تصریح نہیں ہے کہ آنخضرت ﷺ ساری عمر آمین بالجہر فرماتے رہے، اس بارے میں غیر مقلدین کے پاس صرف اور صرف قیاس ہے کہ جب حضور نے بلند آواز سے آمین کہی تو کہتے رہے ہوں گے، لیکن ان کا یہ قیاس خلاف نصوص ہے۔

جس قسم کی یہ روایات ہیں اسی قسم کی روایات میں یہ صراحت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے صرف تین بار بلند آواز سے آمین کہی اور وہ بھی تعلیم کے لیے تو اب اگر ان روایات پر عمل ضروری ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ ساری عمر میں تین بار وہ بھی امام ہونے کی حالت میں وہ بھی جب کسی نومسلم کو تعلیم کا موقعہ آئے، آمین بلند آواز سے کہہ لیں تو ہمیں انکار نہیں۔ لیکن اس کو ساری عمر مستقل سنت موکدہ قرار دینا اور نہ

Scanned with CamScanner

کرنے والوں کو یہودی اور منکر حدیث کہنا بالکل بے دلیل ہے اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔

غیر مقلدوں کا آخری حربہ

غیر مقلدوں کا جب چاروں طرف سے ناک میں دم ہو جاتا ہے، مسند اجتہاد سنسان ہو جاتی ہے تو پھر گالیوں پر اتر آتے ہیں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ جو آمین بالجہر نہیں کہتا وہ یہودی ہے۔ یہودی آمین بالجہر سے جلتے ہیں حسد کرتے ہیں۔

حالانکہ جس طرح پہلی باتیں جھوٹ ہیں، یہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ اولاً تو ان روایتوں میں سے کوئی روایت صحیح ہی نہیں ہے۔

چنانچہ ابن عباسؓ کی روایت میں طلحہ بن عمر ہے جو سخت ضعیف ہے۔

(دیکھو تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۵ اور نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۲۹)

حدیث عائشہ بھی ضعیف ہے۔ پھر اس میں آمین کے ساتھ سلام اور "ربنا لک الحمد" کا بھی ذکر ہے۔ دیکھو بیہقی سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۶ بلکہ تو رقبلہ کا بھی ذکر ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۴۸)

تو غیر مقلدین جو سلام اور "ربنا لک الحمد" بلند آواز سے نہیں کہتے وہ کم از کم ۲/۳ یہودی تو ہو گئے۔ اور اگر اکیلے نماز پڑھیں تو پھر تو آمین بھی آہستہ کہتے ہیں تو مکمل یہودی ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اصل بات یہ ہے کہ حسد کے لیے صرف علم ضروری ہے۔ جہر ضروری نہیں ربنا لک الحمد آہستہ کہا جاتا ہے مگر یہود کو علم ہے تو حسد کرتے ہیں۔

دیکھو ہم اہل سنت و جماعت آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں تو غیر مقلدین یہودیوں سے بھی زیادہ جلتے ہیں۔ کیونکہ یہودیوں نے نہ کبھی آمین کہنے والوں کو مناظرے کا چیلنج دیا نہ ان کے خلاف رسالے لکھے نہ ان کی مسجدوں میں فتنہ فساد کھڑا

Scanned with CamScanner

کیا۔ اس کے برعکس حنفی جب آمین آہستہ کہتے ہیں تو دیکھو غیر مقلدوں کو کتنا حسد ہوتا ہے۔ تقریریں کرتے ہیں۔ رسالے لکھتے ہیں۔ گالم گلوچ اور دنگا فساد پر اتر آتے ہیں۔

حسد کے معنی

حسد کے معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ محسود (جس سے حسد کیا جائے) میں کوئی ایسا کمال ہو جو حاسد میں نہ ہو۔ اس لیے حاسد کی قسمت میں صرف جلنا ہی رہ جاتا ہے اور بس۔ اور حسد کے آثار یہ ہیں کہ محسود کے خلاف پروپیگنڈہ کرے، گالم گلوچ پر اتر آئے۔

اب بتائیے کہ آمین بالجہر میں کون سی خوبی اور کمال ہے۔ یا زیادہ ثواب ہے کہ حنفی غیر مقلدوں پر حسد کریں یا تو وہ ثابت کر دیتے کہ آمین بالجہر پر حضور اکرم ﷺ نے مزید ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب وہ ثواب حنفیوں کو نصیب نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم پر جلتے ہیں۔

جب وہ جہر ثابت نہ کر سکے تو اب حنفیوں کو حسد کرنے کی کیا ضرورت ہاں البتہ احناف جو آہستہ آمین کہتے ہیں، اس میں ان کو فرشتوں کی موافقت نصیب ہوتی ہے اور اس پر مزید ثواب کا وعدہ بھی ہے کہ سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور قرآن پاک سے آہستہ دعا پر خدا کی رحمت کا تذکرہ ملتا ہے۔ اور ایک روایت سے اس کا ثواب ستر گنا زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ پھر خلفائے راشدین کی موافقت کا اجر بھی مزید ہے۔ تو احناف کی آمین پر حسد کیا جا سکتا ہے۔

یہود بھی اگر حسد کریں گے تو حنفیوں کی آمین پر کہ صرف زبان ہلانے سے فرشتوں کے موافق۔ نبی کی موافقت گناہوں کی معافی خدا کی رحمت اور ستر گنا ثواب ان کو مل رہا ہے۔ چنانچہ سلام اور ربنا لک الحمد پر بھی ان کا حسد ہے حالانکہ سب آہستہ کہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی آمین پر یہودی کیا حسد کریں گے جو ستر گنا ثواب سے محروم

ہیں۔فرشتوں کی موافقت سے محروم ہیں اور اکثر امت کے نزدیک دعا وذکر جہر بدعت ہے۔اس میں بدعت کا شبہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان **انکم لا تدعون اصم ولا غائباً** ان کی آمین میں یہ شبہ آتا ہے کہ شاید خدا کو بہرا اور غائب جانتے ہیں تو بتائیے ایسی آمین پر کوئی کیوں حسد کرنے لگا۔

الغرض اس حسد کے بارے میں بھی یہ حاسدین اول تو ضعیف روایات نقل کرتے ہیں پھر ان میں جہر کا نام تک نہیں پھر حسد کے معنیٰ سے بھی یہ بے چارے بے خبر ہیں۔اصل میں یہ حسد میں اتنے جل بھن گئے ہیں کہ نہ سر کی خبر ہوتی ہے نہ پیر کی۔ اور حاسدوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ بات کچھ بھی نہ بس شور وشغب، وہ پکڑا وہ مارا۔ اب یہیں دیکھئے کہ ان روایات میں نہ جہر کا ذکر، نہ چھ رکعتوں کی تفصیل، نہ کوئی ایسا مزید ثواب مذکور جس پر حسد کیا جائے۔لیکن ان حاسدوں نے فوراً احناف پر چسپاں کرنا شروع کر دیں۔خدا تعالیٰ ہمیں ان حاسدین سے محفوظ رکھیں۔

١٤٩ Blank

تحقیق مسئلہ

رفع یدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کا مجموعی مزاج یہ ہے کہ یہ حضرات فروعی مسائل میں بے انتہا شدت برتتے ہیں یہ لوگ اپنی کتابوں اور رسالوں، تقریروں اور تحریروں میں فروعی مسائل پر بحث کرتے ہوئے قابو سے باہر ہو جاتے اور نہایت درشت اور کرخت لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں۔ مقلدین حضرات کو کوستے، ان پر برستے اور تیز و تند انداز میں ان پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کے مقررین فروعی مسائل (فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر اور تراویح وغیرہ) کو ہر جگہ جا کر ہوا دیتے، ان کو اچھالتے اور ان کو کفر و ایمان کا مدار و مناط قرار دیتے ہیں۔ ہمارے اکابر و اسلاف شروع سے ہی ان کو سمجھاتے آئے ہیں کہ ان فروعی مسائل کو کفر و ایمان کا مدار نہ بنائیں۔ ان میں اتنی شدت نہ برتیں اور ان کی وجہ سے تکفیر و تفسیق اور تضلیل کے فتوے صادر نہ کریں۔ فضاء کو مسموم اور زہر آلود نہ کریں۔ لوگوں کو امن و امان سے رہنے دیں ان کو آپس میں نہ لڑائیں اور جنگ و جدل پر آمادہ نہ کریں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ان لوگوں کے اذہان و عقول میں یہ معمولی سی بات آج تک نہیں آئی۔ رواداری برتنا تو ان کی جبلت اور سرشت کے منافی ہے۔ ان کی طبعیتوں میں بے انتہا شدت، کرختگی خشکی اور سختی پائی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین بھی اس کا اقرار و اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔

چنانچہ مولانا داؤد غزنویؒ کی سوانح حیات میں تحریر ہے۔

"اہلحدیث حضرات عموماً متشدد ہوتے ہیں۔ تھوڑی سے تھوڑی چیز پر سخت سے سخت نکتہ چینی کے خوگر" (مولانا داؤد غزنوی مرتبہ ابوبکر غزنوی ص ۱۸)

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر ہے۔

"ان کی تقریروں میں غلظت اور خشونت کا غلبہ ہوتا ہے"۔ (ص ۸۶)

مسئلہ ''رفع یدین'' بھی ان فروعی مسائل میں سے ہے جن پر بحث کرتے ہوئے ان کے قلم کار اور مقررین احناف کو بے نقط سناتے ہیں اور رفع یدین کو وجوب و فرضیت کا درجہ دیتے ہیں۔

چنانچہ بہاولپور کے ایک پروفیسر صاحب نے ''رفع یدین'' کے موضوع پر ایک رسالہ لکھ کر قادر بخش کے نام پر چھپوایا ہے۔ اس میں تہذیب و شرافت کی جو مٹی پلید کی ہے اور جو بازاری، سوقیانہ اور دل آزار زبان استعمال کی ہے، اسے پڑھ کر موصوف کے بارہ میں اچھے تاثرات قائم نہیں ہوتے۔ احقر پروفیسر صاحب کے ''بطور نمونہ مشتے از خروارے'' چند جملے نقل کرتا ہے، جس سے ناظرین اس جماعت کی تنگ نظری تنگ ظرفی اور تشدد کا کچھ اندازہ کر سکیں گے۔

پروفیسر صاحب اس رسالہ کے ص ۷ا پر لکھتے ہیں۔

''میں کہتا ہوں مقلد کوئی بھی ہو جاہل ہوتا ہے۔ اگر جاہل نہ ہو تو تقلید کیوں کرے۔ تقلید ہے بھی جاہلوں کے لیے اور کرتا بھی جاہل ہی ہے جو علم و عقل والا ہو وہ تقلید کیوں کرے''

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

''لیکن آپ نے اندھے اماموں کی اندھی تقلید کی'' (مسئلہ رفع یدین ص ۴۰)

اسی رسالہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

''رہنمائی بیچارہ مقلد کیا کرے گا وہ تو خود اندھا ہے اور اندھا بھی دل کا۔''

(مسئلہ رفع یدین ص ۴۲)

ایک جگہ تحریر کرتے ہیں۔

''مقلد بصیرت کا اندھا تو ہوتا ہی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ اس کا ذوق بھی گندا ہوتا ہے'' (ص ۵۲)

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''مقلد چونکہ بدنیت بھی ہوتا ہے اور مطلبی بھی اس لئے حدیث کے معاملہ میں بدنصیب ہی رہتا ہے'' (ص ۵۷)

غرضیکہ یہ اور اس قسم کے دلخراش اور متعفن جملے اور کلمے جگہ جگہ اس رسالہ میں آپ کو ملیں گے، جو پروفیسر صاحب کی فکر ونظر کی آلائشوں، قلب وذہن کی مجنونانہ کیفیات اور اندرونی اضطراب وخلفشار کی بخوبی غمازی کرتے ہیں۔

بہرحال غیر مقلدین کے اس قسم کے رسائل پڑھ کر اور ان کے مقررین کی اشتعال انگیز تقاریر سن کر یہ خیال پیدا ہوا مسئلہ رفع یدین پر احادیث کی روشنی میں ایک عام فہم رسالہ شائع کیا جائے جس کو عوام با آسانی سمجھ سکیں۔ الحمد للہ امام اعظم ابوحنیفہ اکیڈمی کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ اس موضوع پر ایک فیصلہ کن رسالہ شائع کر رہی ہے۔ متلاشیان حق کے لیے یہ رسالہ ''مینارۂ نور'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کے پاس اس کا ہونا ضروری ہے۔

محمد امین صفدر

Scanned with CamScanner

ترک رفع یدین
احادیث کی روشنی میں

رفع یدین پر ناراضگی اور ترک کا حکم

عن جابر بن سُمُرَةؓ قال خرَجَ عَلَينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَالِيُ اَرَاكُم رَافِعِيُ اَيدِيكُم كَاَنَّهَا اَذنَابُ خَيلٍ شُمُسٍ اُسكُنُوا فِيُ الصَّلوٰةِ.

(صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۱، ابوداؤد ج ا ص ۱۵۰، نسائی ص ۱۷۲، طحاوی ج ا ص ۱۵۸، مسند احمد ج ۵ ص ۹۳ وسندہ صحیح جید)

''حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لائے۔ (اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے تو بڑی ناراضگی سے) فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دم کی طرح رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں نماز میں ساکن اور مطمئن رہو''۔

نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے اس کے اندر کسی جگہ رفع یدین کرنا خواہ وہ دوسری، تیسری چوتھی رکعت کے شروع میں ہو یا رکوع جاتے اور سر اٹھاتے یا سجدوں میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت ہو۔ اس رفع یدین پر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔ اس کو جانوروں کے فعل سے تشبیہ بھی دی۔ اس رفع یدین کو خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رفع یدین کے پڑھا کرو۔

قرآن پاک میں بھی نماز میں سکون کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ خدا کے سامنے نہایت سکون سے کھڑے ہو۔

دیکھئے خدا اور رسول نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے

نماز کے اندر رفع یدین کو سکون کے خلاف فرمایا۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

۲ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

قال ابن عباسٍ اَلَّذِیْنَ لا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ

(تفسیر ابن عباس ص ۲۲۳)

"کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں"

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یعنی جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے۔ یہ تفسیری فتویٰ ہے اور تفسیر میں امام کلبی امام ہے، خود امام صاحبؒ نے اس سے تفسیر میں روایت لی ہے۔ (مسند امام اعظم ص ۲۲۷)

۳۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا وکیع ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود الا اصلی لکم صلوٰة رسول اللہ ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة۔

(مسند احمد ج ۱، ص ۳۸۸ و ۴۴۲)

حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔

۴۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ﴾

میرے ذکر کے لیے نماز قائم کر۔ زیر بحث مسئلہ رفع یدین اور جلسہ استراحت کے لیے شریعت مقدسہ میں کوئی ذکر مقرر نہیں ہے اس لیے یہ نماز سے غیر متعلق افعال ہوئے۔

۵۔ عن ابن عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لا تُرفَعُ الاَ یْدِیْ اِلاَفِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ وَحِیْنَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَام فَیَنْظُرُ اِلَی الْبَیْتِ وَحِیْنَ یَقُوْمُ عَلَی الصَّفَاوَحِیْنَ یَقُوْمُ عَلَی الْمَرْوَۃ وَحِیْنَ یقف مَعَ النَّاسِ عَشیۃ عَرَفَۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کرو، مگر سات جگہ (۱) جب نماز شروع کی جائے ،(۲) جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے (۳) جب صفا (۴) مروہ پر کھڑا ہو (۵) عرفات میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے (۶) مزدلفہ میں وقوف کے وقت (۷) جمرتین کی رمی کرتے وقت۔ (معجم کبیر طبرانی، ج ۱۱ص ۳۸۵)

۶۔ حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء ثنا محمد بن عبد الرحمن بن محمد المحاربی ثنا ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس وعن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال ترفع الایدی فی سبعۃ مواطن افتتاح الصلوٰ ۃ واستقبال البیت والصفا والمروہ والموقفین وعند الحجر

(کشف الاستار ج ۱ص ۲۵۱، شرح معانی الآ ثار ج ۱، ص ۵۴)

حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) بیت اللہ کی زیارت کے

وقت، (۳) صفا (۴) مروہ پر (۵) عرفات (۶) مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور (۷) رمی جمار کے وقت۔

۷۔ حدثنا احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی ثنا عمرو بن یزید ابو برید الجرمی ثنا سیف بن عبید اللہ ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال السجود علی سبعة اعضاء الیدین والقدمین والرکبتین والجبهة ورفع الایدی اذا رأیت البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفة وعند رمی الجمار واذااقیمت الصلوۃ. (معجم طبرانی کبیر ج ۱۱، ص ۴۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر کیا کرو، دونو ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں، اور پیشانی پر اور رفع یدین اس وقت کیا کر جب تو بیت اللہ کو دیکھے، اور صفا و مروہ پر، وقوفِ عرفہ کے وقت، رمی جمار کے وقت اور جب نماز کیلئے اقامت کہہ دی جائے۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود بھی اس کے موافق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(زیلعی ج ۱ ص ۳۹۱)

۹. حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابن فضیل عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ قال لاتَرْفَع الایْدِیْ اِلا فِیْ سَبْعِ مَوَاضِع، اِذَا قمت الی الصلوۃ ویذاجئت من بلد واذا رأیت البیت. واذا قمت علی الصفا والمروۃ، وبعرفات، ویجمع وعند الجمار.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴، ص ۵۴۰)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا حکم فرمایا اور پہلی تکبیر کے بعد دوران نماز رفع یدین کرنے سے منع فرمایا۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

۱۰۔ عن عبداللہ بن عمر قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکَبَیْہِ وَاِذَا اَرَادَاَن یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَایَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَلَا یَرْفَعُ وَلَا بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔

(مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۲۷، صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے۔

۱۱۔ وعنہ ان النبی ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (بیہقی فی الخلافیات زیلعی ج ۱ ص ۴۰۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ بے شک نبی پاک ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے پھر ساری نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۱۲۔ عن مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ اِبْنِ عُمَرؓ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّافِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ۔

(ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷ طحاوی)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین

کرتے تھے اس کے بعد نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۱۳۔ عن عبدالعزیز بن حکیم قَالَ رَاَیْتُ اِبْنِ عُمَرؓ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ اُذُنَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃِ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ ۔ (موطا امام محمد ص ۹)

امام محمدؒ مجتہد ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے پس حدیث صحیح ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کانوں کے مقابل تک نماز کی پہلی تکبیر کے وقت اٹھاتے اور اس کے سوا کسی موقعہ میں نہ اٹھاتے تھے۔

فائدہ:

(۱) پہلی دونوں سنہری اور کھری و صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر کے بعد نہ دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے اور نہ رکوع کو جاتے رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر بھی ان مقامات پر رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(۳) ان دونوں حدیثوں کی سند کے مرکزی راوی سب مدنی ہیں۔ اور امام مالکؒ جو مدینہ منورہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بھر میں کسی کو نہیں پہچانا جو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتا ہو آپ کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۶ھ میں ہوئی یہ خیر القرون کا دور ہے اور امام مالکؒ مدینہ منورہ کے امام ہیں جہاں ہر ملک اور ہر جگہ کے لوگ روضہ اقدس کی زیارت کے لیے آتے ہیں لیکن امام مالکؒ کسی ایک شخص کو بھی نہیں پہچانتے جو رفع یدین والی نماز پڑھتا ہو۔ بلکہ برملا اس رفع یدین کو ضعیف فرماتے ہیں۔

(المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

(۴) معلوم ہوا کہ خیر القرون میں رفع یدین کر کے نماز پڑھنے والا شخص عجائب گھر میں رکھنے کے لیے بھی نہ ملتا تھا۔ اور رفع یدین کی تمام روایات اس پاک دور میں متروک العمل تھیں۔

۱۴۔ عن عَلْقَمَة قال قال عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ. (ترمذی ج ۱ ص ۳۵) یہ حدیث صحیح ہے محلی ابن حزم ج ۲ ص ۳۵۸، اس کے سب راوی صحیح مسلم شریف کے راوی ہیں۔
(الجوہر النقی ج ۱ ص ۱۲۷)

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھائی اور پہلی مرتبہ کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا یہی مذہب ہے اور حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔
(ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

۱۵۔ عن عبدِاللهِ قَالَ اَلا اُخْبِرُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یُعِدْ وَفِی نسخة ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ. (نسائی شریف ج ۱، ص ۱۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پس آپ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی دفعہ شروع نماز میں رفع یدین کی اس کے بعد پوری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔

۱۶۔ عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کَانَ لا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لا یَعُوْدُ

(مسند امام اعظم ج ۱، ص ۳۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے پھر کہیں ہاتھ نہ اٹھاتے تے۔

یہ وہ حدیث شریف ہے جو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مناظرہ میں امام اوزاعی کے سامنے بیان فرمائی اور ثابت فرمایا کہ اس کی سند کا ہر راوی اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے اور امام اوزاعی کو لاجواب ہو کر خاموش ہونا پڑا۔

۱۷۔ عن عبداللہ بن مسعودؓ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلا عِنْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الاُوْلیٰ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ قال اسحاق بہ تاخذ فی الصلوٰت کلھا۔

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۵، ابو لیلی ج ۸ ص ۴۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں تو یہ حضرات شروع نماز کے بعد کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

۱۸۔ عنِ الاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لا یَعُوْدُ (طحاوی ج ۱ ص ۱۳۳) قال ابن حجر رجالہ ثقات (الدرایہ ص ۸۵) ابن حجر کہتے ہیں اس کے راوی معتبر ہیں۔

حضرت اسود سے روایات ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ راشد کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو صرف پہلی تکبیر کے وقت

اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

۱۹۔ عن الاسودِ قال صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِنْ صَلٰوتِهِ اِلا حِيْنَ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَرَاَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلا حِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۲۰)

حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز ادا کی آپ پہلی تکبیر کے بعد کبھی رفع یدین نہ کرتے (رئیس المحدثین) امام شعبی (رئیس الفقہا) ابراہیم نخعی اور امام ابو اسحاق بھی پہلی تکبیر کے بعد کہیں رفع یدین نہ کرتے۔

۲۰۔ عن علیؓ ان النبی ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الاُوْلٰى اَلَّتِيْ يَفْتَتِحُ بِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ.

(العلل، دار قطنی ج ۴، ص ۲۶)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد ساری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔ (نوٹ) عبد الرحیم ثقہ راوی ہے۔

۲۱۔ عن عاصِمِ بن كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لا يَرْفَعُ بَعْدُ.

(طحاوی ج ۱ ص ۱۳۲ از صحیح زیلعی ج ۱ ص ۲۱۱ رجالہ ثقات الدرایہ ص ۸۵)

عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد ساری نماز میں کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۲۲۔ وَعَنْهُ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لا يَعُوْدُ.

(ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۲۱)

Scanned with CamScanner

انہیں سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کہیں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۲۳۔ اَنَّ علی بن اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ التَّکْبِیْرَةِ الاُوْلٰی اَلَّتِیْ یَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لا یَرْفَعُهُمَا فِیْ شَیْئٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ. (موطا امام محمد ص ۵۵)

حضرت علیؓ نماز کی ابتدائی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر ساری نماز میں کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۲۴۔ عن اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِ وَاَصْحَابُ عَلِیٍ لا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلافِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لا یَعُوْدُوْنَ.

(ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۲۱) اسنادہ صحیح جلیل (الجوہر النقی ج ۱ ص ۱۳۹)

محدث ابو اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے (سینکڑوں ساتھی اور حضرت علیؓ کے (ہزاروں) ساتھی وہ سب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۲۵۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ مَارَاَیْتُ فَقِیْهًا قَطُّ یَفْعَلُهٗ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَةِ الاُوْلٰی

(طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۳۴)

محدث ابوبکر بن عیاش (پیدائش ۱۰۰ھ وفات ۱۹۳) فرماتے ہیں کہ میں نے (خیر القرون میں) کسی بھی دین میں سمجھ رکھنے والے کو کہیں بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول پاک ﷺ، خلفائے راشدین، اکابر صحابہ، تابعین رفع یدین نہ کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

نیز ان روایات سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں کسی مسجد میں نماز میں رفع یدین کرنے والا کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔

خلفائے راشدین، اکابر صحابہ وتابعین وتبع تابعین رفع یدین کی روایت کو بالکل متروک العمل سمجھتے تھے۔

۲۶۔ عن براءِ بنِ عازبؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لا یَرْفَعُھُمَا حَتّٰی یَنْصَرِفَ۔

(المدونۃ الکبری ج ا ص ۶۹، ابن ابی شیبہ ج ا ص ۱۲۱)

حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۲۷۔ عن براء بن عازبؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لافْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُوْنَ اِبْھَامَاہُ قَرِیْبًا مِنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لا یَعُوْدُ۔

(طحاوی ج ا ص ۱۳۲، ابوداؤد ج ا ص ۷۶، دار قطنی ج ا، ص ۱۱۰، عبد الرزاق)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لیے پہلی تکبیر کہتے تو اپنے کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاتے پھر ساری نماز میں دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

۲۸۔ عن ابی حنیفۃ یقول الشعبی یقول سمعت البراء بن عازب یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتیٰ بما ذی منکبیہ لایعود رفعھا حتیٰ یسلم من صلوتہ۔ (مسند امام اعظم ص ۱۵۶ از محدث نعیم)

۲۹۔ حضرت عمرو بن مرہؓ نے مسجد کوفہ میں حضرت وائلؓ بن حجر کی رفع یدین والی

روایت بیان کی تو حضرت امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مَااَدْرِیْ لَعَلَّهُ لَمْ یَرَ النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّیْ اِلا ذٰلِکَ الْیَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ یَحْفَظْه ابن مسعودٍ وَاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍمِّنْهُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ (موطا امام محمد ص ۵۴)

میں نہیں جانتا کہ شاید حضرت وائل بن حجرؓ نے صرف ایک اسی دن حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور اس رفع یدین کو یاد رکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ (جو ہمیشہ نبی پاکؐ کے ساتھ رہنے والے تھے) ان میں سے کسی ایک نے بھی اس مسئلہ کو یاد نہ رکھا۔ میں نے ان میں سے کسی ایک شخص سے بھی رفع یدین کا مسئلہ سنا تک نہیں وہ تو صرف پہلی ہی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں نہ کوئی رفع یدین کرتا تھا۔ بلکہ عمل کرنا تو کجا صحابہ تابعین نے کبھی یہ مسئلہ سنا نہ تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ۔

۳۰۔ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لاِبْرَاهِیْمَ فَغَضِبَ قَالَ رَاٰهُ هُوَ وَلَمْ یَرَهُ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَ لا اَصْحَابُهٗ (طحاوی ج ا ص ۳۱۲)

یعنی جب میں نے رفع یدین کی روایت بیان کی تو علامہ ابراہیم نخعیؒ سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ (عجیب بات ہے کہ حضرت وائلؓ جو صرف ایک آدھ دن کے لیے حضورؐ کے پاس آئے) انھوں نے تو رفع یدین دیکھی اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور دوسرے صحابہ کرام (جو ساری عمر حضورؐ کے ساتھ

رہے) انہوں نے آپ کو رفع یدین کرتے نہ دیکھا۔

۳۱۔ حضرت مغیرہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حضرت وائلؓ بن حجر کے رفع یدین والی روایت حضرت ابراہیم نخعیؒ کے سامنے بیان فرمائی تو آپ نے فرمایا۔

فان وَائِلٌ رَآهُ مَرَّةً يَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَدْ رَآهُ عَبْدُاللهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً لا يَفْعَلُ ذٰلِکَ. (طحاوی ج ۱ ص ۳۱۶)

حضرت وائلؓ نے ایک دفعہ یہ کرتے دیکھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسوں مرتبہ دیکھا کہ حضور ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۳۲۔ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَعْرَابِيٌّ لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلٰوةً قَبْلَهَا قَطُّ اَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ عَبْدِاللهِ وَاَصْحَابِهٖ حَفِظَ وَلَمْ يَحْفَظُوْا يَعْنِىْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ.

(مسند امام اعظم ص ۱۱۹)

امام حماد فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجرؓ ایک دیہاتی بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک آدھ دفعہ کے علاوہ کبھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی کیا وہ (حاضر باش) صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ (خلفائے راشدین) سے زیادہ بڑے عالم تھے کہ انہوں نے تو رفع یدین کو یاد رکھا اور ان اکابر نے یاد نہ رکھا۔

حضرت الامام ابراہیم نخعیؒ تابعین میں مرجع الخلائق تھے۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کو بھی نمازیں پڑھتے دیکھا تابعین اور تبع تابعین کو بھی دیکھا آپ خیر القرون کے متعلق چشم دید شہادت دے رہیں ہیں کہ نہ کسی کو رفع یدین والی نماز پڑھتے دیکھا نہ سنا آپ رفع یدین کا یہ مسئلہ سن کر نہایت غضبناک ہوتے اور اسے تواتر عملی کے بالکل

خلاف قرار دیتے گویا رفع یدین کی مثال بالکل ایسی تھی جیسے قرآن پاک کی متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ قراءت سننے میں آئے تو قابل عمل نہ ہوگی۔

۳۳۔ عن ابن مسعودٍ اَنَّهٗ كان يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

(موطا امام محمد ص ۵۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۳۴۔ عَنْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ لا تَرْفَعُ يَدَيْكَ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الاُوْلٰى. (موطا امام محمد ص ۵۴)

حماد سے روایت ہے کہ حضرت امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے تھے نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کر۔

۳۵۔ عن عَبَّادِ بن الزُّبَيْرؓ اَنَّ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اَوَّلَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْئٍ حَتّٰى يَفْرُغَ رواه بيهقي. (زیلعی ج ۱ ص ۴۰۴)

حضرت عباد بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

۳۶۔ عن ابي جَعْفَرِ الْقَارِيِّ وَنُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عن ابي هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَيُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ اَشْبَهُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجه ابن عبد البر في التمهيد.

(بحوالہ نیل الفرقدین ص ۱۲۳)

ابوجعفر قاری اور نعیم المجمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ

پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور ہر رفع و خفض میں صرف اللہ اکبر کہتے تھے اور فرماتے تھے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

۲۷۔ عن عَلِي بن الحسَيْنِ قال كان النبیﷺ يُكَبِّرُ فِيْ الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ تعالٰى. (موطا امام مالک ص ۷۳)

امام زین العابدین سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نماز میں رکوع جاتے اٹھتے سجدہ میں جاتے اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے (رفع یدین نہ کرتے تھے) اور آپ ایسی ہی نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ خدا تعالیٰ سے جا ملے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی آخری عمر کی نمازیں بغیر رفع یدین کے ہوتی تھیں وہوالمطلوب۔

ایک جھوٹی حدیث غیر مقلدین بھی بیہقی کے حوالہ سے رفع یدین کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ تعالیٰ کہ آپ آخر عمر تک رفع یدین والی نماز پڑھتے رہے۔ لیکن یہ بالکل جھوٹی روایت ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن قریش ہے علامہ سلیمانی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال)

اس سند کا دوسرا راوی عصمہ بن محمد الانصاری ہے اس کے متعلق امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں۔ کذاب یضع الحدیث بڑا جھوٹا تھا اور جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ وہ باطل حدیثیں روایت کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال)

ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا بھی بالکل حرام ہے۔

اگر کوئی غیر مقلد اس حدیث کو صحیح ثابت کر دے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ ہے کوئی مرد میدان جو ہمت کرے؟ دیدہ باید۔

آپ حیران ہوں گے کہ جس مسئلے پر آج ہر مسجد میں فتنہ وفساد کا جہنم گرم کیا جا رہا ہے۔ اس پر فریق مخالف کے پاس نہ کتاب اللہ سے کوئی دلیل ہے نہ سنت قائمہ سے اس لیے غیر مقلدین پہلے تو چیلنج بازی کرتے ہیں اور جب بحث ومناظرہ کا موقع آئے تو پھر گرگٹ کی طرح ایسے عجیب رنگ بدلتے ہیں۔ ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے۔

کتمان حق

سب سے پہلے تو یہ یاد رکھیں کہ غیر مقلدین کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ وہ دلائل تو کیا بیان کریں گے اپنا اصل مسلک بھی لوگوں کے سامنے صحیح بیان نہیں کرتے۔ ان کا اصل مسلک جس پر یہ آج کل عمل پیرا ہیں یہ ہے۔

(الف) پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانے سنت موکدہ ہیں۔ حضورؐ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔ اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے۔ حضورؐ نے کبھی یہاں رفع یدین نہیں کی۔

(ب) رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین سنت موکدہ ہے۔ حضورؐ ہمیشہ یہ رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے۔ حضور ﷺ نے کبھی یہ رفع یدین نہیں کی۔

یہ ہے غیر مقلدین کا اصل دعویٰ لیکن غیر مقلد مناظروں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ موت کو تو قبول کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ کبھی لکھ کر نہیں دیتے۔

سنت سے بغاوت

شریعت اور قانون عدالت کا یہی اصول ہے کہ گواہ اور دلیل مدعی سے طلب کی جاتی ہے نہ کہ منکر سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے البینۃ علی المدعی الحدیث کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے۔ مگر غیر مقلد اس کے خلاف رفع یدین کے انکار کرنے والوں

سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ غیر مقلدین ایک حدیث ایسی پیش کریں جس میں حضورؐ نے فرمایا ہو کہ انکار کرنے والے سے دلیل کا مطالبہ کرو تو ہم غیر مقلدین کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے یا اس خلاف سنت طریق بحث سے توبہ کریں۔

عقل ونقل سے انحراف

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پہلے تو یہی غلط تھا کہ انکار کرنے والے سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے لیکن غیر مقلدین نے خلاف اصول دلیل خاص کا مطالبہ شروع کر دیا۔

شریعت وعدالت کے موافق مدعی سے صرف دلیل وگواہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور مدعیٰ علیہ کو اس گواہ دلیل پر جرح کا حق ہوتا ہے۔ اگر جرح نہ ہو سکے تو دعویٰ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

لیکن گواہ خاص کا مطالبہ نہیں ہوسکتا کہ خاص صدر یا وزیر اعظم یا کمشنر یا ڈی سی صاحب آکر گواہی دیں تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں مانیں گے اگر یہ انداز اختیار کیا جائے تو کوئی عدالت اپنا کام نہیں کر سکتی نہ ہی دنیا میں کوئی مقدمہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

اسی طرح مدعی کے ذمہ دلیل شرعی ہے خوہ وہ آیت محکمہ پیش کرے یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ یعنی اجماع وقیاس۔

مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا کہ یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا خاص ابوبکرؓ عمر فاروقؓ کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ یہ محض دھوکا اور فریب ہے کتاب وسنت نے دلیل خاص کی ہرگز پابندی عائد نہیں کی۔ ان پڑھ لوگوں سے اس قسم کی شرائط پر دستخط لیے جاتے ہیں جو شرعاً باطل ہوتی ہیں یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے افسوس کہ غیر مقلدین نے بھی مرزا کی سنت پر دھونی رمالی ہے۔

انعامی چیلنج

مرزا قادیانی اس پر فریب طریق کا بانی ہے کہ کچھ خود ساختہ شرطیں لگا کر سوال بنایا اور موافق شرائط جواب دینے پر انعام کا وعدہ کرلیا۔ غیر مقلدین نے بھی

مرزا جی کی تقلید شخصی میں اس انداز کو اپنایا ہے اور ان پڑھ لوگوں پر رعب جمانے کے لیے یہ فریب کاری کرتے ہیں۔

چونکہ غیر مقلد اس اصول پر بہت نازاں ہیں اس لیے ان کے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے ہم بھی الزاماً یہ انداز اختیار کریں گے۔

ترتیب دلائل

حدیث معاذؓ میں مجتہد کے لیے دلائل کی ترتیب یہ آئی ہے۔(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجتہاد مجتہد۔

آپ یقین جانیں کہ غیر مقلدین کتاب اللہ سے ایک بھی آیت محکمہ پیش نہیں کر سکتے جو ان کے دعویٰ کے مطابق ہو۔

رفع یدین کے مسئلہ میں غیر مقلدین نے ترقی کر کے اس کے واجب ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ "مسئلہ رفع یدین" (جو پروفیسر عبداللہ نے لکھ کر علامہ قادر بخش کے نام سے شائع کیا ہے) کے ص ۱۰۵ پر تحریر ہے کہ یعنی رفع یدین واجب ہے"

پس حدیث معاذؓ کے موافق پہلے قرآن کریم کی کوئی آیت ایسی پیش کریں جس سے رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا وجوب ثابت ہو اور سجدہ میں جاتے اٹھتے وقت اسی طرح دوسرے انتقالات میں رفع یدین ناجائز ہو۔

سنت قائمہ

آپ حیران ہوں گے یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے پورے تیئس ۲۳ سالہ دور نبوت میں ایک منٹ کے لیے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر نہیں آیا۔ آپ نے مبارک زبان سے جب بھی ارشاد فرمایا تو یہی فرمایا کہ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرو اور نماز کے اندر کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کرو۔ لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی یہ نہ فرمایا کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرو اور دوسری اور چوتھی

رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرو۔ رکوع کے شروع و آخر میں رفع یدین کرو اور سجدہ کے شروع اور آخر میں رفع یدین نہ کرو۔

اگر کوئی غیر مقلد ہمت اور جرات کر کے صرف ایک، صرف ایک اور صرف ایک ہی قولی حدیث پیش کر دے جس میں ان کا مدعیٰ بطور نص موجود ہو یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا حکم ہو اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین سے منع کیا ہو اسی طرح رکوع کے شروع و آخر میں رفع یدین کا حکم ہو اور سجدہ کے شروع و آخر میں رفع یدین سے منع فرمایا ہو تو ہم مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیں گے اور رفع یدین کرنا شروع کر دیں گے ہے کوئی مرد میدان جو صرف ایک ہی حدیث قولی صحیح صریح سند سے پیش کر کے انعام حاصل کرے؟ دیدہ باید۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کیا رفع یدین مستحب ہے؟

اگر کوئی غیر مقلد رفع یدین مذکورہ مقامات کی قولی حدیث سے سنت ثابت نہ کر سکے اور قیامت تک نہ کر سکے گا تو کم از کم آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ سے زیر بحث رفع یدین کا اتنا ہی ثواب ثابت کر دے جتنا اشراق کی نماز، تحیۃ الوضو اور مسواک کا ثواب ہے آپ یقین کریں کہ دنیا کا کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کے ارشاد عالی سے رفع یدین کی اتنی ترغیب بھی نہیں دکھا سکتا۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو میدان میں آئے اور آنحضرت ﷺ سے رفع یدین کا مسواک جتنا ہی ثواب ثابت کر دے۔

کفن باندھے ہوئے سر سے
میں صدقے دست قاتل کے میرے قاتل نکل گھر سے

قولی و فعلی سنت میں فرق

عقود دو قسم کے ہوتے ہیں قولی اور فعلی عقود قولیہ میں دوام ہوتا ہے۔ جیسے

اسلام اور نکاح کہ انسان زبان سے اسلام قبول کرتا ہے۔ اس کا اسلام دائمی ہوتا ہے جب تک کلمہ کفر نہ کہے۔ اسی طرح نکاح زبانی وعدہ ہے وہ نکاح دائمی ہوتا ہے جب تک طلاق نہ ہو اس طرح اگر رفع یدین قول رسول ﷺ سے ثابت ہوتی تو دوام ثابت ہو جاتا۔ چونکہ ان کے پاس قولی حدیث نہیں اس لیے دوام ثابت نہیں کر سکتے۔

صرف فعل سے دوام اور سنیت ثابت نہیں ہوتی

قول کے مقابلہ میں فعل ذاتی طور پر دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ مثلاً

(۱) حدیث میں ہے۔ کان یطوف علی نساء بغسل واحد کہ آنحضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے پاس جاتے اور آخر میں صرف ایک دفعہ غسل فرماتے لیکن حسب تحقیق محدثین یہ واقعہ صرف ایک مرتبہ ہوا نہ سنت ہے نہ مستحب۔

(۲) آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ حالت جنابت میں سونا روزے کی حالت میں ازواج سے بوس و کنار کرنا قبلہ کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت فرمانا۔ نماز میں کن انکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا وضو کے بعد بیویوں کا بوسہ لینا۔ نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھول دینا، بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا وغیرہ بہت سے افعال آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر نہ ان کو کوئی سنت سمجھتا ہے نہ مستحب نہ ہی کوئی ان کے دوام کا قائل ہے۔ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اگر کوئی شخص یہ کام نہ کرے تو کوئی اس کو خلاف سنت کا طعنہ نہ دے گا نہ اس کو کوئی مناظرے کا چیلنج دے گا۔

ان افعال کا ایک آدھ دفعہ کرنا تو آنحضرت ﷺ سے یقیناً ثابت ہے لیکن ان کا سنت یا مستحب ہونا بھی یقیناً غلط ہے۔

بالکل یہی حال رفع یدین کا ہے بعض فعلی روایات سے اس کا ایک آدھ مرتبہ کرنا ثابت تو ہے لیکن نہ اس کا سنت ہونا ثابت ہے اور نہ مستحب ہونا۔ یہی بات حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمائی ہے کہ حضرت وائل نے صرف ایک دفعہ حضور کو رفع یدین کرتے دیکھا جس سے سنت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ سنت وہی ہے جو باقی حاضر

باش صحابہ نے روایت کی اور اس پر عمل فرمایا یعنی رفع یدین نہ کرنا۔

فعلی احادیث

جو غیر مقلد پیش کرتے ہیں ان میں بھی کسی ایک حدیث میں بھی ان کا مکمل دعویٰ موجود نہیں ہے ہم نے بارہا مناظرہ میں ان کو پرزور چیلنج دیا کہ ایک ہی صحیح صریح فعلی حدیث ایسی دکھا دیں جس میں یہ پوری تفصیل ہو آنحضرت ﷺ ہمیشہ ہر نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی ایک دفعہ بھی رفع یدین نہیں کی اور رکوع سے پہلے اور رکوع سے اٹھ کر ہمیشہ ساری عمر رفع یدین کرتے تھے اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ساری عمر میں ایک دفعہ بھی رفع یدین نہیں کی لیکن آج تک غیر مقلد منہ چھپائے پھر رہے ہیں۔

اس لیے غیر مقلدوں کا حال یہی ہے کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

اب ہم غیر مقلدین کے مسلک اور عمل کا نمبروار جائزہ لیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے دعوے کا پہلا حصہ

غیر مقلدین کے مسلک کا پہلا حصہ یہ ہے کہ نماز میں آنحضرت ﷺ ہمیشہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس بارے میں وہ چار روایات بیان کرتے ہیں۔

۱۔ روایت ابن عمرؓ، بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، ابوداؤد نے اس حدیث کے متعلق فرمایا لیس بمرفوع یعنی یہ رسول پاک ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے۔ نیز اسی سند میں سجدہ کے وقت رفع یدین کا ذکر بھی ہے۔ (جزء بخاری ۹) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں ہمیشگی کا کوئی لفظ نہیں یہی وجہ ہے کہ ابن عمرؓ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ غیر مقلد مدعی سست گواہ چست کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

۲۔ عن محمد بن عَمَرو بن عطاء انه كَانَ جَالِساً مَع نَفَرٍ مِنْ اَصُحَابِ النبیﷺ فَذَكرنا صلوٰة النبیﷺ فقال ابو حميد الساعدی انا كنت احفظكم لصلوٰة رسول اللهﷺ رَأيُتهٗ اِذَا كبر جعل يديه حذو منكبيه واذا ركع امكن يديه من ركبتيه ثم هصر ظهره فاذا رفع رأسه استوىٰ حتىٰ يعود كل فقار مكانه واذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف اصابع رجليه القبلة فاذا جلس فى الركعتين جلس على رجله اليسرى ونصب اليمنىٰ فاذا جلس فى الركعة الآخرة قدم رجله اليسرى ونصب الاخرىٰ وقعد على مقعدته الحديث. (بخاری ج۱، ص۱۱۴)

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید ساعدیؓ کہنے لگے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر لے جاتے، اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی کمر (مبارک) جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ آپ کی کمر کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی، اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر اس طرح رکھتے کہ نہ بازوؤں کو بچھاتے نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے پھر

جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں
پاؤں کھڑا رکھتے پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں
آگے کرتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے سرین کے بل بیٹھتے۔

نوٹ: یہ طریقہ نماز غیر مقلدوں کے سامنے بیان کریں تو وہ فوراً کہیں گے کہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ نہ فرمایا کہ اسمیں رکوع میں رفع یدین مذکور نہیں جو سنت ہے اور قاعدہ ہے **السکوت فی معرض البیان بیانٌ۔**

۳۔ ابو ہریرہؓ ان کی صحیح حدیث بخاری ۱۱۰ پر ہے جس میں رفع یدین کا ذکر تک نہیں لیکن ابوداؤد کی سند میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ لیکن راوی ابن جریج ہے جس نے ۹۰ عورتوں سے متعہ کیا۔ (میزان الاعتدال ج ا ص ۱۵۱)

دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب ہے جو ضعیف ہے۔ نیز اس میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ: ان کی صحیح روایت میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے خود حضرت علیؓ اور آپ کے ہزاروں ساتھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔ البتہ ایک ضعیف روایت جس کا راوی ابن ابی الزناد ہے اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

خلاصہ: ان چاروں میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

ان چاروں ضعیف روایتوں میں بھی ہمیشہ رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں ان چاروں صحابہ میں سے ایک بھی ہمیشہ رفع یدین نہ کرتا تھا۔ ان میں سے دو روایتوں میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے جس پر غیر مقلدین عمل نہیں کرتے۔

دوسرا حصہ

دعویٰ کا یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں آپ نے کبھی رفع یدین نہیں کی۔ اس بارے میں غیر مقلدین کے پاس ایک بھی صریح حدیث نہیں ہے۔
میں نے کئی بار مناظرہ میں مطالبہ کیا انعامی چیلنج بھی دیا لیکن آج تک کوئی مائی کا لعل

غیر مقلد ایسی صریح حدیث پیش نہیں کر سکا۔

فائدہ: حضرت عبید اللہ بن عمیر (ابن ماجہ ص ۶۲) عبداللہ بن عباسؓ (ابن ماجہ ص ۶۲) عبداللہ عمرؓ فتح الباری ج ۲ ص ۱۵۲، حضرت ابو ہریرہؓ (تلخیص الحبیر)، عبداللہ بن زبیر ابو داؤد ج ۱ ص ۷۵، حضرت جابرؓ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۲ ان چھ روایات کی سندوں کا حال بھی رکوع والی روایات جیسا ہی ہے۔

ان چھ احادیث میں ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور ماضی استمراری بھی ہے ان روایات سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کبھار دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کی۔ لیکن غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے آخر وجہ فرق بتائیں۔ ماضی استمراری بھی ہے۔ متاخر اسلام صحابی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بھی ہے۔

ہاں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت متروک العمل ہے نہ ان کے راویوں نے ان پر عمل کیا نہ خلفائے راشدین نے نہ خیر القرون میں ان پر عمل ہوا۔ البتہ غیر مقلدین کے اصول پر ان چھ احادیث سے دوسری اور چوتھی رکعت کے ابتداء میں رفع یدین سنت ثابت ہوتی ہے۔ اور ایک بھی حدیث سے صراحتاً ان دو جگہوں میں نہی یا نفی ثابت نہیں۔ تو غیر مقلد ان احادیث کے منکر اور اس سنت کے تارک ہوئے۔ جواب سوچ کر دیں محض عورتوں کی طرح طعنے بازی نہ ہو۔

دعوے کا تیسرا حصہ

یہ ہے کہ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت حضور ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں کے وقت کبھی رفع یدین نہ کی۔ اس حصہ میں غیر مقلد مالک بن الحویرث، وائل بن حجر کی روایات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں صحابہ آخری عمر میں اسلام لائے انہوں نے حضورؐ کو رفع یدین کرتے دیکھا اس سے ثابت ہوا کہ حضورؐ آخری عمر تک رفع یدین کرتے رہے مگر اس بارے میں وہ کئی باتیں چھپاتے ہیں۔

۱۔ مالک بن الحویرث کی حدیث کی سند میں ابو قلابہ ہے جو ناصبی مذہب کا تھا اور اس کا شاگرد خالد ہے جس کا حافظہ صحیح نہ رہا تھا۔ دوسری سند میں نصر بن عاصم ہے جو خارجی مذہب کا تھا۔ نیز نسائی نے اس سے سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کی ہے تو اب غیر مقلدین کا آدھی حدیث کا ماننا اور آدھی کو چھوڑنا ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ...﴾ کا مصداق ہے۔

۲۔ وائل بن حجرؓ کی روایت بھی دو طریق سے ہے ایک طریق میں سجدہ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے (ابوداؤد ج ا ص ۴۷) جس کو غیر مقلد چھپاتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس طرح آدھی حدیث کو مانا، آدھی سے روگردانی کی۔

دوسرے طریق میں خود حضرت وائلؓ نے وضاحت فرمادی کہ جب دوسری دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو حضورؐ اور صحابہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بعد کی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا (ابوداؤد ج ا ص ۴۷) اور کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہ فرمایا گویا تمام صحابہؓ آخر عہد نبوی میں رفع یدین کے تارک تھے لیکن غیر مقلد عوام کے سامنے یہ بات بالکل بیان نہیں کرتے۔

فائدہ: عبید بن عمیرؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، مالک بن الحویرثؓ، وائل بن حجرؓ، انس بن مالکؓ یہ آٹھ صحابہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اور صرف ایک روایت میں ہے کہ نہ کرتے تھے یہ روایت ابن عمر کی ہے اور بوجہ تعارض ساقط ہے۔

باقی صحابہ کی روایات پر غیر مقلد عمل نہیں کرتے یہاں ماضی استمراری بھی ہے اور حضرت وائل اور مالک بن الحویرثؓ جیسے متاخر الاسلام راوی بھی ہیں پھر نا معلوم کیا وجہ ہے کہ غیر مقلد رکوع و سجود کی روایات میں کیوں فرق کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ چھ احادیث سے ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر ماضی استمراری کے صیغہ سے ثابت ہے گویا چار رکعتوں میں ۲۳ بار مگر غیر مقلد ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔

Scanned with CamScanner

ایک صحابی ابن عمرؓ سے سجدہ کی رفع یدین متعارض آئی ہے ایک روایت میں ہے کرو اور ایک میں ہے نہ کرو۔ اس لیے وہ ساقط الاعتبار ہو گئی۔

باقی سات صحابہ سے سجدہ کی رفع یدین آئی ہے ماضی استمراری بھی ہے۔ اور وائلؓ، مالک بن الحویرثؓ، ابو ہریرہؓ جیسے متاخر الاسلام صحابہ سے مروی بھی گویا چار رکعات میں ۲۸ مرتبہ رفع یدین سنت ہے مگر غیر مقلد ان روایات پر بھی عمل نہیں کرتے۔

غیر مقلدین سے ایک سوال

بعض غیر مقلدین سجدہ کی رفع یدین کو سنت کہتے ہیں۔ جیسا کہ ابو حفص عثمانی وغیرہ۔ جبکہ عام غیر مقلدین اس کے سنت ہونے کے منکر ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ سنت کا منکر بھی لعنتی ہوتا ہے۔ اور غیر سنت کو سنت کہنے والا بھی لعنتی ہوتا ہے۔ اس لیے بتایا جائے دونوں فریقوں میں سے کون سا فریق کتاب وسنت کے مخالف ہے:

وجوہ ترجیح

(۱) مذہب احناف سے واقفیت رکھنے والے اشخاص اس سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلک احناف کا یہ اصول ہے کہ جب روایات کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو احناف کثر اللہ سوادہم ان روایات کو لیا کرتے ہیں یعنی معمول بہا قرار دیتے ہیں جو قرآن کریم کے ساتھ مطابقت رکھیں۔

مسئلہ رفع یدین میں بھی وہ روایات جو ترک رفع یدین کو بیان کرتی ہیں وہ قرآن کریم کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ ﴿قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾۔

(۲) رفع کی بعض قسمیں وہ ہیں جو بالاتفاق متروک ہیں جیسے دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ اس میں نسخ واقع ہو چکا ہے لہذا متفق علیہ کو لینا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔

(۳) نماز میں حرکات سے سکون کی طرف انتقال واقع ہوتا رہا ہے جیسا کہ ابتداء

Scanned with CamScanner

اسلام میں نماز میں چلنا پھرنا، بات چیت کرنا سلام کا جواب دینا جائز تھا۔ جب اس بارہ میں روایتوں میں تعارض ہوا تو احناف نے ان روایات کو لیا جو سکون پر دلالت کرتی ہیں۔

(۴) جب قولی اور فعلی روایات میں تعارض ہو جائے تو قولی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے احناف کی روایات قولی ہیں اور غیر مقلدین کی فعلی۔ لہٰذا احناف کی تائید کرنے والی روایات راجح قرار پائیں گی۔

(۵) فعلی روایات متعارض ہیں اور قولی روایات تعارض سے خالی ہیں۔ لہذا فعلی روایات کی حجت تعارض کی وجہ سے باقی نہ رہے گی اور قولی روایات حجت رہیں گی۔

(۶) ترک رفع کی روایات کے راوی وہ صحابہ ہیں جو معمر اور فقیہ تھے اور پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بخلاف رفع یدین کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر کے کہ وہ بچے تھے۔ نوعمری کی وجہ سے غزوہ احد میں شرکت سے محروم رہے۔ سب سے پہلے جس جنگ میں یہ شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔

(۷) تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواضع میں رفع یدین کرنا تعارض روایات کی وجہ سے سنیت اور نسخ سنیت میں دائر ہے، اور جب کوئی چیز سنت اور بدعت میں دائر ہو یعنی اس کے سنت یا بدعت ہونے میں شبہ ہو تو اس کے بدعت ہونے کے پہلو کو راجح قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ محرم کو مبیح پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

لہٰذا تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مقامات میں اس کے بدعت ہونے کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی۔

(۸) ترک رفع یدین کے راوی زیادہ فقیہ ہیں۔ اس لیے ان کی روایات راجح ہیں۔

(۹) رفع یدین نہ کرنے کی روایات واحادیث پر خلفاء راشدین کا عمل ہے۔ اس لیے وہ راجح ہیں۔

(۱۰) رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا متواتر عمل ہے، اس لیے وہی راجح ہیں۔ تلک عشرة کاملة

Scanned with CamScanner

177 176 Blank

تحقیق

مسئلہ تراویح

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا رسالہ تحقیق مسئلہ تراویح شائع ہوا تو الحمدللہ اتنا مقبول ہوا کہ اس کے کئی ایڈیشن چھپے اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ جہاں اہل سنت والجماعت اندرون ملک و بیرون ملک اس سے مستفیض ہوئے وہیں غیر مقلدین میں صف ماتم بچھ گئی بڑی میٹنگیں ہوئیں کہ کوئی کاتب کی غلطی مل جائے تو تقریر و تشہیر سے اس کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جائے کیونکہ اس جماعت کا مبلغ علم اتنا ہی ہے۔ علمی مضامین کا سمجھنا بھی ان کے بس میں نہیں تو جواب کیا دیں۔ آخر غیر مقلدین کے مدرسہ محمدیہ جلال پور پیر والا کے شیخ الحدیث مولوی سلطان محمود اور اس مدرسہ کے مدرس مولوی محمد رفیق نے مل کر برائے نام ہمارے رسالے کا جواب لکھا اور اپنے ایک شاگرد محمد ایوب صابر مدرس جامعہ محمدیہ خان پور کے نام سے چھپوایا۔ اصل مسئلہ تو رسالے میں مان لیا۔ چنانچہ لکھا ہے "ہم ان کی بیس رکعت تراویح پر کوئی اعتراض نہیں کرتے" (تحقیق تراویح صفحہ ۱۰۴) اس روایت پر کہ حضرت سوید بن غفلہؒ (جو حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے) رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے، لکھتے ہیں "یہ ہمارے مسلک کے خلاف نہیں" (تحقیق تراویح صفحہ ۷۳) اس روایت پر کہ حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے، لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند بلا غبار صحیح ہے (ص ۵۱) نیز لکھتے ہیں "ہم تو کہتے ہیں کہ صحابہ کرام ۱۱، ۱۳، ۲۰، ۲۴، ۲۸، ۳۶، ۳۹ پڑھتے تھے" (ص ۵۳) پھر لکھتے ہیں "یہ تو صحیح ہے کہ بیس رکعت میں آٹھ رکعت شامل ہیں" (ص ۱۰۰) جب بیس رکعت پر خلافت راشدہ میں مواظبت مان لی تو بیس رکعت کا سنت خلفاء راشدین ہونا مان لیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ پر عمل کرنے سے کون بے وقوف روک سکتا ہے کہ یہ بھی تو فرمان رسول ﷺ ہے" (ص ۹۳)

نوٹ: آپ کی جماعت میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ہر رمضان میں بیس رکعت کے خلاف چیلنج بازی اور اشتہار بازی کرتے ہیں۔

صاحب رسالہ نے بیس رکعت کی اتنی حیثیت تو مان لی جتنی اول شب باجماعت پورا ماہ مسجد میں ختم قرآن کے ساتھ تراویح پڑھنے کی ہے۔ جب ان پانچ باتوں کے خلاف انہوں نے کوئی رسالہ نہیں لکھا تو بیس رکعت کے خلاف رسالہ لکھ کر بقول خود بے وقوفی کا ثبوت کیوں دیا؟

دروغ گورا حافظہ نباشد۔ بیس رکعت جائز ہیں، اس میں آٹھ بھی شامل ہیں۔ دور فاروقی، دور عثمانی اور بعد میں بھی لوگ بیس پڑھتے تھے۔ مگر پھر امام مالکؒ کی طرف ایک غلط منسوب قول کے ذریعہ گیارہ سے زائد کو بدعت بھی قرار دیدیا (تحقیق تراویح ص ۳۳، ص ۹۹) امام مالکؒ ائمہ اربعہ میں سے دوسرے امام ہیں۔ ان کی فقہ باقاعدہ مرتب و مدون اور مالکیوں میں تواتر کے ساتھ معمول بہ ہے۔ فقہ مالکی کے کسی متواتر متن میں اگر یہ قول دکھادیں تو ایوب اور اس کے دونوں استادوں کو ضب (گوہ) کا ناشتہ کروادیں گے۔ اس کے ناقل مالکی فقہاء نہیں بلکہ علامہ سیوطیؒ شافعی ہیں۔ راوی بھی کوئی مالکی نہیں شافعی ہے۔ نہ سیوطیؒ کی ملاقات راوی سے نہ راوی کی امام مالکؒ سے۔ خود رسالہ میں لکھا ہے جب تک اسنادی حیثیت واضح نہ ہوگی، استدلال درست نہیں۔ (ص ۵۵)

قلابازیاں

علامہ سیوطیؒ کے اصل رسالہ میں **قال الجوری من اصحابنا** ہے۔ لفظ اصحابنا سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جوری شافعی ہے اور طبقات شافعیہ ص ۳۰۷، ج ۲ پر الجوری کا ذکر ہے۔ اس کا نام علی بن الحسین القاضی ہے۔ اس کی پیدائش ۲۳۸ھ میں ہے یعنی امام مالکؒ سے تقریباً ۵۹ سال بعد پیدا ہوا۔ اور علامہ سیوطیؒ کی وفات ۹۱۱ھ ہے۔ تقریباً چھ سو سال بعد، کیا اس سند کا اتصال شیخ الحدیث مع التثلیث ثابت کرسکتے ہیں؟

Scanned with CamScanner

اعجوبہ

مولانا عطاء اللہ حنیف غیر مقلد نے جب علامہ سیوطیؒ کا یہ رسالہ چھپوایا تو اصل رسالہ میں تو الجوری رہنے دیا مگر حاشیہ میں یہ جھوٹ لکھ دیا کہ بعض نسخوں میں الجوزی ہے بعض میں ابن الجوزی۔ حالانکہ نہ تو الجوزی کا شافعی ہونا ثابت ہے (ان کی پیدائش ۴۵۷ھ اور وفات ۵۳۵ھ) نہ امام مالکؒ اور علامہ سیوطیؒ سے ملاقات۔ اور ابن الجوزی حنبلی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ اردو) ان کی پیدائش ۵۱۰ھ اور وفات ۵۹۷ھ میں ہے۔ ان کی بھی ملاقات نہ امام مالکؒ سے ثابت نہ علامہ سیوطیؒ سے۔

اعجوبے در اعجوبے

بیچارے ایوب صابر نے ابن الجوزی کو مالکی لکھ مارا (ص ا) یہ ان کا علمی شاہکار ہے۔ ایوب صابر صاحب نے ص ۳۲ پر ایک عنوان قائم فرمایا۔ ''امت میں گیارہ رکعت تراویح کے قائلین'' اور چودہ سو سال میں صرف ۷ آدمی تلاش کیے۔ جن میں (۱) امام مالکؒ (ان کے قول کا بے سند ہونا گزر چکا) (۲) ابوبکر ابن العربی مالکی اس کی کتاب شرح ترمذی میں اس کا یہ عمل ہمیں نہیں ملا۔ (۳) عمر بن احمد جوزی ابو احمد شرقی۔ (۴) عمر بن احمد جوری ابوالحسین (۵) وجیہ صاحب (۶) ابوالمنصور جس کا سن وفات ۴۶۹ھ ہے مگر ان کا کوئی حوالہ نہیں دیا حالانکہ خود ان کا فرمان ہے۔ ''ان پر ضروری اور لازم تھا کہ ان کے حوالے بھی ساتھ ذکر کرتے تاکہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو جاتی لیکن چونکہ یہ سفسطی اوہام وجنون تھے جن کا مقصد سے ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں ہے۔ بنابریں حوالہ دینے سے عاجز رہے (ص ب) ہم نے کتاب الانساب سمعانی دیکھی، اس میں آٹھ تراویح کا تو اشارہ بھی نہیں البتہ ایسے نام معلوم ہوئے وہاں ہے عمر بن احمد بن محمد الجوری حدث عن ابی حامد احمد بن محمد بن الحسن الشرقی (۱۱۵/۲) اس نے لکھا عمر بن احمد جوزی ابو احمد شرقی آدھا نام شاگرد کا آدھا استاد کا پہلے میں الجوری کا جوزی بنایا اور دوسرے مین ابو حامد کو ابو احمد افسوس دل کی بصیرت

سے تو یہ پہلے ہی محروم تھے اب آنکھوں کی بصارت بھی جواب دے گئی۔ مولوی سلطان محمود تو بے چارے بوڑھے ہیں۔ دوسرے ہی غور سے دیکھ لیتے اور جس کو عمر بن احمد جوری ابوالحسین لکھا ہے اس کا اصل نام ابوالحسن احمد بن عمر الخفاف ہے باپ کو بیٹا، حسن کو حسین بنادیا اور وجیہ صاحب ابوبکر بن ابی عبدالرحمٰن الشحامی ہے اور ابو المنصور اصحاب ابی حنیفہ میں سے ہیں۔ آٹھ رکعت تراویح کے ساتھ ان کو دور کا بھی تعلق نہیں۔ اب تو سلطان محمود کو یہ ورد کرنا چاہیے۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغبائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

مالکی فقہ کے متون اور مالکیوں کے متواتر تعامل کے خلاف ایسا بے سند قول پیش کرنا جہالت اور خرق اجماع ہے (درمختار)

محمد امین صفدر

ابتدائیہ

نماز تراویح کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب غیر مقلدین کسی حدیث صحیح غیر معارض سے نہیں دے سکے۔

(۱) جس طرح احادیث میں نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، ضحیٰ، تہجد، وتر نمازوں کے نام آئے ہیں، کیا کسی صحیح حدیث میں کسی نماز کا نام تراویح بھی آیا ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ چار رکعت رات کے وقت پڑھتے ثم یروح واطال پھر کافی دیر تک استراحت اور وقفہ کرتے تھے (بیہقی ص ۴۹۷، ج ۲) امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر پوری امت نے اس نماز کا نام تراویح رکھا ہے گویا تلقی بالقبول کی وجہ سے یہ روایت مقبول ہے۔ اس تلقی بالقبول سے ہی خود غیر مقلدین نے اس نماز کا نام تراویح رکھا ہے

(۳) حضرت عمرؓ چار رکعت کے بعد ترویحہ فرماتے کہ آدمی سلع پہاڑ تک جا سکے (بیہقی ص ۴۹۷، ج ۲)

(۴) فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۱، ج ۶ پر ہے ''نماز تراویح کی تعریف علماء نے یہ لکھی ہے کہ نماز تراویح وہ نماز ہے جو ماہ رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد باجماعت پڑھی جائے اور اس نماز کا نام نماز تراویح اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس میں ہر چار رکعت کے بعد استراحت کرنے لگے کیونکہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کے معنے ایک مرتبہ آرام کرنے کے ہیں''۔

(۵) فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۳، ج ۶ پر ہے ''قیام رمضان نماز تراویح سے اعم ہے کیونکہ نماز تراویح میں جماعت بھی شرط ہے۔ اگر اکیلے اکیلے پڑھیں تو تراویح

نہ ہوگی بخلاف قیام رمضان کے کہ اس میں جماعت شرط نہیں خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں خواہ اکیلے اکیلے پڑھیں"۔

(۶) نیز لکھا ہے کہ جو کرمانی نے کہا ہے کہ قیام رمضان سے بالاتفاق نماز تراویح مراد ہے یہ انہوں نے ایک انوکھی بات کہی ہے۔ (ایضاً)

(۷) اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے۔ (ایضاً ص ۳۲۹)

(۸) نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں ہے۔

(ایضاً ص ۲۳۰ ج ۶)

(۹) جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ آخر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۳۱، ج ۶)

(۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹) یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہوں تو وہ احادیث تحریر فرمائیں۔ اگر ثابت نہ ہوں تو ان اقوال کے لکھنے والے امتیوں کی تقلید سے مشرک ہیں یا نہیں؟

(۱۰) تراویح اور تہجد ایک نماز ہے، یہ قرآن کی آیت یا حدیث صحیح سے ثابت فرمائیں اپنے قیاسات لکھ کر شیطان نہ بنیں، امتیوں کے اقوال لکھ کر مشرک نہ بنیں۔

(۱۱) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز کا نام گیارہ مہینے تہجد ہے اور بارہویں مہینے تراویح ہے؟

(۱۲) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ نماز گیارہ ماہ نفل ہے اور بارہویں مہینے سنت ہے؟

(۱۳) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے اس نماز کا وقت رات کا آخری حصہ ہے اور بارہویں مہینے اس کا وقت عشا کے فوراً بعد ہے؟

(۱۴) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے یہ نماز اکیلے پڑھو اور

Scanned with CamScanner

بارہویں مہینے میں باجماعت پڑھو؟

(۱۵) کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا سنت نہیں ہاں بارہویں مہینے میں قرآن ختم کرنا سنت ہے؟

(۱۶) ایک شخص نے ساری عمر میں تین دن نماز تراویح باجماعت پڑھی ہیں اب نہیں پڑھتا کیا وہ گنہگار ہے؟

(۱۷) ایک آدمی کہتا ہے کہ نماز ضحیٰ نماز تہجد کی طرح یہ نماز تراویح بھی نفل ہے، اس نے نہ ساری زندگی میں کبھی نماز تراویح پڑھی ہے نہ نماز تہجد، نہ نماز ضحیٰ، کیا وہ گنہگار ہے (اگر ہے تو اس پر کتنے کوڑے حد ہیں)

(۱۸) جن محدثین اور فقہاء نے حدیث اور فقہ کی کتابوں میں نماز تہجد، نماز تراویح اور نماز وتر کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں وہ لوگ منکر حدیث ہیں یا کیا؟

(۱۹) بعض غیر مقلد اس قسم کی شرط لگایا کرتے ہیں کہ خود حضرت عمرؓ کا بیس رکعت میں شامل ہونا دکھاؤ تو کیا یہ شرط کسی حدیث کے مطابق ہے۔ اگر کوئی یوں کہے کہ خود حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ کا اپنے ہاتھ سے قرآن جمع کرنا ثابت کرو ورنہ ہم یہ قرآن نہیں مانتے یا خود حضرت عثمانؓ سے جمعہ کی پہلی اذان دینا ثابت کرو۔ ورنہ ہم یہ اذان نہیں مانتے آیا اس کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(۲۰) کیا خود حضرت عمرؓ کا تراویح کی جماعت میں شامل ہونا، پورا ماہ اول شب تراویح پڑھنا، پورا ماہ مسجد میں تراویح پڑھنا، پورا رمضان وتر جماعت سے پڑھنا تراویح میں پورا قرآن خود پڑھنا یا خود سننا ثابت ہے یا ان سب کاموں کو بھی چھوڑ دیا جائے گا؟

(۲۱) مولانا داؤد غزنوی اعلان فرمایا کرتے تھے کہ آٹھ تراویح سنت رسول اللہ کی ہے اور باقی بارہ رکعت مستحب ہیں۔ اس سے تمام جھگڑوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

(فتاوی علمائے حدیث ص ۲۶۵، ج ۶)

(۲۲) مدرسہ رحمانیہ (اہل حدیث) ہر سال اعلان کرتے ہیں کہ آٹھ رکعت سے زائد تراویح درست ہے اور باعث اجر بھی ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۹، ج ۳)

(۲۱، ۲۲) کسی صحیح حدیث میں ہے یا ابن ہمامؒ کے ایک شاذ قول کی تقلید ہے؟

(۲۳) فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۷، وص ۸۸، ج ۶ پر حدیث نبوی درج ہے کہ "ماہ رمضان میں کہ نفلی نیکی کا کام کرے وہ ایسا ہو گا کہ اس نے اور دنوں میں گویا فرض عبادت کی"۔ کیا بیس رکعت تراویح پڑھنے والے اس ثواب کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟

(۲۴) جو لوگ اس ثواب سے روکیں وہ قرآنی زبان میں ﴿مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ ...﴾ (خیر کو روکنے والے) اور ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى﴾ اس آدمی کی خبر دیجئے جو ایک عظیم بندے (محمد رسول اللہؐ) کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتے ہیں۔ کے مصداق ہوں گے یا نہیں؟

(۲۵) رحمانی صاحب انوار المصابیح میں بیس رکعت کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ "بیس رکعت پڑھنے والوں کو فاروق اعظم کیوں روکتے یہ کوئی معصیت اور منکر کام تو تھا نہیں (ص ۲۲۶) اور فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے بیس پر نکیر نہیں فرمائی یہی اہل حدیث کا مذہب ہے (ص ۲۲۶) معلوم ہوا آج جو بیس رکعت کے خلاف اشتہار، رسالے لکھ رہے ہیں وہ اہل حدیث نہیں ہیں منکرین صحابہ ہیں۔ مولوی محمد عثمان دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "مقلدین کی ایک بڑی جماعت نے بیس رکعت مقرر کر کے اس بدعت شنیعہ کا ارتکاب کیا ہے (رفع الاختلاف ص ۵۴) بیس رکعت کو مستحب کہنے والے بھی اہل حدیث ہیں اور بدعت شنیعہ کہنے والے بھی۔ اس تنازع کا فیصلہ خدا و رسول سے فرما کر بتائیں کہ کون سا اہل حدیث خدا اور رسول کا منکر ہے؟

(۲۶) مولوی محمد عثمان دہلوی غیر مقلد فرماتے ہیں۔ "جو شخص مغرب کی چار رکعات پڑھے اس کی نماز مغرب باوجود یہ کہ چار کے ضمن میں تین موجود ہیں ادا نہ ہوئی، ایسا ہی جس نے تراویح بیس رکعت پڑھی اس کی گیارہ رکعت مسنون ادا نہ ہوئی (ایضاً ص ۵) یہ

مولانا کا شیطانی قیاس ہے جس سے ساری امت بدعتی قرار پاتی ہے یا حدیث میں یہ ہے کہ بیس والے کی آٹھ ادا نہ ہوں گی تو وہ حدیث پیش فرمائیں؟

نوٹ: یہ مولوی محمد عثمان صاحب غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم ہیں۔

اخبار محمدی دہلی میں ان کے علمی جواہر پارے چھپا کرتے تھے۔ یہ غیر مقلدین کے محدث اعظم حافظ عبداللہ روپڑی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے آپ نے اخبار محمدی دہلی میں حافظ عبداللہ روپڑی کے نام ایک کھلا خط شائع کرایا تھا جس میں روپڑی صاحب کو لکھا تھا کہ آپ طالب علمی میں علت المشائخ میں مبتلا تھے اب وہ عادت چھوٹ گئی ہے یا اب بھی باقی ہے قاعدہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ میں صوفیت رہے گی یہ لٹکا (چسکا) بھی نہ جائے لہذا مہربانی کر کے خدا سے ڈر کر اس کا صحیح جواب دیں اور اب بھی توبہ کر لیں (اخبار محمدی ص ۱۵ کالم ۳، ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء) حافظ صاحب نے کوئی توبہ نامہ شائع نہیں فرمایا بلکہ سنا گیا ہے آپ کے اخص تلامذہ بھی استاد محترم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

(۲۸) حال ہی میں فضیلت الشیخ عطیہ محمد سالم القاضی بالمحکمۃ الکبری بالمدینۃ المنورۃ والمدرس فی المسجد النبوی نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہی یہ ہے "التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوۃ والسلام" جس کے مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ ہزار سال میں ایک ماہ رمضان بھی ایسا نہیں گزرا کہ مسجد نبوی میں پورا مہینہ آٹھ تراویح باجماعت پڑھی گئی ہوں۔ اس کے رد میں ابھی تک غیر مقلدین نے کوئی اشتہار اور رسالہ شائع نہیں کیا۔ کیا مدینہ منورہ میں بدعات کی تائید میں رسالے لکھے جائیں، ان پر عمل جاری ہو تو وہاں تردید کی ضرورت نہیں؟

(۲۹) اسی طرح جامعہ ام القریٰ مکہ المکرمہ سے بھی ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا نام "اَلْهَدْيُ النَّبَوِي الصَّحِيْحُ فِيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ" ہے جس میں بیس کی

تائید اور آٹھ کی مخالفت ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شور مچائے گا کہ بیس تراویح سنت نبوی ہے تو پھر ہم خاموش رہنا گناہ سمجھیں گے لیکن ابھی تک آپ نے اس کا رد نہیں لکھا آپ کے شیخ الحدیث اور استاد بھی گناہ گار بنے بیٹھے ہیں۔

(۳۰) جو شخص بیس رکعت تراویح کو سنت کہے اس کے خلاف تو بیسیوں رسالے اور اشتہار آپ کی جماعت نے شائع کیے ہیں لیکن جو بیس رکعت تراویح کو بدعت کہتا ہے اس کے خلاف کتنے رسالے آپ نے شائع کیے ہیں ان کا نام اور پتہ بتائیں؟

ا۔ حضرت ابو سلمہؒ اپنے والد عبدالرحمٰنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کے مہینے کا ذکر فرمایا کہ ایسا مہینہ ہے کہ **كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ** اللہ نے تم پر روزہ فرض کیا میں نے قیام سنت کیا۔ پس جس نے اس مہینہ کے روزے رکھے اور قیام کیا، ایمان سے نیکی اور ثواب طلب کرتے ہوئے تو وہ اپنے گناہوں سے اسی طرح نکل جائے گا جس طرح کہ اس دن اسے ماں نے جنا۔

(ابن ماجہ ص ۹۴، نسائی ص ۳۰۸، ج ا مسند احمد ص ۱۹۱، ج ا)

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تراویح سنت ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ (کبیری ص ۴۰۰، شرح نقایہ ص ۱۰۴)

امام نوویؒ فرماتے ہیں خوب جان لو کہ نماز تراویح کے سنت ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور یہ بیس رکعت ہیں۔ (کتاب الاذکار ص ۸۳)

دعوٰی: بیس رکعات تراویح سنت ہیں۔

(درمختار ص ۹۸ ج ا، ہدایہ ص ۹۹ ج، شرح نقایہ ص ۱۰۴، ج ا)

سنت کی تعریف

سنت دین کا وہ پسندیدہ معمول و مروج طریق ہے جو خواہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہو یا آپ کے صحابہ کرام سے ثابت ہو، اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ تم پر لازم ہے کہ میرے طریق اور میرے بعد آنے والے خلفائے راشدین کے طریق کو

اپناؤ اور اسے دانتوں سے (مضبوطی سے) تھام لو عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ سنت کا حکم یہ ہے کہ مسلمان کو اس کے زندہ کرنے کی امکانی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر وہ اسے ترک کرے تو قابل ملامت ہوگا الا یہ کہ وہ سنت پر عمل کسی عذر کی بناء پر چھوڑے۔ (ترجمہ اردو اصول الشاشی ص ۲۲۲)

معلوم ہوا کہ سنت کے لیے اس کا رائج ہونا اور عادت ہونا ضروری ہے مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حضرتؐ سے ثابت ضرور ہے مگر یہ عادت مبارک نہیں تھی عادت مبارکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی یہی سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ کبھی ایک کپڑا بھی پہنتے کبھی دو مگر عادت مبارک تین تین کپڑوں کی تھی۔ تہ بند قمیص اور عمامہ تو تین کپڑوں کو سنت کہا جائے گا۔

۳۔ اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ، دو دو مرتبہ دھونا آپؐ سے ثابت ہے مگر یہ آپ کی عادت مبارک نہ تھی عادت مبارکہ تین تین مرتبہ دھونے کی تھی اس لیے یہ سنت ہے۔

۴۔ وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار کرنا ثابت ہے لیکن وضو میں کلی کرنا آپ کی عادت تھی اس لیے کلی کو سنت کہا جائے گا نہ کہ بوس و کنار کو۔

۵۔ نماز میں بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا ثابت ہے مگر عادت نہ تھی اس کے برعکس نماز کے رکوع سجود میں تسبیحات پڑھنا عادت تھی اس کو سنت کہا جائے گا۔

۶۔ بیوی سے روزہ میں بوس و کنار ثابت ہے مگر عادت نہ تھی ہاں روزہ کے لیے سحری کھانا آپ کی عادت مبارک تھی اس لیے اسے سنت کہا جائے گا۔

۷۔ خود ایوب صابر صاحب ص ۳ پر وتر کے بعد دو نفل کو ثابت مانتے ہیں مگر ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ان پر آپ کی مواظبت ثابت نہیں۔

اس لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اگر بالفرض مختلف اعداد ہوں تو کس عدد پر مواظبت ثابت ہے اس عدد کو سنت کہا جائے گا۔ (۲) حضرات غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ

آٹھ رکعت آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔ ہم نے اس کا انکار کیا تھا کہ آٹھ رکعت پر حضور کی مواظبت ثابت نہیں۔ رحمانی صاحب کی انوار المصابیح مولوی عبدالمنان نور پوری کی تعداد تراویح۔ ایوب صابر صاحب کی تحقیق تراویح اور کئی دیگر رسائل پڑھ کر ہمارا یقین اور زیادہ پختہ ہو گیا ہے کہ آٹھ رکعت تراویح ہرگز سنت نبوی نہیں کیونکہ سب نے بنیاد حدیث عائشہؓ کو بنایا ہے جس کا تراویح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، جیسا کہ تفصیل آئے گی۔ رہی حدیث جابرؓ وہ اولاً تو نہ صحیح ہے نہ حسن اسی لیے حافظ عبدالمنان صاحب اور جناب ایوب صابر صاحب نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ چنانچہ حافظ عبدالمنان صاحب فرماتے ہیں۔ یاد رہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز تراویح کی تعداد رکعات کے اثبات کا مدار حضرت جابرؓ کی یہ حدیث نہیں۔　　　　(تعداد تراویح ص ۳۷)

ایوب صابر صاحب فرماتے ہیں مذکورہ بالا دونوں حدیثیں (جابر، ابی بن کعب) ہم نے بطور شواہد پیش کی ہیں (تحقیق تراویح ص ۲۲) پھر باوجود ضعف کے ان میں تراویح کی تعداد پوری مذکور نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ساری تراویح جماعت سے نہیں پڑھائیں چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپؐ کے ساتھ تراویح پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے نماز مختصر کی اور حجرہ (اعتکاف) میں داخل ہو گئے **فَصَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّهَا عِنْدَنَا** پھر نماز پڑھی جو ہمارے ساتھ نہ پڑھی تھی (مسلم ص ۳۵۲، ج ۱۔ احمد ص ۱۹۳، ج ۳۔ قیام اللیل ص ۱۵۴) حضرت انسؓ ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کی رات میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک قوم آئی اور آپ کے ساتھ شریک نماز ہوئی پھر حجرہ میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر باہر تشریف لائے اور ہلکی پھلکی نماز پڑھائی۔ صبح کے وقت لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پیچھے تراویح پڑھ رہے تھے آپ کبھی گھر میں جاتے کبھی باہر آتے فرمایا تمہاری وجہ سے ہی میں نے ایسا کیا۔ رواہ طبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ص ۱۷۳، ج ۳) امام احمد کی روایت میں ہے کہ آپ کئی بار حجرہ میں داخل ہوئے اور کئی بار باہر تشریف لائے۔　　　　(ص ۱۰۳ ج ۳ ص ۱۸۵، ج ۳)

ان احادیث صحیحہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب تراویح کی جماعت کروائی ہے تو ساری رکعات جماعت کے ساتھ نہیں پڑھائیں کچھ حجرہ میں پڑھی ہیں پس حدیث جابرؓ میں باوجود ضعیف ہونے کے نہ پوری تعداد تراویح کا ذکر ہے نہ اس پر مواظبت ثابت ہے پس سنت ہرگز نہ ہوئی۔

تطبیق

محدثین اور فقہاء کا اصول ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث میں ٹکراؤ کی پالیسی کی بجائے تطبیق کی پالیسی مناسب ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آپؐ نے کچھ رکعات جماعت سے پڑھائیں۔ ہوسکتا ہے وہ حضرت جابرؓ نے بیان فرمادی ہوں اور حجرہ کے اندر کتنی رکعتیں پڑھیں حدیث جابرؓ اس سے خاموش ہے تو ضروری ہوا کہ کوئی اور حدیث تلاش کی جائے جس میں اس سے زیادہ تعداد مذکور ہو تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث مل گئی جس میں ۲۳ رکعت کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ کل رکعات ۲۳ تھیں، گیارہ باجماعت اور بارہ بلا جماعت۔ چونکہ جماعت پر آپؐ نے مواظبت نہ فرمائی اس لیے گیارہ پر مواظبت نہ ہوئی اور بیس آپ بلا جماعت پڑھتے رہے۔ پر جب حضرت عمرؓ نے حکم دیا تو پہلے باجماعت گیارہ کا حکم دیا ہو کیونکہ جماعت اتنے پر ہی ثابت تھی۔ پھر اس پر مواظبت نہ فرمائی کیونکہ حضور ﷺ نے مواظبت نہیں فرمائی تھی۔ پھر بیس رکعت اور تین وتر باجماعت پر ہی صحابہ نے مواظبت فرمائی۔ اس طرح تمام روایات میں تطبیق بھی ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آٹھ رکعت نہ سنت نبوی ہے نہ سنت صحابہ، کیونکہ ان پر نہ ہی حضورؐ نے مواظبت فرمائی اور نہ ہی صحابہ نے۔ ہاں بیس رکعت سنت ہے کیونکہ اس پر مواظبت ثابت ہے صحابہ کی اجماعاً اور حضورؐ کی تلقیاً۔ (یعنی) آٹھ پر نہ مواظبت ثابت نہ صحت ثابت نہ تلقی بالقبول ثابت۔

نوٹ: جس عمل کو امت نے مجتہدین کی رہنمائی میں بالاتفاق قبول کرلیا ہو اسے تلقی بالقبول کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک

(۱) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ رمضان المبارک میں غیر رمضان کی نسبت زیادہ کوشش فرماتے۔ (مسلم)

(۲) ام المومنینؓ ہی فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ کی نماز غیر رمضان کی نسبت بڑھ جاتی (کَثُرَتْ صَلٰوتُہٗ) اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا رنگ مبارک بدل جاتا۔ (بیہقی)

(۳) آپؓ ہی فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا آپ کمر بستہ ہو جاتے اور جب تک سارا رمضان نہ گزر جاتا آپ رات کو بستر پر تشریف فرما نہ ہوتے۔

(شعب الایمان بیہقی)

(۴) آپؓ ہی فرماتی ہیں کہ جب رمضان کے آخری دس دن آتے تو آپ بھی تمام رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار رکھتے۔

(بخاری ص ۲۶۹، ج ۱)

اب جو شخص یہ دعویٰ رکھتا ہو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تابعداری کرتا ہوں اسے چاہیے رمضان کی ساری راتیں عبادت میں گزارے۔ اتنی عبادت کرے کہ اس کا رنگ بدل جائے، آخری دس راتوں میں اپنے گھر والوں کو بھی نہ سونے دے۔ کیا غیر مقلدین کے کسی ایک گھر میں بھی اس طریقہ پر عمل ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر دین میں اور رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ہی کم از کم جھوٹ بولنے سے توبہ کر لیں۔

(۵) آپؐ نے امت کو بھی رمضان میں غیر رمضان کی نسبت زیادہ عبادت کی ترغیب دلائی یہاں تک فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب ایک فرض کے برابر ہو جاتا ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر (مشکوٰۃ) فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۷، ج ۶۔

بیس رکعات تراویح کی احادیث

۱۔ عَنْ ابن عباسؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُصَلِّی فِیْ رَمَضَانَ

عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴، ج ۲) قلت سندہ حسن وتلقتہ الامۃ بالقبول فھو صحیح

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن ہے اور امت کی عملی تائید اسے حاصل ہے اس لیے یہ صحیح ہے۔

اس حدیث کے جواب میں جناب ایوب صابر صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیس رکعت کے ثبوت میں پیش کرنا پرائمری سکول کے ماسٹر کا ہی کام ہو سکتا ہے جو کہ علم حدیث واصول حدیث سے ناواقف ہو، صاحب علم آدمی اپنے مذہب کو بدنام کرنے کی خاطر اتنی حماقت کبھی نہیں کر سکتا۔ اس سے بڑھ کر افسوس ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے مسلک یعنی حنفیت کو بدنام کرنے کے لیے اس رسالہ کو شائع کیا اور اس پر رقم لگائی۔ (تحقیق تراویح ص ۳۶، ۳۷)

ناظرین کرام اسلام میں عملی مسائل کا اصل دارو مدار تعامل امت پر ہے جس حدیث پر امت بلا نکیر عمل کرتی چلی آرہی ہو اس کی سند پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی اور جس حدیث پر پوری امت نے عمل ترک کر دیا ہو اس کی سند خواہ کتنی صحیح ہو وہ معلول قرار پاتی ہے "نورالانوار" میں صراحت ہے کہ جس خبر واحد کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو جائے اس کی سند پر بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ المعجم الصغیر للطبرانی کے آخر میں ص ۱۷۷ سے ص ۱۹۹ تک اس اصول پر مستقل رسالہ ہے جس کا نام ہے التحفۃ المرضیہ فی حل بعض مشکلات الحدیثیۃ جس میں امام شافعیؒ، امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، علامہ سیوطیؒ، سخاویؒ، شوکانیؒ، وغیرہ سے یہ اصول واضح فرمایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی پرائمری سکول کا ماسٹر نہیں۔ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۷، ج ۶ میں تحریر ہے علاوہ ازیں ضعیف حدیث جب کہ قرون مشہود لہا بالخیر (خیر القرون) میں معمول بہ ہو وہ امت کے ہاں مقبول ہے جیسے العینان و کاء

السہ کی حدیث اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ اِلَّا مَاغَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ اَوْ طُعْمِهٖ اَوْلَوْنِهٖ کی حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ کی اوران جیسی حدیثیں اور بہت ہیں اور امت اس بات پر متفق ہے کہ نیند ناقض وضو ہے اوران کی دلیل ضعیف حدیثیں ہیں سووہ اسناد کی حیثیت سے مردود ہیں اور معانی کے لحاظ سے مقبول ہیں۔ حافظ (ابن حجر) نے تلخیص میں کہا ابن عبدالبر نے ان علماء کی تصحیح پر تعاقب کیا ہے جنہوں نے حدیث اَلْبَحْرُ هُوَ الطُّهُوْرُ مَائُهٗ کی تصحیح کی ہے پھر بایں ہمہ اس کے صحیح ہونے کا حکم دیا ہے کیونکہ علماء نے اس کو قبول کرلیا ہے۔ سواس حدیث کواسناد کے لحاظ سے مردوداور معنی کے لحاظ سے قبول کیا ہے۔ نووی ؒ نے کہا ہے کہ حدیث اِلَّامَا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ اَوْطُعْمِهٖ کے ضعیف کہنے پر علماء کا اتفاق ہے۔ میں کہتا ہوں اور بایں ہمہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ قلیل کثیر پانی جب نجاست پڑکر رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو وہ پلید ہے۔ جس طرح ابن المنذ ر نے کہا ہے اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ عامہ علماء کا قول یہی ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں ان کے درمیان اختلاف ہو شوکانی نے کہا ہے کہ اہل حدیث اس زیادت کے ضعف پر اتفاق کر چکے ہیں لیکن اس کے مضمون پر اجماع ہے جس طرح کہ ابن المنذ ر اور ابن الملقن نے نقل کیا ہے سو اب جو لوگ اجماع کے حجت ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس زیادت کے مفاد پر اجماع اس زیادت کے صحیح ہونے کا مفید ہوگا۔ اس لیے کہ یہ زیادتی ایسی ہوگئی جس کے معنی پر اجماع ہو چکا ہے اور قبولیت کی نظر پڑی ہے۔ سوان کا استدلال اس زیادت سے ہے نہ اجماع سے اور سخاوی نے شرح الفیہ میں کہا ہے جب امت ضعیف حدیث کو قبول کر لے تو مذہب صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جاوے یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے شافعی نے حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ کے بارے میں یہ فرمایا ہے اس کو اہل حدیث ثابت نہیں کہتے لیکن عامہ علماء نے اس کو قبول کرلیا ہے اور اس پر عمل رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ

اس کو آیت وصیت کا ناسخ قرار دیا ہے، امام ترمذیؒ نے ص ۱۸۴، ص ۲۲۱، ص ۴۰۷ وغیرہ کئی مقامات پر فرمایا ہے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے مگر اس پر اہل علم کا عمل ہے۔ امام سیوطیؒ نے تدریب الراوی، نواب صدیق حسن خان نے الروضۃ الندیہ ص ٦ پر اسی اصول کو لکھا ہے۔ ان اقتباسات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ اگر کسی حدیث کی سند کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہو، لیکن اس کے مضمون کو امت کی تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو تو اس پر عمل ضروری ہو جاتا ہے۔ خود اس کو ضعیف کہنے والے محدثین بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

حضرات ناظرین! پانی کے پاک ناپاک ہونے کا مسئلہ وضو کی بنیاد ہے اور یقیناً تراویح سے زیادہ اہم ہے لیکن تلقی بالقبول کی وجہ سے ضعیف حدیث بھی مقبول ہے وارث کے لیے وصیت کا منع ہونا بظاہر قرآن پاک کی آیت وصیت کے خلاف ہے اور قرآن کی بظاہر مخالفت مسئلہ تراویح سے بہت اہم ہے مگر پھر بھی امت نے اس کو قبول کیا سند کے ضعف کو جھٹک دیا اور آیت قرآنی کو اس سے مخصوص یا منسوخ مان لیا یہ امت کے فقہاء اور محدثین کا مسلمہ اصول ہے۔ کسی پرائمری سکول کے ماسٹر کی خانہ ساز بات نہیں۔ جب ان اہم مسائل میں عام علماء کی تلقی بالقبول سے ضعیف احادیث درجہ متواتر تک پہنچ گئی ہیں تو وہ حدیث جس کو مہاجرین و انصار اور خلفائے راشدین کی تلقی بالقبول نصیب ہے وہ ان سے اعلیٰ درجہ کی صحیح ومقبول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب اس حدیث کے موافق عمل کر کے خلفائے راشدین، مہاجرین، انصار، تابعین تبع تابعین اور باقی امت نہ بدنام ہوئی نہ حماقت کی تو بیچاری حنفیت اس سے کیسے بدنام ہوئی اور کیا حماقت کی؟ ہاں ساری امت کو بدنام یا احمق کہنا شاید کہنے والے کی حماقت یا بدنامی ہی ہوگی۔

اس تلقی بالقبول کی بحث کے بعد سند کی بحث کی ضرورت نہیں تاہم اس میں غیر مقلدین کی ناانصافی بتانا ضروری ہے۔ اس کی سند یوں ہے۔ حدثنا یزید بن

ھارون قال اخبرنا ابراھیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس جب یہ حدیث ہم پیش کرتے ہیں تو غیر مقلدین ورق کے ورق سیاہ کرتے ہیں کہ ابراہیم عثمان ابوشیبہ سخت ضعیف ہے۔ اس سند کو پیش کرنا بدنامی ہے حماقت ہے۔ پرائمری سکول کے ماسٹر کا کام ہے۔

حضرات غیر مقلدین کے ہاں نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے یا کم از کم سنت موکدہ ہے اس کی دلیل میں حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول ص ۴۳۴ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث پیش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنازہ پر فاتحہ پڑھی (ابن ماجہ) صلوۃ الرسول کی تعریفیں کرنے والے حافظ محمد گوندلوی، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا نور حسین گھرجاکھی، مولانا عبداللہ ثانی امرتسری، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد داؤد غزنوی، ترجمان دہلی، نوائے وقت لاہور، فاران کراچی، نور توحید لکھنؤ، نوائے ملت مردان، الاعتصام لاہور، الحمرا لاہور، نوائے پاکستان لاہور، زمیندار لاہور، احسان لاہور، صحیفہ کراچی، آفاق لاہور، انقلاب لاہور، ڈان کراچی ہیں۔ اس حدیث کی سند بھی یہی ہے۔ ابراہیم بن عثمان عن حکم عن مقسم عن ابن عباس (ابن ماجہ) ظاہر ہے کہ صلوۃ الرسول کی تعریفیں لکھنے والے مذکورہ حضرات میں سے ایک بھی پرائمری سکول کا ماسٹر نہیں، لیکن نہ ان حضرات کے استدلال سے فرقہ اہل حدیث بدنام ہوا نہ ان علمائے اہلحدیث کی حماقت کا ترانہ گایا گیا۔ جنازہ میں فاتحہ کا مسئلہ تراویح سے زیادہ اہم مسئلہ ہے کیونکہ غیر مقلدین اسے فرض کہتے ہیں۔ تراویح کو آج تک کسی نے فرض نہیں کہا جس راوی کی حدیث سے فرضیت ثابت کرنا حماقت اور بدنامی نہیں ہے اس راوی کی حدیث سے سنیت ثابت کرنا کیوں حماقت ہے۔ اس جنازہ والی حدیث کے خلاف نہ کوئی ورق سیاہ کیے گئے نہ چیلنج بازی ہوئی۔

فرق

حالانکہ بیس تراویح اور نماز جنازہ میں فاتحہ کی حدیث کی سند ایک ہونے کے

باوجود ایک بہت بڑا فرق ہے کہ بیس رکعت کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے مگر نماز جنازہ میں فاتحہ مدینہ میں بالکل متروک تھی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ہمارے شہر مدینہ میں کوئی دستور نہیں (المدونۃ الکبریٰ) سند دونوں کی ایک عمل میں دونوں میں فرق، تراویح میں تلقی بالقبول کی وجہ سے ضعف ختم ہو گیا مگر پھر بھی استدلال حماقت، فاتحہ کی بحث میں متروک العمل ہونے کی وجہ سے ضعف اور بڑھ گیا مگر اس سے استدلال جائز اور درست

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

راوی کا حال

کسی راوی کے ثقہ ہونے کے لیے بنیادی طور پر دو ہی باتیں ضروری ہیں۔ اس کا حفظ ثابت ہو اور عادل ہونا ثابت ہو۔ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کو حافظ ابن حجر نے الحافظ کہا ہے اور کسی نے اس کے حافظہ پر جرح نہیں کی۔ رہی اس کی عدالت اس کے بارہ میں امام شعبہ کی جرح کا ذہبی نے مذاق اڑایا ہے۔ باقی جارحین صرف شعبہ کے مقلد ہیں۔ تہذیب میں لکھا ہے کہ شعبہ ہمیشہ ثقہ راوی سے روایت لیتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابوشیبہ سے شعبہ روایت لیتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ شعبہ نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا ہوگا۔ اگر رجوع مان لیا جائے تو راوی ثقہ درجہ صحیح میں ہوگا اگر رجوع ثابت نہ مانا جائے تو راوی مختلف فیہ ہوگا درجہ حسن میں آئے گا اسی لیے میں نے سندہ حسن لکھا تھا۔

اس حدیث کو نہ ماننے کا دوسرا بہانہ یہ ہے کہ یہ حدیث عائشہؓ کے خلاف ہے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس حدیث کو تلقی بالقبول نصیب ہو وہ اگر قرآن کی آیت کے بھی خلاف ہو تو عمل جائز ہے چہ جائیکہ کسی مضطرب خبر واحد کے خلاف ہو۔ اور یہاں تو اختلاف بھی نہیں کیونکہ حدیث عائشہؓ تہجد کے بارہ میں ہے، یہ تراویح کے بارہ میں۔ کل کو آپ یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ عصر کے چار فرض اور مغرب کے تین فرض کی احادیث میں تعارض ہے۔ اگر بفرض محال یہ ایک ہی نماز کے بارہ میں ہوتیں

تو بھی آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ تین دفعہ اعضائے وضو کو دھونے والی حدیث ایک یا دو دفعہ دھونے والی حدیث کے خلاف ہے۔ تین کپڑوں والی حدیث ایک کپڑا پہننے کے خلاف ہے۔ آپ نے خود لکھا ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ بیس رکعت میں آٹھ شامل ہیں۔ تحقیق تراویح ص ۱۰۰۔ یہ بھی لکھا ہے ہم ان کی بیس رکعت تراویح پر کوئی اعتراض نہیں کرتے ص ۱۰۴۔ اگر بیس رکعت تراویح حدیث صحیح کے خلاف ہے تو آپ کو اعتراض کیوں نہیں۔ اگر خلاف نہیں تو بات ختم ہوئی۔

نوٹ: ایوب صابر اور ان کے شیخ الحدیث صاحبان کی ایک عادت یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں لاجواب ہو جاتے ہیں تو موقع بے موقع تقلید کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بارہ میں میرا خیال ہے کہ ان کو وکیل اہل حدیث ہند کی ایک نصیحت یاد کرا دوں۔ انہوں نے بڑے درد دل سے فرمایا۔ ’’جو شخص سچا اہل حدیث رہنا چاہتا ہے وہ اس نوٹ کو ملاحظہ کرے اور اس پر کار بند ہو ورنہ مطلق تقلید سے متنفر ہو کر اعتزال، نیچریت، مرزائیت، چکڑالویت اور دہریت میں جا پڑے گا۔ امام شافعیؒ نے اتباع قول صحابہ کا نام تقلید رکھا ہے اور ابن القیم نے بھی اس محاورہ کو مسلم رکھا ہے۔ امام شافعی اور حافظ ابن القیم کے یہ اقوال فرقہ اہل حدیث کے ان جہلا اور بعض علماء پیروان خواہش جہلا کے لیے ایک عبرت خیز و ہدایت انگیز تازیانہ ہے جو لفظ تقلید و مقلد کے نام سے چونک اٹھتے ہیں اور یہ الفاظ سنتے ہی ایسے چڑتے اور جلتے ہیں جیسے دیہاتی سکھ بانگ سننے سے یا متعصب ہندو کلمہ پڑھنے سے‘‘ (اشاعت السنہ ص ۱۲۶، ج ۴) دیکھئے مولانا محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے تقلید کو اذان اور کلمہ طیبہ سے تشبیہ دی ہے اور تقلید سے چڑنے والوں کو دیہاتی سکھوں اور متعصب ہندوؤں سے۔

تقلید سے آپ کو چڑ تھی ہی، اب تو حدیث سے بھی چڑ ہو گئی ہے کہ جس حدیث کو امت کی تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے اس کے خلاف گستاخانہ لہجہ اختیار کیا

اور یہ صرف ایوب صابر یا سلطان محمود کا ہی شیوہ نہیں بلکہ اپنے بڑوں سے احادیث کو رد کرنے کی عادت وراثت میں ملی ہے چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی اپنے زمانہ کے غیر مقلدین کو نصیحت فرماتے ہیں۔ علماء کو یہ لائق نہیں کہ ہر ایک حدیث خصوصاً احادیث، طبقہ رابعہ سے بلا تحقیق صحت تمسک کریں اور نہ عوام کو یہ زیبا ہے کہ جو حدیث کسی کی زبان سے سن لیں یا تراجم کتب حدیث میں دیکھ لیں اس سے بلا تحقیق صحت و مراجعت علماء لپٹ جایا کریں اور اتنی ہی بساط پر اہل حدیث کہلائیں اور مطلق تقلید کو بالفاظ قحبہ زال وغیرہ وغیرہ صلوٰتیں سنائیں اور مقلدین مذاہب مجتہدین کو برائی سے یاد کریں ایسے اندھا دھند احادیث پر عمل کرنے والے محققوں اور مذاہب مشہورہ کے مقلدوں میں سرمو فرق نہیں ہے۔ ہاں فرق یہ ہے کہ وہ ائمہ مجتہدین مسلم الاجتہاد کے مقلد ہیں اور یہ غیر مجتہدین کے مقلد یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم میں بے ضبطی کر رہے ہیں ویسے ہی احادیث صحیحہ وحسنہ لائق عمل کو رد کرنے میں بے ضبط ہو رہے ہیں بہت سی احادیث کو جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے نزدیک مانی ہوئی اور لائق عمل قرار دی گئی ہیں، یہ صرف انکے بعض راویوں کو مجروح و مطعون دیکھ کر ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ جو مسئلہ اس حدیث سے فلاں امام یا مجتہد نے نکالا ہے اس کی کوئی اصل نہیں'' (اشاعت السنہ ج ۱۱)

مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا عبدالتواب ملتانی فرماتے ہیں:

''اور ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے (بہت دور) ہیں۔ جو حدیثیں کہ سلف وخلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سے قدح اور کمزور سی جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال وافعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا وکلا، اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو

شریعت نبویہ کی حد بندی کے نشان گراتے ہیں۔اور ملت حنیفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں اور احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسانید آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفعہ کرنے کیلئے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جنکے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا نہ کسی مومن کا سر اٹھتا ہے"۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۸۰، ج ۷)

یہ غیر مقلد علماء کی شہادتیں ہیں اور قرآن پاک کے مطابق دو شہادتوں سے بات ثابت ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ نیا بنا ہے۔ ان کا مشن حیلے بہانوں سے صحیح احادیث کو رد کرنا ملت حنیفیہ کی بنیادیں کھودنا اور سنت نبویہ کو مٹانا ہے آج اسی مشن کے علمبردار سلطان محمود جلال پوری ہیں۔

دور فاروقی وعثمانی

دور فاروقی (۱۵ھ) میں باقاعدہ نماز تراویح باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔ (بخاری ص ۲۶۹ ج ۱ مسلم ص ۲۵۹ ج ۱) اس وقت لوگ باجماعت کتنی رکعات پڑھتے تھے۔......... ملاحظہ کیجئے

۲۔ عَنِ السَّائِبِ بن يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَئُوْنَ بِالْمَئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ رضی الله عنه مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ (بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

"حضرت سائب بن یزید صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ (اور حضرت عثمانؓ) کے زمانہ میں (صحابہ کرام باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیتے"

اس روایت کے بارہ میں خود ایوب صابر صاحب لکھتے ہیں اس حدیث کی

سند بلاغبار صحیح ہے (تحقیق تراویح ص ۵۱ البتہ یہ جھوٹ بولا ہے کہ اس میں فی عہد عثمان کے الفاظ مدرج ہیں۔

۳۔ وروی مالک من طریق یزید بن خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِب بن یزید عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (فتح الباری ص ۸۰ ج ۴)

امام مالکؒ نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح تھیں۔

۴۔ وفی الموطا من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید انَّھَا عِشْرُوْنَ رَکْعَةً. (فتح الباری ص ۸۰ ج ۴)

ترجمہ مثل سابق۔ یہ سند مالک عن یزید بن خصیفہ عن السائب بخاری ص ۳۱۲ ج ا پر موجود ہے۔

ان دونوں روایات کی سند پر تو صابر صاحب اعتراض نہیں کر سکے۔ ہاں انکار حدیث کے جذبے نے جوش کیا تو یہ لکھا دیا کہ یہ حافظ ابن حجر کا وہم ہے اور شوکانی نے اس کے تقلید کی ہے۔ حافظ ابن حجر ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ اس وقت سے چودہویں صدی کے اختتام تک تقریباً ساڑھے پانچ صدیاں گزر چکیں، اس زمانہ میں سینکڑوں محدثین گزرے فتح الباری نایاب کتاب نہیں تھی سب کی نظر سے گزری اور موطا بھی نایاب نہ تھی۔ اتنی صدیوں میں کسی محدث نے اس حدیث کو وہم قرار دیا ہو، اس کا مستند حوالہ پیش فرمائیں ورنہ سوائے انکار حدیث کے جذبہ کے اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ موطا امام مالکؒ کے سولہ نسخے ہیں جن میں سے ہمارے پاس صرف دو ہیں۔ امام یحییٰؒ والا اور امام محمدؒ والا۔ ان دونوں میں بھی روایات کم و بیش ہیں تو جب ابن حجر اور شوکانی کے نسخہ میں یہ موجود ہے تو یہ اختلاف نسخہ اور زیادت ثقہ ہے جو اجماعاً مقبول ہے۔

۵۔ عن السائب بن یزید قال کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَّابِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرِ.

(معرفۃ السنن بیہقی ص ۳۶۷، کنز العمال ص ۲۶۴ ج ۸)

''حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح (باجماعت) اور وتر پڑھتے تھے''۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے (شرح المہذب) علامہ سبکی، سیوطی اور ملا علی قاری نے اس کو صحیح فرمایا اور نیموی نے اس تصحیح کو نقل فرمایا ہے۔ (آثار السنن ص ۵۵ ج ۲) ان اہل فن محدثین کی تصحیح کے بعد بیچارے ایوب صابر کی کیا حیثیت ہے ہاں جیسا کہ فتاویٰ علمائے حدیث سے گزرا کہ حیلے بہانوں سے احادیث کا انکار ان کی عادت قدیمہ ہے۔

ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔

۶۔ رُوِیَ الْحارث بن ابی ذیاب عن السائب بن یزید قال کَانَ الْقِیَامُ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بِثَلاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

(سندہ صحیح)

''حضرت، سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت تراویح باجماعت پڑھتے تھے''

۷۔ عن محمد بن کَعْبِ الْقُرَظِی کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرؓ بن الخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُوْنَ بِثَلاثٍ.

(قیام اللیل ص ۱۵۷)

''حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باجماعت بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے''

Scanned with CamScanner

۸۔ عن یذید بن رُوْمَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَبن الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

(موطا امام مالک ص ۴۰)

"یزید بن رومانؒ سے روایت ہے کہ سب لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان میں (باجماعت) بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے"۔

۹۔ عن یحییٰ بن سعید عن عُمَرَ بن الخطاب اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلاً اَن یُّصَلِّیَ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

(ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

"حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے"

۱۰۔ عن الحسن اَنَّ عمر بن الخطاب جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بن کَعْبٍ فَکَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

(نسخہ ابوداؤد مطبوعہ عرب ص ۱۴۲۹)

"امام حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کے لیے حضرت ابی بن کعبؓ کو تراویح کا امام مقرر کیا وہ بیس رکعت پڑھاتے تھے"۔

اس حدیث میں ابوداؤد کے دو نسخے ہیں بعض نسخوں میں عِشْرِیْنَ رَکْعَةً ہے۔ اور بعض میں عِشْرِیْنَ لَیْلَةً ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی کسی آیت کی دو قرائتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے۔ ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن حیلے بہانوں سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلال پوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا کہ انہوں نے حدیث میں تحریف کی ہے حالانکہ یہ حدیث الشیخ محمد علی الصابونی الاستاذ بکلیۃ الشریعہ ودراسات الاسلامیہ جامع ام القریٰ

مکۃ المکرّمہ نے بھی اپنی کتاب الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص ۵٦ پر نقل کی ہے بلکہ دیوبند کا مدرسہ بننے سے صدیوں پہلے علامہ ذہبیؒ نے اپنی مشہور کتاب سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۰ ج ا پر ابوداؤد کے حوالہ سے عِشْرِیْنَ رَکْعَةً نقل فرمایا ہے۔ احادیث کا انکار کرنے کے لیے دوسروں پر تحریف کے الزام لگانا یہ غیر مقلدوں کے شیوخ الحدیث اور پیشہ ور واعظوں کا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ امام اعظم سے بغض کی نحوست ہے کہ اب احادیث کا کھلم کھلا انکار ہو رہا ہے۔

۱۱۔ عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب اَمَرَهٗ اَن یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔

(کنز العمال ص ۲٦۴، ج ۸)

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاؤں"۔

۱۲۔ عن السَّائِبِ بن یَزِیْد اَنَّ عُمَرَ بن الخطابؓ جَمَعَ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ عَلٰی اُبَیِّ بن کَعْبٍ وَتَمِیْمَ الدَّارِیْ عَلٰی اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

(الحدیث، عبدالرزاق ج ۴، ص ۲٦۰)

"حضرت سائب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو خود ابی بن کعب اور تمیم داری پر جمع فرمایا وہ لوگوں کو اکیس (۲۱) رکعت پڑھاتے تھے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة و یوتر بثلاث فرای اکثر من العلماء ان ذالک هو السنة لانه قام بین المها جرین والا نصار ولم ینکره

منکر. (فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم ج اص ۱۸۲ جدید ص ۱۱۲ ج ۲۳)

''یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اس لیے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے مہاجرین (بھی بیس ہی پڑھتے تھے) اور انصار (بھی بیس ہی پڑھتے تھے) اورِ کسی منکر نے بھی (بیس رکعت تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا''۔

ایوب صابر صاحب نے بڑے چیلنج سے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی کوئی ایسی عبارت نہیں ہے۔ اس لیے اب ہم نے اصل عربی عبارت بھی لکھ دی ہے اور دو ایڈیشنوں کا حوالہ دیا ہے۔ اب ایوب صاحب اپنے شیخ الحدیث سلطان محمود اور استاد محمد رفیق کو لے کر کسی پرائمری سکول میں داخل ہو جائیں تا کہ حرف شناسی کے بعد حوالہ تلاش کرنے کی بصیرت حاصل ہو جائے۔ ان گیارہ روایات سے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قولاً فعلاً تقریراً تشریعاً بیس رکعت تراویح پر مواظبت ثابت ہوگئی۔ ایسے ہی حضرت عثمانؓ سے بھی فعلاً تقریراً اور تشریعاً بیس رکعت تراویح پر مواظبت ثابت ہوگئی جس سے بیس رکعت کا سنت خلفاء راشدین ہونا واضح طور پر ثابت ہو گیا۔ ہمارا چیلنج ہے کہ دور فاروقی و دور عثمانی سے لے کر دور برطانیہ تک کسی ایک بھی سنی محدث یا فقیہ یا مورخ نے دور فاروقی، دور عثمانی میں بیس رکعت تراویح کی مواظبت کا انکار نہیں کیا نہ ہی دور برطانیہ سے قبل کسی مستند اسلامی کتاب میں اس مواظبت کے خلاف کوئی احتجاج ہے۔

غیر مقلدین کو احادیث کے انکار کی جولت پڑگئی ہے اس کے موافق ایوب صاحب نے پہلے تو انکار کے حیلے بہانے شروع کیے مثلاً روایت ۵ کے بارہ میں کہا کہ ابو عثمان بصری مجہول ہے مگر اس کا حوالہ اہل فن اسماء الرجال کی کتب سے پیش نہ کر سکے جب کہ علامہ سبکی، سیوطی، نووی، ملا علی قاری جیسے اہل فن محدثین نے اس کو صحیح کہا

ہے تو جاننے والے اہل فن کے مقابلے میں انجان نا اہل کی بات کا کیا وزن؟ حدیث نمبر ۷، ۸، ۹، کے بارہ میں انقطاع وارسال کا شور مچایا۔ حالانکہ اسے خوب معلوم ہے کہ احناف کے ہاں خیر القرون کے ارسال کو جرح ہی نہیں مانا جاتا۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، اور امام احمدؒ تو مرسل کو ویسے ہی حجت مانتے ہیں۔ امام شافعی اور ان کی تقلید شخصی میں غیر مقلدین معتضد کو حجت مانتے ہیں دیکھو مبارک پوری کی تحقیق الکلام۔ یہ سب مراسیل معتضدہ ہیں۔ ان کے حجت ہونے کا کوئی مسلمان محدث یا فقیہ منکر نہیں ہے۔ صرف ایک مستند حوالہ تحریر کریں۔ ایوب صابر صاحب نے ان روایات کو صرف اس لیے رد کر دیا کہ فلاں راوی حضرت عمرؓ کے زمانہ سے ۲۳ سال بعد پیدا ہوا اس لیے روایت مردود ہے۔ اس طرز سے بیچارے عوام تو سمجھیں گے کہ بہت بڑی تحقیق ہے مگر جن کی کتب حدیث پر نظر ہے وہ بیچارے کانپ اٹھیں گے کہ دیکھو انکار حدیث کا دروازہ کھول دیا۔ جذبات اور تعصب سے ہٹ کر آپ غور فرمائیں کہ عیسائیوں اور نیچریوں نے آنحضرت ﷺ کے اکثر معجزات کا انکار اسی بنا پر کیا کہ فلاں معجزہ روایت کرنے والا صحابی تو اس وقت ابھی مسلمان بھی نہیں ہوا تھا یا ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا، منکرین حدیث نے بھی اکثر احادیث کا انکار اسی اصول پر کیا کہ فلاں صحابی واقعہ کا عینی شاہد نہیں ہے اس لیے سند متصل نہیں مگر علمائے محدثین نے ان سب باتوں کا ایک ہی اصولی جواب دیا کہ مراسیل صحابہ باجماع امت حجت ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے محدثین کے اس اجماعی ضابطہ کو قبول کر لیا، وہ انکار معجزات اور انکار حدیث سے بچ گئے اور جو جذبات اور تعصب کی رو میں بہہ گئے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور کتنے ہی سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ صحابہ کے بعد خیر القرون کی مرسلات کے بارہ میں اختلاف ہوا۔ امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ نے ان مرسلات کو بھی قبول فرمایا اگر راوی ثقہ ہو۔ امام شافعیؒ نے اس کو قبول کرنے سے انکار فرمایا مگر انہوں نے اندازہ لگایا کہ اس طرح تو بہت سے ذخیرہ حدیث کا انکار ہو جائے گا تو انہوں نے بعض تابعین

کی مراسیل کو تو مطلقاً قبول فرمالیا اور بعض کے قبول میں یہ شرط لگادی کہ اگر اس مرسل کی تائید دوسری سند سے یا تعامل سے ہو جائے تو مقبول ہو گی ایسی مرسلات کو مراسیل معتضدہ کہا جاتا ہے جس طرح مراسیل صحابہ کے ماننے پر امت کا اجماع ہے ایسے ہی مراسیل معتضدہ کے ماننے پر امت کا اجماع ہے۔

عیسائیوں اور نیچریوں نے مراسیل صحابہ کے ماننے سے انکار کیا اور بہت سے معجزات واحادیث کا انکار کر دیا غیر مقلدین نے اجماع امت کے خلاف مراسیل معتضدہ کے ماننے سے انکار کیا اور بہت سی سنتوں کا انکار کر کے خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اگر غیر مقلدین اس اجماع کو نہیں مانتے تو وہ قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح حدیث سے ثابت کر دیں کہ مراسیل صحابہ گو حجت ہیں لیکن مراسیل معتضدہ حجت نہیں۔ اور مطلق مراسیل خیر القرون کے بارہ میں تینوں اماموں کا قبول کرنا فلاں حدیث کے خلاف ہے اور امام شافعیؒ کا مرسل غیر معتضد کو رد کرنا فلاں حدیث کے موافق ہے۔ اور عجیب بات تو یہ ہے کہ جن کتابوں پر یہ مدار رکھا ہے کہ فلاں راوی کب پیدا ہوا اس میں حافظ ابن حجر اور زیلعی عینی یا آثار السنن سے اقوال نقل کیے ہیں جو ان راویوں سے سینکڑوں سال بعد لکھی گئیں۔ ۲۰ سال کا انقطاع تو حجت نہیں، ۸ سو سال کا انقطاع حجت ہے۔ یہ ہی کسی حدیث سے ثابت فرمادیں اور یہ بھی ثابت فرمائیں کہ خیر القرون پر اعتماد نہ کرنا بعد میں آٹھویں صدی والوں کو ﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بنا کر مان لینا بلا چوں چرا ان کی باتوں سے ایسی احادیث کو بھی رد کر دینا جن پر پوری امت عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ چونکہ بیس رکعت کے بارہ میں جو مراسیل ہیں وہ معتضدہ ہیں اس لیے خود امام شافعیؒ نے بھی بیس تراویح کا انکار نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا احب الی عشرون. (میرے نزدیک بیس رکعات پسندیدہ ہیں) (قیام اللیل) اور امام شافعیؒ کے مقلدین میں سے بھی کسی نے دور فاروقی کی بیس رکعت تراویح کا انکار نہ فرمایا بلکہ بیس تراویح کو بالاتفاق سنت مانا چنانچہ امام نوویؒ

کتاب الاذکار ص ۸۱، میں فرماتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کے سنت ہونے پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ مرسل معتضد کا حجت ہونا غیر مقلدین میں سے حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول اور عبدالرحمٰن مبارک پوری نے تحقیق الکلام میں تسلیم کر لیا ہے۔ ابن القیم کی زاد المعاد ص ۱۰۳ ج ا پر بھی ہے۔ جب اس کا دل اس جواب سے مطمئن نہ ہوا تو ان گیارہ احادیث (جو محکم ہیں اور جن پر مواظبت ساری امت تسلیم کرتی ہے) کے معارضہ میں ایک مضطرب اور ایسی روایت پیش کی جس کے بارہ میں اہل سنت والجماعت محدثین اور فقہاء کا اتفاق ہے کہ یا تو وہم ہے یا اس پر مواظبت نہیں ہوئی۔ اس لیے بیس کے سنت ہونے پر اس معارضہ کا کوئی اثر نہیں۔

خود ایوب صاحب نے اہل فن محدثین علامہ زرقانی، علامہ ابن عبدالبر اور امام بیہقی سے نقل کیا ہے کہ پہلے گیارہ کا حکم تھا پھر بیس کا ص ۹۷، ۹۸ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ گیارہ پر مواظبت نہیں ہوئی اس لیے وہ سنت ہرگز نہیں اور ۲۳ پر مواظبت ہوئی ہے وہی سنت ہے۔ پوری امت کے مقابلہ میں ایوب صاحب بلا کسی مستند حوالے کے اپنا وسوسہ یوں بیان کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ پہلے بیس ہوں پھر گیارہ مگر افسوس کہ ایسا ہوا نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ان دونوں مبارک زمانوں میں حضرت عائشہؓ بھی حیات تھیں اور یہ حدیث بھی روایت کرتی تھیں کہ جس نے دین میں بدعت جاری کی وہ بدعت مردود ہے۔ ان کے دل میں سنت کی محبت اور بدعت سے نفرت یقیناً غیر مقلدین کی نسبت ہزاروں گنا زائد تھی لیکن انہوں نے کبھی تہجد والی حدیث کو ان کے خلاف پیش نہ فرمایا غیر مقلدین جواب دیں کہ آخر کیا وجہ تھی یا تو حضرت عائشہؓ کو اتنی سمجھ ہی نہ تھی کہ اس حدیث کو بیس رکعت کے خلاف پیش کیا جا سکتا ہے یا سنت نبوی کے مٹنے اور بدعت کے جاری ہونے پر انہیں کوئی ملال نہ تھا۔ اور ان میں دینی غیرت غیر مقلدوں جتنی بھی نہ تھی (معاذ اللہ) اور اس دور میں مدینہ میں حضرت جابرؓ بھی

زندہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے یہ حدیث سن چکے تھے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے مگر ان کے سامنے رمضان کے مقدس مہینے میں مسجد نبوی میں کھلم کھلا سنت نبوی کی مخالفت شروع ہو گئی بدعت جاری ہو گئی مگر حضرت جابرؓ نے کوئی حدیث ان کے سامنے پیش نہ کی۔

دور مرتضوی

دور فاروقی کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں بیس رکعت پر تمام مہاجرین وانصار نے مواظبت فرمائی اس کے خلاف گیارہ کی روایت کو وہم قرار دیا گیا اور پوری امت کا اجماع ہے کہ مواظبت تو اس پر یقیناً نہیں ہوئی دور عثمانی میں بھی بیس رکعت تراویح پر ہی مواظبت ہوئی۔ کسی محدث کسی فقیہ اور کسی مورخ سے اس کا انکار ثابت نہیں اور آٹھ رکعت کا اس دور میں وہمی سند سے بھی کوئی نشان نہ ملا۔ نہ کتب حدیث میں نہ کتب فقہ میں نہ کسی مستند تاریخ میں یہاں غیر مقلدین بھی صُمٌ بُکْمٌ ہو گئے ہیں۔

۱۳۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَکَانَ عَلِیٌّؓ یُوْتِرُ بِهِمْ. (بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

"ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علیؓ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے"

۱۴۔ عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً. (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳، ج۲)

"ابوالحسناءؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے"

۱۵۔ عن ابی الحسناء اَنَّ علی ابن ابی طالب اَمَرَ رَجُلاً اَن

يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(بیہقی ج ۲، ص ۴۹۷)

"ابوالحسناءؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ ترویحات بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے۔

۱۶۔ حدثنی زید بن علی عن ابیه عن جده عن علیؓ اَنَّهٗ اَمَرَالَّذِیْ یُصَلِّی بِالنَّاسِ صَلاةَ الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَن یُّصَلِّیَ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً یُسَلِّمُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَ یُرَاوِحُ مَابَیْنَ کُلِّ اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ فَیَرْجِعُ ذُوالْحَاجَةِ وَیَتَوَضَّا الرَّجُلُ وَاَنْ یُّوْتِرَبِھِمْ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ حِیْنَ الانْصِرَافِ . (مسند الامام زید ص ۱۳۹)

"امام زید اپنے والد امام زین العابدینؒ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام حسینؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے ہر چار رکعت کے بعد آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور سب سے آخر میں وتر پڑھائے"

ان چاروں روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں اور کتنے ہی اختلاف ہوئے ہوں مگر تراویح میں قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا، سب نے بیس رکعت تراویح پر مواظبت فرمائی۔ حضرت علیؓ خود یہ حدیث روایت فرماتے تھے کہ حرم میں بدعت ایجاد کرنے والے کے نہ فرض قبول ہیں نہ نفل (بخاری ص ۱۰۸۴، ج ۲) آپ کو بدعت سے اتنی نفرت تھی کہ ایک موذن کو دیکھا کہ اذان کے بعد تثویب کررہا ہے آپ نے فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔

(البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱)

ایک شخص کو عید گاہ میں نماز عید سے قبل نفل پڑھتے دیکھا تو اسے منع فرمایا، اس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نماز پر مجھے سزا دیں گے۔ فرمایا عید سے پہلے نوافل کا ثبوت نہیں اس لیے یہ عبث ہے حرام ہے مخالفت رسول ہے اس پر اللہ تجھے سزا دے گا (کذا فی الجنتہ ص ۱۶۵) جو حضرت علیؓ دو نفل کی بدعت تو برداشت نہیں کر سکتے وہ خود بلا ثبوت بارہ زائد رکعات کا حکم کیسے دے سکتے ہیں؟ کسی مسلمہ محدث فقیہ یا مورخ نے دور مرتضوی میں بیس رکعت تراویح کی مواظبت پر انکار نہیں فرمایا اور نہ ہی اس پورے دور میں کسی وہمی یا ضعیف ترین سند سے آٹھ رکعت تراویح کا نشان ملا، نہ کتب حدیث میں نہ کتب فقہ میں نہ کتب تاریخ میں غیر مقلدین کی پوری جماعت یہاں کشتی ڈبوکے بیٹھی ہے۔ امام بیہقیؒ نے اثر علیؓ کو اثر شُتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ص ۲۲۴ ج ۲ پر اس سے استدلال کیا ہے اور علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقی ص ۵۴۲ میں سکوت فرمایا ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اکثر اہل علم کا قول ہے جیسا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ سے مروی کہ بیس رکعات پڑھنی چاہیئں اور یہی قول امام سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، اور امام شافعیؒ کا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں اسی طرح پایا ہے کہ سب لوگ بیس رکعات پڑھتے ہیں ص ۱۳۹، ج ا۔ ایوب صابر کو اس دور میں آٹھ تراویح کے بارے میں ہر طرف اندھیر نظر آیا تو مارے حسد کے ان روایات کے انکار پر اتر آیا۔ یہ تو اس کی جماعت کی پرانی عادت ہے۔ کبھی تو یہ شور مچایا کہ ابوالحسناء غیر معروف ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ احناف کے ہاں تو خیر القرون کی جہالت و تدلیس وارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہوگئی۔ کیونکہ حضرت علیؓ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابوالحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسینؓ اور امام ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ بھی یہی روایت کرتے ہیں۔ حماد بن شعیب کی صرف وہ روایت ضعیف ہے جس میں اس کا کوئی متابع نہ ہو نہ شاہد ہو، یہاں تین سندیں اس

کے شواہد میں ہیں اور محدثین کے نزدیک تعدد طرق سے ایسے ضعف بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ عطاء بن سائب پر آخر عمر میں خلط حفظ کی جرح کی ہے جو شواہد و متابعات سے بالکل ختم ہو جاتی ہے اس لیے ایک بھی جرح موثر نہیں تمام جروح مردود ہیں۔ الحاصل خلافت راشدہ میں بلانکیر بیس رکعت تراویح پر عمل جاری رہا اور قرآن پاک میں ہے کہ دور خلافت میں وہ دین مضبوطی سے پھیلے گا جس سے خدا راضی ہے۔ (النور)

دیگر صحابہ کرام اور تابعین کا تعامل

۱۷ ۔امام حسن بصری عبدالعزیز بن رفیعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

۱۸۔ عن زید بن وهب قال كان عبدالله بن مسعود يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ قَالَ الاَعْمَش كَانَ يُصَلِّي عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (قیام اللیل ص۹۱)

''زید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں رمضان شریف میں تراویح پڑھاتے تھے۔امام اعمش بھی فرماتے ہیں کہ بیس تراویح پڑھاتے تھے''

۱۹۔ عن عطاء قال اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلاثًاوَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔ (ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۳)

''حضرت عطاء م ۱۱۴ھ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے پایا''۔

۲۰۔ ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ.

(کتاب الآثار ابو یوسف ص ۴۱) (۱۷، ۱۸ مراسیل معتضدہ

سے ہیں جو اجماعاجحت ہیں۔۱۹، ۲۰ کی سند بالکل صحیح ہے)

"امام ابو حنیفہؒ امام حماد سے وہ امام ابراہیم تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہ تابعین و تبع تابعین) رمضان میں بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے"۔

۲۱۔ عن شُتَیرِ بن شَکَلٍ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّؓ اَنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّھُمْ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلاثٍ (بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

"حضرت شتیر بن شکلؒ جو حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے"۔

۲۲۔ عن اَبِی الْبَخْتَرِیْ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّی خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَ یُوْتِرُ بِثَلاث. (ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

"ابوالبختری م ۸۳ھ یہ بھی اصحاب علیؓ سے تھے اور بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے خلف سے شعبہ راوی ہے وھو لا یروی الا عن ثقۃ. (تہذیب ص ۱۴۹، ج ۳)

۲۳۔ عن ابی الخُصَیْبِ قَالَ کَانَ یَؤُمُّنَا سُوَیْدُ بْنُ غَفَلَۃَ فِیْ رَمَضَانَ فَیُصَلِّی خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

"ابوالخصیب سے روایت ہے کہ حضرت سوید بن غفلہؒ م ۸۰ھ ہمیں رمضان شریف میں پانچ ترویحے بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے"۔ (بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶)

۲۴۔ عن نافع بن عمر قال کَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ یُصَلِّی بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(رواہ ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲ واسنادہ صحیح آثار السنن ص ۵۶ ج ۲)

''نافع بن عمر سے روایت ہے کہ ابن ابی ملیکہ، م ۱۱۷ھ ہمیں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے''

۲۵۔ عن سعید بن عُبَیْدٍ اَنَّ عَلِی بن رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّی بِھم فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ (جو کبار تابعین سے تھے) ہمیں رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے''۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۳۹۳ اسنادہ صحیح)

۲۶۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہؓ (جو حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔ (تہذیب ج ۶ص ۱۲۸) وہ لوگوں کو پانچ ترویحے بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۱۵۸)

۲۷۔ حضرت سعید بن ابی الحسن جو حضرت علیؓ کے خاص شاگرد تھے (تہذیب ج ۴ص ۱۶) وہ لوگوں کو پانچ ترویحے بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۱۵۸)

۲۸۔ عمران العبدی حضرت علیؓ کے خاص شاگرد بھی لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۱۵۸)

یہ خیر القرون کا تعامل ہے۔ پورے خیر القرون میں بیس رکعت کے خلاف کبھی کوئی شر کھڑا نہیں کیا گیا اور آپ حیران ہوں گے کہ اس پورے خیر القرون میں صرف آٹھ رکعت تراویح کا نام و نشان نہیں ملتا۔

نوٹ: آنحضرت ﷺ چونکہ تہجد اور وتر کی نماز اکٹھی پڑھا کرتے تھے اس لیے راوی ان سب کو ملا کر کبھی تہجد کے نام سے روایت کر دیتے ہیں کبھی وتر کے نام سے مثلاً عموماً آنحضرت ﷺ آٹھ رکعت تہجد ادا فرماتے اس کے ساتھ تین وتر ملا کر گیارہ ہو جاتیں کبھی فجر کی سنتوں کو بھی ساتھ ملا کر بیان کر دیتے تو تعداد تیرہ ہو جاتی اور کبھی شروع کے دو نفل تحیۃ الوضوء کے بھی راوی ساتھ ملا لیتا تو تعداد ۱۵ ہو جاتی۔ تو یہ صرف طرز

روایت کا اختلاف ہے نہ کہ تعداد کا اختلاف اس سے جیسے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ فجر کی سنتیں ۱۵ پڑھتے تھے اسی طرح یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ وتر ۱۵ پڑھتے تھے غلط ہے۔ وتر ان میں تین ہی تھے اور فجر کی سنتیں دو ہی تھیں۔

اسی طرح اہل مکہ ہر چار رکعت کے بعد خانہ کعبہ شریف کا طواف کر لیتے تھے اہل مدینہ اس دوران چار نفل پڑھنے لگے تو بیس تراویح میں سولہ نوافل ملا کر روایت کر دیا گیا تو تعداد چھتیس ہوگئی اور چونکہ تین وتر بھی تراویح کے ساتھ پڑھتے تھے بعض نے ان کو بھی ملا کر روایت کر دیا تو تعداد انتالیس ہوگئی اور بعض نے وتر کے بعد والے نوافل کو بھی شامل روایت کر لیا تو تعداد کتالیس بیان کر دی۔ ہاں بعض لوگ چار یا آٹھ نفل ملاتے تو چھ یا سات ترویحے راوی بیان کر دیتا، الغرض یہ تعداد تراویح کی سنت مقدار کا بیان نہیں بلکہ باقی نوافل وغیرہ ساتھ ملا کر روایت کر دی گئی ہیں صحابہ کی بلانکیر مواظبت چونکہ بیس رکعت پر ہی ہے اس لیے سنت اس کو ہی کہا جائے گا۔ باقی کوئی جتنے نفل چاہے پڑھے کبھی اس کے خلاف احناف نے نہ رسالہ شائع کیا نہ اشتہار نہ چیلنج نہ رمضان کے مقدس مہینہ میں زائد عبادت کرنے والوں کے خلاف کوئی شر کھڑا کیا بلکہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتے ہیں۔

آئمہ اربعہ

نبی پاک ﷺ کی پاک سنتوں اور خلفائے راشدین کے مقدس طریقوں کی حفاظت و تدوین جس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ ائمہ اربعہ نے فرمائی ہے یہ مقام امت میں اور کسی کو نصیب نہیں ہوا اسی لیے پوری امت ان ہی کی رہنمائی میں پاک سنتوں پر عمل کر رہی ہے۔ ان میں سے کسی امام کی فقہ کی کسی متن میں آٹھ رکعت تراویح کو سنت اور بیس کو بدعت نہیں لکھا گیا امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ بیس کے قائل تھے اور امام مالکؒ ۲۰ تراویح ۱۶ نوافل ۳۶ کے قائل تھے۔

(بدایۃ المجتہد ص ۱۵۲، ج ۱)

اجماع امت

حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح باجماعت پر اجماع ہوا۔

(۱) حضرت ملا علی قاری مکی فرماتے ہیں۔ اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة. (مرقات ج۳ص۱۹۴)

(۲) وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمرؓ اخذ ابو حنیفة والنووی والشافعی واحد والجمور واختاره ابن عبدالبر.

(اتحاف سادۃ المتقین ص۴۲۲ ج۳)

(۳) وثبت اهتمام الصحابة علی عشرین فی عهد عمر و عثمان وعلی فمن بعدهم. (حاشیہ شرح وقایہ مولانا عبدالحئی لکھنوی)

(۴) ابن حجر مکی فرماتے ہیں صحابہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔ (انارۃ المصابیح ص۱۸)

(۵) ابن عبدالبر فرماتے ہیں وهو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة. (عمدۃ القاری ج۵ص۲۶۷)

(۶) علامہ قاضی خان فرماتے ہیں وهو المشهور من الصحابة والتابعین .

(فتاویٰ قاضی خان ص۱۱۰)

(۷۔۱۳) ابن قدامہ مغنی ص۸۰۳، ج۱ میں شمس الدین شرح مقنع ص۸۵۲، ج۱ میں علامہ قسطلانی شرح بخاری میں، مولانا محمد زکریا صاحب اوجز المسالک ص۳۹۰ میں علامہ عبدالحئی لکھنوی التعلیق الممجد ص۵۳ میں، ملا علی قاری شرح نقایہ ص۱۰۴ میں، نواب صدیق حسن غیر مقلد عون الباری ص۳۰۷ ج۲ میں اجماع کو نقل فرماتے ہیں۔

(۱۴۔۱۵) امام نووی باتفاق المسلمین کے لفظ سے اور ابن تیمیه فلما جمعهم عمر علی ابی بن کعب سے اس اجماع کا ذکر فرماتے ہیں۔

(کتاب الاذکار ص۸۳۔ فتاویٰ ص۴۰۱ ج۴)

(۱۶۔۱۷) علامہ طحطاوی ص ۶۸ ۴ ج ا علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح ص ۸۱ پر لفظ متوارث سے اجماع بیان کرتے ہیں۔

(۱۸۔۲۶) علامہ ابن الہمام فتح القدیر ص ۴۰۷ ج ۱، علامہ انور شاہ عرف الشذی ص ۳۳۰۔ علامہ ابن نجیم البحر الرائق ص ۶۶ ج ۲، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنہ ص ۲۱۷، علامہ شامی ردالمحتار ص ۵۱۱ ج ۱، علامہ کاسانی البدائع والصنائع ص ۲۸۸ ج ۱، علامہ سبکی المصابیح ص ۱۶، علامہ سیوطی المصابیح ص ۱۶، علامہ حلبی شرح منیہ ص ۳۸۸ پر **ثم استقر الامر علی ھذا** وغیرہ الفاظ سے اس اجماع کا ذکر فرماتے ہیں اور کسی اہل فن نے اس کا انکار نہیں کیا۔

ایوب صابر تمام غیر مقلدین کو ساتھ ملا کر بلکہ غیر مقلدیت کی ترقی یافتہ اقسام نیچریوں، قادیانیوں چکڑالویوں اور اپنے محسنین برطانیہ کو ساتھ ملا کر کسی ایک حدیث کی کتاب یا متن فقہ کی مسلمہ کتاب یا مسلمہ تاریخ اسلام سے دکھا دیں کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح پر اجماع نہیں ہوا یا اس اجماع پر عمل جاری نہیں رہا۔ بلکہ عہد فاروقی میں اجماع صرف آٹھ رکعت پر ہوا اور ان آٹھ پر ہی امت کا تعامل و توارث بلانکیر جاری رہا تو ہم انہیں اس محنت کے صلہ میں ایک دوضب (گوہ) ناشتہ کے لیے پیش کر دیں گے جس طرح اہل فن نے کہا کہ **کُلُّ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٌ** اور کسی اہل فن نے اس کا انکار نہیں کیا تو تمام لوگ اس کو فن کا اجماعی مسئلہ مانتے ہیں۔ اگر کوئی نااہل اس کو نہ مانے تو اس سے اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور یہ تو ایوب صابر صاحب بھی جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں سبیل مومنین سے کٹنے والے کو اور حدیث میں اجماع اور سواد اعظم سے ہٹنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے اسی بنا پر علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں **واما من اکتفی بالرکعات الثمانیة وشذعن السواد الاعظم وجعل یرمیھم بالبدعة فلیر عاقبته** (فیض الباری ص ۱۸۱ ج ۳) یعنی جو آٹھ رکعات پر اکتفا کر کے سواد اعظم سے کٹ گیا اور سواد اعظم کو بدعتی کہتا ہے وہ اپنا انجام سوچ لے۔ اور مولانا عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعت

پڑھنے والا سنت موکدہ کا تارک ہے۔ (حاشیہ ہدایہ ص ۱۵۱ ج ۱)

مثال: جس طرح ظہر سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ہے اگر ان چار کے ساتھ کوئی شخص نفل ملا لے تو کوئی ملامت نہیں مگر چار رکعت سنت کی بجائی دو رکعت سنت پڑھنے والا یقیناً تارک سنت اور قابل ملامت ہے۔

ضروری تنبیہ

اہل سنت و الجماعت بالترتیب چار دلیلوں کو مانتے ہیں کتاب اللہ سنت رسول اللہ، اجماع امت، قیاس شرعی، اصول حدیث یا اصول فقہ یا اسماء الرجال کی کوئی کتاب خدا اور رسول کی لکھی ہوئی نہیں۔ اس لیے یہ اصول یا اجماعی ہوں گے یا اختلافی۔ ہم اجماعی اصولوں کو دلیل اجماع سے مانتے ہیں اور اختلافی اصولوں میں اصول احناف کے پابند ہیں جیسے حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے وہ لازم العمل ہے اس کی سند پر بحث کی ضرورت نہیں یہ اصول اجماعی ہے مرسل معتضد حجت ہے یہ اصول اجماعی ہے جس مسئلہ پر اجماع ہو اسے اسنادی بحثوں سے مختلف فیہ بنانا بھی اجماعی اصول سے انحراف ہے۔ ہاں خیر القرون میں ارسال جہالت تدلیس کا مسئلہ اختلافی ہے۔ احناف اس کو جرح نہیں سمجھتے ان کو شوافع کے اختلافی اصول ماننے پر مجبور کرنا بھی خرق اجماع ہے۔ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ہم صرف قرآن حدیث مانتے ہیں اس لیے وہ بتائیں کہ ان کو تو اجماعی اصول کے استعمال کا بھی حق نہیں چہ جائیکہ اختلافی اصول استعمال کریں وہ بھی ان کے خلاف جو ان کو مانتے ہی نہیں۔ اجماع امت کے خلاف غیر مقلدین جو بیس رکعت کو بدعت اور آٹھ رکعت کو سنت کہتے ہیں، ان کی اصل دلیل جس کو بنیادی سمجھتے ہیں حدیث عائشہؓ ہے۔

۱۔ لیکن اس سے استدلال کی بنیاد نماز تہجد اور نماز تراویح کا ایک ہونا ہے جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ اجماع میں۔

۲۔ امت کے تمام محدثین نے اپنی احادیث کی کتابوں میں تہجد اور تراویح کے

الگ الگ ابواب قائم کیے ہیں۔

۱۴۔ امت کے تمام فقہاء نے خواہ وہ حنفی ہوں یا شافعی مالکی ہوں یا حنبلی کتب فقہ میں تراویح و تہجد کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں۔ گویا محدثین و فقہاء کا یہ قطعی اجمائی مسئلہ ہے۔

(۴۔۱۵) امام مسلم، امام مالک، امام عبدالرزاق، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابوعوانہ، امام ابن خزیمہ، امام مروزی، امام دارمی، صاحب بلوغ المرام، صاحب مشکوٰۃ سب اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لائے ہیں مگر باب تراویح میں نہیں لائے۔

۱۶۔ یہ تمام محدثین اس حدیث کو امام مالکؒ کی سند سے لائے ہیں۔ امام مالکؒ نے کبھی اس سے تراویح پر استدلال نہیں فرمایا کیونکہ وہ تو مع النوافل ۳۶ رکعات کے قائل و فاعل ہیں۔

۱۷۔ امام محمدؒ، امام بخاریؒ اور امام بیہقیؒ اس کو قیام رمضان میں لائے ہیں مگر یہ حضرات بھی تراویح اور تہجد کو ایک نہیں مانتے کیونکہ ان حضرات نے بھی تہجد کا باب تراویح سے الگ باندھا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ قیام رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں پڑھنی چاہیئں چنانچہ امام بخاریؒ تراویح اور تہجد دونوں پڑھا کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد)

۱۸۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں ہے (ص ۳۳۰ ج ۲) اس حدیث عائشہؓ میں سارے سال والی نماز کا ہی ذکر ہے جو تہجد ہے۔

۱۹۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے۔ نماز تراویح میں جماعت شرط ہے اگر اکیلے اکیلے پڑھیں تو وہ تراویح نہ ہوگی (ص ۲۴۳، ج ۶) اس حدیث میں وہی نماز ہے جو آپؐ نے اکیلے پڑھی۔

۲۰۔ اس حدیث کو خود حضرت عائشہؓ نے عہد فاروقی، عہد عثمانی، عہد علوی میں کبھی

بھی بیس رکعت والوں کے خلاف پیش نہ فرمایا، ہم نے لکھا تھا کوئی ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ انعام دیں گے ہے کوئی زندہ دل غیر مقلد مگر جواب میں سب مردہ بن گئے۔

۲۱۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی تہجد کی نماز والی احادیث بہت سے صحابہؓ سے مروی ہیں۔ کسی ایک صحابی نے بھی تہجد والی روایت کو بیس رکعت تراویح والوں کے خلاف پیش نہ کیا۔

۲۲۔ صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی سب لوگ بیس تراویح اور بعض نوافل ملا کر ۳۶ پڑھتے رہے۔ کسی تابعی یا تبع تابعی نے اس تہجد والی حدیث کو ان کے خلاف پیش نہ کیا۔

۲۳۔ تمام صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ اور اجماع امت کے خلاف غیر مقلدین کا سہارا ایک شاذ علمی قول ہے کہ زیلعی ابن ہمام وغیرہ چند افراد نے حدیث عائشہؓ کو حدیث ابن عباسؓ کے معارض قرار دیا ہے۔ ان کی علمی بات کا خلاصہ یہی ہے کہ حدیث ابن عباسؓ سنداً ضعیف ہے مگر تمام امت کا اجماعی تعامل بیس پر ہے اور حدیث عائشہؓ اگرچہ سنداً صحیح ہے مگر عملی طور پر تراویح کے باب میں اجماعاً متروک العمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب حضرات ہمیشہ بیس رکعت ہی پڑھتے رہے۔ انہوں نے کبھی بیس کو بدعت نہیں فرمایا ان کی شاذ متروک العمل رائے کو پیش کرنا اور اجماعی اور معمول بہ مسئلہ کو چھوڑ دینا یہ نہایت قبیح علمی خیانت ہے۔

۲۴۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ آپ تو صرف قرآن حدیث کا نام لیا کرتے ہیں۔ صحابہ تابعین کی بات ماننے کو تیار نہیں، ائمہ اربعہ تک کو اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں شامل فرماتے ہیں یہ لوگ بوجہ مقلد ہونے کے آپ کے نزدیک مشرک بھی ہیں، جاہل بھی، اندھے بھی، ان کے اقوال کو کیوں پیش کیا۔ اگر یہ کہو کہ ہم نے محض الزامی طور پر پیش کیا ہے تو آپ نے مان لیا کہ اس کی کوئی تحقیقی دلیل آپ کے پاس نہیں ہے ہاں الزام بھی درست نہیں کیونکہ الزام مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب متفقہ طور پر

Scanned with CamScanner

متون میں صرف بیس رکعت تراویح سنت ہے یہ شاذ قول ایسا ہی ہے جیسے متواتر قرآن کے خلاف شاذ قراءتیں اور سنت متواترہ کے خلاف شاذ و متروک روایات اس لیے ہمارا اصول یہی ہے **وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق للاجماع** قاضی کا حکم کرنا یا مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کا پھاڑنا ہے یعنی باطل اور حرام ہے۔ (در مختار ص ۱۳ ج ۱)

(۲۵ـ۳۰) خود غیر مقلدین کا بھی اس حدیث پر عمل نہیں یہاں غیر رمضان کا لفظ ہے وہ غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھتے۔ یہاں چار چار رکعت کا ذکر ہے وہ دو دو پڑھتے ہیں۔ یہاں گھر میں نماز کا ذکر ہے وہ مسجد میں پڑھتے ہیں یہاں تین وتر کا ذکر ہے وہ ایک پڑھتے ہیں یہاں بلا جماعت نماز کا ذکر ہے وہ با جماعت پڑھتے ہیں یہاں وتر سے پہلے سونے کا ذکر ہے وہ وتر سے پہلے نہیں سوتے۔ امید ہے کہ ان تیس نمبروں کا جواب قرآن وحدیث سے دیا جائے گا۔

دوسری روایت حضرت جابرؓ والی پیش کرتے ہیں یہاں انہیں تین باتیں ثابت کرنا تھیں۔ ایک یہ کہ یہ حدیث صحیح ہے دوسری یہ کہ اس میں آٹھ رکعت پر مواظبت ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ جب دور فاروقی وعثمانی وعلوی میں بیس رکعت تراویح باجماعت علی الاعلان مسجد نبوی میں پڑھی جاتی تھیں تو حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو ان کے خلاف پیش کیا تھا اور اپنی مسجد آٹھ تراویح کے لیے کوئی الگ بنائی تھی۔ مگر ایوب صاحب اور ساری کمپنی اس میں بالکل ناکام رہی ہے۔

(۱) اس کا ایک راوی یعقوب بن عبداللہ القمی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں۔ **وھذا الحدیث منکر جدا وفی اسنادہ ضعف و یعقوب ھذا ھو القمی وفیہ تشیع ومثل ھذا لا یقبل تفردہ بہ** (البدایہ والنہایہ ص ۲۷۵ ج ۸) یہ حدیث سخت منکر ہے اس کی سند ضعیف اور یعقوب قمی شیعہ ہے ایسے مسائل میں اس کا تفرد مقبول نہیں الغرض جہاں عظمت صحابہ یا مسلک صحابہ مجروح ہوتا ہو

وہاں ایسے راوی کا تفرد مقبول نہیں اور اس تراویح والی روایت میں بھی یہ منفرد ہے اور اس کی روایت اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔

(۲) دوسرا راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں اس کے پاس منکر روایات ہوتی تھیں۔ امام نسائی اس کو منکر الحدیث اور متروک فرماتے ہیں۔ امام ابوزرعہؒ لا باس بہ فرماتے ہیں (میزان الاعتدال ص ۳۳۱ ج ۲)

خود ایوب صابر نے بھی مانا ہے کہ یہ روایت بنیاد نہیں بطور شاہد ہے۔ اب شاہد کے لیے پہلے بنیاد تو بتاؤ پھر ایسی روایت جب اجماع کے خلاف ہو تو اس کے منکر ہونے میں کیا شبہ خود یہ بھی کسی حدیث وفقہ میں ثابت نہیں کہ یہ دونوں راوی ساری امت کے خلاف اپنی الگ مسجد بنا کر آٹھ تراویح پڑھا کرتے تھے۔

(۳) پھر اس میں مواظبت تو کیا ثابت ہوتی بعض کتابوں میں لیلۃ صرف ایک رات کی صراحت ہے جو مواظبت کی تردید ہے اجماع امت کے خلاف وقتی فعل کو سنت کہنا غلط ہے۔

تیسری روایت حضرت ابی بن کعبؓ والی پیش کرتے ہیں۔ یہاں بھی تین باتیں ثابت کرنا ضروری تھا۔ ایک یہ کہ یہ روایت صحیح ہے دوسرے یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی آٹھ پر از خود مواظبت ثابت ہے تیسرے یہ کہ جب دور فاروقی و عثمانی میں لوگ برملا بیس رکعت پڑھتے تھے تو حضرت ابی بن کعبؓ نے یہ روایت ان کے خلاف پیش کی تھی اور نہ ماننے کی صورت میں یہ الگ ہو کر صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے مگر یہ اس میں بالکل ناکام رہے ہیں۔

(۱۔۲) یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سند میں وہی یعقوب اور عیسیٰ ہیں۔

(۳) اس کی سند میں محمد بن حمید رازی ہے جس کو خود ایوب صابر بھی ثقہ نہیں مانتا اس سے جان چھڑانے کے لیے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے کہ محمد بن حمید کاتب کی غلطی ہے مگر اس پر بارہ صدیوں میں کسی محدث کا حوالہ موجود نہیں۔ پھر یہ لکھا ہے کہ میزان

Scanned with CamScanner

الاعتدال اور طبرانی میں اس سند میں جعفر بن حمید ہے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے جعفر بن حمید پچھلی روایت جابرؓ کا راوی ہے جس میں حضور ﷺ کی اپنی نماز کا ذکر ہے یہ حدیث وہ ہے جس میں ابی بن کعبؓ کے عورتوں کو نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔

(۴) اس میں یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ ضرور رمضان کا واقعہ ہے کیونکہ مسند احمد اور طبرانی میں رمضان کا ذکر ہی نہیں۔ ابو یعلیٰ میں یعنی رمضان ہے جو فہم راوی ہے نہ کہ روایت راوی اور قیام اللیل میں رمضان کا لفظ ہے۔

(۵) اس میں مواظبت کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ مواظبت کے خلاف یہ جملہ ہے انه كانت منى الليلة شئی آج رات ایک عجیب بات ہوگئی۔

(۶) پھر دور فاروقی میں حضرت ابی بن کعبؓ خود بیس رکعت پڑھاتے رہے۔

(۷) پھر یہ روایت اجماعاً متروک العمل ہے یَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَة وَقَالَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّار الغرض آٹھ رکعت پر نہ مواظبت نبوی ثابت ہے نہ مواظبت صحابہ بلکہ یہ مواظبت اور اجماع کے خلاف ہے۔

غیر مقلدین مندرجہ ذیل امور میں حضور ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔

۱۔ آج کل غیر مقلدین چاند رات سے نماز تراویح کی جماعت شروع کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ایک بار بھی چاند رات سے یہ جماعت شروع نہیں کرائی یہ سنت نبوی نہیں بلکہ سنت خلفاء راشدین ہے۔

۲۔ آج کل غیر مقلدین پورا ماہ رمضان نماز تراویح با جماعت ادا کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں آئے ہوئے لوگوں کو فرمایا تھا اپنے گھر نماز پڑھو، یہ سارا مہینہ جماعت تراویح سنت نبوی نہیں بلکہ سنت خلفائے راشدین ہیں۔

۳۔ آج کل غیر مقلدین ہر سال رمضان میں تراویح با جماعت ادا کرتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک سال آخری عشرہ میں تین دن جماعت کروائی تھی۔ یہ بھی سنت نبوی ہرگز نہیں ہے بلکہ سنت خلفائے راشدین ہے۔

Scanned with CamScanner

۴۔ آج کل غیر مقلدین پورا مہینہ رمضان میں عشاء کے فوراً بعد نماز تراویح پڑھتے ہیں حالانکہ یہ سنت نبوی ہرگز نہیں ہم تو اسے سنت خلفائے راشدین کہتے ہیں مگر مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالقادر حصاروی فرماتے ہیں بہرحال نماز عشاء کے بعد تراویح جماعت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنا جیسا کہ عام طور پر مروج ہے نہ تعامل نبوی سے ثابت ہے نہ تعامل خلفائے اربعہ سے اس لیے یہ سنت نہیں جائز ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم رمضان ۱۳۹۲ھ)

۵۔ آج کل غیر مقلدین سارا مہینہ مسجد میں نماز تراویح پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سنت نبوی ہرگز نہیں چنانچہ مولانا عبدالقادر حصاروی تحریر فرماتے ہیں مسجد میں جماعت سے عشاء کے بعد ہمیشہ نماز تراویح پڑھنا بدعت حسنہ ہے سنت موکدہ نہیں بلکہ سنت نبوی اور سنت خلفاء اربعہ بھی نہیں ہے (حوالہ مذکور) نیز فرماتے ہیں گھر میں تراویح پڑھنے کے یہ فضائل ہیں۔ فرضوں کے برابر ثواب ملنا، ہزار نماز سے زیادہ ثواب ملنا، گھر میں نورانیت، پیدا ہونا گھر میں خیر و برکت نازل ہونا، یہ عمل خدا اور رسول کو محبوب ہونا وغیرہ (ایضاً)

نوٹ: حصاروی صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے اس فرمان سے بدعت کی دو قسمیں ثابت ہوئیں ایک حسنہ دوسری سیئہ، حسنہ وہ ہے جس کا ثبوت شارع سے ہو مگر اس کی ہیت کذائیہ کا ثبوت نہ ہو۔ اور سیئہ وہ ہے جس کا ثبوت ہی شارع سے نہ ہو یا ثبوت ہو مگر صحابہ کرام نے اس ہیئت کذائیہ پر تعامل نہ رکھا ہو۔ ایسی بدعت سے بالدوام بچنا چاہیے (ایضاً)

۶۔ آج کل غیر مقلدین نماز تراویح باجماعت میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں حالانکہ نماز تراویح میں قرآن پاک کا ختم ہرگز سنت نبوی نہیں ہے بلکہ سنت صحابہ ہے البتہ اوکاڑہ کے غیر مقلدین نے ایک اشتہار میں اب ختم قرآن کو بدعت لکھ دیا ہے۔

۷۔ آج کل غیر مقلدین تراویح میں ختم قرآن کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ مولانا

حصاروی لکھتے ہیں۔ کسی قرآن خوان کو امام بنا کر گھر میں جماعت کرا لیا کریں۔ اس طرح ختم قرآن اور جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا یا سورۃ **قل ھو اللہ** رکعت میں تین بار پڑھ لیا کریں (ملخصاً ایضاً)

۸۔ آج کل غیر مقلدین نماز تراویح کے بعد سو جاتے ہیں حالانکہ یہ سنت نبوی نہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا آپ کمر کس لیتے اور پورا مہینہ رات کو نہ سوتے، عزیزی ص ۱۲۷ ج ۳ بحوالہ شعب الایمان بیہقی، ہاں صحابہ کرام کا سو جانا ثابت ہے عہد فاروقی میں **وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا الحدیث.**

(بخاری ص ۲۶۹ ج ۲)

۹۔ صحیح بخاری شریف ص ۲۶۹ ج ۲ پر ہے کہ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں آنحضرت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار رکھتے تھے جب کہ غیر مقلدین اپنی بیویوں کو بیدار نہیں رکھتے۔

۱۰۔ آج کل غیر مقلدین تراویح میں قرآن پاک اس طرح دیکھ کر پڑھتے ہیں کہ اٹھایا ہوا ہے ورق گردانی بھی ہو رہی ہے رکوع کے وقت نیچے زمین پر رکھ دیتے اگلی رکعت میں پھر اٹھا لیتے ہیں یہ طریقہ نماز تراویح میں ہرگز ہرگز سنت نبوی سے ثابت نہیں ہے۔

ایوب صابر نے تحقیق تراویح ص ۸۷ میں امام ابو حنیفہؒ کو ان احبار و رہبان میں شامل فرمایا ہے جو اپنی طرف سے حرام کو حلال، حلال کو حرام کرتے تھے اور احناف کو ان عیسائیوں میں شامل کیا ہے جو اپنے احبار و رہبان کے حلال و حرام کرنے کو خدا اور رسول کے مقابلے میں مانتے تھے۔ ایوب صابر کے شیخ الحدیث صاحب اساتذہ اور جماعت کو اس پر بہت خوشی ہوگی کہ کتنا بڑا کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے امام اعظم کو ان احبار و رہبان میں شامل کر دیا جو حرام خور جھوٹے تھے۔ اہلحدیث زندہ باد کے نعرے بھی لگے ہوں گے سب حنفی عیسائی، اہل حدیث زندہ باد، مگر جن لوگوں کی قرآن و حدیث پر

نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ بخاری شریف کی حدیث کے موافق یہ خارجیوں کا وطیرہ تھا کہ کافروں والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کیا کرتے تھے اور قرآن پاک کے مطاق یہود کا یہ وطیرہ تھا ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ...﴾ وہ کلمات خداوندی کو بے موقع استعمال کرتے تھے۔ ایوب صابر کا استدلال جب درست ہوتا کہ وہ ان احبار ورہبان کا مجتہد ہونا قرآن حدیث سے ثابت کرتے پھر اس آیت کو مجتہد پر فٹ کرتے۔ اور یہ بھی مانتے کہ یہود کے یہ احبار ورہبان چونکہ مجتہد تھے اس لیے ان کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اجر سے نوازا ہے۔ صواب پر دو اجر خطا پر ایک اجر۔ ایوب صابر نے قرآن کی آیت کا غلط استعمال کر کے مرزا قادیانی کی روح کو خوش کیا ہے اور اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔

قرآن وحدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء دو قسم کے تھے ایک تو خدا پر جھوٹ باندھنے والے ﴿یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ...﴾ جیسا کہ اس کا نقشہ آپ کو آپ کے مذہب کی مستند کتابوں نزل الابرار، بدور الاہلہ، عرف الجادی، ہدیہ المہدی میں نظر آئے گا۔ ان حضرات نے یہ کتابیں اس دعویٰ کے ساتھ لکھیں کہ ان کتابوں کے مسائل صرف خدا اور رسول کے مسائل ہیں۔ مگر جس اتفاق اور یقین سے آج تمام غیر مقلدین نے فیصلہ دے دیا ہے کہ ان کتابوں میں خدا رسول پر جھوٹ ہیں، اتنی صفائی سے شاید یہود ونصاریٰ نے بھی اپنے احبار ورہبان کے خلاف بیان نہ دیا ہو۔ یہاں دو شہادتیں ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی شہادت

جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی .Divide and rule (تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو) سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق

میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔
(احیاء المیت ص ۳۶)

(۲) علامہ وحید الزمان کی شہادت

غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔ (حیات وحید الزمان ص ۱۰۲ بحوالہ لغات الحدیث)

نصیحت

کاش ایوب صابر کے شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلالپوری اور استاد محمد رفیق جلالپوری اپنے شاگردوں کو مولانا داؤد غزنوی سابق امیر جماعت کی یہ نصیحتیں یاد دلا دیتے۔ مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں۔ ”دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہورہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ کر جاتے ہیں یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (داؤد غزنوی ص ۸۹)

بنی اسرائیل میں دوسری قسم کے علماء وہ تھے جن کو قرآن پاک نے ربانی فرمایا ہے اور صحیح بخاری ص ۱۶ پر ربانی کا معنی فقیہ لکھا ہے اور قرآن پاک میں حضرت موسیٰ کے ذکر کے بعد فرمایا ہے ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾ معلوم ہوا ان میں ائمہ اور فقہاء بھی تھے تو امام ابوحنیفہؒ جو امام اور فقیہ ہیں ان کے لیے یہ آیات لکھنی چاہیے تھیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ میں خدا کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتا ہوں بلکہ فرمایا القیاس مظہر لا مثبت میں خدا رسول کے وہ احکام جو عوام کے ذہن سے پوشیدہ

اور چھپے ہوئے ہیں صرف ان کو ظاہر کرتا ہوں، نہ پوشیدہ حکم کی تلاش گناہ ہے نہ اس ظاہر شدہ حکم پر عمل گناہ ہے ہم بھی آئمہ مجتہدین کو شارع نہیں بلکہ شارح سمجھتے ہیں وہ واسطہ فی التفہیم اور واسطہ فی البیان ہیں۔ ایوب صاحب نے دو مثالیں دی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شراب (خمر) کو حرام فرمایا۔ امام ابوحنیفہؒ نے خمر کو حلال کر دیا۔ حنفی اب خدا کی بات نہیں مانتے، امام ابوحنیفہ کی بات مانتے ہیں، حالانکہ امام ابوحنیفہؒ اور تمام احناف کے نزدیک خمر قطعاً حرام ہے اور پیشاب پاخانہ کی طرح نجاست غلیظہ بھی ہے جبکہ غیر مقلدین خمر کو پاک کہتے ہیں۔ ایوب صاحب جھوٹ، بہتان منافق کی نشانی ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔ دوسری مثال یہ دی کہ رسول اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ ضب (گوہ) حرام ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں نہیں کھاتا اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ضب مکروہ ہے، یہاں بھی ایوب صاحب اگر صحاح ستہ میں سے صرف ابوداؤد شریف ہی دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بعد میں خود حضور ﷺ نے ضب سے منع فرما دیا تھا۔ اب امام صاحبؒ کا علم کامل ہے کہ دونوں باتیں سامنے ہیں اور آخری حدیث پر فتویٰ ہے اور ایوب کا علم ناقص اور خواہ مخواہ ائمہ دین کا منہ چڑا رہا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی کی یہ نصیحت یاد فرمالیں انہوں نے مولوی اسحاق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا "مولوی اسحاق جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے پھر ان کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے" (داؤد غزنوی ص ۱۳۷)

آپ کے جن علماء نے ہاتھی، خچر، جنگلی بلے اور ہر سمندری جانور خواہ کتا ہو یا سؤر مینڈک ہو یا کچھوا حلال کہا ہے اور گدھ، کوے، چمگادڑ کو حلال کہا ہے بلکہ منی تک کا

کھانا ایک قول میں حلال کہا ہے۔ اس بارے میں کوئی قطعی نصوص آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر آپ کو حلت کی نصوص نہ ملیں اور آپ اپنے احبار و رھبان کے خلاف ان کو حرام کہیں تو ان کی حرمت کی نصوص تحریر فرمادیں ورنہ بتائیں کہ ان کی حلت وحرمت کن احبار ورہبان سے آپ نے لی ہے، آپ نے ائمہ اربعہ کو احبار ورہبان والی آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ آپ کے بھائی اہل قرآن تمام محدثین، معدلین اور جارحین کو اس آیت کا مصداق قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کے سب اصول بھی قیاسی اور ظنی ہیں۔

آپ نے ابن حجر، زرقانی، زیلعی، ابن ہمام رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے علماء کے اقوال لکھے ہیں آپ ان کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول یا اربابا من دون اللہ آپ نے بہت سے سوال وجواب اپنے قیاسات سے گھڑے ہیں جب کہ آپ کے نزدیک قیاس کار شیطان ہے۔

آپ نے تحقیق تراویح پر قلم اٹھایا۔

۱۔ آپ قرآن پاک سے نہ آٹھ تراویح کا سنت ہونا ثابت کر سکے نہ بیس رکعت تراویح کا منع ہونا۔

۲۔ آپ کسی قولی حدیث سے آٹھ رکعت باجماعت بعد عشاء مسجد میں ختم قرآن کے ساتھ اس کا نہ حکم پیش کر سکے نہ قولی حدیث سے بیس کا منع ثابت کر سکے۔

۳۔ آپ نے جو فعلی حدیث پیش کی نہ اسے صحیح ثابت کر سکے نہ اس پر مواظبت ثابت کر سکے، ہاں اس حدیث پر عمل سے انکار کر دیا جس کو تلقی بالقبول حاصل تھی۔

۴۔ خلفائے راشدین سے نہ آٹھ کی کوئی غیر مضطرب روایت پیش کر سکے نہ مواظبت ثابت کر سکے کہ آٹھ کو سنت خلفاء ہی کہا جاتا ہاں اس کے بالمقابل ان احادیث کے انکار کا گناہ سر پر لیا جن پر امت کا توارث ہے۔

۵۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی فقہ کے متن سے آٹھ کا سنت اور بیس کا بدعت ہونا ثابت نہ کر سکے۔ ہاں امام مالکؒ کی طرف سے بے سند قول اور ابن ہمامؒ کا

شاذ قول پیش کیا جو آپ کے اصول پر شرک اور ہمارے اصول پر باطل اور خرق اجماع اور حرام ہے۔ (در مختار)

۶۔ بعض امتیوں کے اقوال وہ بھی شاذ اور غیر متعلق پیش کر کے اپنے مشرک ہونیکا ثبوت دیا۔ بعض باتیں محض بے سند لکھ کر اپنے اصولوں پر بے دین بنے بعض اپنے قیاسات لکھ کر شیطان بنے۔

۷۔ آپ یہ فرمائیں کہ جو مسائل صراحتاً کتاب وسنت میں نہیں ملتے ہم ان مسائل کو اجتہاد و تقلید میں دائر سمجھتے ہیں کہ مجتہدین اجتہاد کر لیں، غیر مجتہدین تقلید۔ آپ کے نزدیک اجتہاد کرنا شیطان کا کام ہے اور تقلید کرنا مشرک کا۔ آخر آپ کے عوام کے لیے ایسے مسائل میں عمل کرنے کا کون سا راستہ ہے؟ وہ عوام بے چارے دلیل تفصیلی کو سمجھ تو کیا سکیں اس کی تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ آپ کے علماء اجتہاد تو کیا کریں گے اجتہاد کی جامع مانع تعریف اور اس کی شرائط بھی ہماری کتابوں سے چوری کیے بغیر نہیں بتا سکتے۔ آپ کے عوام اپنے علماء سے ایسے مسائل پوچھیں، بغیر تفصیلی دلیل جانے تو مشرک بنیں نہ پوچھیں تو ساری عمر جاہل بے عمل رہیں اور جاہل بے عمل ہی مریں، بہر حال اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے پیچھے جو سوالات گزرے ان کا جواب بھی آپ کے ذمہ ہے جو نہ آپ نے دیا اور نہ دے سکتے ہیں، میں اپنی اس تحریر کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ المبین.

محمد امین صفدر اوکاڑوی

نماز جنازہ میں

سورہ فاتحہ کی

شرعی حیثیت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم. امابعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کی لازوال دولت سے نوازا اور درود وسلام اس ذات مقدس پر جس کی شریعت کاملہ دونوں جہاں کی کامیابی کی ضامن ہے اور کروڑوں رحمتیں نازل ہوں آئمہ مجتہدین پر جنہوں نے کتاب و سنت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔

ناظرین کرام! برصغیر پاک وہند میں دولت اسلام لانے والے بزرگ اہل سنت والجماعت حنفی ہی تھے اور بارہ سو سال تک اس علاقہ میں اتفاق واتحاد کا موسم بہار رہا۔ نہ نماز پر لڑائی تھی نہ وضو پر نہ جمعہ میں نہ عید میں۔ لیکن برطانوی سامراج کے منحوس قدم جونہی یہاں پہنچے، اختلافات کی آندھیاں اور نفاق کے طوفان ساتھ لائے۔ امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ مسلمان کو مسلمان سے بھڑا دیا گیا۔ امت مسلمہ میں لڑائی جھگڑا بپا کرنے میں سب سے بڑا کردار فرقہ غیر مقلدین نے ادا کیا۔ کیونکہ اس فرقہ کا خمیر ہی بدگمانی، بدزبانی اور فتنہ فساد سے اٹھایا گیا ہے۔ چنانچہ اس فرقہ نے مساجد کو میدان جنگ بنا دیا ہے۔ ان کو مسلمانوں کا اکٹھا ہونا ایک نظر نہیں بھاتا۔ جہاں مسلمان اکٹھے ہوئے یہ نفاق اور فساد کی چنگاریاں بن کر رونما ہوئے اخوت ومودت کی حیات آفرین فضا کو ایسا مکدر کر دیا کہ جو مسلمان جسد واحد کی طرح یک جان دو قالب کا مصداق تھے، ان میں عداوت نفرت اور بغض وعناد کے بیج بوئے کہ جس کا ثمرہ باہمی گالی گلوچ بلکہ دنگا فساد اور لڑائی جھگڑا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آپ مسجد میں جماعت کے لیے اکٹھے ہوں وہاں پھوٹ ڈال دیں گے۔ آپ جمعہ ادا کرنے کے لیے جمع ہوں۔ وہ چند سیکنڈ میں لڑا دیں گے۔ آپ عید ادا کرنے اکٹھے ہوں وہ فتنہ کھڑا کریں گے کہ الامان الحفیظ۔ حج کا عظیم اجتماع ان کی فتنہ

پردازیوں سے قدرے محفوظ تھا لیکن گزشتہ سال وہاں بھی ایسا فتنہ کھڑا کیا کہ تاریخ عالم میں اتنا عظیم فتنہ نظر نہیں آتا۔ حرم شریف کو ناپاک کیا گیا۔ اور ۱۶ دن خدا کے بندے خدا کے گھر کے طواف سے محروم کر دیے گئے۔ نماز جنازہ کا وقت جو انتہائی غم و صدمہ کا وقت ہوتا ہے۔ سب لوگ اختلافات ختم کر دیتے لیکن ان کا فتنہ اس موقعہ پر بھی دیدنی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے منہ میں زبانیں نہیں زہریلے ڈنگ ہیں بس فتویٰ بازی شروع ہو جاتی ہے تم سب بے نماز ہو تم میں سے کسی کی نماز جنازہ نہیں ہوئی تمہارے بارہ سو سال کے جتنے بزرگ قبروں میں دفن ہیں سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود معاذاللہ استغفر اللہ اس لیے خیال آیا کہ نماز جنازہ کا طریقہ کتاب و سنت کی روشنی میں تحریر کر دیا جائے تا کہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے دلوں کو اطمینان نصیب اور شاید کسی غیر مقلد کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ ان کی نماز جنازہ ادا کر۔ اس سے تو فرض ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن جب ایک جنازہ آیا جس کے ذمہ قرض تھا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن صحابہ کو فرمایا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ فرض عین نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ اسے کبھی ترک نہ فرماتے۔ اسی لیے اہل سنت والجماعت نماز جنازہ کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔

شرائط جنازہ

۱۔ اسلام: نماز جنازہ ادا کرنے کی پہلی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کبھی کافروں کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کرو (التوبہ) اس لیے کسی کافر مرزائی، قادیانی، لاہوری، منکر قرآن منکر حدیث کی نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔

۲۔ طہارت: میت کو غسل دینا فرض ہے تا کہ وہ نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہو

جائے اسی طرح ضروری ہے کہ جسم کی طرح اس کا کفن بھی پاک ہو اور جس چارپائی وغیرہ پر جنازہ رکھا جائے وہ بھی پاک ہو۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۲۔ جنازہ کا سامنے ہونا: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ میت کا کل بدن یا اکثر بدن جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے ہو۔ آنحضرت ﷺ جب جنازہ ادا فرماتے تو جنازہ سامنے رکھتے آپ کے بہت سے صحابہؓ مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوئے لیکن آپ نے کبھی کسی صحابی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی اسی طرح آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بہت سے صحابہ مدینہ منورہ سے باہر رہتے تھے جب کوئی صحابی مدینہ منورہ میں فوت ہوتے تو کسی جگہ بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی مسلمانوں کو جو عقیدت خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب بیت رضوان امہات المومنین، سیدہ فاطمہ الزہرا، حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھی اور ہے، وہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی گئی۔ اگر کوئی صاحب ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا صحیح سند سے ثابت کر دیں تو فی حدیث ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ

حضرت نجاشی مسلمان تھے آپ فوت ہوئے تو وہاں کوئی مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ تھا۔ اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ حبشہ میں حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپؐ پر بیت المقدس مکشوف فرما دیا تھا اسی طرح حضرت نجاشیؓ کا نماز جنازہ آپ پر مکشوف فرما دیا۔ چنانچہ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں ہم سب صحابہ بھی یہ خیال کر رہے تھے اِنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ کہ حضرت نجاشی کا جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ہے (صحیح ابن حبان) اور فرماتے ہیں ہماری یہی رائے تھی کہ جنازہ ہمارے آگے ہے (صحیح ابو

عوانہ) وَمَا نَحْسِبُ الْجَنَازَةَ اِلَّا مَوْضُوْعَةً بَيْنَ يَدَيْهِ ہمارا یہی گمان تھا کہ جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۶) پس یہ آپ کا معجزہ تھا اور یہ جنازہ غائبانہ نہیں تھا کیونکہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا۔ بہر حال کسی کا غائبانہ جنازہ پڑھنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

نماز جنازہ دراصل دعا ہے

عن ابی ھریرۃؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ رواہ ابو داؤد وصححہ ابن حبان۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو نہایت خلوص کے ساتھ اس کے لیے دعا کرو۔ (بلوغ المرام ص ۱۰۷)

اس حدیث سے مراد دعا ہے جو نماز جنازہ کے اندر تیسری اور چوتھی تکبیر کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ (مرقات ج ۴ ص ۵۹۔ فتاوی سعدیہ عین الہدایہ ص)

دعا کا طریقہ

حضرت فضالہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَا بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ جَلَّ وَعَزَّ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يُصَلِّيْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ.

(ابو داؤد ج ۱ ص ۱۷۸، ترمذی، نسائی، بیہقی، حاکم احمد)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت و ثنا بیان کرے پھر اللہ تعالیٰ کے نبیؐ پر درود شریف پڑھے اور پھر جو چاہے دعا کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضرت رسول اقدس ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی ساتھ تھے، جب میں

Scanned with CamScanner

(تشہد کے لیے بیٹھا) تو: بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ تعالىٰ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ.

میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر نبی اقدس ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لیے دعا کی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا مانگ تیری دعا قبول ہوگی مانگ تیری دعا قبول ہوگی۔

(ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کی مقبولیت کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثنا ہو، پر درود پھر دعاء۔ نماز جنازہ بھی چونکہ دعا ہے اس لیے اس کی ترتیب بھی یہی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین۔

طریقہ نماز جنازہ

حضرت ابو سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو فرمایا میں جنازہ کے پیچھے چل کر جاتا ہوں پھر جب جنازہ نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الخ (موطا امام مالک ص ۷۹) میں پہلی تکبیر کہتا ہوں پھر اللہ کی ثناء بیان کرتا ہوں۔ پھر نبی پر درود پڑھتا ہوں پھر میت کے لیے دعا مانگتا ہوں۔ حضرات دیکھئے حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا اس میں سورت فاتحہ پڑھنے کا ذکر تک نہ کیا۔

مرکز اسلام مدینہ منورہ

عن نافع ان عبد الله ابن عمرؓ كَانَ لَا يَقْرَءُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

(موطا امام مالک ص ۷۹)

نافع فرماتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز جنازہ میں قرآن (فاتحہ) نہیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت سالمؒ جو ابن عمرؓ کے فرزند تھے اور فقہاء سبعہ میں سے تھے جن کا فتویٰ چلتا تھا فرماتے ہیں لَا قِرَاءَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں نہ فاتحہ اور حضرت سالمؒ کے بعد مدینہ منورہ میں بلا شرکت غیرے امام مالکؒ کا فتویٰ جاری ہوا آپ فرماتے ہیں۔

قراة الفاتحة ليس معمولا بها فی بلدنا فی صلوة الجنازة.

(عمدة القاری)

نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے پر ہمارے شہر میں عمل نہیں ہے۔

ابن بطال شارح بخاری فرماتے ہیں کہ جو صحابہ جنازہ میں فاتحہ پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے، ان میں حضرت عمرؓ بن الخطاب حضرت علیؓ بن ابی طالب حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے خلافت راشدہ سے لے کر ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں جو جنازے پڑھے گئے، ان میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے مدینہ منورہ میں ایک شخص کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض کہتا ہو۔ اور اس نے یہ فتویٰ دیا ہو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے قبرستان میں جتنے لوگ دفن ہیں، سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ اور تو اور کوئی مائی کا لال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خلفائے راشدین یا عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک کے جنازہ میں فاتحہ پڑھی گئی ہو۔ دیدہ باید

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے … یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

دار الاسلام مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں بقول غیر مقلدین کے دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے خود جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کے شاگرد تبع تابعی ہیں پورا خیر القرون ان کی نظر میں ہے آپ سے جب نماز جنازہ کی فاتحہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ حیران ہو کر فرماتے ہیں مَا سَمِعْنَا

بِھٰذَا (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۹) ہم نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنا کبھی سنا ہی نہیں بلکہ طاؤس وعطا کَانَ یُنْکِرَانِ الْقِرَاءَ ۃِ الْجَنَازَۃِ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) حضرت طاؤس اور حضرت عطاء دونوں نماز جنازہ میں قرأت (فاتحہ پڑھنے) کا انکار فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پورے خیر القرون میں مکہ معظمہ میں ایک شخص بھی نماز جنازہ میں فرضیت کا قائل نہ تھا۔ سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے اور فاتحہ نہ پڑھنے والوں پر کسی نے کبھی انکار نہ کیا اور ان کے لیے فاتحہ نہ درود مر گئے مردود کی پھبتی نہ کسی اور اگر کسی نے بھولے سے پڑھ لی ہو تو اکابر علماء نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ چونکہ خیر القرون میں یہ ایک انوکھی بات تھی اسی وقت آپ کا بازو پکڑ کر پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ آپ نے اِنَّھَا سُنَّۃٌ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے کا ایک غیر معروف طریقہ ہے جسے عام صحابہ تابعین نہیں پہچانتے اس لیے آپ نے لفظ سنت کو نکرہ بیان فرمایا۔

دار الاسلام کوفہ

کوفہ حضرت فاروق اعظمؓ نے آباد کیا وہاں تقریباً سترہ سو صحابہ قیام پذیر ہوئے یہاں کے پہلے شیخ القرآن والحدیث والفقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ آخر میں حضرت علیؓ نے اس کو دار الخلافہ بنایا۔ یہ خلافت راشدہ کا آخری مرکز ہے آخری خلیفہ راشد حضرت علیؓ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو

یَبْدَأُ الْحَمْدَ وَیُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ الخ۔

(ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۵)

پہلے خدا کی ثناء سے شروع فرماتے پھر درود پاک پڑھتے پھر میت کے لیے دعا فرماتے۔

پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نہ خود جنازہ میں فاتحہ پڑھتے تھے بلکہ

پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے۔ دور تابعین میں امام شعبیؒ کا فتویٰ چلتا تھا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور کیا یہ بھی نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری کے بعد درود شریف تیسری تکبیر کی بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرتے تھے (ابن شیبہ ج ۳ ص ۲۹۵) اور امام شعبی اور نخعی فرمایا کرتے تھے کہ لَيْسَ فِي الْجَنَازَةِ قِرَاءَةٌ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) یعنی جنازہ میں کوئی قرأت نہیں نہ فاتحہ نہ اور کچھ۔

پھر اس دار العلم کی سربراہی امام الائمہ سراج الامت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاتھ آئی آپ کا فتویٰ ساری دنیا میں چل رہا ہے کہ نماز جنازہ میں فاتحہ کی قرأت نہیں ہے۔

الحاصل دار العلم کوفہ میں بھی پورے خیر القرون میں ایک نام بھی نہیں لیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتا ہو اور یہ اعلان کرتا ہو کہ جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں ہوتی۔

بصرہ سے یمن تک

آپ اکتا جائیں گے اس لیے میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ بصرہ جو خیر القرون میں اسلام کا گہوارہ تھا وہاں بھی علامہ محمد بن سیرینؒ یہی فتویٰ دیتے تھے کہ نماز جنازہ میں قرأۃ نہیں اور یمن کے طاؤس بھی یہی فتویٰ دیتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۹) لیکن بصرہ سے لے کر یمن تک پوری اسلامی دنیا میں ایک شخص نے بھی ان کی تردید نہ کی کہ سورۃ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے تم فرض کے منکر ہو فرض سے روکتے ہو، تمہارے جنازے باطل ہیں۔ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو خیر القرون میں ایک ہی اپنا ہمنوا تلاش کر لے۔

الحاصل:

آنحضرت ﷺ نے کبھی نہ فرمایا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ فرض ہے جس جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ جنازہ باطل ہے۔ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب

Scanned with CamScanner

میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے اگر کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم دکھادے تو ہم مبلغ دس ہزار روپیہ رائج الوقت انعام دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ تم اپنے اس محسن اعظم کو بھی ساتھ ملا لو جس نے تمہیں ان فتنہ پردازیوں کے لیے جاگیریں دیں اور خزانوں کے منہ کھول دیے اور جس نے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا پھر بھی تم ایسی حدیث پیش نہیں کرسکو گے۔ آؤ ہمت کرو۔ اگر رسول اکرم ﷺ سے تم یہ حکم نہ دکھا سکو اور قیامت تک نہ دکھاسکو گے تو کسی ایک خلیفہ راشد سے ہی فرضیت کا حکم دکھادو اگر یہ بھی نہ کرسکو تو پورے خیر القرون میں لاکھوں صحابہ کروڑوں تابعین و تبع تابعین میں سے صرف ایک نام ایسا پیش کردو جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض اور دنیا بھر کے جنازوں کو باطل کہتا ہو۔ سنو میں تمہیں ببانگ دہل کہتا ہوں۔ عورتوں کی طرح نقاب میں نہ چھپ جانا گوہ کی طرح بل میں نہ گھس جانا بجو کی طرح عقب میں نہ سمٹ بیٹھنا۔ مردوں کی طرح ایسا حکم پیش کرا ورنہ ہوسکے تو ضد کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر آجاؤ۔

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز جنازہ کا مقصد میت کے لیے دعا ہے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثناء ہے یا اپنے لیے دعا ہے اس میں میت کے لیے دعا کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اب نہ جانے غیر مقلد کس لیے اس کی فرضیت پر زور دے رہے ہیں جب کہ جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعا ہے اس میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہاں دعا سے پہلے ثناء پڑھنا سنت ہے اگر ثناء کی نیت سے کوئی پڑھے تو گنجائش ہوسکتی ہے۔

التنبیہ لا یقاظ السفیہ

غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تم کون ہو فرض کہنے والے کیا تمہیں ابن مسعودؓ کا وہ ارشاد عالی یاد نہیں کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ شامل نہ کرو اور نماز میں شیطان کا حصہ شامل

کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دائیں طرف سے پھرنا (جو اگرچہ آنحضرت ﷺ کا اکثری عمل ہے لیکن ضروری اور فرض واجب نہیں اس کو) ضروری سمجھنا بدعت اور شیطان کا حصہ ہے۔ (بخاری)

اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے۔ کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کرلیں گے۔

ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو حضور نے خود شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جنازے کی نماز سات، چھ، پانچ اور چار تکبیروں سے ہوتی رہی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس اختلاف کو ختم کیا گیا۔

فَجَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰی اَرْبَع كَاَ طُوْلِ الصَّلٰوۃِ

(بیہقی ج ۴، ص ۳۷) واسنادہ حسن فتح الباری۔

یعنی حضرت عمرؓ نے سب کو چار تکبیروں پر جمع فرمادیا کیونکہ بڑی نماز کی چار ہی رکعتیں ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں کوئی نماز دو رکعت ہے کوئی تین رکعت کوئی چار رکعت۔ ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ کوئی فرض نماز نہیں ہے اور نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے تو زیادہ سے زیادہ چار تکبیریں ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ بڑی سے بڑی نماز چار رکعت سے زائد نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ نماز جنازہ کی تکبیرات کو فرض نماز کی رکعات کے قائمقام جانتے تھے۔ تو اگر نماز جنازہ میں قرأت فرض یا واجب یا سنت

بھی ہوتی تو نماز جنازہ میں چار دفعہ فاتحہ پڑھنی فرض ہوتی۔ کیونکہ چار رکعت نماز میں چار مرتبہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں مستقل فاتحہ تو چار تکبیروں میں بھی چار مرتبہ فاتحہ پڑھنی چاہیے لیکن سوائے ابن حزم کے پوری امت میں کوئی شخص بھی جنازہ میں چار مرتبہ فاتحہ کی فرضیت کا قائل نہیں۔ اس سے معلوم ہوا جو لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ اس کو قرأت کی نیت سے بالکل نہیں پڑھتے ثناء کی نیت سے پڑھتے تھے۔ کیونکہ چار رکعت نماز میں قرأت چار مرتبہ ہوتی ہے۔ اور ثناء ایک مرتبہ چار رکعت میں جس کسی نے بھی صرف ایک مرتبہ فاتحہ پڑھی وہ ثناء ہی ہے قرأت نہیں۔

کیا بہ نیت ثنا فاتحہ پڑھ لینی چاہیے؟

ہمارے مسلک حنفی میں اصل ثناء سبحانک اللھم ہی ہے جو ہر نماز میں بطور ثناء پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ سورہ فاتحہ بھی ثناء کی نیت سے پڑھ لے تو جائز ہے لیکن آج کل نہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔

غیر مقلدین کی فتنہ پردازی

غیر مقلدین کا کوئی مذہب نہیں ہے ان کا کام فتنہ فساد اور عوام کو پریشان کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم فاتحہ پڑھ لیا کرو اگرچہ ثناء کی نیت سے ہی پڑھو پھر نماز جنازہ صحیح ہوگی۔

ان سے کوئی پوچھے کہ اگر ظہر کے چار فرض کوئی شخص فرض کی نیت سے نہ پڑھے نفل کی نیت سے پڑھ لے تو کیا اس کی نماز ظہر ہو جائے گی۔ ایک آدمی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ دس روپے کسی کو دے رہا ہے اور صاف کہتا ہے کہ میری نیت زکوٰۃ کی نہیں صرف ہدیہ دے رہا ہوں تو کون جاہل کہے گا کہ اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ دوستو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ عمل کا دارو مدار نیت پر ہے جب ایک آدمی فرض کی نیت ہی نہیں کرتا بلکہ وہ صاف اس کے فرض ہونے کا

Scanned with CamScanner

انکار کر رہا ہے تو اس کا فرض کیسے ادا ہو جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے فرض ہونے کی جب انہیں کوئی دلیل کتاب وسنت میں نہیں ملتی تو بھولے بھالے حنفی عوام کو دھوکا دینے کے لیے ثناء کے طور پر فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ سنا دیتے ہیں جس سے عوام تو دھوکہ کھاتے ہیں لیکن اہل علم سمجھ لیتے ہیں کہ اب فرضیت کا انکار کر دیا ہے۔ غیر مقلدیت دم توڑ گئی ہے۔ نہ قرآن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا نہ حدیث صحیح فرضیت کی ملی بے چارے کاسہ گدائی لے کر فقہا کی چوکھٹ پر بھی گئے لیکن بھیک نہ ملی آخر فقہ کی چوکھٹ پر فاتحہ کی فرضیت کے عقیدہ کو ذبح کر کے بطور ثناء فاتحہ پڑھنے کا وعظ شروع کیا۔

حنفی مذہب

حنفی مسلک میں سبحانک اللھم بالاتفاق ثناء ہے لیکن جنازہ میں فاتحہ اگر بہ نیت ثناء پڑھی جائے تو گنجائش ہے اگر قرأت کی نیت سے پڑھی جائے تو مکروہ تحریمی ہے چونکہ عوام کے لیے اس باریک فرق کا لحاظ رکھنا مشکل ہے اور آنحضرت ﷺ کا حکم دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالا یُرِیْبُکَ یعنی مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز پر عمل کرو تو فاتحہ پڑھنے میں مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے گناہ کا خطرہ موجود ہے اور سبحانک اللھم پڑھنے سے کوئی خطرہ نہیں اس لیے فاتحہ سے پرہیز میں ہی احتیاط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ غیر مقلدین فاتحہ کو بلا دلیل فرض قرار دے رہے ہیں اور بلا دلیل شریعت میں کسی عمل کو فرض قرار دینا نماز میں شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے تو جب غیر مقلدین اپنی نماز میں شیطان کا حصہ داخل کر چکے اب فاتحہ کسی نیت سے بھی پڑھی جائے اس سے شیطان کی تائید ہو گی اس لیے اس سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

دلائل غیر مقلدین

غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔اس کے بغیر نماز جنازہ باطل ہے۔ ظاہر ہے کہ فرضیت ثابت کرنے کے لیے دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت کی ضرورت ہے قطعی الثبوت کا یہ مطلب ہے کہ وہ آیت قرآنی ہو یا حدیث متواتر اور قطعی الدلالت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معنی صاف یہ ہو کہ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے۔

لیکن غیر مقلدین جو دلائل بیان کرتے ہیں ان میں سے نہ کوئی قطعی الثبوت ہے یعنی نہ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں نہ حدیث متواتر اور نہ ہی کوئی قطعی الدلالت ہے یعنی کسی حدیث کا یہ معنی نہیں کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز جنازہ باطل اور بے کار ہے۔

وہ جو حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ اس قدر ضعیف ہیں کہ فرض واجب ہونا تو کجا ان ضعیف احادیث سے تو فاتحہ کا سنت یا مستحب ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

۱۔ عن ام عَفِیْفٍؓ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ . (طبرانی)

ام عفیف کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اس میں اولاً تو سرے سے نماز جنازہ کا ذکر ہی نہیں پھر یہ نہایت درجہ کی ضعیف ہے چنانچہ اس کی سند میں عبد المنعم ابو سعید ہے جو ضعیف ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۲)

۲۔ عن اُمِّ شَرِیْکٍؓ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَقْرَأَ عَلَی الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ. (ابن ماجہ)

یعنی ام شریک فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم عورتوں کو جنازہ پر فاتحہ پڑھنے کو حکم دیا۔

Scanned with CamScanner

حافظ ابن حجر نے تلخیص الجبیر میں اس کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔

۳۔ عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ ﷺ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلٰی الْجَنَازَۃِ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (طبرانی)

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحہ پڑھا کرو۔

اس کی سند میں مُعَلّٰی بِنْ حُمْرَان ہے جس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں پس حدیث ضعیف ہے۔

۴۔ عن ابن عباس ؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ عَلَی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (ابن ماجہ ترمذی)

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جنازہ پر فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابوشیبہ ہے جس کو غیر مقلدین بالاتفاق ضعیف کہتے ہیں۔

۵۔ عن جابر ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَرَأَبِاُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی (کتاب الام)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابراہیم بن ابی یحیٰی ہے جو متروک ہے۔

یہ پانچ روایات ہیں۔ جو کہ سب ضعیف ہیں ان سے تو فاتحہ کا سنت ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

نیز پہلی تین احادیث میں عورتوں کو نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ عورتیں جن پر جنازہ پڑھنا فرض نہیں ان کو آپ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن مرد جن پر جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے ان کو ایک مرتبہ بھی فاتحہ

پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ کہ ہم عورتوں کو جنازہ پڑھنا تو کجا اس کے ساتھ جانے سے بھی روک دیا گیا۔ چنانچہ کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے اس وقت عورتیں جنازہ گاہ میں جا کر جنازہ پڑھتی ہوں۔ پس یہ اس پہلے زمانہ کی حدیثیں ہیں جب عورتیں بھی جنازہ پڑھ لیا کرتی تھیں۔ آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا نہ حکم دینا ثابت ہے نہ خود پڑھنا اس لیے باوجود ضعیف ہونے کے ان احادیث میں منسوخ ہونے کا قوی شبہ ہے اور یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھنے سے تو ان ضعیف روایات کے منسوخ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

چار تکبیریں

نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، سب کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ہی پڑھی گئی (حاکم، بیہقی) حضرت عمرؓ کی خلافت میں اس بات پر اجماع ہو گیا کہ اب جنازہ چار ہی تکبیروں سے پڑھا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ آخری عمر میں چار تکبروں سے ہی جنازے پڑھاتے رہے۔ (کتاب الآثار محمد)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ ان رسول اللہ ﷺ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِیْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ وَضَعَ الْيُمْنٰى عَلٰى الْيُسْرٰى. (ترمذی ص ۱۷۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پر تکبیر کہی اور پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور دایاں ہاتھ بائیں پر باندھا۔

عن ابی ہریرةؓ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلٰى

الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلٰى الْجَنَازَةِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لا يَعُوْدُ۔

(دار قطنی ج۲ص۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

پہلی تکبیر

پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھے جس طرح نماز میں ثناء پڑھتے ہیں۔

فتنہ

غیر مقلدین کے پاس شور وشر فتنہ فساد کے سوا اور کچھ نہیں جب فتنہ برپا کرنے کا اور بہانہ نہ ملا تو ایک اشتہار شائع کیا اس میں ایک طرف سبحانک اللھم لکھا جس طرح ہم سب نماز میں پڑھتے ہیں۔ دوسری طرف سبحانک اللھم میں جل ثناؤک زیادہ کردیا ہے بس آسمان سر پر اٹھالیا۔

میں نے اس غیر مقلد سے کہا کہ جتنی ثناء آپ نے لکھی ہے خاص نماز جنازہ میں آنحضرت ﷺ سے اتنی پڑھنی تم ثابت کردو جل ثناؤک میں دکھادوں گا۔ آج کئی سال کا عرصہ گزر چکا ہے وہ پریشان ہے اسے حدیث نہیں مل رہی وہ اپنے ضمیر اور اپنی ساری جماعت کو لعنت ملامت کررہا ہے کہ ایسی حدیث تلاش کردو مگر کسی کو ہمت نہیں ہوئی۔ ایک دوسرے غیر مقلد سے میں نے کہا کہ حنفی فقہ کی معتبر کتاب سے ہمیں یہ دکھا

دو کہ نماز جنازہ کی ثناء میں جل ثناؤک ضروری ہے وہ بھی نہیں دکھا سکا پھر دیکھئے ایک خود بہتان تراشتے ہیں پھر خود ہی فتنہ کھڑا کرتے ہیں۔ اس لیے تو نواب صدیق حسن کو لکھنا پڑا کہ ان هذا الا فتنة فی الارض وفساد كبير (الحطہ) یہ فرقہ خدا کی زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے کا ٹھیکیدار ہے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں اگر کوئی جل ثناؤک پڑھے تو روکیں گے نہیں اور اگر نہ پڑھے تو حکم نہیں دیں گے۔ کیونکہ مشہور احادیث میں جل ثناؤک کا ذکر نہیں حافظ الحدیث ابن شجاع کتاب الفردوس میں حدیث لائے ہیں۔

عن ابن مسعودؓ مِنْ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلٰى عَزَّوَجَل اَن يَّقُوْلَ الْعَبْدُ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کو یہ کلام بہت محبوب ہے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰى جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ.

یاد رہے کہ غیر مقلدین جو بھینس کو حلال کہتے ہیں اس کا ثبوت جلَّ ثناؤک جتنا بھی پیش نہیں کر سکتے۔

دوسری تکبیر

دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اور وہی درود شریف پڑھنا بہتر ہے جو ہم عام نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ لیکن ان فتنہ پردازوں نے یہاں بھی شرارت کھڑی کر رکھی ہے ٹکے ٹکے کی کتابوں سے یسرنا القران وغیرہ سے ورحمت و ترحمت کے الفاظ سنا کر چیلنج کرتے ہیں کہ یہ الفاظ کس حدیث میں ہیں اور بیچارے عوام کو پریشان کرتے ہیں۔ ان جاہلوں کو یہ بھی علم نہیں کہ مذہب حنفی مستند کتابوں میں درج ہے۔ اگر مذہب حنفی پر اعتراض کرنا مقصود ہے تو مذہب حنفی کی مستند کتاب

سے وہ مکمل درود شریف دکھاؤ کتنی ڈھٹائی ہے کہ یسرنا القرآن سے عبارت نقل کر کے ہدایہ، درمختار اور خود امام ابوحنیفہؒ کے خلاف شرانگیزی شروع کر دی جائے۔

ہاں ہم بھی غیر مقلدوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں خاص یہ درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے یا یہ غیر مقلدوں نے خود مقرر کر لیا ہے؟ اگر کوئی صحیح صریح حدیث آپ کے پاس ہے کہ رسول پاک ﷺ نے نماز جنازہ میں لفظ بہ لفظ یہی درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے تو وہ حدیث لاؤ ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اگر تم آنحضرت ﷺ سے یہ مقرر کرنا نہ دکھا سکو تو تم کون ہوتے ہو مقرر کرنے والے؟ جونسا درود کوئی چاہے پڑھے۔ اگرچہ افضل یہی درود ابراہیمی ہے بلکہ حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہے کہ کوئی درود دعا مقرر نہیں۔

عن جابرؓ قَالَ مَا اَبَاحَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلا اَبُوْبَكْرٍ وَلا عُمَرُ فِىْ شَيْئٍ مَا اَبَاحُوْا فِى الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ يعنى لَمْ يُوَقِّتْ۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۹ مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ کے لیے کوئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

نوٹ: حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اس حدیث کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ رسول پاک ؐ، ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ نے کبھی نماز جنازہ بلند آواز سے نہیں پڑھی۔

غیر مقلدیت کے عناصر اربعہ کا فتویٰ

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی فرماتے ہیں "میرے فہم میں یہ سب تشددات (یعنی بے جا سختی) ہے الفاظ ماثورہ (جو حدیث میں آئے ہوں) پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تلبیہ رسول میں لبیک و سعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک

والعمل کے الفاظ زیادہ کر لیے۔ اسی طرح بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور علمائے اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعوات (دعاؤں) میں بعض الفاظ زیادہ کرتے ہیں اور یہ عمل بلانکیر جاری رہا نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ (حدیث کی دعاؤں) پر زائد دعا پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خود حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے حمداً کثیراً والی غیر ماثورہ دعا پڑھی تو آپ نے فرمایا تیس سے کچھ زیادہ فرشتے اس کے لکھنے کو آئے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ماثور پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس نے اپنی طرف سے زیادہ کی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحسین فرمائی اس کے نظائر بکثرت ہیں اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب بنے گی غرضیکہ اس قسم کی زیادات بدعت سے نہیں بلکہ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّه﴾ (جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے) میں داخل ہے۔ فقط عبدالجبار عفی عنہ، سید محمد نذیر حسین، عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا شمس الحق عظیم آبادی۔

(فتاویٰ نذیریہ ص ۲، ۳، عون المعبود شرح ابوداؤد ج ۴ ص ۴۰۹)

لیجئے غیر مقلدین کے ان چاروں علماء نے فیصلہ ہی کر دیا کہ درود و دعا میں الفاظ حسنہ کی زیادتی صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک بلانکیر جاری رہی ہے۔ اب غیر مقلدوں کو سوچنا چاہیے کہ جن باتوں پر صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک چودہ سو سال میں کسی نے انکار نہیں کیا آج تم ان باتوں پر فتنے کھڑے کر کے مسلمانوں میں کیوں سر پھٹول کرا رہے ہو۔ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو اپنے ان چاروں علماء کی قبریں اکھاڑے کہ تم نے احادیث سے زیادت کا جواز ثابت کر کے ہماری فتنہ پردازیوں پر کیوں پانی ڈالا۔

تیسری تکبیر

تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد اور عورت کے لیے مشہور دعا ہے اگرچہ غیر مقلدین نے اس دعا کے الفاظ میں تو اختلاف نہیں کیا لیکن پھر بھی رگ شرارت رہ نہیں

کی۔ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز جنازہ میں ایک ہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ کبھی تین چار دعائیں اکٹھی کر کے نہیں پڑھیں نہ ان کو ضروری قرار دیا لیکن آج روپڑی صاحب اپنی تقریروں میں ایک دعا پڑھ کر جنازہ ختم کرنے کو جھٹکا کرنا کہتے پھرتے ہیں۔ دیکھیے سنت رسولؐ کے لیے یہ مکروہ تشبیہ اور پھر بھی نام اہلحدیث۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

حالانکہ جماعت کی نماز میں تخفیف کو آپ ﷺ نے مستحب فرمایا۔ اور تطویل کرنے کو فتنہ پردازی فرمایا۔ اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَا مُعَاذُ لیکن غیر مقلدین کو فتان بننا ہی پسند آتا ہے۔

نابالغ میت

ابن حزم غیر مقلد نے تو یہ لکھا ہے کہ نابالغ بچے کا جنازہ ہی نہیں پڑھنا چاہیے اسے بلا جنازہ ہی دفن کرنا چاہیے۔ لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ. (ترمذی وقال صحیح)

اس نابالغ کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّسَلَفاً وَاَجْراً (بیہقی) امام حسن بصریؒ بھی ایسی ہی دعا پڑھتے تھے۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء نے جو نابالغ کے لیے بالغ سے علیحدہ دعا لکھی ہے، ان کی دلیل یہی احادیث ہیں۔

چوتھی تکبیر

چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام کہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے روایت فرمایا۔ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیہقی) یعنی دائیں بائیں دو سلام کہے۔

حضرت عبداللہ بھی فرماتے ہیں اَلتَّسْلِيْمُ عَلَى الْجَنَازَةِ كَالتَّسْلِيْمِ فِي

الصَّلٰوۃِ (تلخیص الحبیر ج ۱ ص ۱۶۲) یعنی جنازے کا سلام نماز کے سلام کی طرح ہی ہے۔

نماز جنازہ آہستہ پڑھنی چاہیے

قبل ازیں یہ لکھا جا چکا ہے کہ نماز دعا ہے اور دعا کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ سے دعا عاجزی سے اور آہستہ کیا کرو اللہ تعالیٰ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ دل میں پڑھا جائے اور فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۴۷ پر ہے کہ جب کوئی صحابی مِنَ السُّنَّةِ کَذَا کہے تو وہ حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ پس کتاب وسنت کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے مبارک دور سے لے کر تیرہ سوسال تک نماز جنازہ آہستہ پڑھی جاتی رہی یہاں تک کہ آخری تیرھویں صدی میں دہلی میں ایک غیر مقلد مولوی عبدالوہاب نامی ہوا جس سے انگریزوں نے سید احمد شہید کی تحریک کو فیل کرنے کے لیے امامت کا دعویٰ کروایا تھا (علمائے احناف اور تحریک مجاہدین ص ۵۲، ۵۳) اس مولوی نے سب سے پہلے دہلی میں بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنے کی رسم ڈالی (مقدمہ تفسیر ستاری ص ۱۵) اس دن سے خود غیر مقلدین میں خانہ جنگی شروع ہے۔ قاضی شوکانی نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۹۸ میاں نذیر حسین صاحب فتاویٰ نذیریہ ص ۶۶۳، ۶۶۴ ج ۱ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۰۷ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں فاتحہ وسورۃ کا جہر مستحب نہیں یہ جمہور کا مذہب ہے۔ ان کا مشہور اخبار الاعتصام لکھتا ہے کہ تعلیم کیلئے تو بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے لیکن اس کو عادت بنانا اور سنت سمجھنا صحیح نہیں (جلد ۲ شمار ۱۹ فتاویٰ علمائے حدیث) اس کے علاوہ آج کل کے عوام غیر مقلدین بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں اور اس پر بہت اصرار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو مولانا داؤد غزنویؒ کی نصیحت آویزہ گوش کر لینی چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں "ایک مستحب امر بعض حالتوں میں مکروہ بن جاتا ہے جب کہ امر مستحب کو اس کے درجہ استحباب سے بڑھا دیا جائے۔ جو شخص ایک امر مستحب

پر اصرار کرے اور افضل صورت پر عمل نہ کرے سمجھ لو کہ شیطان اسے گمراہ کرنے کے درپے ہے کیونکہ اس نے ایک امر مستحب کو اسے رتبہ استحباب سے بڑھا دیا۔ اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے شیطانی عمل قرار دے کر اسے بدعت ہونے کی طرف اشارہ کیا جو شخص صریح بدعت پر اصرار کرے اور سنت کی راہ قبول کرنے سے گریز کرے تو سمجھ سکتے ہو کہ شیطان نے اس پر کس قدر قبضہ جما رکھا ہے اعاذنا اللہ منہ۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۱۶)

بہرحال نماز جنازہ آہستہ پڑھنا ہی کتاب و سنت پر صحیح عمل ہے۔ جن روایات میں جہر کا ذکر ہے ان میں صاف ظاہر ہے کہ وہ نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے تھا، سنت نہیں تھا۔ اب غیر مقلد سوچیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کریں گے یا مولوی عبدالوہاب دہلوی کی جاری کردہ بدعت پر اصرار کریں گے۔

غیر مقلد دوستوں سے چند سوالات

غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں ہمارا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے چند مسائل عرض کیے جاتے ہیں جن کی احادیث ہمیں نہیں ملیں براہ کرم وہ ہمیں ان احادیث کی نشاندہی فرما کر ماجور ہوں۔

۱۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں۔ پس تنہا نماز کردن بر جنازہ صحیح باشد (بدور الاہلہ ص ۹۰) یعنی ایک ہی آدمی اکیلا نماز جنازہ پڑھ لے تو صحیح ہے یہ صحیح ہونا ایک شرعی حکم ہے اس کے لیے صحیح حدیث چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے کتنے جنازے اکیلے پڑھے آپ کے چار صاحبزادے تین صاحبزادیاں دو بیویاں وصال فرما گئیں۔ آپ نے ان میں سے کس کس کا جنازہ اکیلے پڑھا۔

۲۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ جنازہ پر چار تکبیروں سے زیادہ تکبیریں کہنا بدعت ہے (بدور الاہلہ ص ۹۱، ۹۲) اور نواب وحید الزمان فرماتے ہیں، چار تکبیریں تو

کم از کم ہیں زیادہ بھی جائز ہیں (کنز الحقائق ص ۴۰) ان دونوں میں سے کس کا مسلک درست اور حدیث کے موافق ہے۔

۳۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز میں ثناء (سبحانک اللّٰھم) نہیں پڑھنی چاہیے لیکن صادق سیالکوٹی نے صلوۃ رسول میں اور بہادر بیگ نے اپنے دو ورقے میں سبحانک اللّٰھم کو مسنون جنازہ میں درج فرمایا ہے۔ ان دونوں میں سے حدیث کے موافق کس کا مسلک ہے۔

۴۔ نواب صاحب فرماتے ہیں قبر مربع بنانی افضل ہے اور اونٹ کی کوہان کی طرح بنانی جیسے آج کل سب بناتے ہیں یہ حدیث کے خلاف ہے۔ منکر امر ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی قبر بنانے والے پر انکار کریں (بدور الاہلہ ص ۹۵) کیا غیر مقلدین اپنی قبروں کو جو اونچی بنی ہیں مٹادیں گے اگر نہ مٹائیں گے تو واجب کے تارک ہوں گے۔ افسوس ہے کہ غیر مقلدین احناف سے فاتحہ کے وجوب پر تو بہت لڑتے ہیں۔ لیکن جب اپنی قبریں گرانے کا واجب حکم سنتے ہیں تو گونگے شیطان کا کردار ادا کرتے ہیں۔

۵۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ بیمار کے مرنے سے پہلے اس کی تعزیت کرنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص ۹۷) یہ جواز حکم شرعی ہے اس کی دلیل حدیث صحیح صریح مرفوع سے دکھائیں۔

۶۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے آخر میں صرف ایک طرف سلام پھیرے۔ (کنز الحقائق ص ۴۱)

۷۔ غیر مقلد ابن حزم فرماتے ہیں کہ جب تک بچہ نابالغ ہو اس کے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں (المحلی) لیکن نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ جو چار مہینے کا حمل ساقط ہو جائے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (کنز الحقائق ص ۴۱) ان دونوں مسئلوں کے لیے صریح حدیث پیش کریں۔

۸۔ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۸ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی دنیوی

پریشانی سے تنگ آ کر کوئی موت کی تمنا نہ کرے یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے لیکن ص ۴۰ پر ہے کہ خود امام بخاریؒ نے امیر خراسان سے تنگ آ کر اپنی موت کی دعا کی۔ آخر کیا امام بخاریؒ نے صحیح حدیث کی مخالفت کی؟

۹۔ عورت کے جنازے پر کفن کے علاوہ ایک چادر ڈالتے ہیں۔ مولانا عبدالجبار عمرپوری غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس چادر کا احادیث میں کہیں پتہ ونشان نہیں ملتا۔ اس کو مسنون خیال کرنا بالکل جہالت ہے یہ بدعت مردودہ ہے لیکن مولوی علی محمد صاحب سعیدی کہتے ہیں کہ اگر احادیث میں اس کا ذکر نہ بھی ملے تو یہ اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ اس چادر کے بغیر میت بدنما معلوم ہوتی ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۴) بتائیے اس جہالت اور بدعت مردودہ کے چھوڑنے کو بدنما کہنے والے کا کیا حکم ہے۔

۱۰۔ محدث دہلی نے فتویٰ دیا کہ مال زکوٰۃ سے کسی میت کی تجہیز وتکفین جائز نہیں۔ لیکن علی محمد سعیدی کہتے ہیں کہ جائز ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۴، ۴۵ ج ۵)

۱۱۔ قبر میں مٹی ڈالتے وقت ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ...﴾ الآیہ پڑھنا مستحب ہے مگر اس کی حدیث ضعیف ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۶۰، ۶۱ ج ۵)

۱۲۔ نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اور پھر باندھ لے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۲۱، ۱۲۲ ج ۵) اکثر جگہ غیر مقلدین اس پر عمل نہیں کرتے یہ کیوں؟ یہ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے مگر حدیث ضعیف سے ثابت ہے۔ (ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۵)

۱۳۔ جنازہ کو اٹھاتے وقت باری باری بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا۔ اس کا کوئی ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا مگر پھر بھی مستحب ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۳۲)

۱۴۔ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا شرط ہے فرض سے بڑھ کر (بدور الاہلہ ص ۹۲) سنت ہے۔ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴۲، ۱۴۳ ج ۵) غیر مقلد کس نیت سے پڑھتے ہیں فرض کو سنت یا سنت کو فرض کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

Scanned with CamScanner

نماز کے بارے میں غیر مقلدین کی

غلط بیانیاں اور جھوٹ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

فرقہ غیر مقلدین نے دور برطانیہ میں جنم لیا اور اہل السنت والجماعت کی نمازوں کو باطل و بے کار قرار دیا اور یہ پروپیگنڈہ کیا کہ ہماری نماز کا ہر ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اجماع اور قیاس کی ہمیں ضرورت نہیں لیکن اپنی نماز کے بارے میں ایسی ایسی غلط بیانیوں سے کام لیا کہ دیانت وشرافت سر پیٹ کر رہ گئیں۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک صد نقل کی جاتی ہیں۔

مسئلہ (۱) نماز میں ہاتھ باندھنا

جھوٹ (۱) سینے پر ہاتھ باندھنے کے لیے اس آیت سے استدلال کیا ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾۔ (فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج ۳ ص ۹۵، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۳۴) اور اس کی بنیاد ایک باطل روایت پر رکھی۔

جھوٹ (۲) سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث بخاری اور مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۳، علماء حدیث ج ۳ ص ۹۱)

یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی لکھا کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر آنا قرآن، حدیث اور کشوف اولیاء سے ثابت ہے۔ (شہادۃ القرآن)

جھوٹ (۳) نبی ﷺ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی حدیث آئی ہے۔ (ثنائیہ ج ۱، ص ۴۵۷)

یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے مرزا نے کہا تھا کہ بخاری میں ہے کہ **هذا خليفة المهدى** کی آواز آسمان سے آئے گی۔

دھوکہ (۴) مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ پر **یضع هذه على صدره** تھا۔ فتاویٰ ثنائیہ میں **یضع یده على صدره** کر دیا۔ (ج ۱ ص ۴۵۸، ج ۱ ص ۴۴۵)

جھوٹ (۵) ابن خزیمہ میں ایک حدیث اس سند سے تھی **اخبرنا ابو طاهرنا ابو بکرنا ابو موسىٰ نا مومل نا سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر** الحدیث (ج ۱ ص ۲۴۳) مگر اس ضعیف سند کو اتار کر مولوی عبدالرحمٰن

مبارک پوری شارح ترمذی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری اور علی محمد سعید نے مسلم کی یہ سند لگادی۔ عن محمد بن یحییٰ عن عفان عن همام عن محمد بن حجادہ عن عبدالجبار بن وائل عن علقمة بن وائل و مولیٰ لهم عن ابیه۔

(مسلم) فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۲۴، فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۹۱)

اس جھوٹ کی مثال قادیانی کے ہاں بھی نہیں۔

جھوٹ (۶) مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۵۷)

جھوٹ (۷): فتاویٰ علماء اہل حدیث میں ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں اس کو صحیح کہا ہے۔ (ج ۱ ص ۹۵)

حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔

جھوٹ (۸) گوجرانوالہ کے ابو خالد نور حسین گرجاکھی نے اپنے رسالہ "اثبات رفع یدین" ص ۲۲ پر حضرت وائل بن حجر کی شہادت کے تحت صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳، ابن ماجہ ص ۶۲، دارمی ص ۱۰۷، دار قطنی ص ۱۱۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۳، جزء بخاری ص ۱۴، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸، جزء سبکی ص ۱۳، مشکوۃ ۹ کتابوں کے حوالہ سے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث لکھی ہے۔

حالانکہ اس حدیث میں علی صدرہ کا لفظ کسی ایک کتاب میں بھی نہیں ہے یہ ایک سانس میں ۹ جھوٹ مرزا بھی نہ بول سکا۔

جھوٹ (۹) غیر مقلدین ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں ہمیشہ سینہ پر ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کسی اور جگہ ہاتھ نہیں باندھے۔ مگر وہ اس جھوٹ کو آج تک کسی صحیح سند سے ثابت نہیں کر سکے البتہ جھوٹ بات بات پر بولتے ہیں۔

جھوٹ (۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۳۵۰، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

Scanned with CamScanner

جھوٹ (۱۱) سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین صحیح ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۳۵۰، شرح وقایہ ص ۹۳، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

جھوٹ (۱۲) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں، وہ قول علیؓ ہے اور ضعیف ہے۔ (شرح وقایہ ص ۹۳، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

یہ تینوں باتیں محض جھوٹ ہیں۔ ہدایہ اور شرح وقایہ کے متن کی اصل عربی عبارت پیش کریں جس کا یہ ترجمہ ہے۔

جھوٹ (۱۳) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقت الفقہ ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۳۵۱)

آپ حیران ہوں گے کہ صاحب ہدایہ کا وصال ۵۹۳ھ میں ہو چکا تھا۔ جبکہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ تو بارہویں صدی کے بزرگ کی نماز کا طریقہ چھٹی صدی ہجری کی کتاب میں کیسے آ گیا؟ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی من چلا کہہ دے کہ میاں نذیر حسین دہلویؒ میدان بدر میں حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔

صحیح احادیث سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت ہے۔

صحیح احادیث کا مذاق اڑانا

حدیث (۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۹۰ کے صحیح نسخوں میں نہایت صحیح سند سے حدیث موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھے۔

لیکن مولوی محمد حنیف غیر مقلد جھنگوی اس سنت کا یوں مذاق اڑاتا ہے: "حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آلہ تناسل پر ہاتھ باندھتے ہیں"

(قول حق ص ۶۲)

اور غیر مقلد مولوی شمشاد سلفی آف نارنگ تقریر میں آلہ تناسل پر ہاتھ رکھ کر کہا کرتا ہے یہ ہے حنفیوں کی نماز۔

Scanned with CamScanner

حدیث (۲) مسند اہل بیت میں یہ حدیث ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین کام تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں شامل رہے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔

مگر مولوی فیض عالم جہلمی غیر مقلد تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت کا یوں مذاق اڑاتا ہے کہ ایک دن خلفیہ ہارون الرشید نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ازار بند کھل گیا اس نے ہاتھ نیچے کر کے ازار بند باندھ لیا تو قاضی ابو یوسفؒ نے فتویٰ دے دیا کہ آئندہ نماز میں ہاتھ زیر ناف باندھا کریں۔ (اختلاف امت کا المیہ ص ۶۲)

احادیث اور سنتوں کا ایسا مذاق پادریوں اور پنڈتوں نے بھی نہیں اڑایا اور ایک مسئلہ میں اتنے جھوٹ اور فریب شاید سوامی دیانند نے بھی نہ کیے ہوں۔

مسئلہ (۲)

جھوٹ (۱۶) بجائے سبحانک اللّٰھم کے اللّٰھم باعدبینی پڑھنا زیادہ ترجیح ہے۔ (ابن ہمام شرح وقایہ ص ۹۴، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ مؤلف کو شرح وقایہ میں ابن ہمام کا ذکر کیسے نظر پڑ گیا جب کہ صاحب شرح وقایہ کی وفات ۷۴۴ھ میں ہوئی اور ابن ہمام کی ولادت ۷۸۸ھ میں ہوئی۔ مؤلف تاریخ سے بالکل جاہل ہے۔

مسئلہ (۳)

جھوٹ (۱۷) انی وجھت نماز کے اندر پڑھنا مسنون ہے۔

(شرح وقایہ ص ۹۴، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ شرح وقایہ میں مفتی بہ قول اس کے خلاف درج ہے۔

چوری اور سینہ زوری۔

مسئلہ (۴)

جھوٹ (۱۸) لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب یہ حدیث۔ سند صحیح صحاح ستہ وسنن

دار قطنی میں مروی ہے۔(ہدایہ ج ا ص ۳۶۱، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

ہدایہ میں نہ صحاح ستہ کا ذکر ہے نہ دار قطنی کا یہ محض مؤلف کا افتراء ہے۔

جھوٹ (۱۹) ابن ہمام نے ثقلت القرآن والی حدیث کے راوی ثقہ بتا کر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔

(ہدایہ ج ا ص ۴۲۹، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

یہ ہدایہ میں نہیں ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ صاحب ہدایہ کا وصال ۵۹۳ھ میں ہوا اور ابن ہمامؒ کی پیدائش ۷۸۸ھ میں ہوئی۔ دو سو سال بعد پیدا ہونے والا قول ہدایہ میں کیسے درج ہو گیا۔

جھوٹ (۲۰) امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔

(شرح وقایہ ص ۱۰۸، حقیقت الفقہ ص ۱۹۳)

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ شرح وقایہ کی اصل عربی عبارت متن کی پیش کی جائے۔

جھوٹ (۲۱) حضرت ابن عمرؓ کا اثر فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کا ضعیف ہے۔

(شرح وقایہ ص ۱۰۹، حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے، باطل ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۱۰، حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۳) اذا کبر الامام فکبروا حدیث ضعیف ہے۔

(شرح وقایہ ص ۱۱۰ حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۴) مشرکین نے قرآن سننے سے پرہیز کیا پاس والوں سے کہتے ﴿لا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ...﴾ "مت سنو اس قرآن کو" تو اللہ نے ان کو نصیحت کی فرمایا ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا...﴾ جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اور چپ رہو۔ (ہدایہ ج ا ص ۴۳۰، حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

یہ ۲۱ تا ۲۴ چاروں باتیں بالکل جھوٹ ہیں۔ شرح وقایہ اور ہدایہ کی اصل

عربی عبارات پیش کریں۔

مسئلہ (۵)

جھوٹ (۲۵) آمین مہر قبولیت ہے۔ (ہدایہ ج ا ص ۳۶۴، حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۶) احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں ہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۶۵، شرح وقایہ ص ۹۷ حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۷) مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہیں۔

(در مختار ج ا ص ۲۲۹، حقیقت الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۲۸) ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہہ کر یہ فیصلہ دیا ہے کہ آمین درمیانی آواز سے ہونی چاہیے۔ (ہدایہ ج ا ص ۳۶۳)

یہ ۲۵ تا ۲۸ تینوں جھوٹ حقیقت الفقہ ص ۱۹۴ پر درج ہیں۔ ان کتابوں میں یہ باتیں ہرگز نہیں اور جیسا کہ ۱۹ میں گزرا، ابن ہمام تو صاحب ہدایہ سے دو صدی بعد پیدا ہوئے ان کی بات ہدایہ میں کیسے؟ یہ جھوٹ رسالہ آمین بالجہر نور حسین گرجاکھی کے ص ۲۲، ۲۱ پر بھی درج ہیں۔

جھوٹ (۲۹) حافظ عبداللہ روپڑی صاحب نے شوکانی غیر مقلد کے حوالہ سے نقل کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف میں جو آپؐ کے نزدیک ہوتے سن لیتے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔ اور ابن ماجہ نے کہا ہے کہ پہلی صف سن لیتی، یہاں تک کہ بہت سی آوازوں کے ملنے سے مسجد میں ہر جلہ ہو جاتا۔ نیل الاوطار میں ہے اس حدیث کو دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے اسناد اس کی اچھی ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے حسن صحیح ہے۔ (اہل حدیث کے امتیازی مسائل ص ۷۶)

Scanned with CamScanner

یہ جھوٹ ہے۔ دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے اس حدیث کو روایت ہی نہیں کیا چہ جائیکہ اس کو حسن صحیح وغیرہ کہا ہو۔ افسوس غیر مقلدین کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے کہ جھوٹ کے سوا اس کا کوئی سہارا نہیں۔

جھوٹ (۳۰) مستری نور حسین گرجاکھی اپنے رسالہ آمین بالجہر ص ۲۲ پر سرخی لکھتے ہیں: ''یہود کا آمین بالجہر پر حسد کرنا'' اور اس کے تحت دس نمبر دیے ہیں۔ جن میں سے ایک حدیث بھی صحیح نہیں اور جہر کا لفظ تو ان جھوٹی روایات میں بھی نہیں ہے۔ یہ ایک ہی سانس میں دس جھوٹ بولنا اہل حدیث ہونے کی علامت ہے یا منافق ہونے کی؟

جھوٹ (۳۱) مستری نور حسین صاحب لکھتے ہیں:

''اشعار در اثبات آمین بالجہر''

ایہہ آمین کرن دیاں لکھیاں ایک سو پنج دلیلاں
مومن من نبیؐ دا کہنا منن کم اصیلاں
ستر پنج پچھتر وڈیاں ڈھیاں کھول کتاباں
تین سو کھول حوالہ کڈھیا گنتی وچ حساباں
سبھنا تھیں ایہہ ثابت ہو یا سن تو یار گرامی
خوب آمین پکار نبیؐ نے آکھی عمر تمامی

(آمین بالجہر ص ۳۱)

یعنی رسول پاک ﷺ نے ساری عمر خوب بلند آواز سے آمین کہی۔ اس کی ایک سو پانچ دلیلیں ہیں۔ حالانکہ دوام جہر کی ایک ضعیف حدیث بھی موجود نہیں ہے۔ یہ ہیں ایک ہی سانس میں ۱۰۵ سیاہ جھوٹ۔

مسئلہ (۲)

غیر مقلدین چار رکعت نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں

Scanned with CamScanner

کرتے۔اسی طرح رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور سجدوں میں جاتے اور اٹھتے وقت کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔یہ ان کا عمل ہے۔

اس عمل پر وہ مندرجہ ذیل دعوے کرتے ہیں۔جو کہ بالکل جھوٹ ہیں۔

جھوٹ (۳۲) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرنے کا حکم دیا اور اس کو سنت مؤکدہ فرمایا اور ساری عمر یہ رفع یدین کرتے رہے نہ کرنے والے کی نماز کو باطل فرمایا۔

جھوٹ (۳۳) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا اور اس رفع یدین کو حرام فرمایا اور اس جگہ رفع یدین کرنے والے کی نماز کو باطل فرمایا۔

جھوٹ (۳۴) ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا۔اس کو سنت مؤکدہ فرمایا ہمیشہ اس پر عمل فرمایا اور نہ کرنے والے کی نماز کو باطل فرمایا۔

جھوٹ (۳۵) ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے سے منع فرمایا، اسے حرام فرمایا، کبھی یہ رفع یدین نہ کی بلکہ کرنے والے کی نماز کو باطل فرمایا۔

جھوٹ (۳۶) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ یہ مکمل طریقہ جو ۳۲ تا ۳۵ میں درج ہے۔ حضورؐ سے چار سو صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔

جھوٹ (۳۷) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ ساری عمر اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے۔

جھوٹ (۳۸) مستری نور حسین کا کہنا ہے کہ یہ مکمل طریقہ مسند احمد (۱۶۶) پر مالکؒ زہریؒ، سالمؒ، ابن عمرؓ کے طریق سے مروی ہے۔

جھوٹ (۳۹) ابن منذر نے امام مالکؒ سے ہاتھ باندھنا حکایت کیا ہے۔

(ہدایہ ص ۳۵، حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۳)

جھوٹ (۴۰) مسئلہ رفع یدین پر مولوی عبدالرشید غیر مقلد نے ''کتاب الرسائل فی تحقیق المسائل'' شائع کی۔ مولوی نور حسین نے کتاب ''اثبات رفع الدین'' شائع کی اور اس کے بیٹے خالد گرجاکھی نے جزء رفع الیدین لکھی۔ ان سب نے یہ لکھا کہ ہماری نماز میں رفع یدین کا مکمل طریقہ ان صحابہؓ نے نبی پاکؐ سے باسناد صحیحہ روایت کیا ہے۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت امام حسین، حضرت زیاد بن حارث، حضرت عمرو بن العاص، حضرت بریدۃ، حضرت عدی بن عجلان، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابومسعود بدری، حضرت عائشہ، حضرت ابودرداء، حضرت عبداللہ بن جابر، حضرت امام حسن بن علی، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمران بن حصین، حضرت نعمان بن ابی عیاش، حضرت بریرۃ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم۔

حالانکہ یہ جھوٹ ہے ایک ہی سانس میں ۲۶ صحابہؓ پر جھوٹ باندھ دینا اس کی جرأت پنڈت شردھانند اور ماسٹر رام چندر بھی نہ کرسکا، یہ غیر مقلدین کا ہی حوصلہ ہے۔

جھوٹ (۴۱) مولوی محمد یوسف جے پوری لکھتے ہیں: تصدیق احادیث رفع یدین قبل رکوع اور بعد رکوع۔ (ہدایہ ج ا ص ۳۸۴، شرح وقایہ ص ۱۰۲، حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۴۲) بیہقی میں ہے کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضور آخر تک رفع یدین کرتے رہے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (ہدایہ ج ا ص ۳۸۶۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۴۳) رفع یدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۸۹۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۴۴) رفع یدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔

(شرح وقایہ ص ۱۰۲۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴)

جھوٹ (۴۵) حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے رفع یدین صحیح ثابت ہے۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۸۶۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

Scanned with CamScanner

جھوٹ(۴۶) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ حلال نہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۸۹۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

جھوٹ(۴۷) عشرہ مبشرہ صحابہؓ نے انکو روایت کیا ہے (روایات رفع یدین) کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۶)

یہ سب جھوٹ ہیں۔ محولہ کتابوں میں نہیں ان کتابوں کے متن کے اصل عربی عبارات پیش کریں۔

مسئلہ (۷)

جھوٹ(۴۸) جلسہ استراحت نہ کرنے کی حدیث میں ابن ایاس راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۰۱۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

مسئلہ (۸)

جھوٹ(۴۹) درمیانی قعدہ سے ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں مضائقہ نہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۹۵۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

مسئلہ (۹)

جھوٹ(۵۰) انگلی سے حرکت دینا بھی جائز ہے۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۹۱۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

مسئلہ (۱۰)

جھوٹ(۵۱) پہلی دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھے تو مکروہ نہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۴۲۸۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

مسئلہ (۱۱)

جھوٹ(۵۲) بھولے سے ترتیب بدل جائے تو مضائقہ نہیں۔

(درمختار ج ا ص ۲۵۴۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵)

Scanned with CamScanner

مسئلہ (۱۲)

جھوٹ (۵۳) رکنے پر قرأت ایک جگہ سے پڑھ کر دوسری جگہ سے پڑھنا جائز ہے۔ درمختار ج۱ ص۲۹۰ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۵۔

مسئلہ (۱۳)

جھوٹ (۵۴) جس غلطی سے معنی کفری پیدا ہوں تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔
(درمختار ج۱ ص۲۹۴۔ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۵)

مسئلہ (۱۴) بعد فرض سنت پڑھنا

جھوٹ (۵۵) صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے۔
(ہدایہ ج۱ ص۵۴۲، شرح وقایہ ص۸۴، منیة الصلی ص۷۰۔ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۵)

مسئلہ (۱۵) صبح کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا

جھوٹ (۵۶) صبح کی سنت پڑھ کر داہنی کروٹ لیٹے۔
(درمختار ج، ص۳۱۶، ہدایہ ج۱ ص۵۴۱۔ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۶)

مسئلہ (۱۶)

جھوٹ (۵۷) نماز میں آیات کا جواب دینا ثابت ہے۔
(ہدایہ ج۱ ص۴۴۰۔ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۶)

مسئلہ (۱۷) جوتے پہن کر نماز پڑھنا

جھوٹ (۵۸) جوتے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے۔
(درمختار ج۱ ص۳۰۶ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۶)

مسئلہ (۱۸) رفع یدین والی نماز

جھوٹ (۵۹) امیر کاتب العمید متعصب حنفی تھا۔ رفع یدین والی نماز کو باطل کہتا تھا۔ مولانا عبدالحیٔ نے اس کی تردید کی۔ (عالمگیری ج۱ ص۸۱۔ حقیقۃ الفقہ ص۱۹۶)

عالمگیر کی وفات ۱۱۱۸ھ میں ہوئی اور مولانا عبدالحئی لکھنوی کی پیدائش ۱۲۶۴ھ میں ہوئی۔ تو کیا یہ ممکن بھی ہے؟

مسئلہ (۱۹) نماز قصر کی مسافت

جھوٹ (۶۰) تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۴۵)

یہ تمام حوالہ جات ۴۱ تا ۶۰ حقیقت الفقہ حصہ دوم ص ۱۹۵، ۱۹۷ سے لیے ہیں یہ سب جھوٹ ہیں۔ اگر غیر مقلدین میں جرأت ہے تو ان کتابوں کے متن کی اصل عربی عبارات لکھیں جن کا یہ ترجمہ ہے۔

مسئلہ (۲۰) رکعات نماز وتر

جھوٹ (۶۱) وتر ایک رکعت بھی ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۵۶۸، شرح وقایہ ص ۱۲۵، منیۃ المصلی ص ۹۶، حقیقت الفقہ ص ۱۹۹) یہ جھوٹ محض ہے۔ ان کتابوں میں تو اس کے خلاف لکھا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں ان کے درمیان سلام نہیں۔

جھوٹ (۶۲) ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۵۲۹) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔ ہدایہ میں یہ نہیں۔ محض جھوٹ ہے۔

جھوٹ (۶۳) وتر ایک، تین، پانچ، سات رکعت ہیں۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۵۲۶، شرح وقایہ ص ۱۲۳) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

جھوٹ (۶۴) تین وتر کی روایت ضعیف ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۲۴) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

مسئلہ (۲۱) بعد رکوع دعا قنوت

جھوٹ (۶۵) بعد رکوع کے دعا قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۲۵) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

جھوٹ (۶۶) ابن ہمام نے کہا کہ بعد رکوع قنوت پڑھنے کی نص صریح حدیث حسن بن علیؓ بروایت حاکم ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۵۳۰) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

جھوٹ (٦٧) دعائے قنوت اللّٰھم اھدنی حدیث سے ثابت ہے۔ (درمختار ج، ص ۳۱۱، عالمگیری ج ا ص ۱۳۱ ۵، شرح وقایہ ص ۱۲۶، کنز ص ۴۸) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

مسئلہ (۲۲) نماز فجر میں قنوت پڑھنا

جھوٹ (٦٨) نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین، عمار بن یاسر، ابی بن کعب، ابو موسیٰ اشعری، ابن عباس، ابو ہریرہ، براء بن عازب، انس، سہل بن سعد، معاویہ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہے اور اسی طرف اکثر صحابہؓ و تابعینؒ گئے ہیں۔ (ہدایہ ج ا ص ۵۳۴) حقیقت الفقہ ص ۱۹۹۔

مسئلہ (۲۳) سجدہ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنے والا

جھوٹ (٦٩) سجدہ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنے والا بدعتی ہے۔

(ہدایہ ج ا ص ۵۸۵) حقیقت الفقہ ص ۲۰۰۔

مسئلہ (۲۴) رکعات تراویح

جھوٹ (۷۰) تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔

(درمختار ج ا ص ۵٦۳، شرح وقایہ ص ۱۳۳) حقیقت الفقہ ص ۲۰۰۔

جھوٹ (۷۱) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔

(شرح وقایہ ص ۱۳۳) حقیقت الفقہ ص ۲۰۰۔

جھوٹ (۷۲) تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ رکعت ثابت ہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۵٦۳، شرح وقایہ ص ۱۱۳) حقیقت الفقہ ص ۲۰۱۔

جھوٹ (۷۳) مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنت رسول ﷺ ہیں اور بیس سنت خلفائے راشدینؓ ہے۔ (ہدایہ ج ا ص ۵٦۳، شرح وقایہ ص ۱۳۴) حقیقت الفقہ ص ۲۰۱۔

جھوٹ (۷۴) تراویح آٹھ رکعت سنت اور بیس رکعت مستحب ہیں۔

(شرح وقایہ ص ۱۳۴) حقیقت الفقہ ص ۲۰۱۔

Scanned with CamScanner

مسئلہ (۲۵)

جھوٹ (۷۵) حالت خطبہ میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔
(ہدایہ ج ا ص ۳۸۷، شرح وقایہ ص ۱۴۸) حالانکہ وہاں اس کے خلاف ہے۔ حقیقت الفقہ ص ۲۰۱۔

جھوٹ (۷۶) حضرت ابو بکرؓ کا قبل زوال خطبہ پڑھنا ثابت ہے۔
(شرح وقایہ ص ۱۴۸) حقیقت الفقہ ص ۲۰۱۔

مسئلہ (۲۶)

جھوٹ (۷۷) دعا کرنا دونوں خطبوں کے درمیان نامشروع اور بدعت ہے۔
(درمختار ج ا ص ۳۷۳، شرح وقایہ ص ۱۴۹) حقیقت الفقہ ص ۲۰۲۔

جھوٹ (۷۸) حضرت عمار بن یاسرؓ نے جب بشیر بن مرواں کو دعا مانگتے دیکھا تو بددعا دی۔ (درمختار ج ا ص ۳۷۳) حقیقت الفقہ ص ۲۰۲۔

جھوٹ (۷۹) اس دعا کی بدعت خلفائے مروانیہ کے زمانہ سے پیدا ہوئی
(درمختار ج ا ص ۳۷۴) حقیقت الفقہ ص ۲۰۲۔

جھوٹ (۸۰) دعا دونوں خطبوں کے درمیان مکروہ تحریمی ہے۔
(درمختار ج، ص ۳۷۳) حقیقت الفقہ ص ۲۰۲۔

یہ تمام حوالہ جات ۶۱ تا ۸۰ حقیقت الفقہ ص ۱۹۹ تا ۲۰۱ میں دیے ہیں جو بالکل جھوٹ ہیں۔ ان عبارات کی اصل عربی عبارت متون سے پیش کی جائے۔

مسئلہ (۲۷) تکبیرات عیدین

جھوٹ (۸۱) نماز عیدین کی بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔
(ہدایہ ج ا ص ۶۶۶، شرح وقایہ ص ۱۵۱) حقیقت الفقہ ص ۲۰۲۔

جھوٹ (۸۲) دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کہے۔ (قدوری ص ۴۰) حالانکہ وہاں اس کے خلاف ہے۔ حقیقت الفقہ ص ۲۰۳۔

Scanned with CamScanner

مسئلہ (۲۸) غائبانہ نماز جنازہ

جھوٹ (۸۳) آنحضرتؐ نے نماز جنازہ غائبانہ بادشاہ نجاشی اور معاویہ بن مزنی اور زید بن حارثہ اور جعفر طیارؓ پر پڑھی ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۵۷) حقیقت الفقہ ص ۲۰۴۔

مسئلہ (۲۹) بعد از دفن قبر پر قرآن پڑھنا

جھوٹ (۸۴) حضرت ابن عمرؓ دفن کے بعد قبر پر سورۃ بقرہ کا اول اور آخر پڑھنا مستحب جانتے تھے۔ (درمختار ج ۱، ص ۴۲۱) حقیقت الفقہ ص ۲۰۴)

مسئلہ (۳۰) مردے کی طرف سے اسقاط دینا

جھوٹ (۸۵) مردے کی طرف سے اسقاط دینا مذموم ہے۔

(درمختار ج اص ۳۳۶) حقیقت الفقہ ص ۲۰۵۔

مسئلہ (۳۱) نماز کا منکر کافر ہے

جھوٹ (۸۶) نماز کا منکر کافر ہے۔ (ہدایہ ج اص ۲۵۱) حقیقت الفقہ ص ۱۹۲۔

مسئلہ (۳۲) غلس میں نماز صبح پڑھنا

جھوٹ (۸۷) غلس میں نماز صبح پڑھنے کی احادیث کا ثبوت

(ہدایہ ج اص ۲۶۸) حقیقت الفقہ ص ۱۹۲۔

جھوٹ (۸۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دوام غلس پر تھا۔

(ہدایہ ج ۱، ص ۲۷۱) حقیقت الفقہ ص ۱۹۲۔

مسئلہ (۳۳) نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے

جھوٹ (۸۹) امام صاحبؒ کی روایت کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے۔ لائق تصحیح ہے۔ (ہدایہ ج اص ۲۵۷) حقیقت الفقہ ص ۱۹۲۔

مسئلہ (۳۴) اذان میں ترجیع

جھوٹ (۹۰) اذان میں ترجیع حدیث سے ثابت ہے۔

(ہدایہ ج ا ص ۲۹۲، کنز ص ۲۰) حقیقت الفقہ ص ۱۹۲، حالانکہ وہاں ترجیع کا رد ہے۔

مسئلہ (۳۵) نماز کے لیے صلوۃ کہہ کر پکارنا بدعت

جھوٹ (۹۱) نماز کے لیے صلوٰۃ کہہ کر پکارنا بدعت ہے (سوا اذان کے)

(ہدایہ ص ۳۰۰، شرح وقایہ ص ۱۴۹، کنز ص ۳۱) حقیقت الفقہ ص ۱۹۳۔

مسئلہ (۳۶) زبان کے ساتھ نیت کرنا

جھوٹ (۹۲) نیت زبان کے ساتھ بدعت ہے۔

(ہدایہ ج ا ص ۳۳) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

مسئلہ (۳۷) عمامہ پر مسح

جھوٹ (۹۳) عمامہ پر مسح جائز ہے۔ (ہدایہ ج ا ص ۱۰) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

مسئلہ (۳۸) گردن کا مسح

جھوٹ (۹۴) گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔

(درمختار ج ا ص ۵۸، ہدایہ ج ا ص ۱۸) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

مسئلہ (۳۹) تیمّم کا طریقہ

جھوٹ (۹۵) تیمّم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین بطرق کثیرہ اور صحیح ہیں۔

(ہدایہ ج ا ص ۱۴۲، شرح وقایہ ص ۵۷) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

جھوٹ (۹۶) تیمّم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی۔

(ہدایہ ج ا ص ۱۴۲، شرح وقایہ ص ۵۶) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

جھوٹ (۹۷) جس حقیقۃ کو شریعت رد کرے تو وہ کفر زندقہ ہے۔

(درمختار ج ۲، ۵۲۰) حقیقت الفقہ ص ۱۸۸۔

Scanned with CamScanner

مسئلہ (۴۰) جرابوں پر مسح

جھوٹ (۹۸) سوت سے بنی ہوئی جرابوں پر مسح جائز ہے۔
(درمختار ص ۱۳۲) حقیقت الفقہ ص ۱۹۱۔

جھوٹ (۹۹) صوفیاء گانا سننے والے خال کھیلنے والے مفسد بے دین ہیں۔
(ہدایہ ج ۴ ص ۲۲۳) حقیقت الفقہ ص ۱۸۸۔

مسئلہ (۴۱)

جھوٹ (۱۰۰) پانی سے استنجاء کرنا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ادب تھا۔ باجماع صحابہؓ سنت ہوگیا۔ (درمختار ج ۱ ص ۵۲)

طہارت، وضو اور نماز کے یہ ایک صد مسائل ہیں جن پر کتاب کی جلد اور صفحہ کا نمبر بھی درج ہے اور ان کو فقہ حنفی کے مفتیٰ بہا مسائل بتا کر دعوت عمل دی گئی ہے مگر ایک حوالہ بھی صحیح نہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مولوی محمد یوسف جے پوری نے حقیقت الفقہ میں یہ سب جھوٹ اکٹھے کیے ہیں۔ ساری دنیائے غیر مقلدیت مل کر بھی ان محولہ کتابوں کے متون سے ان عبارات کی اصل عربی پیش نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ نام قرآن و حدیث کا لیتے ہیں اور حوالے جھوٹے دیتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

Scanned with CamScanner

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائیہ

ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ آج کل مسلمان اس میں بہت سستی کر رہے ہیں۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں کو نماز کی پابندی کی تلقین کی جائے۔ الحمدللہ تبلیغی جماعت اس پر رات دن محنت کر رہی ہے۔ لیکن لا مذہب غیر مقلدین بے نمازیوں پر محنت کرنے کی بجائے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی۔ یہ لوگ عوام کے سامنے رات دن یہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں لیکن جب سے (دور انگریزی) یہ فرقہ بنا ہے اس کی تحریروں اور تقریروں سے یہی پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک سے ان کی قسمت میں صرف متشابہات آئی ہیں۔ یہ طریقہ قرآن پاک کے موافق کج دلوں کا ہے اور حدیث سے ان کے حصہ میں صرف متعارضات آئی ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ایسی احادیث کے بیان کرنے سے سختی سے منع فرمایا تھا کیونکہ اس سے امت میں اختلاف شدید ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۲۷) ایسی متعارض روایات میں اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس ﷺ کا کوئی فیصلہ امت کے پاس محفوظ نہیں ہے اگر کوئی شخص ان میں سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیتا ہے تو یہ بھی امتی کا اجتہاد ہے اگر کوئی ایک حدیث کو صحیح دوسری کو ضعیف کہتا ہے تو یہ بھی امتی کا اجتہاد ہے اس لیے اہل سنت والجماعۃ ایسے موقع پر پہلے اجماع کو دیکھتے ہیں۔ اگر متعارضات میں ایک طرف کی روایات پر اجماع ہے تو ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر اجماع نہ ہو تو اس تعارض کے لیے مجتہد کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ حدیث معاذؓ سے صراحتاً ثابت ہے کہ اگر فیصلہ کتاب وسنت سے نہ ملے تو اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا جو شخص خود اجتہاد کر سکتا ہے وہ خود اجتہاد کرے اور جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ مجتہد کی تقلید کر کے راجح حدیث پر عمل کرے۔ آئمہ مجتہدین کا یہ اختلاف حق اور باطل کا اختلاف نہیں بلکہ

صواب وخطا کا اختلاف ہے اور مجتہد نہ ہی معصوم ہے نہ ہی مطعون ہے بلکہ ہر ہر حال میں ماجور ہے، خواہ دو اجر ملیں یا ایک اجر ملے، عمل بہرحال مقبول ہے۔ اس لیے کسی وسوسہ کی ضرورت نہیں۔

اس کے برعکس لامذہب غیر مقلدین کا طرز ایسی روایات کے بارہ میں نہایت خطرناک ہے۔ ان کے مولوی اپنی جہالت کو چھپانے کے لیے خود تو روپوش ہیں ان پڑھ لڑکوں کو گلی بازار میں چھوڑا ہوا ہے۔ ان کا طرز یہ ہے:

۱۔ جس سے ملتے ہیں اس پر پہلا سوال یہ کرتے ہیں کہ آپ کا فلاں عمل کس حدیث میں ہے اور شور مچاتے ہیں کہ تمہارے پاس کوئی حدیث نہیں۔ جب آپ ان سے پوچھیں کہ آپ کے پاس اس عمل کے خلاف کون سی حدیث ہے تو خاموش۔

۲۔ ان سے آپ پوچھیں کہ آپ جو فلاں عمل کرتے ہیں اس کی حدیث سنائیں تو چونکہ ان کو حدیث نہیں آتی اس لیے فوراً کہتے ہیں کہ تم ہی حدیث سناؤ کہ کس حدیث میں یہ کام منع ہے؟

۳۔ جب انہیں دکھادی جائے تو اس کو ہرگز نہیں مانتے۔ بس یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ صحاح ستہ میں نہیں۔ صحاح ستہ کے علاوہ تمام احادیث کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اور نام اہل حدیث رکھتے ہیں۔

۴۔ اگر سنن اربعہ سے حدیث دکھائیں تو کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، بخاری، مسلم سے دکھاؤ۔ اس طرح سنن اربعہ کی احادیث کے بھی منکر ہیں۔

۵۔ اگر صحاح ستہ سے کوئی حدیث دکھائیں تو فوراً اپنی طرف سے کوئی شرط لگا دیتے ہیں کہ فلاں لفظ ہوگا تو ہم مانیں گے ورنہ ہم نہیں مانیں گے گویا یہ فرقہ اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس ﷺ کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ حضرت اگر کوئی دینی مسئلہ بتانا ہو تو ہم سے پوچھ لینا کہ کن الفاظ میں مسئلہ بیان کریں اور کس شرط کے موافق بات کریں۔ اے اللہ تعالیٰ، اے نبی پاک ﷺ آپ نے اپنے الفاظ میں کوئی مسئلہ بیان فرمادیا

جو ہماری شرط کے موافق نہ ہو تو ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔یاد رہے کہ یہ لامذہب نہ خدا کی مانتے ہیں نہ رسول کی ،صرف اپنی شرط پر ایمان رکھتے ہیں۔

۶۔ اگر ایسی حدیث بھی پیش کر دی جائے جس میں وہی الفاظ ہوں اوران کی شرط بھی پوری ہو جائے تو پھر بھی اس کو بالکل نہیں مانتے بلکہ بڑے زور وشور سے کہتے ہیں یہ ضعیف ہے،ضعیف ہے،ضعیف ہے تا کہ عوام سمجھیں کہ بڑا محدث ہے حالانکہ وہ سکول کا طالب علم یا دکاندار ہوتا ہے۔الغرض انکار حدیث کے لیے یہ فرقہ ہر دھوکہ کرتا ہے۔

۷۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ احناف کی نماز غلط ہے ہم کہتے ہیں کہ اچھا ہم تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرتے ہیں۔آپ بالترتیب ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھواتے جائیں تو بالکل تیار نہیں ہوں گے۔حالانکہ احادیث لکھوانا کوئی گناہ نہیں۔

۸۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں اس کا ہر ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نماز بدنی افعال اور زبانی اذکار کا مجموعہ ہے۔آپ اپنی نماز کے اعمال اور اذکار بالترتیب لکھ دیں۔پھر ہر عمل اور ذکر کی ترتیب اور درجہ کہ یہ فرض ہے یا سنت یا نفل وغیرہ حدیث صریح سے دکھائیں،اور ہر ذکر کے بارہ میں یہ فیصلہ کہ بلند آواز سے پڑھا جائے یا آہستہ اس کی صریح حدیث دکھاتے جائیں اور ہر عمل اور ذکر میں بھول کا مسئلہ حدیث صریح سے بتاتے جائیں تو ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔کراچی، رحیم یار خان،کوہاٹ،وہاڑی،لاہور،اوکاڑہ،پل کلر والی اور ہارون آباد میں وعدہ کر کے بھاگ گئے ہیں جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نے اپنی مکمل نماز فلاں شہر میں ثابت کر دی لیکن جب کہا جاتا ہے کہ کیسٹیں لاؤ تو فوراً آ کر کہتے ہیں کہ کیسٹیں ہمارے پاس موجود ہیں ہم نے خود سنی ہیں (جب کہا جاتا ہے کہ ہمیں ان کیسٹوں سے مکمل مسائل حدیث سے سنا دو تو وہاں تکبیر تحریمہ کے مسئلہ کی بھی پوری وضاحت نہیں ملتی)

۹۔ ان لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے

کیوں ڈالتے ہیں؟ کیونکہ قرآن پاک نے وسوسے ڈالنے والے کو خناس کہا ہے نہ کہ اہل حدیث۔ تو عوام کو کہتے ہیں کہ ہم تو تحقیق کرتے ہیں۔ تو یاد رہے کہ یہ تحقیق نہیں بلکہ گناہ اور فتنہ فساد ہے کیونکہ یہ لوگ نہ تو محدث ہیں نہ مجتہد۔ بلکہ بے علم اور نا اہل ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں بے علم لوگ فتویٰ دیا کریں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ (بخاری) اور دوسری حدیث پاک میں ہے کہ: "اِذَاوُسِدَالاَ مُرُاِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَہ" (بخاری) کہ جب نا اہل کی طرف معاملہ سپرد کیا جائے گا تو وہ قیامت ڈھائے گا۔'' اور قیامت نام ہی فساد کا ہے وہ بھی دین میں فساد برپا کریں گے اور عجیب بات ہے کہ اس فساد کا نام تحقیق رکھا ہے اور یہ لوگ باوجود جاہل اور نا اہل ہونے کے مجتہدین مثل آئمہ اربعہ اور محدثین مثلاً زیلعی، عینی، علی قاری، ابن ترکمانی، علامہ انور شاہ، حضرت بنوریؒ وغیرہ پر تنقیدیں کرتے ہیں۔ ان سے جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ بیعت لیتے وقت یہ شرط لیا کرتے تھے کہ ان لا ننازع الامر اهله (بخاری) ''کہ ہم اہل فن سے منازعت نہیں کریں گے''۔ یہ نا اہل کی منازعت گناہ کبیرہ ہے لامذہبوں نے اس کا نام تحقیق رکھا ہے حالانکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ...﴾

لامذہب غیر مقلدین اور احناف کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف ہے ان مسائل میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں ہے۔ لامذہب غیر مقلدین کا یہ مسئلہ قرآن اور حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ اجماع امت اور احادیث کے خلاف محض ابن حزم ظاہری کی تقلید پر مبنی ہے۔

شریعت مطہرہ میں بعض احکام مرد عورت میں مشترک ہونے کے باوجود بعض تفصیلات میں فرق ہوتا ہے مثلاً:

۱۔ حج مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے مگر عورت کے لیے زاد راہ کے علاوہ محرم کی شرط بھی ہے یا خاوند ساتھ ہو۔

۲۔ حج سے احرام کھول کر مرد سر منڈواتے ہیں۔ مگر عورت سر نہیں منڈواتی۔

۳۔ حکم نکاح مرد عورت دونوں میں مشترک ہے مگر طلاق مرد کے ساتھ خاص ہے اس کا حق صرف مرد کو ہے اور عدت عورت کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایک مرد کو چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے مگر ایک عورت کو ایک سے زائد مرد سے نکاح کی اجازت نہیں۔

خود لامذہب غیر مقلدین بھی نماز کے بہت سے مسائل میں مرد اور عورت کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ ان کی مساجد میں مرد تو امام اور خطیب ہیں لیکن کسی مسجد میں عورت نہ امام ہے نہ خطیب۔

۲۔ ان کی مساجد میں موذن ہمیشہ مرد ہوتا ہے عورت کو کبھی موذن نہیں بناتے۔

۳۔ نماز باجماعت کی اقامت ہمیشہ مرد کہتے ہیں عورت سے اقامت نہیں کہلواتے۔

۴۔ مرد ہمیشہ اگلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں عورتوں کو اگلی صفوں میں کھڑا نہیں کرتے۔

۵۔ ان کے اکثر مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں مگر عورتیں نماز کے وقت دوپٹہ نہیں اتار پھینکتیں۔

عن عائشةؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوٰة الحائض الا بخمار (ترمذی ج ۱ ص ۸۶، ابوداؤد ج ۱ ص ۹۴)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

۶۔ ان کے مردوں کی اکثر کہنیاں اور نصف پنڈلیاں نماز میں ننگی رہتی ہیں لیکن ان کی عورتیں اس طرح نماز نہیں پڑھتیں۔

۷۔ مرد اور عورت کے سترِ عورت میں بھی فرق ہے۔

۸۔ نماز جمعہ مرد پر فرض ہے عورت پر فرض نہیں۔ اسی طرح نماز پنج گانہ کا

Scanned with CamScanner

باجماعت ادا کرنا مردوں پر لازم ہے نہ کہ عورتوں پر۔

۹۔ نماز میں کوئی بات پیش آئے تو مرد تسبیح کہے اور عورت ہاتھ سے کھٹکا کرے۔ (ترمذی وغیرہ)

ظاہر ہے کہ ان سب مسائل میں سنتوں بلکہ فرائض تک کے مقابلہ میں عورت کے ستر اور پردہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے اسی لیے آئمہ اربعہ نے رکوع، سجود اور قعدے وغیرہ کی ہیئت میں بھی مرد اور عورت کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے اور اس میں اصل علت اسی ستر پوشی کو قرار دیا ہے۔

آئمہ احناف میں سے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ عورت ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔ یہ اس کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہے اور سجدہ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے۔ یہ اس کے پردہ کے زیادہ مناسب ہے۔

امام شافعیؒ کتاب الام ج ۱، ص ۱۱۵ میں فرماتے ہیں عورت کے لیے پسندیدہ یہی ہے کہ سمٹ کر سجدہ کرے کیونکہ یہ زیادہ باعث ستر ہے اور ساری نماز میں ستر کا اہتمام کرے۔

امام نوویؒ نے مجموع میں اس طرح مذہب شافعی بیان کیا ہے۔

مالکیہ میں سے ابوزید قیروانی نے الرسالہ میں صراحت فرمائی ہے کہ ابن زیاد کی روایت جو صحیح ہے یہی ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے۔

(بحوالہ نصب العمود ص ۵۰)

حنابلہ کی معتبر کتاب مغنی ابن قدامہ میں بھی اس فرق کی صراحت موجود ہے۔ (قال الامام الخرقی الحنبلیؒ)

والرجل والمرأة فی ذلک سواء الاان المرأة تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وتجلس متربعة اوتسدل رجلیها فتجعلها فی جانب یمینها (قال الشارح ابن

قدامة الحنبلیؒ) الاصل ان یثبت فی حق المرأة من احکام الصلوٰة ماثبت للرجال لان الخطاب یشملها غیر انها خالفته فی ترک التجا فی لانها عورة فاستحب لها جمع نفسها لیکون استرلها فانه لایومن ان یبدو منها شیئ حال التجا فی وذٰلک فی الافتراش قال احمد والسدل اعجب الی واختاره الخلال.

(المغنی لابن القدامہ ج۱،ص۵۶۲)

امام خرقی حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ مرد وعورت اس میں برابر ہیں سوائے اس کے کہ عورت رکوع وسجود میں اپنے آپ کو اکٹھا کرے (سکیڑے) پھر یا تو چہار زانو بیٹھے یا سدل کرے کہ دونوں پاؤں کو دائیں جانب نکال دے، ابن قدامہ حنبلیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ عورت کے حق میں نماز کے وہی احکام ثابت ہوں جو مرد کے لئے ثابت ہیں کیونکہ خطاب دونوں کو شامل ہے بایں ہمہ عورت مرد کی مخالفت کرے گی ترک تجافی میں (یعنی عورت مرد کی طرح رانوں کو پیٹ سے دور نہیں رکھے گی بلکہ ملائے گی) کیونکہ عورت ستر کی چیز ہے لہٰذا اس کیلئے اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھنا مستحب ہے تاکہ یہ اس کیلئے زیادہ ستر کا باعث بنے وجہ یہ ہے کہ عورت کیلئے رانوں کو پیٹ سے جدا رکھنے میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عضو کھل جائے

محدثین میں سے ابن دقیق العید نے شرح عمدة الاحکام میں اور ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اسی کو بیان فرمایا ہے بلکہ غیر مقلدین میں سے امیر یمانی نے سبل السلام میں مولانا عبدالجبار غزنویؒ نے فتاویٰ غزنویہ میں اور مولوی علی محمد سعیدی

نے فتاویٰ علمائے حدیث میں اسی طرح لکھا ہے بلکہ مولوی عبدالحق ہاشمی مہاجر مکی غیر مقلد نے اس فرق پر پورا رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے **نصب العمود فی تحقیق مسئلۃ تجافی المرأۃ فی الرکوع والسجود والقعود۔**

مثال: آنحضرت ﷺ کا فرمان پاک ہے کہ مکھی پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو اور وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے مجتہدین نے اجماعاً یہ علت تلاش کر لی کہ مکھی کی رگوں میں دم مسفوح (رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون) نہیں ہے۔ اس لیے جس جانور میں یہ علت پائی جائے گی وہاں یہی حکم پایا جائے گا چنانچہ مچھر، جگنو، بھڑ، چیونٹی وغیرہ سینکڑوں جانوروں کا حکم معلوم ہو گیا کہ ان کے گرنے سے اجماعاً چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ اسی طرح کتاب و سنت اور اجماع سے مجتہدین نے اجماعاً یہ سمجھا کہ عورت کے پردہ کا اتنا اہتمام ہے کہ بعض اجماعی سنتیں مثلاً اذان، اقامت، امامت بلکہ بعض فرائض مثل جمعہ و جہاد ان سے ساقط کر دیے گئے۔ پس نماز میں بھی اس کے ستر کا کامل خیال رکھا گیا۔

۱۔ **عن وائل بن حجرؓ قال قال لی رسول اللہ ﷺ یا وائل ابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرأۃ تجعل یدیھا حذاء ثدییھا۔**

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن حجر جب تم نماز پڑھو تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے۔

(کنز العمال ج ۷، ص ۳۰۷، مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۰۳، ج ۹، ص ۳۷۴، طبرانی ج ۲۲ ص ۲۰۱۹)

اسی پر عمل امت میں جاری رہا مرکز اسلام کوفہ میں امام حماد یہی فتویٰ دیتے تھے کہ عورت جب نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھ چھاتی تک اٹھائے۔

منبع اسلام مدینہ منورہ میں امام زہریؒ یہی فتویٰ دیتے تھے کہ عورت اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے اور ام درداءؓ بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتی تھیں۔

عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال رأيت ام الدرداء ترفع يديها في الصلوٰة حذو منكبيها . (جزء رفع الیدین للامام البخاری ص ۷)

حضرت عبدربہ بن سلیمان بن عمیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام درداءؓ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی ہیں۔

اسی طرح مجمع الاسلام مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء یہی فتویٰ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہاتھ اٹھانے میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

اور اس خیر القرون میں کسی ایک فرد نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا کیونکہ لامذہب اس زمانہ میں نہ تھے۔

۲۔ استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی تحریر فرماتے ہیں:

واما في حق النساء فاتفقوا على ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر۔ (السعایہ ج ۲ ص ۱۵۶)

عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینے پر ہاتھ رکھنا ہے۔

قال الامام ابو الحسن علي بن ابي بكر الفرغاني الحنفیؒ "والمرأة ترفع يديها حذاء منكبيها هو الصحيح لانه استرلها وقال ايضاً والمرأة تنخفض في سجودها وتلزق بطنها بفخذيها لان ذلك استرلها.

(ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۱۰)

امام ابوالحسن علی بن ابوبکرؒ فرماتے ہیں "اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنے مونڈھوں تک اٹھائے یہی صحیح ہے کیونکہ یہ طریقہ اس کیلئے زیادہ پردہ کا ہے نیز آگے چل کر فرماتے ہیں، اور عورت اپنے سجدہ میں پست رہے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے

Scanned with CamScanner

کیونکہ یہ اس کیلئے زیادہ پردے کا باعث ہے۔

یہ مسئلہ بھی اجماعی ہے اور اجماع امت کا مخالف بحکم قرآن و حدیث دوزخی ہے اور حدیث میں اجماع سے کٹنے والے کو شیطان بھی کہا گیا ہے۔

افسوس ہے کہ غیر مقلدین مرد بھی عورتوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ایک جگہ غیر مقلدین کا وجود نہیں تھا۔ کوئی غیر مقلد وہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کا یہ نیا طریقہ دیکھ کر دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ عجیب آدمی ہے کہ خدا نے اس کو مرد بنایا مگر یہ نماز عورتوں والی پڑھتا ہے۔ دوسرے نے کہا اس نے نماز اپنی بے بے جی سے سیکھی ہوگی۔ اس لیے ویسی ہی نماز پڑھتا ہے۔

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورت کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنا چاہیے، حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔ (شامی ج ا، ص ۳۲۹)

عورت کے لیے اس طرح ہاتھ رکھنا بھی اجماعی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف منقول نہیں۔

فائدہ: آنحضرت ﷺ کے ہاتھ باندھنے کی روایات مختلف ہیں کسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ کسی میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا، کسی میں ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھا۔ فقہاء جو بفرمان رسول ﷺ حدیث کے معانی زیادہ سمجھتے ہیں انہوں نے ایسا طریقہ سمجھایا کہ تمام احادیث پر عمل ہوگیا۔ ہتھیلی ہتھیلی پر بھی آگئی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کو پکڑ بھی لیا اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں بازو پر بچھ بھی گئیں۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اس قدر کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (عالمگیری)

Scanned with CamScanner

اس میں بھی ستر کا زیادہ اہتمام ہے اور اس کے خلاف بھی کسی سے منقول نہیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر۔ (عالمگیری)

کیونکہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ (عالمگیری)

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنے چائیں اور عورتوں کو ملا کر رکھنے چاہیں۔ (عالمگیری)

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدوں میں دونوں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑے رکھنے چاہئیں عورتوں کو نہیں۔ (عالمگیری)

عن ابن عمرؓ مرفوعاً اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت فخذها علی فخذها الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنها فی فخذها کاستر ما یکون لهافان الله تعالیٰ ینظر الیها یقول یا ملائکتی اشهدکم انی قد غفرت لها.

(بیہقی ج ۲، ص ۲۲۳)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو ایک ران دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے جو زیادہ ستر کی حالت ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں اے فرشتو گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان یتجا فوا فی سجودهم خوب کھل کر سجدہ کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے ان ینخفضن فی سجودهن کہ وہ خوب سمٹ کر سجدہ کیا کریں۔

(بیہقی ج ۲ ص ۲۲۲)

امام ابو داؤدؒ مراسیل میں روایت فرماتے کہ آنحضرت ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو فرمایا:

اذا سجد تما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأة فی ذلک لیست کالرجل. (مراسیل ص ۸، بیہقی ج ۲، ص ۲۲۳)

جب تم دونوں سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین سے ملا دو بے شک عورت اس بارہ میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

آخری خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ:

اذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذیها (ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۰۲)

جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے اور اپنی رانوں کو ملا لے۔

جب عبداللہ بن عباسؓ سے عورت کی نماز کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا:

تجتمع وتحتفز (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۰۲)

یعنی خوب اکٹھی ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھے۔

عن مجاهد انه کان یکره ان یضع الرجل بطنه علی فخذیه اذا سجد کما تضع المرأة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۷۰)

حضرت مجاہد اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں پر رکھے جیسا کہ عورت رکھتی ہے

اسی طریق پر عمل جاری رہا۔ چنانچہ کوفہ میں امام ابراہیم نخعیؒ یہی فتویٰ دیتے

تھے کہ عورت مرد کی طرح کھل کر سجدہ نہ کرے بلکہ خوب سمٹ کر سجدہ کرے۔ مدینہ منورہ میں حضرت مجاہدؒ اور بصرہ میں امام حسن بصریؒ یہی فتویٰ دیتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۰۲، ۳۰۳)

دور صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا اور آئمہ اربعہ کا بھی اس پر اجماع ہے۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہیے اور دائیں پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دینے چاہئیں۔ اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔　(عالمگیری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ فرمایا کہ پہلے چوکڑی بیٹھتی تھیں پھر ان کو حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔　(جامع المسانید امام اعظم ج ۱، ص ۴۰۰)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ سمٹ کر بیٹھیں۔　(بیہقی ج ۲، ص ۲۲۲)

پہلی تمام روایات اور امت کا اجماع بھی اس کی تائید میں ہے۔

مولانا محمد داؤد غزنویؒ کے والد امام عبدالجبار غزنویؒ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیے یا نہیں؟ آپ نے جواب پہلے مراسیل ابوداؤد والی حدیث نقل کر کے لکھا: "اسی پر تعامل اہل سنت مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے۔" پھر چاروں مذاہب کی کتابوں سے حوالے پیش کر کے تحریر فرماتے ہیں: "غرض کہ عورتوں کا انضمام و انخفاض نماز میں احادیث و تعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کتب حدیث و تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔"

(فتاویٰ غزنویہ ص ۲۷، ۲۸، فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۳ ص ۱۴۸، ۱۴۹)

Scanned with CamScanner

الغرض احادیث مذکورہ اور اجماع امت اس پر نص ہیں کہ ان مسائل میں مرداور عورت کی نماز میں فرق ہے۔ابن حزم اور اس کے مقلدین کے پاس کوئی نص ہرگز موجود نہیں۔فقہاء نے اجماعاً ان احادیث سے عموم مراد نہیں لیا اور معانی حدیث میں فقہاء پر ہی اعتماد اصل دین ہے۔

عورتوں کا مسجد میں آ کر نماز پڑھنا

اعتراض: حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں عید کی نماز میں مردوں کے ساتھ شریک ہوں اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں آ کر نماز پڑھنے سے مت روکو۔مگر فقہا نے حدیث کے بالکل خلاف عورتوں کو مسجد میں آنا، جماعت یا جمعہ یا عید کے لیے مکروہ قرار دے دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا کھلا مقابلہ ہے۔

جواب: جس طرح اہل قرآن نامی فرقہ یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ احادیث قرآن کے خلاف ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں تبتل کا حکم ہے ﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل) اور حضور ﷺ نے تبتل سے منع فرمادیا "ان النبی ﷺ نهى عن التبتل" (ترمذی ج۱ص ۳۹۸) اور قرآن پاک میں مسافر وغیرہ کے لیے حکم ہے۔﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ...﴾ کہ روزہ رکھنا بہتر ہے۔اور حضور ﷺ نے فرمایا:"لیس من البر الصیام فی السفر" سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔یہ کھلم کھلا رسول اللہ ﷺ نے خدا کا مقابلہ کیا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ میں نہ اختلاف ہے نہ مقابلہ۔یہ صرف آپ کی کج فہمی ہے یہی حال ان غیر مقلدین کا ہے یہ حدیث اور فقہ میں مقابلہ ثابت کرنے کے لیے دھوکہ دیتے ہیں جس طرح اہل قرآن سے ہم کہتے ہیں کہ فہم قرآن میں جب رسول اقدس ﷺ سے منکرین حدیث اختلاف کریں گے تو آنحضرت ﷺ کے فہم قرآن پر اعتماد ہوگا نہ کہ منکرین حدیث کے فہم قرآن پر۔اس طرح جب فقہاء اور غیر مقلدین کے درمیان فہم قرآن و حدیث میں اختلاف ہوگا تو بحکم اللہ تعالیٰ ﴿لِيَتَفَقَّهُوْا فِي

الذِّینِ...﴾ اور بحکم رسول اللہ ﷺ: "رب حامل فقه غیر فقه" (الحدیث) اور بتحقیق محدثین "الفقهاء اعلم بمعانی الحدیث" (ترمذی) فہم فقہاء پر اعتماد ہوگا نہ کہ غیر مقلدین کی کج فہمی پر اعتماد ہوگا۔ زیر بحث مسئلہ میں نہ تو فقہاء نے کبھی یہ کہا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتیں مساجد میں نہیں جاتی تھیں نہ آپ ؐ کے حکم سے انکار کیا البتہ فقہاء کا یہ کہنا ہے کہ قرآن کا بھی ہر حکم ایک درجہ میں ہوا۔ امر کا صیغہ بعض اوقات وجوب کے لیے آتا ہے جیسے ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ...﴾ کبھی استحباب کیلئے جیسے ﴿وَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِیْرَ﴾ کبھی اباحت کے لیے جیسے: ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا...﴾ (القرآن)

فقہاء کا کہنا ہے کہ مردوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم تاکیدی تھا۔ لیکن عورت کے لیے یہ حکم نہ استحباب کے لیے تھا نہ تاکید کے لیے اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا: "اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں ان گھروں کو جلانے کا حکم دیتا جن کے مرد مسجد میں نہیں۔ (مشکوۃ) آپ ﷺ نے عورتوں کو اجازت ضرور دی مگر ساتھ ہی فرمایا:

۱۔ عن ام سلمة زوج النبی ﷺ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قعر بُیُوْتِھِنَّ (مستدرک حاکم ج۱،ص۲۰۹)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے لیے ان کے نماز پڑھنے کی جگہوں میں سب سے بہتر جگہ ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔

۲۔ حضرت ام سلمہؓ ہی فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا اندر کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور برآمدے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (طبرانی مجمع الزوائد ج۲،ص۳۴)

۳۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تمنعوا نساء کم المساجد و بیوتھن خیر لھن. (مستدرک، حاکم ج۱ص۲۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو اور ان کے لیے ان کے گھر زیادہ بہتر ہیں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ (یعنی لوگوں کے دلوں میں اس کے متعلق گندے خیالات اور وساوس ڈالتا ہے۔) اور عورت اپنے گھر کی سب سے زیادہ بند کوٹھڑی ہی میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج۱، ص۱۸۸ بحوالہ طبرانی)

۵۔ اسی طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے۔

(مجمع الزوائد ج۲، ص۳۵)

۶۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک عورت آئی اور بڑے ناز سے زینت کیے ہوئے مسجد میں داخل ہوئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنی عورتوں کو منع کرو، زینت کا لباس پہن کر اور ناز کے ساتھ مسجد میں آنے سے۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل پر لعنت نہیں ہوئی۔ (یعنی اللہ کا غصہ ان پر نہیں اترا) یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے بناؤ کیا اور مسجدوں میں ناز کے ساتھ داخل ہونے لگیں۔

(ابن ماجہ مترجم ج۳، ص۲۷۶)

۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک عورت کو دیکھا کہ مسجد کو جا رہی ہے اور خوشبو لگائے ہوئے ہے، انہوں نے کہا! اے اللہ کی بندی تو کہاں جا رہی ہے؟ وہ بولی مسجد میں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا تو نے خوشبو لگائی ہے؟ وہ بولی ہاں، ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس عورت نے عطر لگایا اور مسجد میں گئی اس کی نماز قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ غسل کرے۔ (یعنی خوشبو کو دھو ڈالے اپنے بدن اور کپڑے سے)

(ابن ماجہ ج۳، ص۲۷۶)

Scanned with CamScanner

۸۔ حضرت ام حمیدؓ (جو آپؐ کے صحابی ابو حمید الساعدیؓ کی بیوی ہیں) فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلے کی عورتوں کو ہمارے خاوند مسجد میں آنے سے منع کرتے تھے۔ میں نے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپؐ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھا کریں مگر ہمارے خاوند ہمیں اس سے منع کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا گھروں کے اندر نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور برآمدے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صحن میں نماز پڑھنا (میرے ساتھ مسجد نبویؐ میں) باجماعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

(طبرانی، مجمع الزوائد ج ۲، ص ۳۴)

اس کے بعد ام حمید نے حکم دیا کہ میرے گھر کے تاریک کمرے میں میری نماز کی جگہ بنادو اور وہ وصال تک وہیں نماز ادا فرماتی رہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۳۴)

۹۔ عن عائشةؓ قالت لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد. (بخاری ج ۱، ص ۱۲۰، مسلم ج ۱، ص ۱۸۳، عبدالرزاق ج ۳، ص ۱۴۹)

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ اس (آزادی) کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے ظاہر کی ہے تو آپؐ ان کو مسجد میں جانے سے ضرور منع فرمادیتے۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجدوں سے نکال دیتے اور فرماتے اپنے گھر جاؤ۔ تمہارے گھر تمہارے لیے بہتر ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۲، ص ۳۵)

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مار مار کر مسجد سے نکالتے (عمدۃ القاری ج ۳، ص ۲۲۸) یہ سب صحابہ کی موجودگی میں ہوتا تھا۔

۱۲۔ حضرت فاروق اعظمؓ جب مسجد میں نماز کے لیے تشریف لاتے تو آپ کی بیوی عاتکہ بھی پیچھے ہولیتیں۔ حضرت عمرؓ بہت ہی غیور تھے وہ اس کے مسجد جانے کو مکروہ جانتے تھے۔ (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۳۳)

Scanned with CamScanner

مندرجہ بالا احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہی قبیلہ بنی ساعد کے لوگوں نے اپنی بیویوں کو مسجد میں آنے سے روکنا شروع کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے خاوندوں کو نہیں ڈانٹا بلکہ عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں سختی سے مسجد میں آنے سے روکتے تھے کہ اب دور فتنے کا آ گیا ہے اور کسی صحابیؓ نے ان کی مخالفت نہیں کی نہ ان کو مخالف حدیث کہا۔

اب غیر مقلدین جو اس پر زور دیتے ہیں کہ عورتیں مساجد میں آ کر جماعت، جمعہ، عیدین میں شریک ہوں شاید یہ لوگ اپنے امام مسجد کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی اور پرہیز گار سمجھتے ہیں اور اپنی مسجد کو مسجد نبوی سے زیادہ مقدس خیال کرتے ہیں اور اپنے آج کے زمانے کو خیر القرون دور نبوت اور دور صحابہؓ سے بہترین زمانہ خیال کرتے ہیں اور اپنی عورتوں کو صحابیاتؓ اور تابعیاتؒ سے زیادہ عفیف اور پاک باز جانتے ہیں۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر جس کام کی حضرتؐ نے تاکید نہیں فرمائی، صحابہ کرامؓ نے شدید مخالفت کی آپ لوگ اس کو اتنا موکد کیوں سمجھتے ہیں کہ اس پر فقہاء کو گالی گلوچ دینے تک کو جائز سمجھتے ہو اور مسلمانوں کی مساجد میں فتنہ ڈالتے ہو حالانکہ فتنہ ڈالنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

بتائیے اس فحاشی اور عریانی کے دور میں اس بات کی گارنٹی غیر مقلدین ہی دے سکتے ہیں کہ عورتیں خوشبو، پاؤڈر اور بھڑکیلا لباس استعمال نہ کریں گی اور نگاہ نیچی رکھیں گی اور راستے میں فساق و فجار کی نگاہیں بھی نیچی رہیں گی۔

الغرض فقہاء نے فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنے سے روکا ہے۔ فتنے کا احساس جب خیر القرون میں ہی ہو گیا تھا تو اس دور میں فتنے کا انکار کون کر سکتا ہے اور کس آیت اور حدیث میں ہے کہ فتنہ کی حالت میں ہی عورتوں کو مسجد میں جانے کی تاکید ہے؟

Scanned with CamScanner

Blank
۲۹۸

نماز میں
ھاتھ ناف کے
نیچے باندھنا

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضرت ﷺ سے جس طرح قرآن پاک لفظی تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اسی طرح آپؐ سے نماز عملی تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ مسلمان ہر ملک میں ہر گھر میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن جس طرح متواتر قرآن کے خلاف بعض شاذ قرأتیں کتابوں میں ملتی ہیں۔ مگر ان کو آج تک مسلمانوں نے تلاوت قرآن میں شامل نہیں کیا۔ اسی طرح اس متواتر عملی نماز کے خلاف بھی بعض شاذ روایات کتابوں میں ملتی ہیں مگر ان کو اہل اسلام نے اپنی متواتر نماز میں داخل نہیں کیا۔

مثلاً: قرآن پاک میں سب مسلمان یہ آیت پڑھتے ہیں ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ٥ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ٥ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالاُنْثٰى ٥﴾ (اللیل ا تا ۳) مگر بخاری شریف میں قرأت یوں ہے۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ٥ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ٥ وَالذَّكَرَ وَالاُنْثٰى ٥ (بخاری ۲/۷۳۷) اب تمام مسلمان اسی متواتر قراءت کی تلاوت کرتے ہیں۔

اس ملک میں جس طرح قرآن پاک حنفی لے کر آئے اسی طرح حضورؐ کی نماز بھی احناف کے ذریعہ یہاں پہنچی، اس ملک میں قرآن پاک قاری عاصم کوفی کی قرأت اور قاری حفص کوفی کی روایت کے مطابق پہنچا تو نماز بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کوفی کی تدوین کے مطابق پہنچی اب کوئی شاذ قرأتوں کے اختلاف سے اس قرآن پاک کے بارے میں وسوسے ڈالنے لگےاور اس قرآن کو کوفی قرآن کہہ کر اس کا انکار کرے تو یہ کوئی دینی خدمت نہیں ہوگی۔ اسی طرح بعض شاذ متروک اور مرجوح روایات کی بنا پر اس متواتر نماز کے خلاف وسوسے ڈالے اور اس کو کوفی نماز کہہ کر غلط قرار دے تو یہ دین دشمنی ہے۔

اس ملک میں کافروں کو مسلمان احناف نے کیا اور ان کو نماز سکھائی تو سب لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے، بارہ سو سال کے طویل عرصہ میں کبھی

یہ آواز نہیں اٹھی کہ نماز کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے اس بارہ سو سال کے طویل عرصہ میں یہاں کے علماء اولیاء اللہ اور عوام حج اور تعلیم کے لیے حرمین شریفین کا سفر کرتے رہے مگر وہاں بھی کسی عالم نے ان کو یہ نہ کہا کہ تم خلاف سنت نماز پڑھتے ہو، پوری تاریخ اسلام میں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا۔

۱۲۹۰ھ میں نہ مکہ مکرمہ میں نہ مدینہ منورہ میں نہ کسی اسلامی سلطنت میں بلکہ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں ہندوستان میں مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے ایک اشتہار کے ذریعہ اس متواتر عملی نماز کے خلاف آواز اٹھائی کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے، یہ اشتہار شہر شہر قریہ قریہ پھیلایا گیا، اس اشتہار نے حکومت برطانیہ کی لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کو عملی جامہ پہنایا۔ اور برصغیر کی ہر مسجد اور ہر گھر کو میدان جنگ بنا کر رکھ دیا۔ قرآنی حکم ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ...﴾ کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی۔ حکومت برطانیہ کی تعریف اور اکابر اسلام پر سب وشتم کر کے لعن آخر هذه الامة اولها کا غلغلہ بلند کیا۔

اب فطری بات تھی کہ اس متواتر نماز کے خلاف ان کے پاس کون سی متواتر دلیل تھی۔ ان سے سوال ہوا کہ سینے پر ہمیشہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کی کوئی متواتر دلیل آپ حضرات کے پاس ہے تو مولوی ثناء اللہ نے کہا۔

پہلی دلیل

قرآن پاک کی یہ آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ نماز پڑھو اور سینے پر ہاتھ باندھو (فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۹۵) اندازہ لگائیے کہ متواتر نماز کے خلاف قرآن کے غلط ترجمہ میں بعض روافض کی تقلید کی گئی۔ جبکہ احادیث صحیحہ میں وانحر کی تفسیر قربانی کرنے سے آئی ہے۔ تو کہنے لگے ہم سینوں کے موافق اس آیت کی تفسیر قربانی سے بھی کرتے ہیں اور رافضیوں کے موافق سینے پر ہاتھ باندھنے

سے بھی تو کہا گیا کہ جب اس آیت میں نماز عید اور قربانی کا ذکر ہے تو آپ بھی عید کی نماز کے بعد جب قربانی کریں تو ہاتھ سینے پر باندھ لیا کریں۔ دیکھئے متواتر نماز کے خلاف کس طرح قرآن پاک کی آیت کا غلط مطلب لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کی حفاظت فرمائیں۔

دوسری دلیل

اس متواتر نماز کے خلاف غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری، مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۴۴۳۔ فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۹۱) مگر افسوس کہ یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے، نہ مرزا کی یہ بات بخاری میں ہے نہ مولوی ثناء اللہ کی بات بخاری و مسلم میں ہے مرزا نے صرف بخاری پر جھوٹ بولا اور ثناء اللہ نے بخاری و مسلم دونوں پر۔

تیسری دلیل

اس متواتر نماز کے خلاف قرآن پاک بخاری اور مسلم پر جھوٹ بولنے کے بعد ایک اور دلیل تلاش کی گئی۔ ابن ماجہ، ترمذی، دار قطنی اور مسند احمد میں دو جگہ ایک حدیث حضرت ہلب سے تھی۔ کہیں یہ الفاظ تھے کہ آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا، کسی میں تھا کہ ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا، مسند احمد میں ایک جگہ ھذہ علی ھذہ میں کاتب کی غلطی سے یوں ہو گیا۔ یضع ھذہ علی صدرہ یہاں صدرہ کاتب کی غلطی تھی کیونکہ مجمع الزوائد کنز العمال اور جمع الجوامع میں یہ لفظ نہیں آیا جبکہ مسند احمد کی زیادات سب ان کتابوں میں درج ہیں، دوسرے ھذہ کو کاتب نے غلطی سے صدرہ کر دیا تھا، پہلے ھذہ کو مولوی ثناء اللہ نے یدہ سے بدل دیا (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۴۵۸، مسند احمد ۵/۲۲۶) اور اس طرح تحریف لفظی کر کے متواتر نماز کو غلط قرار دینے پر زور لگایا گیا۔

چوتھی دلیل

قرآن پاک کی تحریف معنوی، بخاری مسلم پر جھوٹ اور مسند احمد میں تحریف لفظی کرنے پر بھی مسئلہ ثابت نہ ہوا تو آخری سہارا صحیح ابن خزیمہ کو بنایا گیا۔ اس میں ایک حدیث حضرت وائلؓ سے ہے جس میں علی صدرہ کا لفظ ہے مگر سند یوں تھی مومل بن اسماعیل، سفیان، عاصم، کلیب، وائل۔ ان میں پہلا راوی انتہائی ضعیف اس کے بعد کے تینوں راوی کوفی تھے، ان کا عقیدہ ہے کہ عراقی ہزار حدیث بھی سنا دے تو نوسو نوے تو چھوڑ ہی دے اور باقی دس میں بھی شک کر (حقیقت الفقہ ص ۱۰۱) نیز سفیان کو یہ لوگ آہستہ آمین کی حدیث میں غلط کار قرار دے چکے ہیں، اور عاصم کو ترک رفع یدین کی حدیث میں ضعیف کہہ چکے ہیں اور کلیب کو بھی ترک رفع یدین کی ایک روایت میں ضعیف کہہ چکے ہیں۔ ان چاروں راویوں میں سے ایک بھی کسی سند میں آجائے تو یہ اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں تو جس سند میں یہ چاروں اوپر نیچے آجائیں، وہ کیسے صحیح ہو سکتی تھی۔ آخر اس کا حل یہ تلاش کیا گیا کہ سند ہی بدل دی۔ اور حدیث سے ابن خزیمہ ۱/۲۴۳ کی سند اتار کر مسلم ۱/۱۷۳ کی سند لگا دی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۴، فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱ ص ۹۱) وہ سند یہ ہے کہ **عفان عن همام عن محمد بن جحادہ عن عبدالجبار بن وائل عن علقمة بن وائل عن ابیه** ایک متواتر نماز کو غلط قرار دینے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا کر انگریز کو خوش کرنے کے لیے کیسی کیسی حرکتیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو اپنی حفاظت میں رکھیں۔

پانچویں دلیل

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس متواتر نماز کو غلط ثابت کرنے کے لیے قرآن پاک کی تحریف معنوی کی، بخاری مسلم پر جھوٹ بولا، مسند احمد کی حدیث میں تحریف لفظی کی، صحیح ابن خزیمہ کی سند تبدیل کی آخر تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ آخر گوجرانوالہ کے مستری نور حسین میدان میں نکلے آپ نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین ۲۰/۱۹ پر

حضرت وائل کی ایک حدیث لکھی جس میں علیٰ صدرہ کا لفظ لکھا اور صحیح مسلم ۱ر۱۷۳، ابن ماجہ ص ۶۴، دارمی ص ۱۰۷، دار قطنی ص ۱۱۸، ابوداؤد ص ۱۹۳، بخاری ص ۱۴۱، مسند احمد ۳ر۱۴۷، مشکوۃ آٹھ کتابوں کا حوالہ دیا، جبکہ ان میں یہ جملہ کسی ایک میں بھی موجود نہیں ہے، ایک ہی سانس میں حدیث کی آٹھ کتابوں پر جھوٹ بڑے حوصلے کی بات ہے، اگرچہ حدیث پاک میں جھوٹ بولنا منافق کی نشانی قرار دیا گیا ہے، مگر اہل حدیث نے وہ ریکارڈ توڑ ڈالا کیونکہ ہمیں کسی ایسے منافق کا نشان نہیں ملا جس نے ایک ہی سانس میں حدیث کی آٹھ کتابوں پر جھوٹ بول دیا ہو اگر کسی صاحب علم کو ایسا منافق معلوم ہو تو ہمارے علم میں ضرور اضافہ فرمائیں۔

فقہ پر جھوٹ

اب غیر مقلدین جب ہر طرف سے لاجواب ہو گئے تو بے چارے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے یوں لکھ مارا۔ ''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے (ہدایہ ۱ر۳۵۰) سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق آئمہ محدثین صحیح ہے (ہدایہ ۱ر۳۵۰ شرح وقایہ ص ۹۳) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں ہے (شرح وقایہ ص ۹۳) یہ چاروں حوالے محض جھوٹ ہیں۔ کوئی غیر مقلد ہدایہ اور شرح وقایہ کے متن کی اصلی عبارت پیش کر دے جس کا یہ ترجمہ ہو تو ہم دس ہزار روپے فی حوالہ انعام دیں گے۔ اور آخر میں آپ حیران ہوں گے یہ بھی لکھ دیا گیا کہ ''مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر باندھنے کی دلیل کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھتے تھے (ہدایہ ۱ر۳۵۱'' یہ بھی محض جھوٹ ہے کیا کوئی غیر مقلد ہے جو ہمت کرکے اس عبارت کی اصل عربی ہدایہ کے متن میں دکھا سکے اور دس ہزار روپیے مزید انعام لے۔

اور یاد رہے کہ صاحب ہدایہ کا وصال ۵۹۳ھ میں ہو گیا تھا۔ اور حضرت مظہر جان جاناں ان کے وصال کے ۵۱۸ سال بعد ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ان کا قول اور عمل صدیوں پہلے کی کتاب میں کیسے درج ہو گیا، یہ سارے جھوٹ حقیقت الفقہ ص ۱۹۳ پر ہیں۔

نوٹ: فتاویٰ علمائے حدیث (۹۳/۳) پر حضرت وائل کی ایک روایت السنن الکبریٰ کے حوالے سے مذکور ہے، علامہ ابن ترکمانی نے اس پر تحریر فرمایا تھا کہ اس میں محمد بن حجر کے بارے میں امام ذہبیؒ نے فرمایا اس کی احادیث منکر ہیں اورام عبدالجبار مجہول ہے (الجوہر النقی ۳/۲) علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ اس سند کا راوی سعید بن عبدالجبار بھی ضعیف ہے۔ (کذافی المیزان والتقریب، آثار السنن ۱/۶۹)

جھوٹ پر جھوٹ

فتاویٰ علمائے حدیث (۹۴/۳) پر ہے کہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اعتراف فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے حنفیہ ایسے دلائل سے حجت پکڑتے ہیں جو موثق نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ عبارت عمدۃ القاری میں موجود نہیں ہے پھر ابن امیر الحاج کی شرح منیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں حضرت وائلؓ کی سینے والی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، یہ بات بھی شرح منیہ میں نہیں ملی پھر فتاویٰ علمائے حدیث (۹۵/۳) پر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی شافعیؒ کی کتاب عوارف المعارف سے نقل کیا ہے کہ والنحر کا معنیٰ ہے ہاتھ سینے پر رکھو، عوارف المعارف عربی ص ۳۰۹ پر تحت الصدر اور مترجم اردو ص ۶۴۳ پر ہے کہ سینے کے نیچے رکھو، افسوس ہے کہ جھوٹ اور خیانت میں ان لوگوں نے سب کو مات کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا محافظ ہے تاہم (فتاویٰ علمائے حدیث ۹۲/۳) پر یہ تسلیم کرلیا کہ "سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث نہ آئمہ اربعہ کو پہنچی نہ ہی صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں اس پر عمل تھا تاہم یہ عمل نہ ہونا تنسیخ کی دلیل نہیں" حیرت ہے کہ باقی نماز تو بچوں تک کو پہنچ جائے مگر یہ نماز کی حدیث آئمہ اربعہ صحابہ اور تابعین کو خواب میں بھی نظر نہ آئے اس سے بڑھ کر شذوذ اور کیا ہوگا۔

(۱) ذکر الاثرم قال حدثنا ابو الولید الطیالسی قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدری عن عقبة بن صهبان سمع علیا یقول فی قول اللہ عزوجل

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾قال وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ تحت السرۃ (التمہید ج ۲۰، ص ۷۸)

حضرت عقبہ بن صہبان ؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(۲) عن وائل بن حجر قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۳۹۰ الشافعی استاد بخاری)

ترجمہ: حضرت وائل فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر زیر ناف رکھا۔ اس کی سند نہایت صحیح ہے۔

(آثار السنن ۱/۶۹)

مولوی محمد حنیف فرید کوٹی جھنگوی اس سنت رسول کا مذاق یوں اڑاتے ہیں ''حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آلہ تناسل پر ہاتھ باندھتے ہیں'' (قول حق ص ۲۱)

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستاں نوا سنجی

(۳) عن علی قال سنۃ الصلوۃ وضع الایدی علی الایدی تحت السرر (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۰۱/۱ مسند احمد ۱/۱۱۰)

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔

(۴) سنت دائمی عمل کو کہتے ہیں غیر مقلد اگر ایک صحیح حدیث پیش کریں جس سے حضورؐ کے سینے پر ہاتھ باندھنے کو کسی خلیفہ راشد نے دائمی عمل یعنی سنت قرار دیا ہو تو ہم

ان کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔

(۵) عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الیدالیمنی علی الیسری فی الصلوۃ تحت السرۃ (۳۲/۲ بحوالہ ابن حزم ۱۱۳/۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے فرمایا تین باتیں سب نبیوں کے اخلاق میں ہیں جلد افطار کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر زیر ناف رکھنا۔

کیا کوئی غیر مقلد انبیاء علیہم السلام کا دائمی عمل سحر و افطار کی طرح سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت کرسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

(۶) عن ابی ہریرۃؓ قال وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ. (الجوہر بحوالہ ابن حزم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ نے کہا ہاتھ کو ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔

غیر مقلدین میں جرأت ہے تو لاکھ سے زائد صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کا قول پیش کریں کہ ہاتھ سینے پر باندھا کرو۔

(۷) عن ابراهیم النخعی قال یضع یمینه علی شماله فی الصلوۃ تحت السرۃ. (ابن ابی شیبہ ۳۹۰/۱)

ترجمہ: حضرت ابرہیم نخعی نے فرمایا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

قال محمد و به ناخذ (کتاب الآثار)

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمارا اسی پر عمل ہے۔

(۸) عن ابی مجلز یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف

شماله و يجعلهما اسفل من السرة (ابن ابی شیبہ ۱/۳۹۱)

ابو مجلز (۱۰۰ھ) فرماتے ہیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے بیرونی حصہ پر رکھے اوران کوناف کے نیچے رکھے۔

تمام صحابہ تمام تابعین تمام تبع تابعین میں سے کسی ایک سے بھی سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت نہیں اور قیامت تک کوئی ثابت بھی نہیں کرسکتا۔ بلکہ فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۹۳ پر اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ صحابہ وتابعین کا اس حدیث پر عمل نہیں تھا۔

(۹۔۱۰) ابن حزم نے حضرت عائشہؓ سے تعلیقاً اور مسند الامام زید میں سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ تین باتیں تمام انبیاء کرام کے اخلاق سے ہیں افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا۔

آئمہ اربعہ

جس طرح قرآن پاک سات قاریوں کی قرأت سے امت کو ملا ہے جو قرأت ان ساتوں قاریوں میں سے کسی سے ثابت نہ ہو وہ شاذ اور مردود ہے قرآن ہرگز نہیں۔ اسی طرح جس روایت پر آئمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی عمل نہ کیا ہو، وہ قطعاً اور یقیناً شاذ ہے، سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا آئمہ اربعہ میں سے کسی کا مسلک نہیں (نووی شرح مسلم ۱/۱۷۳) اور امام ترمذی اختلافات کا ذکر کیا کرتے ہیں انہوں نے ترمذی شریف میں کسی کا مسلک سینہ پر ہاتھ باندھنا نہیں بتایا۔ فتاویٰ علمائے حدیث ۳۔۹۳ پر اعتراف کرلیا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث آئمہ اربعہ کو نہیں پہنچی۔

اجماع

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں۔

اما في حق النساء فاتفقوا على ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر. (العنایہ ۱/۱۵۶)

ترجمہ: بہرحال علماء کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے حق میں یہ سنت

ہے کہ وہ ہاتھ نماز میں سینہ پر رکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے سینہ پر ہاتھ باندھنا اجماعی مسئلہ ہے اور اجماع کا مخالف قرآن وحدیث کے موافق دوزخی ہے۔

غیر مقلدین سنت کی دشمنی کے لیے اپنی مساجد میں اشتہار لگاتے ہیں ان میں ایک اشتہار ہے نماز میں سینہ پر ہاتھ اس میں دائیں کونے پر اطیعوا اللہ لکھا ہے اور پھر اللہ کے حکم ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ سے رافضیوں کی تقلید میں نماز عید کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنا لکھا ہے۔

حدیث اول کی سند بھی ضعیف ہے اس کا راوی سماک بن حرب ہے اور حدیث کے ترجمہ میں ہے کہ آپ دونوں طرف سلام پھیرتے اور وہ ہاتھوں کو سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ ہاتھوں، خدا جانے کس لفظ کا ترجمہ ہے، پھر ابن خزیمہ والی روایت نقل کی ہے جس کا ضعیف ہونا بیان ہو چکا ہے، پھر طاؤس کی مرسل اور ضعیف سند جس کا راوی سلیمان بن موسیٰ ہے لکھی ہے، یہ نہایت ضعیف حدیث ہے، محمد بن حجر ضعیف، سعید بن عبد الجبار ضعیف اور ام یحییٰ مجہولہ ہیں پھر ابن عباس کا قول جو بالکل جھوٹا ہے نقل کیا ہے کیونکہ راوی روح بن المسیب جھوٹی احادیث بناتا تھا۔

یہ شاذ متروک ضعیف روایات بھی اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں، کسی ضعیف حدیث میں بھی سنت یعنی دائمی عمل مذکور نہیں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ کسی ایک صحابی ایک تابعی، ایک تبع تابعی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مذہب بھی وہ سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثابت نہیں کر سکا ان شاذ روایات کو سنت کہنا ایسی ہی جہالت ہے جیسے کوئی جاہل ساتوں قرائتوں کے خلاف کسی شاذ اور متروک قرأۃ کا نام دے اور اس متواتر قرآن کے خلاف اشتہار بازی کرے۔ یہ حرکت پادری فانڈر، سوامی دیانند پنڈت رام چندر نے تو کی تھی اب اہل حدیث بھی ان کی تقلید میں اسی حرکت پر اتر آئے ہیں۔

اہل سنت حضرات کو ان کے وساوس سے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے اور سورت والناس پڑھ کر ان پر دم کر دینا چاہیے کہ یا اللہ ان کے وسوسے ان ہی

کے پاس رہیں۔ ہمیں ان وسوسوں سے محفوظ رکھنا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ بوقت اختلاف خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑنا ہم نے اس مسئلے میں ان احادیث پر عمل کیا جن پر عمل کو خلیفہ راشد حضرت علیؓ نے سنت کہا اور حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جو حدیثیں میری سنت کے خلاف ہوں، وہ میری طرف سے نہیں (دار قطنی) اس لیے ہم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا جو خلاف سنت ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر مقلد سینے پر ہاتھ باندھنے کا سنت ہونا کسی خلیفہ راشد سے ثابت کر دے تو ہم اسے بھی سنت مان لیں گے۔

سنت کا مذاق

یہ فرقہ سنتوں کا دشمن ہے یہ سنت جو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اس کے بارے میں غیر مقلد عالم فیض عالم صدیقی اپنی کتاب اختلاف امت کا المیہ ۸۷ پر لکھتے ہیں "مردوں کو ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں (کتب فقہ) یہاں ایک لطیفہ یاد آیا ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے ہارون کا ایک نماز میں ازار بند کھل گیا۔ اور اس نے سینے سے ہاتھ نیچے کر کے ازار بند سنبھال لیا، نماز سے فراغت کے بعد مقتدیوں نے حیرانی سے ہارون الرشید کے اس فعل کو دیکھا قاضی ابو یوسف صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح ہے"

بڑے سے بڑے منکر حدیث نے بھی حدیث کا ایسا مذاق نہ اڑایا ہوگا جیسا اس نام نہاد اہل حدیث نے سنت کا مذاق اڑایا ہے، فقہ کا نام آتے ہی یہ لوگ سراپا استہزاء بن جاتے ہیں ذرا فقہ کا تھوڑا سا تقابل دیکھیے۔

Scanned with CamScanner

فقہ غیر مقلدین	فقہ حنفی
منی پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰، کنز الحقائق ص ۱۶)	۱۔ منی ناپاک ہے۔
حیض کے سوا سب خون پاک ہیں۔ (کنز الحقائق ۱۶)	۲۔ دم مسفوح (خون) ناپاک ہے۔
خنزیر پاک ہے۔ اسی طرح اس کی ہڈی، پٹھے وغیرہ پاک ہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۳)	۳۔ خنزیر ناپاک ہے۔
خمر (شراب) پاک ہے۔ (کنز الحقائق ص ۱۶)	۴۔ خمر (شراب) ناپاک ہے۔
مردار نجس نہیں (عرف الجادی ص ۱۰)	۵۔ مردار نجس ہے۔
کتے کا جھوٹا اور پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔ حق یہی ہے۔ حق یہی ہے۔ (نزل الابرار ص ۴۹۸)	۶۔ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔

افسوس ہے کہ سنتوں کا انکار اور گندے مسائل کی اشاعت حدیث کے نام پر کی جارہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے قبول اور عمل و استقامت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

Blank 308

غیر مقلدین سے

مسائل قربانی

کے بارے میں

اکتالیس

سوالات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اہل حدیث حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم خدا اور رسولؐ کے سوا کسی کی بات کو دین میں حجت نہیں سمجھتے۔ اس لیے گزارش ہے کہ وہ قربانی کے بارہ میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب صرف قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے دیں، کسی امتی کا قول نقل کر کے مشرک نہ بنیں۔ اپنے قیاسات لکھ کر شیطان نہ بنیں، بے سند باتیں لکھ کر بے دین نہ بنیں۔ اور جواب سے سکوت کر کے گونگے شیطان نہ بنیں۔

(۱) قربانی فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل؟ صریح حکم قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

(۲) اگر نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ نفل تو یہ تحریر فرمائیں کہ جن آئمہ فقہاء یا آئمہ محدثین نے اسے واجب یا سنت وغیرہ کہا ہے وہ قرآن وحدیث کے مطابق کافر ہیں یا فاسق یا بدعتی؟

(۳) قربانی کرنے والے شخص میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ صریح آیت یا حدیث پیش فرمائیں؟

(۴) قربانی کے ضروری ہونے کے لیے کتنا نصاب ہونا ضروی ہے؟ نصاب کا نامی ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟

(۵) زمین، مکان، دکان، بس، ٹرک وغیرہ کی قیمت سے نصاب کا حساب ہو گا یا آمدن سے؟

(۶) ضرورت کے کون کون سے سامان ہیں جن کا حساب نصاب میں شامل نہیں کیا جائے گا؟

(۷) جو مسلمان وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے اس کو کتنا گناہ ہے اس گناہ کی حد کتنے کوڑے ہے؟

Scanned with CamScanner

(۸) جو بکری، گائے وغیرہ چار، چھ، آٹھ دانت والی ہو ان کی قربانی کس حدیث کے مطابق جائز ہے؟

(۹) جذعہ کا کیا معنی ہے جو دو دانت والا نہ ہو خواہ ایک دن یا ایک ہفتہ کا یا ایک ماہ کا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

(۱۰) مسنہ کا مادہ کیا ہے یہ لفظ واحد ہے یا تثنیہ یا جمع؟

(۱۱) ثنی کا مادہ کیا ہے فقہا اور شارحین حدیث نے قربانی کی حدیث میں کیا معنی کیا ہے اس معنی پر اتفاق ہے یا اختلاف اور کیوں؟

(۱۲) بھینس کا گوشت، دودھ، گھی، مکھن، دہی، لسی، آپؐ نے استعمال فرمائی یا حکم دیا۔

(۱۳) آنحضرت ﷺ نے کبھی بھینس، ہرن، گھوڑے کی قربانی کی تھی یا نہیں؟

(۱۴) بھینس، گائے میں قربانی کے کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟ ان میں کوئی مرزائی حصہ ڈالے تو اہل حدیث کی قربانی پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

(۱۵) ایک گائے یا بھینس میں سات شخص شریک ہوئے ایک اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، مرزائی، شیعہ نے مل کر قربانی کر دی قربانی ہو گئی یا نہیں؟

(۱۶) ایک آدمی ۲۰ نصابوں کا مالک ہے وہ ایک ہی قربانی کرے یا بیس؟

(۱۷) ہاتھی، خچر، گھوڑے کی قربانی میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

(۱۸) بجو، گوہ، کرلا، مینڈک، مرغ، مچھلی کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ صریح حدیث سے جواب دیں۔

(۱۹) مرغی، بطخ، چڑیا، کچھوے کے انڈے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ صریح حدیث پیش کریں۔

(۲۰) زید فوت ہو گیا اس نے بیوی لڑکا اور گائے چھوڑی دونوں نے اس کی قربانی کر دی جائز ہے یا نہیں؟

(۲۱) قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہیے یا اندازے سے بھی جائز ہے؟

حدیث میں کیا حکم ہے؟

(۲۲) قربانی کا گوشت کسی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، بریلوی کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۳) قربانی کی گائے میں عقیقہ یا نذر کا حصہ شامل کرنا حدیث میں منع ہے یا جائز؟

(۲۴) قربانی کے جانور میں جماعت المسلمین یا قادیانی کا حصہ شامل کرنا حدیث کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

(۲۵) قربانی کا جانور کسی جماعت المسلمین والے سے ذبح کرانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۶) قربانی کا جانور کوئی کافر بغیر بسم اللہ کہے ذبح کر دے تو قربانی جائز ہے یا نہیں؟

(۲۷) قربانی کی بجائے اس کی قیمت اپنے احباب میں تقسیم کر دے تو قربانی کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟

(۲۸) اہلحدیث نے حنفی کے پیچھے نماز پڑھ کر قربانی کر لی یہ قربانی جائز ہے یا نہیں؟

(۲۹) نماز عید پڑھ کر قربانیاں کر لیں بعد میں پتہ چلا کہ عید کا امام بے وضو یا بے غسل تھا تو یہ قربانیاں ہو گئیں یا دوبارہ کرنا پڑیں گی؟

(۳۰) ایک شخص نے سرے سے عید کی نماز ہی نہیں پڑھی لوگوں کے ساتھ قربانی کر لی یہ قربانی ہو گئی یا نہیں؟

(۳۱) ذبح میں کتنی رگیں کاٹنا شرط ہیں ان کی تعداد اور نام صحیح حدیث سے بیان فرمائیں۔؟

(۳۲) گائے کو قربانی کے لیے لٹانے لگے وہ ذبح سے پہلے گر کر لنگڑی ہو گئی یا کانی ہو گئی اب اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔؟

(۳۳) قربانی کی کھال یا قربانی کا گوشت امام مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۴) قربانی کی کھال قصائی کو اجرت میں دے دی اب تلافی کی کیا صورت ہے؟

(۳۵) آنحضرت ﷺ قربانی عیدگاہ میں کیا کرتے تھے یا گھر اور گلی میں؟

(۳۶) آج کل لوگ گھر یا گلی میں قربانی کرتے ہیں اس کے جواز کی کوئی صریح

حدیث تحریر فرمائیں؟

(۳۷) آج کے غیر مقلد چوتھے دن قربانی کرنے کو زیادہ ثواب سمجھتے ہیں کیا کبھی آنحضرت ﷺ نے بھی زیادتی ثواب کی نیت سے چوتھے دن قربانی کی تھی؟

(۳۸) جو صحابہ تین دن قربانی کے قائل تھے وہ خلاف حدیث اپنی رائے پر جمے رہے یا ان کے پاس بھی کوئی صحیح حدیث تھی؟

(۳۹) رات کو قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴۰) قربانی کے دن گزر گئے، اب اس کی تلافی کی حدیث میں کیا صورت ہے؟

(۴۱) قربانی کا جانور گم ہو گیا۔ دوسرا خریدا پھر پہلا بھی مل گیا۔ اب دونوں کی قربانی کرے یا کسی ایک کی؟

Scanned with CamScanner

Bk 314

غیر مقلدین کی فقہ کے

دو سو مسائل

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد!

دین اسلام کی تکمیل بنص قرآن پاک آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہوئی اور اس دین کامل کو تمکین خلافت راشدہ اور جماعت صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے ذریعہ نصیب ہوئی اور باجماع امت اس کی تدوین کا سہرا سب سے پہلے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سر رہا۔ بقول امام شافعیؒ وہ اس باب میں (اسلام) اصل ہیں۔ اور قیامت تک آنے والے ان کی نسل ہیں۔ یہ فقہ خیر القرون میں ہی مرتب ہوئی اور خیر القرون میں ہی تمام عالم اسلام میں بحیثیت قانون اسلامی نافذ ہوگئی۔ ۱۷۰ھ میں قاضی ابویوسفؒ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ دیا گیا۔ ایک آواز بھی خیر القرون میں اس فقہ کے خلاف نہ اٹھی۔

جس طرح قرآن پاک کی تفسیریں ہر دور میں لکھی گئیں، کتب احادیث کی شروح ہر دور میں لکھی گئیں، اسی طرح فقہ حنفی کی کتابیں بھی ہر دور میں لکھی جاتی رہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''درمختار'' ہے۔ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی منامی اجازت ''من رانی فقد رای الحق'' سے لکھی گئی۔ مولف کو آنحضرت ﷺ خواب میں ملے۔ اپنی مبارک زبان جو ﴿مَایَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَ اِلا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ کی ترجمان تھی، چوسنے کا حکم دیا اور مؤلف نے یہ کتاب مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے روضۂ پاک پر بیٹھ کر تالیف فرمائی۔ یہی وہ مقام ہے جو روضۃ من ریاض الجنۃ ہے اس کا وہ خاص ٹکڑا مبارک جو آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مواجہ شریف میں ہے، وہی رشکِ عرش ٹکڑا اس کتاب کی تالیف گاہ ہے۔

اس مبارک کتاب کو خدا تعالیٰ نے اہل حرمین اور تمام اہل عجم میں وہ

شرف قبولیت بخشا کہ ہر دارالافتاء کی زینت بنی، شام اور مصر کے عرب علماء نے اس کتاب پر شروح و حواشی لکھے۔ جو عرب و عجم کے علماء میں مقبول ہیں۔ اہل حرمین کی طرف سے آج تک اس کی تردید میں کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔

پاک و ہند میں جب انگریز کے منحوس قدم آئے تو اس کافر حکومت کے زیر سایہ ایک غیر مقلد عالم نے اس کے مقابلہ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "نزل الابرار من فقه النبی المختار" رکھا۔ جس کا مطلب ہے کہ نبی مختار علیہ السلام کی فقہ سے نیک لوگوں کی مہمان نوازی۔

بس اب کیا تھا سب کو یہ دعوت دی جانے لگی کہ "درمختار" امتی کی فقہ ہے اور "نزل الابرار" نبی کی فقہ ہے۔ امتی معصوم نہیں ہوتا، اس لیے اس فقہ میں خطا کا احتمال ہے اور نبی معصوم ہوتا ہے اس کی فقہ میں غلط اور خطا کا احتمال نہیں مگر اس کتاب کو غیر مقلدین کے علاوہ کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ اسی کتاب کے دو سو مسائل نمونہ کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ خدا تعالیٰ جس شکل میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔

۲۔ عرش خدا کا مکان ہے۔

۳۔ خدا کا چہرہ، آنکھ، کان، ناک کندھا، پسلی، ٹانگ، پاؤں، انگلیاں سب کچھ ہے۔

۴۔ ہم اہل حدیث اس کے قائل ہیں کہ مردے قبروں میں زندوں کی پکار سنتے ہیں۔ (۱،۲،۳،۴۔ ج ۱ ص ۴)

۵۔ زندہ اور مردہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلافی کرنا عقلاً ممکن ہے گو امتناع بالغیر ہے۔

۷۔ آنحضرت ﷺ کی نظیر ممکن اور تحت قدرت ہے امتناع بالغیر ہے۔

۸۔ ہمارے بعض اصحاب خلف وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

(۵،۶،۷،۸۔ ج ۱ ص ۵)

۹۔ اب نئی شریعت والا نبی نہیں آئیگا۔ (ج۱ص۶)

۱۰۔ کرامات اولیا حق ہیں۔ (ج۱ص۶)

۱۱۔ خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے۔

۱۲۔ اہل حدیث شیعان علی ہیں۔

۱۳۔ نماز، روزہ، تلاوت، صدقہ وغیرہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔

۱۴۔ عامی کے لیے مجتہد یا مفتی کی تقلید لازمی ہے۔

۱۵۔ تمام مسائل میں خاص ایک امام کی تقلید بدعت مذمومہ ہے۔

(۱۱ سے ۱۵۔ ج۱ص۷)

۱۶۔ تقلید شخصی شرک فی العادت ہے۔ (ج۱ص۴)

۱۷۔ ہمارا ایک نام ہے اہل حدیث، ان کو وہابی کہنے والے بدعتی ہیں۔

(ج۱ص۸)

۱۸۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اگر نبیؐ کی بات کو امام کی بات پر مقدم سمجھیں تو یہ لوگ مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں۔

۱۹۔ جسم پر مکھیوں کا پاخانہ لگا ہو تو دھونا ضروری نہیں۔ اس میں حرج ہے۔

(ج۱ص۱۲)

۲۰۔ اہل بیت سے متواتر روایات سے ثابت ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے مسح کیا جائے۔

۲۱۔ اگر سر، موزہ، پٹی کو بے وضو آدمی نے برتن میں ڈال دیا تو مسح ہوگیا۔

۲۲۔ سر کی بجائے وضو میں پگڑی پر مسح جائز ہے۔

۲۳۔ پگڑی پر مسح کرنے کے بعد پگڑی اتار ڈالی تو اب سر پر مسح ضروری ہے۔ (۲۰ سے ۲۳۔ ج۱ص۱۳)

۲۴۔ کھڑے ہو کر کھانا پینا مسافر کے لیے مکروہ نہیں۔ نبی ﷺ اور صحابہؓ

سے اس کا ثبوت۔ (ج ا ص ۱۸)

۲۵۔ خون، پیپ اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ج ا ص ۱۸)

۲۶۔ صحیح یہ ہے کہ قے کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

۲۷۔ صحیح یہ ہے کہ (الخمر) شراب ناپاک نہیں ہے۔

۲۸۔ نماز میں بالغ آدمی قہقہہ لگا کر ہنسے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

۲۹۔ عورت کو مساس کرنے یا بے ریش لڑکے کو مساس کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۳۰۔ مرد، عورت ننگے ہو کر شرم گاہیں ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲۶ سے ۳۰۔ ج ا ص ۱۹)

۳۱۔ اگر انگلی پاخانہ کی جگہ داخل کی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۲۔ اگر شرمگاہ میں لکڑی داخل کی اگر خشک نکل آئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

۳۳۔ اگر لوہے یا کسی اور چیز کا (ذکر بنا کر) داخل کیا، وہ خشک نکل آیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

۳۴۔ اگر لوہے اور لکڑی کا ذکر اندر ہی غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۳۱ سے ۳۴۔ ج ا ص ۲۰)

۳۵۔ غیر مکلف (نابالغ) نے بالغ سے صحبت کی یا کروائی تو نابالغ پر غسل فرض نہیں۔ (ج ا ص ۲۳)

۳۶۔ بواسیر کا موہکا باہر نکل کر خود بخود اندر چلا گیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ ہاتھ سے اندر کیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (ج ا ص ۲۰)

۳۷۔ کیڑا (چنونا) باہر نکلا پھر خود واپس دبر میں داخل ہو گیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

(ج ا ص ۲۰)

۳۸۔ اگر کوئی شخص اعضا وضو کو ہمیشہ ایک ایک بار ہی دھوتا رہے (دو بار اور تین بار اعضائے وضو دھونے کی احادیث کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہے) تو بھی

Scanned with CamScanner

کوئی گناہ نہیں۔ (ج اص ۱۶)

۳۹۔ عورت کی شرم گاہ کا بیرونی حصہ (فرج خارج) مثل انسان کے منہ کے ہے۔ (ج اص ۲۱)

۴۰۔ آنکھوں میں ناپاک سرمہ ڈالا تو آنکھوں کا دھونا غسل وضو میں فرض نہیں۔ (ج اص ۲۰)

۴۱۔ غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہ ہو تو مرد کو مردوں کے سامنے اور عورت کو عورتوں کے سامنے ننگے ہو کر غسل کرنا ضروری ہے۔ (ج اص ۲۲)

۴۲۔ عورت نے صحبت کے بعد غسل کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر عورت کی باقی ماندہ منی باہر نکل آئی تو غسل اور نماز کا دہرانا نہیں ہے کیونکہ یہ منی بغیر شہوت کے خارج ہوئی ہے۔

۴۳۔ (ب) مرد نے منی نکلنے سے قبل عضو مخصوص کو زور سے پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ شہوت ختم ہو گئی۔ اب چھوڑ دیا اور منی باہر نکل آئی تو غسل فرض نہیں ہوا۔

۴۴۔ غیر مکلف (دیوانے) نے عاقل سے صحبت کی یا کروائی تو غیر مکلف پر غسل فرض نہیں۔

۴۵۔ جن نے عورت سے صحبت کی عورت کو انزال نہیں ہوا۔ تو عورت پر غسل فرض نہیں۔

۴۶۔ جانور کی شرمگاہ میں جماع کیا تو غسل فرض نہیں۔

۴۷۔ جانور کی دبر میں جماع کیا تو غسل فرض نہیں۔

۴۸۔ آدمی کے پاخانہ کے مقام میں جماع کیا (لونڈے بازی کی) تو غسل فرض نہیں۔

۴۹۔ مردہ عورت سے جماع کیا تو غسل فرض نہیں۔

۵۰۔ قریب البلوغ لڑکے یا لڑکی نے صحبت کی یا کرائی تو غسل فرض نہیں۔

۵۱۔ امام بخاریؒ کے نزدیک عاقل مرد عورت جماع کریں، انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔

۵۲۔ کسی نے اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کر لیا تو غسل فرض نہیں۔

(۴۲ سے ۵۲۔ ج ا ص ۲۴)

۵۳۔ خنثی مشکل نے کسی سے جماع کیا تو دونوں میں سے کسی پر غسل فرض نہیں۔

۵۴۔ آلہ تناسل پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا۔ جماع کی لذت نہ آئی تو غسل فرض نہیں۔

۵۵۔ کسی عورت نے انگلی استعمال کی تو غسل فرض نہیں۔

۵۶۔ کسی عورت نے غیر آدمی کا آلہ تناسل اپنی شرم گاہ میں داخل کرایا، تو غسل فرض نہیں۔

۵۷۔ اگر کوئی عورت لکڑی (یا لوہے وغیرہ) کا ذکر بنا کر استعمال کرے، تو غسل فرض نہیں ہوتا۔

۵۸۔ مندرجہ بالا عورت اگر لکڑی، لوہے کا ذکر اس صفائی سے استعمال کرے کہ ذکر تو سارا اندر جاتا رہے مگر ہاتھ کی ہتھیلی اندام نہانی کو نہ لگے تو وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

۵۹۔ اگر وہ عورت کسی مردہ کا ذکر اپنی شرم گاہ میں داخل کرے تو بھی غسل فرض نہیں۔

۶۰۔ پیسوں کو جوڑ کر ذکر بنا لے اور عورت استعمال کرے تو غسل فرض نہیں۔

۶۱۔ اگر عورت نے لڑکے کا آلہ تناسل داخل کرایا جو بالغ نہ تھا تو کسی پر بھی غسل فرض نہیں۔

۶۲۔ عورت نے کسی خسرے سے جماع کرایا تو غسل فرض نہیں۔

Scanned with CamScanner

۶۳۔ اگر کسی کنواری لڑکی سے جماع کیا اور کنوار پٹ نہ ٹوٹی تو غسل فرض نہیں۔

۶۴۔ (غیر مقلد) مرد بھی اپنی دبر میں لوہے، لکڑی یا مردے یا جانور کا آلہ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (۵۳ سے ۶۴ ج ا ص ۲۴)

۶۵۔ حیض، نفاس والی عورت جنبی دعا اور ثناء کی نیت سے قرآن ایک ایک کلمہ کر کے پڑھیں تو جائز ہے۔ (ج ا ص ۲۶)

۶۶۔ ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک بہ نیت تلاوت بھی حیض، نفاس والی اور جنبی کو قرآن پڑھنا جائز ہے۔ (ج ا ص ۲۵)

۶۷۔ آخر اہل حدیث کے نزدیک بے وضو شخص قرآن کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔

۶۸۔ قرآنی دعائیں پڑھنا حائضہ اور جنبی کے لیے مکروہ نہیں۔

۶۹۔ قرآن پڑھنے والے بچے، پڑھانے والا استاد بے وضو قرآن کو پکڑ سکتے ہیں۔ (۶۷ سے ۶۹ ج ا ص ۲۶)

۷۰۔ قرآن پر غلاف ہو تو سر کے نیچے (تکیہ کی جگہ) یا پیٹھ کے پیچھے رکھ لینا مکروہ نہیں۔

۷۱۔ فلسفہ منطق اور کلام (عقائد) کی کتابوں سے استنجاء کرنا جائز ہے۔

۷۲۔ پاخانہ کرتے یا استنجاء کرتے وقت دل میں قرآن پڑھتے رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۷۰ سے ۷۲۔ ج ا ص ۲۷)

۷۳۔ عرق گلاب سے وضو جائز ہے۔ (ج ا ص ۲۸)

۷۴۔ پانی خواہ کتنا تھوڑا ہو جب تک نجاست سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے وہ پاک رہتا ہے۔ (ج ا ص ۲۹)

۷۵۔ مستعمل اور غیر مستعمل پانی میں کوئی فرق نہیں۔ (ج ا ص ۲۹)

۷۶۔ انسان، خنزیر، کتے وغیرہ ہر جاندار کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (ج ا ص ۲۹)

۷۷۔ خنزیر یا کتے، بلی، وغیرہ کے چمڑے کو دھوپ میں سکھائے تو بغیر رنگے پاک ہیں۔ (ج ا ص ۳۰)

۷۸۔ (الف) جن جانوروں کی کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں (مثلاً آدمی، خنزیر، کتا، بلا وغیرہ) ان کو اگر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر لیا جائے تو پھر بغیر رنگے بھی ان کی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ (ج ا ص ۳۲)

۷۸۔ (ب) حرام جانوروں کو ذبح کرنے سے سوائے خنزیر کے باقی سب کا گوشت اور چربی بھی پاک ہو جاتی ہے۔ (ج ا، ص ۳۰)

۷۹۔ مردار جانور اور خنزیر کے بال، ہڈیاں، پٹھے، کھر اور سینگ پاک ہیں۔

۸۰۔ کتا اور اس کا لعاب محققین اہل حدیث کے نزدیک پاک ہے۔

۸۱۔ کتے کو بیچا جا سکتا ہے۔ کرائے پر دیا جا سکتا ہے۔ کسی کا کتا مار ڈالا تو تاوان دینا پڑے گا۔

۸۲۔ (الف) کتے کی کھال کا ڈول بنانا جائز ہے۔

۸۲۔ (ب) کتے کی کھال کا جائے نماز بنانا جائز ہے۔

۸۳۔ کتا کنویں میں یا حوض یا پانی میں گر گیا۔ اگرچہ اسکا منہ پانی تک پہنچا تو بھی پانی پاک ہے۔

۸۴۔ بھیگے کتے کی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر پڑیں تو بدن اور کپڑا پاک ہے۔

۸۵۔ کتے نے کاٹا اگرچہ جسم یا بدن کو اس کا لعاب بھی لگ گیا تو بھی جسم اور کپڑا پاک ہے۔

۸۶۔ کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی، دودھ وغیرہ بھی پاک ہے۔

۸۷۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہے۔

۸۸۔ شراب کی میل آٹے میں گوندھ کر روٹی پکائی وہ پاک بھی ہے اور حلال بھی۔ (۷۹ سے ۸۸۔ ج ا ص ۳۰)

۸۹۔ حرام دوا کا استعمال حالت اضطرار میں جائز ہے۔ (ج ا ص ۳۱)

۹۰۔ گدھا اور خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن گیا تو وہ پاک ہے اور کھانا حلال ہے۔ (ج ا ص ۵۰)

۹۱۔ کتے کا پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے۔ (ج ا ص ۵۰)

۹۲۔ ناپاک زمین خشک ہو جائے تو اس پر تیمم جائز ہے۔ (ج ا ص ۳۱)

۹۳۔ ایک شخص کو نجاست لگی ہے، پانی تھوڑا ہے وہ نجاست دھوئے تو وضو کے لیے پانی نہیں بچے گا اور اگر وضو کرے تو نجاست نہیں دھلے گی تو وہ نجاست نہ دھوئے بلکہ وضو کرلے اور نجاست سے نماز پڑھے۔ (ج ا ص ۳۲)

۹۴۔ حائضہ اور جنابت والے کو بسم اللہ اور قرآنی دعائیں، ان کا اٹھانا، چھونا سب جائز ہے۔ (ج ا ص ۴۲)

۹۵۔ ٹوپی، برقع اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔ (ج ا ص ۴۱)

۹۶۔ منی پاک ہے، خشک ہو یا تر، پتلی ہو یا گاڑھی۔ (ج ا ص ۴۹)

۹۷۔ ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے۔ (ج ا ص ۴۹)

۹۸۔ گندم، چنوں میں اتنا انسان کا پیشاب ڈالا کہ گندم اور چنے پھول گئے ان کو پانی میں ڈال کر نکال کر خشک کرلو تو پاک ہو گئے۔ (ج ا ص ۵۰)

۹۹۔ شراب جب سرکہ بن گئی تو اس کا کھانا حلال ہے۔ (ج ا ص ۵۰)

۱۰۰۔ اگر بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو جائز مع الکراہت ہے۔ (ج ا ص ۵۳)

۱۰۱۔ گندگی پر سو گیا۔ گندگی کپڑے یا جسم پر ظاہر نہیں ہوئی تو جسم اور کپڑا پاک ہے۔ (ج ا ص ۵۴)

۱۰۲۔ چوہا شراب میں گرا، پھر وہ شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے۔ (ج ا ص ۵۴)

۱۰۳۔ اہل ذمہ کافروں اور فاسقوں کے کپڑے پاک ہوتے ہیں۔ (ج ا ص ۵۴)

Scanned with CamScanner

۱۰۴۔ استنجاء کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ نہیں۔ (ج ا ص ۵۴)

۱۰۵۔ جانور کے گوبر مینگنی یا جگالی میں جو ہے تو دھو کر کھالو۔ (ج ا ص ۵۴)

۱۰۶۔ بچے نے گندگی کھالی پھر پانی وغیرہ پی لیا تو باقی پانی وغیرہ ناپاک نہیں۔

(ج ا ص ۵۵)

۱۰۷۔ کھانا حاضر ہو تو کھانا کھانے سے پہلے جو نماز پڑھی وہ نماز نہیں ہوئی۔

(ج ا ص ۵۷)

۱۰۸۔ آج کل اذان پر اجرت لینا جائز ہے۔ (ج ا ص ۶۲)

۱۰۹۔ نجاست لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھی تو نماز صحیح ہے۔

(شوکانی، صدیق حسن) (ج ا ص ۶۴)

۱۱۰۔ جسم پر نجاست لگی تھی۔ اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہے۔

(شوکانی، صدیق حسن) (ج ا ص ۶۴)

۱۱۱۔ پلید مرد عورت (جنبی) کو اٹھا کر نماز پڑھی تو نماز صحیح ہے۔ (ج ا ص ۶۴)

۱۱۲۔ شوکانی، نواب صدیق حسن فرماتے ہیں: کپڑا ہوتے ہوئے ننگے نماز پڑھی تو بھی نماز صحیح ہے۔ (ج ا ص ۶۵)

۱۱۳۔ عورت کی آواز کا پردہ نہیں۔ (ج ا ص ۶۵)

۱۱۴۔ شرم گاہ کی رطوبت پاک ہے۔ (ج ا ص ۴۹)

۱۱۵۔ جوتے پہن کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ (ج ا ص ۶۸)

۱۱۶۔ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ (ج ا ص ۶۹)

۱۱۷۔ نماز کے تمام اذکار میں صرف تکبیر، فاتحہ، آخری تشہد اور سلام ہی ضروری ہے۔ (ج ا ص ۸۴)

۱۱۸۔ عورت اپنے ہاتھ پستانوں تک اٹھائے اور سجدوں میں سمٹ کر اور مل کر سجدہ کرے۔ (ج ا ص ۸۴)

Scanned with CamScanner

۱۱۹۔ اذان اور خطبہ عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں جائز ہے۔(ج ا ص ۸۲)

۱۲۰۔ اس طرح نماز میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ ال ح م د ل ل ہ ر ب ال ع ال م ی ن۔ (ج ا ص ۸۶)

۱۲۱۔ زمین پر کھڑا ہو کر سجدہ میز پر کرے تو درست ہے۔ (ج ا ص ۸۹)

۱۲۲۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب مسلمان ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (ج ا ص ۹۸)

۱۲۳۔ نماز باجماعت میں مرد عورت ساتھ ساتھ ایک صف میں مل کر پڑھیں تو نماز فاسد نہیں۔ (ج ا ص ۱۰۰)

۱۲۴۔ امام نے نماز پڑھانے کے بعد کہا میں بے وضو تھا تو مقتدی نماز نہ دہرائیں ان کی نماز صحیح ہے۔ (ج ا ص ۱۰۱)

۱۲۵۔ امام نے نماز کے بعد کہا، میں کافر ہوں۔ مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (ج ا ص ۱۰۲)

۱۲۶۔ امام نے بعد نماز کہا، میں ناپاک ہوں، مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔(ج ا ص ۱۰۲)

۱۲۷۔ نماز پڑھتے ہوئے اشارہ سے پانی مانگا یا پانی خرید لیا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ (ج ا ص ۱۰۷)

۱۲۸۔ نماز پڑھتے ہوئے ایک ہاتھ سے اگال دان اٹھا کر تھوک لیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ (ج ا ص ۱۰۷)

۱۲۹۔ عورت نماز پڑھ رہی تھی مرد نے شہوت سے اس کا بوسہ لیا اور چھوا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۰)

۱۳۰۔ مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لے لیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔(ج ا ص ۱۱۱)

۱۳۱۔ نماز میں چوپائے کو بھگا دیا یا چند قدم کھینچ لیا۔ اگر سینہ قبلہ سے نہ پھرا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۲)

۱۳۲۔ نمازی نے نماز پڑھتے ہوئے پتھر اٹھا کر پرندے یا آدمی کو دے مارا تو

نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۲)

۱۳۳۔ نمازی لکھے ہوئے کو دیکھ کر سمجھتا رہا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۳)

۱۳۴۔ نماز میں لڑائی کے لیے لشکر کی تیاری کا منصوبہ بناتا رہا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۳)

۱۳۵۔ نماز میں دینی مدرسہ کا نصاب وغیرہ سوچتا رہا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۳)

۱۳۶۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے سر سے ٹوپی گر جائے تو نماز میں ہی اٹھا کر سر پر رکھ لینا افضل ہے۔ (ج ا ص ۱۱۴)

۱۳۷۔ اگر نماز میں کلائی سے گھڑی آنکھوں سے عینک گر جائے تو نماز میں ہی اٹھا لینا جائز ہے۔ (ج ا ص ۱۱۴)

۱۳۸۔ نماز میں جوئیں مارنا یا مکھیاں مارنا ناپسند ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔ (ج ا ص ۱۱۶)

۱۳۹۔ نماز پڑھتے ہنڈیا ابل جائے تو نماز توڑ ڈالے۔ (ج ا ص ۱۱۷)

۱۴۰۔ حقہ سگریٹ پینے والے کو مسجد سے نکال دینا مستحب ہے۔ (ج ا ص ۱۱۷)

۱۴۱۔ مسجد کو کسی فرقے کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں جیسے مسجد احناف (مسجد اہل حدیث) (ج ا ص ۱۱۹)

۱۴۲۔ مسجد کی دیواروں پر کچھ نہ لکھنا چاہیے۔ (ج ا ص ۱۲۱)

۱۴۳۔ مسجد میں ریاکاری کا خوف نہ ہو تو ذکر جہر مکروہ نہیں۔ (ج ا ص ۱۲۱)

۱۴۴۔ دو التحیات سے تین وتر پڑھنا منع ہیں۔ (ج ا ص ۱۲۳)

۱۴۵۔ جو شخص موکدہ سنتیں ادا نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ج ا ص ۱۲۵)

۱۴۶۔ نماز تراویح کی رکعات کا کوئی خاص عدد معین نہیں۔ (ج ا ص ۱۲۶)

۱۴۷۔ اگر ایک ہزار رکعت ایک سلام سے پڑھے تو جائز ہے۔ (ج ا ص ۱۳۱)

۱۴۸۔ نماز فرض رہ جائے تو اس کو قضا پڑھنا جائز نہیں۔ (ج ا ص ۱۳۱)

Scanned with CamScanner

۱۴۹۔ ایک شخص نماز پڑھ کر مرتد ہو گیا پھر اسی وقت کے اندر مسلمان ہو گیا تو دوبارہ نماز نہ پڑھے۔ (ج ا ص ۱۳۶)

۱۵۰۔ بوقت نکاح باجے بجانے واجب ہیں۔ (ج ۲ ص ۳)

۱۵۱۔ کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا۔ اس عورت کی ماں اور بیٹی اس مرد پر حلال ہیں۔ (ج ا ص ۲۱)

۱۵۲۔ بیٹے نے عورت سے زنا کیا، باپ کے لیے وہ عورت حلال ہے۔ (ج ۲ ص ۲۱)

۱۵۳۔ سات سال کے لڑکے نے کسی عورت سے صحبت کی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ (ج ۲ ص ۲۱)

۱۵۴۔ سات سال کی لڑکی نے جوان مرد سے صحبت کرائی تو بھی حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ (ج ۲ ص ۲۱)

۱۵۵۔ کسی عورت کی شرم گاہ کو شہوت سے دیکھا، چھوا بلکہ شرمگاہیں ملائیں تو بھی حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ (ج ۲ ص ۲۱)

۱۵۶۔ ساس کا بوسہ لیا، اس کو کاٹا، گلے لگایا۔ بلکہ اس سے صحبت بھی کی تو نکاح قائم رہا۔ (ج ۲ ص ۲۱)

۱۵۷۔ فقہاء حجاز کے ہاں متعہ کرنا جائز ہے۔ (ج ۲ ص ۳۵)

۱۵۸۔ فقہاء اہل مدینہ کے نزدیک عورتوں کا غیر فطری مقام استعمال کرنا جائز ہے۔ (ج ۲ ص ۳۵)

۱۵۹۔ نکاح میں خمر یا خنزیر کا مہر مقرر کیا تو نکاح صحیح ہے۔ (ج ۲ ص ۴۸)

۱۶۰۔ بیوی سے آلہ تناسل کے علاوہ کسی اور عضو سے جماع کیا یا پتھر، لوہے، لکڑی کا ذکر بنا کر جماع کیا اور اس طرح وہ مر گئی تو مہر پورا دینا ہوگا۔ (ج ۲ ص ۵۷)

۱۶۱۔ غیر عورت سے پتھر، لکڑی، لوہے کے آلہ تناسل سے جماع کیا وہ مر گئی تو کوئی مہر نہیں۔ (ج ۲ص ۵۷)

۱۶۲۔ بعض صحابہ فاسق تھے مثلاً ولید، معاویہ، عمرو، مغیرہ، سمرہ۔ (العیاذ باللہ) (ج ۱ص ۹۴)

۱۶۳۔ پیشاب کی چھینٹیں جو نظر نہ آئیں ناپاک نہیں۔ (ج ۱ص ۶۴)

۱۶۴۔ موزہ اور جوتا مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے نجاست تر ہو یا خشک، جسم والی ہو یا بغیر جسم۔ (ج ۱ص ۶۴)

۱۶۵۔ گوبر اور پاخانے کی راکھ پاک ہے۔ (ج ۱ص ۵۰)

۱۶۶۔ کپڑے کی کوئی ایک جانب ناپاک ہو گئی مگر یاد نہیں رہی کون سی تھی تو تحری سے ایک طرف دھولے۔ (ج ۱ص ۵۰)

۱۶۷۔ حائضہ عورت اور جنبی کو خانہ کعبہ کا غلاف پہننا جائز ہے۔ (ج ۱ص ۲۸۵)

۱۶۸۔ جنبی کو قرآن لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ مکتوب نہ چھوا جائے۔ (ج ۱ص ۲۷)

۱۶۹۔ شراب پینے والے کا جھوٹا ہر حال میں پاک ہے چاہے شراب پیتے ہی فوراً جھوٹا کرے۔ (ج ۱ص ۳۱)

۱۷۰۔ اگر کیچڑ میں پانی غالب ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں۔ (ج ۱ص ۳۴)

۱۷۱۔ اگر تیمم کی نیت سے زمین پر لوٹا جائے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ حضورؐ نے عمارؓ پر انکار نہ فرمایا۔ (ج ۱ص ۳۲)

۱۷۲۔ اگر کسی نے ضاد کو ظا پڑھا تو نماز درست ہے کیونکہ دونوں صفات میں متشابہ ہیں۔ (ج ۱ص ۱۱۲)

۱۷۳۔ نماز جنازہ میں تیسرا رکن سورۃ الفاتحہ ہے۔ (ج ۱ص ۱۷۳)

۱۷۴۔ نماز میں سلام وغیرہ کے لیے اشارہ جائز ہے۔ (ج ۱ص ۱۰۳)

۱۷۵۔ اگر کسی کے درد کی وجہ سے نماز میں آہ یا اف کہا تو نماز مکروہ ہے (مفسد

نہیں) (ج ا ص ۱۰۸)

۱۷۶۔ اگر نمازی کی زبان سے ہاں یا البتہ یا نہیں نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

(ج ا ص ۱۰۹)

۱۷۷۔ نماز میں صرف چہرہ (قبلہ) سے پھیر لیا تو نماز بالاتفاق فاسد نہ ہوگی۔

(ج ا ص ۱۱۱)

۱۷۸۔ بے وضو ہو جانے کے خیال میں قبلہ سے پھر کر چل دیا۔ مسجد سے نکلنے سے پہلے یاد آ گیا کہ میں بے وضو نہیں ہوا، تو واپس آ جائے نماز نہیں ٹوٹی۔

(ج ا ص ۱۱۱)

۱۷۹۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے آگے یا پیچھے کی طرف چلتا رہا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(ج ا ص ۱۱۱)

۱۸۰۔ کسی نے نمازی سے پوچھا کتنی رکعتیں ہوئیں اس نے ہاتھ کے اشارہ سے بتا دیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (ج ا ص ۱۱۵)

۱۸۱۔ جو شخص مر گیا اس کے ذمہ نمازیں رہ گئیں اس نے وصیت کی تو ہر نماز کے بدلے مثل صدقہ فطر کفارہ دے۔ (ج ا ص ۱۳۶)

۱۸۲۔ ایک شخص نے چار رکعت نماز ایک ایک رکعت چاروں طرف تحری سے پڑھی نماز ہو گئی۔ (ج ا ص ۷۰)

۱۸۳۔ فجر کی نماز میں کبھی کبھی قنوت پڑھ لیا کرے اکثر چھوڑ دیا کرے۔

(ج ا ص ۱۲۳)

۱۸۴۔ کسی خطیب نے بغیر وضو کے خطبہ پڑھ دیا تو جائز ہے مع الکراہت۔

(ج ا ص ۱۵۶)

۱۸۵۔ جو خطیب سے دور ہو اس پر خاموش رہنا واجب نہیں درود و ذکر کرنا مباح

(ج ا ص ۱۵۶)

۱۸۶۔ ذمی سے شراب اور مردار کی کھال کی قیمت کا بیسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ (ج ا ص ۲۰۶)

۱۸۷۔ اگر عورت کی طرف دیکھا اور تفکر کیا جس سے منی خارج ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (ج ا ص ۲۲۸)

۱۸۸۔ دبر میں لکڑی یا لوہا داخل کیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ج ا ص ۲۲۸)

۱۸۹۔ اگر مرد نے اپنی انگلی دبر میں داخل کر دی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (ج ا ص ۲۲۹)

۱۹۰۔ اگر عورت نے اپنی انگلی اپنی شرم گاہ میں داخل کر دی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

(ج ا ص ۲۲۹)

۱۹۱۔ اگر عورت سے فرج کے علاوہ جماع کیا، انزال نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (ج ا ص ۲۲۹)

۱۹۲۔ اگر عورت مرد نے قصداً جماع کیا تو مرد پر کفارہ قضا دونوں لازم ہیں عورت پر صرف قضا لازم ہے۔ (ج ا ص ۲۳۱)

۱۹۳۔ اگر عورت سے زبردستی صحبت کی تو اس پر قضا بھی لازم نہیں۔ (گویا اس کا روزہ ٹوٹا ہی نہیں) (ج ا ص ۲۳۱)

۱۹۴۔ دو عورتیں آپس میں چپٹی لڑائیں انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

(ج ا ص ۲۲۸)

۱۹۵۔ مرد نے عورت کی دبر زنی کی انزال بھی ہو گیا تو مرد پر قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں۔ (ج ا ص ۲۳۱)

۱۹۶۔ پہلے بھولے سے جماع کر لیا روزہ یاد نہ تھا پھر قصداً جماع کر لیا کہ اب روزہ نہیں تو کوئی کفارہ نہیں۔ (ج ا ص ۲۳۰)

۱۹۷۔ حالت اعتکاف میں بغیر شہوت کے مباشرت کی تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(ج ا ص ۲۳۸)

Scanned with CamScanner

۱۹۸۔ حرم مدینہ میں کسی نے درخت کاٹا یا شکار کیا تو اس کے جسم پر جو کچھ ہے وہ چھین لیا جائے گا اور وہ چھیننے والے کے لیے حلال ہے نہ جزا ہے نہ قیمت۔ (ج ۱ ص ۲۴۹)

۱۹۹۔ عورت کو سوگ میں سیاہ کپڑا پہننا جائز ہے۔ (ج ۲ ص ۱۸۵)

۲۰۰۔ جس نے جانور سے جماع کیا اس پر تعزیر ہے۔ (ج ۲ ص ۲۹۸)

حضرات آپ کے دیکھنے کے لیے یہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد نے نبی کی فقہ مرتب فرمائی ہے۔ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں اس کتاب کا مطالعہ کرنا نفل سے زیادہ ثواب ہے۔ (کنز الحقائق) غیر مقلدین سے درخواست ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد ایک دفعہ ان دوسو مسائل کی تلاوت کر لیا کریں اور یہ بھی بتائیں کہ کیا سکھوں نے اپنے گرو یا مرزائیوں نے اپنے نبی کی طرف بھی کبھی ایسی خرافات منسوب کیں یا یہ صرف لامذہبوں کا ہی حصہ ہے۔ حضرات غیر مقلدین اگر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کے موافق مسائل بیان کرتے ہیں تو ان مسائل کے موافق ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں اگر وہ ان مسائل کو حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں تو یہ اعتراف کر لیں کہ اہل حدیث کہلانے والے علماء حدیث کے خلاف مسائل لکھتے ہیں پھر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھ کر ان مسائل کی تردید کر دیں اب تک تو یہ مسائل ان کو مسلم ہیں کیونکہ ابھی تک کسی غیر مقلد نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر کوئی صاحب اس پمفلٹ کا جواب لکھنا چاہیں تو ضرور لکھیں مگر قرآن و حدیث سے جواب دیں جواب میں اپنا قیاس پیش نہ کریں کہ کار شیطان ہے نہ کسی امتی کا قول پیش کریں کہ شرک تقلیدی ہے نہ مخالفین کو گالیاں دیں کہ یہ شرمناک شکست ہے۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین سے

دو سو ایک سوالات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

پیش لفظ

آج کل ہر باطل فرقہ کی طرف سے اہل حق پر سوالات کی بھر مار رہتی ہے لیکن ان کے اکثر سوالات باطل ہوتے ہیں اسلئے صحیح اور غلط سوالات کی پہچان ضروری ہے اصول مناظرہ میں یہ وضاحت ہے کہ مناظرہ میں دوفریق ہوتے ہیں مدعی اور سائل۔ مدعی اس کو کہتے ہیں جو کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور سائل اس کو کہتے ہیں جو مدعی کے دعویٰ کا انکار کر رہا ہو اور مسائل کی صرف تین قسمیں ہیں مانع، ناقض اور مقارض، الغرض سائل کے سوالات مدعی کے دعویٰ سے ہوتا ہے جب مدعی کا دعویٰ سامنے نہ آئے سوالات ممکن ہی نہیں۔

مثال: انبیاء علیہم السلام دعویٰ نبوت کرتے تھے اب منکرین کو سوال کرنے کا حق تھا۔ مگر ان سوالات کا جو دعویٰ نبوت سے متعلق ہوں۔ لیکن کفار آپؐ سے ایسے سوالات کرتے تھے جو دعویٰ نبوت کی بجائے دعویٰ الوہیت سے متعلق تھے کہ ہم پر آسمان گرادو ہمارے سامنے آسمان پر جا کر کتاب لاؤ وغیرہ۔ یہ سوالات غلط تھے کیونکہ آپؐ کے دعویٰ کے مطابق نہیں تھے۔

مثال: ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں سنت کو نہیں مانتا تو ہم اس سے سوال اس طرح کریں گے کہ قرآن پاک سے گدھے کا حلال یا حرام ہونا دکھلاؤ۔ صرف قرآن پاک سے مکمل نماز کا طریقہ دکھاؤ۔ تو ہمارے یہ سوالات درست ہیں کیونکہ یہ اس کے دعویٰ کے مطابق ہیں لیکن اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ میں قرآن اور حدیث کو مانتا ہوں تو اس سے یہ سوال کرنا کہ مکمل نماز صرف قرآن سے دکھاؤ یہ سوال غلط ہے کیونکہ اس کے دعویٰ کے خلاف ہے ہاں اس سے صحیح سوال یوں ہوگا کہ اپنی نماز کا ہر ہر مسئلہ جو ہم پوچھیں اور وہ بات تمہارے عمل میں ہو اس کا جواب صرف قرآن یا حدیث سے دو۔ اگر آپ نے کسی ایک جزئی مسئلے میں اجماع یا قیاس

Scanned with CamScanner

شرعی کا سہارا لیا اور امتی کے قول سے استدلال کیا تو آپ کا دعویٰ جھوٹا ہو جائے گا۔
اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے اکثر بلکہ تمام سوالات غلط ہوتے ہیں کیونکہ وہ فقہی مسائل میں یوں سوال کرتے ہیں کہ اس کا جواب قرآن یا حدیث سے دو حالانکہ جس نے اصول فقہ کی پہلی کتاب اصول الشاشی بھی پڑھی ہو وہ جانتا ہے کہ اصول فقہ چار ہیں۔(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔
اس لیے فقہی مسائل میں یہ سوال کرنا کہ صرف قرآن یا حدیث سے دکھاؤ ایسا ہی غلط ہے جیسے غیر مقلدین کا یہ سوال کرنا کہ تمام مسائل صرف قرآن یا حدیث سے دکھاؤ۔
اسلئے لامذہب غیر مقلدین کا فرض ہے کہ سوال ہمارے دعویٰ کے موافق اس طرح کیا کریں کہ اس فقہی مسئلہ کا ثبوت قرآن پاک یا سنت نبویہ یا اجماع امت یا قیاس شرعی سے دیں ورنہ ان کا سوال ہی غلط ہوگا۔ پہلے سوال کا حق کس کا ہے؟ اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ صرف قرآن کافی ہے تو سوال کا حق سنت کے ماننے والے کو ہے اور یہ حق خود آنحضرت ﷺ نے دیا ہے اس لیے آپ نماز کے بارے میں بالترتیب سوالات کرتے جائیں اور وہ صرف قرآن پاک سے ان کا جواب دے اگر مکمل نماز کے سوالات کا جواب اس نے قرآن سے دے دیا تو وہ سچا ہو گیا، نہ دے سکا تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہو گیا اسی طرح ایک شخص دعویٰ کرے کہ نماز اور دین کے تمام جزئی مسائل صراحۃً قرآن اور حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہیں ہم اس دعویٰ کے منکر ہیں کیونکہ بہت سے مسائل ہمارے نزدیک صراحۃً قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ اجماع یا قیاس شرعی سے ثابت ہیں تو سوال کرنے کا حق ہمارا ہوگا ہم نماز کا اور دین کا ایک ایک مسئلہ ان سے پوچھتے جائیں کہ وہ ہر مسئلہ کا ثبوت صرف قرآن پاک یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیتے جائیں اگر ان سب سوالات کا جواب وہ اپنے دعویٰ کے موافق دے گا تو ان کا دعویٰ سچا ہوگا ورنہ جھوٹا۔

اس لیے ہم نے نماز کے بارہ میں زیادہ تر وہ سوالات لکھے ہیں جو اکثر

روزانہ ہر نمازی کو پیش آتے ہیں اہل سنت والجماعت سے درخواست ہے کہ اگر ان کا کسی منکر حدیث سے پالا پڑے تو یہی سوالات اس طرح کریں کہ ان کا جواب صرف قرآن سے دو۔ انشاء اللہ العزیز اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوگا اور وہ ہرگز ان سوالات کے جواب قرآن سے نہ دے سکے گا اور اگر آپ کا واسطہ کسی لا مذہب غیر مقلد سے پڑے تو اس سے ترتیب وار یہ سوالات اس طرح پوچھیں کہ ہر سوال کا جواب صرف قرآن کی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دے انشاء اللہ العزیز آپ مشاہدہ کرلیں گے کہ وہ لا مذہب لاجواب اور جھوٹا ثابت ہوگا اور اس کی ساری شیخی کرکری ہو جائیگی اور اس کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی باطل ہوگا جیسے منکر حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن باطل ہے۔ اس کے بعد ان کو حق ہوگا کہ ہم سے مکمل نماز کے بارہ میں سوالات کریں کہ فلاں فلاں مسئلہ قرآن یا سنت یا اجماع امت یا قیاس شرعی سے ثابت کریں ہم انشاء اللہ العزیز ان کی خدمت کے لیے حاضر ہیں زیادہ تر سوالات نماز کے بارے میں ہیں باقی دوسرے موضوعات سے متعلق ہیں۔

محمد امین صفدر

س ۱ کیا قرآن پاک میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالترتیب وبالتفصیل موجود ہے؟

نوٹ: بالتفصیل سے مراد شرائط، ارکان، واجبات، سنن مؤکدہ، مستحبات، مباحات، مکروہات اور مفسدات ہیں۔ ان میں ہر ایک کی تعداد، ہر ایک کی تعریف ہر ایک کے عمداً اور سہواً چھوٹ جانے کا حکم صراحۃً موجود ہونا۔

(۲/۱) کیا صحیح بخاری شریف میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

(۲/۲) کیا صحیح مسلم شریف میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

(۲/۳) کیا سنن نسائی میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل وبالترتیب موجود ہے؟

(۲/۴) کیا جامع ترمذی میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل وبالترتیب موجود ہے؟

(۲/۵) کیا سنن ابی داؤد میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل وبالترتیب موجود ہے؟

(۲/۶) کیا سنن ابن ماجہ میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل وبالترتیب موجود ہے؟

نوٹ: جب صحاح ستہ میں سے کسی ایک کتاب میں بھی نماز کے مکمل مسائل بالتفصیل وبالترتیب موجود نہیں ہیں تو یہ چھ محدثین نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے؟

س ۳: کیا کسی مسلمہ محدث نے کوئی نماز کی ایسی جامع کتاب مرتب فرمائی ہے جس میں نماز کا طریقہ مکمل بالتفصیل وبالترتیب ہو اس میں ہر ہر مسئلہ صحیح صریح غیر معارض احادیث سے پیش فرمایا ہو۔ اور اس کتاب کی صحت پر کوئی آیت یا حدیث صریح دلیل ہو؟

س ۴: کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی زیر نگرانی کوئی ایسی کتاب مرتب کروائی جس میں نماز کا مکمل طریقہ بالتفصیل وبالترتیب درج ہو اور وہ کتاب آج تک امت میں متداول ہو؟

س۵: کیا خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے اپنی زیر نگرانی کوئی نماز کی ایسی جامع کتاب مرتب کروائی جس کو آج تک امت میں تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو؟

س۶: اس امت میں سب سے پہلے کس نے نماز کو بالتفصیل و بالترتیب مرتب کروایا جن کی مرتب نماز آج تک امت میں متداول ہے؟

نوٹ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کو فرائض کا حساب ہوگا؟ اور ان میں اگر کمی ہوئی تو نوافل سے پوری کی جائے گی حضرت عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرائض اور سنتوں کا بیان فرمایا ہے؟

نماز پڑھنے سے پہلے جو باتیں ضروری ہیں ان کو ائمہ مجتہدین شرائط نماز کہتے ہیں ائمہ اربعہ کی فقہ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ نماز کی کچھ شرائط ہیں۔

س۷: آپ بتائیں کہ نماز کی شرائط قرآن وحدیث میں کتنی مذکور ہیں اور کیا کیا ہیں؟

س۸: آپ یہ بیان فرمادیں کہ نماز کے ارکان کون کون سے ہیں۔ رکن کی تعریف کیا ہے؟

س۹: آپ یہ بیان فرمائیں کہ نماز میں واجبات کتنے ہیں۔ نیز واجب کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟

س۱۰: آپ یہ بیان فرمائیں کہ نماز میں کتنی چیزیں سنت مؤکدہ ہیں اور سنت مؤکدہ کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟

س (۱/۱۱) آپ کے نزدیک نماز میں کتنے کام مستحب ہیں اور مستحب کی تعریف بھی بیان ہو۔

(۲/۱۱) آپ کے نزدیک نماز میں کتنے کام مباح ہیں اور مباح کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟

(۱/۱۲) آپ کے نزدیک کتنی چیزوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ کی تعریف بھی بیان کریں؟

(۲/۱۲) آپ کے ہاں نماز میں کتنی باتیں نماز کو فاسد کرتی ہیں۔ باطل اور فاسد کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟

(۱/۱۳) آپ کے ہاں فجر کی نماز کی کتنی رکعات ہیں سنت اور فرض کا لفظ صراحۃً حدیث میں ہو؟

(۲/۱۳) آپ کے ہاں نماز ظہر کی کتنی رکعات ہیں، سنت، فرض یا نفل کا لفظ صراحۃً حدیث میں ہو؟

(۳/۱۳) آپ کے ہاں نماز عصر کی کتنی رکعات ہیں سنت فرض کی صراحت حدیث میں ہو؟

(۴/۱۳) آپ کے ہاں نماز مغرب کی کتنی رکعات ہیں۔ فرض سنت کی تفصیل صراحۃً حدیث میں ہو؟

(۵/۱۳) آپ کے ہاں نماز عشاء کی کتنی رکعات ہیں فرض، سنت، نفل کی تفصیل صراحۃً حدیث میں ہو؟

س ۱۴: آپ کے ہاں جو مجتہدین، محدثین اور دیگر مسلمان نماز کی شرائط ارکان، واجبات سنن، مکروہات، مفسدات کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر؟

س ۱۵: تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ حکم صراحۃً آیت یا حدیث میں مذکور ہو۔

س ۱۶: آپ کے ہاں تکبیر تحریمہ امام کے لیے بلند آواز سے کہنا سنت ہے اور مقتدی کے لیے آہستہ آواز سے۔ یہ حدیث میں دکھائیں۔

س ۱۷: اکیلے نمازی کے لیے تکبیر تحریمہ بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔

س ۱۸: تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرض ہے یا سنت موکدہ۔

س ۱۹: تکبیر تحریمہ کے ساتھ اگر رفع یدین نہ کرے تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

س ۲۰: تکبیر تحریمہ کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنا فرض ہے یا سنت موکدہ۔

Scanned with CamScanner

س ۲۱: جو لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں ان کی نماز باطل ہے یا مکروہ۔

س ۲۲: ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھنا آپ کے ہاں فرض ہے یا واجب یا سنت؟ صریح حدیث لائیں۔

س ۲۳: (امام کے لیے) ثناء بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

س ۲۴: کیا کسی حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کسی مقتدی نے دعائے استفتاح بلند آواز سے پڑھی تو آپ نے اسے خوش خبری سنائی کہ بارہ فرشتے تیری دعا کو لے جا رہے تھے آخر غیر مقلد مقتدی اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے اور ثناء بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتے۔

س ۲۵: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں مقتدیوں کو یہ حکم موجود ہے کہ وہ ثناء آہستہ پڑھیں۔

س ۲۶: کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ صحابی نے آنحضرت ﷺ کو ثناء پڑھتے سنا جس سے امام کا یا منفرد کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا ثابت ہو۔

س ۲۷: آنحضرت ﷺ سے ثناء کے بارہ صیغے ثابت ہیں یہ سب دعائیں یاد کرنی ضروری یا ایک آدھ یاد کرلینا کافی ہے آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں کیا فرمایا ہے۔

س ۲۸: ان دعاؤں میں سے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ کے پڑھنے کا تو آپ نے حکم دیا کیا کسی اور دعا کا بھی حکم دیا ہے۔

س ۲۹: آپ اور آپ کے خلفائے راشدین نے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ کے سوا کسی اور دعا پر مواظبت فرمائی ہو تو اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں۔

س ۳۰: اگر کوئی شخص ثناء نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

س ۳۱: اگر کوئی شخص ثناء کی جگہ بھول کر التحیات پڑھ لے تو نماز دوبارہ پڑھے یا سجدہ سہو کرے۔

س ۳۲: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ ثناء کے متصلاً بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھتے ہیں

س ۳۳: یہ تعوذ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت حکم صریح حدیث سے دکھائیں۔

س ۳۴: یہ تعوذ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو نماز سے پہلے سکھایا یا صحابہ نے نماز میں آپ ﷺ کو پڑھتے سنا تو نماز میں تعوذ کا بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے صریح حدیث لائیں۔

س ۳۵: کیا دوسری تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے تعوذ پڑھنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے ﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

س ۳۶: کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جماعت کرائی اور تعوذ بلند آواز سے پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور آپ کے مقتدیوں کی یہ نماز صحیح ہوئی یا مکروہ؟ حدیث صریح سے حکم بتائیں۔

س ۳۷: بعض غیر مقلدین کو جماعت کراتے دیکھا گیا ان کا امام تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور مقتدی آہستہ آواز سے، کیا کسی صریح حدیث میں یہ فرق موجود ہے کہ امام کے لیے تسمیہ بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی کے لیے آہستہ آواز سے سنت ہے۔

س ۳۸: آنحضرت ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین نے جہر تسمیہ پر مواظبت فرمائی یا سر تسمیہ پر۔

س ۳۹: کیا کسی حدیث میں ہے کہ بسم اللہ بالجہر بدعت ہے اور صحابہ کو بدعت سے بہت بغض تھا کیا فعل رسول کو بدعت کہنے والے اور فعل رسول سے بغض رکھنے والے صحابہ کامل الایمان تھے۔

س ۴۰: کیا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بسم اللہ بالجہر کو جنگلیوں کا فعل قرار دیا؟

س ۴۱: کیا سورت فاتحہ قرآن اور قرأت میں شامل ہے یا نہیں۔ جو غیر مقلد سورت فاتحہ کے قرآن یا قرأت سے انکار کرے وہ مسلمان ہے یا کافر جواب صریح

حدیث سے دیں۔

س ۴۲: جس طرح قرآن پاک میں ﴿ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْن ٥ وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا... ﴾ سے قیام، رکوع، سجود کی فرضیت ثابت ہے کیا کسی آیت میں صراحتہً نماز میں سورت فاتحہ کے فرض ہونے کا ثبوت ہے۔

س ۴۳: کیا قرآن پاک میں کوئی ایسی صریح آیت موجود ہے کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے جو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور باقی ۱۱۳ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہیں۔

س ۴۴: کیا بخاری اور مسلم میں کوئی ایک ہی صریح حدیث موجود ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔اور باقی قرآن منع اور حرام ہے۔فاتحہ نہ پڑھنے والے مقتدی کی نماز باطل اور بے کار ہے۔

س ۴۵: آیت واذا قرئ القرآن کی تشریح حدیث واذا قراء فانصتوا سے ہوتی ہے یا نہیں، کیا کسی حدیث میں یہ ہے کہ آیت واذا قرئ القرآن نماز کے بارہ میں نازل نہیں ہوئی

س ۴۶: کیا کسی محدث نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ... ﴾ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

س ۴۷: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ کافروں کے لیے نازل ہوئی ہے مسلمان عمل نہ کریں۔

س ۴۸: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ جن گیارہ رکعتوں میں امام قرأت آہستہ کرتا ہے ان میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا فرض اور باقی قرآن مقتدی کو پڑھنا حرام ہے۔

س ۴۹: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نمازیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے ادا فرمائیں ان میں آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھی تھی۔

Scanned with CamScanner

س ۵۰: کیا جو شخص آنحضرت ﷺ کے پیچھے رکوع میں شریک ہوا جس نے اس رکعت میں نہ خود سورۃ فاتحہ پڑھی نہ امام کی سنی۔ کیا آنحضرت ﷺ نے اس کو وہ رکعت دہرانے کا حکم دیا۔

س ۵۱: جس طرح حدیث میں ہے لا جُمعَةَ اِلا بِخُطبَة کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا پھر بھی ہر شخص اپنا علیحدہ خطبہ نہیں پڑھتا۔ بلکہ خطیب کا خطبہ ہی سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کسی کو خطیب کی آواز سنے یا نہ سنے خواہ آنے والا خطبہ ختم ہونے کے بعد آ کر جماعت میں شریک ہوا ہو اس کی طرف سے خطبہ ادا ہو گیا۔ اسی طرح نماز باجماعت مین امام کی قرا ت سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ خواہ امام کی آواز سنے یا نہ سنے یا بعد میں آ کر رکوع میں ہی شامل ہوا ہو۔

س ۵۲: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ اکیلے نمازی کے لیے آمین آہستہ آواز سے کہنا سنت موکدہ ہے۔

س ۵۳: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے آمین کہنا سنت موکدہ ہے گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔

س ۵۴: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو چھ رکعتوں میں بلند سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنے کا حکم دیا ہو۔

س ۵۵: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ پورے تیئس سالہ دور نبوت میں آنحضرت ﷺ کے کسی صحابی نے صرف ایک دن آپ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

س ۵۶: ایک ہی صحیح صریح غیر معارض ایسی حدیث پیش کریں کہ پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک خلیفہ راشد یا ان کے ہزاروں مقتدیوں میں سے کسی ایک مقتدی نے صرف ایک ہی دن چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

س ۵۷: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کے لیے ہمیشہ چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔

س ۵۸: ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ کسی خلیفہ راشد نے امام بن کر ایک ہی دن چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

س ۵۹: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ جو مقتدی اس وقت جماعت میں شریک ہو جب امام نصف سے زائد فاتحہ پڑھ چکا ہو اس کے لیے دو دفعہ آمین کہنا سنت موکدہ ہے ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے درمیان بلند آواز سے اور ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے۔

س ۶۰: ایک صریح حدیث لائیں کہ امام کے سلام کے بعد مقتدی جو رکعتیں پڑھے ان میں آمین آہستہ سنت ہے۔

س ۶۱: آپ (لامذہبوں) کے مشہور مناظر مستری نور حسین گھرجاکھی (گوجرانوالہ) اپنے رسالہ آمین بالجہر ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ آمین بالجہر کہا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی یہی کہا کرتے تھے کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو بخاری ص ۱۰۸ ج اول۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے بخاری کی اس روایت میں جہر کا کوئی لفظ نہیں (آپ ثبوت پیش کریں)

س ۶۲: یہی مولوی صاحب ص ۲۲ و ص ۲۳ پر حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ،

حضرت عائشہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے احادیث نقل کرتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں سے آمین بالجہر ربنا لک الحمد اور سلام پر حسد کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی میں آمین کے ساتھ جہر کا لفظ موجود ہے یہ اللہ کے نبی اور صحابہ پر جھوٹ ہے۔ (موجودہ غیر مقلدین ثبوت پیش کریں)

س ۶۳: نماز مغرب، نماز عشاء، نماز فجر، کے وقت یہودی بازار میں نہیں ہوتے ظہر، عصر میں وہ بازار میں ہوتے ہیں مگر ان دونوں نمازوں میں غیر مقلد آمین بلند آواز سے نہیں کہتے کہ یہودی ناراض نہ ہو جائیں۔

س ۶۴: لامذہب عورتیں گھروں میں بلند آواز سے آمین نہیں کہتیں آخر وہ یہود کو کیوں ناراض کرنا نہیں چاہتیں۔

س ۶۵: حافظ عبداللہ روپڑی مشہور غیر مقلد مناظر اپنی کتاب ''اہل حدیث کے امتیازی مسائل'' ص ۷۶ پر لکھتے ہیں۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف میں جو آپ کے نزدیک ہوتے سن لیتے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور ابن ماجہ نے اور ابن ماجہ نے کہا کہ پہلی صف سن لیتی یہاں تک بہت آوازوں کے ملنے سے مسجد میں ہر جلہ ہو جاتا۔ نیل الاوطار میں ہے اس حدیث کو دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد اچھی ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے؟ شوکانی اور حافظ عبداللہ روپڑی نے اس روایت کے نقل کرنے میں تین دھوکے دیئے ہیں اور تین جھوٹ بولے ہیں۔

۱۔ ابن ماجہ میں اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں فترک الناس التامین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ تابعین کا اجماع تھا کہ وہ آمین بالجہر نہیں کہتے تھے یہ فقرہ حدیث کا نقل نہیں کیا۔

۲۔ یہ نہیں بتایا کہ اس کی سند کا راوی بشیر بن رافع نہایت ضعیف ہے۔

۳۔ یہ نہیں بتایا کہ اس سند کا ایک راوی مجہول و مستور ہے۔ یہ تین دھوکے تھے اور تین جھوٹ یہ ہیں۔

(۱) دار قطنی میں سرے سے یہ ہر جلے والی حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اس کی سند کو اچھا کہا ہو۔

(۲) مستدرک حاکم میں سرے سے یہ حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہو۔

(۳) بیہقی میں سرے سے یہ حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اسے حسن صحیح کہا ہو۔

س ۶۶: پاک و ہند میں بارہ سو سال سے اسلام آیا ہوا ہے یہاں کے سب بادشاہ قاضی، مفتی، محدث، مفسر، علماء عوام آہستہ آواز سے آمین کہتے تھے کیا ان بارہ سو سال کے مسلمانوں کی نمازیں باطل ہیں یا مکروہ۔

س ۶۷: غیر مقلدوں کے مشہور مورخ امام خاں نوشہری لکھتے ہیں۔

''مولانا شاہ فاخر الٰہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کی'' (نقوش ابوالوفاص ۴۴) اس سے معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ آمین بالجہر انگریز کے دور میں ہوئی۔

س ۶۸: انگریز کے دور میں دوسری آمین بالجہر حافظ محمد یوسف پنشنر (انگریز ملازم) نے کہی (نقوش ابوالوفاص ۴۲) یہ آمین ۱۸۶۰ء میں کہی گئی پھر یہ حافظ محمد یوسف مرزائی ہو کر مرا۔ (اشاعت السنہ ص ۱۱۴ ج ۲۱)

س ۶۹: مسئلہ آمین پر چیلنج بازی کی ابتداء مولوی محمد حسین بٹالوی نے کی اور یہ بزرگ

مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت امداد کیا کرتے تھے اور ان سے دعا کرایا کرتے تھے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۹ کالم ۱، ۳۱ جنوری ۱۹۰۸)

س ۷۰: پھر اس مسئلہ پر ملک بھر میں فتنہ مولوی ثناء اللہ نے اٹھایا۔ جس کا مذہب یہ تھا کہ میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔ (اخبار اہلحدیث ص ۶، ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

س ۷۱: پھر اس مسئلہ پر حافظ عبداللہ روپڑی نے زور مارا جن کے بارہ میں میاں شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ وہ لاعلم حاسد، خودغرض، کافر گر، صراط مستقیم سے منحرف تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۱۱، ۲۱۲ ج ا ملخصا)

س ۷۲: اگر امام ظہر یا عصر میں سورہ فاتحہ اور سورت بلند آواز سے پڑھ لے تو اس کی نماز فاسد ہوگئی یا مکروہ۔

س ۷۳: اگر فجر، مغرب، عشاء میں امام آہستہ پڑھ لے تو نماز باطل یا مکروہ حدیث لائیں۔

س ۷۴: اگر بھول کر پہلے قل هو الله بعد میں سورت فاتحہ پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

س ۷۵: سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل حکم صریح حدیث میں ہو۔

س ۷۶: قرأت کی کیا تعریف ہے۔ اور جہر اور سر کی کیا تعریف ہے حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بتائیں۔

س ۷۷: فجر کی سنتوں میں قرأت بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے حدیث صریح ہو۔

س ۷۸: فجر کے فرائض اگر اکیلا پڑھے تو قرأت بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔

Scanned with CamScanner

س ۷۹: (ا) آنحضرت ﷺ سے بعض اوقات میں بعض خاص سورتیں پڑھنا ثابت ہے (ب) وہ سورتیں ان نمازوں میں پڑھنا سنت ہے یا نہیں اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھ لی تو یہ نماز خلاف سنت ہوگی یا نہیں جواب صحیح صریح حدیث سے عنایت فرمائیں۔

س ۸۰: نماز میں امام پر تین سکتات ایک فاتحہ سے پہلے ایک فاتحہ کے بعد ایک سورت کے بعد واجب ہیں یا نہیں۔ جو امام سکتات نہ کرے اس کے پیچھے نماز خلاف سنت ہے یا نہیں۔

س ۸۱: رکوع جانے سے پہلے رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ ہے یا سنت غیر مؤکدہ حدیث میں کیا حکم ہے۔

س ۸۲: جو شخص یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں صریح حدیث سے حکم بیان کریں۔

س ۸۳: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کی چار سو احادیث و آثار ہیں ان چار سو صحابہ کے نام بتائے جائیں۔

س ۸۴: جو غیر مقلدین کہتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ سے رؤایت ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک یہ رفع یدین کرتے رہے۔ عشرہ مبشرہ کی یہ روایت صحیح سند سے بتوثیق روایت پیش فرمائیں۔

س ۸۵: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لیے رکوع کی تکبیر بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی اور منفرد کے لیے آہستہ آواز سے سنت ہے۔

س ۸۶: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ رکوع کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

س ۸۷: آنحضرت ﷺ سے رکوع میں سات اذکار مروی ہیں ان میں سے

Scanned with CamScanner

مواظبت کس پر فرمائی۔

س۸۸: کیا آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ کے نازل ہونے کے بعد آپؐ نے سبحان ربی الاعلی کے علاوہ کچھ پڑھا۔

س۸۹: اگر کوئی شخص بھول کر رکوع میں سبحان ربی الاعلی پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

س۹۰: اگر کوئی شخص رکوع کی تسبیح بلند آواز سے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

س۹۱: رکوع سے کھڑے ہو کر قومہ میں ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ہاتھ لٹکانا؟ صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س۹۲: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ منفرد اور مقتدی کے لیے قومہ کا ذکر آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

س۹۳: اگر کوئی مقتدی قومہ کا ذکر بلند آواز سے پڑھے تو اس کی نماز سنت کے موافق ہوگی یا خلاف سنت۔

س۹۴: اگر کوئی شخص رکوع یا قومہ میں کچھ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س۹۵: وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا کس حدیث میں ہے۔

س۹۶: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ سجدہ کی تکبیر امام کے لیے جہراً اور مقتدی اور منفر کے لیے آہستہ سنت ہے۔

س۹۷: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا منع اور حرام ہے۔

س۹۸: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدہ کی تسبیحات آہستہ

Scanned with CamScanner

پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

س ۹۹: ایک حدیث لائیں کہ اگر سجدہ کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھی جائیں تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

س ۱۰۰: دونوں سجدوں کے درمیان جو دعا پڑھتے ہیں ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھائیں کہ اس دعا کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

س ۱۰۱: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ یہ دعا فرض ہے یا سنت واجب یا نفل۔

س ۱۰۲: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں اگر کوئی شخص یہ دعا جان بوجھ کر نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

س ۱۰۳: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ اگر کوئی شخص بھول کر نہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

س ۱۰۴: کیا کسی حدیث میں ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان انگلی سے اشارہ کرنا منع ہے مسند احمد کی جس حدیث میں اشارہ کا ذکر ہے اس کے موافق آپ اس کو سنت موکدہ سمجھ کر عمل کیوں نہیں کرتے۔

س ۱۰۵: کیا کسی صحیح حدیث میں ہے کہ جلسہ استراحت سنت موکدہ ہے۔

س ۱۰۶: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ جلسہ استراحت کی حدیث صحیح ہے اور نہ کرنے کی ضعیف ہے۔

س ۱۰۷: امام شعبیؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ) کیا ان خلفائے راشدین کی نماز خلاف سنت تھی۔

س ۱۰۸: حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا وہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ) کیا یہ سب

صحابہ خلاف سنت نماز پڑھتے تھے۔

س ۱۰۹: ابوقلابہ کا بیان ہے کہ عمرو بن سلمہ کے سوا میں نے کبھی کسی کو جلسہ استراحت کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا یہ عمرو بن سلمہ بوڑھے تھے (بخاری) تو کیا سب صحابہ تابعین تبع تابعین خلاف سنت نماز پڑھا کرتے تھے۔

س ۱۱۰: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت امام کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہنا سنت مؤکدہ ہے۔اور مقتدی اور منفرد کے لیے آہستہ کہنا سنت ہے۔

س ۱۱۱: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ دوسری رکعت کے شروع میں رفع یدین منع وحرام ہے۔

س ۱۱۲: کیا احادیث میں یہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتے تھے۔ان پر آپ کا عمل کیوں نہیں؟ کیا آنحضرت ﷺ نے ان احادیث کو ضعیف اور ناقابل عمل قرار دیا ہے؟

س ۱۱۳: کیا دوسری رکعت کے شروع میں ثناء پڑھنا منع ہے اگر کوئی پڑھ لے تو نماز باطل ہو گی یا مکروہ۔

س ۱۱۴: دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا فرض ہے یا واجب۔سنت ہے یا نفل؟

س ۱۱۵: اس قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے یا واجب۔سنت ہے یا نفل۔

س ۱۱۶: اگر قعدہ میں بھول کر تشہد کی جگہ الحمد شریف پڑھ لی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

س ۱۱۷: اگر کوئی شخص تشہد بلند آواز سے پڑھ لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

س ۱۱۸: فتاویٰ ثنائیہ میں دو متضاد فتوے ہیں ایک فتویٰ ہے کہ درمیانی تشہد کے بعد بھی درود پڑھنا سنت ہے دوسرا فتویٰ ہے کہ سنت نہیں صریح حدیث سے فیصلہ بتائیں۔

Scanned with CamScanner

س ۱۱۹: تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت امام کے لیے تکبیر بلند آواز سے کہنا سنت مؤکدہ ہے اور مقتدی اور منفرد کے لیے آہستہ آواز سے سنت مؤکدہ ہے ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لائیں۔

س ۱۲۰: اگر کوئی شخص تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں۔

س ۱۲۱: تیسری رکعت کے شروع میں ثناء پڑھ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں۔

س ۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تیسری، چوتھی رکعت میں اکیلے بھی فاتحہ اور سورت نہیں پڑھتے تھے (رواہ احمد) کیا ان کی نماز باطل ہوتی تھی یا مکروہ۔

س ۱۲۳: حضرت علیؓ فرماتے تھے پہلی دو رکعتوں میں قرآن پڑھو پچھلی دو رکعتوں میں صرف تسبیح پڑھو (ابن ابی شیبہ) اس طرح نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

س ۱۲۴: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملانے سے نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

س ۱۲۵: سنن اور نوافل کی تیسری چوتھی رکعت میں سورت ملانا جائز ہے یا نہیں صریح حدیث لائیں۔

س ۱۲۶: چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے منع اور حرام ہونے کی حدیث پیش فرمائیں۔

س ۱۲۷۔ چوتھی رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا نفل صریح حدیث پیش فرمائیں

س ۱۲۸: چوتھی رکعت کے بعد اگر بغیر قعدہ کیے پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو یاد آنے پر بیٹھ جائے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

س ۱۲۹: چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کیا اور تشہد پڑھنے کے بعد پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور یاد آنے پر بیٹھ گیا تو کس طرح نماز پوری کرے؟ طریقہ

Scanned with CamScanner

صحیح حدیث سے بتائیں۔

س ۱۳۰: چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کیا پھر بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا اور رکعت پوری کرنے کے بعد یاد آیا تو اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

س ۱۳۱: آخری تشہد میں درود پڑھنا سنت ہے یا فرض حدیث صریح سے حکم دکھائیں۔

س ۱۳۲: درود شریف آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے یا بلند آواز سے صحیح صریح حدیث لائیں۔

س ۱۳۳: درود ابراہیمی پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے نماز دوبارہ پڑھے یا کیا کرے۔

س ۱۳۴: درود کے بعد دعا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت حکم صریح حدیث سے دکھائیں۔

س ۱۳۵: درود کے بعد والی دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے یا بلند آواز سے صحیح حدیث لائیں۔

س ۱۳۶: یہ دعا ہاتھ اٹھا کر اور منہ پر ہاتھ پھیرے یا اس میں ہاتھ اٹھانا منع ہیں۔

س ۱۳۷: کیا آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو فرمایا تھا کہ جب تشہد ختم ہو جائے تو نماز پوری ہو گئی چاہے بیٹھے چاہے اٹھ کھڑا ہو۔ کیا واقعی آپ اس حدیث پر عمل کر کے درود دعا اور سلام کے بغیر اٹھ جاتے ہیں۔ یا حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث پر عمل کرنے سے روک دیا تھا۔

س ۱۳۸: کیا حدیث کی کتابوں میں کوئی ایسی حدیث موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہو کہ التحیات کے بعد اگر حدث (پاد مارے یا آہستہ آواز سے ہوا خارج کر دے یا ٹٹی پیشاب) کر دے تو اس کی نماز پوری ہو گئی

س ۱۳۹: نماز کے آخر میں سلام فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل صریح حدیث پیش

کریں۔

س ۱۴۰: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لیے سلام بلند آواز سے سنت موکدہ ہے اور مقتدی اور منفرد کے لیے آہستہ آواز سے سنت ہے۔

س ۱۴۱: کیا آنحضرت ﷺ نماز کے بعد ذکر جہر کیا کرتے تھے تو اب کس نے منسوخ کیا۔

س ۱۴۲: کیا آنحضرت ﷺ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا سے منع کیا کرتے تھے۔

س ۱۴۳: کیا آنحضرت ﷺ فرائض کے بعد کی سنتیں مسجد میں پڑھا کرتے تھے یا گھر جا کر۔

س ۱۴۴: آج کل جن لوگوں نے سنتیں پڑھنے کا مستقل معمول مسجد میں بنالیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔

س ۱۴۵: آنحضرت ﷺ فجر کی نماز کے بعد روزانہ درس قرآن دیا کرتے تھے تو اس کا ثبوت حدیث سے دیں ورنہ بتائیں کہ یہ طریقہ حضورؐ سے کتنا عرصہ بعد شروع ہوا اور جائز ہے یا بدعت۔

س ۱۴۶: جب مسجد یا گھر میں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اس کے جواز کی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س ۱۴۷: زید نے ایک مرد پر زنا کی تہمت لگائی تو اس کو کتنے کوڑے حد لگے گی، صرف مرد پر تہمت کا حکم ہو۔ عورت پر قیاس نہ کیا جائے۔

س ۱۴۸: کلب معلم کے ساتھ شکار کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں مذکور ہے اگر کوئی شخص شیر، چیتے، بھیڑیے اور خنزیر کو تعلیم دے یا بندر کو شکار کا طریقہ سکھائے تو ان جانوروں کا مارا ہوا شکار حلال ہوگا یا حرام؟ یہ حلال حرام کا صاف حکم

اور ان درندوں کا نام حدیث شریف میں ہونا چاہیے۔اس کے بغیر جواب نا مکمل ہوگا۔

س ۱۴۹: چوہا گھی میں گر جائے تو اس کا حکم حدیث شریف میں مذکور ہے۔ لیکن اگر بلی کا بچہ، کتے کا بچہ، بندر کا بچہ، چھپکلی، سانپ، کیچوا، چیونٹی، بھڑ، جھینگر، ٹڈی، آک کا ٹڈا گھی میں گر کر مر جائیں تو گھی کا کیا حکم ہے؟ پاک ہے یا ناپاک؟ صحیح صریح حدیث پیش کریں۔

س ۱۵۰: اگر تیل، دودھ، شربت، سرکے، شیرے، لسی اور عرق میں چوہا گر کر مر جائے تو اس کا حکم حدیث صریح وصحیح سے دکھلائیں۔ گھی پر قیاس نہ فرمائیں۔

س ۱۵۱: کیا بیع العنب بالزبیب جائز ہے یا ناجائز؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیا جائے۔ بیع الرطب بالتمر پر قیاس نہ کیا جائے۔

س ۱۵۲: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا حرام ہے۔کیا سونے چاندی کے برتن میں پانی لے کر وضو کرنا، غسل کرنا، اس میں سے تیل لگانا، اس کے قلم سے لکھنا، اس کی سلائی سے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، اس کی عطر دانی سے عطر چھڑکنا، سونے چاندی کے ورق کھانا یہ سب جائز ہیں یا ناجائز؟ صحیح صریح حدیث پیش کریں قیاس سے کام نہ لیں۔

س ۱۵۳: آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جب تم رفع حاجت کے لیے جاؤ تو ساتھ تین پتھر لے جاؤ۔اب اگر کوئی شخص پتھر کی بجائے، کچی مٹی، کپڑے، روئی، اون، ریشم کے چیتھڑے، گھاس اور درخت کے پتوں وغیرہ سے استنجا کر لے تو کیا اس شخص کا استنجا ہو جائے گا یا نہیں؟ جواز و عدم جواز اور ان اشیاء کے نام صریح احادیث سے دکھلائیں، پتھر پر قیاس نہ کریں۔

س ۱۵۴: لونڈیوں کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر نصف عذاب ہے۔اگر غلام بے حیائی کا ارتکاب کرے تو

اس کے لیے سزا کا حکم صریح آیت یا صریح حدیث سے بتائیں۔ عورت پر مرد کو قیاس نہ کریں۔

س ۱۵۵: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم حالت جنابت میں ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر لو، اگر کوئی عورت حیض یا نفاس سے فارغ ہوئی ہو تو اسے تیمّم کی اجازت ہے یا نہیں صریح حدیث لائیں۔

س ۱۵۶: حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص پاخانہ سے فارغ ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر لے، اب اگر پیشاب یا خروج ریح یا آپ کے مذہب پر مس ذکر یا عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی نہ ملنے کی صورت میں وہ تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟ صریح حدیث سے جواب دیں پاخانہ پر قیاس نہ کریں۔

س ۱۵۷: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانی نہ ملے تو تیمّم کر لو۔ اگر پانی پاس موجود ہے لیکن وضو کر لے تو راستہ میں پینے کے لیے پانی نہ ملے گا یا جانور پیاسا رہے گا۔ یا آٹا نہیں گندھے گا۔ یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جائے گا، تو ایسے شخص کے لیے ان حالتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں جواب صحیح صریح حدیث سے ہونا چاہیے۔

س ۱۵۸: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ اب یہ سوال ہے کہ اگر کاتب بھی ہو تو رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر سفر میں نہ ہوں تو گھر میں یعنی وطن میں رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں صحیح صریح حدیث سے جواب دیں جو اس آیت کے بعد کی ہوتا کہ "نسخ الحدیث بالایۃ" کا خدشہ نہ رہے۔

س ۱۵۹: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مکھی پینے کی چیز میں گر پڑے تو اسے غوطہ دے کر باہر پھینک دو اب علمائے غیر مقلدین فرمائیں اور بتلائیں کہ اگر چیونٹی، مچھر، بھڑ، جگنو، پتنگا، چھپکلی، کیچوا، سانپ وغیرہ پانی میں گر

جائیں تو کیا پانی پاک رہے گا یا ناپاک، ان جانوروں کے نام صراحۃً حدیث پاک میں دکھائیں۔ مکھی پر قیاس نہ فرمائیں۔

س ۱۶۰. حضور ﷺ نے بغلوں کے بالوں کے اکھاڑنے کا حکم دیا ہے۔ آج کل سو فیصد غیر مقلد استرے سے بغلیں صاف کراتے ہیں اور سو فیصد غیر مقلد عورتیں بال صفا پاؤڈر سے بغلیں صاف کرتی ہیں اے غیر مقلدین آپ حضرات صحیح صریح حدیث کی مخالفت پر کیوں ڈٹے ہوئے ہیں، استرہ اور بال صفا پاؤڈر سے بغلوں کے بال صفا کرنے کی کوئی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔ ورنہ اپنے اس فعل پر شرمائیں۔

س ۱۶۱: آنحضرت ﷺ نے عورت کے موئے زیر ناف کی صفائی کے لیے استرہ کا ذکر فرمایا ہے لیکن آج کل سو فیصد غیر مقلد عورتیں پاؤڈر یا کریم استعمال کرتی ہیں۔ اس بارے میں صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س ۱۶۲: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص حالت احرم میں کسی جانور کو قتل کردے یا شکار کرلے ﴿مَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا...﴾ تو اس پر دم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر قتل صید خطاء ہو، تو کیا حکم ہے، صریح صحیح حدیث پیش کریں۔ عمد پر خطا کو قیاس نہ کریں۔

س ۱۶۳: آج کل سب غیر مقلدین بھینس کا دودھ پیتے ہیں۔ گھی کھاتے ہیں، دہی اور لسی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے لیے کوئی صریح آیت یا صحیح، صریح حدیث پیش فرمائیں، اونٹ، گائے وغیرہ پر قیاس نہ کریں۔

س ۱۶۴: حق تعالیٰ نے قرض کے بارے میں نصاب شہادت یہ بیان فرمایا ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں۔ اب سوال یہ ہے کہ میراث، وصیت امانت، غصب اور دیگر مالی معاملات کے لیے نصاب شہادت بھی یہی ہے یا کچھ اور ہے؟ جواب صحیح صریح حدیث سے دیں، ان تمام معاملات کو قرض پر

قیاس نہ فرمائیں۔

س ۱۶۵: آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھولو، اب سوال یہ ہے کہ اگر کتا برتن میں پیشاب کر دے یا پاخانہ کر دے یا قے کر دے یا خون برتن کو لگ جائے تو کتنی مرتبہ دھوئے۔ حدیث صریح ہونی چاہیے۔ لعاب پر قیاس نہ کیا جائے۔

س ۱۶۶: آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگ کر سات حرفوں پر قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت حاصل کی۔ پھر عہد عثمانیؓ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق ایک حرف پر پڑھنے پر اجماع کرلیا۔ کیا کسی آیت کریمہ یا صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ عہد فاروقی تک تو قرآن کریم سات حرفوں پر پڑھنا اور پھر تا قیام قیامت ایک حرف پر پڑھنا، چھ پر پڑھنا منسوخ ہو جائے گا۔

س ۱۶۷: آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں شراب کی کوئی ایک حد مقرر نہ تھی۔ کبھی تھپڑ مارے جاتے، کوئی کپڑا مارتا، کوئی چھڑی اور کوئی کوڑے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے اپنا قیاس بیان فرمایا کہ جب شرابی شراب پیتا ہے تو اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور پھر وہ افتراء کرتا ہے اور ایک خاص افتراء کی حد (قذف) اسی (۸۰) کوڑے ہے لہذا اس کو بھی اسی کوڑے کی حد لگنی چاہیے۔ سب صحابہ کرامؓ نے اس پر اتفاق فرمایا، کیا کوئی صحیح صریح حدیث ہے کہ عہد صدیقی تک تو تم میری حدیث پر عمل کرنا لیکن فاروقی عہد میں شراب کی حد کے بارے میں حضرت علیؓ کے قیاس سے میری احادیث کو منسوخ قرار دینا۔ اور قیامت تک حضرت علیؓ کے قیاس کو قانون بنالینا۔

س ۱۶۸: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے مسئلہ پوچھا کہ

ایک عورت فوت ہو گئی ہے اس کا خاوند اور ماں باپ زندہ ہیں تو وراثت کیسے تقسیم ہو گی، انہوں نے جواباً فرمایا نصف خاوند کو، باقی کا ثلث ماں کو اور باقی باپ کو۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ یہ مسئلہ کتاب اللہ سے ماخوذ ہے، حضرت زیدؓ نے فرمایا نہیں یہ میری رائے ہے، اس مسئلہ کو صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

س۱۶۹: زید نے بکر کی دو داڑھیں توڑ دیں، زید پر کتنی دیت آئے گی؟ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

س۱۷۰: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پشت بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو (بخاری) اب اگر کوئی پاکستانی کہے کہ حدیث بخاریؒ سے پتہ چلتا ہے کہ قبلہ مغرب کی طرف نہیں اور اہل جغرافیہ کہتے ہیں کہ قبلہ مغرب کی طرف ہے، میں اہل جغرافیہ کی بات حدیث بخاری کے مقابلہ میں نہیں مانتا، مجھے صحیح بخاری سے ہی صریح حدیث دکھاؤ کہ اہل ہندو پاک کا قبلہ مغرب کی طرف ہے۔

س۱۷۱: اللہ تعالیٰ والدین کے بارے میں فرماتے ہیں ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ..﴾ اہل قیاس نے آیت کریمہ سے علت اذیت تلاش کی ہے، مقصد یہ ہے کہ والدین کو اذیت نہ پہنچاؤ، اب اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کے منہ پر تھوکے یا پیشاب ڈال دے تو یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس سے والدین کو تکلیف ہوئی۔ آپ لوگ چونکہ قیاس کو کار ابلیس کہتے ہیں اس لیے ماں باپ کے منہ پر تھوکنے یا پیشاب کرنے کے منع ہونے کی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س۱۷۲: قرآن پاک کی سورہ نور میں لا اور الا کلمہ حصر کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر ہے

جن سے پردہ فرض نہیں اور ان کے سامنے منہ کھولنا جائز ہے مگر ان میں نہ ماموں کا ذکر ہے نہ چچا اور نہ تایا کا، ظاہر قرآن سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ماموں، چچا اور تایا کے سامنے منہ کھولنا ناجائز ہے لیکن اہل قیاس نے مزکورہ افراد میں علت محرمیت کا سراغ لگالیا اور کہا چونکہ ماموں، چچا اور تایا بھی محرم ہیں اس لیے ان کے سامنے چہرہ کھولنا جائز ہے، حضرات غیر مقلدین سے سوال ہے کہ آپ قیاس کو تو کار ابلیس کہتے ہیں اس لیے صریح آیت یا صحیح صریح حدیث میں دکھائیں کہ حقیقی چچا، حقیقی تایا اور حقیقی ماموں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز ہے۔

س ۱۷۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی عورت کو سزا کے لیے بلایا۔ اس عورت کا خوف سے حمل ساقط ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ان سے مشورہ فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ تو محض تادیب چاہتے تھے۔ اس لیے جس طرح کسی کی بیوی یا بیٹا خوف سے مر جائے تو کوئی سزا نہیں آپ بری ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ کو گناہ تو نہیں ہوگا۔ مگر یہ واقعہ قتل خطا سے ملتا جلتا ہے۔ اس لیے آپ پر دیت آئے گی۔ حضرت عمرؓ نے احتیاطاً حضرت علیؓ کے قیاس کی اتباع فرمائی۔ حضرات غیر مقلدین سے سوال یہ ہے کہ آپ حضرات تو قیاس کو کار شیطان قرار دیا کرتے ہیں اس لیے قیاس کی بجائے حدیث صحیح صریح پیش فرمائیں کہ اگر کسی کی ڈانٹ ڈپٹ سے اس کی بیوی یا غلام یا لڑکا فوت ہو جائے یا کسی کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ خود قیاس کرنا یا کسی امتی کا قول پیش کرنا غیر مقلدیت کے مفہوم و معنی کو بھول جانا ہے۔

س ۱۷۴: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **لا یقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان** اہل قیاس یہ کہتے ہیں کہ غصے سے چونکہ دل و دماغ متاثر ہوتے

ہیں اور سوچ صحیح نہیں رہتی اس لیے اگر کسی کو ایسا غم لگا ہو جو عقل و فکر اور ذہن وذکاء پر اثر انداز ہو یا ایسا خوف سوار ہو جائے یا سخت بھوک و پیاس میں اس کا دل مشغول ہو جائے تو ان موانع کی موجودگی میں قاضی فیصلہ نہ کرے۔

آپ حضرات چونکہ قیاس کے منکر ہیں اس لیے ایسے غم خوف اور ایسی شدید بھوک اور پیاس کے وقت قاضی کے لیے فیصلہ کرنے کی اجازت یا ممانعت کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت فرمائیں۔

س ۱۷۵: ایک آدمی نے قسم کھائی کہ مجھ پر تیرے گھر کا ایک لقمہ اور ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ اس کے بعد اس نے اس گھر سے نہ کوئی لقمہ کھایا نہ گھونٹ پیا۔ ہاں ان سے روپے لیے سونا، چاندی لیا، مال مویشی لیے۔ اہل قیاس کہتے ہیں کہ اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ آپ حضرات چونکہ قیاس کو نہیں مانتے اس لیے کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں کہ ایسی قسم کے بعد سونا، چاندی وغیرہ لینے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

س ۱۷۶: ایک شخص نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں زید سے بات نہیں کروں گا، اس کے بعد اس نے زید سے بات تو نہیں کی مگر اس کے ساتھ کھانے، پینے، شادی بیاہ میں شریک رہا، اہل قیاس کہتے ہیں کہ قسم کا کفارہ لازم ہے۔ آپ صحیح حدیث سے بتائیں کہ کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

س ۱۷۷: اگر کوئی عورت خون استحاضہ کی وجہ سے معذور ہو، اس کا حکم تو حدیث شریف میں موجود ہے لیکن اگر کوئی مرد، نکسیر، ریاح، بواسیر، سلسل بول یا کسی ناسور کے بہتے رہنے سے معذور ہو اس کا حکم اہل قیاس تو استحاضہ پر قیاس کر کے معلوم کر لیتے ہیں آپ کے نزدیک چونکہ قیاس کار ابلیس ہے اس لیے ان معذوروں کے لیے حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مقطوع پیش فرمائیں۔

س ۱۷۸: زید نے زینب کو تین شرعی طلاقیں دیں۔ اس نے بکر سے نکاح کر لیا بکر فوت ہو گیا یا زینب نے بکر سے خلع کر لیا یا عدالت کے ذریعہ بکر سے نکاح

فسخ کرالیا تو عدت گزرنے کے بعد وہ پھر زید سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، طلاق پر قیاس نہ کریں صریح حدیث پیش کریں۔

س ۱۷۹: غلام ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے یا دو سے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع ہوگیا تھا کہ غلام دو سے زیادہ عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا کیا یہ حکم قرآنی ہے یا حدیث صحیح صریح یا لونڈی کی مد پر قیاس۔

س ۱۸۰: غلام تین طلاقوں کا مختار ہے یا دو کا یا ڈیڑھ کا جواب صحیح صریح حدیث سے ہونا چاہئے۔

س ۱۸۱: لونڈی کی طلاق کی عدت تین حیض ہے یا دو حیض یا ڈیڑھ حیض جواب صحیح صریح حدیث سے دیں۔

س ۱۸۲: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ عِدَّۃٍ تَعْتَدُّوْنَھَا...﴾ اس آیت کریمہ سے مومنہ عورت کا حکم تو معلوم ہوگیا۔ اب اگر کوئی شخص کسی یہودن یا عیسائی سے نکاح کرے اور رخصتی سے قبل طلاق دے دے تو اس عورت پر عدت ہے یا نہیں، صحیح صریح حدیث پیش کریں کافرہ کو مومنہ پر قیاس نہ کریں۔

س ۱۸۳: ایک عورت کو طلاق بتہ دی گئی تھی وہ ابھی عدت میں تھی کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا، حضرت عثمان نے اس کو وراثت کا حصہ دلایا اور تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے اس فتویٰ سے اتفاق کیا۔ (اعلام الموقعین ص ۲۱۰ ج اول) حضرت عثمانؓ کا یہ فتویٰ کس آیت یا حدیث صحیح صریح سے ماخوذ ہے۔

س ۱۸۴: ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور ان کی تقلید میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ قسم ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ یہ تین طلاقیں ہیں اور حضرت عبداللہؓ

بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک طلاق ہے۔

سب نے یہ مسئلہ اپنی رائے سے بتلایا ہے، آپ حضرات رائے کو کفر وشرک قرار دیتے ہیں اس لیے کوئی صحیح یا صریح حدیث پیش فرمائیں تاکہ ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ...﴾ کے قانون پر مسئلہ کا فیصلہ ہو سکے۔

س ۱۸۵: مسواک کرنا وضو میں سنت ہے یا وضو کے بعد، نماز کے وقت یا دونوں وقت۔ صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

س ۱۸۶: مسواک کے بغیر وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس سنت کے رہ جانے سے وضو ہو گیا یا نہیں۔

س ۱۸۷: وضو میں کل کتنی چیزیں سنت ہیں جن کے رہ جانے سے وضو ہو جاتا ہے، صریح حدیث لائیں۔

س ۱۸۸: کیا موجودہ برش (ٹوتھ پیسٹ) کر لینے سے مسواک کی سنت کا ثواب مل جاتا ہے یا نہیں، صریح حدیث لائیں۔

س ۱۸۹: اگر کسی نے ایک ہی چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھالیا تو سنت تثلیث ادا ہو گئی یا نہیں؟

س ۱۹۰: ایک شخص کے انگلی یا مسواک کے استعمال سے مسوڑھوں سے خون بہنے لگا۔ اگر وہ خون بند ہونے تک بیٹھے تو جماعت نکل جاتی ہے، وہ مسواک چھوڑے یا جماعت؟ صریح حدیث پیش کریں۔

س ۱۹۱: آپ کے نزدیک منی پاک ہے۔ کیا اس کا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ جو حکم بھی ہو صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔

س ۱۹۲: خنزیر کا جوٹھا اور خنزیر پاک ہے یا ناپاک؟ صریح حدیث لائیں۔

س ۱۹۳: کتے کا پیشاب پاخانہ پاک ہے یا ناپاک؟ صریح صحیح حدیث سے جواب دیں۔

س ۱۹۴: ایک گاؤں میں ایک ہی کنواں ہے اس میں کتا مرا پڑا ہے، گندگی پڑی ہے۔

حیض کے چیتھڑے پڑے ہیں کیا اس کنویں سے پانی پینا، وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح صریح حدیث درکار ہے۔

س ۱۹۵: کنواں کسی چیز سے ناپاک بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جاتا ہے تو صحیح صریح حدیث سے اس کے پاک کرنے کا طریقہ بیان فرمائیں۔

س ۱۹۶: دودھ میں دیوانے نے پیشاب کر دیا جس سے دودھ کا نہ رنگ بدلا نہ مزہ نہ بو، وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔ جو اس کو پاک کہے اس کے بارے میں حدیث کا کیا حکم ہے۔

س ۱۹۷: ایک گلاس شربت میں دودھ پیتے بچے نے پیشاب کر دیا، شربت کا نہ رنگ بدلا نہ مزہ نہ بو۔ کیا اس کا پینا جائز ہے یا حرام؟ حدیث صحیح سے جواب دیں۔

س ۱۹۸: عورت کے فرج کی رطوبت پاک ہے یا ناپاک؟ اس کے بارے میں صحیح حدیث کا حکم بیان فرمائیں۔

س ۱۹۹: شراب (خمر حقیقی) پاک ہے یا ناپاک؟ حدیث صحیح صریح سے جواب دیں۔ جو اسے پاک کہے اس کا حدیث میں کیا حکم ہے۔

س ۲۰۰: خون پاک ہے یا ناپاک؟ حدیث پاک سے صراحت دکھائیں۔

س ۲۰۱: زید نے زینب سے زنا کیا اس زنا کے نطفہ سے سیمہ نامی لڑکی پیدا ہوئی کیا زید کا نکاح سیمہ سے حلال ہے؟ کیا زمانہ رسالت میں ایسا کوئی نکاح ہوا۔

یہ سوالات کی پہلی قسط ہے۔ دوسری اقساط بھی یکے بعد دیگرے اشاعت پذیر ہو کر منظر عام پر آتی رہیں گی۔

ناظرین کرام! دعاؤں میں یاد رکھیں اور موانع کے ارتفاع کے لیے قلبی دعائیں فرماتے رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

نوٹ: دوسری قسط مجموعہ رسائل جلد نمبر ۲ میں بعنوان ”غیر مقلد علماء سے چار سو سوالات“ شائع ہو چکی ہے۔

مولوی محمد جونا گڑھی
غیر مقلد کی کتاب

درایت محمدی پر ایک نظر

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

درایت محمدی

مولوی محمد جونا گڑھی نے دور برطانیہ میں ایک متعصب کینہ پرور اور حاسد فرقہ کی بنیاد رکھی اور اپنے نام پر اس فرقہ کا نام محمدی فرقہ رکھا۔ اپنے اخبار کا نام محمدی رکھا اپنی کتابوں کے ساتھ محمدی کا لیبل لگایا اس کی کتابوں میں فقہاء کے خلاف جو بدزبانی ہے اس پر حدیث کلبہ اور لعن آخر ھذہ الامة اولھا کی تصدیق ہوتی ہے۔ بدگمانی سے بدزبانی۔ حسد و تعصب کی فراوانی سے جب وہ گالیوں پر اترتا ہے تو اذا خاصم فجر کا سماں باندھ دیتا ہے جھوٹ بولتا ہے تو اذا حدث کذب پر عمل کرتا ہے حوالہ نقل کرتا ہے تو اذائتمن خان کو بالکل نہیں بھولتا۔ اور جب فقہ کے خلاف رائے زنی کرتا ہے تو و لا یستحی فیه من الحلیم کی تصدیق ہو جاتی ہے ان احادیث پر ان کا عمل ہے اس نے ہدایہ شریف کے خلاف قلم اٹھایا ہے اس میں وہی طرز اختیار کیا ہے جو پادری فانڈر نے قرآن پاک کے خلاف اور سوامی دیانند اور پرویزیوں نے حدیث کے خلاف اختیار کیا ہے۔

موضوع احادیث: دلیل اول، ہدایہ نا قابل اعتبار ہے کیونکہ اس میں بعض ایسی احادیث ہیں جن کو محدثین نے موضوع کہا ہے۔

جواب: اگر بالفرض اس میں بعض احادیث ایسی ہوں بھی تو اس سے اس کے فقہی مسائل کا غلط ہونا کیسے لازم آیا۔ کیونکہ صاحب ہدایہ نے از خود مسائل کا استنباط نہیں فرمایا۔ بلکہ مسائل مستنبط کے دلائل ذکر کیے ہیں وہ مسائل صاحب ہدایہ سے پہلے بھی امت میں معمول بہا تھے اس کو مثال سے سمجھئے۔

(۱) امام غزالیؒ کی احیاء العلوم اسلام میں ایک مایہ ناز کتاب ہے اس کے مسائل تصوف اور فلسفی احکام امت میں معمول بہا ہیں لیکن اس میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع ہیں علامہ عراقی کی تخریج ملاحظہ فرمالیں تاہم ان احادیث کی وجہ سے پوری کتاب کو کسی نے نا قابل اعتبار قرار نہیں دیا اور امت میں ایک بھی بے دین،

حاسد، متعصب اور کینہ پرور ایسا نہیں گزرا جس نے احیاء العلوم کے خلاف اس طرح بدگمانی اور بدزبانی کی ہو۔

(راجع میزان الاعتدال ج ا ص ۴۳۱ ترجمہ حارث بن اسد پہلا حارث نمبر ۱۶۰۶)
یہی حال شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کا ہے اس میں بھی موضوعات ہیں (میزان ج ا ص ۴۳۰) یہی حال فصوص الحکم۔ الفتوحات المکیہ وغیرہ کا ہے مگر فرقہ محمدی کا بانی محمد جونا گڑھی ان کتابوں خصوصاً غنیۃ الطالبین سے رات دن استدلال کرتا ہے اسی طرح تفسیر کبیر امام رازی۔ تفسیر کشاف زمخشری۔ بیضاوی وغیرہ میں ایسی احادیث موجود ہیں۔ جن کے بارے میں محدثین نے ناقابل اعتبار ہونے کا حکم بیان کیا ہے لیکن ہمیشہ سے امت ان تفاسیر کے صحیح مضامین سے استدلال کرتی آرہی ہے خود غیر مقلدین آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرآنُ کی تفسیر میں صحابہؓ وتابعین اور اجماع امت کے خلاف رازی کے قول کی اندھادھند تقلید کر رہے ہیں۔ الغرض ہدایہ کا اصل موضوع فقہ ہے۔ احیاء العلوم۔ غنیۃ الطالبین کا موضوع تصوف ہے تفسیر کبیر۔ بیضاوی کا موضوع تفسیر ہے اگر موضوع فن کے اعتبار سے ان میں کوئی نقص نہیں تو یہ ان کا کمال ہے اگر دوسرے فن کے اعتبار سے بھی ان میں نقص نہ ہو تو یہ نورٌ علیٰ نور ہے ہاں اگر دوسرے فن کے اعتبار سے نقص ہو تو بھی اصل فن کے اعتبار سے کتاب میں کوئی نقص نہیں ہے مثلاً دیکھئے امام بخاریؒ کے محدث ہونے میں شبہ نہیں مگر بعض الناس ۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵۔۱۶۔۱۷ امام صاحبؒ کے مذہب کے نقل کرنے یا اس کی تفصیل بیان کرنے میں غلطی ہوگئی ہے

تو کیا ان کی وجہ سے صحیح بخاری شریف کی صحیح احادیث کی صحت سے بھی انکار کر دیا جائے گا۔

۲۔ یہ کتابیں تو دوسرے فن سے متعلق ہیں۔ خود محدثین جن کی عمریں اس فن میں صرف ہوئی ہیں ان سے بھی ایسے تسامحات ہوئے ہیں۔ سہو ونسیان سے کون بچ

سکتا ہے فنسی آدم فنسیت زریته (بخاری) بعض محدثین نے بعض صحیح احادیث کو موضوع کہہ دیا دیکھو (موضوعات ابن جوزی) بعض نے موضوعات کو صحیح کہہ دیا۔ دیکھو تعقبات سیوطی۔ بعض جگہ کے وہم ونسیان سے کون بچا ہے۔

(دیکھو میزان لاعتدال ص ترجمہ علی بن عبداللہ المدینی)

سنن ابن ماجہ

امام ابن ماجہ الحافظ الکبیر، ثقۃ متفق علیہ مجتمع معرفتہ وحفظہ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۸۹) سنن ابی عبداللہ کتاب حسن لولا ما کدرہ احادیث واھیۃ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۸۹) علامہ ذہبی تاریخ الاسلام میں فرماتے ہیں انما غمن رتبة سننه لمانی الکتاب من المناکیر وقلیل من الموضوعات (غیث الغمام ج ا ص ۵۶)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی الجملة ففیه احادیث کثیرة منکرة (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۵۳۱) امام ابوالحجاج مزی شافعی فرماتے ہیں کل ماانفردبه ابن ماجة فهو ضعیف یعنی بذلک ماانفردبه من الحدیث عن الآئمة الخمسة (تہذیب) امام سیوطیؒ فرماتے ہیں فانه تفردباخراج احادیث عن رجال متهمین بالکذب وسرقة الاحادیث (زہر الربی ص ۸) نواب صدیق حسن فرماتے ہیں وله حدیث فی فضل قزوین منکربل موضوع ولهذاطعنوافیه وفی کتابه (الحطہ ص ۱۱۰) ابن الجوزی نے اس کی ۳۴ احادیث کو موضوع کہا ہے۔ (موضوعات ابن الجوزی)

۲۔ مستدرک حاکم

امام ابوعبداللہ الحاکم الحافظ الکبیر امام المحدثین۔ امام اہل الحدیث فی عصرہ العارف بہ حق معرفتہ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۳۱ احسن الکلام ص) ولاریب ان فی المستدرک احادیث کثیرة لیست علی شرط الصحة بل فیه احادیث موضوعة شان المستدرک باخراجها فیه (تذکرۃ الحفاظ) حافظ

ذہبی ہی کا ارشاد ہے مستدرک کی ایک چوتھائی حدیثیں موضوعات اور واہیات کے قبیل سے ہیں (بستان المحدثین ص ۴۳) حالانکہ امام حاکمؒ کا دعویٰ یہ ہے اجمع کتابا یشتمل علی الاحادیث المرویة باسانید محمد بن اسماعیل و مسلم بن الحجاج بمثلها اور وانا استعین اللہ علی اخراج احادیث رواتها ثقات قداحتج بمثلها الشیخان او احدهما (مستدرک ج ا ص ۳) شوکانی غیر مقلد الفوائد المجموعہ فی الاحادیث المجموعہ میں لکھتے ہیں قال الحاکم هذا احدیث الاسنادالخ (نور الصباح ص ۱۱۳) فرقہ محمدی کا بانی محمد جونا گڑھی رات دن ابن ماجہ اور حاکم سے استدلال کرتا ہے لیکن اس نے نہ ابن ماجہ کے خلاف کوئی کتاب لکھی ہے نہ مستدرک حاکم کے خلاف علامہ ذہبی کی جرح دیکھو مستدرک ج ا ص ۲۳۴، ج ا ص ۶۱۷ ج ۳ ص ۶۰ ج ۳ ص ۱۲۹ اصحابی ج ۳ ص ۱۶۰ ابن حجر اور ابن وحید نے بھی تصریح کی ہے کہ حاکم کی تصنیفات ضعیف اور موضوع احادیث پر مشتمل ہیں۔
(غیث الغمام ص ۵۶)

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے مستدرک حاکم کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اس طبقہ کا حال یوں لکھا ہے کہ اس میں موضوع حدیثیں پائی جاتی ہیں اور اس طبقہ کی اکثر حدیثیں فقہاء کے نزدیک قابل عمل نہیں ہیں بلکہ ان کے خلاف پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا ہے۔　(عجالہ نافعہ ص ۷)

سنن الدار قطنی

ذہبی فرماتے ہیں الامام شیخ الاسلام حافظ الزمان۔ امام طبری ابو طیب فرماتے ہیں امیر المؤمنین فی الحدیث۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں وہ زمانہ میں فرد اور امام وقت تھے حدیث اور اس کی علتوں کی معرفت ان پر ختم ہو گئی ہے (تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۸۶) لیکن ان کی سنن منکرات سے پر ہے۔ خود مولوی شمس الحق ڈیانوی نے اس کے حاشیہ التعلیق المغنی میں جا بجا اس کو بیان کیا ہے۔ (۱) اس کی سند

میں خالد بن ایاس موضوع روایات بیان کرتا تھا ص ۱۱۵، ۸ موضوع حدیثیں بیان کرتا ہے عیسیٰ بن عبداللہ ص ۱۱۴ عمرو بن شمر کثیر الموضوعات۔ اب سوال یہ ہے کہ دارقطنی نے ایسے کذاب اور وضاع راویوں کی حدیثیں کیوں بیان کیں کیا وہ ان کے جھوٹے ہونے سے ناواقف تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کی علمیت کو بٹہ لگتا ہے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو من روی عنی حدیثا یری انہ کذب فھو احدالکاذبین او کما قال. (مسلم ص) یہ کتاب بھی طبقہ ثالثہ کی ہے۔

بیہقی حافظ ذہبی فرماتے ہیں الامام الحافظ العلامۃ شیخ خراسان (تذکرہ ج ۳ ص ۳۰۹ احسن الکلام ص) امام ابن تیمیہ نے صراحۃً لکھا ہے کہ ان کی تصنیفات میں موضوع حدیثیں ہیں (غیث الغمام ص ۵۶) علامہ ابن قیم نے سنن بیہقی سے چند حدیثیں نقل کر کے لکھا ہے فانھا کلھا آثار باطلۃ موضوعۃ علی رسول اللہ ﷺ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۶) یہ بھی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے یہی حال خطیب ابونعیم وغیرہ کی کتابوں کا ہے (ابن الجوزی) علامہ سخاوی فتح المغیث میں فرماتے ہیں ربما ادرج ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن والصحیح مما ھو فی احد الصحیحین (اجوبہ فاضلہ ص ۵۲) امام ابن تیمیہ حنبلی کے بارہ میں بھی ہے فانہ جعل بعض الاحادیث الحسنۃ مکذوبۃ و کثیرا من الاخبار الصحیحۃ موضوعۃ (اجوبۂ فاضلہ ص ۵۳) ابن تیمیہ کی اس عادت کا ذکر ابن حجر نے الدرر الکامنہ اور لسان المیزان میں بھی کیا ہے۔

امید ہے کہ غیر مقلدین اب حقیقۃ المحدثین اور روایت محمدی کے نام سے کتابیں شائع کر کے کتب حدیث کی عیب گیری کریں گے۔

صاحب مشکوٰۃ (۱) مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۸ پر ہے بحوالہ مسلم کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد بصوتہ الاعلی لا الہ الخ پڑھتے مسلم ج ۱ ص ۲۱۸ پر یہ الفاظ نہیں۔

(۲) ج ۲ ص ۵۴۴ معجزات استقبلہ داعی امرأتہ بحوالہ ابوداؤد بیہقی۔ حالانکہ

ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۷، السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۹۷ پر دامی امراۃ ہے۔

(۳) باب النہی عنہا من البیوع حدیث ابن عمر یہ لکھتے ہیں لو احدہ فی الصحیحین حالانکہ بخاری ج ۱ ص ۲۸۹ مسلم ج ۲ ص ۵ پر حدیث موجود ہے اس لئے میں نے لکھا ہے کہ صاحب مشکوٰۃ کی تحقیق کمزور ہے۔

(۴) باب الصداق ص ۲۷۷ عبداللہ بن جحش لکھا ہے حالانکہ صحیح عبیداللہ بن جحش ہے۔(ابوداؤد)

(۵) مشکوٰۃ ص ۳۸۹ پر ایک حدیث ہے عن عبداللہ بن عمر حالانکہ صحیح عمرو ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔

(۶) مشکوٰۃ باب القتال فی الجہاد میں عن ثوبان بن یزید ہے حالانکہ صحیح ثور بن یزید ہے (ترمذی) کیونکہ ثوبان بن یزید نامی کوئی صحابی نہیں ہے۔ مشکوٰۃ ص ۳۵۰ فصل ثانی میں عن یزید بن خالد ہے حالانکہ صحیح زید بن خالد ہے کیونکہ یزید بن خالد کوئی صحابی نہیں۔

التعلیقات

محدثین بعض اوقات اپنی کتابوں میں تعلیقات ذکر کرتے ہیں جیسے موطا کی بلاغات۔ بخاری کی تعلیقات ترمذی کے فی الباب ان میں بعض کی سندیں تو دوسری کتب میں مل جاتی ہیں اور بعض کے متعلق محدثین ماوجدنا کہہ دیتے ہیں منکرین حدیث بھی شاید ان تعلیقات پر افزاء اور باطل طوفان وغیرہ کا عنوان نہیں دیتے۔ محمدی فرقہ کا بانی محمد جوناگڑھی صاحب ہدایہ کی تعلیقات پر لاپتہ باطل۔ باطل۔ افتراء۔ جھوٹ کے عنوانات دیئے ہیں حالانکہ اس دعویٰ پر اس کا فرض تھا کہ عقلی نقلی دلائل پیش کرتا مگر وہ اپنے فرض کو بالکل نباہ نہیں سکا اگر ماوجدنا سے باطل طوفان کا مفہوم نکلتا ہے تو وہی ابن حجر بخاری کی بعض تعلیقات پر ماوجدنا کہتے ہیں اور ترمذی کے فی الباب پر بھی یہی عنوان دے گا کیا انہوں نے بخاری۔ ترمذی۔ موطأ کے بارہ میں بھی

کوئی کتاب شائع کی ہے۔ اصول حدیث میں تعلیقات اور موضوعات کی تعریفیں اور احکام الگ الگ ہیں۔ تعلیق کی تعریف مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۲ ان لفظ التعلیق وجدته مستعملا فیما حذف من مبتدا اسناده واحداو کثر حتی ان بعضهم استعمله فی حذف کل الاسناد اور ص ۳۳ پر ہے کہ محدثین اس سے استشہاد کرتے ہیں۔

ادراج

مقدمہ ابن الصلاح ص ۴۵ ص ۲۰ بعض اوقات محدث حدیث رسول اللہؐ کی وضاحت میں کوئی جملہ کہتا ہے شاگرد اس کو بھی کلام نبوی سمجھ کر اکٹھا بیان کر دیتا ہے اس کو ادراج کہتے ہیں کبھی ادراج کی صورت یہ ہوتی ہے کہ محدث ایک سند سے حدیث بیان کرتا ہے لیکن دوسری سند سے کوئی لفظ زیادہ ہوتا ہے تو محدث دوسری سند بیان کئے بغیر وہ لفظ ساتھ ملا دیتا ہے بعض لوگ اس کو ادراج سمجھ لیتے ہیں اس کو روایت محمدی ص ۱۰ پر حدیثوں میں زیادتی کا عنوان دیا ہے اور اس کی ۲۴ مثالیں ص ۱۸ تک پیش کی ہیں محدثین میں تو یہ اتنا عام ہے کہ خطیب بغدادی نے ایک ضخیم کتاب جمع فرمائی ہے الفصل للوصل المدرج فی النقل (مقدمہ ابن الصلاح ص ۴۷) دیکھئے محمد جونا گڑھی یہاں کیا کہتا ہے۔

درایت محمدی ۱۹۲۷ء میں پہلی دفعہ یہ رسالہ شائع ہوا حضرت مولانا عبدالجبار صاحب ابوہریؒ نے فوراً بذریعہ اخبار العدل ۷ استمبر ۱۹۲۷ء ص ۱۰ کالم نمبر ۱ محمد جوناگڑھی کو لکھا کہ ہدایہ کی غلطیاں نکالنا تو بڑی بات ہے مولوی محمد صاحب کو سرے سے ہدایہ آتا ہی نہیں اور انہوں نے کسی سمجھدار عالم سے ہدایہ خود پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی سمجھا ہے اگر ان میں ہدایہ سمجھنے اور سمجھانے کی قابلیت ہے تو میں ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہوں کہ وہ ایک مشترکہ مجلس میں بیٹھ کر جس میں کم از کم دو عالم غیر مقلد ہوں اور دو عالم حنفی ہدایہ کا ایک سبق پڑھا دیں یا جہاں سے ہم کہیں کم از کم ایک ورق کا مطلب بیان کر دیں۔

گاؤں میں

نماز جمعہ کی

تحقیق

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز جمعہ میں بعض بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز جمعہ میں بعض شرائط ایسی ہیں جو عام نمازوں میں نہیں ہیں ان میں سے احناف کے نزدیک ایک شرط یہ ہے کہ جمعہ وہاں پڑھا جائے جو حقیقۃً یا حکماً شہر ہو۔ عام (چھوٹے) گاؤں میں نماز جمعہ ادا نہیں ہوتی۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ...﴾ الآیہ پ ۲۸

اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کو مخاطب کر کے جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے جن کا عام کاروبار بیع یعنی تجارت ہو اور اصل پیشہ تجارت اہل شہر کا ہوتا ہے نہ کہ دیہات والوں کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطاب اہل شہر کو ہوتا ہے۔

(۲) قرآن پاک کو سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سمجھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مکہ میں تھے (جمعہ فرض ہوا تو) آپ نے اہل مدینہ کو جمعہ پڑھنے کا حکم بھیجا (رواہ دارقطنی۔ التلخیص الحبیر ج ا ص ۱۳۳) آنحضرت ﷺ نے خود مکہ میں نماز جمعہ ادا نہیں فرمائی کیونکہ وہاں اذنِ عام نہ تھا۔ پھر آپ نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ کے راستہ میں قبا نامی گاؤں میں پندرہ دن قیام فرمایا اس دوران دو جمعے آئے مگر آنحضرت ﷺ نے نہ خود جمعہ پڑھا اور نہ اہل قباء کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو حضرت علیہ السلام خود بھی وہاں جمعہ ادا فرماتے اور اہل قباء کو بھی جمعہ پڑھنے کا حکم فرماتے۔ آپ نے اپنے فعل اور تقریر سے ثابت فرمادیا کہ اہل دیہہ پر جمعہ نہیں۔

(۳) صحیح بخاری شریف ج ا ص ۱۱ باب زیادۃ الایمان ونقصانہ میں ہے کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن نازل ہوئی اس دن جمعہ کا دن تھا۔ اور صحیح مسلم ج ا ص ۳۹۷ باب حجۃ النبی ﷺ میں ہے ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّھْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ وَلَمْ یُصَلِّ بَیْنَھُمَا شَیْئًا۔ ظاہر ہے کہ جمعہ کے دن آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی نماز جمعہ ادا نہیں فرمائی آپ کے ساتھ حج

Scanned with CamScanner

میں اہل مکہ اور قرب وجوار کے لوگ بھی تھے جو مسافر نہیں تھے آپ نے انہیں بھی نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم نہیں دیا اگر آیت میں ہر جگہ جمعہ ادا کرنے کا حکم ہوتا تو آپ علیہ السلام حکم خداوندی کے خلاف کیوں کرتے۔ اور ایک لاکھ سے زائد حاضرین میں سے کسی ایک کو بھی یہ شبہ نہیں ہوا کہ آیت جب ہر جگہ کے لئے عام ہے تو آج یہاں نماز جمعہ کیوں نہیں ادا کی گئی۔ معلوم ہوا کہ آیت سے ہر جگہ کے مراد لینے کا تصور تک آنحضرت ﷺ کو نہ آیا ہوگا اور نہ صحابہ کرامؓ کو خیال تک آیا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ حضور علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں۔ خَمسَةٌ لَا جُمُعَةَ عَلَيهِم الْمَرْأَةُ وَالْمُسَافِرُ وَالْعَبْدُ وَالصَّبِيُّ وَاَهْلُ الْبَادِيَةِ (ترجمہ) پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ نہیں عورت، مسافر، غلام، بچہ، اہل دیہہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط) الحاصل آنحضرت ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سے ثابت ہوا کہ اہل دیہات پر جمعہ نہیں۔

(۵) عن علیؓ قَالَ لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ اِلَّافِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ اخرجه ابوعبيد باسناد صحيح . فتح البارى ج ۲ ص ۳۸۰ واخرجه عبد الرزاق واسناده صحيح. الدرايه ص ۱۳۱ واخرجه ابن ابى شيبه واسناده صحيح. عمدة القارى شرح بخارى ج ۳ ص ۲۶۴ وذكر الامام خواهر زاده فى مبسوطه ان ابايوسف ذكره فى الاملاء مسندًا مرفوعاً الى النبى ﷺ وابو يوسف امام الحديث حجة البنايه شرح هدايه ج ۱ ص ۹۸۳) اس اثر علیؓ کو فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۴۱۔۱۴۲۔۱۴۳ پر بار بار صحیح تسلیم کیا گیا ہے اور اس کے ایک ایک راوی کا ثقہ ہونا اور اپنے استاد سے سماع ثابت کر کے مفصلاً اس کی صحت ثابت کی ہے امام ابو یوسفؒ ثقہ ہیں اس لئے انکا مرفوع نقل کرنا زیادت ثقہ ہے پھر وہ مجتہد ہیں اور مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کر لینا اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔ پس اس طرح یہ مرفوع حقیقی ہوئی اور دو طرح سے یہ مرفوع حکمی ہے ایک اس لئے کہ یہ خلیفہ راشدؓ کا قول ہے اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين الحديث (ترمذی) دوسرے یہ کہ عام صحابی کا ایسا قول جس

Scanned with CamScanner

میں اجتہاد کا دخل نہ ہو وہ باتفاق محدثین حکماً مرفوع ہوتا ہے۔ پس یہ مرفوع حقیقی بھی ہے اور حکمی بھی۔ اس صحیح صریح روایت سے مخالفین بہت پریشان ہیں۔ اس لئے:

(ا) کبھی تو نوویؒ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے حالانکہ اس کی تین سندیں ہیں۔۔ زبید ایامی والی۔ طلحہ والی حجاج بن ارطاۃ والی۔ نودی کا قول صرف حجاج بن ارطاۃ والی سند سے متعلق ہے اور وہ بھی بلا دلیل۔ کیونکہ یہ راوی مختلف فیہ ہے جس کی حدیث حسن ہوتی ہے اور پہلی دو سندیں صحیح ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ علماء حدیث والے کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔

(ب) کبھی کہتے ہیں یہ ان کا اجتہاد ہے جو نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ نصوص قطعی کے خلاف قیاس کرنا یا تو کفار و مشرکین کا طریق تھا یا یہود کے احبار کا وطیرہ یا شیطان کے کرتوت۔ اس قیاس کے بعد ان کو خلیفہ راشد کیسے مانو گے۔

(ج) اس سے لاجواب ہونے کے بعد ایک جواب یہ تراشا ہے کہ "حضرت علیؓ کی عمر کا آخری حصہ دور فسادات اور ہنگاموں کا دور تھا ممکن ہے عراق کی دیہاتی آبادی کے لئے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہو کہ وہ مفسدانہ اجتماعات سے بچے رہیں۔ اموی مبلغین کی آتش بیانی دیہاتی ذہن کو ماؤف نہ کرسکے ان حالات میں لا جمعة و لا تشریق الا فی مصر جامع وقتی مصالح کے مطابق ہوسکتا ہے (فتاویٰ علماء حدیث ج ۴ ص ۳۵) دیکھئے جمعہ کے اجتماع کو مفسدانہ اجتماع کا نام دے کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کو بچانے کے لئے ایک فرض عین پر پابندی لگادی۔ اس عقل کے کورے سے کون پوچھے کہ خلافت کو صرف گاؤں کے اجتماعات سے کیوں خطرہ تھا اور شہروں کے اجتماعات کیوں خطرہ سے خالی تھے حالانکہ انقلاب حکومت شہروں کے اجتماعات سے متاثر ہوتا ہے نہ کہ دیہات کے اجتماعات سے شاید اتنا بڑا الزام حضرت علیؓ پر خارجیوں نے بھی نہ لگایا ہو۔

(د) پھر کہتے ہیں کہ اس میں نفی کمال ہے۔ اولاً تو نفی کمال معنی مجازی ہے اس کیلئے قرینہ چاہیئے۔ جو یہاں موجود نہیں۔ جس آیت کو قرینہ سمجھا گیا ہے

Scanned with CamScanner

وہ قرینہ صحیح نہیں مثلاً حدیث لاصلوٰۃ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب فصا عِدًا میں ہم نفی کمال مراد لیتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے خود دوسری حدیث میں خداج غیر تمام کہہ کر یہ معنی متعین فرما دیا نیز حدیث میں اِنَّہٗ لا صَلوٰۃَ اِلَّا بِقَرَاءَ ۃِ وَلَوْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب فَمَا زَادَ میں وَلَوْ لاکر نفی کمال کو متعین کر دیا۔ تو گویا گاؤں میں جمعہ ادا کرنے کا حکم ایسا ہی ہوا جیسے بغیر فاتحہ کے کوئی اکیلا آدمی نماز پڑھے۔ ہم جو نفی کمال کہتے ہیں ہمارے نزدیک بھی ترک واجب کی وجہ سے وہ نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے تو کیا آپ نے جو حدیث لا جُمُعَۃَ وَلاتَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِع میں لا سے نفی کمال مراد لیا ہے تو آپ کے نزدیک بھی گاؤں والوں کو دوبارہ شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا واجب ہے جیسے ہم کہتے ہیں جس اکیلے نمازی نے فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی اسے دوبارہ فاتحہ کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔ نفی کمال سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ تو یہ ہے کہ گاؤں والے ایک دفعہ گاؤں میں جمعہ پڑھیں پھر فوراً شہر میں جا کر ادا کریں یہ واجب ہے اور یہ قول دین میں بدعت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ الغرض یہ صریح حدیث ایسی ہے کہ اس کو تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں۔

جواثی میں جمعہ

(۶) جب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں کسی گاؤں میں حضور علیہ السلام کے حکم سے جمعہ شروع نہیں ہوا کسی ایک ہی گاؤں کا نام تو بتا دو تو کہتے ہیں کہ جواثی نامی گاؤں میں جمعہ پڑھا گیا۔ اس کے علاوہ کسی اور گاؤں کا نام نہیں لیتے۔

عن ابن عباسؓ قال اَوَّلُ جُمُعَۃٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَۃٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِالْقَیْسِ بِجَوَاثیٰ مِنَ الْبَحْرَیْنِ.

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۲ باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں قریۃ من قری البحرین (ابوداؤد) بالفرض اگر یہ جواثی گاؤں ہی ہوتا تو پھر بھی اس حدیث سے استدلال درست نہیں تھا کیونکہ نہ تو اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جواثی میں جمعہ پڑھو کہ اس حدیث کو قولی کہا جائے اور نہ ہی یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ جواثی میں خود جمعہ پڑھا کہ اس کو حدیث فعلی کہا جائے اور نہ یہ ہے کہ ان کے جمعہ پڑھنے کی حضور علیہ السلام کو اطلاع پہنچی اور آپ علیہ السلام سن کر خاموش رہے کہ اس کو حدیث تقریری کہا جائے تو یہ مرفوع حدیث کی کوئی بھی قسم نہیں۔ قولی نہ فعلی اور نہ تقریری نہ حکمی کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے جمعہ کی نماز کو عام نمازوں پر قیاس کرلیا ہو تو ان کا فعل غیر مدرک بالقیاس نہ رہا۔ اگر ذرا غور سے دیکھیں اور غور کریں تو یہ ہماری دلیل ہے۔ اس کو سمجھنے سے قبل چند چیزوں کی تحقیق ضروری ہے۔

(ا) وفد عبدالقیس حضور علیہ السلام کی خدمت میں کب حاضر ہوا۔ بیہقی نے السنن الکبریٰ میں حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفد عبدالقیس کو نماز، زکوٰۃ، روزہ کے علاوہ بیت اللہ شریف کے حج کا بھی حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ وفد حج کی فرضیت کے بعد آیا اور حج ٦ھ میں فرض ہوا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حج کے باب میں لکھا ہے تو گویا یہ وفد یقیناً ٦ھ کے بعد آیا اب کس سال آیا اس میں اختلاف ہے مورخ واقدی ٨ھ بتاتے ہیں اور محمد بن اسحاق ٩ھ (ابن ہشام ج ٢ ص ٦٦) اب پہلا جمعہ تو مدینہ منورہ میں پڑھا جاتا تھا اس کے بعد ٨ھ یا ٩ھ میں اسلام عرب کے کئی علاقوں میں پھیل چکا تھا۔ وہ قرآن بھی پڑھتے تھے لیکن کسی گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھتے تھے۔ نہ کسی نے آیت جمعہ سے گاؤں میں جمعہ پر استدلال کیا نہ حضور علیہ السلام نے ان کو جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا آخر ٨ھ یا ٩ھ میں جواثی میں جمعہ پڑھا گیا۔ اگر جواثی گاؤں تھا تو اس کو دوسرے بہت سے گاؤں کے مقابلہ میں کیا فضیلت تھی کہ ان (دوسرے گاؤں) میں جمعہ نہ پڑھا گیا اور یہاں (جواثی میں) جمعہ پڑھا گیا۔

(ب) تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے قبل بھی تجارتی منڈی

تھی جیسا کہ امرؤالقیس نے شعر میں ذکر کیا ہے۔(آثار السنن ج ۲ ص ۸۰) آنحضرتؐ کے صحابہؓ خلافت صدیقؓ میں جواثی کے قلعہ میں محصور ہوئے (آثار السنن ج ۲ ص ۸۰) بحوالہ معجم البلدان۔ ابن اثیر نے روایت کیا ہے کہ جواثی شہر ہے جوہری۔ زمخشری اور ابن اثیر نے کہا ہے کہ جواثی قلعہ ہے (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۱۲۲ نمبر ۸۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۴ ص ۱۲۳ ج ۴ ص ۱۳۹) معلوم ہوا کہ وہ شہر تھا اب مسجد نبوی کے بعد دور نبوت میں کسی گاؤں میں جمعہ نہ پڑھا جانا اور جواثی میں پڑھا جانا واضح دلیل ہے کہ جمعہ صرف شہر میں ادا ہوتا تھا اور پورے دور نبوت میں کسی ایک شخص نے بھی آیت جمعہ یا کسی مرفوع حدیث سے گاؤں میں جمعہ پڑھنے پر نہ استدلال کیا اور نہ گاؤں میں جمعہ پڑھا۔ رہا فتاویٰ علماء حدیث کا یہ فریب کہ حدیث میں آیا ہے کہ جواثی گاؤں تھا تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جواثی گاؤں ہے نہ ابن عباسؓ نے نہ کسی تابعی اور تبع تابعی نے کہا کہ جواثی گاؤں ہے۔ یہ قول عثمان بن ابی شیبہ کا ہے جو خود ضعیف راوی ہے (دیکھو میزان الاعتدال ص) پھر اس نے بھی قریہ کا لفظ بولا ہے جو شہر پر بھی بولا جاتا ہے قرآن پاک میں مکہ مکرمہ، طائف، مدینہ منورہ، مصر وغیرہ جیسے شہروں کو قریۃ کہا گیا ہے ملاحظہ ہوں آیات ربانیہ۔ ﴿لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾ پ ۲۵ قریتین سے مراد مکہ وطائف ہے۔ ﴿رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا...﴾ پ ۵ قریۃ سے مراد مکہ ہے۔ ﴿وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا﴾ پ ۱۳ ﴿وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ...﴾ پ ۱۔ اس سے مراد شہر مصر ہے۔ قریۃ کے معنی جہاں بستی وآبادی کے ہیں وہاں اس کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قریۃ بمعنی شہر۔ بستی گاؤں۔ قریتان مراد مکہ وطائف وقریہ من الانصار مراد مدینہ منورہ (مفتاح اللغات ص ۶۵۸) اس حدیث سے تو بات صاف ہوگئی کہ پورے دور نبوت میں کسی گاؤں میں نماز جمعہ ادا نہیں ہوئی۔ وھو المطلوب۔ نیز قریۃ کے اطلاق سے جواثی کا گاؤں و بستی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اہل عوالی (۷) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت

Scanned with CamScanner

كَانَ النَّاس يَتَنَا بُوْنَ (يوم) الجمعة من منازلهم والعوالى (بخاری ج ا ص ۱۲۳) وفی روایته یتناوبون ۔فتح الباری ج ۲ ص ۳۲۱ عوالی عالیہ کی جمع ہے ان سے مراد وہ گاؤں ہیں جو مدینہ کے مشرق کی طرف دو میل سے لے کر آٹھ میل کی حدود میں آباد تھے (حاشیہ بخاری ص ۱۲۳ نمبر ۱۲) یتنابون کے معنی باری باری آنے کے ہیں۔عینی حاشیہ بخاری ص ۱۲۳ نمبر ۱۱۔اب یہ گاؤں والے لوگ باری باری جمعہ پڑھنے آتے تھے ایک جمعہ کو ایک آیا دوسرے جمعہ دوسرا آ گیا اور جو گاؤں میں رہتے تھے وہ وہاں جمعہ نہیں پڑھتے تھے کیونکہ بخاری کی حدیث سے گذر چکا ہے کہ مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ جواثی میں پڑھا گیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ۔

نہ گاؤں میں جمعہ فرض ہے نہ شہر میں جا کر پڑھنا فرض ہے ہاں اگر کوئی شہر میں جا کر پڑھ لے تو جمعہ ہو جائے گا۔دیکھئے نہ تو اہل عوالی خود آیت جمعہ سے یہ سمجھے کہ ہر گاؤں میں جمعہ فرض ہے اور نہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت کے مطابق تم پر گاؤں میں جمعہ پڑھنا فرض ہے نہ حضرت عائشہؓ ہی ان کے فعل کو خلاف قرآن فرماتی ہیں صاف ظاہر ہوا کہ اس دور میں کوئی بھی اس آیت سے گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے پر استدلال نہیں کرتا تھا۔(۸) خلافت صدیق اکبرؓ میں بھی ایک گاؤں کا نام نہیں بتایا جا سکتا۔جس میں حضرت صدیق اکبرؓ کے حکم سے جمعہ شروع ہوا ہو یا صحابہؓ نے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کی ہو۔خدا جانے اس دور میں قرآن کی آیت کا یہ معنی کسی کو کیوں سمجھ نہیں آیا۔(۹) دور فاروقی میں بھی کسی ایک گاؤں کا نام نہیں لیا جا سکتا جس میں حضرت عمرؓ نے جمعہ پڑھنے کا حکم دیا ہو۔

(۱۰۔۱) عن عمرؓ قال كُنْتُ اَنَا وَجَاء مِنَ الا نْصَارِفِى بَنِى اُمَيَّة بن زيدوهى مِنْ عَوَالِى الْمَدِيْنَة وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْل عَلٰى رَسول الله ﷺ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلَ يَوْمًا اِذَا نَزَلْتُهٗ جِئْتُ بِخَيْرِ ذَالِکَ الْيَوْمُ مِنَ الْوَحْيِ وَغيره وَاِذَا نَزَل فِعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ (بخاری ج ا ص ۱۹ باب التناوب فی العلم)

اس سے ایک تو باری باری آنے کا مطلب اور مقصد معلوم ہوا۔ پھر یہ حدیث عام ہے ہفتہ کے سب دنوں کو شامل ہے جس میں جمعہ بھی شامل ہے یعنی ایک جمعہ حضرت عمرؓ آتے اور دوسرے جمعہ کو انصاری آتا۔ جس جمعہ کو حضرت عمرؓ تشریف نہ لاتے وہ وہاں بھی جمعہ نہیں پڑھا کرتے تھے کیونکہ مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ جواثی میں پڑھا گیا۔

(۱۰۔ب) قال البیهقی فی المعرفة وحکی اللیث بن سعد ان اهل الاسکندریة و مدائن سواحلها کانوایجمعون الجمعة علی عهد عمرؓ بن الخطاب و عثمان بنؓ عفان بامرهما (التعلیق الحسن ج۲ص۸۴)

نہ تو امام بیہقی نے لیث بن سعد تک اس کی سند بیان کی ہے اور نہ ہی لیث بن سعد نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا زمانہ پایا ہے اور پھر اس میں ذکر بھی مدائن یعنی شہروں کا ہے گاؤں کا ذکر نہیں کہ شہروں میں ان کے حکم سے جمعہ شروع ہوا۔ کیا شہروں کے علاوہ باقی گاؤں والے آیتِ جمعہ کا یہ معنی نہیں جانتے تھے یا معاذ اللہ وہ مومن نہیں تھے۔

(۱۰۔ج) کہتے ہیں امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کو بحرین سے خط لکھا اور جمعہ کے بارہ میں سوال کیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو لکھا جمعوا حیث ما کنتم۔ اس میں پہلی بات تو سوچنے کی یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بحرین میں حضرت عمرؓ کی طرف سے حاکم تھے۔ علاء بن الحضرمی کے بعد (آثار السنن ج ۲ ص ۸۳ بحوالہ معجم البلدان) اور حاکم دارالحکومت میں رہتا ہے اور دارالحکومت شہر ہوتا ہے نہ کہ گاؤں...... دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ احادیث کے بھی حافظ تھے۔ اور قرآن پاک بھی پڑھے ہوئے تھے ان کو بحرین میں جمعہ پڑھنے میں تردد کیوں ہوا۔ اور حضرت عمرؓ کو لکھ کر پوچھنا پڑا۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی یہ نہیں لکھا کہ قرآن کی آیت ہوتے ہوئے مجھے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا نہ تو حضرت ابوہریرہؓ ہر ہر جگہ جمعہ کے جواز کے قائل

Scanned with CamScanner

تھے نہ حضرت عمرؓ حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنی قیامگاہ میں بھی تردد تھا یعنی جمعہ کے بارہ میں۔ تو جواب دیا حضرت تم جہاں حاضر ہو۔ وہاں جمعہ پڑھ لیا کرو۔ اس سے نہ بعبارۃ النص گاؤں میں جمعہ ثابت ہوتا ہے نہ قیاس سے (پتہ نہیں غیر مقلد مسئلہ تراویح اور تین طلاق میں حضرت عمرؓ کو کیوں نہیں مانتے اور یہاں مان رہے ہیں)

(۱۱) حضرت عثمانؓ کے پورے دور خلافت میں ایک گاؤں کا نام بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا جس میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہو۔

(۱۲) حضرت ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آ گئی تو حضرت عثمانؓ نے عید کے بعد اعلان فرما دیا **ان هذا يوم قد اجتمع لكم عيدان فمن احب ان ينتظر الجمعة من اهل العوالى فلينتظر ومن احب ان يرجع فقد اذنت له** (بخاری ج ۲ ص ۸۳۵) ظاہر ہے کہ اہل عوالی اپنے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھتے تھے: اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو حضرت عثمانؓ ان کو کبھی رخصت نہ دیتے۔ یہ اعلان حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی موجودگی میں عید کے عظیم اجتماع میں کیا کسی ایک صحابیؓ نے بھی اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ حضرت آپ تو جامع القرآن ہیں ساری دنیا میں قرآن پھیلا دیا مگر خود آپ کو آیت جمعہ کیوں یاد نہیں رہی۔ (اب یہ مولوی عبدالستار صاحب ہی بتائیں کہ تمہارے نزدیک تو اہل عوالی پر بھی جمعہ فرض ہے تو کیا حضرت عثمانؓ نے فرض ترک کرنے کی اجازت دی تھی اور کیا آپ لوگ انہیں اس اجازت کے مجاز مانتے ہیں۔ تو کس نص صریح سے) اسی طرح جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا **لا جمعة ولا تشريق الا فى مصر جامع** تو کسی صحابی یا تابعی نے نہیں کہا کہ حضرت آپ تو باب مدینۃ العلم ہیں آپ کا یہ اعلان قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ خارجی آپ کے سخت مخالف تھے جو آپ کی عیب جوئی کرتے تھے مگر انہوں نے بھی حضرت علیؓ پر اس اعلان کی بناء پر نہ منکر قرآن ہونے کا حکم لگایا نہ منکر فرض ہونے کا۔ ان حقائق کی موجودگی میں ہر آدمی جان سکتا ہے کہ زمانہ نبوت اور زمانہ خلافت راشدہ میں کسی

گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔

(۱۳) عن حذیفۃؓ قال لیس علی اهل القریٰ جمعة انما الجمع علیٰ اهل الامصار مثل المدائن (ابن ابی شیبہ) آثار السنن ج ۲ص ۸۷

حضرت حذیفہؓ کا یہ فرمان حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کو دخل نہیں سمجھتے تھے اور نہ کسی اور نے حضرت حذیفہؓ کو یہ آیت سنائی کیونکہ عہد صحابہؓ و تابعین میں کوئی شخص اس آیتہ کا یہ مطلب نہیں لیتا تھا جو آج کل غیر مقلدین لے رہے ہیں......

(۱۴) امام بخاریؒ بغیر سند کے روایت لائے ہیں کہ حضرت انسؓ زاویہ میں رہتے تھے۔کبھی جمعہ پڑھتے اور کبھی نہ پڑھتے تھے۔ج اص ۱۲۳۔اگر وہ زاویہ میں جمعہ کو فرض سمجھتے تھے تو چھوڑتے کیوں تھے کیا کوئی ایسی روایت بھی ہے کہ حضرت انسؓ زاویہ میں کبھی فجر کی نماز پڑھتے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ابن ابی شیبہ نے اس کو مفصلاً روایت کیا ہے عن انسؓ انه كان يشهد الجمعة من الزاوية وهى على فرسخين من البصرة. فتح الباری ج ۲ص ۳۲۰ تو اصل بات یہ ہوئی کہ حضرت انسؓ زاویہ: می گاؤں میں رہتے تھے مگر نہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا فرض سمجھتے تھے اور نہ گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا فرض جانتے تھے۔جب وہ زاویہ میں رہتے جمعہ کے دن تو جمعہ نہ پڑھتے اور جب جمعہ کے دن بصرہ تشریف لے جاتے تو شہر میں جمعہ پڑھ لیتے۔یہ ہماری دلیل ہے وہ آیت جمعہ اور احادیث کو جانتے تھے مگر اس آیت سے فرضیت بر اہل گاؤں نہیں سمجھتے۔

(۱۵) عن الحسن ومحمد(بن سيرين) انهما قالا الجمعة فى اهل الامصار . رواه ابن ابى شيبه واسناده صحيح۔آثار السنن ج ۲ص ۷۹ دیکھئے امام حسن بصریؒ اور محمد بن سیرین جو دور تابعین میں بصرہ کے مفتی تھے وہ آیت جمعہ پڑھنے اور احادیث کے حافظ ہونے کے باوجود صحابہؓ و تابعین کی موجودگی میں یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جمعہ شہروں میں پڑھا جائے گا......

(۱۶) حضرت عطاء بن ابی رباح (صحابہؓ تابعین تبع تابعین کے سامنے) یہی فتویٰ

Scanned with CamScanner

دیا کرتے تھے کہ جمعہ ایسی جامع بستی میں پڑھنا واجب ہے جہاں امیر اور جماعت اور کئی محلے ہوں (عبدالرزاق) یہ بھی آیت کو عام نہیں لیتے......

(۱۷) کوفہ میں حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بھی یہی فتویٰ دیا کرتے تھے (کتاب الآثار امام محمد) الغرض خیر القرون میں تمام مراکز اسلام مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ۔ بصرہ۔ کوفہ کا اس فتویٰ پر اتفاق تھا کہ جمعہ گاؤں والوں پر واجب نہیں۔ شہر والوں پر واجب ہے..........

کیا مدینہ منورہ شہر تھا

گاؤں میں نماز جمعہ کو فرض قرار دینے والوں کا دامن دلائل سے بالکل خالی ہے جب وہ دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو بڑی عجیب وغریب قسم کی باتیں ان کی زبان وقلم پر آتی ہیں چنانچہ ابن حزم کی اندھی تقلید میں کہتے ہیں کہ مدینہ شریف شہر نہیں تھا وہ ایک گاؤں تھا اس لئے گاؤں میں جمعہ ثابت ہو گیا۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ مدینہ کا معنیٰ ہی شہر ہے۔ مدینہ بمعنیٰ شہر۔ (جواہر للغات ص ۳۶۲ مفتاح اللغات ص ۷۵۴)

اللہ تعالیٰ قرآن میں اس کو مدینہ یعنی شہر فرماتے ہیں حضور علیہ السلام اس کو مدینہ یعنی شہر فرمایا کرتے تھے تمام صحابہؓ۔ تابعین تبع تابعین اور پوری ملت اسلامیہ اس کو مدینۃ الرسول مدینۃ النبیؐ یعنی رسول کا شہر نبی کا شہر کہتی ہے لیکن ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ نہ مدینہ شہر تھا اور نہ شہر سلطان شہر ہے (مدینہ کو گاؤں تسلیم کرنے میں اور شہر نہ ماننے میں غیر مقلد اکیلا یعنی اقلیت میں۔ ملائکہ سربسجود ہوئے اور سجدہ نہ کرنے میں شیطان اکیلا اقلیت میں) خدا جانے اس نے یہ کس سے پڑھا ہے کہ نہ مدینہ شہر اور نہ شہر سلطان شہر ہے۔ حضور علیہ السلام مکہ سے ہجرت فرما کر قباء میں تقریباً چودہ پندرہ دن قیام پذیر ہوئے۔ اہل قباء نے درخواست کی کہ آپ ہمارے پاس رہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا میں مدینہ جا رہا ہوں۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کے ہر محلہ وخاندان کے سردار نے حضور علیہ السلام کی میزبانی کی خواہش کا اظہار کیا کہ

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام ہمارے پاس قیام فرمائیں چنانچہ بنی سالم ۔ بنی ساعدہ ۔ بنی حارث، بنی بیاضہ، بنی عدی ۔ بنی نجار ۔ بنی مازن سب نے آپ کی اونٹنی کو روکنا چاہا مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا چھوڑ دو ۔ انما مأمورة (ابن ھشام) یہاں یہ نہیں فرمایا کہ یہ مدینہ نہیں میں مدینہ جارہا ہوں ۔ حضرت عبداللہ المدنی فرماتے ہیں ہمارے گھر دور سلع کے پاس تھے ہم نے (مسجد کے) قریب آباد ہونے کی کوشش کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہارے قدموں کے نشانات پر بھی ثواب ملتا ہے اور یہ سلع مسجد نبوی سے ایک میل پر ہے جس کی آبادی ایک میل تک پھیلی ہو اس کو بھی غیر مقلد شہر ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ پھر حضور علیہ السلام نے اہل مدینہ کو حکم فرمایا کہ اپنے اپنے محلوں میں مساجد تعمیر کرو (ابوداؤد) تو اہل مدینہ نے نو مسجدیں تعمیر کیں ۔ مسجد بنی عمرو ۔ مسجد بنی نجار ۔ مسجد بنی ساعدہ ۔ مسجد بنی عبید ۔ مسجد بنی سلمہ ۔ مسجد بنی راتج ۔ مسجد بنی زریق ۔ مسجد بنی غفار ۔ مسجد جہینہ ۔ مراسیل ابوداؤد ۔ مولوی عبدالستار نے شہر سلطان کو بھی شہر ماننے سے انکار کیا ہے حالانکہ اس شہر میں بھی کئی محلے اور مساجد موجود ہیں ۔ شہر سلطان کی مشہور مساجد یہ ہیں مسجد مہاجرین والی ۔ مسجد لوہاراں والی ۔ مسجد درکھاناں والی ۔ مسجد قاضیاں والی ۔ مسجد عالم پیر بخاری والی ۔ مسجد مولوی مشتاق والی ۔ مسجد تبلیغی جماعت والی ۔ مسجد تھانہ والی ۔ مسجد عیدگاہ اڈہ والی ۔ یہ سب مسجدیں احناف کی ہیں غیر مقلدین کی ایک مسجد بھی نہیں شاید اس لئے مولوی صاحب نے شہر سلطان کو شہر ماننے سے انکار کیا ہے ۔ الغرض جس مدینہ میں اتنے محلے اور مساجد ہوں اگر اس کو شہر نہ کہا جائے تو اور کس کو شہر کہا جائے گا ۔ ہاں وہاں مدینہ منورہ میں روپڑ اور امرتسر کی طرح سکھوں کے گوردوارے نہیں تھے شاید غیر مقلدین کے نزدیک شہر کے لئے یہ بھی شرط ہو ۔ جو مدینۃ النبی علیہ السلام میں واقعی مفقود ہے ۔

Scanned with CamScanner

ایک اور بہانہ

جب اور کوئی بات نہیں بنتی تو کہتے ہیں کہ احناف میں شہر کی تعریف میں اختلاف ہے اس لئے ہم یہ شرط نہیں مانتے......

یہ دلیل غیر مقلدین نے بڑے بھائیوں سے چرائی ہے ایک فریق کہتا ہے قرآن کی قرائتوں میں اختلاف ہے اس لئے ہم قرآن کو نہیں مانتے۔ خدا کی صفات کے بارہ میں اختلاف ہے کہ عین ذات ہیں یا غیر اس لئے ہم خدا کو نہیں مانتے کوئی کہتا ہے صحابہؓ میں اختلاف ہے اس لئے ہم صحابہؓ کو نہیں مانتے۔ کوئی کہتا ہے۔ مسائل نماز میں اختلاف ہے اس لئے ہم نماز نہیں پڑھتے۔ کوئی کہتا ہے حدیث اور اہل حدیث میں اختلاف ہے اس لئے ہم حدیث اور اہل حدیث کو نہیں مانتے۔ مرزا کہتا ہے مسیح کے بارہ میں اختلاف ہے کہ جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ بیدار تھے یا نیند میں یا حالتِ موت میں۔ اس لئے پہلے یہ فیصلہ کر لو ورنہ ہم مسئلہ حیاتِ مسیح کو نہیں مانتے۔ حالانکہ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ اختلاف کے وقت ہم قرآن و حدیث سے فیصلہ لیتے ہیں تو ان کا فرض تھا کہ وہ قرآن یا حدیث سے جامع مصر کی جامع مانع تعریف بیان کر دیتے ہم ان کے علم و تحقیق کی داد دیتے مگر غیر مقلد کا کام ہی بلا دلیل دعوے کرتے جانا ہے اور بس جب قرآن و حدیث میں مصر کی تعریف مذکور نہیں تو اس کا مدار عرف پر ہے۔ عرف میں اختلاف مکان۔ زمان کے اعتبار سے ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شہر وہ ہے جس کو عرف میں شہر کہا جائے۔ اب ہر زمانے اور علاقے والوں نے اپنے اپنے عرف کا بیان فرما دیا۔ یہ اختلاف عنوان ہے۔ اختلاف معنون نہیں۔ مولوی صاحب حدیث صحیح کی تعریف میں پندرہ اختلاف ہیں وہاں کیا حکم ہے کہ حدیث صحیح کو ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ خدا ایسی جہالت سے محفوظ رکھے...... مولوی عبدالستار صاحب غیر مقلد نے اپنی جہالت کو مزید واضح کرنے کے لئے علم اصول کا بھی غلط استعمال کیا ہے۔ مولوی صاحب آپ اصول فقہ کو سمجھتے ہی نہیں اس لئے خواہ

مخواہ معقولات میں دخل نہ دیا کریں۔ جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ حنفیہ کا اصول ہے کہ عام آیت قطعی کو خبر واحد سے مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ اس بے چارے کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ آیت مطلق ہے ہی نہیں چنانچہ برہان شرح مواھب الرحمٰن میں ہے ان قوله تعالیٰ ﴿فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِكْرِ اللهِ...﴾ ليس علىٰ اطلاقه اتفاقا بين الآئمة اذ لايجوز اقامتها فى البوادى اجماعا۔ تو یہ آیت باجماع امت عام نہیں ہے۔ جب اس کی تخصیص ہو چکی تو اب خبر واحد سے تخصیص بالکل جائز ہے لیکن مولوی صاحب کو اصول کی کیا خبر ہے۔

وائے فرقہ کہ ہمت شاں
جملہ کیا دی و دغا باشد

مولوی صاحب آپ نے آیت جمعہ کو عام بھی کہا پھر ابوداؤد کی حدیث سے غلام۔ عورت۔ مریض اور بچے کو مخصوص بھی کر لیا۔ کیا یہ تخصیص آپ نے خبر واحد سے کی ہے یا حدیث متواتر سے۔ اور آپ نے ابوداؤد سے حدیث تو نقل کر دی مگر ابوداؤد نے جو اس کے بعد طارق بن شہاب کے بارہ میں لکھا ہے کہ طارق بن شہاب نے حضور اکرم ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی یہ آپ نے نقل نہیں کی۔ کیا لا ايمان لمن لا امانة له یاد نہیں رہی اسی لئے اذا اؤتمن خان پر عمل کر لیا...... اس کے بعد ایک یہ اصول لکھا ہے کہ موقوف مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں۔ یہاں بھی دھوکا ہی دیا ہے یہ موقوف تو حکماً مرفوع ہے اور اس کے مقابل مرفوع تو کجا کوئی صحیح السند موقوف بھی نہیں۔ یہ فریب کی عادت آپ چھوڑنے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں۔

جمعہ بعد عید

ہماری طرف سے دو مسائل تھے دوسرا عنوان دلائل نماز جمعہ نمبر ۱ پر اثر علیؓ نمبر ۲ پر اعلان عثمانؓ درج تھا۔ مگر مولوی صاحب نے اپنی جہالت سے اس کو تیسرا مسئلہ

بنالیا۔ کہ جمعہ کے دن عید آجائے تو عید ہی پڑھ لے جمعہ پڑھنے کی ضرورت نہیں آپ تو آیت جمعہ کو نص قطعی اور عام کہہ رہے تھے اور ہم سے ناراض ہو رہے تھے کہ خبر واحد سے تخصیص کیوں کی۔ جو آپ کی بے سمجھی تھی۔ مگر عید کے دن کے جمعہ کی فرضیت آپ نے جس حدیث سے ساقط کی ہے کیا وہ متواتر ہے یا مشہور۔ وہ تو خبر واحد بھی صحیح نہیں۔ ہم تو غیر مقلد کا معنی سمجھتے تھے جو کسی کی نہ مانے اور مولوی عبدالستار کی تحقیقی تحریر پڑھ کر پتہ چلا کہ غیر مقلد وہ ہوتا ہے جو اپنی بات پر بھی قائم نہ رہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ایاس بن رملہ مجہول راوی ہے (تقریب) اور آپ کے نزدیک مجہول روایت مردود ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت جو نقل کی ہے اس کو امام احمد اور دارقطنی مرسل کہتے ہیں۔ التلخیص الحبیر ج۱ ص ۱۴۶ جو آپ کے نزدیک حجت نہیں۔ تراویح کی بحث میں تو آپ مرسل معتضد کو بھی حجت نہیں مانتے اور یہاں اپنی مطلب برآری کے لئے مرسل (وہ بھی) غیر معتضد بھی حجت بن گئی ہے۔ تیسرے نمبر پر حضرت ابن زبیرؓ کا فعل نقل کیا ہے مگر جملہ عاب ذالک علیہ الناس نقل ہی نہیں کیا۔ مستدرک حاکم ج۱ ص ۲۹۶: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ و تابعین عید کے بعد جمعہ پڑھنا ضروری جانتے تھے اگر آپ کی پیش کردہ حدیثیں صحیح بھی ہوتیں تو بھی ان احادیث کا وہ مطلب صحیح ہوگا جو دوسری حدیث کے مخالف نہ ہو۔ عن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ قال اجتمع عیدان علیٰ عہد النبی ﷺ فقال من احب ان یجلس من اھل العالیۃ فلیجلس فی غیر حرج۔ مسند امام شافعی ص ۴۴۔ یہ مرسل ہے اور حضرت عثمانؓ کے اعلان سے معتضد ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ رخصت نبی علیہ السلام نے اور بعد میں حضرت عثمانؓ نے سب کے سامنے صرف گاؤں والوں کو دی تھی کیونکہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا۔

تمت بالخیر

..........واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم..........

حضرت پیرانِ پیر

اور

غیر مقلدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلدین

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ اہل السنّت والجماعت بزرگ تھے فرماتے ہیں۔

(۱) ہر ایک مومن کو سنت و جماعت کی پیروی کرنی واجب ہے پس سنت اس طریقہ کو کہتے ہیں جس پر رسول خدا ﷺ چلے اور جماعت وہ بات ہے جس پر چاروں اصحابوں نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۲۱)

(۲) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اخیر زمانہ میں ایسا گروہ پیدا ہوگا کہ وہ صحابہؓ کے رتبوں کو کم کرے گا خبردار تم نے ان کے ساتھ ہرگز کھانا پینا نہیں ہرگز ان کے ساتھ نکاح کرنا کرانا نہیں اور ان کے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھنی اور ان پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھنی اور ان پر لعنت کرنی حلال ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۲۰)

(۳) سب اہل السنّت والجماعت کا اتفاق ہے کہ نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۲۱)

(۴) اہل السنّت والجماعت میں آپ ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے خود فرماتے ہیں قال الامام ابو عبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی اماتنا اللہ علیٰ مذھبہ اصلاً و فرعاً واحشرنا فی زمرتہ. (غنیۃ الطالبین ص ۴۳۱)

نوٹ: اصول وفروع میں کسی کی تقلید کرنا اور مذہب کی نسبت اپنے امام کی طرف کرنا یہی تقلید شخصی ہے۔

(۵) فرماتے ہیں ”جن مسائل میں علماء اور فقیہ لوگوں کا اختلاف ہے ان میں ردو انکار کرنا جائز نہیں مثلاً کوئی آدمی امام ابو حنیفہؒ کی پیروی میں ایک عورت سے نکاح کرتا ہے جس کا کوئی ولی نہیں ہے یا نبیذ انگور اور خرما پیتا ہے تو اس صورت میں جو شخص امام شافعیؒ کے مذہب میں ہے اس پر واجب نہیں کہ اس پر ردو انکار کرے امام احمدؒ سے روایت ہے آپ نے فرمایا فقیہ آدمی کو یہ جائز نہیں کہ جو مسلمان دوسرے امام کے پیرو ہوں ان کو

اپنے مذہب میں لانے کے واسطے اُن پر سختی کرے اور جو امر اجماع کے خلاف کیا جاتا ہو اس سے منع کرنا واجب ہے (غنیۃ الطالبین ص ۹۴) اصل الفاظ یہ ہیں۔

اما اذا كان الشئى ممااختلف الفقهاء فيه وساغ فيه الاجتهاد كشرب علمى النبيذ مقلدًا لابى حنيفة و تزوج امرأة بلا ولى علىٰ ما عرف من مذهبه لم يكن لاحلممن هو علىٰ مذهب الامام احمد و الشافعى الانكار عليه۔

حضرت نے فرمایا جن مسائل میں اجماع ہے ان کا خلاف کرنے والے پر انکار واجب ہے اور جن مسائل میں ائمہ کا اختلاف ہے اُن میں انکار جائز نہیں خصوصاً حنفی مقلد پر انکار جائز نہیں حضرت نے مذاہب کی نسبت بھی ائمہ کی طرف فرمائی ہے اور تقلید کرنے والے پر ردّ وانکار کو ناجائز فرمایا ہے۔

نوٹ: جو غیر مقلدین غنیۃ الطالبین سے حنبلی فقہ کے مسائل احناف کو سنا کر ان پر ردّ و انکار کرتے ہیں وہ حضرت کے بھی منکر ہیں اور اصول سے بھی منحرف ہیں حنفی کو صرف فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے قائل کرنا چاہیئے۔

(۶) حضرت پیران پیرؒ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو تو یہ کہے "خداوندا تحقیق تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ اگر لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور پھر وہ تیرے پاس آجائیں اور اللہ سے بخشش اور رسول کے واسطے سے بخشش کی درخواست کریں تو خدا تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے اور اس میں شک نہیں کہ میں تیرے پیغمبر کے پاس اپنے گناہوں سے لوٹ کر واپس آیا ہوں اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں پس میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے لئے ایسی ہی بخشش واجب کر جیسی تو نے اس شخص کے لئے کی تھی جو آنحضرت ﷺ کی حیات میں آپ کے پاس آیا تھا اور اپنے گناہ لئے ہوئے اس کے پاس کھڑا ہوا اور پیغمبر نے اس کے لئے دعا کی اور تو نے اس کو بخش دیا اے اللہ میں

تیرے پیغمبر کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ میں تیرے پیغمبرؐ کے طفیل تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت کر۔ (ص ۳۴)

اللھم انی اتوجه الیک بنبیک علیه سلامک نبی الرحمة یا رسول اللہ انی اتوجه بک الیٰ ربی لیغفرلی ذنوبی۔

(۷) اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ کے مزار پر کھڑا ہو کر کہے۔

السلام علیکما یا صاحبی رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاته السلام علیک یا ابابکر الصدیق السلام علیک یا عمر الفاروق (ص ۳۴۔ مدینہ میں داخل ہونے کا بیان)

(۸) نیز حضرت فرماتے ہیں بک تنکشف الکروب وبک تسقی الغیوث وبک تنبت الزروع وبک یدفع البلاء والمحسن عن الخاص والعام (فتوح الغیب) تیرے وسیلہ سے سختیاں دور ہوں گی اور تیرے طفیل مینہ برسیں گے زراعتیں ہوں گی اور تیرے وسیلہ سے خاص وعام کی بلائیں دور ہوں گی۔

(۹) نیز فرماتے ہیں کہ "اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر کوئی میت کی زیارت کے واسطے جاوے تو وہ اس کو پہچانتی ہے اور یہ پہچان جمعہ کے دن سورج نکلنے کے بعد اور اس کے ڈوبنے تک زیادہ رہتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۰۴)

عذاب کا بیان

(۱۰) منکر نکیر کے سوال کے وقت مردے میں جان ڈال دی جاتی ہے اور اسے اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے۔ (ص ۱۰۴)

(۱۱) گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کرے اور یہ تحفہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۷۴)

وضوء کا بیان

(۱۲) وضو آپ فرماتے ہیں کہ وضو میں دس فرائض ہیں اور دس سنتیں ہیں اور وضو کی نیت زبان سے کرنا افضل ہے۔ وضو میں گردن کا مسح بھی سنت ہے۔ ص ۲۰، ص ۵۵ اور مستحب ہے کہ وضو کے ہر عضو پر دعائیں پڑھے۔ ص ۵۵

(۱۳) آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں شرائط چھ، ارکان پندرہ، واجبات نو، سنتیں چودہ، اور شکلیں پچیس ہیں۔ ص ۲۰، ۲۱

(۱۴) (نماز) امام نیت دل میں کرے اور اس کو زبان سے بھی ادا کرے تو یہ طریق بہتر ہے ص ۴۲۸ اور مقتدی کو پیروی کرنے کے واسطے نیت کرنی واجب ہے ص ۴۲۳ قضا پڑھنے والا قضا کی نیت کرے ص ۴۲۳ پھر سبحانک اللھم پڑھے ص ۴۲۴ اور جب امام قرأت پڑھنے لگے تو مقتدی خاموش رہے اور جب امام ولا الضالین کہے۔ ص ۴۳۱ آمین بالجہر اور رفع یدین رکوع کی نہ تو شرائط نماز میں ہے نہ فرائض میں نہ واجبات میں نہ سنتوں میں بلکہ ہیئات میں سے ہے۔ جن کے چھوڑنے سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ ص ۲۲۔

اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہو تو خاموشی سے اس کی قرأت کو سنے اور سمجھے۔ ص ۴۲۳ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھے رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ وربنالک الحمد۔ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ ص ۴۲۳، ۴۲۴۔ فالراجح من یرفع یدیہ الی اللہ اذا فرغ من الصلوۃ المکتوبۃ والخاسر ھو الذی خرج من المسجد بلا دعاء ص ۹۵۴۔

نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں

اور ہر دوسری رکعت پر بیٹھے اور سلام پھیرے اور تراویح پانچ ہیں جس میں سے ہر چار کو ترویحہ کہتے ہیں (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۴) قیام اللیل رات بھر وہ آدمی قیام کر سکتے ہیں جو مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ ساری رات بیدار رہتے

اور رات میں ایک قرآن پاک ختم کرتے چالیس تابعین ایسے تھے کہ انہوں نے عشاء کے وضو سے ہی صبح کی نماز پڑھی ان میں مشہور آدمی یہ تھے سعید بن جبیر۔ صفوان بن سلیم محمد بن منکدر یہ اہل مدینہ سے تھے فضیل بن عیاض اور وہب اہل مکہ سے تھے طاؤس وہب بن منبہ اہل یمن سے تھے ربیع اور حکم اہل کوفہ سے ابو سلیمان رازی اور علی بن جعد یہ اہل شام سے تھے ابو عبداللہ خواص اور ابو عاصم یہ اہل عبادان سے تھے۔ حبیب ابو محمد ابو جابر سلیمانی یہ اہل فارس سے تھے مالک بن دینار۔ یزید رقاشی حبیب بن ابی ثابت یحییٰ بکا اہل بصرہ سے تھے۔ (ص ۲۹۳) غ

جنازہ جو آدمی نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو اور کچھ نہ پڑھے اور دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس صورت میں نماز جنازہ جائز ہے۔ ص ۴۴۹ غ

تلقین اور سماع موتیٰ جب کوئی آدمی فوت ہو جائے اور تم اس کی قبر کو برابر کر چکو تو اس کے بعد ایک آدمی تم میں سے اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں بن فلاں عورت کے لڑکے۔ اس آواز کو وہ سنتا ہے جواب نہیں دیتا پھر دوسری دفعہ کہے اے فلاں بن فلاں عورت کے لڑکے یہ آواز سن کر وہ قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کہے اس کے جواب میں میت کہتی ہے کہ تو نے مجھے سیدھی راہ سکھائی اللہ تجھ پر رحمت کرے مگر اے لوگو میرا کہنا تم کو سنائی نہیں دیتا الخ غنیۃ الطالبین ص ۴۵۷ قبل ہفتہ کے دنوں اور راتوں کی نماز کے بیان کے اہل سنت اصحاب الحدیث بدعتی کی نشانی یہ ہے کہ وہ محدثین کی تحقیر کرتا ہے ص ۱۲۲ چنانچہ غیر مقلدین امام المحدثین۔ امام اعظمؒ۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ۔ امام طحاویؒ۔ محدث خوارزمی امام حماد۔ امام ابراہیم نخعیؒ وغیرہ محدثین کی تحقیر کرتے ہیں اور تمام مقلد محدثین کو مشرک اور بدعتی جانتے ہیں حضرت پیران پیرؒ تو خود مقلد ہیں۔ اور ائمہ کی تعظیم کرتے ہیں۔

حدیث: ایک دن ابلیس نے اپنی مقعد میں اپنی دم داخل کی اور سات انڈے دیے۔

Scanned with CamScanner

جن سے سات بچے نکلے اور ہر ایک ان میں سے اولاد آدم کو بہکانے پر مقرر ہوا۔ دوسرے شیطان کا نام حدیث ہے اس کی تقرری نمازیوں پر ہوئی ہے ان سے نماز پڑھنی بھلاتا ہے ان کو کھیل میں لگاتا ہے (کبھی ڈاڑھی سے کھیل رہے ہیں کبھی ناک سے چوہے نکال رہے ہیں وغیرہ) اور بہکاتا ہے اور جمائی اور اونگھ ان پر لاتا ہے اور ان میں یہاں تک ان کو مبتلا کرتا ہے کہ وہ سو جاتا ہے الخ ص ۱۴۷۔

نوٹ: غیر مقلدین کو بھی انگریز نے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کے لئے مقرر کیا اور ۱۸۸۸ء میں نام اہل حدیث رکھا۔ **واھل السنة یعتقدون ان اللہ یجلس رسوله ونبیه المختار علی سائر رسله و انبیائه معه علی العرش یوم القیامة** ص **ونؤمن بان النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **رأی ربه عزوجل لیلة الاسریٰ بعینی راسه لا بفواده ولا فی المنام** ص ۱۵۹

حضرت مقبولین بارگاہ کے بارے فرماتے ہیں **فیلون من امنأ اللہ وشهدائه واوتاد ارضه عباده وبلاده واحبائه واخلائه** (غنیۃ الطالبین ص ۹۷۷)

نیز فرماتے ہیں **فلا بدلکل مرید عزوجل من شیخ علی مابیناه.**

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ ۵۶۱ھ نسباً فاطمی اور عقیدۃً حنبلی تھے (اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳۸)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں بڑے عالمانہ انداز میں شیعوں کا تعاقب کیا ہے ص ۳۲۳

غنیۃ الطالبین حنبلی مذہب کی ایک انسائیکلو پیڈیا ہے مگر اس کتاب میں بھی یاران طریقت نے تصوف کے باب کے عنوان سے ایسی پیوند کاری کی ہے۔ جس کا جواب نہیں ایک معمولی سی بھی دینی سمجھ بوجھ رکھنے والا اور معمولی سی علمی مہارت رکھنے والا آدمی بیک نظر اس بات کا اندازہ لگا لیتا ہے کہ اصل غنیۃ الطالبین کا مصنف کوئی پرہیزگار متبع سنت زاہد اور عالم شخص ہے اور اس تصوف کے باب کا مصنف کوئی کودن

طبع حواس باختہ ذہنی آوارگی کا مریض اور کم علم آدمی ہے فقروں کی بندش الفاظ کی نشست اور مفہوم کی ادائیگی میں بیّن فرق کے علاوہ نفس مضمون میں ہزاروں فرسنگوں کا فرق ہے کہاں کتاب وسنت کی شمیم آمیز اور نکہت بار خوشبوؤں کی مہک اور کہاں پراگندہ ذہنی کے سنڈاس سے اٹھنے والے بھبھکے...... شیعوں نے آپ کی اس تصنیف میں تصوف کا باب بڑھا کر آپ کی تعلیم کو مسخ کرنے کی کوشش کی (اختلاف امت کا المیہ ص ۲۳۱) گویا غنیۃ الطالبین سنی شیعہ کی کتاب ہے اس میں عطر کے ساتھ سنڈاس بھی ہے اس کا مصنف کتاب وسنت کا ماہر بھی ہے اور کودن طبع۔ حواس باختہ۔ ذہنی آوارگی کا مریض اور کم علم بھی ہے۔ معاذ اللہ۔

یہ ہے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کی کتاب سے لامذہب غیر مقلدوں کا معاملہ۔

حجیت قیاس شرعی

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

قیاس شرعی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو اولو الالباب، اولو الابصار۔ اہل الذکر۔ فقہاء اہل استنباط ہیں ان کو حکم دیا ہے ﴿فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارُ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر الاکلیل میں فرماتے ہیں الاعتبار ھو القیاس۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور حافظ عینیؒ بھی شروح بخاری میں فرماتے ہیں والقیاس ھو الاعتبار والا عتبار مامور به فالقیاس مامور به و ذالک قوله تعالیٰ ﴿فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَلْبَابُ﴾ فکان حجة (حاشیہ بخاری ج ص ۱۰۸۶ ف ع)

(۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اولوالامر کے متعلق فرمایا ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ...﴾ (النساء) اور استنباط کا معنی یہ ہے کہ کنواں کھود کر زمین کی تہ میں جو پانی خدا تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس کو ظاہر کر دینا اسی طرح مجتہد کتاب وسنت کے الفاظ کی تہ میں جو خدا رسولؐ کے احکام پوشیدہ ہوتے ہیں ان کو ظاہر کر دیتا ہے القیاس مظھر لا مثبت پس مجتہد کا کتاب وسنت سے احکام کا استنباط کرنا اجتہاد ہے اور غیر مجتہد کا ان کے احکام مستنبطہ کی طرف رجوع کرنا تقلید ہے۔

(۳) ﴿وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَافَّةً. فَلَوْ لا نَفَرَمِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِیَتَفَقَّهُوْا فِیْ الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْاقَوْ مَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبہ) علامہ سرخسیؒ مبسوط کے دیباچہ میں فرماتے ہیں ان اللہ جعل ولایة الانذار للفقهاء اور خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں نضر اللہ عبدً ا سمع مقالتی فوعاها ثم اداها الی من لم یسمعها فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه الی من هو فقه منه الحدیث (دارمی ج ا ص ۷۵ واللفظ لابن ماجہ ص ۲۱ مستدرک حاکم ج ا ص ۸۶ وقال الحاکم والذهبی علیٰ شرطهما مجمع الزوائد ج ا ص ۱۳۹ وقال الهیثمی رجال موثقون۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے معرفۃ علوم الحدیث ص ۹۲ علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ متواتر ہے

(مفتاح الجنۃ ص ۵) نواب صدیق حسن فرماتے ہیں یہ حدیث سولہ صحابہ سے مروی ہے
(الحرز المکنون ص ۹) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث سے اصل مقصود فقہ ہے
اور فقہ صرف الفاظ حدیث یا لفظی ترجمہ کا نام نہیں بلکہ اس کا معنی ہے الشق والفتح یعنی وہ
فقہی مسائل کا استخراج فرمائیں اور اپنے فقہی مسائل کو واسطہ انذار بنائیں چنانچہ فقہاء
صحابہ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں انہی فقہی
فتاویٰ پر عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں بہرحال خدا اور رسولؐ کے نزدیک قرآن و حدیث
میں فقیہ کا فہم حجت ہے نہ کہ عوام کالانعام کا۔

(۴) عن عَمرِو بن العاص وابی هریرةؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رسول اللهﷺ يَقُوْلُ اِذَاحَكَم الْحَاكِمُ فَاجْتَهِدْفَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهِدْ ثُمَّ اَخْطَاءَ فَلَهٗ اَجْرٌ.

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲ مسلم ج ۲ ص ۷۶ نسائی ج ۲ ص ۲۶۲ ترمذی ص ۲۱۰ ابوداؤد ج ۲ ص ۷۰)

قال العلماء اجمع المسلمون ان هذا الحديث فی حاكم عالم اهل للحكم فان اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجرباصابته وان اخطاء فله اجر باجتهاده ...... قالوا فاما من ليس باهل للحكم فلايحل له فان حكم فلا اجرله بل هو آثم ولا ينفذ حكمهٗ سواءٌ وافق الحق ام لا لان اصابته اتفاقية ليست صادرة عن اصل شرعی فهوعاص فی جميع احكامه سواء وافق الصواب ام لاوهی مردودة كلها لا يعذر فی شئ من ذلك وقدجاء فی الحديث فی السنن القضاة ثلاثة قاضٍ فی الجنة واثنان فی النار قاض عرف الحق فقضی به فهوفی الجنة وقاض عرف الحق فقضیٰ بخلافه فهوفی النار وقاض قضی علی جهل فهوفی النار.

(نووی ج ۲ ص ۷۶)

امام نووی تہذیب الاسماء میں داؤد ظاہری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

قال امام الحرمين ذهب اليه اهل التحقيق ان منكرى القياس لا يعلون من علماء الامة وحملة الشريعة لِانهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضة وتواترا لان معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد ولا تفى النصوص بعشر معشار هاو هؤلاء ملتحقون بالعوام" ۱۱

اس سے معلوم ہوا کہ منکرین قیاس نہ اولو الامر ہیں نہ اولوالالباب۔

حدیث بخاری سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور ماتحت صحابہ نے قیاس کیا کہ آگ سے بچنے کے لئے ہی تو ہم ایمان لائے ہیں۔اب بھی ہم آگ میں کیوں کودیں۔آنحضرت ﷺ نے ظاہر پرستی کے مقابلہ میں قیاس کو سراہا۔

وکیع کا جو قول ترمذی نے لکھا ہے وہ تبع تابعی ہے دوسرے اس کو امامؒ کا مسلک مکمل معلوم نہیں مثل حدیث ابن مسعودؓ کے نماز میں شیطان کا حصہ داخل نہ کر لینا۔

(۵) عن ابى هريرةؓ اَنَّ اَعْرَابِياً اَتىٰ رسول اللهﷺ فقال اِنَّ اِمْرَأتِىْ وَلَدَتْ غلاماً اَسْوَدُوَاِنِّىْ اَنْكَرْتُهٗ فقال له رسول اللهﷺ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قال نعم قال فَمَا اَلْوَانُهَا قال حُمْرٌ قال فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرُقٍ قال اِنَّ فِيْهَا اَوْرقاً قال فَاَنّٰى تَرٰى ذٰلِكَ جائَهَا قال يا رسول الله عِرْقٌ نَزْعَهَا قال ولعل هٰذِهٖ عِرْقٌ نَزْعَهٗ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِىْ الانْتِفَاءِ مِنْهُ.

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۸)

(۶) عن ابن عباسؓ اَنَّ اِمْرَأةً جاءَ تْ اِلَى النبىﷺ فَقَالَتْ ان اُمِّىْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَا تَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ أفأحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّىْ عَنْهَا ارأيت لَوْكَانَ عَلٰى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً قَالَتْ نعم قال اِقْضُوا الَّذِىْ لَهٗ فَاِنَّ اللهَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ. (بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۸)

واحتج المزنی بھذین الحدیثین علیٰ من انکر القیاس وقال اول من انکرالقیاس ابراھیم النظام وتبعه بعض المعتزلة وداؤد بن علی وما اتفق علیه الجماعة وھو الحجة فقد قاس الصحابة ومن بعد ھم من التابعین وفقھاءِ الامصار. (حاشیہ بخاری ص ۱۰۸۸)

قال المزنی الفقھاء من عصر رسول الله ﷺ الی یومنا وھلم جرا اشتھوا المقائیس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امردینھم قال واجمعوا ان نظیر الحق حق و نظیر الباطل باطل قال فلایجوز لاحد انکار القیاس لانه التشبیه بالامور والتمثیل لھا. (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۶)

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں انما اقضی بینکم برأیی فیما لم ینزل علی فیه. (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷ فی قضا القاضی اذا اخطاء)

(۸) حضرت ابوبکر صدیقؓ ان ابابکراذا نزلت به قضیة فلم یجد فی کتاب الله منھا اصلا ولا فی السنة اثرا فاجتھد رایه ثم قال ھذا رأیی فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطأً فمنی واستغفر الله.

(جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۱ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۶)

(۹) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب مسئلہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ میں نہ ملتا جمع رؤوس الناس وخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی امر قضی به. (دارمی ص ۵۸)

(۱۰) حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو تحریر فرمایا جب کوئی فیصلہ آئے تو پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کرنا اگر کتاب اللہ سے نہ ملے تو سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرنا اگر سنت سے بھی نہ ملے تو جس پر اجماع ہو اس کے مطابق فیصلہ کرنا اگر اجماع سے بھی نہ ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرنا۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹)

(۱۱) حضرت عمرؓ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے ھذا رأی عمرفان کان صوابا

فمن الله وان کان خطأ فمن عمرؓ۔ (میزان شعرانی ج۱ ص۴۹)

(۱۲) حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کی آخری بیماری میں کہا فقال عثمانؓ ان نتبع رأیک (ای فی وراثة الجد) فھو رشد وان نتبع رای الشیخ قبلک فنعم ذوالرائی کان۔ (مستدرک حاکم ج۴ ص۳۴۰ قال الحاکم والذھبی صحیح)

(۱۳) حضرت عثمانؓ کی بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ وہ کتاب وسنت اور سنت العمرین کا اتباع کریں گے۔ (شرح فقہ اکبر ج۱ ص۷۹)

(۱۴) (حضرت علیؓ) جب حضرت عمرؓ کے بعد بیعت کا مشورہ ہوا تو سب ارباب حل و عقد کی موجودگی میں حضرت علیؓ نے فرمایا احکم بکتاب الله وسنة رسوله و اجتھد رأیی (شرح فقہ اکبر ص۷۹) نیز حضرت علیؓ فرماتے ہیں سئل رسول الله ﷺ عَنِ الْعَزْمِ فقال مُشَاوَرَةُ اھل الرأی ثُمَّ اِتِّبَاعُھُمْ (ابن کثیر ج۱ ص۲۰) نیز حضرت علیؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جس میں نہ امر ہو نہ نہی تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ فقہا اور عابدین سے مشورہ کرو۔

(مجمع الزوائد ج۱ ص۱۷۸ رجالہ موثقون)

(۱۶) حضرت ابن عباسؓ مکہ مکرمہ میں مفتی تھے آپ کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت کے بعد حضرت ابوبکر وعمرؓ سے ثبوت نہ ملتا تو قال فیه برأیه (داری ج۱ ص۵۹ مستدرک وقال الحاکم والذھبی صحیح ج۱ ص۱۲۷ نحوہ فی سنن بیھقی ج۱ ص۱۱۵ جامع بیان العلم ج۲ ص۵۷، ۵۸) حضرت ابن عباسؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق ومصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن میں آپ نے دلیل ذکر نہیں کی۔

(۱۷) حضرت زید بن ثابت (مدینہ منورہ میں) مدینہ میں آپ کا فتویٰ چلتا تھا اور اہل مدینہ آپ کی تقلید شخصی کرتے تھے۔ حتی کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہہ دیا تھا لانَاخُذُ بِقَوْلِکَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَیْدٍ (بخاری ج۱ ص۲۳۷) لا نُتَابِعُکَ یا ابن عباس وَاَنْتَ تُخَالِفُ زَیْدًا (عمدۃ القاری ج۴ ص۷۷۴ نحوہٗ فی فتح الباری ج۳ ص۴۶۳) آپ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے انما اقول برأیی۔

(جامع بیان العلم ج۲ ص۵۸، بیہقی ج۱ ص۱۱۵)

(۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دارالعلوم کوفہ میں مفتی تھے آپ کا منشور یہ تھا۔

فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما فى كتاب الله فان جاء امر ليس فى كتاب الله فليقض بما قضى به نبيه ﷺ فان جاء امر ليس فى كتاب الله ولا قضى به نبيه ﷺ فليقض بما قضى به الصالحون فان جاء امرليس فى كتاب الله ولا قضى به نبيه ﷺ ولا قضى به الصلحون فليجتهد برأيه الحديث والحديث جيد. نسائى ص ۲۶۴ باب الحكم باتفاق اهل العلم) اور دارمی کے الفاظ یہ ہیں فان لم يكن فيما اجتمع عليه المسلمون فاجتهد برأيک (ج ۱ ص ۶۱) جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۷) وعن ابن مسعودؓ انه قال فى غير ما مسئالة اقول فيه برائى . (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۷)

(۱۹) حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوھریرہؓ بھی رائے سے فتویٰ دیتے تھے۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۸)

نوٹ : حافظ ابن عبدالبرؒ نے تابعین میں سے ہر شہر کے اہل الرائے کی علیحدہ علیحدہ فہرست درج فرمائی ہے (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۱، ۶۴)

قال ابن عبدالبرلا خلاف بين فقهاء الامصار وسائر اهل السنة وهم اهل الفقه والحديث فى نفى القياس فى التوحيد واثباته فى الاحكام الا داؤد بن على .

(جامع بیان العلم ج ۲ ص ۷۴)

قرآن پاک میں ایک بھی آیت اور پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں فقہ واجتہاد کو کفر وشرک اور فقیہ ومجتہد کو کافر مشرک یا ان کے اجتہادی اور فقہی مسائل پر چلنے والوں کو کافر ومشرک اور گنہگار کہا گیا ہو۔ هل من مبارزيبا رزنى ديده بايد۔

(۲۰) عن عبداللہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللہ ﷺ اَلعِلمُ ثَلاثَۃٌ آیَۃٌ مُحکَمَۃٌ اوسُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ او فَرِیضَۃٌ عَادِلَۃٌ وَمَاسِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ فَضلٌ. (ابوداؤد ج۱ ص۱۶۹ ابن ماجہ ص۶)

فریضہ عادلہ اشارہ ہے اجماع وقیاس کی طرف فریضہ اس کو اس لئے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے جیسے کتاب وسنت پر اور عادل کے معنی بھی یہی ہیں (یعنی حجت ہونے میں برابر) اس حدیث کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ دین کے اصول چار ہیں کتاب وسنت واجماع وقیاس اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد ہیں اور بے معنی ہیں حق۔

(حاشیہ غزنویاں غیر مقلدین بر مشکوٰۃ ج۱ ص۶۶)

(۲۱) غیر مقلدین کے حاشیہ قرآن فوائد سلفیہ میں آیت ﴿اِتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَیکُم مِن رَّبِّکُم...﴾ پر لکھا ہے "اگر کسی بات پر قرآن وحدیث سے تصریح نہیں ملے گی تو اجماع واجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ یہ بھی دونوں کتاب وسنت کے فروع میں سے ہیں۔ (ترجمہ وحید الزمان ج۱ ص۱۸۱)

نوٹ: علامہ تفتازانی فرماتے ہیں صحابہؓ سے قیاس پر عمل کرنا وقت نہ ہونے نص کے متواتر ثابت ہے اگرچہ تفصیل ان سے احاد سے پہنچی ہے۔ (توضیح تلویح ص۳۶۷)

یعنی تواتر قدر مشترک ہے اور علامہ کی یہ بات نہایت درست ہے کیونکہ صرف ایک کتاب مصنف عبدالرزاق میں صحابہؓ وتابعین کے سترہ ہزار سے زائد اجتہادی فتاویٰ موجود ہیں جو دلیل تواتر قدر مشترک کی ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا الآیات بعد المائتین چنانچہ اس پیش گوئی کے موافق پہلا منکر قیاس ابراہیم بن سیار النظام پیدا ہوا اور اس کی پیروی میں سب سے پہلے معتزلہ نے قیاس شرعی کے حجت ہونے کا انکار کیا۔

(جامع بیان العلم ج۲ ص۶۲)

قرآن پاک میں چاروں دلائل کا ذکر ہے خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی اطاعت کا حکم ہے جو اہل استنباط یعنی مجتہدین ہیں۔ اسی طرح فقہاء کی بات ماننے کا بیان ہے اور اجماع کے حجت ہونے کا بھی ذکر ہے ﴿وَمَن یُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعدِ مَاتَبَیَّنَ لَہُ الھُدٰی وَیَتَّبِع غَیرَ سَبِیلِ المُؤمِنِینَ نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصلِہٖ

جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء۔۱۱۵)

غیر مقلدین کے حواشی سلفیہ میں ہے"اور کسی اجماعی مسئلے کی مخالفت کرنا بھی غیر مؤمنین کی راہ پر چلنا ہے (قرطبی) امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر غلطی اور خطاء سے محفوظ رہی ہے اور رہے گی یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ساری امت صدیوں ایک غلط راہ پر چلتی رہے اس بارے میں بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں حتیٰ کہ بعض علماء ان کے تواتر کے قائل ہیں امام شافعیؒ نے اجماع کے حجت ہونے کا اسی آیت سے استنباط کیا ہے اور یہ استنباط بہت قوی اور عمدہ ہے (ابن کثیر) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب معارج الوصول میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور امام شافعیؒ کے استدلال کی پرزور تائید کی ہے (م۔ع) (فوائد سلفیہ ص ۱۱۴ص ۴) پھر قرآن پاک میں ادلہ اربعہ کے ساتھ خصوصاً تابعین کے مسلک پر رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا وعدہ ہے اور ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ...﴾ میں عجمی مجتہد کی فضیلت کا بیان ہے جو امام ابو حنیفہؒ ہیں اور پھر ﴿ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ...﴾ اور ﴿ثُلَّةٌ مِنَ الْآخِرِيْنَ﴾ اور آیت............ میں کثرت ومقبولیت عامہ کا ذکر ہے جو عموماً اہل السنت والجماعت اور خصوصاً احناف کو حاصل ہے اس لئے اہل قرآن (منکرین حدیث) اہل حدیث (منکرین اجماع وقیاس) کا دعویٰ عمل بالقرآن ناقص ہے اور اہل السنت والجماعت کا دعویٰ عمل بالقرآن کامل ہے کیونکہ ادلہ اربعہ کو مانتے ہیں اور خصوصاً احناف کو اہل السنت والجماعت میں بھی برتری حاصل ہے۔

آئمہ مجتہدین میں سے وہ کونسا مجتہد ہے جس نے اپنا مسلک خیر القرون میں مدوّن فرمایا ہو ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ...﴾ وہ اہل عجم سے ہو وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ اس کے مسلک کو پوری دنیا میں قبولیت عام نصیب ہوئی ہو............ اس کے مقلدین اس کثرت سے ہوں کہ ﴿ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ...﴾ اور ﴿ثُلَّةٌ مِنَ الْآخِرِيْنَ﴾ کے مصداق ہوں۔

صحیح بخاری امام بخاری نے صحیح میں قرآن پاک کی آیات سے بھی استدلال کیا ہے اور احادیث سے بھی۔ اجماع امت کو بھی حجت ثابت کرتے ہیں اور آنحضرت

ﷺ کی حدیث نقل فرماتے ہیں۔ تلزم جماعة المسلمين وامامهم (ج اص ۵۰۹) ومن فارق الجماعة شبراً فمات الامیتة جاهلية (اج ۲ ص ۱۰۴۵) اور جماعت اور اطاعت امام سے خارج ہونے والوں کے قتل تک کا حکم دیا ہے یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفهاء الاحلام (ج اص ۵۱۰) يقولون من قول خير البرية يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لايجاوز ايمانهم حناجرهم فاينما لقيتموهم فاقتلوهم فان قتلهم اجرلمن قتلهم يوم القيامة (ج ۲ ص ۷۵۶) يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم وعملكم مع عملهم يقرؤن القرآن لا يجاوزحنا جرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية (ج ۲ ص ۷۵۶) یعنی وہ لوگ آخری زمانہ کی پیداوار ہوں گے۔ ان میں شریک ہونے والے اکثر کم عمر (علمی بونے) ہوں گے اور ان کی جماعت فقہا سے خالی ہوگی۔ گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن۔ حدیث پڑھیں گے (تھوتھا چنا باجے گھنا) مگر گلے سے آگے اثر نہیں ہوگا نہ دل نہ ہر مقام قبولیت تک پہنچے گا۔ دین ایمان سے تیر کی طرح کورے ہوں گے اسی طرح امام بخاریؒ نے اجتہاد و قیاس شرعی کے حجت ہونے کے دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں بلکہ مجتہد سے خطا بھی ہو جائے تو اجتہاد کا اجر ملے گا (ج ۲ ص ۱۰۹۲) پھر خود آنحضرت کا انسان کے بچے کو اونٹ کے بچے پر قیاس فرمانا اور حج کو قرضے پر قیاس فرمانا روایت فرمایا ہے۔ (ج ۲ ص ۱۰۸۸) پھر حضرت سلیمانؑ کا قیاس (ج اص ۴۷۷) اور صحابہؓ کا بنی قریظہ کو جاتے ہوئے اجتہاد کرنا اور آنحضرت ﷺ کا دونوں پہلوؤں کی تصویب فرمانا (ج ۲ ص ۲۹۱) پھر (ج اص ۱۸، ۱۷) پر فقہ کی خیریت کی احادیث نقل فرمائیں۔ اور باجماع اصول فقہ چار ہیں کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت۔ قیاس شرعی۔ فقہ کو ماننا دلائل اربعہ کو تسلیم ہے۔ اس لئے دلائل اربعہ کو ماننے والے بخاری کے ماننے والے ہیں نہ کہ اجماع و قیاس کے منکرین۔ پوری بخاری شریف میں ایک بھی حدیث نہیں کہ اجماع یا فقہ کو ماننے والا کافر یا مشرک یا بدعتی ہے خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ

نفقہ ثمرۃ الحدیث ہے خود امام بخاریؒ نے اپنے مسلک کی تائید میں صحابہؓ۔ تابعین کے اقوال ذکر فرمائے ہیں۔ جو ان کے قیاسی فتاویٰ ہیں جب امتی کا اجتہاد حجت ہوا تو بخاریؒ نے خیر القرون کی خیریت کی احادیث صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۲ ج ۱ ص ۵۱۵ ج ۲ ص ۹۵۱ ج ۲ ص ۹۸۵ پر نقل فرمائی ہیں اور خاص طور پر رجل فارس کی پیش گوئی درج فرمائی ہے (ج ۲ ص ۷۲۷) اور وہ رجل فارس جس نے خیر القرون میں دین حنیف کو مرتب کروایا اور اس ملازمت اور سبقت تدوین شرع حنیف کی وجہ سے ہر شخص کی زبان پر ابو حنیفہ کی کنیت اور امام اعظم کے لقب سے شہرت پائی اور پھر یہ بھی حدیث نقل فرمائی کہ لوگ نااہل جاہلوں کو اپنا رؤس بنائیں گے وہ رؤس خود گمراہ اور گمراہ کنندہ ہوں گے۔ چنانچہ آج کل لامذہبوں نے خیر القرون کے مجتہد رجل فارس کو گمراہ اور دور برطانیہ کے جہال کو اپنا رؤس بنا رکھا ہے۔

الحاصل صحیح بخاری سے اہل السنّت والجماعت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ جو ادلہ اربعہ کے ماننے والے ہیں اور خصوصاً احناف جو خیر القرون کے مجتہد رجل فارس۔ فقہ کے باپ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں ان کی برتری ثابت ہوتی ہے اور لامذہب احداث الاسنان۔ سفہاء الاحلام کا ضال مضل اور واجب القتل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

صحیح مسلم

امام مسلمؒ نے بھی ادلہ اربعہ کا ہی ذکر فرمایا ہے۔ تلزم جماعة المسلمين واما مهم (ج ۲ ص ۱۲۷) من فارق الجماعة شبراً فمات ميتة جاهلية (ج ۲ ص ۱۲۸) انه ستكون هناة وهناة فمن اراد ان يفرق هذه الامة وهى جميع فاضربوه بالسيف كائناً من كان (ج ۲ ص ۱۲۸) من اتاكم وامركم جميع على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم اويفرق جماعتكم فاقتلوه (ج ۲ ص ۱۲۸) چنانچہ امام و جماعت کی اطاعت سے نکلنے والوں کی نشانیاں بتائیں غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبهة كث اللحية محلوق الراس مشمر الازار (ج ۱ ص ۳۴۱) يحقر احدكم صلوتهٔ مع صلوتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤن القرآن لا

یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة (ج ۱ ص ۳۴۱) سیما هم التحالق. سیخرج فی آخرا الزمان قوم احداث الاسنان و سفهاء الاحلام یقولون من قول خیر البریة فاذا القیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم عند الله یوم القیامة (ج ۱ ص ۳۴۲) هم شر الخلق و الخلیقة. و اشار بیده نحو المشرق (ج ۱ ص ۳۴۳) یہ سب علامات لامذہبوں میں ہیں۔

اجتہاد

اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر (ج ۲ ص ۷۶) پھر سلیمانؑ کا دو عورتوں میں قیاس سے فیصلہ دینے کی حدیث لائے ہیں (ج ۲ ص ۷۷) خود آنحضرت ﷺ کا حج کو قرضے پر قیاس فرمانا (ج ۱ ص ۳۶۲) صحابہؓ کا آپ کی مراد کو سمجھنے کے لئے اجتہاد کرنا اور آپ کا تصویب فرمانا صلوٰۃ فی بنی قریظہ (ج ۲ ص ۹۶) آنحضرت ﷺ کا حضرت علیؓ کو ایک عورت کو کوڑے لگانے کے لئے بھیجنا حضرت علیؓ کا اجتہاد سے آپ کے مطلق حکم کو مقید کر لینا (ج ۲ ص ۷۱) اور امام مسلمؒ فقہ کی تعریف میں احادیث لائے ہیں (ج ۲ ص ۱۴۴ ج ۲ ص ۲۶۸ ج ۲ ص ۳۰۸) اور فقہ کو ماننا ادلۂ اربعہ کو ماننا ہے اور صحیح مسلم میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں کہ اجماع کو ماننے والا یا اجتہاد و فقہ کو ماننے والا کافر یا مشرک یا گنہگار ہے۔ نیز یہ حدیث لائے ہیں قال الدین النصیحة قال لمن قال لله ولکتابه ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتهم (ج ۱ ص ۵۴) وقد یتناول ذلک علی الائمة الذین هم علماء الدین وان من نصیحتهم قبول ماروه وتقلیدهم فی الاحکام واحسان الظن بهم قاله الخطابی نووی (ج ۱ ص ۵۴) اب جب امتیوں کے اجتہاد کا دلیل شرعی ہونا معلوم ہو گیا تو امت کا بہترین طبقہ خیر القرون ہے اور ان کی افضلیت بالترتیب ہے (ج ۲ ص ۳۰۹، ۳۰۸) اور اس قرن میں بھی رجل فارس کی علمی پرواز ثریا تک ہے (ج ۲ ص ۳۱۲) پس اہل السنت والجماعت کی

حقانیت عموماً اور احناف کی افضلیت خصوصاً معلوم ہوئی اس کے بالمقابل ضال مضل لوگوں کا بھی ذکر فرمایا ان اللہ لا ینتزع العلم من الناس انتزاعا ولکن یقبض العلماء فیرفع العلم معھم و یبقٰی فی الناس رؤسا جھالاً یفتونھم بغیر علم فیضلون ویضلون (ج ۲ ص ۳۴۰) اور یہ بھی نشان دہی فرمائی کہ وہ حدیثوں سے گمراہ کیا کریں گے سیکون فی آخر امتی اناس یحدثونکم بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤ کم (ج ۱ ص ۹) یکون فی آخرالزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تَسْمَعُوْا انتم ولا اباؤکم فایاکم ویاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (ج ۱ ص ۱۰) ادھر امام مسلمؒ نے طائفہ منصورہ کی حدیث (ج ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴) پر سات صحابہؓ سے روایت کی ہے اس جماعت منصورہ کی دو خاص نشانیاں ہیں۔

(۱) قتال علی الحق یعنی ان کو سیاسی غلبہ نصیب ہوگا۔ خلفاء اور ملوک ہوں گے جن کی سرپرستی میں وہ ملک گیری اور قتال علی الحق کو جاری رکھیں گے۔

(۲) فقه فی الدین یعنی ان کو سب پر علمی برتری نصیب ہوگی کیونکہ فقہ کا مدار اصول اربعہ ہیں جو فقہ میں غالب ہے وہ علوم قرآن۔ علوم سنت۔ اجماع و اجتہاد سب میں غالب ہے یعنی مجاہدین ملک حاصل کریں گے۔ اور فقہاء قانون اسلامی نافذ کریں گے۔

اماھذہ الطائفة فقال البخاری ھم اھل العلم وقال احمد بن حنبل ان لم یکن اھل الحدیث فلا ادری من ھم؟ قال القاضی عیاض انما اراد احمد اھل السنة والجماعة ومن یعتقد مذھب اھل الحدیث قلت ویحتمل ان ھذہ الطائفة مفرقة بین انواع المومنین منھم شجعان مقاتلون ومنھم فقھاء و منھم محدثون و منھم زھادر آمرون بالمعروف و الناھون عن المنکر و منھم انواع اخری من الخیر ولا یلزم ان یکونوا مجتمعین بل قدیکون متفرقون فی اقطار

الارض و فی هذا الحدیث معجزة ظاهرة فان هذا الوصف مازال بحمد الله تعالیٰ من زمن النبی ﷺ الی الان ولا یزول حتی یاتی امر الله المذکور فی الحدیث.

(نووی ج۲ص۱۴۳)

حدیث میں دو باتیں تھیں مجاہدین ان کا ذکر پہلے کر دیا۔ پھر فقہاء کا ذکر تھا ان کی مناسبت سے محدثین کا ذکر کیا کہ اصول فقہ میں حدیث بھی ہے یہ فقہاء کے خادم ہیں خود کہتے ہیں کہ فقہاء طبیب ہیں اور ہم پنساری۔ آمرین بالمعروف اور ناهین عن المنکر فقہ کی تبلیغ کرنے والے ہیں زھاد فقہ پر عمل کرنے والے ہیں باقی انواع خیر کا منبع بھی فقہ ہی ہے چنانچہ اسی حدیث میں ہے من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین . (ج۲ص۱۴۴)

صاحب درمختار فرماتے ہیں

"والحاصل ان اباحنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفی بعد القرآن وحسبک من مناقبه اشتهار مذهبه (ای فی عامة بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلادلایعرف الامذهبه کبلادالروم والهند والسند وما وراء النهرو سمرقند و قدنقل ان فیها تربة الحمد یین دفن فیها نحومن اربعمائة نفس کل منهم یقال له محمد صنف وافتی اواخذ عنه الجم الغفیر ولمامات صاحب الهدایة منعوا دفنه بهافدفن بقربها وروی انه نقل مذهبه نحومن اربعة آلاف نفرولا بدان یکون لکل اصحاب وهلم جراً الخ ماقال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام (سب ائمہ خوشہ چین ہیں) وقد جعل الله الحکم لا صحابه واتباعه من زمنه الی هذه الایام (فالدولة العباسیة

وان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضا تها و مشايخ
اسلامها حنفية يظهر ذالک لمن تصفح كتب التواريخ
وكان مدة ملكهم خمسمائة سنة تقريبا واماالملوک
السلجوقيون والخوارزميون فكلهم حنفيون وقضاة مما
لكهم غالبها حنفية واماملوک زماننا سلاطين آل عثمان
ايده الله تعالىٰ دولتهم ماكر الجديد ان فمن تاريخ تسع
مائة الى يومنا هذا لا يولون القضاء و سائر مناصبهم الا
للحنفية الى ان يحكم بمذهبه عيسىٰ عليه السلام (یعنی
عیسیٰ کا اجتہاد موافق امام صاحب کے ہوگا راجع کشف شعرانی) وهذا
يدل على امرعظيم اختص به بين سائر العلماء العظام
كيف لا هو كا لصديق رضى الله عنه له اجره واجر من
دون الفقه والفه وفرع احكامه علىٰ اصوله العظام الىٰ يوم
الحشر والقيام وقد اتبعه علىٰ مذهبه كثير من الاولياء
الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة وركض فى ميدان
المشاهدة كا براهيم بن ادهم و شفيق البلخى و معروف
الكرخى وابى يذيد البسطامى و فضيل بن عياض و داؤد
الطائى وابى حامد اللفاف و خلف بن ايوب وعبد الله بن
المبارک ووكيع بن الجراح وابى بكرا لوراق ممن لا
يحصىٰ لبعده ان يستقصى فلو وجدوا فيه شبهةً مااتبعوه
ولا اقتدوابه ولاوافقوه وقال الاستاذ ابو القاسم القشيرى
فى رسالته مع صلابته فى مذهبه وتقدمه فى هذه الطريقة
سمعت الا ستاذ اباعلى الدقاق يقول انا اخذت هذه
الطريقة من ابى القاسم النصرابازى وقال ابوالقاسم انا

اخذتہا من الشبلی وھو اخذھا من السری السقطی وھو من معروف الکرخی وھو من داؤد الطائی وھو اخذالعلم والطریقة من ابی حنیفة و کل منھم اثنیٰ علیه واقرہ بفضله فعجبالک یا اخی الم یکن لک اسوة حسنة فی ھؤلاء السادات الکباراً کانوا امتھمین فی ھذا الاقرارو الافتخار وھم ائمة ھذہ الطریقة وارباب الشریعة والحقیقة ومن بعد ھم فی ھذا الامر فلھم تبع وکل ما خالف ما اعتمدوہ مردود و مبتدع و بالجملة فلیس ابوحنیفة فی زھدہ وورعه وعبادته وعلمه وفھمه بمشارک (درمختار مع الشامی ج۱ص۳۸،۴۲)

الغرض تاریخ اسلام میں سیاست اور تفقہ فی الدین پر ہمیشہ احناف کا غلبہ رہا ہے لامذہب غیر مقلدین کو نہ کبھی سیاسی غلبہ نصیب ہوا نہ ہی فقہی برتری ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے یہ ذرا محدثین۔ فقہاء۔ سلاطین۔ مجاہدین۔ اولیاء کرام اور اپنی کتب حدیث کتب فقہ کی فہرست پیش کریں الغرض طائفہ منصورہ کے اولین و کامل مصداق احناف ہیں۔

نوٹ: اس ملک میں سب حنفی تھی اور امام صاحبؒ کے مقلد اب اس میں فتنہ ڈالنا حدیث پاک فوابیعة الاول کی مخالفت تھی ج ا ص ۱۲۶ نیز بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲ اور مسلم پر ہے کہ آپؐ نے بیعت لی ان لاننازع الامر اھله۔ تو اگر کوئی نا اہل کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ یا مفتی سے نزاع کرتا ہے تو وہ نبی اقدس ﷺ کے فرمان کا مخالف ہے۔

جامع ترمذی

امام ترمذیؒ نے بھی اجماع کی احادیث نقل فرمائی ہیں ابواب الفتن میں باقاعدہ فی لزوم الجماعة لائے ہیں اور حضرت عمرؓ کا خطبہ جابیہ سے یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نقل فرمائے ہیں۔

علیکم بالجماعة وایاکم والفرقة فان الشیطان مع

الواحد وهو من الاثنين ابعد من اراد بحبوبة الجنة فليلزم الجماعة. هذا حديث حسن صحيح غريب ان الله لايجمع امتی اوقال امة محمد علیٰ ضلالة ويدالله علی الجماعة ومن شذشذ الی النار. (ص ۳۱۵)

اور ص ۳۱۹ پر ماجاء فی صفة المارقة میں خوارج کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک بھی حدیث اس پر نہیں کہ اجماع کا ماننے والا دوزخی ہے۔

اجتہاد

اذاحکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذاحکم فاخطاء فله اجر واحد ص ۲۱۰ ابواب الاحکام اور پھر حدیث معاذؓ لائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد اجتہاد کرے گا اور باقی اس کے اجتہاد پر عمل کریں گے اس کو تقلید کہتے ہیں اگر کوئی غیر مجتہد مجتہد کی بجائے اپنی خودرائی کرے تو اس پر ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے واعجاب کل ذی رأی برایه فعليک بنفسک خاصة ودع امر العوام ص ۴۳۵ تفسیر المائدہ ای یجد کل احدفعل نفسه حسنا وان کان قبیحا ولایراجع العلماء فیما فعل بل یکون مفتی نفسه (سندھی) واعجاب کل ذی رأی برأیه قال القاری ای من غیر نظرالی الکتاب والسنة واجماع الامةوالقیاس علی اقوی الادلة وترک الاقتداء بنحو الائمة الاربعة قاله الطيبی (انجاح الحاجہ ص ۲۹۹) اور ابواب العلم میں من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین ص ۳۷۹ اور فقہ جامع ادلہ اربعہ کو ہے اور رب حامل فقہ الحدیث لاکر بتایا کہ فہم محدث حجت نہیں فہم فقیہ حجت ہے ص ۳۸۰ اور یہ حدیث فقیه واحدٌ اشدعلی الشیطان من الف عابد ص ۳۸۴ خصلتان لا تجتمعان فی منافقٍ حسن سمت ولا فقه فی الدین ص ۳۸۴ فقہ سے اختلاف یا شیطان کو ہے یا منافق کو اور منافق کی یہ بھی نشانی ہے الشاة العائرة بين الغنمين۔ اسی لئے امام ترمذیؒ نے فقہاء کے مذاہب بھی نقل فرمائے ہیں اور علماء یعنی فقہاء کے بالمقابل لوگ جہال کو رؤس

بنائیں گے وہ خود فقہ سے خالی ہوں گے۔ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور وہ علم اس نیت سے پڑھیں گے من طلب العلم لیجاری به العلماء اولیماری به السفهاء ویصرف به وجوه الناس الیه ادخله الله النار ص ۳۸۰ اور جیسے یہود و نصاریٰ توراۃ انجیل پڑھتے تھے مگر سمجھتے کچھ نہ تھے ص ۳۸۰ یہی حال غیر مقلدوں کا جس طرح یہود احبار رہبان (غیر مجتہدین) کی رائے پر چلتے تھے ص ۴۴۱ التوبہ اب جبکہ امتی مجتہدین عوام اور نبی ﷺ کے مابین واسطه فی البیان اور واسطه فی التفهیم قرار پائے تو کس دور کے مجتہدین کو زیادہ قابل اعتماد سمجھا جائے گا۔ اس سلسلہ میں خیر القرون کی افضلیت منصوص ہے ص ۳۲۳، ۵۴۸ ابواب الفتن اور خیر القرون میں بھی اہل فارس۔ والذی نفسی بیده لوکان الایمان بالثریا لتناوله رجال من هؤلاء ص ۴۷۶ والجهاد ص ۵۵۶ مناقب اور اس کے مذہب کو قبولیت عامہ بھی نصیب ہوئی ہو سَیَجْعَلُ لَهُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ص ۴۵۲ تفسیر سورت مریم۔ یہ سب باتیں امام اعظم میں ہی پائی جاتی ہیں۔

وکذالک قال الفقهاء وهم اعلم بمعانی الحدیث ص ۱۶۲ باب غسل المیت. فقهاء الاشراف واولو الالباب ص ۳۷۵ اضافه الفرائض الی الایمان قول وکیع اسعار البدن ص ۱۵۲ اهل الرأی باب ماجاء فی الطلاق قبل النکاح ص ۱۹۰، ۱۹۱۔

ابوداؤد۔

آپ اجماع کی دلیل میں ۷۳ فرقوں والی حدیث لائے ہیں اور ناجی جماعت هی الجماعة (ج ۲ ص ۱۶۴ کتاب السنه) من فارق الجماعة (ج ۲ ص ۱۷۹) اور اجتہاد کے لئے اذا حکم الحاکم (ج ۲ ص ۷۰ کتاب الاقضیه) حدیث معاذؓ (ج ۲ ص ۷۱، ۷۲) القضاة ثلاثة (ج ۲ ص ۷۰) اور انما اقضی بینکم بالرائے فیما لم ینزل علی فیه (ج ۲ ص ۷۱) العلم ثلاثة (ج ۲ ص ۹) کتاب الفرائض۔ نضر الله عبداً سمع مقالتی (ج ۲ ص ۷۸) کتاب العلم لا یقص

الا امیرا وما مور او مختال (ج ۲ ص ۷۹) امیر مجتہد۔ مامور مقلد اور مختال غیر مقلد۔ باب قتال الخوارج ج ۲ ص ۱۸۰،۱۷۹ انما شفاء العی السوال ج ۱ ص ۳۶ باب فی المجروح یتیم اور بوقت اختلاف احادیث عمل صحابہؓ دیکھا جائے گا۔ (ج ۱ ص ۲۷ قبل ابواب تفریع۔ استفتاح الصلوۃ)

نسائی۔

اجماع کے لئے من فارق الجماعۃ الحدیث ج ۲ ص ۱۴۶،۱۴۵ اذکر مایحل به دم المسلم اور اجتہاد کے لئے اذا حکم الحاکم قیاس حج بر دین منشور عمرؓ ادلۂ اربعہ منشور ابن مسعودؓ ادلۂ اربعہ ج ۲ ص ۲۶۴ ج ۲ کتاب آداب القضاۃ۔ الدین النصیحۃ۔ ج ۲ ص ۱۶۴

ادله اربعه.

بسم اللہ نوشتن از انگشت بر پیشانی نسیت از کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع امت و قیاس مجتہدین ثابت نیست و ہر چہ ازیں ادلہ اربعہ ثابت نباشد کردنش روا نیست۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۲ ص ۶۷)

اجماع۔

علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح ص ۳۶۷ پر فرماتے ہیں ......

صاحب دراسات نے جو قصہ لواقع سے نقل کیا ہے سو اس کا نشان تک کتب حنفیہ میں نہیں ہے ابوحنیفہ کئی لوگوں کی کنیت ہے نواب صدیق الحسن کشف الالتباس ص ۲۴۵ پر لکھتے ہیں یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہے نہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ کی کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارت ائمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا ان سے ممکن نہ تھا اس لئے ائمہ نے ان کو قیاس سے منع فرمایا اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل اہل بیت میں اجازت امام جعفر صادق کی امام صاحب کے لئے مصرح ہے۔

نیا فرقہ

اور ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے (بہت دور) ہیں جو حدیثیں سلف اور خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہؓ کے اقوال اور افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا وکلا اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت محمدیہ کی حد بندی کے نشان گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں اور احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسانید آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لئے وہ حیلے بناتے ہیں کہ جن کے لئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اٹھتا ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۷۹، ۸۰ فتاویٰ غزنویہ ج ۱ ص ۲۰۶)

یہ فتویٰ مولانا عبدالجبار غزنوی کا عربی میں ہے جس کا ترجمہ مولانا عبدالتواب ملتانی نے کیا ہے اور مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی نے اس کو فتاویٰ علمائے حدیث میں نقل کیا ہے۔

یہ تین شہادتیں ہوئیں۔

کھلا خط

بنام علماء حنفیہ

کا

مدلل جواب

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم: برادران اسلام ہمارے ملک میں دو فرقے آباد ہیں ایک نے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہوا ہے وہ قرآن کا نام لے لے کر سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں لیکن دین سے اتنے بے خبر ہیں کہ ان کو بارہا کہا گیا کہ نماز جس کی بار بار تاکید قرآن مجید میں موجود ہے اور جو توحید و رسالت کو مان لینے کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے اور ہر مسلمان مرد و عورت پر پانچ مرتبہ ایک دن رات میں فرض ہے اس کے ادا کرنے کا مکمل طریقہ۔ رکعات۔ شرائط۔ ارکان۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات۔ مکروہات۔ مفسدات۔ مسائل سہو وغیرہ صرف قرآن پاک کی صریح آیات سے ثابت کر دیں مگر وہ اس سے بالکل عاجز ہیں جس سے ملک کا ہر شخص سمجھ چکا ہے کہ ان کا دعویٰ عمل بالقرآن بالکل جھوٹا ہے جو نماز ان پر روزانہ پانچ مرتبہ فرض ہے اس کو تو وہ ثابت نہیں کر سکتے ہاں سادہ لوح عوام کو رات دن یہ بتاتے رہتے ہیں کہ احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔ احادیث میں بہت اختلاف ہے اور رات دن محدثین پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اور صرف حدیث اور محدثین کو گالیاں دینا ہی ان کے نزدیک عمل بالقرآن ہے۔ معاذ اللہ

دوسرا فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتا ہے جو حدیث کا نام لے لے کر عوام کو گمراہ کرتا رہتا ہے لیکن دینی علوم سے اتنا ہی کورا ہے جتنے ان کے بڑے بھائی اہل قرآن یہ بھی نماز کا مکمل طریقہ بتفصیل بالا احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ثابت کرنے سے ایسا ہی عاجز ہے جیسا کہ ان کے بڑے بھائی (اہل قرآن) چنانچہ رحیم یار خان، کوہاٹ، گوجرانوالہ۔ کراچی۔ شہداد کوٹ۔ علاقہ سرائے سدھو۔ ملتان۔ حویلی بہادر شاہ، لاہور، مکڑ والا۔ اوکاڑہ وغیرہ مقامات پر وہ مناظروں میں اتنے ذلیل ہو چکے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے مسائل تک ثابت کرنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ اور عوام و خواص کے سامنے یہ راز فاش ہو چکا ہے۔ کہ ان کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی جھوٹا ہے جیسے منکرین حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن جھوٹا ہے۔

اب تو یہ فرقہ اتنا بوکھلا چکا ہے کہ انہیں یہ کہو کہ مکمل نماز، مکمل نماز وتر، مکمل نماز جنازہ، مکمل مسائل تراویح۔ مکمل قانون دیوانی۔ مکمل قانون فوجداری احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ثابت کر کے دکھلا دو تو ان کا ثبوت پیش کرنے کی بجائے فقہ اور فقہا کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں اور اب تو یہ پورے ملک میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم اپنی مکمل نماز، مکمل طریقہ نماز جنازہ مکمل مسائل نماز تراویح۔ مکمل مسائل قربانی۔ مکمل مسائل قانون اسلامی کو ثابت کرنے کے لیے کبھی بھی تا قیام قیامت ہرگز ہرگز مناظرہ نہیں کریں گے جس طرح قادیانی مرزا کی سیرت پر مناظرہ نہیں کرتا اسی طرح یہ مکمل مسائل پر مناظرہ بالکل نہیں کرتے ہاں اپنے ان پڑھ عوام کو خوش رکھنے کے لیے فقہاء کو گالیں دیتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ تمام شرعی۔ قانونی اور اخلاقی قدروں کو بھی پامال کر جاتے ہیں کبھی بغیر پرنٹ لائن کے کوئی اشتہار شائع کر دیا جس میں فقہ پر اعتراض کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو سوامی دیانند نے قرآن کے خلاف اور عبداللہ چکڑالوی نے حدیث کے خلاف استعمال کیا تھا کبھی کسی مجہول شخص کے نام سے کوئی فوٹوسٹیٹ ہر شہر میں گھمایا جاتا ہے لا مذہب غیر مقلدین اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض فریب ہے یہ جھوٹ اور خیانت کا مجموعہ ہیں لیکن پھر بھی ان کو دھڑا دھڑ تقسیم کرتے ہیں جب شہر اور علاقہ کی فضا مکدر ہو جاتی ہے اور وہ اشتہار انتظامیہ تک پہنچائے جائیں تو سب ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں اگر ان اشتہاروں کی غلطیاں بتائی جائیں تو اس علاقے میں ان کی عام تقسیم بند کر دیتے ہیں اور یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ہم ان کی غلطیوں کے ذمہ دار نہیں ہم اشتہار والے کے مقلد تھوڑے ہیں جب پوچھا جاتا ہے کہ جب تم ان غلط اشتہاروں کو پھیلا رہے تھے کیا اس وقت تم اس اشتہار والے کے مقلد تھے تم تقلید کو کفر بھی کہتے ہو اور اس اشتہار والے کی تقلید کر کے ان کی اشاعت بھی کرتے ہو اور جب حوالے دکھانے کا مطالبہ ہو تو فوراً لاتعلق ہو جاتے ہیں گویا اس حدیث پر عمل کرتے ہو کہ صبح کو مومن ہوں گے شام کو کافر اور شام کو مومن ہوں گے صبح کو کافر۔

Scanned with CamScanner

اس فرقے کی سب سے بڑی بزدلی یہ بھی ہے کہ ان کے اصل مدمقابل منکرین حدیث ہیں لیکن یہ کبھی ان سے مناظرہ نہیں کرتے بلکہ اگر کسی علاقہ میں وہ مناظرہ کا چیلنج دیں تو دھڑ ادھڑ منکر حدیث بننا شروع کر دیتے ہیں آپ منکرین حدیث کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں تو آپ اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کریں گے کہ سو فیصد منکرین حدیث انہی سے بنے ہیں۔

اس فرقے کی نفسیات یہ ہے کہ اس فرقے کے سینکڑوں آدمی قادیانی بن جاتے ہیں۔ ان کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا۔ ان کے سینکڑوں آدمی منکر حدیث بن جاتے ہیں انہیں کوئی غم نہیں ان کے بیسیوں آدمی رافضی بن چکے ہیں انہیں کوئی پرواہ نہیں ان میں سے سینکڑوں آدمی دہریہ بن گئے ہیں انہیں ذرا دکھ نہیں۔ ان کے نزدیک عمل بالحدیث صرف فقہ کو گالیاں دینے کا نام ہے۔

چنانچہ ملک بھر میں مکمل نماز کے مسائل پر پے در پے ذلت آمیز اور بار بار عبرتناک شکستیں کھانے کے بعد ۲۶ فروری کو راولپنڈی میں فقہ کی چند عبارات پر مناظرہ کیا ان کے مذہب کی جو خرافات احناف نے بیان کیں ان میں سے ایک حوالے کو بھی نہ یہ غلط ثابت کر سکے اور نہ ہی کسی ایک حوالے کا جواب دے سکے۔ اور جو حوالے لامذہب مناظر نے پیش کئے حنفی مناظر نے ثابت کیا کہ قادیانی اور سوامی دیانند تو ایک حوالے میں ایک بددیانتی کرتا تھا مگر اس نے لفظ حدیث کی آڑ میں ایک ایک حوالے میں چار چار پانچ پانچ بددیانتیاں کیں اور نہایت ذلیل ہوئے اور سب سے بڑی ذلت یہ ہوئی کہ لامذہب مناظر کا دعویٰ تھا کہ فقہ کے مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ لامذہب مناظر ان میں سے کسی مسئلہ کے خلاف بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہ کر سکا۔ اور قیامت تو یہ ٹوٹ رہی تھی کہ اس کو زنا موجب حد اور حد کی شرعی تعریف تک نہیں آ رہی تھی راولپنڈی کا یہ مناظرہ ان کی علمی و اخلاقی ...... موت تھا۔

اس مناظرہ کے بعد ان کے علماء تو سخت شرمسار ہوئے لیکن جاہل مجہول

دکانداروں کے نام سے پمفلت شائع ہونے شروع ہوئے ایسے ہی اشتہارات کی ایک کڑی یہ بھی ہے۔

چونکہ راولپنڈی کے مناظرہ میں لامذہب اسی بات پر سخت پریشان تھے کہ ہمارے مناظر نے پیش کردہ مسائل فقہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی اسی لیے خالد حمید نے اس خط میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن راولپنڈی میں پیش کردہ عبارات کے خلاف صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرنے سے وہ اب بھی ایسے ہی ناکام رہے ہیں جیسے ان کا مناظر ناکام رہا تھا البتہ ان مسائل سے پہلے چار نئے مسائل لکھے ہیں جن کو بزعم خود اس نے قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

حنفی فقہ کے بارے میں لامذہب یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ اس کے تمام مفتیٰ بہا مسائل قرآن پاک کی صریح آیات اور آنحضرت ﷺ کی صحیح صریح غیر معارض احادیث کے خلاف ہیں ہم نے پورے ملک میں ان کے اس چیلنج کو قبول کرلیا اور انہیں کہا کہ ہم فقہ کی کتاب لے کر بیٹھتے ہیں اور بالترتیب فقہ کے مسائل پڑھتے جائیں گے آپ بالترتیب ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں حدیث کی صحت وضعف یا کسی بات میں بھی آپ کسی غیر معصوم امتی کا قول پیش نہیں کرسکیں گے لیکن اس صحیح طریق فیصلہ پر لامذہب نہ آئے ہیں نہ قیامت تک آسکتے ہیں کیونکہ اس طرح فقہ کی کتاب کے ایک صفحہ میں ہی ان کا علمی دیوالیہ نکل جاتا ہے کیونکہ فقہ حنفی کے مسائل تقریباً بارہ لاکھ نوے ہزار ہیں اور یہ لوگ ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک حدیث بھی پیش کریں تو انہیں تقریباً بارہ لاکھ نوے ہزار باسند اور صحیح احادیث پیش کرنا پڑیں گی اس لیے لامذہب غیر مقلد مناظر زہر کا پیالہ پی کر خودکشی کی حرام موت تو مرسکتا ہے مگر اس طریق فیصلہ پر نہیں آسکتا۔

Scanned with CamScanner

اجتہادی مسائل کے بارے میں رسول پاک ﷺ کا فیصلہ

حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطا فله اجر.

(بخاری ص۹۲ ج ۲)

جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ پر پہنچ جائے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور خطاء ہو جائے تو ایک اجر کا مستحق ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مجتہد معصوم تو نہیں ہوتا کیونکہ اجتہاد میں خطاء کا احتمال بھی ہے مگر وہ مطعون بھی نہیں ہوتا کہ اس پر زبان طعن دراز کی جائے بلکہ مجتہد کے لیے ہر ہر حال میں ماجور ہے خواہ دو اجر کا مستحق ہو یا ایک اجر کا تو جس کو خدا اجر دے رہا ہے اس پر طعن کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ مجتہد کا ذرا بھر نقصان نہیں بلکہ نااہل کی طرف سے اس پر طعن مزید بلندی درجات کا موجب ہوتا ہے۔

جناب من: جب مجتہد اجتہاد سے فیصلہ دیتا ہے تو اس اجتہادی فیصلے کو تسلیم کرنے والا اس کا مقلد کہلاتا ہے اور جو شخص نہ خود حاکم مجتہد ہو نہ اس کے فیصلے کو تسلیم کرے اسے عرف عام میں باغی کہا جاتا ہے۔ آپ جیسے نااہل کو تو مجتہد سے بغاوت کی بھی اجازت کتاب وسنت میں موجود نہیں چہ جائیکہ آپ اپنے آپ کو مجتہدین کا جج سمجھ لیں۔

اگر آپ واقعی حدیث رسول کو مانتے ہوتے تو آپ کا فرض تھا کہ رسول اقدس ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کر کے خط میں یہ لکھتے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ جو باجماع امت مجتہد ہیں ان کے اجتہادی مسائل کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار ہے جن میں سے میری ناقص رائے میں یہ نو مسائل ایسے ہیں جن میں امام صاحبؒ سے خطاء ہوئی ہے اس لیے میری غیر معصوم اور ناقص رائے کے مطابق امام اعظمؒ کو بارہ لاکھ نواسی ہزار نوسو اکیانوے مسائل میں دو اجر ملے ہیں اور ان نو مسائل میں ان کو ایک اجر ملا ہے اور یہ حق بھی آپ کو اس وقت تھا کہ آپ خود اجتہاد کے اہل ہوتے۔ ورنہ آپ کو یہ حق ہرگز نہیں تھا۔

رسول اقدس ﷺ کا ایک اور فیصلہ

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر کئی امور کے بارہ میں بیعت کی جن میں ایک یہ بات بھی تھی ان لا ننازع الا مر اهله (نسائی ص ۱۵۹ ج ۲) یعنی ہم کسی امر کے اہل سے جھگڑا نہیں کریں گے آنحضرت ﷺ کے اس اصول کو ساری دنیا نے قبول کرلیا ہے اس لیے ساری دنیا کا اتفاق ہے کہ جسٹس سے اختلاف رائے کا حق جسٹس کو ہے کسی نااہل ملزم کو یہ حق ہرگز نہیں ڈاکٹر سے اختلاف رائے کا حق ڈاکٹر کو ہے کسی مریض کو نہیں کیونکہ وہ نااہل ہے محدث سے اختلاف رائے کا حق محدث کو ہے حدیث کی کتاب کی صرف اردو خواندگی والے کو یہ حق نہیں کیونکہ وہ نااہل ہے اسی طرح مجتہد سے اختلاف کا حق مجتہد کو تو ہے مگر کسی دوکاندار کو نہیں اگر آپ ملکۂ اجتہاد نہ ہوتے ہوئے مجتہد اعظم سے منازعت کر رہے ہیں تو آپ رسول اکرم ﷺ کے بھی نافرمان ہیں۔ حافظ صاحب اگر آپ کو یہ شوق ہے تو ایک مجلس مقرر کریں ہم آپ کو کسی ڈاکٹر کے دس نسخے اور ڈاکٹری کی کتاب کسی جسٹس کے دس فیصلے اور قانون کی کتاب۔ کسی انجینئر کے دس نقشے اور اس فن کی کتاب دیں گے آپ ڈاکٹر کی جو غلطیاں نکالیں گے ان کو ڈاکٹروں کے بنچ میں جسٹس کی غلطیوں کو جسٹس صاحبان کے بنچ میں، انجینئر کے نقشوں کو انجینئروں کے بنچ میں رکھیں گے ہمارا کامل یقین ہے کہ تمام بورڈ ایک ہی متفقہ فیصلہ دیں گے کہ حافظ جی کو پاگل خانے بھیج دو آزمائش شرط ہے۔

چیلنج

حافظ صاحب آپ کو تو اجتہاد کی ہوا بھی نہیں لگی آپ اور آپ کی ساری جماعت مل کر قرآن کی صریح آیت یا کسی ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے اجتہاد کی جامع مانع تعریف اور مجتہد کی شرائط نہیں بتا سکتے۔ آپ کوشش کر دیکھیں سارا زور علم پوری جماعت مل کر صرف کرے قیامت تک عاجز اور بے بس رہو گے ہاں ہم

ادلہ اربعہ کے ماننے والے ہیں آپ ہم سے سوال کریں کہ ادلہ اربعہ شرعیہ میں سے کسی دلیل شرعی سے اجتہاد کی تعریف اور مجتہد کے شرائط بیان کرو ہم انشاء اللہ العزیز دس منٹ کے اندر اندر اس کا جواب دیں گے۔ جب آپ اجتہاد کی تعریف اور شرائط سے بھی جاہل ہیں تو آپ جیسے نااہل کا امام اعظمؒ سے مسائل اجتہادیہ میں منازعت کرنا حدیث رسول ان لا ننازع الامر اھلہ کی صریح مخالفت ہے۔

چیلنج

عام طور پر لامذہب یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم چاروں اماموں کے مسائل میں سے وہ مسئلہ لیتے ہیں جو قرآن وحدیث کے موافق ہو یہ محض دروغ بے فروغ ہے اگر آپ بھی اس غلط فہمی کے مریض ہیں تو آیئے ایک مجلس مقرر کریں ہم مختلف ابواب فقہ سے ۱۰۰ مسائل آپ کے سامنے رکھیں گے اور مصری ٹائپ کی حدیث کی کتابیں اور غیر مترجم قرآن پاک دیں گے آپ پہلے ہر مسئلے میں چاروں اماموں کا مسلک بیان کریں گے پھر ہر امام کے دلائل بیان کریں گے اور پھر صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ایک امام کے قول کو صحیح اور تین اماموں کے اقوال کو غلط ثابت کریں گے حافظ آپ تو خیر کس باغ کی مولی ہیں آپ کے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو رہا ہے ہم نے کئی سالوں سے یہ چیلنج دے رکھا ہے لیکن آپ کی طرف سے موت کی سی خاموشی ہے اور انشاء اللہ صور اسرافیل تک یہی خاموشی رہے گی۔

نوٹ ضروری

قرآن وحدیث اور فقہ میں مخالفت ثابت کرنے کے لیے تین باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ قرآن وحدیث کا پورا علم ہو۔

۲۔ فقہ کے مسئلہ کو پورا اور صحیح سمجھا ہو۔

۳۔ فقہاء نے اس کی کوئی دلیل بیان کی ہو تو اس کا جواب دے کوئی بات قرآن کی صریح آیت یا صحیح صریح حدیث کے علاوہ نہ کرے۔

رسول اقدس ﷺ کا ایک اور فیصلہ

آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا اور بڑی تاکید سے فرمایا لا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُم العَصرَ الافِی بَنِی قُرَیْظَه۔

(بخاری ص ۵۹۱ ج ۲)

یعنی ہرگز کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں یہ حدیث صحابہؓ نے خود آنحضرت ﷺ سے سنی جوان کے حق میں قطعی الثبوت بھی تھی اور قطعی الدلالت بھی مگر جب راستہ میں نماز عصر کا آخری وقت آ گیا تو بعض صحابہ نے راستے میں نماز پڑھ لی اور بعض نے قضا کر کے بنو قریظہ میں جا کر پڑھی آنحضرت ﷺ نے کسی پر اعتراض نہ کیا۔

حافظ ابن القیم وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ بظاہر یہاں قرآن اور حدیث میں تعارض ہو گیا تھا قرآن کہتا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَوْقُوْتاً﴾ نماز کے وقت اسی لیے مقرر ہیں کہ نماز وقت کے اندر پڑھی جائے اس لیے انہوں نے قرآن پاک کے قاعدہ کے موافق نماز وقت میں ادا کر لی اور حدیث میں تاویل کی کہ حضرت کا مقصد نماز قضا کروانا نہ تھا بلکہ یہ مقصد تھا کہ اتنی جلدی کرو کہ عصر کے وقت میں ہی بنو قریظہ کے ہاں پہنچ جاؤ۔ دوسرے فریق نے قرآن کی آیت میں تاویل کی کہ یہ اصول برحق مگر آج کی نماز کو حضرت نے اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے حافظ ابن القیم فرماتے ہیں جنہوں نے راستہ میں نماز پڑھی تھی ان کو دو اجر ملے اور جنہوں نے قضا کر کے پڑھی تھی ان کو ایک اجر ملا۔ (زاد المعاد ص ۷۱ ج ۲)

اب دیکھئے صحابہؓ کے اس اجتہادی اختلاف پر نہ تو آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے ایک جماعت نے قرآن کی مخالفت کی دوسری جماعت نے صحیح صریح حدیث کی مخالفت کی اور نہ ہی صحابہ کی دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو مخالف قرآن اور مخالف حدیث کہا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مسئلہ میں دلائل شرعیہ متعارض ہوں وہاں مجتہدین کو یہ حق ہے کہ وہ ایک پہلو کو اختیار کریں مگر یہ حق مجتہدین کو بھی نہیں کہ اپنے مدمقابل کو قرآن یا حدیث کا مخالف کہے چہ جائیکہ جناب جیسے نااہل مجتہدین کا منہ چڑائیں۔

قیام حشر کیوں نہ ہو اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نوانجی

ایسے موقع پر دوسرے کو قرآن وحدیث کا مخالف کہنا خود حدیث صحیح متفق علیہ کی صریح مخالفت ہے۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں میرے ایک دوست نے مجھے یہ بتا کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ فقہ حنفی کے بہت سے مسائل آیات قرآنی کے خلاف ہیں (پھر تین مسائل پیش کئے ہیں ۱۲۹۰۰۰۰۳ مخالف قرآن) اور ان گنت مسائل صحیح اور صریح احادیث رسول اللہ ﷺ سے متصادم ہیں (پھر ایک مسئلہ بیان کیا ہے ۱۲۹۰۰۰۰۱ مخالف حدیث) پھر پانچ وہ مسائل لکھے ہیں جو ۲۶ فروری ۸۴ء کو راولپنڈی کے مناظرہ میں زیر بحث آئے لیکن نہ مناظرہ میں ان مسائل کے خلاف کوئی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر سکے تھے نہ اب پیش کر سکے ہیں۔ اب بالترتیب ان مسائل کو دیکھیں۔

مدت رضاعت

مُدت رضاعت قرآن میں دو سال مقرر کی گئی ہے۔ (البقرہ) لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مدت اڑھائی سال ہے (ہدایہ ص ۳۵۰ ج ۲) حافظ صاحب نے اس ایک سطر میں پانچ بد دیانتیاں کی ہیں جن کی مثال ہمیں پادری فانڈر کے لٹریچر میں بھی نہیں ملی۔

حافظ جی کو فقہ نہیں آتی

حق تعالیٰ کا قانون ہے کہ بندہ جس نعمت کی ناشکری کرے وہ نعمت خدا اس سے چھین لیتا ہے لامذہب غیر مقلدین نے فقہ کے خلاف زبان طعن دراز کی خدا نے یہ نعمت

ان سے چھین لی حافظ صاحب تو کیا ہیں ان کے بڑے بڑے علماء اس سے محروم ہیں ان کے بڑے بڑے مدارس میں دیکھو تو ہدایہ پڑھانے کے لیے حنفی مدرسین رکھتے ہیں۔

(نفسِ مسئلہ) صاحب ہدایہ نے یہاں دو قسم کی عورتوں کا ذکر فرمایا ہے اور دو قسم کی مدت بیان کر کے دونوں قسموں کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔

ا۔ وہ عورت جو خاوند کے نکاح میں ہے اور بغیر اجرت لیے بچے کو دودھ پلا رہی ہے اس بچے کی مدت رضاعت اڑھائی سال بیان کی ہے اور دلیل میں قرآن پاک کی آیت پیش فرمائی ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا...﴾ (الاحقاف) اٹھانا بچے کو اور دودھ چھڑانا اس کا تیس ماہ (اڑھائی سال) میں۔ اس آیت میں حمل کے دو معنے ہو سکتے ہیں پیٹ میں اٹھانا یا گود میں اٹھانا اگر یہاں پیٹ میں اٹھانا مراد ہو تو صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی اڑھائی سال اور دودھ چھڑانے کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی اڑھائی سال ہوئی جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص کے ذمہ ایک ہزار روپیہ اور پانچ بوری گندم اڑھائی سال پانچ بوری گندم کے لیے بھی اڑھائی سال کوئی یہ نہ کہے گا کہ چونکہ دو چیزوں کا بیان ہے اس لئے سوا سال ہزار روپیہ کی اور سوا سال پانچ بوری گندم کی اور مجموعہ اڑھائی سال ہے (ہدایہ مع عنایہ) اگر کوئی شخص یہاں حمل کا معنی پیٹ میں اٹھانے کا لے اور اڑھائی سال دونوں کی مجموعی مدت قرار دے تو وہ یہ بتائے کہ جو بچہ چھ ماہ ماں کے پیٹ میں رہا وہ تو دو سال دودھ پئے گا جو ۹ ماہ پیٹ میں رہا وہ پونے دو سال جو ڈیڑھ سال ماں کے پیٹ میں رہا وہ ایک سال دودھ پئے اور جو دو سال ماں کے پیٹ میں رہے وہ چھ ماہ دودھ پئے اور بعض کے نزدیک تو حمل چار سال تک بھی رہ سکتا ہے تو ایسے بچے پر تو ایک قطرہ دودھ بھی حرام ہوگا اس لیے آسان مطلب یہ ہے کہ حمل سے گود میں اٹھانا مراد لیا جائے تو آیت کا معنی ہوگا اور گود میں اٹھانا اور دودھ چھڑانا اس کا تیس ماہ یعنی اڑھائی سال میں۔

(تفسیر احکام القرآن ص ۳۹۱ ج ا تحت اشراف مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۲۔ دوسری وہ عورت ہے جس کو خاوند نے طلاق دے دی ہے اور وہ اب بچے کو اجرت پر دودھ پلا رہی ہے اس میں مرد۔ عورت اور بچے تینوں کے حقوق کو مدنظر رکھ کر دو سال مدت رضاعت کی اجرت لینے کا حق دیا ہے۔ اور اس پر صاحب ہدایہ سورۃ البقرہ والی آیت اور حدیث لا رضاع بعد الحولین پیش فرما رہے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں کا ذکر فرماتے ہوئے جن کو طلاق مل چکی ہے اور وہ اجرت پر دودھ پلا رہی ہیں فرماتے ہیں ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ) اور اجرت پر دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں پورے دو سال اس خاوند کے لیے جو اجرت والی مدت رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔ اور والد پر ضروری ہے کہ ان دو سالوں میں اس عورت کو نان ونفقہ دے رواج کے موافق اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر دو سال کے بعد اگر فان ارادا فصالاً اگر وہ دونوں دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں عن تراض منهما وتشاور باہمی رضامندی اور مشورہ سے تو فلا جناح عليهما ان پر کوئی گناہ نہیں'' فان ارادا فصالاً عن تراض فانهٗ ذكر بحرف الفاء معلقا بالتراضى ولو كان الرضاع بعده حراماًلم يعلق به لانه لا اثر للتراضى فى ازالة المحرم شرعاً (عنایہ علی الہدایہ ص ۳۵۰ حاشیہ نمبر ۱۴) اور حضرت ابن عباس ؓ آیت فان ارادا فصالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں قبل الحولين اوبعدالحولين (تفسیر ابن جریر بسند حسن ص ۳۰۲ ج ۲) یعنی دو سال سے پہلے چھڑانا چاہیں یا دو سال کے بعد اور حضرت عطاء بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں اگر چاہے تو دو سال سے زیادہ پلائے۔ (تفسیر ابن جریر ص ۳۰۲ ج ۲)

اب دیکھئے حافظ صاحب نے دو بددیانتیاں تو قرآن کے ساتھ کیں اڑھائی سال والی آیت کا سرے سے انکار کر دیا دو سال والی آیت میں ایک بددیانتی تو یہ کی کہ یہ نہ بتایا وہ مطلقہ عورتوں کے بارہ میں ہے جو اجرت پر دودھ پلائیں دوسری

بددیانتی یہ کی کہ اس کے بعد آیت فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا اور تین بددیانتیاں ہدایہ کے ساتھ کیں صاحب ہدایہ نے اڑھائی سال کی دو دلیلیں بیان کی تھیں ایک قرآنی اور ایک عقلی دونوں میں سے کسی کا نام تک نہ لیا اور دو سال والی آیت کا مطلب جو صاحب ہدایہ نے بیان کیا تھا اس کا ذکر تک نہ کیا۔

ان چھ کے علاوہ ساتویں بددیانتی یہ کی کہ ان کے مذہب میں ڈاڑھی والے بوڑھے کو بھی پستان نوشی کی اجازت ہے۔(عرف الجادی۔نزل الابرار) جو قرآن کی دونوں آیتوں کے خلاف ہے یہاں حافظ صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ ان پر گونگے شیطان ہونے کا یقین ہونے لگا ورنہ وہ چیخ اٹھتے کہ کیا قیامت آگئی ہے کہ حدیث حدیث کا نام لے کر قرآن پاک کی کھلم کھلا مخالفت کی جارہی ہے اور آٹھویں بددیانتی یہ کی کہ حنفی مذہب کے مفتیٰ بہ قول کی وضاحت نہ کی۔احناف کو کسی بات پر ضد نہیں ہے امام صاحبؒ اڑھائی سال کے قائل ہیں اور صاحبین دو سال کے اس لیے احناف ان میں تطبیق اس طرح دیتے ہیں کہ دودھ پلانے میں دو سال کی مدت پر اتفاق ہے کہ دودھ حلال ہے چھ ماہ میں اختلاف ہے جہاں حرام حلال میں تعارض ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیئے تو دودھ پلانے میں فتویٰ دو سال پر مناسب ہے تاکہ مشکوک دودھ جو خلاف تقویٰ ہے اس سے پرہیز ہو جائے دوسری طرف اگر کسی بچے نے عورت کا دودھ دو سال کے بعد اڑھائی سال کے اندر پی لیا تو وہ اس کی رضاعی ماں بنے گی یا اڑھائی سال والے فتوے پر ماں بنے گی اور دو سال والے قول پر ماں نہیں بنے گی اب اس عورت اور اس کی بیٹیوں سے نکاح کے جائز ناجائز ہونے کا سوال اٹھے گا تو احتیاط اسی میں ہے کہ اڑھائی سال والے قول پر فتویٰ دے کر حرمت مان لی جائے ایسا نہ ہو کہ ساری عمر حرام میں مبتلا رہے اور یہ بات بھی حدیث کے عین موافق ہے حضورؐ نے فرمایا حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان دو کے درمیان کچھ متشابہات ہیں ان سے بچو اب دیکھو کہ حافظ صاحب نے فقہ کے ایک مسئلہ کو قرآن کے خلاف ثابت کرنے کے لیے آٹھ بددیانتیاں کیں جس کی مثال ماسٹر رام چندر کے ہاں بھی نہیں

Scanned with CamScanner

ملتی اور یہ بات تو صاف سمجھ میں آ گئی کہ حافظ صاحب کو نہ قرآن آتا اور نہ فقہ آتی ہے وہ جاہل مرکب ہیں۔

مشرک کا حرم پاک میں داخلہ

سورۃ توبہ میں ہے کہ مشرک حرم پاک کے قریب نہ پھٹکیں اور ہدایہ میں ہے کہ اہل ذمہ کے داخلہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہم تو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ حافظ صاحب کو نہ قرآن آتا ہے اور نہ ہی فقہ آتی ہے قرآن پاک میں دو آیات ہیں۔

۱۔ ﴿اُولٰئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَائِفِیْنَ ۵ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْآخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ (البقرہ۔ ع ۱۴)

ان کو نہیں چاہئے تھا کہ ان مساجد میں داخل نہ ہوں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی (جزیہ دینے کی) اور آخرت میں عذاب ہے بڑا۔ علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے اسی آیت سے ثابت کیا ہے کہ اہل ذمہ کا مساجد میں داخل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ وہ مغلوب و مقہور رہوں۔

۲۔ آنحضرت ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ سے اعلان کروایا جو خدا کی طرف سے تھا۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ﴾ (التوبہ۔ ع ۴)

اے ایمان والو! مشرک (اعتقاداً) ناپاک ہیں (اور چونکہ اعتقادی ناپاکوں کی کوئی عبادت قبول نہیں اس لیے وہ حج کے لیے) مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکیں اس سال کے بعد (سال کا لفظ اس لیے فرمایا کہ حج کے لیے آنا سال کے بعد ہی ہوتا ہے) اور اگر تمہیں اے مسلمانوں مفلسی کا اندیشہ ہو (کیونکہ حج کے موقع پر کافر تاجر بھی سامان لاتے اور اسی تجارت سے روزی کا سامان بنتا تو اس کی پرواہ نہ کرو کہ اگر وہ حج کے لیے نہ آئیں گے تو تجارت ختم ہو جائے گی جو اقتصادیات کی جان ہے) اللہ تعالیٰ

تمہیں غنی فرما دیں گے"۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے جب یہ آیت سنائی تو حج کے اتنے بڑے مجمع میں یہی اعلان فرمایا الا لا یحج بعد عامنا هذا مشرک (روح المعانی ص ۷۷ ج ۱۰) کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔ معلوم ہوا کہ اس آیت کا مقصد حج وعمرہ سے مشرکین کو روکنا ہے آیت کا یہی مطلب صراحۃً ہدایہ میں مذکور ہے فرماتے ہیں والآیۃ محمولة على الحضور استيلاء واستعلاء او طائفين عراة كما كانت عادتهم فى الجاهلية. (ھدایہ ص ۴۷۲)

یعنی سورۃ التوبہ کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلبہ وبلندی کے ساتھ اتراتے ہوئے حرم میں داخل نہ ہوں یا حج کے لیے ننگے طواف کرتے ہوئے داخل نہ ہوں جیسا کہ جاہلیت میں ان کی عادت تھی دیکھئے احناف نے اس آیت کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کا وہی مطلب بیان کیا جو آیت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے اور جس کا اعلان حضرت علیؓ نے نزول آیت کے وقت مجمع حج میں فرمایا تھا۔

رسول اقدس ﷺ کا طرز عمل

سورۃ التوبہ کی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وفد ثقیف حاضر ہوا اور آنحضرت ﷺ نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا (ابوداؤد کتاب الخراج باب خبر الطائف ص ۷۷ ج ۲) طبرانی میں ہے کہ فضرب لهم قبة فى المسجد ان کے لیے مسجد میں قبہ لگایا گیا (نصب الرایہ ص ۲۷۰ ج ۴) اور مراسیل ابی داؤد میں حضرت امام حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب اس وفد کو حضورؐ نے مسجد میں ٹھہرایا تو آپؐ سے کہا گیا آپ ان کو مسجد میں اتار رہے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں تو آپ نے فرمایا زمین نجس نہیں ہوتی ہے بے شک ابن آدم نجس ہوتا ہے (نصب الرایہ ص ۲۷۰ ج ۴) اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ مشرک کی نجاست دخول مسجد سے مانع نہیں ہے۔

آیت کی تفسیر نبی اقدس ﷺ سے

حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس سال

کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہ جائے ہاں مگر کوئی غلام یا لونڈی جو کسی حاجت کے لیے جائیں۔ (احکام القرآن ص ۸۹ ج ۳)

صحابی سے تفسیر

حضرت جابر بن عبداللہ صحابیؓ فرماتے ہیں بے شک مشرک نجس ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جائیں مگر کوئی غلام یا اہل ذمہ میں سے۔
(تفسیر ابن جریر ص ۷۶ ج ۱۰)

تابعی سے تفسیر

حضرت قتادہؒ تابعی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے پاس نہ جائے مگر وہ مشرک جو کسی مسلمان کا غلام ہو یا جزیہ دینے والا ذمی ہو۔ (تفسیر ابن جریر ص ۷۶ ج ۱۰)

دور فاروقی میں نصرانی کا حرم میں داخلہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک عیسائی بغرض تجارت آیا تو اس سے عشر لیا گیا وہ دوبارہ آیا تو پھر اس سے عشر کا مطالبہ کیا گیا اس نے عشر دینے سے انکار کیا اور حضرت عمرؓ کے پاس گیا جو اس وقت مکہ مکرمہ حرم پاک میں تھے اور خطبہ میں فرما رہے تھے ان اللہ جعل البیت مثابۃ للناس۔ اس عیسائی نے کہا امیر المومنین زیاد بن حدیر مجھ سے بار بار عشر مانگتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عشر سال میں تیرے مال پر صرف ایک دفعہ ہے۔ (کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۱۶۲)

اب اگر امام صاحبؒ نے فرما دیا کہ لا بأس بان یدخل اھل الذمۃ المسجد الحرام (ھدایہ ص ۴۷۲ ج ۴) تو یہ قرآن کی آیت یَدْخُلُوْهَا خَائِفِیْنَ کے موافق ہے اللہ کے نبیؐ کے فعل کے موافق ہے اللہ کے نبی۔ صحابی۔ تابعی فرماتے ہیں کہ یہ داخلہ آیت توبہ کے خلاف نہیں، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مجمع عام میں نصرانی حرم پاک میں داخل ہوا کسی ایک شخص نے بھی اٹھ کر آیت ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ

نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ... ﴾ پڑھ کر نہ سنائی معلوم ہو گیا کہ ان سب صحابہؓ و تابعینؒ کے نزدیک بھی کسی ذمی کا وقتی طور پر مسجد حرام میں داخلہ کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہ تھا۔

الغرض حافظ صاحب نے اس اعتراض میں کئی بددیانتیاں کیں۔

۱۔ آیت۔ یدخلوھا خائفین کا انکار کرنا پڑا۔

۲۔ سورۃ التوبہ کی آدھی آیت کا ترجمہ کیا باقی چھوڑ دیا تا کہ سیاق و سباق کا پتہ نہ چلے۔

۳۔ سورۃ التوبہ کی آیت کی تفسیر میں ذمی کو داخل کر کے نبی پاک صحابہؓ اور تابعینؒ کی مخالفت کی۔

۴۔ اس آیت کے ساتھ حضرت علیؓ نے جو اعلان فرمایا تھا اس کو چھپایا۔

۵۔ صاحب ہدایہ نے مسئلہ کی دلیل میں وفد ثقیف والی حدیث بیان کی تھی اس کا نام تک نہ لیا۔

۶۔ صاحب ہدایہ نے آیت التوبہ کا جو صحیح محل بیان فرمایا تھا اس کا ذکر تک نہ کیا۔

ڈیڑھ سطر میں ۶ بدعنوانیاں ہیں جن میں نہ قرآن کو معاف کیا نہ صاحب قرآن کو نہ فقہ کو اس کی مثال قادیانی لٹریچر میں ملنی بھی محال ہے حافظ صاحب فقہ کے بغض میں وہ بے ایمانیاں کرتے ہیں کہ قادیانی ریکارڈ بھی توڑ ڈالا۔ ﴿قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ... ﴾

کافر کو عبادت کیلئے مکان کرایہ پر دینا

قال ومن آجر بيتاً ليتخذفيه بيت نار او كنيسة اوبيعة اوبياع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به وقالا لا ينبغى ان يكريه بشى من ذلك لانه اعانة على المعصية وله ان الاجارة تردعلىٰ منفعة البيت ولهذا يجب عجزو التسليم ولا معصية فيه و انما المعصية بفعل

المستأجر وهو مختار فيه فقطع نسبته عنه وانما قيده بالسواد لانهم لايمكنون من اتخاذا لبيع والكنائس واظهار بيع الخمور والخنازير فى الامصار لظهور شعائرا الاسلام فيها قالوا هذا فى سواد لكوفة لان غالب اهلها اهل الذمة فامافى سوادنا فاعلام الاسلام ظاهرة فيها فلا يمكنون فيها ايضا وهوا لاصح . (هدایہ ج۴ ص۴۷۰)

صاحب ہدایہ نے تین صورتیں مسئلہ کی ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) ایک مسلمان کا مکان کسی شہر میں ہے جہاں شعائر اسلام یعنی جمعہ، جماعت عید۔ اقامت حدود جاری ہیں وہاں کسی مسلمان کو وہ مکان ایسے لوگوں کو کرائے پر دینے کی اجازت نہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ ان کے ساتھ تعاون ہے بلکہ اس لیے بھی کہ اس میں شعائر اسلام کا استخفاف ہے۔

(۲) کسی مسلمان کا مکان ایسے گاؤں میں ہے جس میں مسلمان بھی آباد ہیں اور اذان جماعت وغیرہ شعائر اسلام ادا ہوتے ہیں وہاں بھی مکان ان کو کرائے پر دینا جائز نہیں کیونکہ شعائر اسلام ظاہر ہیں۔

(۳) کسی مسلمان کا مکان ایسے گاؤں میں ہے جہاں غالب اکثریت اہل ذمہ کی ہے اور شعائر اسلام کا ظہور نہیں جمعہ یا جماعت بھی نہیں ہوتی ایسے گاؤں میں وہ پہلے ہی غالب ہیں اس لئے ان کو کرائے پر مکان دینے میں نہ تو شعائر اسلام کا استخفاف ہے اور نہ ہی تعاون ہے پس کوئی وجہ حرمت کی نہیں۔

عدم تعاون کی دلیل صاحب ہدایہ نے یہ ذکر کی ہے کہ کرایہ پر تو مکان اس لئے دیا جاتا ہے کہ کرائے پر لینے والا اس مکان سے منفعت حاصل کرے۔ اگر مکان خالی ہی رہے تو بھی کرایہ اس کا ذمہ واجب ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کرائے پر دینے کا عمل یہاں تک ہی ہے اس کے بعد جو گناہ ہے وہ کرایہ پر لینے والے کا ہے جس میں وہ مختار

ہے مکان والے کی طرف سے کوئی زبردستی نہیں۔ اس لئے اس گناہ میں مکان والے کا کوئی تعاون نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک شخص نے لونڈی فروخت کی خریدار نے بغیر استبراء اس سے صحبت کی تو اس میں بیچنے والے کو کوئی گناہ نہیں یا کسی نے غلام فروخت کیا خریدار نے اس غلام سے اغلام بازی کی تو اس گناہ میں بیچنے والا ہرگز شریک نہیں۔ حافظ صاحب یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان کسی کافر کو رہائش کے لئے مکان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر وہ کافر اس مکان میں اپنے طرز پر عبادت بھی کرے گا آتش پرست آگ کی پوجا کرے گا صلیب پرست صلیب کی۔ بت پرست بت کی تو کیا آپ کرایہ پر دینے والے کو اس کا معاون سمجھیں گے۔ کسی کرایہ دار نے کرایہ کے مکان میں زنا کیا۔ شراب پی یا قتل ناحق کیا تو کیا مالک مکان پر آپ حدود جاری کرائیں گے۔

آپ نے جو قرآن کی آیت پیش کی نہ اس کا ترجمہ اس مسئلہ کا ردنہ اس کا شان نزول یہ مسئلہ نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت کہ دوسرے کے فعل مختار میں مالک مکان معاون ہوتا ہے محض بے موقع آیت پڑھی اور مفت کا گناہ کمایا۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کو نہ قرآن آتا ہے نہ فقہ

نہ ہوئے علم سے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہّ و شملہ لگے کہلانے مولانا

شیرۂ انگور (مثلث)

قرآن پاک میں یہ پڑھا ہے کہ جب ملاء اعلیٰ کی میٹنگ ہوتی ہے تو شیطان پوری میٹنگ سے ایک آدھ بات اچک لیتا ہے پھر اس کے ساتھ بفرمان رسول جھوٹ ملا کر پھیلاتا ہے یہی طرز عمل فقہ کے ساتھ لامذہبوں کا ہے۔ ہدایہ میں مسئلہ یہ ہے کہ شیرۂ انگور کو اگر اتنا پکایا جائے کہ اس میں شدت آجائے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حلال ہے...... ہاں اگر شیرہ کو اتنا پکایا جائے کہ اس کی دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو وہ ہرگز حلال نہیں (ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۴ و ۴۹۵)

Scanned with CamScanner

یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کوئی ضرورت شدیدہ مثلاً (ایک شخص اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ وہ فرض عبادت بھی ادا نہیں کر سکتا اور اس کے پینے سے اس میں طاقت آتی ہے اور وہ عبادت کر سکتا ہے تو) عبادت پر طاقت حاصل کرنے کے لئے پی سکتا ہے ورنہ اگر لہو و طرب مقصود ہو تو بالاتفاق حلال نہیں۔ (ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۴)

حافظ صاحب نے پہلے تو ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ غلط کیا اشتد کا ترجمہ نشہ کیا جو غلط ہے اگر حافظ صاحب کے نزدیک یہ ترجمہ صحیح ہے تو حضرت عمرؓ جو نبیذ پیتے تھے اس کے بارہ لفظ ہے فکان اشد النبیذ (طحاوی ج ۲ ص ۳۵۹) کیا یہاں بھی وہ یہ ہی ترجمہ کریں گے کہ بہت نشہ آور نبیذ پیتے تھے۔

(دوم) امام صاحبؒ کے نزدیک لہو و طرب کے لئے حرام ہے اس کا ذکر تک حافظ صاحب نے نہ کیا اور ضرورت کے حکم کو حکم عام بنا کر پیش کر دیا جیسے بوقت ضرورت شدیدہ مردار کھانے کا جواز قرآن میں ہے اب کوئی اس کو عام حکم بنا کر پیش کرے تو کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

(۳) اس مسئلہ کے خلاف کوئی صریح حدیث حافظ صاحب پیش نہیں کر سکے جس میں حضورؐ کا فرمان ہو کہ شیرۂ انگور کو پکایا جائے اگر دو ثلث جل جائے ایک ثلث رہ جائے تو بھی بوقت ضرورت حرام ہے ایسی کوئی حدیث ہو تو حافظ صاحب پیش کریں۔

(۴) حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ اور حضرت معاذؓ طلاء مثلث کو جائز کہتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸)

(۵) حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت ابوجحیفہ تو نصف جل جانے کے بعد بھی پی لیتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸)

(۶) حضرت ابودرداءؓ الخمر شراب میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیتے پھر فرماتے کہ مچھلی نے شراب کو ذبح کر دیا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۲۶)

(۷) حضرت محمود بن لبید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لے گئے

Scanned with CamScanner

وہاں کے لوگوں نے شکایت کی کہ ہمارے علاقہ میں ایک وبا ہے جو فلاں چیز پینے کے بغیر نہیں جاتی آپؓ نے فرمایا کہ شہد استعمال کرو انہوں نے کہا کہ شہد سے ٹھیک نہیں ہوتی تو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو چکھا فرمایا یہ تو طلاء کی مثل ہے پھر ان کو پینے کی اجازت دی۔ (ص ۳۵۸ مؤطا امام مالک) دیکھئے بوقت ضرورت مثلث کے پینے کی حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی اور اس قسم کے مشروبات کا پینا حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوعبیدہؓ حضرت معاذؓ۔ حضرت براءؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہے کیا حافظ صاحب معاذ اللہ اب احناف کی ضد میں ان صحابہؓ کو بھی منکر حدیث اور شرابی کہیں گے۔ (معاذ اللہ) حافظ صاحب یاد رکھیں اس مثلث کی حرمت کے فتویٰ سے کئی صحابہؓ کا فاسق ہونا معاذ اللہ لازم آتا ہے۔

''اجرت دیکر زنا کرے تو حد نہیں'' (حد اور تعزیر کا فرق)

حافظ صاحب نے یہ مسئلہ اجمالاً نقل کر دیا ہے نہ اس کو مسئلہ کی سمجھ ہے اور نہ ہی دوسرے لامذہبوں کو وہ یہ مسئلہ بیان کر کے کبھی تو کہا کرتے ہیں کہ یہ فعل احناف کے ہاں گناہ نہیں بالکل جائز ہے کبھی کہا کرتے ہیں کہ حد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کسی قسم کی سزا نہیں۔ حالانکہ یہ محض فریب ہے۔

اسلام میں جو کام گناہ کبیرہ ہیں ان پر شرعی سزا دی جاتی ہے۔ اس سزا کی دو قسمیں ہیں ایک حد دوسری تعزیر، حد وہ سزا ہے جو نص قطعی یا اجماع قطعی سے مقرر ہو اس میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو نہیں یہ حدود قیاس واجتہاد سے ثابت نہیں ہوتیں اور بنص حدیث شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

دوسری قسم کی سزا تعزیر ہے جو ہر اس گناہ پر لگائی جاتی ہے جس میں شرعی حد ثابت نہ ہو یا شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کل مرتکب معصیة لا حد فیھا فیھا التعزیر (درمختار ج ۳ ص ۱۸۲) ہر وہ گناہ جس میں حد نہ

ہو(لا حد)ان میں تعزیر ہے من ارتکب جریمة لیس فیه حد مقرر (ہدایہ ج ۲ ص ۵۱۶) جس شخص نے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس میں حد مقرر نہیں تو تعزیر لگائی جائے گی۔

تعزیر کی سزا قید سے بھی دی جاسکتی ہے کوڑوں سے بھی مثلاً ۷۹ کوڑے یا ۹۹ کوڑے اور قتل سے بھی ویکون التعزیر بالقتل (درمختار ج ۳ ص ۱۷۹) یہ تعزیر کوئی معمولی سزا نہیں بلکہ تعزیر کے کوڑے زنا کی حد کے کوڑوں سے بھی زیادہ سختی سے لگائے جاتے ہیں (درمختار ج ۳ ص ۱۸۲،۱۸۱) معلوم ہوا کہ حد نہ ہونے کا یہ مطلب لینا کہ کوئی گناہ نہیں یا کوئی سزا نہیں ایک بہت بڑا فریب ہے۔ اگر اب بھی لا مذہب ضد کریں تو ہم ان کو یہ لفظ حدیث کی کتابوں میں دکھاتے ہیں وہاں بھی یہی ترجمہ کریں عن ابن عباسؓ من اتی بهیمة فلا حد علیه. (ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹ ابن ماجہ ص ۱۸۷)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی تھی آپ نے اس پر حد نہیں لگائی (کتاب الآثار محمد ص ۹۲) حضرت علیؓ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی تھی انہوں نے حد نہیں لگائی (المبسوط للسرخسی ج ۹ ص ۱۰۲) کیا اب آپ ایک اشتہار شائع کریں گے (معاذ اللہ) حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی گدھی، گھوڑی، بلی، کتیا، گیدڑی، خنزیری، بکری، بھیڑ وغیرہ سے بدفعلی کرے تو کوئی حد نہیں بالکل جائز ہے کسی قسم کا گناہ نہیں نہ ہی کسی قسم کی سزا ہے ورنہ فقہ میں موجود لفظ ''حد نہیں'' سے عوام کو گمراہ نہ کریں۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں حدود میں قیاس کو دخل نہیں مثلاً مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور شراب چاروں حرام ہیں مگر حد صرف شراب پر ہے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے پر حد نہیں۔ اسی طرح کسی کو زنا کی تہمت لگانا حرام ہے اس پر ۸۰ کوڑے حد ہے اور وہ مردود الشہادت بھی ہے اور فاسق بھی اور کسی مسلمان کو کافر کہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے مگر اس پر حد شرعی مقرر نہیں (طحاوی ج ۲ ص ۹۸) اب مردار

کھانے۔خون پینے خنزیر کھانے۔کسی کو کافر کہنے پر کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے حد ثابت کریں کہ کتنے کوڑے ہیں اگر ثابت نہ کر سکیں اور قیامت تک نہیں کرسکیں گے تو مردار کھانا شروع کردیں خون پینا اور خنزیر کھانا شروع کردیں۔اپنی جماعت کو کافر کہنا شروع کردیں اگر یہ پسند نہ ہو تو فقہ کی کتاب میں حد نہ ہونے کا لفظ دیکھ کر لوگوں کو مغالطے نہ دیں۔

لامذہب غیر مقلدو! بتاؤ سود کھانے والے، پیشاب پینے والے، پاخانہ کھانے والے نذر لغیر اللہ دینے اور کھانے والے پر حدیث صحیح سے کتنے کوڑے حد ثابت ہے اگر حد ثابت نہ کرسکو تو ان پر عمل کر کے دکھاؤ۔

لامذہبو! بتاؤ غیر اللہ کو پکارنے، قبروں، تعزیوں کو سجدہ کرنے والوں کسی بزرگ کے مزار کا حج وطواف کرنے والوں، عید میلاد النبی کے جلوس نکالنے والوں تیجا ساتواں چالیسواں کرنے والوں۔وغیرہ پر حدیث صحیح میں کتنے کوڑے حد ثابت ہے اگر ثابت نہ کرسکو تو ان کاموں کو کرنا شروع کردو لوگوں کو کہو کہ نہ یہ گناہ ہیں نہ ان پر کوئی سزا ہے کیونکہ ثابت نہیں۔

حافظ جی بتایئے اپنی بیوی جب حیض کی حالت میں ہو یا نفاس میں مبتلا ہو یا احرام باندھ کر حج کر رہی ہو یا اس نے رمضان کا فرض روزہ رکھا ہوا ہو یا فرض نماز ادا کر رہی ہو اس سے صحبت کرنا حلال ہے یا حرام اگر حرام ہے تو اس پر مرد پر کتنے کوڑے حد شرعی مقرر ہے۔ذرا احادیث صحیحہ سے ثابت کردیں۔یا ان سب کے جواز کا فتویٰ دیں۔

راولپنڈی کے ۲۶ فروری ۸۴ء کے مناظرہ میں جب ان میں سے ایک ایک بات پیش کر کے مطالبہ کیا گیا کہ یا تو ان میں سے ہر ایک کام پر ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر کے حد ثابت کردو یا ان کے جواز اور استعمال کا فتوٹی دو تو سب لامذہب مولویوں کا پسینہ بہہ رہا تھا ایک حدیث بھی پیش نہ کرسکے۔اپنی انتہائی ذلت کی وجہ سے عوام کے سامنے نظر بھی نہ اونچی کرتے تھے۔جھوٹ پر جھوٹ بولتے جا رہے تھے مگر ان میں سے ایک بھی حدیث پیش نہ کر سکے۔

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

احادیث نبویہ اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ آئمہ اربعہ میں تو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ شوکانی صاحب غیر مقلد بھی لکھتے ھیں ویسقط بالشبهات المحملة (درر بہیہ) نواب صدیق صاحب غیر مقلد اس جملہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ لحديث ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ادرؤا الحدود على المسلمين مااستطعتم فان كان له مخرج فخلو اسبيله فان الامام ان يخطيئ فى العفو خير من ان يخطئ فى العقوبة.

وقد رواه الترمذی ص۲۲۴ ایضاً من حديث الزهرى عن عروة عن عائشةؓ وقد اعل بالوقف واخرج ابن ماجه ص۱۸۵ من حديث ابی هريرةؓ مرفوعاً بلفظ ادفعوا الحدود ما وجدتم لها مدفعاً و قدروى من حديث علیؓ مرفوعاً ادرؤا الحدود بالشبهات وروى نحوه عن عمرو ابن مسعود باسناد صحيح و فى الباب من الروايات مايعضد بعضه بعضاً ومما يويد ذالک قولهﷺ لوكنت راجماً احدًا بغير بينة لرجمتها يعنى امرأة العجلانى كما فى الصحيحين من حديث ابن عباسؓ (الروضة الندیه ص۲،۳۵۵/۲۷۰)

راولپنڈی کے مناظرہ میں ہم نے لامذہب مناظر سے پوچھا زنا موجب حد کی شرعی تعریف، اور شبہ کی شرعی تعریف قرآن کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے کرو لیکن سارے لامذہب مولوی صم بکم بنے بیٹھے تھے وہ قرآن حدیث سے یہ تعریفیں نہ دکھا سکے پھر ہم نے کہا کہ جو تعریفیں فقہاء نے لکھی ہیں ان کا غلط ہونا صحیح صریح احادیث سے ثابت کردو لیکن یہاں بھی وہ کوئی حدیث پیش نہ کر سکے۔ لوگ حیران تھے کہ رات دن حدیث کی گردان کرنے والے مطلوبہ احادیث میں سے ایک بھی حدیث پیش نہ کر سکے اور ان کی جہالت کا راز فاش ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

ایک لامذہب تبرائی غیر مقلد کے

فقہ حنفی

پر چند

اعتراضات کی

حقیقت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ملکہ وکٹوریہ کے زیر سایہ جب یہ فرقہ پیدا ہوا۔ اس نے دیکھا کہ انگریز خنزیر خور قوم ہے۔ اور مسلمان خنزیر سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ تو مسلمانوں کے خلاف انگریز کو خوش کرنے کے لئے ان کے مسلمہ علماء نے خنزیر کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا۔

علامہ وحید الزمان

غیر مقلد نے لکھا ''انسان کے بال۔ مردار اور خنزیر پاک ہیں خنزیر کی ہڈی، پٹھے، کھر، سینگ اور تھوتھنی سب پاک ہیں (کنز الحقائق ص ۱۳) علامہ نور الحسن نے لکھا خنزیر کے نجس العین ہونے کا دعویٰ ناتمام ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

علامہ صدیق حسن خان

علامہ صدیق حسن خان نے لکھا کہ خنزیر کے حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ماں حرام ہے مگر ناپاک نہیں۔ (بدور الاہلہ ص ۱۶)

وحید الزمان

وحید الزمان نے خنزیر کو اپنے بال جیسا پاک کہا اور دوسرے نے تو یہ عزت دی کہ ماں جیسا پاک کہا۔

مطالبہ

احناف نے مطالبہ کیا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں............ اور ہمارا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔ اس لئے ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی ثابت کریں کہ خنزیر کی ہر چیز غیر مقلد کے بال کی طرح پاک ہے یا خنزیر غیر مقلد کی ماں کی طرح پاک ہے مگر وہ ایسی کوئی حدیث پیش نہ کر سکے۔ ادھر عوام اہل اسلام نے ملامت کی کہ ملکہ وکٹوریہ کی چاپلوسی کی حد کر دی کہ اس کی خوشی کے لئے خنزیر تک کو پاک کہہ دیا۔

Scanned with CamScanner

اعتراض

اب لامذہب بار بار اپنے ملاؤں سے مطالبہ کرتے کہ خنزیر کے بال اور ماں جیسے پاک ہونے کی حدیث بیان کرو۔ انہوں نے لاجواب ہو کر اپنے جاہلوں کو سکھا دیا کہ حنفیوں کی کتاب منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ خنزیر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس میں نماز بھی جائز ہے۔

جواب: اصل مسئلہ:۔ مذہب حنفی کی ظاہر الروایت یہی ہے کہ خنزیر اور اس کے تمام اجزا نجس العین ہیں (منیۃ المصلی ص ٦٦) خنزیر کے تمام اجزاء پیشاب اور پاخانے کی طرح ناپاک ہیں (منیۃ المصلی ص ٦٤) اصحاب ثلاثہ (امام ابوحنیفہؒ۔ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ) سے ظاہر روایت یہی ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اس کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ (منیۃ المصلی ص ٦٤) یہی مذہب حنفی ہے اسی پر پوری دنیا میں احناف کا عمل ہے۔ اس اصل مسئلہ کو چھپایا یہ کتمان حق یہود کی عادت تھی پھر روافض کا مذہب بنی، اور اب لامذہب تبرائی غیر مقلدین کی بسر اوقات بھی اسی پر ہے۔

اصل عبارت

جس عبارت کا اس تبرائی غیر مقلد نے حوالہ دیا ہے۔ پوری عبارت مع شرح منیہ یہ ہے۔ وذكر فی نواد رابی الوفاقال يعقوب يعنی ابايوسف لوصلی فی جلد خنزير مدبوغ جازوقد اساء بناء علی انه يطهر بالدباغ عنده فی غير ظاهر الرواية وقد تقدم وقال ابو حنيفة ومحمد لا تجوز الصلاة فيه ولا يطهر بالد باغة وقد مران هذا هو ظاهر الرواية عن ابی يوسف ايضاً (کبیری ص ١٩٥ متن منیۃ المصلی ...... ص ٩٠ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں بھی اس روایت کو شاذہ کہا ہے۔ (برمنیہ ص ٦٤ حاشیہ نمبر ٧)

فریب: (١)

مذہب حنفی جو ظاہر الروایت ہے جس پر ہر جگہ عمل ہے اس کے خلاف شاذ روایت بیان کی یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسائی۔ یہودی۔ رافضی متواتر قرآن پاک کے

متعلق وسوسہ ڈالنے کے لئے شاذ قرأتوں سے تحریف قرآن ثابت کر کے عوام اہل اسلام کے دلوں میں وسوسے ڈالا کرتے ہیں۔

فریب (۲) قداساء کا لفظ بیان ہی نہیں کیا۔

فریب (۳) نہ یہ بتایا کہ روایت نوادر کی ہے۔

فریب (۴) آپ کے مذہب میں تو خنزیر سارا بلاد باغت پاک ہے۔ مصلّٰی بنائیے مشک بنائیے۔

(۲) انگریز کے دور میں جب اس نے اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ اسلام کے احکام بہت سخت ہیں معاذ اللہ فطرت کے خلاف ہیں تو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے فقہ کے اس مسئلے کو غیر مقلدین نے شہرت دی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی کی مکمل عبارت یہ ہے۔

وفی الذخیرہ امرأة خرج رأس ولدها وخافت فوت الوقت توضأت ان قدرت و الا تیممت وجعلت رأس ولدها فی قدر او حفیرة وصلت قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تؤمی ایماء ای تصلی بحسب طاقتها ولاتفوت الصلوٰة عن وقتها لانها لم تَصر نفساء بخروج الولد مالم ترالدم بعد خروج کله والدم الذی تراه فی حالة الولادة قبل خروج الولد استحاضة لا تمنع الصلوٰة فکانت مکلفة بقدر وسعها فلا یجوز لها تفویت الصلوٰة عن وقتها الا ان عجزت بالکلیة کما فی سائر المرضی. (ص ۲۶۴ منیۃ المصلی ص ۱۱۵، ۱۱۶ حاشیہ نمبر ۱)

ناقل نے نہ تو عبارت مکمل نقل کی اور توضأت صیغہ مونث توضأ صیغہ مذکر بنا دیا اور ''الا'' کو ''لا'' بنا دیا اس جہالت پر اتنا تکبر ہے حالانکہ یہ مسئلہ نہ کسی آیت قرآنی کے خلاف ہے اور نہ ہی کسی حدیث صحیح کے خلاف ہے خلاصہ یہ ہے۔

(۱) بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون عورت کو آتا ہے وہ نفاس ہے اس میں نماز معاف ہے۔

Scanned with CamScanner

(ب) بچے کا تھوڑا حصہ نکلتے وقت جو خون عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہے اس میں نماز معاف نہیں۔

(ج) بعض عورتوں کے دو دن ایسے گزر جاتے ہیں کہ نفاس نہیں آیا استحاضہ آتا رہا بچہ بھی پورا پیدا نہیں ہوا۔

(د) ان وقتوں کی نمازوں کا کیا حکم ہے۔ ظاہر ہے کہ نفاس سے قبل نماز معاف نہیں ہوتی۔ اس لئے جو باقی بیماروں کا حکم ہے وہی اس عورت کا ہے اگر وضو کر سکتی ہے تو بہتر ورنہ تیمم کر لے۔ بیٹھ کر رکوع سجدہ سے پڑھ سکتی ہے تو بہتر ورنہ اشارہ سے پڑھ لے۔ اگر اتنا بھی نہیں کر سکتی تو باقی مریضوں کی طرح وہ معذور ہے۔

اگر لامذہب اس مسئلہ کے خلاف ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دے تو ہم صراحۃً لکھ دیں گے کہ یہ مسئلہ قرآن یا حدیث کے خلاف ہے اور لامذہب قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔

ہم تو صاف کہہ دیں گے کہ جب یہ مسئلہ نہ قرآن کے خلاف ہے نہ حدیث صحیح کے لیکن اس کے مقدمات اجماعاً مسلم ہیں تو اس کو ماننا ضروری ہوا۔

مسئلہ رطوبت فرج

ملکہ وکٹوریہ کے اشارہ ابرو پر جب بعض لوگ مذہب حنفی کو چھوڑ کر لامذہب بن گئے یہاں کے سب حنفی مسلمان منی کو بھی ناپاک کہتے تھے۔ لامذہبوں نے فتویٰ دیا کہ منی ہر چند پاک است (عرف الجادی ص ۱۰) منی خواہ گاڑھی ہو یا پتلی خشک ہو یا تر ہر حال میں پاک ہے (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) والمنی طاہر، (کنز الحقائق ص ۱۶) بلکہ ایک قول میں کھانے کی اجازت دی (فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۴۶) اور یہ بھی فتویٰ دیا کہ رطوبۃ الفرج طاہرۃ (کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) عورت کے فرج کی رطوبت بھی پاک ہے (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷) اب عوام نے مطالبہ کیا کہ ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرو کہ منی پاک ہے اور ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے اور یہ حدیث بھی پیش کرو کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ اب اس لامذہب کا فرض تھا کہ

پہلے اپنے گھر کی خبر لیتا مگر افسوس کہ منی آلودہ منہ اور رطوبت فرج آلودہ جسم سے احناف کے سامنے اپنی پاکدامنی کے گیت گانے لگا۔ اور یہ بھی نہ بتایا کہ لامذہبوں کے ہاں تو رطوبت فرج بالاتفاق اور بلا تفصیل پاک ہے البتہ احناف کے ہاں اس میں تفصیل ہے۔

(۱) عورت کو پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے تو غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور ج اص ۱۷) یہ جگہ فرج خارج اور فرج داخل کی درمیانی جگہ ہے جہاں غسل کے وقت پانی پہنچانا فرض ہے باقی بدن کی طرح اس جگہ بھی پسینہ وغیرہ آتا ہے اس کا حکم بدن کے بیرونی پسینے کا ہی ہے یہ پاک ہے۔ ورنہ عورت کو ہر وضو کے وقت استنجاء کا حکم ہوتا (ردالمختار ج اص ۱۱۲، ۲۰۸) اس کے پاک ہونے میں اتفاق ہے۔

(۲) وہ رطوبت جو ماوراء باطن الفرج سے آئے فانه نجس قطعاً (ردالمختار ج اص ۲۰۸) یہ بالاتفاق نجس ہے لیکوریا وغیرہ۔

(۳) فرج داخل باہر سے بند ہے اور اندر سے جوف دار ہے تو حرارت عزیزی جو تمام جسم میں دائر سائر ہے۔ رطوبت بدنیہ کو بخارات بنا کر مسامات جلدیہ سے باہر نکالتی رہتی ہے اس جوف میں وہ پسینہ سا جمع ہو کر مبدل بہ رطوبت ہو جاتا ہے۔ اگر اس رطوبت میں خون یا منی یا مذی مرد یا عورت کی شامل ہو جائے بالاتفاق نجس ہے۔ (ردالمختار ص ۲۳۳)

(۴) اگر اس رطوبت میں منی وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو تو اس کے پاک ناپاک ہونے میں اختلاف ہے امام صاحبؒ کے نزدیک پاک ہے اور صاحبین کے نزدیک نجس ہے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں وھو الاحتیاط یعنی احتیاط صاحبین کے قول میں ہے اور تاتارخانیہ میں اس اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا کہ انڈا اگر پانی میں گر جائے تو اس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس انڈے پر فرج کی رطوبت لگی ہوتی ہے اور اس کراہت کے قول کو مختار قرار دیا ہے۔ (ردالمختار ج اص ۲۳۳) اب دیکھئے ان کا اپنا مذہب بالاتفاق پاک ہونے کا ہے مگر ہمارے ہاں احتیاط اس کے نجس کہنے میں ہے اور قول مختار کراہت کا ہے۔

Scanned with CamScanner

الحاصل رطوبت جلد بھی پسینہ کی طرح بالاتفاق پاک ہے۔ رطوبت رحم بالاتفاق ناپاک ہے اور رطوبت فرج مختلف فیہ ہے احتیاط قول بالکراہت میں ہے۔

دور برطانیہ میں انگریز کو خوش کرنے کے لئے جب فرقہ غیر مقلدین کی بنیاد رکھی گئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے آقائے نعمت کُتے سے بڑا پیار کرتے ہیں تو غیر مقلدین نے بھی کتے کی شان میں قصیدہ خوانی شروع کر دی۔ ابن حزم نے یہ لکھا تھا کہ کُتا ہبہ میں دینا جائز ہے بلکہ بیوی کو حق مہر میں بھی کتا دینا جائز قرار دیا (المحلی)

نواب صدیق حسن خان نے تو پوری تفصیل سے لکھا کہ کتے کے گوشت۔ ہڈی۔ خون۔ بال۔ پسینہ میں سے کسی کی نجاست ثابت نہیں (بدور الاہلہ ص ۱۶) اور علامہ وحید الزمان نے تو کتے کے پیشاب کو بھی پاک کہہ دیا (ہدیۃ المہدی ج ۳ ص ۷۸) کتے اور خنزیر کے لعاب کو بھی پاک قرار دے دیا گیا (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹،۵۰) کتے کے پاخانے کو بھی راجح قول میں پاک قرار دیا گیا (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) اس پر لوگوں نے یہ سوال کیا کہ اگر آپ سچے اہل حدیث ہیں تو ایک ایک صریح حدیث لائیں کہ کتے کا گوشت۔ ہڈی۔ خون۔ پسینہ۔ پاخانہ پیشاب سب کچھ پاک ہے۔ جواب خود حدیث سے پیش نہ کر سکے تو لا جواب ہو کر وسوسہ اندازی پر اتر آئے کہ حنفی مذہب میں اگر کتے کو ذبح کر لیا جائے تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہو جاتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ آپ کے مذہب میں تو بلا ذبح ہی کھال اور گوشت بلکہ سب کچھ پاک ہے۔ اس کی حدیث پیش کرو اور دوسری حدیث یہ پیش کرو کہ جب بلا ذبح پاک ہے تو بعد ذبح کیوں ناپاک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چیزیں دو قسم کی ہیں ایک نجس العین جیسے پاخانہ۔ پیشاب خنزیر وغیرہ یہ نہ دھونے سے پاک ہوتے ہیں نہ دباغت سے نہ ذبح سے دوسری وہ ہیں جو خود نجس العین نہیں لیکن کسی نجس العین کے لگنے سے ناپاک ہوں جیسے کپڑے پر پاخانہ لگ جائے تو یہ دھونے سے پاک ہو

جائے گا اب حرام جانور کے گوشت کی مثال تو پہلی نجاست کی ہے اس لئے اگرچہ اس میں اختلاف ہے مگر اصح قول ناپاکی کا ہے چنانچہ علامہ حلبی فرماتے ہیں **وفی طهارة لحمه بها** (غنیۃ المستملی ص ۱۴۵) اور کھال کی مثال دوسری قسم کی نجاست کی ہے۔ یہ خود حالت حیات میں پاک تھی ناپاک کپڑے کی طرح اس میں نجس رطوبات سرایت کر گئیں تو جب دباغت سے وہ نجس رطوبات زائل ہو گئیں تو کھال صاف ہو گئی **ایما اهاب دبغ فقد طهر** (الحدیث) اور جو چیز دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ زکوٰۃ سے بھی پاک ہو جاتی ہے **الا ماذکیتم** اسی لئے شارح منیہ فرماتے ہیں **فالحاصل ان فی طهارة جلد مالا یوکل بالذکوة اختلافاً والاصح الطهارة** (غنیۃ المستملی ص ۱۴۵) اگر ان مسائل کے خلاف کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں تو ہم ضد نہیں کریں گے مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں۔

اُجرت دیکر زنا کرنے پر حد نہیں

دور برطانیہ میں جب لامذہب غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا تو اس فرقہ نے شہوت پرست امراء کو اپنے فرقہ میں شامل کرنے کے لئے اپنی عورتوں کو متعہ کے نام سے زنا کی کھلی چھٹی دے دی چنانچہ ان کے سب سے بڑے مصنف علامہ وحید الزمان جس نے قرآن اور صحاح ستہ کا ترجمہ کیا ہے نے صاف لکھ دیا کہ ''متعہ کی اباحت قرآن پاک کی قطعی آیت سے ثابت ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۳) جب قرآن پاک سے متعہ کا قطعی لائسنس مل گیا تو اب نہ گناہ رہا نہ کوئی سزا۔ حد یا تعزیر کا تو کیا ذکر انہوں نے صاف لکھا کہ ''متعہ پر عمل کر کے سو شہید کا ثواب نہ لیتی۔ اہل مکہ کے متبرک عمل میں شرکت نہ کرتی جب کہ حد یا تعزیر تو کجا کسی کے انکار کا بھی خطرہ نہ تھا۔ اس سے ملک بھر کے شرفاء چیخ اٹھے کہ یہ کونسا فرقہ ہے جس نے گھر گھر یہ کام شروع کر لیا ہے تو اب یہ بہت پریشان ہوئے انہوں نے سوچا کہ اپنا کام جاری رکھو لیکن بدنام حنفیوں کو کرو تا کہ وہ ہمیں روک نہ سکیں۔ چنانچہ انہوں نے شور مچا دیا کہ تمہارے مذہب میں بھی تو اجرت دے کر زنا کرنے پر حد نہیں۔ اس ایک حوالے میں کئی بے ایمانیاں کیں۔

(۱) حد نہ ہونے کا مطلب یہ بتایا کہ جائز ہے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔

(۲) ہم نے مطالبہ کیا کہ صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض ایک ہی حدیث پیش کرو جس میں یہ ہو کہ اجرت دے کر زنا پر حد ہے مگر وہ بالکل پیش نہ کر سکے۔

(۳) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ان عورتوں سے جتنا نفع تم نے اٹھایا ہے ان کی اجرت ان کو دے دو یہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مہر کو اجرت قرار دیا۔ مہر اور اجرت آپس میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اس لئے اس آیت سے لفظ اجرت میں مہر کا شبہ پیدا ہو گیا۔ اور حدیث کے موافق شبہ سے حد ساقط ہو گئی اس کو قرآن و حدیث پر عمل کہتے ہیں تم نے نہ قرآن کو مانا اور نہ حدیث کو۔ عالمگیری میں صراحت ہے کی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہوتی ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۹)

(۴) لیکن حد ساقط ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو بدکاری کی چھٹی دی جائے گی اور اس پر کوئی سزا نہ دی جائے گی بلکہ ویوجعان عقوبۃ ویحبسان حتی یتوبا (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۹) ان کو ایسی دکھ کی مار دی جائے گی کہ دوسروں کو عبرت ہو اور اس مار کے بعد ان کو قید کر دیا جائے گا جب تک ان کی توبہ کا یقین نہ ہو۔ کیا کسی لا مذہب میں یہ جرأت ہے کہ وہ اپنی کسی معتبر کتاب میں متعہ کی یہ سزا دکھائے۔ آپ کے ہاں تو انکار بھی جائز نہیں بلکہ عمل بالقرآن ہے۔

اور پھر اس لامذہب نے یہ بھی نہ بتایا کہ یہ مسئلہ فقہ کا متفق علیہ نہیں بلکہ خود امام صاحبؒ سے ایک قول حد کے واجب ہونے کا ہے والحق وجوب الحد کا المستاجرۃ للخدمۃ فتح درمختار (ج ۳ ص ۱۵۷، ۱۷۲) ای کما ھو قولھما (ردالمختار ج ۳ ص ۱۵۷، ۱۷۲) امام صاحبؒ بھی ایک قول میں صاحبین کی طرح فرماتے ہیں حق یہی ہے کہ حد واجب ہے۔ الحاصل ہمارے مذہب میں یہ فعل زنا ہی ہے اور گناہ کبیرہ ہے اختلاف صرف اس میں ہے کہ زنا موجب حد ہے یا شبہ کی وجہ سے موجب تعزیر امام صاحبؒ سے دونوں اقوال موجود ہیں جب کہ لامذہبوں کے

Scanned with CamScanner

ہاں نہ زنا نہ گناہ۔ نہ حد۔ نہ تعزیر نہ انکار بلکہ قرآن پر عمل ہے۔

وطی محارم بعد نکاح پر حد نہیں

دور برطانیہ میں جب یہ فرقہ پیدا ہوا تو شہوت پرستی میں انتہا کو پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو اور جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث وحید الزمان غیر مقلد پ ۶ ص ۵۶) اور اگرچہ قرآن کی نص موجود تھی ایک مرد ایک وقت میں چار سے زائد عورتیں نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ مگر نواب صدیق حسن اور نورالحسن نے فتویٰ دیا کہ چار کی کوئی حد نہیں جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے (ظفر الامانی ص ۱۴۱ عرف الجادی ص ۱۱۱) اور شہوت میں یہاں تک بڑھے کہ اگر کسی عورت سے زید نے زنا کیا اور اسی زنا سے لڑکی پیدا ہوئی تو زید خود اپنی اس بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے (عرف الجادی ص ۱۰۹) اور نکاح اور زنا میں یہی فرق تھا کہ زنا کے گواہ نہیں ہوتے نکاح میں گواہ شرط ہیں۔ میر نورالحسن صاحب نے اس حدیث کو بھی ضعیف کہا اور کہا کہ یہ ناقابل استدلال ہے (عرف الجادی ص ۱۰۷) اور شہوت میں ایسے اندھے ہو گئے کہ فطری مقام کے علاوہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا غیر فطری مقام استعمال کرے تو بھی (حد یا تعزیر کجا) اس پر انکار تک جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸) بلکہ یہاں تک فتویٰ دیا کہ دبر آدمی میں صحبت کرنے والے پر غسل بھی واجب نہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۸) بلکہ ایک اور نسخہ بھی بتا دیا کہ اگر کوئی شخص اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرے تو غسل واجب نہیں ہے (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۱) بلکہ نظر بازی سے بچنے کا یہ وہابی نسخہ بھی بتا دیا کہ مشت زنی کر لو اور نظر بازی کے اس گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو تو مشت زنی واجب ہے اور بتایا کہ (معاذ اللہ) صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷) اس قسم کے اور بھی کئی فتوے جب دیئے گئے تو اہل السنت والجماعت نے مطالبہ کیا کہ اپنے اصول کے مطابق ان میں سے ہر مسئلے کی دلیل میں کوئی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث بیان

Scanned with CamScanner

کریں اور لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا فرقہ پیدا ہوا ہے جس سے بیٹی تک محفوظ نہیں اور یہ نہ اپنی بیوی کی دبر کو معاف کریں نہ اپنی دبر کو۔ تو یہ فرقہ کبھی اپنے مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ اس لئے بجائے قرآن حدیث پیش کرنے کے دوسروں پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ چنانچہ علماء سے تو یہ منہ چھپانے لگے کہ وہ قرآن وحدیث کا مطالبہ کرتے تھے۔ اپنے لونڈوں کے ذریعہ عوام میں یہ بات پھیلا دی کہ حنفی مذہب میں بھی بیٹی اور دیگر محرمات سے نکاح جائز ہے۔ اس کے جواب میں احناف نے بتایا کہ

(۱) یہ محض جھوٹ ہے ہماری فقہ کی کتابوں میں صراحت ہے کہ ماں بہن بیٹی وغیرہ محرمات ابدیہ ہیں ہرگز نکاح جائز نہیں۔ (ہدایہ وغیرہ)

(۲) ان سے نکاح کرنا تو کجا اگر کوئی شخص صرف یہ کہے کہ ماں بیٹی سے نکاح جائز ہے وہ کافر ہے مرتد ہے واجب القتل ہے۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۲)

(۳) اور مطالبہ کیا گیا کہ تم بھی بتاؤ کہ جب نور الحسن نے بیٹی سے نکاح جائز لکھا تو کس کتاب میں اس کو کافر مرتد واجب القتل کہا گیا۔

(۴) پھر اس مطالبے میں لاجواب ہو کر کہنے لگے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو جائز نہیں ہاں فقہ میں لکھا ہے کہ نکاح کر کے صحبت کر لے تو اس پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے اس کے جواب میں احناف نے کہا کہ یہ بھی محض بہتان ہے فقہ میں تو صاف لکھا ہے یوجع عقوبۃ اسے عبرتناک سزا دی جائے (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۸) یوجب اعقوبۃ فیعزر ہدایہ ج ۲ ص ۵۱۶) سزا واجب ہے اور وہ تعزیر ہے اور یہ سزائے تعزیر بھی قتل تک ہے ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلاً مع امرأۃ لاتحل لہ (درمختار ج ۳ ص ۱۷۹) یہ تعزیر قتل تک بھی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی مرد ایسی عورت کے ساتھ پایا گیا جو اس کے لئے حلال نہیں تھا اس لئے یہ جھوٹ ہے کہ فقہ میں اس کی سزا نہیں ہے۔

(۵) پھر کہنے لگے ہاں فقہ کے اعتبار سے نکاح تو جائز نہیں۔ سزا بھی ہے مگر فقہ نے اس کو گناہ نہیں کہا (بلکہ یہ زنا سے بڑا گناہ ہے طحاوی ج ۲ ص ۹۶)۔ اب ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ گناہ نہیں تو یہ سزائے قتل کس نیکی کی ہے اور فقہ میں

صاف صاف تصریح ہے انه ارتکب جریمة (ہدایہ ج ا ص ۵۱۶) یعنی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اتنے جھوٹ بولنے کے بعد آخر کہا کہ فقہ میں لکھا ہے کہ "حد نہیں"

(۶)　احناف نے کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ البینة علی المدعی دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے آپ حد کے مدعی ہیں ہم حد کا انکار کرتے ہیں آپ کا فرض ہے کہ ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ جو شخص محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے صحبت کر لے اگر وہ کنوارہ ہو تو سو کوڑے مارے جائیں اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کیا جائے۔ ہم بغیر کسی ضد کے مان لیں گے کہ فقہ کا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن وہ کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے نہ کر سکیں گے۔

(۷)　آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی نے ماں سے نکاح کیا آپؐ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال لوٹ لینے کا حکم دیا (رواہ الخمسہ) ہاں ترمذی ابن ماجہ میں اخذ مال کا ذکر نہیں (منتقی الاخبار) ظاہر ہے کہ یہ زنا کی حد نہیں نہ کوڑے نہ سنگسار اس فعل کی تعزیر ہے۔

(۸)　حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو محرمات میں سے کسی سے صحبت کرے اس کو قتل کر دو (ابن ماجہ) اب یہ بھی پمفلٹ شائع کرو کہ حضور ﷺ نے حد کیوں نہ بتائی نہ لگائی تعزیر کیوں بتائی اور لگوائی۔ افسوس عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اور احادیث کا انکار۔

(۹)　لامذہب غیر مقلدین کے پاس سوائے قیاس کے اس مسئلہ میں کچھ نہیں وہ کہتے ہیں کہ جب یہ نکاح باطل ہے تو کالعدم ہے اس پر وہ کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نکاح باطل بھی شبہ بن جاتا ہے اگرچہ قیاس تو نہیں مانتا لیکن حدیث میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت بغیر ولی کے نکاح کرے وہ نکاح باطل ہے۔ (ترمذی ج ا ص ۷۶) اور ابن ماجہ ص ۱۳۶ پر تو اسے زانیہ فرمایا۔ لیکن پھر بھی حد تو کیا لگتی اس کو مہر دلایا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے

ا ویعاقب عقوبة هی اشد مایکون من التعزیر سیاسته لا حدا　(فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰)

پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک عورت سے اس کی عدت میں نکاح کیا تھا حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری نہ فرمائی بلکہ تعزیر لگوائی (ابن ابی شیبہ) ظاہر ہے کہ یہ نکاح شرعی نہ تھا اور حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کی موجودگی میں حد ساقط کردی اور تعزیر لگائی تو نص حدیث اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہوا کہ نکاح حرام بھی شبہ بن جاتا ہے اور نص حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے حافظ صاحب اس کو حدیث پر عمل کرنا کہتے ہیں اور یہ ہے احادیث کا فہم آپ کا عمل بالحدیث کا دعویٰ ایسا ہی باطل ہے جیسے منکرین حدیث کا عمل بالقرآن کا دعویٰ باطل ہے۔

(۱۰) حافظ صاحب اس اعتراض کے جواب میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی نے مستقل رسالہ لکھا ہے **القول الجازم فی سقوط الحد من نکاح المحارم** جس کے جواب سے آج تک تمہاری جماعت عاجز ہے اور تمہارے بڑے بڑے علماء نذیر حسین دہلوی صدیق حسن بھوپالی۔ وحید الزمان۔ شمس الحق عظیم آبادی۔ عبدالرحمٰن مبارکپوری۔ ثناء اللہ امرتسری عبداللہ روپڑی اس قرض کو سر پر لے کر فوت ہو گئے ہیں۔

(۱۱) حافظ صاحب آپ کے مذہب کے موافق ایک لامذہب لڑکے نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور صحبت کی آپ کوڑے لگا کر چھوڑ دیں گے۔ وہ پھر دوسری بہنوں سے پھر ماں سے پھر پھوپھی سے پھر خالہ سے باری باری نکاح کرتا رہے گا اور کوڑے کھاتا رہے گا اس کے برعکس حنفی قاضی اسے پہلی مرتبہ قتل کروادے گا تعزیراً تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، تو بتائیں سزا ہماری سخت ہوئی یا آپ کی۔ معاشرہ ہماری سزا سے گندگی سے بچے گا یا آپ کی سزا سے دیکھا فقہ پر اعتراض کرنے کے لئے کتنے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں کتنی خیانتیں کرنی پڑتی ہیں کتنی حدیثوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنا

دور برطانیہ میں جب یہ لامذہب فرقہ پیدا ہوا تو شہوت رانی میں اتنا آگے بڑھا کہ نماز میں بھی ستر عورت کی شرط کا انکار کر دیا۔ چنانچہ فتویٰ دیا ہر کہ در نماز عورتش

نمایاں شد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) یعنی پوری نماز میں جس کی شرمگاہ سب کے سامنے نمایاں رہی اس کی نماز صحیح ہوتی ہے۔ اما آنکہ نماز زن اگرچہ تنہا باشدیا بازناں یا باشوھر یا بادیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست (بدور الاہلہ نواب صدیق حسن ص ۳۹) یعنی عورت تنہا بالکل ننگی نماز پڑھ سکتی ہے۔ عورت دوسری عورتوں کے ساتھ سب ننگی نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے میاں بیوی دونوں اکٹھے مادرزاد ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔ عورت اپنے باپ بیٹے۔ بھائی۔ چچا ماموں سب کے ساتھ مادرزاد ننگی نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔ عورت اپنے باپ بیٹے بھائی چچا ماموں سب کے ساتھ مادرزاد ننگی نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ یہ مجبوری کے مسائل ہوں گے علامہ وحید الزمان وضاحت فرماتے ہیں ولو صلی عریاناً ومعہ ثوب صحت صلوتہ (نزل الابرار ج اص ۶۵) یعنی کپڑے پاس ہوتے ہوئے بھی ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔

آخر ابوجہل اور مشرکین مکہ بھی تو کپڑوں کے باوجود کپڑے اتار کر ننگے طواف کیا کرتے تھے۔ نماز میں شرمگاہ کا ڈھانکنا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شرط ہے جن کی تقلید حرام ہے ابوجہل کے نزدیک تو شرط نہیں اس کی تقلید کر لی گئی فقہ حنفی میں تو یہاں تک احتیاط تھی کہ نماز باجماعت میں عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن لامذہب اتنا عرصہ عورت سے دور نہیں رہ سکتے تھے اس کو فقہ کا مسئلہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا اور نزل الابرار میں صراحتہً لکھ دیا کہ مرد عورت جماعت میں ساتھ ساتھ نماز پڑھ لیں۔ نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اب ظاہر ہے کہ عورت مرد کے ٹخنے سے ٹخنہ۔ کندھے سے کندھا اور ٹانگوں کو خوب چوڑا کر کے کھڑی ہوگی۔ حنفی مذہب میں عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم تھا تاکہ اس کے ستر کا احترام رہے لامذہبوں نے عورتوں کو حکم دیا کہ بالکل مردوں کی طرح خوب اونچی ہو کر سجدہ کریں۔ بازو پیٹ اور پسلیوں سے اتنے دور ہوں کہ درمیان سے بکری کا بچہ گزر سکے۔ ہندو گنگا کا غسل بھی کرتے تھے دیوی کا درشن بھی۔ لامذہب اس درشن میں کن کن امور پر توجہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بہتر

عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث وحید الزمان لفظ الحارقہ) عورت کو خوبصورتی قائم رکھنے کا نسخہ بھی بتایا گیا کہ عورت کو زیر ناف بال استرے سے صاف کرنے چاہئیں اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے (فتاویٰ نذیریہ) اب ایسی حالت کہ مرد عورت ننگے نمازیں پڑھ رہے ہوں عورت سجدہ بھی کھل کر کر رہی ہو عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنا لازمی تھا ہو سکتا تھا کہ کوئی ذرا جھجک محسوس کرتا اس لئے اسے بتا دیا گیا کہ ہمچنیں دلیلے بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵) عورت کی شرمگاہ کے اندر جھانکنا بالکل مکروہ بھی نہیں اور چوتڑوں پر نظر ہر وقت رہے گی اس لئے فتویٰ دیا کہ، در جواز استمتاع وغیرہ از فخذین وظاہر الیتین ونحو آں خود ہیچ شک وشبہ نہ باشد و سنت صحیحہ بداں وارد گشتہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵) یعنی چوتڑوں اور رانوں سے فائدہ اٹھانا بے شک وشبہ جائز ہے بلکہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ اب کون غیر مقلد مرد ہوگا جو اس صحیح سنت پر عمل نہ کرے خاص طور پر جبکہ یہ سنت مردہ بھی ہو چکی ہو اور اس کو زندہ کرنے میں سو شہید کا ثواب بھی ملے تو ہم خرمہ و ہم ثواب پر عمل کیسے چھوڑا جائے اب اس ڈرامے میں اگر مرد کو انتشار ہو جائے تو وہ عضو مخصوص کو ہاتھوں سے زور سے دبائے ہوئے نماز پڑھتا رہے۔ (نزل الابرار) ایسے وقت میں تو رفع یدین بھول جائے گی۔ کیونکہ بڑے اہم کام میں مشغول ہیں۔ ایسے وقت میں عورت کی شرمگاہ سے رطوبت خارج ہو تو بھی مضائقہ نہیں کیونکہ عورت کی شرم گاہ کی رطوبت پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷) اور اگر منی بھی بہہ جائے تو کیا خوف وہ بھی تو پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ کنز الحقائق ص ۱۶ بدور الاہلہ ص ۱۵ تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷)

اور یہ سب کچھ قرآن اور حدیث کے نام پر ہو رہا تھا۔ اور رات دن تقریر و تحریر کے ذریعہ یہی اعلانات کئے جاتے تھے ہمارا ہر ہر مسئلہ قرآن و حدیث کا مسئلہ ہے تو احناف نے پوچھ لیا کہ ذرا ان مسائل پر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ پیش فرمائیں تو ان کے عمل بالحدیث کا بھانڈا چورستے میں پھوٹ گیا بجائے احادیث تحریر

کرنے کے لگے فقہاء احناف کو گالیاں بکنے آج بھی آپ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں ہم ان سے ثبوت مانگتے ہیں کہ اپنی نماز کا ہر ہر جزئی مسئلہ احادیث صحیحہ سے ثابت کرو تو اس کی بجائے فقہاء کو گالیاں بکنا شروع کر دیتے ہیں اب جس فرقے کی شہوت رانی کا یہ عالم ہو کہ قرآن کیا یاد کر سکتے ہیں یا یاد کیا ہوا قرآن انہیں کب یاد رہ سکتا ہے تو انہوں نے نمازوں میں قرآن ہاتھ میں لے کر قرأت پڑھنا شروع کر دی۔ اس پر جب حدیث مرفوع کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ کسی امتی کا قول و فعل ان کے لئے دلیل نہیں بن سکتا تو جواب میں حدیث پیش کرنے کی بجائے عوام میں یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حنفیوں کے نزدیک قرآن دیکھ کر نماز میں پڑھنا جائز نہیں اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر نماز میں عورت کی شرم گاہ کو دیکھتے رہنا جائز ہے اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ساری فقہ قرآن حدیث کے خلاف ہے۔

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

ہمارے ہاں نماز میں قرأۃ یعنی قرآن پڑھنا تو فرض ہے اگر مقدار فرض قرأت بھی نہ پڑھی تو نماز باطل ہے ہاں قرآن ہاتھ میں لے کر پڑھنے میں اس کا اٹھانا۔ اس کے اوراق کو الٹ پلٹ کرنا۔ مستقل اسی پر نظر جمائے رکھنا ایسے افعال ہیں جو نماز سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں پھر قرآن سے تعلیم حاصل کرنا یہ بھی تعلیم و تعلم ہوا قرأت تو نہ ہوئی یہ سب باتیں عمل کثیر ہیں اور ایسا عمل کثیر جو افعال نماز سے تعلق نہ رکھتا ہو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (ہدایہ عالمگیری) تاہم ہمیں کوئی ضد نہیں اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کر دیں کہ قرآن اٹھانے۔ ورق الٹنے۔ اس سے تعلیم حاصل کرنے سے عمل کثیر نہیں بنتا اور نماز فاسد نہیں ہوتی تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ ہمارا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن حدیث کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والے آج تک ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک کر سکیں گے انشاء اللہ العزیز۔

امام ترمذیؒ نے حضرت رفاع بن رافعؓ اور ابوداؤد و نسائی نے حضرت عبداللہ

بن ابی اوفیؓ سے حدیث روایت کی ہے ایک شخص کو اتنا قرآن بھی یاد نہ تھا جتنا نماز میں فرض ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کی بجائے حمد و ثنا پڑھ لیا کرو“۔ ظاہر ہے کہ قرأت نماز میں فرض ہے۔ اس شخص کو اتنا قرآن زبانی یاد نہ تھا اگر دیکھ کر پڑھنے سے نماز جائز ہوتی تو آپ اُس سے پوچھتے کہ دیکھ کر پڑھ سکتے ہو یا نہیں اور دیکھ کر اتنا پڑھ لینا حفظ سے آسان ہے آپ نے اس کو دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی جس سے معلوم ہوا کہ دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں نھانا امیر المؤمنین عمرؓ ان نؤم الناس فی المصحف رواہ ابن ابی داؤد (کنز العمال ج ۴ ص ۲۴۶) حضرت عمرؓ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر نمازیں پڑھیں تو احناف کا یہ مسئلہ حدیث رسولؐ فرمان خلیفہ راشد اور قیاس شرعی سے ثابت ہے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر مفسد نماز ہے اور لا مذہبوں کا مسئلہ حدیث کے خلاف ہے۔

نماز میں عورت کو دیکھنا

فقہ حنفی میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ نماز پڑھتے ہوئے عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔

(۱) احادیث میں ایک اختلاف یہ ہے (۱) عورت نمازی کے سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۷)

(۲) حائضہ عورت سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۳) عورت آگے لیٹی بھی ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۶ مسلم ج ۱ ص ۱۹۷)

(۴) حائضہ عورت بھی سامنے لیٹی ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

(بخاری ج ۱ ص ۷۴ مسلم ج ۱ ص ۱۹۸)

یہ چاروں حدیثیں صحیح ہیں اور آپس میں متعارض ہیں۔ علمائے احناف ان میں یہ تطبیق بیان کرتے ہیں کہ نماز تو نہیں ٹوٹتی البتہ نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے۔ (شروح حدیث)

جب احناف کے نزدیک عورت کپڑے پہن کر بھی سامنے سے گزر جائے تو نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے تو پھر احناف پر یہ بہتان باندھنا کہ ان کے نزدیک نماز

میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے کب جائز ہو سکتا ہے بلکہ احناف کے نزدیک تو عورت کپڑے پہنے ہوئے بھی مرد کے دائیں بائیں جماعت میں شریک ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اخبرنا ابو حنیفۃؒ عن حماد عن ابرھیم قال اذاصلت المرأۃ الیٰ جانب الرجل و کانا فی صلوٰۃ واحدۃ فسدت صلوٰۃ قال بہ نأخذو ھو قول ابی حنیفۃ۔ (کتاب الآثار امام محمد ص ۲۷)

بلکہ حنفی فقہ میں تو یہ صراحت ہے ولو صلی الیٰ وجہ انسان یکرہ (عالمگیری ج ا ص ۱۰۸)

یعنی نماز میں کسی انسان مرد یا عورت کے چہرے کی طرف توجہ رکھنا بھی مکروہ ہے تو شرمگاہ کی طرف دیکھنا کیسے جائز ہو گا۔

ہاں ایک بات ہے اچانک نظر پڑ جانا جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں آتا ہے کہ عمرو بن سلمہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ان کے چوتڑ ننگے ہوتے تھے۔ عورتوں کی نماز میں نظر امام صاحب کے چوتڑ پر پڑتی تھی انہوں نے نماز کے بعد کہا کہ امام صاحب کے چوتڑ تو ہم سے چھپالو۔ اب یہ حدیث میں کہیں نہیں آتا کہ ان عورتوں کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ نہ ہی محدثین اور شراح حدیث نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے کہ نماز میں شرمگاہ پر نظر پڑنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تو وہ پیش فرمائیں ہم ہرگز ضد نہیں کریں گے۔ ہم تسلیم کریں گے کہ واقعی یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن نہ ہی وہ راولپنڈی کے مناظرہ میں ایسی حدیث پیش کر سکے نہ ہی قیامت تک پیش کر سکیں گے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ طاہرہ استراحت میں ہوتی تھیں آپؐ جب سجدے میں جاتے تو ان کے پاؤں چھو دیتے وہ پاؤں سمیٹ لیتیں ظاہر ہے کہ جب ہاتھ لگنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو نظر پڑنا تو اس سے بھی تھوڑا عمل ہے یاد رکھیں نماز کا نہ ٹوٹنا اور بات ہے دیکھئے آنحضرت فرماتے ہیں مسلمان کی نماز کتے۔ گدھے۔ عورت اور دوسرے جانوروں کی وجہ سے نہیں ٹوٹتی (طحاوی) اب کتے کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹنا اور بات ہے اس سے یہ مسئلہ نکالنا کہ نمازی از خود کتے کو آگے باندھکر بٹھائے نماز پڑھے تو جائز ہے یہ اور بات ہے۔ نمازی کے سامنے

سے عورت کا گزر جانا اور اس سے نماز نہ ٹوٹنا اور از خود عورت کو سامنے بٹھانا اور لٹا لینا اور نماز میں اس کو دیکھتے رہنا یہ اور بات۔ بہرحال نماز نہ ٹوٹنے سے اس فعل کا اختیار وارادہ سے جائز سمجھنا بالکل غلط ہے اب دیکھئے قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کی حضورؐ نے اجازت نہیں دی مگر نماز پڑھتے ہوئے بیوی کے پاؤں کو چھودینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

نجاست سے قرآن پاک لکھنا (معاذ اللہ)

دور برطانیہ سے پہلے اس ملک کے سب اہل السنت والجماعت حنفی تھے دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ نے مذہبی آزادی کا ایک اشتہار دیا۔ کچھ لوگ تقلید شخصی کو چھوڑ کر لامذہب بن گئے اب انہوں نے اپنے امتیاز اور اہل اسلام میں انتشار پیدا کرنے کے لے نئے نئے مسائل پھیلانے شروع کئے مثلاً بارہ سو سال سے یہاں کے مسلمان قرآن کا اتنا احترام کرتے تھے کہ بے وضو قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے (کتب فقہ) اس فرقے نے اعلان کیا کہ بے وضو بھی قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ) یہاں کے لوگ بارہ سو سال سے اس پر اتفاق رکھتے تھے کہ ناپاک مرد عورت کو اس ناپاک حالت میں تلاوت قرآن کی اجازت نہیں ہے اس فرقہ نے اجازت دے دی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۱۹) بارہ سو سال تک اس ملک میں اس مسئلے پر اتفاق تھا کہ حائضہ عورت ان ناپاکی کے دنوں میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتی مگر لامذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ حیض والی عورت بھی قرآن پاک کی تلاوت کرسکتی ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۳۵) بارہ سو سال تک اس ملک میں اتفاق تھا کہ قرآن پاک کی طرف پاؤں پھیلانا بھی درست نہیں لیکن لامذہبوں نے یہ فتویٰ دے دیا کہ اگر کھانے کی چیز بلندی پر ہو تو قرآن پاک کو پاؤں تلے رکھ کے چیز اتار کر کھالینا جائز ہے (تحریق اوراق) بارہ سو سال سے اس ملک میں اتفاق تھا کہ خون ناپاک ہے لیکن لامذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ ''حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں (کنز الحقائق ص ۱۶ انزل الابرار ج اص ۴۹ عرف الجادی ص ۱۰ بدور الاہلہ ص ۱۸ تیسیر الباری ج اص ۲۰۶) بارہ سو سال تک یہاں اس ملک میں فتویٰ اسی پر تھا کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے اس کا

پینا ہرگز جائز نہیں (درمختار ج ۱ ص ۱۴۰) لیکن دور برطانیہ میں لا مذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ "حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔ جس کپڑے میں لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے...... نیز بطور ادویات استعمال کرنا درست ہے (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۵۶ ج ۱ ص ۸۹) بارہ سو سال تک اس ملک میں یہی فتویٰ تھا کہ منی ناپاک ہے مگر لا مذہب فرقہ نے فتویٰ دے دیا کہ منی پاک ہے۔ عرف الجادی ص ۱۰ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ کنز الحقائق ص ۱۶ بدور الاہلہ ص ۱۵ تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷) جب اس قسم کے فتوے ملک میں شائع ہوئے اور دعویٰ عمل بالحدیث سے شائع ہوئے تو علمائے احناف نے ان سے ان مسائل کی احادیث صحیحہ صریحہ غیر متعارضہ کا سوال کیا تو ان کی ساری شیخی کرکری ہوگئی۔ انہوں نے کہا اہل حدیث کہلانے کے لئے علم حدیث کی ضرورت نہیں (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۴۴) جب ہم اہل حدیث علم حدیث سے کورے ہیں تو ہم سے بار بار حدیث کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے۔ ہم تو صرف فقہاء کو گالیاں دے کر اہل حدیث بنتے ہیں جیسے مرزا قادیانی انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دینے کے لئے نبی بنا بیٹھا تھا۔ اب لاجواب ہو کر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ ہم فقہ کو کیوں مانیں اس میں لکھا ہے کہ خون اور پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے (معاذ اللہ) گویا سب مسائل کی یہی دلیل تھی کہ ہم بے وضو قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں دلیل یہ کہ فقہ میں لکھا ہے پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے۔ آخر علماء نے پوچھا کہ آپ کے مذہب میں تو خون پاک ہے۔ منی پاک ہے تو کیا ان سے قرآن لکھنا جائز ہے یا نہیں کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ پاک چیز سے قرآن لکھنا حرام ہے آپ کے مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب اور دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے اور پاک چیز سے قرآن لکھنا نہ قرآن سے منع ہے نہ حدیث سے۔

کیا نجاست چاٹنا جائز ہے؟

(۱) دور برطانیہ سے پہلے بھی یہاں مسلمان آباد تھے مگر کافر غیر کتابی (ہندو سکھ مجوسی۔ چمار۔ چوڑا وغیرہ) کے ذبیحہ کو نجس اور مردار قرار دیتے تھے دور برطانیہ میں جب

یہ لامذہب فرقہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس نجاست اور مردار کو کھانا شروع کر دیا۔ اور فتویٰ دے دیا کہ یہ حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ اص ۲۳۹ و دلیل الطالب ص ۴۱۳)

(۲) اسی طرح بارہ سو سال تک اس ملک میں اتفاق رہا کہ اگر ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ جانور مردار اور نجس ہے مگر اس نجاست خور فرقہ نے اس کے بھی جواز کا فتویٰ دے دیا۔ (عرف الجادی)

(۳) بندوق سے جو جانور مر جائے وہ مردار اور نجس ہے مگر اس لامذہب فرقے نے یہ نجاست بھی کھانا شروع کر دی اور اس کو حلال کہہ دیا۔

(بدور الاہلہ ص ۳۳۵ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۱۳۲)

(۴) بجو کو اس ملک کے مسلمان حرام اور نجس سمجھتے تھے مگر اس لامذہب فرقہ نے فتویٰ دیا ''بجو حلال ہے جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق ہے بے دین ہے اس کی امامت ہرگز جائز نہیں یہ قول صحیح اور موافق حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۱ نمبر ۷۲)

(۵) بارہ سو سال سے اس ملک کے مسلمان منی کو ناپاک اور نجس قرار دیتے تھے۔ اس فرقہ نے اس کو پاک قرار دیا اور ایک قول میں اس کا کھانا بھی جائز قرار دیا (فقہ محمدیہ ج ا ص ۴۶) البتہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ منی کا کسٹرڈ بناتے ہیں یا قلفیاں جماتے ہیں۔

(۶) بارہ سو سال تک یہاں کے مسلمان حلال جانوروں کے پیشاب کو پینا جائز نہیں سمجھتے تھے اور اس کو نجس قرار دیتے تھے لیکن لامذہبوں نے اس نجاست کے پینے کو جائز قرار دیا'' لکھا کہ حلال جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے جس کپڑے پر لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۵۶، ج ا ص ۸۹)

(۷) بارہ سو سال سے اس ملک میں یہ مسئلہ تھا کہ تھوڑے پانی یا دودھ وغیرہ میں تھوڑی سی نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے'' پاک پانی میں نجاست پڑ جاوے اس سے وضو غسل وغیرہ کچھ درست نہیں، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت (بہشتی زیور ج ا ص ۵۷، ہدایہ ج ا ص ۱۸) لیکن دور برطانیہ میں اس فرقے نے یہ فتویٰ دیا

کہ اگر پانی وغیرہ میں نجاست پڑ جائے تو جب تک نجاست سے اس کا رنگ بو مزہ نہ بدلے وہ پاک ہے۔ (عرف الجادی بدور الاہلہ)

مثلاً ایک بالٹی دودھ میں ایک چمچہ پیشاب ڈال دیا جائے تو نہ اس کا رنگ پیشاب جیسا ہوتا ہے نہ بو نہ مزہ ہمارے مذہب میں وہ پھر بھی ناپاک ہے اس کا پینا حرام بلکہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو نماز ناجائز اس فرقے کے نزدیک وہ دودھ پاک۔ حلال طیب ہے یہ اس نجس کو پینا جائز سمجھتے ہیں۔

(۸) بارہ سو سال تک اس ملک کے مسلمان الخمر (شراب) کو پیشاب کی طرح سمجھتے تھے اس فرقے نے فتویٰ دیا کہ الخمر طاہر (کنز الحقائق۔ شراب پاک ہے بلکہ بتایا کہ اگر شراب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا جائز ہے (نزل الابرار ج ا ص ۵۰) اور وجہ یہ بتائی کہ اگر پیشاب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو پیشاب بھی تو جل جائے گا۔

الغرض اس قسم کے اور کئی مسائل بھی تھے جن سے ملک میں نجاست خوری کی بنیاد ڈال دی۔ جب احناف نے ثبوت مانگا کہ اپنے اصول پر قرآن پاک کی صریح آیات یا احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ان مسائل کا ثبوت پیش کرو تو بجائے احادیث پیش کرنے کے لگے فقہا کو گالیاں دینے اور فقہ کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا کہ ان کے ہاں نجاست چاٹنا جائز ہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے نجاست عین کا چاٹنا تو کجا جس پانی وغیرہ میں نجاست تھوڑی سی پڑ جائے کہ نجاست کا رنگ نہ بو نہ مزہ کچھ بھی ظاہر نہ ہو پھر بھی اس پانی کا پینا حرام ہے اس میں احناف کا کوئی اختلاف نہیں بلکہ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں۔ کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے (بہشتی گوہر ج ۱۱ ص ۵ بحوالہ درمختار ج ا ص ۲۰۷) تو جب نجس پانی جانور کو پلانا ہمارے مذہب میں جائز نہیں تو انسان کو چاٹنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

چنانچہ بہشتی زیور میں صاف لکھا ہے کہ نجاست چاٹنا منع ہے (بہشتی زیور ج ۲ ص ۵) دراصل اختلاف بعض چیزوں کے پاک ناپاک ہونے میں ہے ان مسائل

Scanned with CamScanner

کی تفصیل یہ لوگ بیان نہیں کرتے اور غلط نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) مثلاً بعض جاہل عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑا سی رہی تھیں انگلی میں سوئی لگ گئی اور تھوڑا سا خون نکل آیا۔ وہ بجائے اس پر پانی ڈالنے کے اس کو دو تین مرتبہ چاٹ کر تھوک دیتی ہیں اب اس کا مسئلہ بتانا ہے تو فقہ یہ کہتی ہے کہ اس نے جو چاٹا یہ گناہ ہے۔اور پہلی دفعہ چاٹنے سے منہ بھی ناپاک ہو گیا مگر بار بار تھوکنے سے جب خون کا کوئی نشان باقی نہ رہا تو انگلی اور منہ پاک سمجھے جائیں گے اس مسئلے کے خلاف اگر وہ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں تو البتہ ہم ان کی علمی قابلیت مان لیں گے یعنی فقہ کہتی ہے کہ چاٹنا منع ہے وہ حدیث سنائیں کہ چاٹنا جائز ہے فقہ کہتی ہے کہ خون کا نشان نہ رہے تو جگہ پاک ہے وہ حدیث دکھائیں کہ خون کا نشان مٹ جانے کے بعد بھی جگہ ناپاک ہے لیکن ان کا اپنا مسئلہ تو یہ ہے کہ خون پاک ہے انگلی کو لگا انگلی بھی پاک رہی منہ کو لگا منہ بھی پاک رہا۔یعنی غیر مقلد عورت اس خون کو پاک سمجھ کر چاٹے گی حنفی ناپاک سمجھ کر......

(۲) ایک اہل السنّت والجماعت اور ایک غیر مقلد دونوں گنا چوستے جا رہے تھے دونوں کے منہ سے خون نکل آیا۔حنفی گنا چھوڑ کر تھوکنے لگا پانی وغیرہ پاس نہ تھا۔غیر مقلد نے پوچھا کیا بات اس نے کہا بھئی خون نکل آیا جس کی وجہ سے منہ ناپاک ہو گیا ہے اس نے کہا ہمارے مذہب میں تو خون پاک ہے تھوکا دونوں نے مگر حنفی ناپاک سمجھ کر تھوکتا رہا غیر مقلد پاک سمجھ کر جب نشان مٹ گیا تو حنفی نے گنا چوسنا شروع کر دیا کیونکہ چاٹنے اور تھوکنے سے منہ پاک ہو گیا تھا غیر مقلد سے کہا یہ مسئلہ غلط ہے تو اس کے خلاف حدیث سنا دو۔

(۳) ایک حنفی اور غیر مقلد سفر میں تھے دونوں کے پاس ایک ایک چھوٹی بالٹی پانی کی تھی۔آگے ایک شرابی ملا جس کے ہونٹوں کو شراب لگی ہوئی تھی یہ شراب حنفی کے نزدیک پیشاب کی طرح نجس تھی اور غیر مقلد کے نزدیک پاک تھی۔اب اختلاف یہ ہوا کہ وہ اگر مٹکے کو منہ لگا کر پانی پیئے تو باقی پانی نجس ہے اور غیر مقلد کے نزدیک باقی بچا ہوا پانی پاک ہے اب وہ شرابی اگر شراب ہونٹوں سے چاٹ چاٹ کر تھوکنا شروع کر دے تو حنفی مذہب میں یہ چاٹنا گناہ ہے اور غیر مقلد کے ہاں چاٹنا گناہ نہیں کیونکہ وہ پاک چیز چاٹ رہا

Scanned with CamScanner

ہے ہاں اگر چاٹنے سے شراب کا اثر بالکل زائل ہو جائے تو حنفی کے نزدیک اب اس کا منہ پاک ہو گیا ہے اور غیر مقلد کے نزدیک تو پہلے شراب آلودہ بھی پاک ہی تھا۔

(۴) ایک بلی نے چوہے کا شکار کیا اور اس کے منہ کو خون لگا ہوا ہے اب غیر مقلدوں کے مذہب میں چونکہ خون پاک ہے اس لئے اس کا خون آلودہ منہ بھی پاک ہے اس بلی نے غیر مقلد کے مٹکے میں منہ ڈال دیا تو اس کے نزدیک وہ پانی پاک ہے مگر حنفی فقہ کی رو سے وہ پانی ناپاک ہے اب وہ بلی بیٹھی اپنا منہ چاٹ چاٹ کر صاف کرتی رہی جب خون کا اثر بالکل ختم ہو گیا تو اب اس کا جھوٹا نجس نہیں مکروہ ہوگا کیونکہ اس نے چاٹ کر اپنا منہ صاف کر لیا ہے۔

(۵) ایک حنفی اور غیر مقلد سفر میں تھے اتفاق سے حنفی کو احتلام ہو گیا اور پانی کہیں ملتا نہیں۔ حنفی نے کہا کہ یہ جو منی لگی ہوئی ہے یہ ناپاک ہے غیر مقلد نے کہا کہ یہ پاک ہے بلکہ ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے۔ حنفی نے کہا کہ پھر اگر تم چاٹ کر صاف کر لو تو تمہارا ناشتہ ہو جائے گا اور جب اس کا اثر ختم ہو جائے گا تو میرا جسم پاک ہو جائے گا۔

بہر حال حنفی فقہ میں نجاست کا چاٹنا ہرگز نہیں ہاں بعض چیزیں ہمارے مذہب میں نجس ہیں جیسے شراب خون، قئے لیکن غیر مقلدوں کے ہاں پاک ہیں اس لئے ہمارے فقہاء نے یہ فرق بتایا کہ جب منہ آلودہ ہو تو نجس ہے اور اگر پانی نہیں ملا اور قئے والے نے دو تین مرتبہ ہونٹ چاٹ کر تھوک دیا۔ یا شراب والے نے دو تین مرتبہ چاٹ کر تھوک دیا۔ یا جس کے دانتوں سے خون نکلا تھا اس نے چاٹ کر تھوک دیا تو چاٹنا تو منع تھا اس کا گناہ الگ رہا البتہ خون قئے۔ شراب کا اثر ختم ہونے سے منہ کی پاکی کا حکم ہوگا اس کے برعکس غیر مقلد کے ہاں جب خون قئے یا شراب منہ کو لگی ہوئی تھی اس وقت بھی منہ پاک تھا۔ جب چاٹا تو بھی پاک چیزوں کو چاٹا۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو غلط انداز میں بیان کر کے کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں نجاست چاٹنا جائز ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے۔ فقہ حنفی قرآن وسنت کی شرح ہے۔ یہی اس خطہ میں بارہ سو سال نافذ رہی اب بھی اسی سے امن وسکون ہو سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مجموعہ رسائل جلد اول کے عنوانات

تحقیق مسئلہ تقلید

تحقیق مسئلہ قرأۃ خلف الامام

تحقیق مسئلہ آمین

تحقیق مسئلہ رفع یدین

تحقیق مسئلہ تراویح

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت

نماز کے بارے میں غیر مقلدین کی غلط بیانیاں اور جھوٹ

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا

مسائل قربانی کے بارے میں اکتالیس سوالات

غیر مقلدین کی فقہ کے دو سو مسائل

غیر مقلدین سے دو سو ایک سوالات

درایت محمدی پر ایک نظر

گاؤں میں نماز جمعہ کی تحقیق

کھلا خط بنام علماء حنفیہ کا مدلل جواب

ایک لامذہب تبرائی غیر مقلد کے فقہ حنفی پر چند اعتراضات کی حقیقت

Scanned with CamScanner

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

مجموعہ رسائل

جلد دوم

تالیف

مناظر اسلام
وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارہ خدام احناف لاہور

Rah e Haq Ka Musafir
Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل

جلد دوم

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پاکستان

فون: 042-6862816

Rah e Haq Ka Musafir

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... مجموعہ رسائل (جلد دوم)

تالیف .... مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

کمپوزنگ .... الرحمٰن کمپیوٹرز، 0300-4257988

ضخامت .... 448 صفحات

تاریخ اشاعت...... جولائی 2011ء

تعداد .... گیارہ سو

قیمت ....

ناشر .... ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

فون:0300-4257988,0300-9496702

ڈسٹری بیوٹر

کتب خانہ صفدریہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، موبائل:0300-4257988

......چند ملنے کے پتے......

- ☆ جامعہ حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
- ☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ اسلامی کتب خانہ خیابان سرسید راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک
- ☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
- ☆ مکتبہ عائشہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
- ☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- ☆ مکتبہ رشیدیہ اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی
- ☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی
- ☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک

Scanned with CamScanner

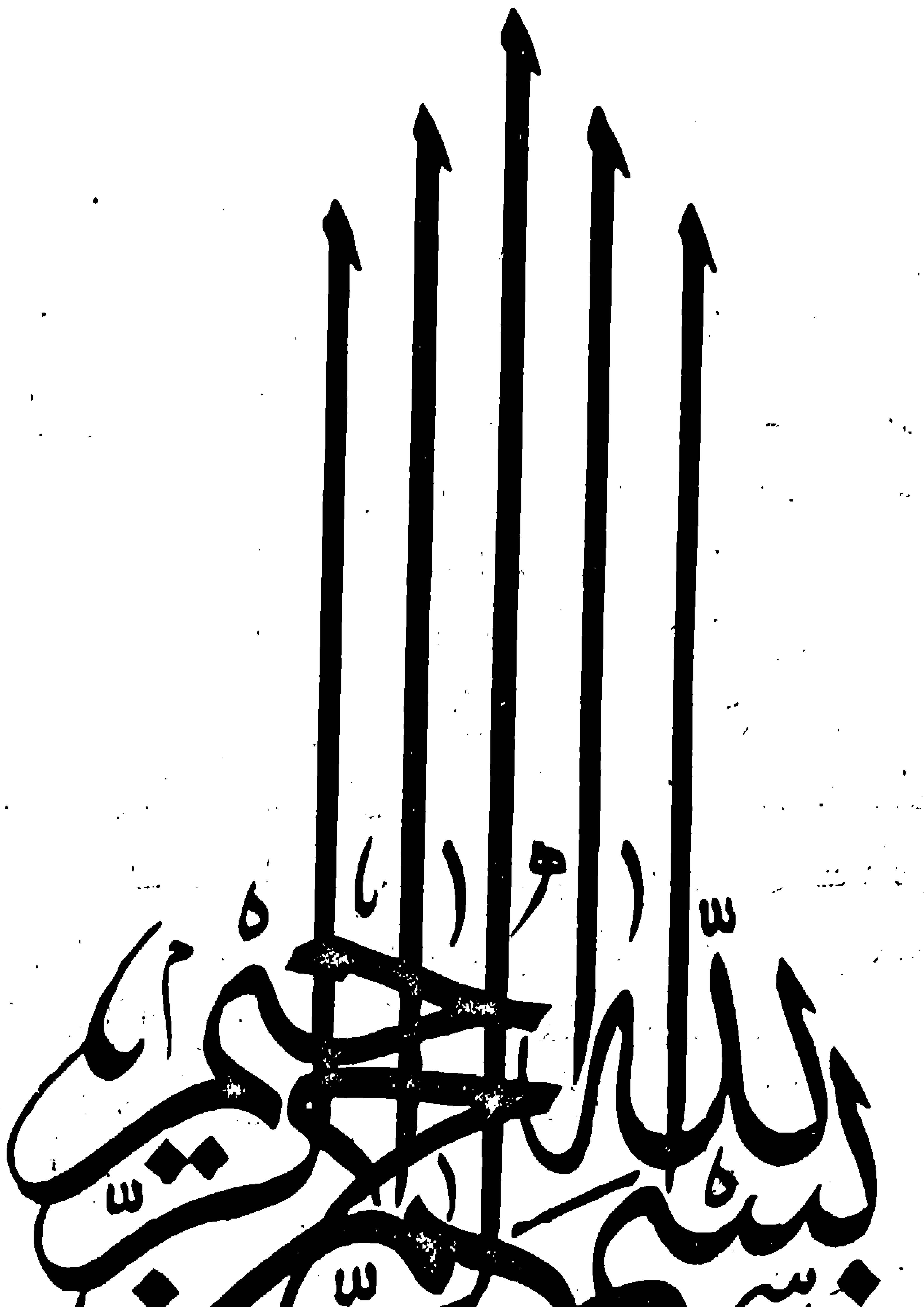

جمعة : ۱۲ شوال الکرم

اللّٰهم

صلّ علیٰ محمّد وّعلیٰ آل محمّد

کما صلّیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم

انّک حمید مّجید

اللّٰهم

بارک علیٰ محمّد وّعلیٰ آل محمّد

کما بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم

انّک حمید مّجید

Scanned with CamScanner

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ
وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

ترجمہ

سو کیوں نہ کوچ کیا ان میں ہر فرقہ سے ایک طائفہ نے
تا کہ وہ دین میں تفقہ پیدا کر لیں اور اپنی قوم کو ڈرائیں
جب وہ ان کی طرف لوٹیں، تا کہ وہ بچ جائیں۔

(سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

انتساب

باسمہ تعالیٰ

سراج الامت، فقیہ ملت، مصداق بشارت نبیؐ دعائے علیؓ امام المحدثین

سیدنا امام اعظم **ابوحنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ۔

اور

۱۔ قاضی القضاۃ۔ فقیہ العصر تلمیذ اول

سیدنا امام ابویوسفؒ

۲۔ مصنف کتب کثیرہ۔ وارث علم ابوحنیفہؒ

سیدنا امام محمدؒ

کے نام

(مولانا) محمد امین صفدر اوکاڑوی

Scanned with CamScanner

حرف اول

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم امابعد۔

قارئین کرام! مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ کے نام سے کون واقف نہیں جنہوں نے اہلسنت والجماعت حنفی مسلک کی ترجمانی کا حق ادا کردیا جن کی محنت سے اہلسنت والجماعت مسلک کے علماء کو باطل فرقوں کے مقابلہ میں بات کرنے کا حوصلہ ملا اور آج باطل فرقوں عیسائیت، پرویزیت، مرزائیت خصوصاً غیر مقلدین کو اہلسنت پر جارحانہ اٹیک کرنے سے روک کر دفاعی لائن پر کھڑا کردیا ہے۔ پہلے وہ اہلسنت پر سوالات کرتے اور جواب کا مطالبہ کرتے آج اہلسنت عوام جنہوں نے مولانا کی تقاریر سنیں یا ان کی کتب پڑھیں انہوں نے غیر مقلدین کا ناطقہ بند کردیا ہے اہلسنت کا کوئی فرد جو زیادہ علم نہ بھی رکھتا ہو وہ صرف غیر مقلدین سے سوالات کرکے ان سے ان کے جوابات کا مطالبہ کرتے رہے تو انشاء اللہ غیر مقلدین جو مولانا کے کہنے کے مطابق چھوٹے رافضی ہیں کبھی اس کے نزدیک بھی نہیں آئیں گے۔

قارئین کرام! زیر نظر مجموعہ رسائل جو حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم کے ابتدائی رسائل ہیں ان کو پہلے مولانا کی اجازت سے **گوجرانوالہ** کے احباب نے شائع کیا جو چار جلدوں میں تھے اور ان میں پروف کی اغلاط رہ گئی تھیں مولانا کے کہنے کے باوجود ناشر نے ان کی تصحیح نہیں کی تھی جس بنا پر غیر مقلدین کو پروف کی اغلاط کو سامنے رکھ کر مولانا پر طعن کرنے کا موقع ملا جس پر ملک بھر سے مولانا کو خطوط کے ذریعہ سے اہلسنت علماء او عوام نے توجہ دلائی کہ ان کو نظر ثانی کرکے شائع کیا جائے تو حضرت مولانا دامت برکاتہم نے خود بھی اور اپنے احباب خصوصاً حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم اور اپنے تلامذہ سے بھی تعاون لیکر اس پر نظر ثانی کردی ہے اب امید ہے کہ پروف کی اغلاط بھی نہ ہونے کے برابر ہونگی پھر بھی اگر آپ کسی مقام پر پروف کی غلطی دیکھیں تو ناشر کو مطلع فرمائیں نیز **مجموعہ رسائل** کی پہلے چار جلدیں تھیں اب چونکہ حضرت کے مضامین **تجلیات صفدر** کے نام سے بھی شائع ہو رہے ہیں اسلئے حضرت نے نظر ثانی کے دوران دیکھا کہ جو مضامین **تجلیات صفدر** میں آگئے ہیں ان کو **مجموعہ رسائل** سے نکال دیا جائے تاکہ عوام پر بوجھ نہ پڑے اسلئے اس مجموعہ کی اب تین جلدیں ہی شائع ہو رہی ہیں قارئین نوٹ فرمالیں اور مولانا کی طرف سے اس **مجموعہ رسائل** کے حقوق طباعت **ادارہ خدام احناف لاہور** کو حاصل ہیں اسلئے کسی فرد واحد یا کسی انجمن و ادارہ کو یہ رسائل یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت شائع کرنے کی اجازت نہیں۔

قاری جمیل الرحمٰن اختر

ادارہ خدام احناف کے نام اجازت نامہ کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل پہلے بھی بوہڑ والا سے شائع ہو گئے تھے جس میں اغلاط بھی بہت زیادہ تھیں اور بعض غیر متعلقہ مضامین بھی آ گئے تھے جو تجلیات صفدر میں ہی تھے۔ اب دوبارہ تصحیح کے ساتھ اور حذف مکررات کے ساتھ ادارہ خدام احناف لاہور سے مولانا ارشاد جمیل الرحمن اختر صاحب چھپوا رہے ہیں۔ اس لئے میں بخوشی طباعت کی اور اشاعت کی ان کو اجازت دیتا ہوں۔ اور کوئی صاحب اس نام سے اور کسی اور نام سے ان کو نہ چھپوائیں۔ ورنہ نقصان کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اب یہ تین جلدوں میں مکمل ہے ———

محمد امین صفدر اوکاڑوی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

سابقہ ناشر کے نام خط کا عکس

مکرمی جناب قاری شمس الدین صاحب زید معالیہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے

عرض یہ ہے کہ مجموعہ رسائل کی اغلاط کے بارہ میں ہر طرف سے خطوط آ رہے ہیں اور آنجناب کو پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے مگر ہر دفعہ آنجناب سے جواب نایاب ہوا۔ اس لئے اب میں ان کی نئی تحقیق و اشاعت کر رہا ہوں۔ آئندہ اور اسی تصحیح شدہ ایڈیشن کو ہی آپ خود چھپوا سکیں گے

فقط محمد امین صفدر عفا اللہ عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

Muhammad Amin Safdar

فہرست مضامین

کتاب سبیل الرسول پر ایک نظر

قرآن پاک	18
حدیث ترمذی	21
حکیم صاحب یہود کے نقش قدم پر	22
پہلا جھوٹ	23
دوسرا جھوٹ	23
تیسرا جھوٹ	23
چوتھا جھوٹ	23
دوسرا استدلال	23
پوری آیات	24
سفیان کی روایت	28
حماد بن سلمہ کی روایت	28
میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو	30
امام سفیان بن عُیینہ	30
علامہ شامی	31
ابن خلدون	32
طائفہ منصورہ	34
علامت اہل بدعت	36
اہل سنت والجماعت	37
کتب فقہ کی فہرست	38
منکر حدیث مسلمان نہیں	37
اصحاب الرائی قوم یفتون	39
کتے کا ناپاک برتن	40
رسول اللہ کا حکم	40
فقہ کا اختلاف	40
حضرت ابو ہریرہؓ کا فتوی	41
مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ	41
کوفہ	42
دوسرا فریب، ہدایہ کی مکمل عبارت	42
بیت اللہ کی چھت پر نماز	44
پیغمبر رحمت کی ممانعت	44
فقہ کا اختلاف	44
عورتوں کی امامت کا مسئلہ	47
ایک سوال	49
نابالغ کی امامت کا مسئلہ	50
ہبہ کی ہوئی چیز کا مسئلہ	53
استسقاء کی نماز باجماعت	56
نماز جنازہ غائبانہ	58
جماعت میں اکہری تکبیر	60
نماز کی امامت کا مسئلہ	63
اصل بات	64
ہجرت	67
مرزائی کی اقتداء	67
نماز کا اول وقت	74
پیغمبر رحمت کا ارشاد	74
فقہ کا اختلاف	75
اس مسئلہ میں آئمہ اربعہ کا اختلاف	75
روایت کا مفاد	77
دوسری روایت، روایت کا مفاد	79
تیسری روایت	79
روایت کا مفاد	80
چوتھی روایت، روایت کا مفاد	80
پانچویں روایت، روایت کا مفاد	81
چھٹی روایت	81

Scanned with CamScanner

روایت کا مفاد	82
امام اعظم کی مختلف روایات کے سلسلہ میں احناف کے مختلف نقطہ نظر	83
جمہور کے پاس بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے	87
احناف کے دلائل	87
جمع بین الصلوتین	90
جمع تقدیم، جمع تاخیر	90
جمع صوری	91
عورت مرد کی نماز میں امتیاز	94
حدیث کا ارشاد، فقہ کا اختلاف	94
پہلا قاعدہ، دوسرا قاعدہ	96
فرق کی بعض باتیں	97
استفتاء	99
خواتین کے طریقہ نماز کا ثبوت	99
ایک وتر کا مسئلہ	109
رسول پاک کا فرمان، فقہ کا اختلاف	109
وتر پڑھنے کا طریقہ	113
درمیانی قعدہ	114
جلسہ استراحت	124
دوسرا فریب	125
پوری عبارت	125
احناف کے دلائل	126
جہالت یا کتمان حق	128
مسئلہ تیمم	130
نقل حدیث میں فریب	132
احناف کے دلائل	132
پگڑی پر مسح	137
خاتم النبیین کا عمل	137
فقہ کا اختلاف	137
جواب	137
سر پر مسح کرنے کے دلائل	138
قرآن	138
حضور اکرم ﷺ کا عمل مبارک حدیث نمبر ۱	138
حدیث نمبر ۲، حدیث نمبر ۳	139
امام نووی شافعی کا حوالہ	140
شراب کا سرکہ بنانا	140
حدیث میں حرمت، فقہ کا اختلاف	140
جواب	141
کتے کی خرید و فروخت	142
حدیث میں حرام	142
فقہ کا اختلاف	142
جواب	142
قرآن	142
حدیث نمبر ۱ تا ۵	143
سوال	144
الجواب	144
متنفل کے پیچھے مفترض کی اقتداء	145
حدیث میں جواز	145
فقہ کا اختلاف	146
جماعت کھڑی ہونے پر سنتیں پڑھنا	148
ممانعت رسول ﷺ	148
فقہ کا اختلاف	148
جواب	149
ادائے فجر	149
حلالہ کی لعنت	153
حلالہ کرنے والا ملعون ہے	153

Scanned with CamScanner

حلالہ کا حکم قرآن میں 154
حلالہ کی دو قسمیں 154
حنفی مسلک ملاحظہ فرمائیں 155

صلوۃ الرسول پر ایک نظر

تبصرہ بر کتاب 158
احادیث متعارضہ 159
نماز تراویح اور صلوۃ الرسول 185
بے دلیل دعوی 185
نماز تراویح کی تعریف 186
تین رات تراویح 186
حضرت عمرؓ کا حکم 191
مطالبہ ثبوت 193
نماز عیدین 194

نام نہاد جماعت مسلمین یعنی فرقہ مسعودی کے سوالات کے جوابات

وضاحت 204
حدیث اول 210
حدیث دوم 210
عمل رسول ﷺ 213
موقوف حدیث 213
نیت نماز 216
زبان سے نیت کی تفصیل 217
مرد اور عورت کی نماز کا فرق 218
آئمہ اربعہ کی تقلید 222
دور صحابہ میں اور تابعین میں تقلید 224

غیر مقلد علماء سے چار سو سوالات

علمائے اہلحدیث سے چار سو علمی سوالات 236
حصہ دوم 239
حصہ سوم 242
حصہ چہارم مسئلہ تقلید 235
تقلید کی تعریف 248
تقلید کی تقسیم 248
معرفت دلیل 248
تقلید کا حکم 248
حصہ پنجم 264
حصہ ششم 269
حصہ ہفتم 273
حصہ ہشتم 278
حصہ نہم 281
حصہ دہم 288
نجاست کا بیان 288
پہلا جھوٹ 293
حصہ یازدہم 295
قاضی عبدالاحد خانپوری کی شہادت 297
حصہ دوازدہم 299
مناظرہ طے کرنے کے لئے ضروری باتیں 303
مسائل قربانی 304

غلط اور صحیح سوالات کا معیار

موضوع مکمل نماز

شرائط 317
تصویر کے دو رخ 321
مثال دوم 322
دوسرا رخ 323

تین رکعات وتر کا ثبوت

Scanned with CamScanner

وتر پڑھنے کا طریقہ	331
درمیانی قعدہ	333
ایک رکعت وتر کا مسئلہ	337
مناظرہ کوہاٹ کی چند جھلکیاں	
تمہید	344
مناظرہ کا اثر	345
مناظرہ سے فرار کا طریقہ	344
ڈھٹائی کی حد	346
دوسرا مناظرہ	347
ہمارا مسلک	351
وضاحت	352
دلائل کی وضاحت	354
غیر مقلدین کا دعویٰ کہ تقلید شخصی شرک ہے	357
الٹی گنگا	357
اہل سنت مناظر	357
پہلی دلیل	358
اہل السنت والجماعت کی پہلی دلیل	359
غیر مقلد مناظر کا واویلا	360
لفظی چکر	360
ایک اور بدحواسی	361
ایک اور دلیل	362
قرآن کی تحریف معنوی	364
آئمہ اور تقلید	364
ترجمہ میں پریشانی	365
تقلید کی تعریف میں ایک اور چکر	366
حوالے کا مطالبہ اور منہ کی کھانا	368
آخری دلیل	368
ضمنی باتیں	370
دوسری بات	370
فرقہ جماعت المسلمین	
تحقیق کے آئینے میں	
مسلم کا معنیٰ	379
دعوت المسلمین	382
تلزم جماعت المسلمین	382
لطیفہ	383
مسعودی فرقہ اور قرآن	385
مسعودی فرقہ اور حدیث	387
اجماع امت	388
اجتہاد و قیاس	389
جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے	390
امام اعظم ابو حنیفہ	390
فرقہ بندی	392
اختلاف امت	394
مسعود صاحب کی عادت	396
آخری بات	397
فرقہ غیر مقلدین	
پہلی شہادت	403
دوسری شہادت	404
وہابی	404
ترجمان وہابیہ	405
مجاہدین	405
عجیب دلیل	406
متفقہ فتویٰ	406
اہل حدیث	407
جاگیر	407
مولانا محمد حسین کی شہادت	408

Scanned with CamScanner

میاں صاحب حج کو گئے 409
جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ 410
ایڈریس 411
اہل قرآن اہل حدیث 411
غیر مقلدین کی سند حدیث 411
شاہ اسحاق 412
تصانیف 413
شہروں میں 414
نسب نامہ 414
مساجد 414
مدرسہ 414
غیر مقلدین کا طریقہ واردات 415
جامع مسجد دہلی 415
احترام مسجد 416
مساجد 416
جامع الشواہد 417

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل
سید نذیر حسین دھلوی اور معیار الحق

دیباچہ 420
میاں نذیر حسین دہلوی 422
معیار الحق 425
تقلید 426
قسم اول 426
نوٹ ضروری 427
قسم دوم 428
شاہ ولی اللہ 428
قسم سوم 429
قسم رابع 429
لطیفہ 430
مسئلہ تقلید 431
کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟ 431
کون تقلید کرے اور کس کی کرے؟ 431
یہ تقلید کب سے شروع ہوئی؟ 432
طریقہ امتحان 432
دوسرا طریقہ امتحان 433
تیسرا طریقہ امتحان 434
ان کی تقلید 434
ایک دھوکا 435
انکار تقلید کے نتائج 436
مولانا محمد حسین بٹالوی کی شہادت 436
قاضی عبدالاحد خانپوری کی شہادت 437

غیر مقلدین کی کہانی

غیر مقلدین کی زبانی

اعتراف جرم 442

غیر مقلدین کے سوالات
اور اعتراضات کے جوابات

سوال نمبر ا 446
الجواب 446
غیر مقلدین سے سوالات 447
سوال نمبر ۲ 447
الجواب 448

کتاب

سبیل الرسول

پر ایک نظر

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

کتاب

سبیل الرسول پر ایک نظر

یہ کتاب کسی عالم کی تصنیف نہیں ہے بلکہ ایک طبیب نے اصل کتابوں سے ہٹ کر چھوٹے چھوٹے رسالوں سے چند بے ربط اور غیر متعلق حوالوں کو اکٹھا کیا ہے نہ یہ کوئی علمی تصنیف ہے اور نہ تحقیقی ۔ البتہ مؤلف رسالہ کی کج فہمی اور بدفہمی کا شاہکار ہے۔

کتاب کا نام ''سبیل الرسول'' رکھا ہے یہ نام کلمة حق ارید بها الباطل کا مصداق ہے مؤلف کا عقیدہ ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے مذاہب اربعہ، طریق رسولؐ پر نہیں بلکہ رسولؐ سے بغاوت، اور طریق یہود و مشرکین ہیں ۔ چنانچہ ص ۵۰ پر نقشہ بنا کر چار راہوں کو شیطان کی راہیں قرار دیا ہے۔ کتاب کا مقصد آئمہ اربعہ خصوصاً سیدنا الامام الاعظمؒ کی تقلید شخصی کو قرآن وحدیث سے شرک اور حرام ثابت کرنا ہے۔ مگر اس میں مؤلف بری طرح ناکام رہا ہے۔

قرآن پاک

مؤلف نے پوری ۳۸۱ صفحات کی کتاب لکھ ماری مگر ایک آیت بھی ایسی پیش نہیں کر سکا کہ جس سے ثابت ہوتا ہو کہ مجتہد کی تقلید شخصی شرک اور حرام ہے لیکن سیدنا الامام الاعظمؒ کی تقلید شخصی کے شرک وحرام ہونے پر قرآنی آیات سے استدلال کی ناکام سعی کی ہے۔

پہلا استدلال: ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ......﴾

(پ ۱۰، ع ۱۰، سبیل الرسول ص ۲۰۵، ص ۲۶۵)

ترجمہ: ٹھہرایا انہوں نے (یہود ونصاریٰ نے) اپنے عالموں اور درویشوں کو رب اللہ کے سوا۔

Scanned with CamScanner

جوابات

ا۔ اس آیت میں علماء و مشائخ کو رب بنانے کا رد ہے نہ کہ ان کی تقلید کرنے کا۔ اور رب بنانا جس طرح علماء اور مشائخ کو ناجائز ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو بھی رب بنانا جائز نہیں اسی لئے اس آیت میں والمسیح بن مریم بھی ساتھ ہی ہے لیکن مؤلف نے دو جگہ یہ آیت لکھی کسی جگہ یہ الفاظ نہیں لکھے قرآن پاک کی آیت نقل کرنے میں یہ خیانت کرنا سبیل رسول نہیں سبیل یہود ہے۔

اگر رب بنانے سے کسی کی بات ماننا مراد ہے تو یہ آیت منکرین حدیث کی دلیل بنے گی کہ جس طرح علماء و مشائخ کی بات ماننا ناجائز ہے اسی طرح نبی کی بات و حدیث ماننا بھی ناجائز ہے۔

۲۔ مؤلف کا فرض تھا کہ وہ یہ بھی ثابت کرتا کہ یہود و نصاریٰ کے وہ علماء و مشائخ مجتہد تھے اس پر قیامت تک وہ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کرسکتا بلکہ قرآن نے ان کو سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اور اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ بتایا ہے اور بتایا ہے کہ ﴿يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ......﴾ کیا مؤلف کے نزدیک مجتہد کی شرائط یہی ہیں کہ وہ حرام خور ہو۔ پرلے درجہ کا جھوٹا ہو۔ خدا کے ذمہ بہتان باندھنے والا ہو۔ اس آیت کو آئمہ مجتہدین پر چسپاں کرنا ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ...﴾ پر عمل اور تقلید یہود ہے۔

۳۔ دراصل مؤلف نے مجتہدین کو دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی مجتہدین کی بات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے ہاں اس بے چارے نے اپنے فرقہ کے علماء و مشائخ کو ایسا ہی پایا کہ جھوٹ بولنے، حرام کھانے اور خدا اور رسول پر افتراء میں بڑے دلیر ہیں اس لئے مجتہدین کو اپنے مولویوں پر قیاس کرلیا۔

حکیم صاحب شہر سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اس شہر میں لامذہبیت پھیلانے والے حکیم صاحب کے استاد مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی تھے۔ مؤلف

نے ان کے حالات کا گہرا مطالعہ فرمایا اور پھر اپنے استاد محترم سے یوں خطاب فرمایا ''اے حضرت اگر میں آپ کی روحانی داستانوں کی ہزاروں میل لمبی فلم شہر کے لوگوں کو دکھا دوں تو سارا شہر لیلائے امارت کے عشق میں دیوانہ ہو جائے اور حضرت علیؓ کی گدی کے جانشین کی زیارت کرنے پنجاب دوڑ آئے جس شخص کی زندگی کا پس منظر اتنا تاریک اور بھیانک ہو اسے چاہیئے کہ منہ چھپا کر گوشۂ مسجد میں خاموشی کی زندگی گزارتا اور رو رو کر تلافیٔ مافات کرتا لیکن حضور اسی سال کی عمر میں نئی جوانی چڑھے ہیں۔

(مدعی امارت سے شرعی استفتاص ۲۷)

مکرم ناظرین آپ اب حکیم صاحب کی مجبوری سمجھ گئے ہوں گے۔انہوں نے دین ایسے لوگوں سے سیکھا جن کی ہزاروں میل لمبی روحانی فلم آپ تیار کرتے رہتے اور ظاہر ہے کہ خود شریک ہوئے بغیر فلم کیسے تیار ہو سکتی تھی۔حکیم صاحب حافظ عبداللہ روپڑی کے بھی خوشہ چین ہیں ان کے بارہ میں مولانا محمد صاحب جوناگڑھی لکھتے ہیں ''روپڑی نے معارف قرآنی بیان کرتے ہوئے رنڈیوں اور بھڑ دؤں کا ارمان پورا کیا اور تماش بینوں کے تمام ہتھکنڈے ادا کئے (اخبار محمدی دہلی ص ۱۳، ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء) اور مولوی محمد عثمان صاحب اپنے مکتوب میں بذریعہ اخبار عبداللہ روپڑی سے دریافت کرتے ہیں کہ ''طالب علمی میں آپ علة المشائخ (علت مفعولیت) میں مبتلا تھے اب وہ عادت چھوٹ گئی ہے یا اب بھی باقی ہے قاعدہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ میں صوفیت رہے گی یہ لٹکا (چسکہ) بھی نہ جائے گا لہٰذا مہربانی کر کے خدا سے ڈر کر اس کا صحیح جواب دیں اور اب بھی توبہ کر لیں (اخبار محمدی دہلی ص ۱۵ کالم نمبر ۳، ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء) اصل بات یہ ہے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔حکیم صاحب کو اپنے فرقے کے علماء و مشائخ میں وہ چیزیں نظر آئیں کہ یہود و نصاریٰ کے علماء و مشائخ کے ریکارڈ کو بھی توڑ دیا اور حکیم صاحب نے اپنی کج فہمی سے آئمہ مجتہدین کو پہلے یہود اور پھر اپنے علماء پر قیاس کر لیا۔گویا سچ کو جھوٹ پر حلال کو حرام پر ایمان کو

کفر پر دودھ کو پیشاب پر اور فرشتوں کو شیطان پر قیاس کر لیا۔

۴۔ حکیم صاحب تقلید شخصی مجتہد کو شرک و حرام ثابت کرنے اٹھے تھے۔ اور تقلید شخصی کا مطلب خود حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کو چھوڑ کر کسی امتی سے اپنی نسبت قائم کر لینا اور فرقے بنا لینا۔ تو حکیم صاحب کا فرض تھا کہ وہ قرآن و حدیث سے ان مجتہدین کے نام پھر ان مجتہدین کی طرف منسوب فرقوں کے نام اور پھر ان نسبتوں کا شرک اور حرام ہونا ثابت کرتے مگر وہ تو پہلے قدم میں فیل ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا طرز بالکل لامذہبوں والا تھا ان کے عوام مجتہدین کی طرف رجوع کرنے کی بجائے بازاری ملاؤں اور حکیموں کی طرف رجوع کرتے وہ خود گمراہ ہوتے اور عوام کو گمراہ کرتے۔

۵۔ مجتہد کے بارہ میں بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ اگر صواب پر ہو تو دو اجر، خطاء ہو تو بھی ایک اجر ملتا ہے کیا آپ کا یہی عقیدہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے وہ علماء جن کا ذکر ان آیات میں ہے۔ وہ بعض مسائل میں دو اجر اور بعض مسائل میں ایک اجر کے مستحق تھے۔

(۶) حدیث ترمذی

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۶۵ پر ترمذی کی حدیث کا ترجمہ لکھا ہے مگر امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارہ میں آگے جو فیصلہ لکھا ہے اسے نقل نہیں کیا۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے ہم عبدالسلام بن حرب کے علاوہ کسی طریق سے اس حدیث کو پہچانتے تک نہیں اور اس سند کا دوسرا راوی غطیف بن اعین حدیث میں غیر معروف ہے (ترمذی ص ۴۴۱) اس سند کا پہلا راوی حسین بن یزید کوفی ہے ابو حاتم اس کو لین الحدیث کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۵) اور لامذہبوں نے تو صراحۃً لکھا ہے کہ اہل کوفہ کی حدیث بے نور ہوتی ہے (حقیقۃ الفقہ) سند کا دوسرا راوی غطیف بن اعین ہے امام دار قطنی اسے ضعیف کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۳، ص ۳۳۶) یہ حضرت عدی بن حاتم والی حدیث ہے۔ جس کی سند کا

حال حکیم صاحب نے چھپایا جب کہ کتمان سبیلِ یہود ہے۔ سبیلِ رسول نہیں۔

۷۔ پھر اس حدیث سے لامذہب مراد ہیں مجتہدین مراد نہیں۔ اگر حکیم صاحب اور ان کا پورا فرقہ مل کر اصول فقہ سے صرف ایک حوالہ دکھا دیں۔ جس میں مجتہد کی تعریف یہ لکھی ہو کہ ''مجتہد اسے کہتے ہیں جو خدا کے حلال کو حرام کرے اور خدا کے حرام کو حلال کہے'' تو ہم انہیں ایک ہزار روپیہ نقد رائج الوقت انعام دیں گے۔

اہل السنّت والجماعت کے نزدیک مجتہد قانون ساز نہیں قانون دان ہوتا ہے۔ اس کا اعلان یہ ہوتا ہے القیاس مظھر لا مثبت یعنی قیاس شرعی خدا اور رسول کے حکم کو ظاہر کرتا ہے۔ خود مسائل بناتا نہیں۔ تو مجتہد خدا کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بتاتا ہے۔ خدا کے حلال کو حرام یا حرام کو حلال بنانا لامذہب کا کام ہے نہ کہ مجتہد کا۔ اب لامذہب والی بات کو آئمہ اربعہ پر چسپاں کرنا ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ...﴾ پر عمل اور یہود کی تقلید ہے۔

حکیم صاحب کا فرض ہے کہ حدیث میں مذکور علماء و مشائخ کا مجتہد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لیں۔

اور قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ ان مجتہدین کے مکمل مذاہب مدون اور متواتر تھے اور لوگ ان کی تقلید شخصی کر کے اپنی تقلیدی نسبت ان کی طرف کیا کرتے تھے۔

ے نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۸) حکیم صاحب یہود کے نقش قدم پر

یہود کے علماء جن کا ذکر ان آیات میں ہے ان کا خصوصی وصف جھوٹ کہنا اور جھوٹ سننا تھا۔ حکیم صاحب بھی اس وصف میں کچھ ان سے کم نہیں آپ نے بخاری شریف پر جھوٹ بولے ہیں۔

Scanned with CamScanner

پہلا جھوٹ

آپ ایک حدیث لکھتے ہیں اَفْضَلُ الاَعْمَالِ الصَّلوٰۃ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِهَا (بخاری)(سبیل الرسول ص ۲۴۶) یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی

دوسرا جھوٹ

حکیم صاحب نے طلاق ثلاثہ کے متعلق سبیل الرسول ص ۲۶۸ پر حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے اور حوالہ صحیح بخاری کا دیا ہے حالانکہ اس حدیث کا نام ونشان تک صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

تیسرا جھوٹ

اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے ''یکبارگی'' کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا جو حدیث میں مذکور نہیں۔

چوتھا جھوٹ

سبیل الرسول ص ۶۹ پر امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کے لئے جو واقعہ فجر کی نماز والا ذکر کیا ہے اس میں حوالہ ابن ماجہ اور موطا امام مالکؒ کا بھی دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے ان دونوں کتابوں میں اس واقعہ کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے۔

دوسرا استدلال

(۹) حکیم صاحب نے آئمہ مجتہدین خصوصاً مجتہد خیر القرون سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید شخصی کو شرک اور حرام ثابت کرنے کے لئے دو اور آیتوں سے بھی استدلال کیا ہے۔

(۱) ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا......﴾ (پ۲، ع۸)(سبیل الرسول ص ۲۵۶)

Scanned with CamScanner

(۲) ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَائَنَا......﴾ (پ ۷، ع ۴ (سبیل الرسول ص ۳۵۷)

جواب:۔ ان آیات سے آئمہ مجتہدین کی تقلید شخصی کو شرک اور حرام ثابت کرنے کے لئے دو باتیں ضروری تھیں۔

(الف) مشرکین کے ان آباؤ اجداد کا مجتہد ہونا قرآن پاک سے ثابت کر دیا جائے۔

(ب) ان کے مذاہب کا مرتب و متواتر ہونا اور مشرکین کا تقلید شخصی کی وجہ سے ان کی طرف نسبتیں کرنا قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا جائے اور یہ دونوں باتیں حکیم صاحب اور ان کا فرقہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ ایک واجب کو حرام اور مجتہد کی تقلید شخصی کو شرک اور حرام ثابت کرنا اتنا مشکل ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیات نقل کرنے میں بھی خیانت کرنا پڑتی ہے۔

پوری آیات

پہلی آیت ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَائَنَا اَوَلَوْ كَانَ آبَاءُ هُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾

دوسری آیت ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَائَنَا اَوَلَوْ كَانَ آبَاءُ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾ یہ خط کشیدہ جملے حکیم صاحب نے نہیں لکھے۔

اب بات واضح ہے کہ ان آیات کا تعلق آئمہ مجتہدین کی تقلید سے دور کا بھی نہیں ہے۔

(الف) جن مسائل کا مشرکین مکہ انکار کر رہے تھے وہ سب مسائل اعتقادی تھے ایک بھی مسئلہ اجتہادی نہ تھا۔

(ب) ان کے آباء واجداد خدا اور رسولؐ سے ہٹانے والے تھے اور مجتہدین خدا و رسول کے طریقہ پر چلانے والے ہیں۔

(ج) وہ آباء پرلے درجہ کے بے عقل تھے جبکہ آئمہ مجتہدین عقل میں نابغہ روزگار تھے۔

(د) وہ علم سے بالکل کورے تھے جبکہ آئمہ مجتہدین علوم شرعیہ میں بحر ناپید کنار کی حیثیت رکھتے تھے۔

(ہ) وہ ہدایت سے خالی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے تھے جبکہ آئمہ مجتہدین خود ہدایت یافتہ اور دنیا بھر کے لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے والے تھے، آہ لیکن حکیم صاحب ان کو مجتہد بنانے پر تلے بیٹھے ہیں اور اس کے لئے قرآنی آیات میں خیانت کرنے سے بھی نہیں شرماتے۔ قرآن نے مشرک، جاہل، بے عقل اور گمراہ آباء کی تقلید سے روکا تھا۔ حکیم صاحب نے ان کے اوصاف ذکر ہی نہیں کئے یہ ایسا ہی فریب ہے۔ جیسے ایک شخص کہے کہ جھوٹے خدا کو نہ مانو حکیم صاحب اصل مقصدی لفظ اڑا کر کہیں وہ کہتا ہے خدا کو نہ مانو ایک آدمی کہے کہ جھوٹے نبی کی بات مت سنو حکیم صاحب جھوٹے کا لفظ کاٹ کر کہیں وہ کہتا ہے نبی کی بات مت سنو۔ دیکھو کس طرح ایمانی جملوں کو کفر بنایا جا رہا ہے۔ یہی دھوکا حکیم صاحب نے خدا تعالیٰ اور قرآن کے ساتھ کیا ہے اور نہ ہی حکیم صاحب قرآن و حدیث سے یہ ثابت کر سکے کہ مشرکین تقلید شخصی کے لئے کس نسبت سے ان کی طرف منسوب تھے۔

حکیم صاحب نے ان آیات کو رد تقلید میں پیش کر کے یہ تو تسلیم کر لیا کہ اتباع اور تقلید دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ اب حکیم صاحب نے تقلید مذموم کا تو رد کر لیا مگر تقلید محمود کا حکم جو قرآن میں موجود تھا اس کے ماننے سے مشرکین کی طرح انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ......﴾ اور تقلید کر (اے مخاطب) اس شخص کے مذہب کی جو میری طرف رجوع رکھتا ہے'' مجتہد قیاس شرعی کے موافق بذریعہ علت خدا اور رسول کی طرف رجوع کرتا ہے اور پھر سبیل یعنی مذہب کو مرتب کرتا ہے دوسرے لوگ جو خود قیاس شرعی سے خدا اور رسول کی طرف رجوع نہیں کر سکتے وہ اس منیب (مجتہد) کی طرف رجوع کر لیں جس کا مسلک مشہور

اور متواتر ہو لیجئے مجتہد کی تقلید کا وجوب تو خود قرآن پاک سے ثابت ہو گیا۔

(۱۱) حکیم صاحب ایک ایسے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جس کا زبانی دعویٰ کتاب وسنت پر عمل کرنے کا ہے مگر عملی طور پر وہ خدا اور رسول کی بات سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایک مجلس میں ہم نے قرأۃ خلف الامام پر قرآن وحدیث سے استدلال پیش کیا مگر ایک لامذہب غیر مقلد بھی ایسا نہ نکلا جو قرآن کو مانتا یا احادیث کو تسلیم کرتا بلکہ ہم قرآن وحدیث پڑھتے تھے تو وہ لوگ اتنا شور مچاتے تھے کہ مشرکین مکہ کا ریکارڈ بھی توڑ دیتے تھے اب بھی آپ ہر جگہ اس کی آزمائش کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف کی کتاب زجاجۃ المصابیح لیں اور اس سے ترک قرأۃ خلف الامام۔ ترک رفع یدین وغیرہ کی حدیثیں سنانا شروع کر دیں اور ایک ایک حدیث سنا کر پوچھتے جائیں کہ کیا آپ اس حدیث کو مانتے ہیں وہ خوب شور مچائے گا اور آخر میں یا تو یہ کہہ کر چلا جائے گا کہ یہ حدیثیں جھوٹی ہیں یا یہ کہہ کر چلا جائے گا کہ میں اپنے مولوی سے پوچھوں گا گویا قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے پہلے اپنے مولوی کی اجازت یعنی تقلید شرط ہے۔ تو ایسے غیر مقلدوں پر اگر یہ آیات پڑھتے تو ہم بھی آپ کی تائید کرتے اور کہتے کہ حق بحق دار رسید۔ حکیم صاحب بیچارے کنوئیں کے مینڈک ہیں جو زبوں حالی اپنے فرقہ کی مشاہدہ کرتے ہیں اسی پر مجتہدین اور مقلدین کو قیاس کرنے لگتے ہیں۔

ص ۳۰۸ پر ایک حدیث نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنا اَبُوْسَهْلٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بن عَبْدُاللّٰهِ بن زَيَادَنِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْجَهْمِ السَّمَرِيْ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدِنِ الْمُقْرِیُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بن الْمُتَوَكِّلُ الْبَاهِلِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ذَكْوَانِ الْاَزْدِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْهَارُوْنَ الْعَبْدِیْ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَباً بِوَصِيَّةِ

رَسُوْلُ اللّٰہِ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نُوَسِّعَ لَکُمْ فِی الْمَجْلِسِ وَ اَنْ نُفْھِمَکُمُ الْحَدِیْثَ فَاِنَّکُمْ خُلُوْفُنَا وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ بَعْدُنَا ۔ (شرف اصحاب الحدیث)

یہ حدیث صادق سیالکوٹی نے سبیل الرسول ص ۲۰۸ پر خطیب کے حوالہ سے درج کی ہے لیکن اس سند کے پہلے دو راویوں ابن الفضل ۔ ابو سہل احمد بن عبداللہ کا تو اسماء الرجال میں پتہ ہی نہیں چلتا اس لئے ان کا عادل ضابط ثابت کرنا صادق صاحب کا فرض تھا جو وہ نہیں کر سکے ۔ تیسرے راوی محمد بن الجہم کا حال بھی معلوم نہیں چوتھے راوی ہیثم بن خالد المقری کا حال بھی معلوم نہیں ہو سکا ۔ اس نام کے سات راوی تقریب التہذیب ص ۳۶۷ پر درج ہیں ان میں المقری کوئی بھی نہیں اس سند میں استاد نویں طبقہ کا ہے تو شاگرد دسویں طبقہ کا ہوگا جس کو متروک لکھا ہے ۔ اس کی تعدیل بھی ثابت کرنا ضروری ہے ۔ پانچواں راوی یحییٰ بن المتوکل للباھلی ہے ''ابن المدینی اور امام نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے ابن معین نے لیس بشیء کہا ہے امام احمد بالکل نکما فرماتے ہیں ابوزرعہ لین الحدیث کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۰۴) چھٹا راوی محمد بن ذکوان ہے جو ضعیف ہے (تقریب ص ۲۹۷) امام بخاری اس کو منکر الحدیث فرماتے ہیں امام نسائی فرماتے ہیں وہ ثقہ نہیں منکر الحدیث ہے دار قطنی ضعیف کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۴۲) ساتواں راوی ابو ھارون العبدی ہے اس کا نام عمارۃ بن جُوَین ہے حماد بن زید اس کو جھٹلاتے تھے ۔ امام شعبہ فرماتے اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو منظور ہے لیکن ابو ھارون العبدی سے حدیث لینا منظور نہیں امام احمد فرماتے ہیں لیس بشئی ابن معین فرماتے ہیں ضعیف ہے امام نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے امام دار قطنی فرماتے ہیں ۔ متلون خارجی شیعی ابن حبان کہتے ہیں وہ حضرت ابو سعید سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان سے ثابت ہی نہیں امام جوزجانی فرماتے ہیں کذاب مفتر ۔ ابو علی

کہتے ہیں ابوہارون اکذب من فرعون. فرعون سے بھی بڑا جھوٹا تھا (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴) ان سب کے مقابلے میں ابن عون اس سے حدیث روایت کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ محدثین اس کی اس حدیث کا اعتبار کرتے ہیں جو اس سے سفیان روایت کرے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۳)

سفیان کی روایت

حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَکِیعٍ حَدَّثَنَااَبُوْدَاؤدَ الْحَفَرِیُ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ هَارُوْنَ قَالَ کُنَّانَأْتِیْ اَبَاسَعِیْدٍ فَیَقُوْلُ مَرْحَبًا بِوَصِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالاً یَأْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِیْ الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْ صُوْابِهِمْ خَیْراً قَالَ عَلِی بن عَبْدِاللّٰہِ قَالَ یَحْییٰ بن سَعِیْدٍ کَانَ شُعْبَةُ یُضَعِّفُ اَبَاھَارُوْنَ الْعَبْدِیُ قَالَ یَحْیٰی وَمَازَالَ ابن عَوْنٍ یَرْوِیُ عن ابی هارون الْعَبْدِیُ حَتّٰی مَاتَ وَاَبُوْ هَارُوْنَ اِسْمُهٗ عَمَارَةُ بْنُ جَوِیْنٍ. (ترمذی ص ۳۷۹ ابواب العلم باب ماجأفی الاستیصاء بمن یطلب العلم)

حمادبن سلمہ کی روایت

حَمَّاد بن سلمه عن ابی هَارُوْنَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَرْفُوْعًا اَلنَّاسُ لَکُمْ تَبَع یَّأْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الاَرْضِ یَسْأَلُوْنَکُمْ عَنِ الْعِلْمِ فَاسْتَوْصُوْابِهِمْ مَعْرُوْفاً (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴)

اب دیکھئے ان میں سفیان کی روایت میں فقہ کا ذکر ہے حماد بن سلمہ کی روایت میں علم کا لفظ ہے اور محمد بن ذکوان کی روایت میں فہم حدیث کا اهل الحدیث بعدنا کے الفاظ نہ سفیان کی حدیث میں ہیں نہ حماد بن سلمہ کی حدیث میں۔

Scanned with CamScanner

اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس کا مطلب صاف ہے کہ دور صحابہ میں کسی ان پڑھ کو ہرگز اہل حدیث نہیں کہا جاتا تھا بلکہ ان کو کہا جاتا تھا جو الفاظ حدیث کے حافظ ہوتے عالم ہوتے اور احادیث سے فقہی مسائل کا استنباط کر سکتے فقہ کے منکر اور جاہل کو کبھی خیر القرون میں اہل حدیث نہیں کہا گیا۔ معلوم ہوا یہ ایک علمی طبقہ کا نام ہے کسی فرقہ مذہبی کا نام نہیں یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا یَااَھْلَ الْقُرْآنِ وَ فِیْ الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَر، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وابن عباس .وعن علیؓ (ترمذی ص ۹۱) باب ماجاء اَنَّ الْوِتْرَ لَیْسَ بِحَتْمٍ) دیکھئے اس میں لفظ اہل قرآن سے مراد فرقہ منکرین حدیث ہرگز نہیں بلکہ حفاظ قرآن کا علمی طبقہ مراد ہے۔ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو فقہاء احناف اہل حدیث ہیں کیونکہ وہ الفاظ حدیث سے بڑھ کر فہم حدیث اور فقہ میں سب سے ممتاز ہیں اور غیر مقلدین ہرگز اہل حدیث نہیں کیونکہ نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایک مسئلہ بھی احادیث سے استنباط نہیں کر سکتے۔ (الحطہ)

میٹھا میٹھا ہپ ہپ
کڑوا کڑوا تھو تھو

امام سفیان بن عیینہ

حکیم صادق صاحب لکھتے ہیں ''سفیان بن عیینہ کوفہ کے رہنے والے ہیں پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸ھ میں وفات پائی آپ بڑے پایہ کے حدیث کے امام ہیں (سبیل الرسول ص ۳۱۰ حاشیہ) یہ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اکیلے نمازی کے لئے ہے ھٰذَا لِمَنْ یُّصَلِّیَ وَحْدَہٗ مگر غیر مقلدین اس کو بالکل نہیں مانتے لیکن یہاں صادق صاحب نے سفیان بن عیینہ کا قول لکھ مارا'' مجھے امام ابو حنیفہؒ نے اہل حدیث بنایا'' اب اصل عبارت دیکھیں ''قال سوید بن سعید عن سفیان بن عیینہ قال اول من اقعدنی للحدیث ابو حنیفه قدمت الکوفة فقال ابو حنیفةؒ ان ھذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار فاجتمعوا علی فحدثتھم'' (الجواہر المضیہ ج ۱، ص ۳) اور فرماتے ہیں اول من صیرنی محدثا ابو حنیفةؒ (تاریخ ابن خلکان) اب دیکھئے صادق صاحب میں اگر ذرا دیانت ہے تو ذرا محدثین سے محدث کی شرائط نقل فرمائیں اور پھر اپنے فرقے کے ہر مرد وعورت جاہل عالم میں محدث کی شرائط دکھا دیں۔ خود صادق صاحب میں بھی محدث کی شرائط موجود نہیں ہیں۔ اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر حکیم صاحب حضرت سفیان بن عیینہ کا یہ قول بھی نقل فرما دیتے کہ قاری حمزہ کی قرأت اور امام ابو حنیفہؒ کی فقہ آفاق یعنی زمین کے کونوں تک پہنچ چکی ہے (مناقب ذہبی ص ۲۰) جس سے ثابت ہوا کہ پوری دنیا دوسری صدی ہجری میں ہی امام ابو حنیفہؒ کی تقلید پر جمع تھی۔ اور ساری دنیا میں دین کوفہ سے ہی گیا قرآن بھی کوفہ سے اور فقہ بھی کوفہ سے'' آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ

اللہ زَوَی لِیَ الاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ یَبْلُغُ مُلْکُھَا مَازُوِیَ لِیْ (ترمذی ص ۱۳۱۷ ابواب الفتن باب سوال النبیؐ ثلاثا فی امتہ) آنحضرتؐ کی اس پیش گوئی کے موافق ساری دنیا میں آپ کا دین پھیلا، ملکوں میں حکومتیں قائم ہوئیں چنانچہ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں ''وجمھور الملوک وعامة البلدان متمذھبین بمذھب ابی حنیفةؒ (تفہیمات الٰہیہ ج ۱، ص ۲۱۲) یعنی امام سفیان بن عیینہ کے دور دوسری صدی سے لے کر شاہ ولی اللہؒ کے دور بارھویں صدی تک تمام دنیا اور تمام ممالک میں عوام اور بادشاہ سب حنفی تھے یہ پیش گوئی جس طرح آنحضرتؐ کا معجزہ ہے اسی طرح احناف کے سچے ہونے کی بھی بڑی زبردست دلیل ہے۔

علامہ شامی تاتارخانیہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں

حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث انبته فی عھد ابی بکر الجوزجانی فابی الاان یترک مذھبه فیقرأ خلف الامام و یرفع یدیا عندالانحطاط و نحوذ اللشا فاجابه فذوجه فقال الشیخ بعد ماسئل عن ھذه واطرق رأسه النکاح جائز ولکن اخاف علیه اَن یذھب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذھبه الذی ھوحق عنده وترکه لاجل جیفةٍ منتنة ولوان رجلا برئ من مذھبه باجتھاد وضح له کان محموداً ماجوراً اما انتقال غیر من غیر دلیل بل لما یرغب من عرض الدنیا وشھوتھا فھو المذموم الآثم المستوجب للتادیب و التعزیر لارتکابه المنکر فی الدین واستخفافه بدینه ومذھبه (ردالمحتار باب التعزیر مطلب فیما ارتحل الیٰ غیر مذھبه ج ۳، ص ۱۹۰)

صادق سیالکوٹی نے سبیل الرسول ص ۳۱۲ پر اس واقعہ سے اپنا فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اصحاب الحدیث سے مراد محدث ہے اس میں اگر غیر مقلد کا لفظ دکھادیں تو ہم منہ مانگا انعام دیں گے پھر یہ واقعہ پورا بھی نقل نہیں کیا تاکہ لوگوں کو عبرت ہوتی۔

ابن خلدون: صادق صاحب نے سبیل الرسول ص ۳۱۲ پر ابن خلدون کا بھی حوالہ دیا ہے یہیں سے فقہ کی دو شاخیں نکل آئیں ایک قسم کے فقیہ اہل الرائے والقیاس ٹھہرے جن میں اہل عراق کا شمار تھا دوسری نوع اہل حدیث کہلائے جو کہ اہل حجاز تھے (ص ۴۶۷) ادھر حجاز میں حضرت امام مالکؒ کا نام نامی اور ان کے بعد امام شافعیؒ کا اسم گرامی سب سے پہلے سامنے آتا ہے انہیں بزرگوں کے مذاہب دنیا میں رائج ہوئے اس کے بعد منکرین قیاس کا طائفہ پیدا ہوا۔ جنہوں نے قیاس پر عمل کرنے کو سراسر لغو بتایا......... امت میں تو یہی تین مذہب حنفی مالکی شافعی زور پکڑ گئے (ص ۴۶۸) پھر منکرین قیاس یعنی ظاہریہ کے بارہ میں لکھتے ہیں ''اہل ظاہر کا تو یہ حشر ہوا کہ ان کے آئمہ کے ختم ہوتے ہی ان کا مذہب صفحہ ہستی سے ایسا مٹا کہ اب تک اس میں کوئی جان نہیں پڑی محض کتابوں میں لکھا پڑا ہے جو کیڑے کی غذا بن رہا ہے اور اب آج اگر کوئی طالب علم ان کی کتابوں سے ان کی فقہ اور ان کا مذہب سیکھنے بیٹھتا ہے تو وہ حقیقت میں وقت کو رائیگاں کھوتا ہے اور جمہور امت کو مخالف کے لئے چیلنج دیتا ہے اور امت کی طرف سے بدعتی کا نام بد حاصل کرتا ہے...... آئمہ اسلام نے اس کے مذہب کو بُری نظر سے دیکھا۔

اور اس کے مذہب کو لغو ثابت کر کے توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔ اس کی کتابوں کو کوئی ہاتھ تک نہ لگاتا اور ان کو چھوتا نہیں بازار میں بکنے آتیں تو کوئی خریداری پر راضی نہ ہوتا اور کبھی ہاتھ پڑ جاتیں تو پھاڑ دی جاتیں۔ (ص ۴۶۸)

امام احمد بن حنبلؒ کے بعد تمام شہروں میں تقلید کا دائرہ انہیں چار مذاہب میں

محصور و محدود رہا اور دوسرے مذاہب کے مقلد مٹ مٹا گئے اور یہیں سے اختلاف طرق و مذاہب کا باب بند ہو گیا اور اجتہاد کی راہ بھی مسدود ہو گئی کیونکہ اگر اجتہاد کا دروازہ پھر بھی کھلا رہتا تو سخت خطرہ تھا کہ نا اہل بھی اجتہاد کا دعویٰ کر بیٹھیں اور مجتہد ہونے کا دم بھریں اس لئے لوگوں نے انہیں مجتہدین میں سے کسی کی تقلید کو جائز رکھا بلکہ یہاں تک روا نہ رکھا کہ ایک کی تقلید اختیار کر کے پھر کسی دوسرے امام مجتہد کی تقلید کی جائے اور یوں دین کو ایک کھیل بنایا جائے۔ اب فقہ کا ماحصل یہی ہے کہ بیان کرنے کو تو سب آئمہ کے مذاہب بیان کئے جائیں لیکن ہر مقلد اقتداء صرف ایک ہی امام کی کرے۔ اور تصحیح اصول اور اتصال سند روایت کا پورا پورا لحاظ رکھے اور اب اجتہاد کی راہ ایسی بند ہوئی کہ اگر آج کوئی اجتہاد کا دعویٰ لے کر اٹھے تو اس کا دعویٰ اس کے منہ پر مار دیا جائے اور کوئی اس کی تقلید کی طرف رخ نہ کرے یہی وجہ ہے کہ سارے ممالک اسلامیہ میں اب انہیں مذاہب اربعہ کا چلن ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلدین بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ ان کا مذہب اجتہاد سے دور ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین آج عراق، ہند، چین، ماوراء النہر اور عرب و عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں ان کی کثرت کی وجہ دراصل یہ ہوئی کہ اول تو اس مذہب حنفی نے دار الاسلام عراق میں جنم لیا جس کو قدرۃً مقبولیت عامہ نصیب ہونی چاہیے پھر ان کے شاگردوں نے خلفائے عباسیہ کی صحبت میں رہ کر تالیفات کے تودے لگا دیئے اور شافعیوں کے ساتھ ان کے زبردست مناظرے رہے اور اختلافی مسائل میں اچھی اچھی بحثیں ان کے قلم سے نکلیں اور وہ علم میں منجھ گئے اور عمیق النظر بن گئے اور جو کچھ ان کی فضیلت اور برتری تھی وہ منظر عام پر آ گئی (ص ۴۶۹) چار مذاہب ممالک اسلامیہ میں رائج ہو گئے اور ہر مذہب ایک مستقل حیثیت پکڑ گیا اور اجتہاد کا دروازہ بھی مسدود تھا۔ (ص ۴۷۰)

دیکھئے علامہ ابن خلدون نے صرف چار مذاہب کا بار بار ذکر کیا ہے۔ وہ

Scanned with CamScanner

منکرین قیاس کو اہل حدیث ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ ان کو اہل السنت والجماعت کا مخالف اور بدعتی سمجھتے ہیں۔

طائفہ منصورہ

عام غیر مقلدین کی طرح صادق سیالکوٹی نے بھی طائفہ منصورہ والی حدیث کو اپنی جماعت پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ (سبیل الرسول ص ۳۱۱ دیکھو) یہ حدیث صحیح بخاری میں پانچ مقامات پر آئی ہے۔ (ج ا ص ۱۶ ج ا ص ۴۳۹، ج ا ص ۵۱۴، ج ۲ ص ۱۰۸۷، ج ۲ ص ۱۱۱۱، امام بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۷) پر ان الفاظ میں باب باندھتے ہیں۔ قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ لاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ (فی نسخة یقاتلون) وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ۔ اور حدیث معاویہؓ کے الفاظ یہ ہیں مَنْ یُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ وَلَنْ یَّزَالُ اَمْرُهٰذِهِ الْاُمَّةِ مُسْتَقِیْمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْحَتّٰی یَأْتِیَ اَمْرُاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِیْ ذٰلِکَ بَیَانٌ ظَاهِرٌ لِفَضْلِ الْعُلَمَاءِ عَلٰی سَائِرِ النَّاسِ وَلِفَضْلِ التَّفَقُّهِ فِی الدِّیْنِ عَلٰی سَائِرِ الْعُلُوْمِ (فتح الباری ج ا ص ۱۳۴ فی باب من یرد اللّٰه به خیرا یفقهه فی الدین) اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳۔۱۴۴، باب قول النبی ﷺ لاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ میں یہ الفاظ ہیں مَنْ یُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَلاتَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (مسلم ج ۲ ص ۱۴۴) اس میں رسول اقدس ﷺ نے تین باتیں صراحتہً بیان فرمائی ہیں (۱) وہ جماعت ہمیشہ رہے گی۔ احناف سب سے پہلے کے ہیں غیر مقلدین دور برطانیہ کی پیداوار ہیں۔ (۲) وہ فقہ میں سب سے برتر ہوگی یہ بھی احناف کو حاصل ہے غیر مقلدین تو فقہ کے منکر ہیں (۳) وہ جماعت جہاد کرے گی۔ جہاد کے لئے پہلے حکومت کا ہونا ضروری ہے تمام ممالک میں سلطنت

Scanned with CamScanner

بھی احناف کے پاس رہی اور جہاد بھی انہوں نے کئے غیر مقلدوں کو نہ کبھی حکومت نصیب ہوئی نہ جہاد کرنا قسمت میں ہوا۔ بلکہ جہاد کے خلاف رسالے لکھ کر جاگیریں حاصل کیں۔صادق سیالکوٹی صاحب نبیؐ کی تشریحات کو نہیں مانتا اور امتیوں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کہتے ہیں (۱) امام احمد نے فرمایا وہ اصحاب الحدیث ہیں۔قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں انما اراد احمد بن حنبل اهل السنة و الجماعة (شرح مسلم ج ۲ص ۱۴۳) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اپنے امام کی تقلید میں اصحاب الحدیث لکھتے ہیں اور وضاحت اہل السنّت والجماعت سے کرتے ہیں۔(غنیۃ الطالبین) علی بن المدینی اصحاب الحدیث کہتے ہیں مگر ان کے شاگرد امام بخاریؒ ہم اہل العلم کہہ کر سمجھا رہے ہیں کہ مراد طبقہ علمی ہے نہ کہ فرقہ مذہبی۔آپ کے مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی لکھتے ہیں ''بعض جگہ تو ان کا ذکر اہل حدیث سے ہوا ہے بعض جگہ اصحاب حدیث سے بعض جگہ اہل اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے مرجع ہر لقب کا یہی ہے (تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۸) معلوم ہوا کتب قوم میں اہل قرآن۔اہل حدیث،اہل فقہ،اہل صرف،اہل نحو،کسی فرقہ مذہبی کا نام نہیں بلکہ طبقات علمیہ کے نام ہیں۔صادق صاحب اگر بضد ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ وہ ہر صدی میں اپنی فقہ کی کتاب کا پتہ دیں ہر صدی میں ہر ملک میں اپنے بادشاہوں کا نام بتائیں اور ہر صدی میں جہادوں کی فہرست پیش کریں جو غیر مقلدین نے کئے ہوں۔ورنہ ہم احناف اپنی فقہ کی کتابوں کا نشان پانچویں صدی سے بارھویں صدی تک تو آپ کی کتاب سبیل الرسول ص ۲۲۱ سے دکھادیں گے۔

لطیفہ: طائفہ منصورہ اہل علم ہیں (بخاری ج ۲ص ۱۰۸۷) آپ کا علم یہ ہے کہ طحطاوی جو درمختار کی شرح ہے ان کی تاریخ یہ لکھی ہے کہ طحطاوی تو آٹھویں صدی میں لکھی گئی اور درمختار گیارھویں صدی میں لکھی گئی یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن کی تفسیر پہلی صدی میں لکھی گئی مگر قرآن پانچویں صدی میں اترا،یا کوئی کہے بخاری کی شرح فتح

Scanned with CamScanner

الباری دوسری صدی میں لکھی گئی اور بخاری تیسری صدی میں لکھی گئی۔ کیا کہیں۔

معشوق ما خورد سال ست نازنہ داند ہنوز

دست چپ از دست بازنہ داند ہنوز

علامت اہل بدعت

اہل بدعت محدثین کی بدگوئی کرتے ہیں (سبیل الرسول ص ۳۱۳) ذرا چورتلاش کرنے ہوں تو کسی غیر مقلد کے سامنے مسند امام اعظم کتاب الآثار امام محمد، کتاب الآثار ابو یوسف، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ، طحاوی، عقود الجواہر المنیفہ، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، الجواہر النقی فی الرد علی البیہقی، مرقات شرح مشکوٰۃ، فیض الباری شرح بخاری، زجاجۃ المصابیح، آثار السنن، معارف السنن بذل المجہود، محدثین کی کتابیں رکھ کر دیکھو کہ ان کتابوں اور ان کے مؤلفین کو کیا کیا صلوٰتیں سناتا ہے۔ ذرا یہ بتادو کہ محدثین نے محدثین کے حالات میں جو کتابیں لکھی ہیں وہ طبقات حنفیہ، طبقات شافعیہ طبقات مالکیہ، طبقات حنابلہ ہیں اس طرح سب محدثین مقلد ہیں، تو پھر دیکھو مقلدین کو کس طرح مشرک اور کافر اور بدعتی کہتے ہیں۔

ص ۳۱۴ پر ابن ابی داؤد کا خواب ذکر کیا ہے اولاً تو امام ابوداؤد نے خود فرمایا میرا بیٹا کذاب ہے۔ ابن صاعد، ابن عدی اور ابراہیم ابو ہریرہ الاصبہانی نے بھی اسے کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال ج ۲، ص ۴۳۳) اور خود حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے انا اول صاحب حدیث فی الدنیا (تاریخ بغداد) لیکن صادق صاحب نے اول کا لفظ نقل نہیں کیا ورنہ ۸ ھ میں جب ابو ہریرہؓ اسلام لائے اس سے پہلے سب صحابی اہل حدیث نہیں رہیں گے۔ اگر یہ خواب صحیح بھی ہو تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کب فرمایا ہے میرے فرقہ کا نام صاحب الحدیث ہے۔ کوئی کہے کہ میں صرفی ہوں نحوی ہوں، عروضی ہوں تو کیا آپ یہ ان کے مذہبی فرقوں کا نام سمجھیں گے۔ افسوس ہے ایسی سمجھ پر اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ میں بھی محدث تھا طبقہ علمی میں اور بس۔

اہل السنت والجماعت حنفی

سوال: آپ حنفی کہلا کر خوش ہوتے ہیں یا اہلحدیث؟ ص ۳۱۵

جواب: ہم اہل السنت الجماعت حنفی کہلا کر خوش ہوتے ہیں کیونکہ ہماری نسبت نبی پاکؐ سے بھی ملتی ہے صحابہ سے بھی اور امام صاحبؒ سے بھی صحیح عبارت یہ ہے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین خود کو حنفی نہیں کہتے تھے۔ (ص ۳۱۶ سبیل الرسول)

صحابہ: حنفی شافعی نہیں کہلاتے تھے (ص ۳۱۶) صحابہ قرآن پڑھتے تھے وہ اگرچہ قرأت حمزہ، قرأت حفص کا نام بھی نہ جانتے تھے مگر آج صحابہؓ کے طرز پر قرآن پڑھنا چاہو تو ان ہی قرءا کی قرأت میں پڑھنا ہوگا۔ اسی طرح صحابہؓ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ، بلوغ المرام کا نام تک نہیں جانتے تھے مگر احادیث پر عمل کرتے تھے نہ رواہ البخاری کہتے نہ رواہ مسلم، لیکن آج احادیث کے لئے ان حضرات کی طرف نسبت ضروری ہے اسی طرح صحابہ آئمہ اربعہ کا نام نہیں جانتے تھے مگر عمل فقہ پر ہی کرتے تھے۔ آئمہ اربعہ نے ان کے ہی فقہی مسائل کو مرتب فرمایا ہے۔ جن مسائل میں صحابہؓ کا اتفاق تھا وہ سب نے جمع فرما لئے جن میں صحابہؓ کا اختلاف تھا ان میں سے ایک ایک پہلو کو لے لیا۔ آج ان کی فقہ کے بغیر صحابہؓ کی اتباع کا کوئی طریقہ ہی نہیں ہے۔

ص ۳۱۹ ـ نمود روئے تو گلہائے باغ راچہ کنم
چوں آفتاب برآمد چراغ راچہ کنم

منکر حدیث مسلمان نہیں: ص ۳۱۶ اسی طرح مطلق فقہ کا منکر بھی نص قطعی اور احادیث متواترہ کا منکر ہے اس لئے کافر ہے۔

کیا ایسی کتابوں میں عشقیہ اشعار لکھنا جو عورتوں نے بھی پڑھنی ہیں دل کی گندگی کی دلیل اور مرزا قادیانی کا طریق نہیں؟ پھر اجتہاد کا تو تعلق ہی ان مسائل سے ہے جو صحیح صریح غیر معارض حدیث میں نہ ہوں جب آفتاب نہ ہو تو پھر اندھیرے میں

بیٹھنا چمگادڑ صفت لوگوں کا ہی کام ہے۔

ص ۳۲۰: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي: حَدَّثَنَا اَبُو حَصِيْنِ الْوِدَاعِیْ حَدَّثَنَا اَبُو طَاهِرٍ اَحْمَدُ بْنُ عِيْسیٰ الْعَلَوِیْ حَدَّثَنَا ابن اَبِیْ فَدَیْکٍ حدثنا هِشَامُ بن سَعِد عَنْ زَيْدِ بن اَسْلَمَ عن عَطَا عن ابْنِ عَبَّاس عن عليٍّؓ قال قال رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ قُلْنَا مَنْ خُلَفَاءُ کَ قَالَ الَّذِيْنَ يَرْؤُوْنَ اَحَادِيْثِیْ وَيَعْلَمُوْنَ النَّاسَ قُلْتُ هٰذَا بَاطِل (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۷ فی ترجمة احمدبن عیسیٰ والرمهذی فی المحدث الفاصل موضوع واحمد بن عیسیٰ وضاع (نصب الرایہ ج۱ ص ۳۴۸ فی بحث الجہر بالبسملہ)

پھر اس سے مراد محدثین ہیں جو طبقہ علمی ہے نہ کہ کوئی فرقہ مذہبی یہاں تو روایت حدیث اور تعلیم حدیث کا بیان ہے کیا آپ کے فرقہ کا ہر شخص محدث ہے۔

کتب فقہ کی فہرست (ص ۲۲۱) دجل کی انتہاء جیسے کوئی معارف القرآن کی تاریخ کو نزول قرآن کا سال بتائے۔ ذرا لامذہبوں کی کتابوں کی لسٹ بھی اسی طرح صدی وار تحریر فرمائیں۔ امام محمدؒ، امام ابو یوسف کی کتابوں کا سنہ تحریر کیوں نہیں فرمایا۔

(تقریب)

الیوم ص ۱۴۰: عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلیٰ ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُنَّ فِیْ النَّارِ اِلاوَاحِدَةً قَالُوْا وَمَا تِلْکَ الْفِرْقَة قال مااَنَا عَلَيْهِ اَلْيَوْمَ وَاَصْحَابِیْ رواه الطبرانی فی الصغیر وفیه عبدالله بن سفيان قَالَ الْعُقَيْلِی لايُتَابَعُ عَلٰی حَدِيْثِهٖ هٰذَا وَقَدْ ذَكَرَهٗ ابن حَبَّانَ فِیْ الثِّقَاتِ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۹ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۳۰) یعنی یہ راوی مجہول بھی ہے اور اس کا متابع بھی کوئی نہیں اور صادق نے ص ۱۴۰ پر الملل والنحل کے حوالہ سے نقل کی ہے جو وہاں بالکل بے سند ہے۔

Scanned with CamScanner

سبیل ص ۳۶۹ حدیث ابی ھریرہؓ تَعمَلُ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ رَوَاہُ اَبُوْیَعْلیٰ وَفِیْہِ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰن الذُّھْرِی متفق علی ضعفہٖ (مجمع الذوائد ج ۱ ص ۱۷۹) اس حدیث کی ایک دوسری سند بھی جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۳۴ پر ہے جس میں محمد بن اللیث (میزان ج ۴ ص ۲۳ جبارۃ بن المفلس میزان ج ۱ ص ۳۸۷ حماد بن یحییٰ الابح، جامع ج ۲ ص ۱۳۵) حضرت ابوہریرہؓ کے بہت سے فتوے ہیں جو بلا ذکر دلیل موجود ہیں۔ مثلاً کتے کے برتن کا تین بار دھونا وغیرہ۔

سبیل ص ۳۶۹ حضرت عمرؓ کا اہل الرائے کو اعداء السنن فرمانا جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۳۴، ۱۳۵ پر اسکی سندوں پر کلام ہے اور مراد اہل بدعت ہیں ورنہ قیاس شرعی کے وہ خود قائل ج ۲ ص ۵۶، ج ۲ ص ۵۷، ج ۲ ص ۵۹ اور کئی فتاویٰ آپ کے بلا ذکر دلیل ہیں۔ اعداء کے لفظ سے بھی اہل بدعت کا مطلب ہی نکلتا ہے کیونکہ بدعت ہی سنت کو مٹاتی ہے۔ قیاس شرعی تو سنت کو سمجھاتا ہے نہ کہ مٹاتا ہے۔

اصحاب الرأی قوم یفتون سے مراد غیر مقلدین ہیں کہ پوری قوم کا ہر آدمی اپنی اپنی رائے پر چلے گا یہ نہ ہوگا کہ سارے ایک کی تقلید کر لیں کیونکہ ایک روایت میں ہے وَلٰکِنْ فُقَھَاءُ کُمْ یَذْھَبُوْنَ ثُمَّ لاتَجِدُوْنَ مِنْہُ خَلْفاً وَیجِیْءُ قَوْمٌ یُفْتُوْنَ الاُمُوْرَ بِرَأیِھِمْ (جامع ج ۲ ص ۱۳۵) وفی روایۃ قُرَّاءُ کُمْ وَعُلَمَاءُ کُمْ یَذْھَبُوْنَ وَ یَتَّخِذُ النَّاسُ رُؤُسًا جُھَّالاً یُفْتُوْنَ الاُمُوْرَ بِرَائِیِھِمْ. (ج ۲ ص ۱۳۶) یہ ابن مسعود کا فرمان ہے یعنی وہ لوگ فقہاء کے باغی اور جاہل ہوں گے یہی غیر مقلدین ہیں۔

سبیل ص ۳۷۰ پر یفتون الامور برائیھم (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۹) کے حوالہ سے درج ہے مگر آخری الفاظ فَیُحِلُّوْنَ الْحَرَامَ وَیُحَرِّمُوْنَ الْحَلَالَ چھوڑ دیئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مجتہدین اس سے مراد نہیں کیونکہ وہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام بتاتے ہیں ولا عکس اس لئے عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں (خُذْمِنَ

الرَّأیِ مَایُفَسِّرُلَکَ الْحَدِیْث (جامع ج ۲ ص ۱۳۷)

علامہ شعبیؒ وعن الشعبی ذم القیاس و معناه عندنا قیاس علی غیر اصل لئلا یتنا قض ماجاء عنه جامع (ج ۲ ص ۶۲) ان فتاویٰ کو اس تقلید کے خلاف پیش کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل ہے۔ سبیل ص ۱۷۱ پر حدیث حسد یہود والی لکھی ہے قول امامھم سے امام جماعت غرباء مراد ہو۔

حکیم صاحب نے ص ۲۲۷ پر ایک عنوان قائم کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے اختلاف

اس کے بعد صفحہ ۲۲۹ سے لیکر صفحہ ۲۶۴ تک اکیس مسائل نقل کئے ہیں۔ ہم یہاں پر ترتیب وار اعتراض نقل کر کے ان کے جواب عرض کرتے ہیں۔

(۱) کتے کا ناپاک برتن

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۲۹ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے یہ پہلا مسئلہ لکھا ہے۔

رسول اللہ کا حکم

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدُکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (بخاری مسلم)

حضرت ابوھریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب کتا تمہارے برتن میں سے پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھوؤ۔

فقہ کا اختلاف

یغسل الاناء من ولوغه ثلثا (ھدایہ کتاب الطہارت)

جب برتن سے کتا پی جائے اسے تین بار دھوؤ۔

بخاری شریف مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث کے خلاف بے دلیل قول

بھائیو غور کرو۔

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

(۱) کتے کے جھوٹے برتن کو سات دفعہ دھوڈالو آٹھویں دفعہ مٹی سے مانجھو۔ (مسلم عن عبداللہ بن المغفل)

(۲) کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھوؤ۔ (بخاری عن ابی ھریرۃؓ)

(۳) کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھوؤ (کامل ابن عدی عن ابی ہریرۃؓ ہذا صحیح وحسن۔ (معارف السنن ج۱ ص ۳۲۵)

یہ آنحضرت ﷺ کے تین حکم ہیں آٹھ مرتبہ دھونا۔ سات مرتبہ دھونا۔ تین مرتبہ دھونا۔

حضرت ابوہریرہؓ کا فتویٰ

کتا برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونا (دارقطنی، طحاوی، بسند صحیح آثار السنن ج۱ ص۱۲) محدث طحاویؒ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کا تین بار دھونے کا فتویٰ دینا واضح دلیل ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی سات دفعہ دھونے والی حدیث منسوخ ہے کیونکہ ہم حضرت ابوہریرہؓ سے حسن ظن رکھتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے کچھ اور سنیں اور پھر فتویٰ آپ کے خلاف دیں۔ اس سے تو آپؓ کی عدالت ہی ساقط ہوجائے گی اور صحابہؓ سب کے سب عادل ہیں۔

(طحاوی ج۱ ص۲۳)

مکہ مکرمہ: کے مفتی حضرت عطاءؒ سے جب کتے کے جھوٹے برتن کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے یہ سب سنا ہے سات مرتبہ، پانچ مرتبہ اور تین مرتبہ۔ (عبدالرزاق ج۱، ص۹۷)

مدینہ منورہ: معمر جو سات اور آٹھ دفعہ دھونے کی حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں میں نے امام زھریؒ سے کتے کے جھوٹے برتن کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا تین

مرتبہ دھویا جائے۔ (عبدالرزاق ج ۱ ص ۹۷)

کوفہ: سیدنا الامام الاعظمؒ بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ برتن تین مرتبہ دھویا جائے۔

آنحضرت ﷺ سے یہ تین حکم مروی ہیں جو بظاہر متعارض ہیں اور خود آنحضرت ﷺ سے ان کے بارہ میں کوئی فیصلہ مروی نہیں کہ کونسا پہلے کا ہے اور کونسا بعد کا۔ اور جو فیصلہ صراحۃً کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اس میں بنص حدیث معاذؓ مجتہد اجتہاد سے جو فیصلہ دے وہ لازم العمل ہوگا۔

ایک واضح حدیث: احادیث پر نظر رکھنے والا جانتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں کتوں کے بارہ میں احکام بہت سخت تھے ان کو مار ڈالنے کا حکم تھا بعد میں ان سے شکار کھیلنے کی اجازت مل گئی اور احکام نرم کر دیئے گئے اس لئے خیر القرون میں تمام مراکز اسلام مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ میں فتویٰ تین پر ہی رہا۔

حکیم صاحب نے احناف کثرا اللہ سوادھم پر اعتراض کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ سے بھی دھوکا کیا کہ آپؐ کے تین حکموں میں سے ایک حکم بتایا اور دو کو چھپایا جو سبیل رسول نہیں سبیل یہود ہے۔

دوسرا فریب یہ کہ صحابی رسولؐ اور تابعین کے صحیح فتوؤں کو چھپایا۔ انہوں نے تین والی حدیث پر فتویٰ دیا تھا۔ اس نے خیر القرون والوں کے خلاف محض ضد اور نفسانیت سے اس فتویٰ کی مخالفت کی۔

ہدایہ کی مکمل عبارت

اور کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو تین مرتبہ دھویا جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھوو۔ اور کتے کا منہ پانی کو لگا تھا نہ کہ برتن کو تو جب برتن ناپاک ہو گیا تو پانی بدرجہ اولیٰ ناپاک ہو گیا یہ دلیل ہے کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور حدیث شریف میں تین مرتبہ کا عدد امام شافعیؒ پر حجت ہے جو سات مرتبہ کو شرط قرار دیتے ہیں کتے کا پیشاب جہاں لگ جائے تو

(بالاتفاق) تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور جس حدیث میں سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے وہ اسلام کے ابتدائی دور سے متعلق ہے (اب منسوخ ہے) (ہدایہ ج ا ص ۴۵) دیکھو صاحب ہدایہ نے مسئلہ کا ثبوت حدیث پاک سے دیا تھا۔ اور قیاس والی دلیل بھی نقل کی تھی اور سات والی روایت کا جواب بھی دیا تھا مگر حکیم صاحب نے ہدایہ کی عبارت نقل کرنے میں انتہائی خیانت کی ہے حکیم صاحب نے فقہ کے ایک مسئلہ کو حدیث کے خلاف ثابت کرنے کے لئے تین زبردست بے ایمانیاں کیں۔

(۱) احادیث رسول سے بے ایمانی

(۲) خیر القرون سے بے ایمانی

(۳) ہدایہ سے بے ایمانی

نوٹ: لامذہب اپنی بددیانتیوں کو چھپانے کے لئے جلدی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ سات والی حدیث صحیح ہے اور تین والی ضعیف ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ سات والی حدیث کو صحیح اور تین والی کو ضعیف اللہ کے نبی نے کہا ہے یا کسی امتی نے، اگر نبی پاکؐ نے فرمایا ہے تو حدیث پیش کرو، اگر کسی امتی نے کہا ہے تو امتی کی تقلید آپ کے مذہب میں شرک ہے۔

پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ امتی خیر القرون کا مجتہد ہے یا مابعد خیر القرون کا غیر مجتہد، تو ہم خیر القرون کے مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی غیر مجتہد کی بات تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ خیر القرون والوں کی خیریت حدیث صحیح سے ثابت ہے اور بعد والوں کی خیریت حدیث سے ثابت نہیں اور مجتہد کی طرف رجوع حدیث سے ثابت ہے کسی غیر مجتہد کی طرف رجوع حدیث سے ثابت نہیں۔

حکیم صاحب نے احناف پر اعتراض کرنے کے لئے تو دیانت و امانت سب کو خیرباد کہہ دیا مگر صحیح بخاری ص ۲۹ ج ا پر کتے کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے کی اجازت دی ہے ذرا اس طرف بھی توجہ فرماتے اور آپ کے علامہ وحید الزمان لکھتے

ہیں کتے کا پیشاب پاک ہے (ہدیۃ المہدی ج ۳ ص ۷۸) اور نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں کتے کے گوشت، خون، بال اور پسینہ کے نجس ہونے پر دلیل نہیں ہے (بدور الاہلہ ص ۱۶) حکیم صاحب آپ نے ان کی تردید میں کیا لکھا ہے جو کوئی امتی کے نام سے نہیں بلکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے نام سے ایسے گندے مسائل پھیلا کر نبی معصوم ﷺ کو بدنام کر رہے ہیں۔

حکیم صاحب! آپ کے ابن حزم نے یہ لکھا ہے کہ بیوی کو حق مہر میں کتا دینا جائز ہے۔ حکیم صاحب! ذرا اس کی تفصیل بیان فرمائیں کہ آپ کے مذہب میں کنواری کے لئے کس نسل کا کتا اور ثیبہ کے لئے کس نسل کا کتا مطلوب ہے

(۲) بیت اللہ کی چھت پر نماز

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۳۰ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے یہ مسئلہ لکھا ہے۔

پیغمبر رحمت کی ممانعت

عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ نَهٰی اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِی الْمَذْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْقَبْرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَمَعَاطِنِ الاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِبَیْتِ اللهِ......

قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر اسناده لَیْسَ بِذٰلِکَ الْقَوِیُّ وَقَدْ تَکَلَّمَ فِیْ زَیْدُ بْنُ جُبَیْرَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ.

(ترمذی ص ۷۷ باب ماجاء فی کراهیة مایصلی الیه وفیه و ابن ماجه ص ۵۴ باب المواضع التی تکره فیها الصلوٰة)

فقہ کا اختلاف

ومن صلی علی ظهر الکعبة جَازت صلوتهٗ خلافا للشافعی

لان الکعبة ھی العرصة والھواء الی عنان السماء عندنا دون البناء لانه ینقل الا تریٰ انهٗ لو صلی علی جبل ابی قبیس جاز ولابناء بین یدیه الاانه یکره لما فیه من ترک التعظم وقد وردالنھی عنه عن النبی ﷺ (ہدایہ ج۱ص۱۸۵)

حکیم صاحب نے پہلے تو حدیث نہایت نامکمل نقل کی اور خط کشیدہ جملے چھوڑ دیئے پھر اس پر امام ترمذیؒ نے جو جرح کی وہ بھی نقل نہ کی اور جو باب ترمذی اور ابن ماجہ نے کراہت کے لفظ سے باندھا اس کو بھی نقل نہ کیا۔ اور پھر ہدایہ کی عبارت بھی نامکمل نقل کی تمام خط کشیدہ عبارت چھوڑ دی۔ صاحب ہدایہ نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اس حدیث سے بیت اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھانے کو مکروہ ثابت کیا لیکن حکیم صاحب نے المعترض کا لاعمیٰ کا پورا کردار ادا کیا۔

حکیم صاحب نے ایک قاعدہ از خود گھڑا کہ آنحضرت ﷺ جس سے منع فرما دیں اس میں جواز بالکراہۃ کیسے ہوسکتا ہے، تو حکیم صاحب کا فرض ہے کہ اپنے اس قاعدہ کو پہلے حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں نُهِينَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْنَا (بخاری ج۱ص۱۷۰) اور فرماتی ہیں كُنَّا نُنْهٰى عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْنَا (مسلم ج۱ص۳۰۴) امام نوویؒ فرماتے ہیں معناہ نهانا رسول اللہ ﷺ عن ذلک نھی کراھة تنزیه لا نھی عزیمة وتحریم (نووی ج۱ص۳۰۴) حکیم صاحب! صحابیات بھی جانتی تھیں کہ نھی کبھی کراہت کے لئے ہوتی ہے کبھی تحریم کے لئے۔ حکیم صاحب! بیع میں دھوکا منع ہے مگر ایک شخص جو دھوکا کھا جاتا تھا اسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تُم لاخلا بَۃَ کہہ دیا کرو امام بخاریؒ اس پر ان الفاظ میں باب باندھتے ہیں مایکره من الخداع فی البیع (صحیح بخاری ج۱،ص۲۸۴) حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس باب کا مطلب بیان فرماتے ہیں کانه اشار بھذا الی ان الخداع فی البیع مکروه

ولکنہ لا یفسخ البیع (ھامش بخاری ج ۱ ص ۲۸۴ نمبر ۱۰) اور خود اسی زیر بحث حدیث پر امام ترمذی اور ابن ماجہ نے کراہت کا باب باندھا ہے ان پر تو اعتراض نہیں کیا مگر صاحب ہدایہ پر اعتراض کیا۔ کیا حضرت ام عطیہ امام بخاری۔ امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام نوویؒ پر بھی مخالفت حدیث کا الزام لگے گا۔

حکیم صاحب! یہ بددیانتیاں سبیل رسول نہیں سبیل یہود ہیں۔

حکیم صاحب! فقہ پر اعتراض کرنے کے لئے سمجھ بوجھ اور علم کی ضرورت ہے۔ جس سے صرف آپ ہی نہیں اپ کا سارا فرقہ محروم ہے۔ آپ اپنے استاد محترم کی آنکھوں دیکھی شہادت پڑھیں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ ''اہل حدیث جماعت اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکا نہ کھائے ان میں بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض کانگرسی ہیں (احیاء المیت ص ۳۴) حکیم صاحب دانا سچ کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہنچانا جاتا ہے۔

حکیم صاحب آپ نے مشکوٰۃ میں یہ حدیث پڑھی ہوگی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا جو سچے دل سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے خدا تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں لیکن آپؐ نے حضرت معاذؓ کو روک دیا کہ لوگوں کو اس کی خبر نہ دینا اس روک کے باوجود حضرت معاذؓ نے موت کے وقت یہ حدیث سنا دی بلکہ اس کے نہ سنانے کو گناہ سمجھا (مشکوٰۃ) حکیم صاحب آنحضرتؐ نے جس سے روک دیا تھا اس کو سنانا ہی رسول پاکؐ کی کیا کم مخالفت تھی لیکن اب نہ سنانے کو گناہ سمجھنا یہ تو انتہا ہوگئی۔ فرمائیں آپ کے اصول پر معاذ اللہ حضرت معاذؓ منکر حدیث بن کر فوت ہوئے یاد رکھنا کسی امتی سے اس کی تاویل نقل نہ کرنا، صاف آنحضرت ﷺ کی حدیث پیش کرنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ اب نہ سنانا صرف موت کے وقت سنانا نہ سناؤ گے تو گنہگار ہو گے۔

(۳) عورتوں کی امامت کا مسئلہ

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۳۱ پر اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے کہ اس میں فقہ اور حدیث میں اختلاف ہے۔ جماعت کی نماز میں امام مقتدیوں کے آگے کھڑا ہوتا ہے دو یا دو سے زیادہ مقتدیوں کے ہوتے ہوئے امام کا آگے کھڑا ہونا اسلام میں سنت متواترہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ خلفائے راشدین اور تمام امت کا عمل یہی ہے۔ اس لئے دو یا دو سے زائد مقتدیوں کے ہوتے ہوئے امام کا مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہو کر جماعت کرانا اس سنت متواترہ کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے اور پورے ذخیرہ حدیث میں ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث موجود نہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ اس مسئلہ میں عورتوں کا حکم مردوں سے مختلف ہے حکیم صاحب اور ان کا سب فرقہ شاذہ قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

حکیم صاحب نے ابوداؤد امامۃ النساء سے حضرت ام ورقہ کی حدیث نقل کی ہے جَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا (ج ۱ ص ۶۱) حکیم صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کی سند میں ایک راوی محمد بن فضیل ہے جو سچا تو ہے مگر مذہباً شیعہ ہے دوسرا راوی ولید بن عبداللہ بن جمیع ہے جو سچا تو ہے مگر وہم کا مریض اور مذہباً شیعہ ہے تیسرا راوی عبدالرحمٰن بن خلاد ہے جو مجہول ہے (۲) پھر حکیم صاحب نے حدیث کا یہ جملہ چھوڑ دیا کہ حضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ اپنے گھر کے لئے ایک مؤذن رکھے۔ دوسری روایت میں ہے حضرتؐ نے خود مؤذن مقرر فرما دیا۔ شاید اس طرح ہر غیر مقلد گھر کو ایک ایک مستقل مؤذن رکھنا پڑے گا جس پر ان کا عمل نہیں ہے پھر اس حدیث میں حضور ﷺ کا امر موجود ہے امر وجوب کے لئے ہوتا ہے تو غیر مقلدین کا فرض ہے کہ ہر گھر میں عورت کی امامت کو واجب قرار دیں یہ اجازت کا لفظ حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ پھر اس حدیث میں حضرتؐ نے امام

عورت کو مقتدیوں سے آگے کھڑے ہونے سے منع نہیں فرمایا تو ہر غیر مقلد گھر کے مرد اپنی بیوی کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز با جماعت ادا کیا کریں۔ الغرض یہ حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ ہی اس حدیث کے ظاہر الفاظ پر امت میں کسی کا عمل ہے کہ ہر گھر میں مستقل مؤذن ہو اور مستقل جماعت عورت کرائے۔

پھر حکیم صاحب کو مندرجہ ذیل احادیث جو کلیہ قاعدہ کی حیثیت رکھتی ہیں نظر کیوں نہیں آئیں۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قال لا خَيْرَ فِيْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ اِلافِيْ الْمَسْجِدِ! وَفِيْ جَنَازَةٍ قَتِيْلٍ رواه احمد والطبرانی (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۵) حضرت علی فرماتے ہیں لاتَؤُمُّ الْمَرْأَةُ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۸۶) اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَاوَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا (مسلم ج ۱ ص ۱۸۲) عورت کے لئے تو مقتدی بن کر بھی اگلی صف میں کھڑے ہونا منع ہے پھر اس کی امامت کیسے جائز ہو گی۔

حکیم صاحب! جب گھر کے مرد عورت کے مقتدی بنیں گے تو ان پر امام صاحبہ کی اطاعت واجب ہو گی یا نہیں اگر وہ اطاعت کریں گے تو حضرت کا فرمان ہے هَلَكَتِ الرِّجَالُ حِيْنَ اَطَاعَتِ النِّسَاءِ رواه احمد والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ حکیم صاحب یہ کہیں کہ ہم تو صرف اس کے قائل ہیں کہ صرف عورت عورتوں کی جماعت کرائے تو ان کی پیش کردہ حدیث میں یہ ذکر نہیں بلکہ سب گھر والوں کی امامت کا حکم ہے اور گھر میں مرد بھی ہوتے ہیں اور ہماری پیش کردہ حدیث سے پتہ چلا کہ عورت کی جماعت میں کوئی خیر نہیں اور خیر سے خالی ہونا ہی دلیل کراہت ہے حکیم صاحب نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جو روایت نقل کی ہے اولاً تو وہ صحیح نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی لیث بن ابی سلیم ہے جو ضعیف ہے (میزان الاعتدال) دوسرے اس طریقہ کی تائید آنحضرت ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں اور جماعت کے وقت مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا بالاتفاق مکروہ ہے ہاں

Scanned with CamScanner

ایسے مکروہ کا ارتکاب کسی ضرورت کے تحت کیا جاسکتا ہے مثلاً کسی کو نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے جیسے ظہر وعصر میں امام کا بلند آواز سے قرآن پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے مگر صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ بغرض تعلیم کبھی کبھار کوئی آیت اونچی آواز سے پڑھ دیتے تھے۔ ایسی ضرورت کے وقت کراہت نہیں رہتی۔ لیکن اس کو جواز کا قاعدہ بنا لینا یقیناً مکروہ ہے الغرض حکیم صاحب نے سبیل یہود پر عمل کرتے ہوئے دو ضعیف حدیثیں لکھیں اور باقی صحیح حدیثوں کو چھپایا۔ اور بالکل یہی دھوکا ہدایہ کے ساتھ کیا اس کی عبارت بھی مکمل نہیں لکھی۔

مکمل عبارت

ویکرہ للنساء ان یصلین وحدھن الجماعة لانھا لاتخلوعن ارتکاب محرم وھوقیام الامام وسط الصف فیکرہ کا العراۃ وان فعلن قامت الامام وسطھن لان عائشة فعلت کذلک وحمل فعلھا الجماعة علیٰ ابتداء الاسلام ولان فی التقدم زیادۃ الکشف (ہدایہ باب الامامت ص۸۴، ایچ ایم سعید)

حکیم صاحب نے ہدایہ کی عبارت نامکمل پیش کی صاحب ہدایہ نے خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہی ثابت کر دیا کہ اس سے ہی کراہت نکلتی ہے کیونکہ امام کا مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

ایک سوال حکیم صاحب آپ تو حدیث وفقہ میں بددیانتی کر کے بھی تضاد ثابت نہ کر سکے لیکن ذرا دیانت داری سے اس کا جواب دیں کہ آنحضرت ﷺ نے تاکید کے ساتھ دو مرتبہ فرمایا لَا صَامَ مَنْ صَامَ الاَبَد جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس کا روزہ ہی نہیں ہوگا (بخاری ج ۱ ص ۲۶۵) مگر امام شعبہ بن الحجاج صائم الدھر تھے (میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۰) امام بخاریؒ صائم الدھر تھے (میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۰

Scanned with CamScanner

) حافظ عبداللہ روپڑی صائم الدہر تھے (نتائج التقلید ص ۳۰) ان حضرات کو آپ بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث کا مخالف سمجھتے ہیں یا نہیں سمجھتے ہیں تو ان کے خلاف آپ نے کونسی کتاب لکھی ہے۔

(۴) نابالغ کی امامت کا مسئلہ

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۳۲ پر بچے کی امامت کا مسئلہ ذکر کیا ہے کہ حدیث سے بچے کی امامت جائز ہے اور فقہ ناجائز کہتی ہے۔ لیکن بچے کی امامت کے جواز میں نہ تو وہ آنحضرت ﷺ کا حکم پیش کر سکے کہ بالغ مرد نابالغ بچے کو اپنا امام بنا لیا کریں۔ نہ حضرتؐ کا فعل ثابت کر سکے کہ خود آنحضرت ﷺ نے کسی نابالغ بچے کو مردوں کا امام بنایا ہو اور نہ یہ ثابت کر سکے ہیں کہ عمرو بن سلمہ سات سالہ بچے کی امامت کا حضورؐ کو علم ہوا اور آپ خاموش رہے ویسے عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ جھوٹ لکھ دیا ہے کہ حضورؐ کو علم ضرور تھا اور آپؐ نے سکوت فرمایا یہ بالکل غلط ہے حکیم صاحب نے بخاری کا حوالہ دیا ہے مگر بخاری میں یہ ہرگز مذکور نہیں۔ عمرو بن سلمہ کے خاندان کے لوگ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضرت کا حکم سنا کہ جو زیادہ قرآن پڑھا ہو اس کو امام بناؤ انہوں نے اپنی رائے سے عمرو بن سلمہ کو امام بنا لیا اس حال میں کہ عمرو بن سلمہ کی چادر پھٹی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے چوتڑ ننگے ہوتے تھے پیچھے نماز پڑھنے والی عورتوں نے کہا امام صاحب کے چوتڑ تو چھپا دو (ابوداؤد) حکیم صاحب نے پورا واقعہ اس لئے نقل نہیں کیا کہ اس حدیث سے استدلال کی صحت سے ستر عورت کا وجوب بھی ختم ہو جاتا اور احناف کی ضد میں ان کے آئمہ مساجد کو چوتڑ ننگے کر کے نمازیں پڑھانی پڑتیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ بچے کو امام بننے کی تو کیا اجازت دیتے وہ بچے کو پہلی صف سے آگے بڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لَا يَتَقَدَّمُ الصَّفَّ الْأَوَّلَ أَعْرَابِيٌّ وَّلَا أَعْجَمِيٌّ وَّلَا غُلَامٌ لَمْ يَحْتَلِمْ۔

(دارقطنی باب من یصلح ان یقوم خلف الامام ج ۱، ص ۲۸۱)

Scanned with CamScanner

(۲) اہل طائف نے نماز تراویح میں ایک بچے کو امام بنالیا اور حضرت عمرؓ کو بطور خوشخبری یہ بات لکھی حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں ہرگز نہیں چاہیے کہ لوگوں کا امام ایسے بچے کو بناؤ جس پر حدود واجب نہیں۔ (عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۹۸)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے ہمیں منع فرمادیا تھا کہ ہم امامت اس حال میں کرائیں کہ قرآن پاک مصحف سے دیکھ کر پڑھ رہے ہوں اور ہمیں منع فرمایا کہ ہم کسی نابالغ کو امام بنائیں (کنز العمال ج ۴ ص ۲۴۶)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لڑکا اس وقت تک امام نہ بنے جب تک اس پر حدود واجب نہ ہوں (یعنی جب تک بالغ نہ ہو جائے) رواہ الاثرم فی سننہ کذافی المنتقی۔ (اعلاء السنن ج ۴ ص ۲۸۲)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں لڑکا جب تک بالغ نہ ہو امام نہ بنے۔ (عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۹۸)

(۶) مکہ مکرمہ کے مفتی حضرت عطاء فرماتے ہیں لڑکا امامت نہ کرائے۔ جب تک بالغ نہ ہو۔ (عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۹۸)

(۷، ۸، ۹) حضرت عمر بن عبد العزیز، امام شعبی. امام مجاہد فرماتے ہیں لڑکا جب تک بالغ نہ ہو امامت نہ کرے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۳)

(۱۰) ابراہیم نخعی (صحابہ وتابعین) اس سے کراہت کرتے تھے کہ لڑکا بالغ ہونے سے پہلے امام بنے۔ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۸۵)

(۱۱) آنحضرت ﷺ نے امام کو ضامن فرمایا ہے۔
(احمد طبرانی مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۴۳)

اب اگر امام کی نماز نفل ہوگی اور مقتدی کی فرض ہوگی تو وہ ضامن کیسے بنے گا اور ظاہر ہے کہ نابالغ بچے کی نماز نفل ہوتی ہے اور مردوں کی فرض تو وہ کیسے امام بن سکتا ہے معلوم ہوا کہ اس مسئلے کو خلاف حدیث کہنا حکیم صاحب کی جہالت کا کرشمہ ہے۔
حکیم صاحب ذرا ہمت کر کے حضرت عمر بن عبد العزیز حضرت ابراہیم نخعی اور اس دور

کے صحابہ وتابعین کو منکرین حدیث کی لسٹ میں درج فرمالیں یا پھر بیچارے احناف سے بھی درگزر فرمالیا کریں۔

حکیم صاحب نے جس طرح نقل احادیث میں حق کو چھپایا ایسے ہی فقہ کی کتاب ہدایہ کی عبارت بھی نامکمل نقل کی ولایجوز للرجال ان یقتدوا بامرأة اوصبی واما الصبی لانه متنفل فلا یجوز اقتداء المفترض به.

(ہدایہ ج ا ص ۸۴، ۸۵۔ ایچ یم سعید)

حکیم صاحب آنحضرت ﷺ نے بڑی تاکید سے موت کی تمنا سے منع فرمایا تھا اور بے چارگی کی حالت میں صرف ایک خاص دعا کی اجازت دی تھی ذرا الفاظ ملاحظہ ہوں۔

قال النبی ﷺ لَایَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَاکَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَاکَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِیْ.

(بخاری ج ۲ ص ۸۴۷ عن عائشہ)

لیکن اتنی تاکیدی نہی کے بعد بھی امام بخاریؒ آخر عمر میں یہ دعا مانگتے رہے۔ ''اے اللہ زمین باوجود کشادگی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے تو مجھے اپنی طرف اٹھالے'' ایک ماہ پورا نہیں ہوا تھا کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

(تاریخ بغداد ص ۳۴ ج ۲ طبقات الشافعیہ الکبری ج ۲ ص ۱۴)

کیا آپ اس سے یہ نتیجہ نکالیں گے کہ امام بخاریؒ کا وصال مخالفت حدیث پر ہوا ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قرآن ختم کرو ولاتذد علی ذلک اوراس پر زیادہ مت کرو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶)

آنحضرت ﷺ نے ایک ہفتہ سے پہلے قرآن پاک ختم کرنے سے صراحۃً منع فرمادیا۔ لیکن پھر بھی امام بخاریؒ روزانہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۹ الحطہ ص ۲۲)

حضرت عثمانؓ ایک رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳)

حضرت تمیم داری اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ بھی رات کو ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ (طحاوی ج ا ص ۲۰۵)

امام وکیع بن الجراح ایک رات میں سارا قرآن ختم کر دیتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳، ص ۴۷۰)

امام شافعیؒ نے تین دنوں میں ۹ مرتبہ قرآن ختم کیا۔ (مفتاح الجنہ للسیوطی ص ۲۹)

کیا آپ ان سب پر مخالفت حدیث کا الزام لگائیں گے۔

اند کے باتو گفتم وغم و دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

(۵) ہبہ کی ہوئی چیز کا مسئلہ (سبیل الرسول ص ۲۳۳)

مؤلف نے حدیث اور فقہ میں اختلاف ثابت کرنے کے لئے ہبہ کا مسئلہ بھی ذکر کیا ہے۔ پہلے حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا مانند کتے کے ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ پھر ہدایہ سے فقہ کا مسئلہ نقل کیا ہے کہ جب کسی غیر شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے تو ہبہ کرنے والے کو اسے واپس کرنے کا اختیار ہے پھر لکھا ہے حنفی بھائیو غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ تو ہبہ کی چیز کو واپس لینے سے منع فرمائیں اور اس کی مثال کتے کی قے چاٹنے سے دیں لیکن فقہ میں ہبہ کو واپس لینے کا اختیار دیا گیا ہے اور پھر رجوع کے حق پر دلیل نہیں دی۔ افسوس بخاری شریف کی حدیث کا مقابلہ:۔

مؤلف نے نہ تو فقہ کا مسئلہ مکمل نقل فرمایا اور نہ ہی احادیث کو پورا بیان فرمایا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی اجنبی (غیر محرم) کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اس میں رجوع کا اختیار ہے لیکن اگر وہ لینے والا اس کو کوئی عوض دیدے تو اختیار باقی نہیں رہتا۔ اس کی دلیل یہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کا زیادہ حق دار ہے جب تک لینے والے کی طرف سے عوض نہ پایا جائے اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کرنے سے عادتاً مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ احسان کی راہ و رسم اختیار کرے لیکن اگر لینے والا اس مقصد کو پورا نہ کرے تو اس ہبہ کرنے والے کو فسخ کا اختیار ملنا چاہیے۔ کیونکہ مقصود پورا نہ ہوا۔ لیکن یہ اختیار ہونے کے باوجود ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لے اور یہ عادتۃً بھی خلاف مروت و احسان ہے۔ (ملخصاً ہدایہ ج ۳ ص ۲۸۷، ۲۸۶)

حضرات معلوم ہوا کہ ہبہ کا رجوع جائز بالکراہت ہے صاحب ہدایہ نے جواز پر بھی دو دلیلیں بیان فرمائی ہیں، ایک حدیث نبویؐ، ایک عقلی دلیل اور کراہت پر بھی دو دلیلیں بیان کی ہیں ایک حدیث نبویؐ دوسری دلیل عقلی، اس لامذہب تبرائی غیر مقلد نے مسئلہ بھی نقل کرنے میں خیانت کی کہ جواز کا ذکر تو کیا کراہت کا ذکر تک نہیں کیا حالانکہ یہ خیانت کرنا ہرگز ہرگز سبیل رسول نہیں بلکہ یہ کتمان تو سبیل یہود ہے اور پھر یہ کہنا کہ رجوع کے حق پر دلیل نہیں خالص جھوٹ ہے صاحب ہدایہ نے دو دلیلیں بیان کی ہیں یہ جھوٹ بولنا سبیل رسول نہیں بلکہ علامت نفاق ہے۔ اور عوام کو سلف صالحین سے بدگمان کرنا اور سلف کے خلاف بدزبانی کرنا بھی علامات قیامت میں سے ہے ایسے ہی لامذہبوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ وہ جاہل ہوں گے اور بغیر علم کے فتوے دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

جو حدیث صاحب ہدایہ نے جواز کی دلیل میں نقل فرمائی ہے اس کی تخریج مطالعہ فرمائیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اَلرِّجَالُ اَحَقُّ بِھِبَتِہٖ مَالَمْ یُثَبْ مِنْھَا۔
(ابن ماجہ ص ۱۷۴)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے ہبہ میں رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عوض نہ ملے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دو سندوں سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو کوئی چیز ہبہ کی وہ اس میں رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک اس کا عوض نہ ملے لیکن یہ رجوع کرنا ایسا ہی ہے جیسے کتا قئے کر کے چاٹ لے (طبرانی۔ دار قطنی) دونوں سندیں باعث تقویت ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص کوئی چیز ہبہ کرے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے جب تک اس کا عوض نہ ملے۔ (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۲) اور حاکم نے کہا ہے کہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۴) خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں جو شخص کسی غیر محرم کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے جب تک اس کا عوض نہ پائے (طحاوی شرح معانی الآثار ج ۲، ص ۲۶۶، ۲۶۷) یہ کئی سندوں سے ہے۔

(۵) حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہبہ کرنے والا زیادہ حق دار ہے جب تک اس کا عوض نہ پائے (طحاوی ج ۲ ص ۲۶۷)

(۶) حضرت ابوالدرداءؓ بھی ہبہ میں رجوع کو جائز فرمایا کرتے تھے۔

(طحاوی ج ۲ ص ۲۶۷)

(۷، ۸، ۹، ۱۰) حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ قاضی شریح حضرت امام سعید بن المسیب اور امام ابراہیم نخعیؒ چاروں سے صحیح سندوں سے یہی روایت ہے

(المحلی ابن حزم ج ۹، ص ۱۲۹، ۱۳۰)

(۱۱) اور یہی مسلک مکہ مکرمہ کے فقیہ حضرت عطاء اور

(۱۲) مدینہ منورہ کے مفتی حضرت ربیعۃ الرائی وغیرہ تابعین کا ہے۔

(المحلی ج ۱ ص ۱۳۰)

Scanned with CamScanner

اب یہ لامذہب تبرائی غیر مقلد غور کر کے بتائے کہ ان بارہ روایات کو چھپانا سبیل یہود ہے یا نہیں۔ اس لامذہب کا یہ اعتراض صرف امام ابو حنیفہؒ پر ہی نہیں بلکہ حضرت عطاء حضرت ربیعۃ الرائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت امام ابراہیم نخعیؒ حضرت امام سعید بن المسیب اور حضرت قاضی شریح پر پہنچتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر خلفائے راشدین خصوصاً حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے اور پھر سید کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آہ حنفیت کی ضد میں یہ شخص کیسا اندھا ہو رہا ہے۔

نوٹ: کتے کا قیئے کر کے چاٹ لینا شرعاً حرام نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔ اگرچہ طبعاً نہایت خسیس اور قبیح حرکت ہے لیکن غیر مقلدین کے مذہب میں کتا خود بھی پاک ہے (عرف الجادی ص ۱۰) اس کی قیئے اور خون بھی پاک ہے (بدور الاہلہ ص ۱۷) کتا کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۲۰۰ فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۱۱) البتہ بچوں کی گیند کھیلتے ہوئے کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو گیا۔ اب تاوقتیکہ تمام وکمال پانی نہ نکلے پاک نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۲۰۲ فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۱۸) اگر کسی کی جوتی گر جائے تو سارا پانی کنوئیں کا نکالنا آتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۲۰۲ فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۱۹) ان فتاویٰ کے لئے حدیث صحیح صریح معارض پیش فرمائیں۔

(۶) استسقاء کی نماز باجماعت

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۳۴ پر نماز استسقاء کے مسئلہ کو حدیث کے خلاف قرار دیا ہے پہلے ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ دیکھیں، امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا استسقاء میں نماز باجماعت سنت نہیں ہے اگر لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں تو جائز ہے استسقاء تو صرف دعا اور استغفار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا استغفار کرو اپنے رب سے بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے (اور اس استغفار کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ خوب برسنے

Scanned with CamScanner

والے بادل بھیجیں گے اور آنحضرت ﷺ نے (اکثر دفعہ) بارش کی دعا مانگی اور (ان اکثر واقعات میں) آپ سے نماز پڑھنا مروی نہیں اور صاحبین کہتے ہیں کہ نماز پڑھائے امام دو رکعت جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے پڑھیں دو رکعت مثل عید کے اس کو ابن عباسؓ نے روایت فرمایا ہم کہتے ہیں آپؐ نے ایک آدھ مرتبہ نماز پڑھی پھر چھوڑ دی پس سنت نہ ہوئی (ہدایہ ج ا ص ۱۷۶) یہ پوری عبارت ہے جو حکیم صاحب نے نقل نہیں کی۔ حکیم صاحب کو مخالفت کے مفہوم کا معنی بھی نہیں آتا۔ امام صاحب اس نماز باجماعت کے سنت ہونے کی نفی کرتے ہیں حدیث کے خلاف جب ہوگا کہ آپ حدیث شریف میں لفظ سنت دکھا دیں جو آپ قیامت تک نہیں دکھا سکتے اگر آپ کے نزدیک نماز باجماعت استسقاء کی مستقل سنت ہے تو فرمائیے۔

(۱) قرآن پاک نے بارش مانگنے کا جو طریقہ ذکر فرمایا اس میں استسقاء ہے نماز باجماعت کا ذکر نہیں کیا اس قرآنی طریقہ کو آپ خلاف سنت کہیں گے۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے اکثر اوقات بارش کے لئے صرف دعاء استسقاء پر ہی اقتصار فرمایا نماز باجماعت نہیں پڑھائی کیا یہ سب کچھ آپ کے نزدیک خلاف سنت ہے۔

(۳) ابو مروان الاسلمی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے تو آپ نے استغفار کے علاوہ اور کچھ نہ کیا۔

(ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور، زجاجہ ج ا ص ۴۲۲)

اگر یہ طریقہ خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمرؓ کیوں ایسا کرتے اور مہاجرین و انصار اور دیگر صحابہؓ جو ساتھ تھے وہ اس ترک سنت پر کیوں خاموش رہتے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اعضائے وضو کا ایک ایک دو دو مرتبہ دھونا آپؐ کے فعل سے ثابت ہے مگر سنت نہیں سنت تین تین دفعہ دھونا ہی ہے۔

Scanned with CamScanner

قابل غور

آنحضرت ﷺ نے خصالِ فطرت بیان فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا ونتف الابط (بخاری ج ۲ص ۸۷۵ مسلم ج ۱ص ۱۲۸) لغت میں نتف کے معنی (موچنے کے ساتھ) بال اکھاڑنے کے آتے ہیں کسی صحیح صریح مرفوع حدیث میں حلق الابط استرے کے ساتھ بالوں کے مونڈنے کا ذکر نہیں۔ لیکن سارے غیر مقلدین اس سنت کی مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور استرے سے بغل کے بال منڈواتے ہیں آپ نے اس مردہ سنت کو زندہ کرنے کے لئے کوئی مہم نہیں چلائی اور اپنے سارے فرقے پر مخالفت حدیث کا الزام ابھی تک نہیں لگایا۔ کیا آپ کے نزدیک عمل بالحدیث فقہاء کو گالیاں دینے کا ہی نام ہے۔

(۷) نماز جنازہ غائبانہ

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۳۵ پر نماز جنازہ غائبانہ میں حدیث و فقہ کا تضاد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور اپنی عادت کے مطابق نہ حدیث کو سمجھ سکے ہیں اور نہ فقہ کو حکیم صاحب تعصب دل سے نکال کر مندرجہ ذیل امور کا جواب دیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ کے کئی صحابہ کا ملک عرب میں وصال ہوا۔ کیا آپؐ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی آپ کی پوری زندگی میں ایک بھی مثال کسی صحیح سند سے نہیں ملتی۔

(۲) خود آنحضرت ﷺ کے وصال پر کس کس ملک میں کس کس صحابی نے آپؐ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔

(۳) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کس کس کی نماز جنازہ نہ ادا فرمائی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال پر کس کس ملک میں آپؓ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی گئی۔

(۵) حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کس کس کی نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی۔

(٦) حضرت عمرؓ کی شہادت پر کس کس ملک میں آپؓ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی گئی۔

(۷) حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلات میں کس کس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔

(۸) حضرت عثمانؓ کی شہادت پر کس کس ملک میں آپؓ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی گئی۔

(۹) حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کن کن کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔

(۱۰) حضرت علیؓ کی شہادت پر کس کس ملک میں ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔

(۱۱) امہات المومنین کے وصال پر کس کس ملک میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔

(۱۲) آنحضرت ﷺ کی اولاد اطہار کی وفات پر کن کن علاقوں میں جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔

اسلام میں ان ہستیوں سے بڑھ کر ہستیاں نہیں گزریں جب ان بارہ کے بارہ سوالوں کے جواب میں آپ ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کرنے سے عاجز ہیں تو معلوم ہوا کہ نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھنا ہی سنت متواترہ ہے اور سنت متواترہ کے خلاف کوئی حدیث خبر واحد مل بھی جائے تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اس کو قبول نہ کرو۔ (الکفایہ)

جس حدیث سے حکیم صاحب نے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اس میں نہ غائب کا لفظ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے غائبانہ جنازہ پڑھا نہ صحابہ نے کہا ہم نے غائبانہ جنازہ پڑھا۔ حکیم صاحب نے قیاس سے یہ نکال لیا۔ اب ذرا نماز جنازہ پڑھنے والے صحابہؓ کی سن لیجئے فرماتے ہیں **نَحۡنُ لا نَرٰی اِلا اَنَّ الۡجَنَازَۃَ قُدَّامُنَا** (ابوعوانہ) **وَهُمۡ لايَظُنُّوۡنِ اِلاانَّ جَنَازَتَهٗ بَيۡنَ يَدَيۡهِ** (ابن حبان) **وَمَا نَحۡسِبُ الۡجَنَازَۃَ اِلا مَوۡضُوۡعَةً بَيۡنَ يَدَيۡهِ** (مسند احمد ج ۴ ص ۴۴٦) جب جنازہ سامنے تھا تو غائبانہ کیسے رہا۔

(۸) جماعت میں اکہری تکبیر سبیل الرسول ص ۲۳۶

حکیم صاحب نے ہدایہ سے یہ عبارت نقل کی ہے والاقامة مثل الاذان اس کی دلیل میں صاحب ہدایہ نے لکھا تھا هكذا فعل الملك النازل من السماء (ہدایہ ص ۸۸) صاحب ہدایہ نے بات صاف کردی ہے کہ یہ اقامت کسی فقیہ نے معاذ اللہ گھر سے نہیں گھڑی بلکہ اصل اذان واقامت اس فرشتے کی ہے جس نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو اذان سکھائی تھی اس فرشتہ نے اقامت مثل اذان سکھائی تھی۔

(۱) حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ اس فرشتے کی اذان اور اقامت دونوں دوہری دوہری تھیں (ابن ابی شیبہ ج۱، ص ۱۳۶ عبدالرزاق ج۱، ص ۴۶۱، ۴۶۲ آثار السنن ج۱، ص ۵۲) وسندہ صحیح۔ هذا اسناد في غاية الصحته (المحلی لابن حزم ج ۲ ص ۱۵۸) حافظ ابن دقیق العید کہتے ہیں رجالہ رجال الصحیح (نصب الرایہ ج۱ ص ۲۶۷، ابوداؤد ج ۱ ص ۷۵)

(۲) حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کی اذان واقامت دو دو مرتبہ تھی۔ (ترمذی ج ۱ ص ۲۷)

(۳) حضرت ابومحذورہؓ فرماتے ہیں مجھے آنحضرت ﷺ نے اذان واقامت دودو مرتبہ سکھائی۔ (عبدالرزاق ج ۱ ص ۴۵۸)

(۴) عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں میں نے ابومحذورہؓ کی اذان واقامت سنی دونوں دودومرتبہ تھیں۔ (طحاوی ج۱، ص ۹۳)

(۵) حضرت سلمہ بن الاکوع بھی اذان واقامت دوہری کہتے تھے (دار قطنی واسنادہ صحیح۔ (آثار السنن ج۱، ص ۵۳)

(۶) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں حضرت ثوبانؓ کی اذان و اقامت دو ہری دوہری ہوتی تھی۔ (عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۶۲)

(۷) حضرت سوید بن غفلۃ فرماتے ہیں میں نے حضرت بلالؓ کو اذان واقامت

کہتے سنا ان کی اذان واقامت دو دو مرتبہ ہوتی تھی۔

(رواہ الطحاوی واسنادہ حسن (آثار السنن ج ۲ ص ۵۳)

(۸) حضرت ابو جُحَینہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نبی پاک ﷺ کے لئے اذان بھی دو دو مرتبہ اور اقامت بھی دو مرتبہ کہا کرتے تھے (رواہ دار قطنی و الطبرانی) محدث طحاویؒ فرماتے ہیں حضرت بلالؓ کا دوہری اقامت کہنا تواتر سے ثابت ہے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۹۴)

(۹) حضرت علیؓ کا مؤذن اقامت دو دو مرتبہ کہا کرتا تھا (عبد الرزاق ج ۱ ص ۴۶۳)

(۱۰) حضرت ربیع بن قیس کہتے ہیں بے شک حضرت علیؓ اذان واقامت دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے ایک دن ایک مؤذن کو سنا جس نے ایک ایک مرتبہ کہی حضرت علیؓ نے فرمایا تو نے دو دو مرتبہ کیوں نہ کہی تیری ماں مر جائے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۳۸)

(۱۱) ابو اسحاق کہتے ہیں اصحاب علیؓ اور اصحاب عبد اللہ بن مسعودؓ سب کے سب اذان اور اقامت دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۴)

(۱۲) حضرت امام سفیان ثوریؒ نے منیٰ میں اذان واقامت کہی جو دو دو مرتبہ تھی۔

(عبد الرزاق ج ۱ ص ۴۶۲)

(۱۳) مجاہد فرماتے ہیں کہ ایک ایک مرتبہ اقامت کہنا امراء (بنی امیہ) کی تخفیف ہے اقامت تو دو مرتبہ ہی ہے۔

(عبد الرزاق ج ۱ ص ۴۶۳ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۳۸ الطحاوی ج ۱ ص ۹۵ دار قطنی ص ۸۹)

(۱۴) امام محمدؒ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے اقامت میں کمی کی وہ معاویہ بن ابی سفیان تھے۔

(کتاب الحجۃ علیٰ اھل المدینہ ج ۱ ص ۸۴)

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور خلفائے ثلاثہ کے دور میں سنت متواترہ دوہری اقامت ہی تھی۔ حضرت علیؓ اور آپ کے تمام اصحاب حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے تمام اصحاب میں بھی دوہری اقامت ہی متوارث تھی۔ بعض اموی امراء

Scanned with CamScanner

نے اختصار سے کام لے کر اقامت اکہری بنالی۔ پس ثابت ہوا کہ دوہری اقامت احناف نے گھر سے نہیں گھڑی آنحضرت ﷺ کے سب مؤذن حضرت ابومحذورہؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت سلمہ بن الاکوع دوہری اقامت ہی کہا کرتے تھے اور یہی خلافت راشدہ میں رائج تھی۔ خلافت راشدہ کے بعد بعض اموی امراء نے اکہری تکبیر نکالی اور اپنے دور حکومت سے اس کو رواج دیا۔

حکیم صاحب نے سنتوں کے مٹانے پر کمر باندھ رکھی ہے وہ جس حدیث سے دھوکا دے رہے ہیں ان میں اگر کلمات مراد لئے جائیں تو سنت متواترہ کے خلاف ہوگی خود ان کے عمل کے بھی خلاف ہوگا کیونکہ وہ اذان میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہتے ہیں نہ کہ دو مرتبہ اور اقامت میں اللہ اکبر دو مرتبہ کہتے ہیں نہ کہ ایک مرتبہ اس لئے اس حدیث میں شفع سے مراد یہ ہوگا کہ اذان کے کلمات دو سانس میں ہوں اقامت کے ایک سانس میں (اذان)

اللہ اکبر اللہ اکبر	اللہ اکبر اللہ اکبر	(شفع)
اشھدان لا الہ الا اللہ	اشھدان لا الہ الا اللہ	"
اشھد ان محمد رسول اللہ	اشھدان محمد رسول اللہ	"
حی علی الصلوٰۃ	حی علی الصلوٰۃ (دو مرتبہ)	
حی علی الفلاح	حی علی الفلاح (دو مرتبہ)	

اللہ اکبر اللہ اکبر

لا الہ الا اللہ

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

اشھدان لا الہ الا اللہ دونوں ایک سانس سے وتر۔

اقامت میں یہ دونوں کلمے ایک ہی سانس میں کہیں۔

پس اس تطبیق سے احادیث میں کوئی اختلاف نہ رہا ان سے کلمات مراد لینا اموی امراء کی بناوٹ ہے۔

حکیم صاحب! فقہ کا مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہو گیا مگر اپنے فرقہ کو دیکھیں آنحضرت ﷺ تو فقہ کو خیر فرماتے ہیں (بخاری ج ا ص ۱۸) مگر آپ کا محمد جونا گڑھی کتاب کا نام رکھتا ہے **اظہار الطیب و الخبیث بتقابل الفقه و الحدیث** بتائیے اس نام میں فقہ کو خبیث کہا گیا ہے یا حدیث کو جس کو بھی خبیث کہا گیا ہے یقیناً حدیث کے مخالف ہے ورنہ قرآن وحدیث میں دکھاؤ کہاں فقہ کو خبیث کہا گیا ہے۔

(۹) نماز کی امامت کا مسئلہ

حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس تعلیمات کا براہ راست مطالعہ نہیں کیا بلکہ وہ دشمن سنت شاتم سلف صالحین محمد جونا گڑھی کی آراء کا خوشہ چین ہے۔اس مندرجہ بالا عنوان کے تحت اس نے محمد جونا گڑھی کی کتاب طریق محمدی کو سامنے رکھ کر کئی مسائل چھیڑے ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ امامت کا سب سے بڑا مستحق وہ ہے جو قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو لیکن فقہ نے کہا کہ نہیں سب سے بڑا مستحق وہ ہے جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو۔اس طرح فقہ نے حدیث کا حکم تبدیل کر دیا۔

(۲) دوسرے نمبر پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو سنت کا بڑا عالم ہو وہ امام بنے مگر فقہ نے اس حکم کو بدل کر کہا بڑا قاری امام بنے۔

(۳) تیسرے نمبر پر رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امام بنے لیکن فقہ نے اس حکم کو بھی بدل دیا اور اس کی بجائے کہا کہ جو زیادہ پرہیز گار ہو وہ امام بنے البتہ چوتھی صورت کو فقہ نے بحال رکھا ہے۔

(۴) فقہ نے ان چار صورتوں کو دس بنا دیا اور پھر اکیس تک بڑھا دیا۔

(۵) اور یہ طریقہ خدا و رسول سے آگے بڑھنا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (سبیل الرسول ص ۲۴۰، ۲۴۳ ملخصاً)

اصل بات

یہ فرقہ غیر مقلدین ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں اس کی خاص پالیسی کے موافق پیدا کیا گیا اس فرقہ کا اصل مشن مساجد میں لڑائی جھگڑا کھڑا کرنا تھا۔ تاکہ مساجد میں درس جہاد بند ہو جائے اور عوام میں جذبہ جہاد سرد ہونے سے ملکہ وکٹوریہ آرام سے اپنی حکومت کر سکے۔ بلکہ مساجد میں رات دن ایسا فساد ہوتا رہے کہ مسلمان نہ کبھی متحد ہو سکیں اور نہ جہاد کا خیال دل میں لا سکیں۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ہماری مرکزی مساجد کے اکثر آئمہ یا تو شہید ہو چکے تھے یا کالے پانی بھیج دیئے گئے تھے۔ انگریز کی خواہش تھی کہ ان کی جگہ یہ غیر مقلدین امام مسجد بن جائیں تا کہ عوام مسلمانوں کو بتائیں کہ انگریز حکومت کے خلاف جہاد حرام ہے جہاد کو حرام قرار دینے کے سلسلہ میں ان کی دو کتابیں الاقتصاد فی مسائل الجہاد مؤلفہ مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث ہند اور ترجمان وہابیہ مؤلف نواب صدیق حسن صاحب اس وقت مفت تقسیم کی جاتی تھیں اول الذکر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حکومت برطانیہ کے جاگیردار اور ثانی الذکر نواب صدیق حسن خاں صاحب انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔ ان سب باتوں کی باحوالہ تفصیل ہماری کتاب ''انگریز اور اہلحدیث'' میں مطالعہ فرمائیں۔ جب ان لامذہبوں کو یہ شوق چرایا کہ جن مساجد کے ائمہ شہید یا قید ہو گئے ہیں۔ وہاں ہم امام بن بیٹھیں اور امام وخطیب بن کر انگریز کے خلاف جہاد کو حرام اور فقہاء کے خلاف فساد کو فرض قرار دیں۔ تو ان کی یہ کوشش اس لئے ناکام ہو جاتی کہ ان میں امامت کی شرائط موجود نہ ہوتیں۔ سب سے پہلے سنت کا بڑا عالم دیکھنا تھا تو ان کے بڑے سے بڑے عالم کا یہ حال تھا کہ وہ قرآن وحدیث سے نماز کی شرائط ارکان واجبات کی تفصیل بھی نہ بتا سکتا تھا۔ وہ یہ بھی نہ بتا سکتا تھا کہ ایک رکعت نماز میں کل کتنی سنتیں ہیں بلکہ جب ان سے کہا جاتا کہ مقلدین کے اصول فقہ کو چھوڑ کر صرف قرآن وحدیث سے فرض، واجب، سنت موکدہ، مستحب، مکروہ حرام کی جامع مانع تعریفیں اور ان کے منکر یا تارک کے

احکام بیان کرو تو وہ بہرے اور گونگے بن جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسا جاہل آدمی امامت کا مستحق نہیں ہو سکتا تو اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ شور مچاتے کہ امامت کا مستحق بڑا قاری ہوتا ہے فقہ نے ترتیب بدل دی ہے اور بس فقہ اور فقہاء پر تبرا بازی شروع کر دیتے۔ اور کہتے ہمیں حدیث کے معیار پر پرکھو جب لوگ کہتے کہ اچھا ثابت کرو کہ تم بڑے قاری ہو تو حنفی بچوں کے سامنے بھی جو قاری ہوتے ان کا قرآن غلط نکلتا۔ کیونکہ ان کے مدارس میں فقہ پر تبرا بازی اور فقہاء پر سب و شتم تو سکھائی جاتی تھی قرآن پاک پر کوئی محنت نہیں کرائی جاتی تھی آج تک ان کے ۹۵٪ آدمی قرآن غلط پڑھتے ہیں جو اگر کوئی شاذ و نادر صحیح پڑھتا ہے تو وہ حنفی مدارس کا فیض ہے۔ جب ان کی پرہیز گاری کی بات چھڑتی تو لوگ دیکھتے کہ شراب کو پاک کہتے ہیں، خون نکلنے سے وضو نہیں کرتے۔ منی کو پاک کہتے بلکہ کھانا بھی جائز سمجھتے ہیں کفار سے جہاد کو حرام مگر مساجد میں فساد کو فرض جانتے ہیں ملکہ وکٹوریہ اور حکومت برطانیہ کے رات دن قصیدے پڑھتے ہیں مگر فقہاء اور صوفیاء کرام پر رات دن تبرا بازی کرتے ہیں۔ یہ ان کی پرہیزگاری کا عالم تھا اس کے بعد بڑی عمر والے کو دیکھنا تھا لیکن یہ احناف سے شکست خوردہ ایسے چھپے کہ ان کے عمر رسیدہ لوگ تو سنت فرض کی تعریف بھی نہ کر سکتے تھے اب شور مچانے کے لئے اپنی بچہ پارٹی کو آگے کر دیا (شبان اہلحدیث) اور یہ آخری شرط بھی ختم ہو گئی۔ جب امامت کی شرائط سے یہ فرقہ بالکل عاری نکلا تو اپنے عیب چھپانے کے لئے محمد جونا گڑھی کی قیادت میں فقہ پر حملہ آور ہوئے۔

(۱) مؤلف کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا امامت کا زیادہ حقدار بڑا قاری ہے۔ یہ حدیث تو نقل کر دی مگر آنحضرت ﷺ کا دوسرا فرمان کہ امامت کا زیادہ مستحق اَفْقَهُهُمْ فِي الدِّيْنِ ہے جو دین کا بڑا فقیہ ہو پھر وہ جو بڑا قاری ہے (مستدرک حاکم ج ا ص ۲۹۳ دار قطنی ج ا ص ۱۰۴) کیا وجہ ہے کہ پہلی حدیث کو ماننے والا تو اہل حدیث کہلائے لیکن دوسری حدیث کو ماننے والا مخالف حدیث کہلائے کیا حکیم

صاحب ایک ہی ایسی حدیث پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ پہلی حدیث کو ماننا اور دوسری حدیث کو ماننے سے انکار کر دینا بلکہ اس کے ماننے والوں کو منکر حدیث کہنا حکیم صاحب کا فرض تھا کہ دونوں حدیثیں نقل کر کے ان میں تطبیق بیان کرتے لیکن اس کے لئے علم کی ضرورت ہے جس کا ان کی جماعت میں قحط ہے۔ ایسی احادیث میں تطبیق کے لئے فقہا کی ضرورت ہوتی ہے اب سنئے فقہاء نے کیا تطبیق بیان فرمائی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سب سے بڑے فقیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ تھے کہ خود خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ ابی بن کعب سے قرآن سنو اور سب سے بڑے محدث حضرت ابو ہریرہؓ تھے۔ اب پوری امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آخری وقت اپنے مصلی پر نہ بڑے محدث حضرت ابو ہریرہؓ کو امام بنا کر کھڑا کیا اور نہ ہی سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ کو امام نماز بنایا۔ بلکہ آپ نے سب سے بڑے فقیہ کو امام بنایا یہ فقہاء کا گھڑا ہوا مسئلہ نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی آخری قولی اور فعلی سنت ہے۔ آپؐ کے بعد خلافت راشدہ میں بھی امامت فقہاء کے سپرد ہی رہی۔ حضرت ابی بن کعبؓ زیادہ سے زیادہ رمضان میں تراویح کی امامت کرایا کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشہور تابعی مفتی حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں۔ (دور صحابہ و تابعین) میں یہی کہا جاتا تھا کہ امامت کا اول درجے پر مستحق بڑا فقیہ ہے دوسرے نمبر پر بڑا قاری (کتاب الام للشافعی ج ۱ ص ۱۴۰) الغرض خیر القرون میں بھی بلا نکیر اسی پر عمل جاری رہا۔ تو فقہ کا جو مسئلہ آنحضرت ﷺ کی قولی اور فعلی سنت خلفائے راشدینؓ اور خیر القرون کے اجماع سے ثابت ہے اس کے بارے میں یہ جھوٹ بولنا کہ فقہاء کا گھر کا بنایا ہوا ہے اور اس جھوٹ کو صادق کے نام کے پردہ میں چھپانا۔

ے ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

جس فرقہ کے صادق کا یہ حال ہو اس کے کاذب کا کیا حال ہوگا۔

ے بریں عقل و دانش بباید گریست

Scanned with CamScanner

(۲) ہجرت

اس لامذہب کو یہ شکوہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیسرے نمبر پر مہاجر کو رکھا تھا لیکن فقہاء نے اس مسئلہ کو بدل کر پرہیز گار کا لفظ رکھ دیا۔ یہاں بھی خالص فریب اور مغالطہ ہے ایک ہجرت وہ تھی جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہو رہی تھی۔ اس کے بارہ میں تو آنحضرت ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے۔ جب ہجرت کی یہ قسم ختم ہوگئی تو فقہاء نے جستجو کی کہ کیا ہجرت کی کوئی قسم جاری بھی ہے تو انہیں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مل گیا کہ اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ (رواہ الحاکم صححہ) یعنی وہ شخص بھی مہاجر ہے جو کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کو چھوڑ دے۔ اس کی تفسیر فقہاء نے اورع یعنی زیادہ پرہیز گار سے کر دی تو یہاں مرادِ رسول کو ہی بیان فرمایا ہے۔ لامذہب کا یہ کہنا کہ یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے کتاب وسنت سے جہالت کی دلیل ہے۔

(۳) مرزائی کی اقتداء

فقہ کے بغض میں تو یہ لامذہب سانپ کی طرح پیچ وتاب کھا رہا ہے مگر اسے اپنے گھر کی خبر نہیں (۱) مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے "میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔ چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی (اہل حدیث ص ۶، ۲ اپریل ۱۹۱۵ء) اور وہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جناب حافظ عبدالمنان صاحب۔ مولانا حافظ عبداللہ صاحب۔ مولانا شاہ عین الحق صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا (اہل حدیث امرتسر ص ۸، ۲۸ جون ۱۹۱۲ء) دیکھئے آپ کی جماعت کے پانچوں مفتی اس پر اتفاق کر رہے ہیں کہ مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ فرمائیے یہ مسئلہ آپ کا گھر کا گھڑا ہوا ہے یا آپ کسی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے پیچھے نماز پڑھی ہو یا پڑھنے کا حکم دیا ہو۔

Scanned with CamScanner

اسی فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے خود مولوی ثناء اللہ نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ (فیصلہ مکہ ص ۳۶)

اسی طرح مولوی عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے مرزا محمود احمد کو کہا کہ میں آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں اور آپ کی اقتداء کر رہا ہوں۔ مرزا محمود نے کہا ہمارا آزادانہ خیال ہے کہ تو کافر ہے اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہوسکتی۔

(الجہر البلیغ ج ا ص ۱۲۔۱۳)

(۴) ہم نے تو حدیث قولی وفعلی اور اجماع سے ثابت کر دیا کہ بڑا فقیہ امامت کا مستحق ہے اور الحمدللہ ہماری مساجد میں یہی سنت جاری ہے لیکن غیر مقلدین کی مساجد میں یہ سنت مردہ ہے کیا آپ ایک بھی حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کے منکر اور فقہ کے دشمن کو امام بناؤ فقہ کے منکر کا امام بننا تو کجا امام کے قریب پہلی صف میں بھی اولو الاحلام و النہی یعنی فقیہ ہوں دوسری صف میں بھی فقہ کے ماننے والے ہوں۔ تیسری صف والے بھی فقہ کے ماننے والے ہوں۔ (مسلم)

(۵) فقہ کا مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہو گیا اب امام جماعت غرباء اہلحدیث نے فتاویٰ ستاریہ میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ جو شخص بجو کو حلال نہ سمجھے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں

(فتاویٰ ستاریہ جلد۲ ص ۲۱ فتویٰ ۲۲۷)

(۶) آپ کے مفسر اور صحاح ستہ کے مترجم علامہ وحید الزمان نے لکھا ہے کہ ''رافضیوں اور خارجیوں کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔ (لغات الحدیث ج ۸ ص ۹۸) یہ دونوں مسئلے کس حدیث سے ثابت ہیں۔؟

(۷) نواب وحید الزمان نے لکھا ہے ''ایک شخص نے جماعت کرائی اور سلام کے بعد اعلان کیا کہ میں نے بے وضو نماز پڑھائی ہے تو نماز ہو گئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں،، (کنز الحقائق ص ۲۴)

(۸) نواب وحید الزمان لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے نماز پڑھائی اور بعد میں بتایا

Scanned with CamScanner

کہ میں کافر ہوں تو نماز ہوگئی دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (کنز الحقائق ص ۲۴)

(۹) پھر ایک اور فریب دیا ہے کہ فقہاء نے زیادہ صورتیں بیان کی ہیں یہ غلط ہیں حالانکہ یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے منکرین حدیث کہا کرتے ہیں جو مسائل قرآن پاک میں نہیں اور احادیث میں زائد ہیں وہ غلط ہیں۔ حدیث معاذؓ میں صراحت ہے کہ جب مسئلہ صراحۃً کتاب اللہ شریف میں نہ ملے تب ہی سنت سے لیا جائے گا اور جب صراحۃً سنت سے نہ ملے تب ہی اجتہاد سے لیا جائے گا اسلئے فقہ کے مسئلہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے ہر مسئلہ کے خلاف لامذہبوں کو حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کرنا چاہئے۔

(۱۰) اگر ہر وہ مسئلہ جو قرآن یا حدیث میں صراحۃً منقول نہ ہو غلط ہے تو بھینس کا گوشت کھانا۔ دودھ پینا، گھی، مکھن، دہی، لسی چمڑا۔ استعمال کرنا نہ قرآن میں ہے اور نہ صحیح صریح حدیث میں کیا لامذہب ان سب کے حرام ہونے کا فتویٰ دیں گے۔؟

(۱۱) اس وقت دنیا میں دوسو سے زائد چھوٹے چھوٹے جانور جن کی رگوں میں بہتا ہوا خون نہیں مگر حدیث پاک میں صرف مکھی کا ذکر آیا ہے کہ اگر پینے کی چیز میں گر جائے تو نکال کر پھینک دو اور وہ چیز ناپاک نہیں۔ استعمال کرلو مگر فقہاء نے مکھی پر ہی چیونٹی، بھڑ، مچھر، جگنو، ٹڈی، پسو، جوں، کھٹمل وغیرہ اس قسم کے دوسو سے زائد جانوروں کو قیاس کرلیا ہے۔ اب کوئی جاہل کہے کہ فقہاء نے ایک صورت سے دوسو صورتیں بیان کردیں تو یہ فقہ کا کمال ہے نہ کہ نقص۔ یہ بے چارے فقہ کو کیا سمجھیں۔

(۱۲) لامذہب کو شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں لکھا کہ امام خوش اخلاق ہو لیکن فقہ کے اس مسئلہ کے خلاف اس نے نہ کوئی آیت پیش کی نہ حدیث کہ امام بداخلاق ہونا چاہیئے۔ اگر ہو تو لائیے۔

(۱۳) فقہاء کا کہنا ہے کہ حضرت ابو امامہؓ نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازیں قبول فرمائیں تو اپنا امام نیک لوگوں کو بناؤ (رواہ ابن عساکر) اور فرمایا کہ نیکی خوش اخلاقی کا نام ہے (احیاء العلوم)

Scanned with CamScanner

تو فقہ کا مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہو گیا۔

(۱۴) نیز بہت سی احادیث میں آتا ہے کہ نماز باجماعت میں جتنی تعداد زیادہ ہو گی اتنا ثواب زیادہ ہو گا۔ تو اگر امام خوش اخلاق ہو گا تو جماعت کی تعداد زیادہ ہو گی اور باعث اجر عظیم ہو گا اور اگر امام بد اخلاق ہو گا تو جماعت ٹوٹ جائے گی۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ...﴾ اے پیغمبر آپ ترش سے پیش آتے تو لوگ آپ سے کٹ جاتے پس قیام جماعت کے لئے امام کا خوش اخلاق ہونا ضروری ہوا۔

(۱۵) لامذہب کو یہ شکایت ہے کہ فقہا نے یہ کیوں لکھا ہے کہ امام خوبصورت چہرے والا ہونا ضروری ہے اگر لامذہب صحیح حدیث پیش کرتے تو ہم تسلیم کر لیتے کہ واقعی فقہ کا یہ مسئلہ حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے۔

(۱۶) لامذہبوں کو یہ بھی علم نہیں کہ بیہقی کی ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم احسن وجھا پھر امام اس کو بناؤ جو خوب صورت چہرے والا ہو۔ اور یہ ضعیف حدیث کسی صحیح حدیث کے خلاف نہیں۔

(۱۷) لامذہب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ چہرے کے خوبصورت ہونے سے فقہاء کا کیا مطلب ہے ان کا کہنا ہے کہ خوبصورت چہرے والے سے مراد زیادہ تہجد پڑھنے والا ہے اور یہ بات بھی ایک ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ جو رات کو زیادہ نماز پڑھتا ہے اس کا چہرہ حسین و خوب صورت ہو جاتا ہے۔ (شامی)

(۱۸) لامذہب کو یہ بھی شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں لکھا کہ امام شریف النسب ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کے خلاف بھی لامذہب کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکا کہ امام اسے بناؤ جس کی سات پشتیں بازار حسن کی زینت ہوں۔

(۱۹) اس لامذہب کو یہ بھی علم نہیں کہ حدیث پاک میں ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ

کَمَعَاوِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ فَخِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اذَا فَقِھُوْا (بخاری) یعنی لوگ سونے چاندی کی کان کی مانند ہیں جو جاہلیت میں نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہیں جب کہ فقیہ بھی ہوں۔ یعنی فقہ کے ساتھ اگر شرافت نسب مل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے اور یہی کچھ فقہاء فرمارہے ہیں۔

(۲۰) لامذہب کو یہ بھی شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں تحریر فرمایا کہ بہتر ہے کہ امام اچھی آواز والا ہو۔ لیکن اس کے خلاف بھی یہ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کرسکا کہ امام مسجد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ﴿اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾ کا ہی مصداق ہو۔ اگر ہے تو پیش کرے۔

(۲۱) لامذہب کو یہ بھی علم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ بِاَنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حَسَنًا رواہ الحاکم وقال صحیح یعنی قرآن پاک کو خوش آوازی سے مزین کرو بے شک خوش آوازی قرآن پاک کے حسن کو چار چاند لگادیتی ہے دیکھئے فقہاء کا بیان کردہ مسئلہ تو حدیث پاک سے ثابت ہوگیا۔

(۲۲) لامذہب کو یہ بھی شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں تحریر فرمادیا کہ بہتر ہے کہ امام وہ ہو جس کی بیوی خوبصورت ہو۔ اس کا فرض تھا کہ اس مسئلہ کا غلط ہونا کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کرتا کہ امام اس کو بنانا چاہئے کہ جس کی بیوی نہایت بدصورت اور بدسیرت ہو۔

(۲۳) لامذہب اس مسئلہ کو بہت اچھالا کرتے ہیں۔ لیکن اگر واقعی وہ اس مسئلہ کو غلط سمجھتے ہیں تو ان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ جس لامذہب امام کے نکاح میں خوبصورت بیوی ہو وہ فوراً اسے طلاق دے کیونکہ وہ احناف کا حصہ ہے فقہ کا بغض بھی ثابت ہو اور حق بحق دار رسید پر بھی عمل ہو جائے۔

(۲۴) آنحضرت ﷺ نکاح کو نصف ایمان فرماتے ہیں اور خوبصورت بیوی کو

جنت کا خزانہ، اسی لئے فقہاء نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر امام کی بیوی خوبصورت ہوگی تو غالب یہی ہے کہ وہ اسی سے محبت کرے گا اور اپنے دل کو ناجائز تعلقات سے پاک رکھے گا اور وہ نیک اور خوبصورت بیوی نیکی اور پرہیزگاری میں اس کو مددگار ثابت ہوگی اور یہ بات کہ امام کی بیوی کیسی ہے اور امام کا تعلق اس کے ساتھ کیسا ہے۔ ہمسایہ اور رشتہ دار لوگوں کو اپنی عورتوں کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ہر شخص اپنی بیوی کے حسن کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ (شامی)

(۲۵) لامذہب کو چاہیئے تھا کہ وہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیتا اس کے مذہب میں لکھا ہے کہ ''بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث پ ۵ ص ۵۶ الحارقہ) اور ذرا اپنی تہذیب بھی ملاحظہ فرمائیں نواب وحید الزمان ہی لکھتے ہیں ''اور عورتوں کی گانڈوں میں جماع کرنا قرآنی حکم ہے (لغات الحدیث) شاید اسی لئے آپ نے عورت کو مادرزاد ننگی ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (بدور الاہلہ) تاکہ بہتر عورت کی شناخت میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ تف ہے ایسے مذہب پر۔

(۲۶) لامذہب کو اس سے بھی شکایت ہے کہ فقہا نے یہ کیوں لکھا کہ بہتر ہے کہ امام مالدار اور مرتبے والا ہو۔ لیکن اس کے خلاف بھی وہ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکا کہ امام ضرور پرلے درجہ کا مفلس اور قلاش ہونے کے ساتھ ساتھ بدنام زمانہ بھی ہو۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ قرآن وحدیث سے اس مسئلہ کا غلط ہونا ثابت کرتا۔ لیکن وہ نہ قرآن جانتے ہیں نہ حدیث۔

(۲۷) فقہاء کا فرمان ہے کہ کثرت مال جب دین کے ساتھ جمع ہو تو اس سے قناعت اور عفت آتی ہے اور کثرت جاہ تکثیر جماعت کا باعث ہوتی ہے اور جماعت کا بڑا ہونا ہی اصل مقصد ہے تو جب یہ دونوں چیزیں اصل مقصد کے لئے ممد و معاون ہوں گی تو ان کے مطلوب ہونے میں کون عقلمند شبہ کرے گا۔

Scanned with CamScanner

(۲۸) لامذہب کو یہ بھی شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں تحریر فرمایا ہے کہ امام کے لئے بہتر ہے کہ اس کے کپڑے اور لباس اچھا ہو مگر اس کے خلاف بھی وہ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکا۔

(۲۹) فقہاء لکھتے ہیں کہ امام اگر میلے کچیلے کپڑوں میں رہے گا تو لوگ اس سے نفرت کریں گے اور جماعت کی کمی یا تفرقہ کا اندیشہ ہے اور حدیث پاک میں بھی آتا ہے اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَال (مسلم) کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہیں۔ اور جمال کو پسند فرماتے ہیں اور اچھا لباس انسان کے جمال کو مزید اجاگر کر دیتا ہے۔

(۳۰) اس کے اپنے مذہب کا مسئلہ یہ ہے کہ ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۱) یعنی جو (مرد یا عورت) ناپاک کپڑوں میں (جو پیشاب پاخانے منی اور خون سے لت پت ہوں) نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے" بلکہ یہ مذہب تو کپڑوں کا بوجھ ویسے ہی پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

(۳۱) ہر کہ در نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۱) یعنی جس (مرد یا عورت) کی شرمگاہ (ساری) نماز میں بھی ننگی رہے اس کی نماز صحیح ہے۔ کیوں نہ ہو ابوجہل اور اس کی بیوی ننگے ہو کر خانہ کعبے کا طواف کر لیا کرتے تھے۔ یہ ابوحنیفہ کو چھوڑ کر ابوجہل کی تقلید پر چلنے لگے ہیں۔

میرے دل سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی او غیرے تجھے کفرانِ نعمت کی سزا

(۳۲) لامذہب کو یہ بھی شکایت ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں لکھا کہ امام کا جسم بھی متناسب ہونا بہتر ہے کیونکہ اعضاء جسم کا متناسب ہونا کمال عقل کی دلیل ہے۔ اس لئے امام کا سر بڑا ہو اور باقی اعضاء تناسب کے ساتھ چھوٹے ہوں کیونکہ داناؤں کا قول ہے "سر وڈے سرداراں دے تے وڈے پیر گنواراں دے۔ اس کے خلاف بھی کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکا کہ امام بے عقل ہونا چاہیئے۔ حالانکہ

Scanned with CamScanner

امام جتنا عقل مند ہوگا وہ مسلمانوں کی جماعت کی مضبوطی کا باعث ہوگا۔

(۳۳) اس لامذہب نے یہ مسئلہ لکھتے وقت یہ بھی خیانت کی کہ اس جملے ''سر بڑا اور عضو چھوٹے'' کا جو معنی خود فقہاء نے بیان کیا ہے یعنی کامل عقل والا ہو وہ بیان ہی نہیں کیا جو خالص مغالطہ اور فریب ہے۔

(۳۴) بعض لامذہب تو فقہاء کے اس بیان کئے ہوئے مطلب کو چھپانے کے ساتھ ساتھ اس کا نہایت غلط مطلب بیان کر کے عوام میں اشتعال پیدا کیا کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام وہ ہو جس کا ذکر چھوٹا ہو حالانکہ فقہاء نے صاف اس کی تردید کی ہے کہ اس مطلب کا تو ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔ جو جملہ تردید کے لئے نقل کیا گیا ہو۔ اس کو فقہ کی طرف منسوب کرنا ایسا ہی فریب ہے جیسے قرآن پاک میں عیسائیوں کی تردید کی گئی ہے۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ...﴾ وہ لوگ کافر ہیں جو مسیح بن مریم کو خدا مانتے ہیں اب کوئی عیسائی تردید نقل نہ کرے اور کہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ...﴾ بے شک مریم کا بیٹا مسیح خدا ہے تو ایسے فریب کی کوئی حد ہے۔

(۳۵) اسی طرح مقیم کو مسافر، پر آزاد کو غلام پر وضو کو تیمم پر بہت سے احکام میں فضیلت حاصل ہے تو امام میں ان فضائل کا حصول مطلوب ہے ان کے خلاف بھی یہ لامذہب احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ پیش نہیں کر سکا۔

(۱۰) نماز کا اول وقت

حکیم صاحب سبیل الرسول ص ۲۴۴ پر نقل کرتے ہیں۔

پیغمبر رحمت ﷺ کا ارشاد

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللهﷺ اَمَّنِیْ جِبْرَائِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ

Scanned with CamScanner

كُلِّ شَيْئٍ مِثْلُهٗ.

(ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ امامت کی جبرائیل نے میری بیت اللہ میں اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب سورج ڈھل گیا اور اس کا سایہ بقدر ایک تسمہ کے ظاہر ہو گیا اور نماز عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تو یہ نماز عصر کا اول وقت اور نماز ظہر کا آخر وقت ہے یعنی ظہر ختم اور عصر شروع ہے۔ لیکن حنفی مذہب اس کے برعکس حکم دیتا ہے وہ کہتا ہے۔

فقہ کا اختلاف

واخر وقتها عند ابی حنیفة اذا صار ظل كل شیء مثلیه واول وقت العصر اذا خرج وقت الظهر. (ہدایہ جلد اول باب المواقیت)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آخری وقت ظہر کا اور اول وقت عصر کا وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہو جائے۔

جواب

یہ کوئی نیا اعتراض نہیں اس سے پہلے بھی غیر مقلدین کرتے رہے اور احناف کی طرف سے اس کے مفصل اور مدلل جوابات بھی شائع ہوتے رہے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی (وکیل اہلحدیث) نے بھی اپنے اشتہار میں یہ مسئلہ ذکر کیا تھا اور اس کا جواب شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ دیوبندی نے ادلہ کاملہ ص ۲ میں دیا تھا۔ ہم یہاں پر اس مسئلہ کو ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں تاکہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔

اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا اختلاف

ظہر کا اول وقت بالاتفاق زوال سے شروع ہوتا ہے اور استواء شمس کے وقت ہر چیز کا جو سایہ ہوتا ہے وہ فَیٔ زوال (اصلی سایہ) کہلاتا ہے اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ

ہے کہ ہموار زمین میں کوئی سیدھی لکڑی یا کیل گاڑ دی جائے۔ زوال سے پہلے اس کا جو سایہ ہوگا وہ تدریجاً گھٹتا رہے گا پھر یا تو بالکل ختم ہو جائے گا یا کچھ باقی رہے گا اور گھٹنا بند ہو جائے گا۔ (خط استواء سے قرب و بعد کی وجہ سے فئی زوال مختلف ہوتا ہے) یہی باقی ماندہ سایہ فئی زوال (اصلی سایہ) ہے پھر وہ دوسری جانب بڑھنا شروع ہوگا۔ جوں ہی بڑھنا شروع ہو سمجھ لینا چاہئے کہ زوال شمس ہو گیا، اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا۔ اور ظہر کا وقت کب تک باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اس میں اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک امام شافعی اور امام احمد اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے، جب ہر چیز کا سایہ فئی زوال کو منہا کرنے کے بعد اس چیز کے بقدر ہو جائے۔ اصطلاح میں اس کو ایک مثل (مانند) کہتے ہیں اور اس کے بعد فوراً عصر کا وقت شروع ہوتا ہے دونوں وقتوں کے درمیان مشہور قول کے مطابق نہ تو کوئی حد فاصل ہے نہ وقت مشترک۔

اور امام اعظمؒ سے اس سلسلہ میں چار روایتیں منقول ہیں۔

(۱) ظاہر روایت میں ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہوتا ہے، اور اس کے بعد فوراً عصر کا وقت شروع ہوتا ہے یہی مفتیٰ بہ قول ہے علامہ کاسانیؒ نے (**بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۲۲**) میں لکھا ہے کہ یہ قول ظاہر روایت میں صراحۃً مذکور نہیں ہے امام محمدؒ نے صرف یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عصر کا وقت دو مثل کے بعد (یعنی تیسرے مثل سے) شروع ہوتا ہے، ظہر کا وقت کب ختم ہوتا ہے اس کی تصریح امام محمدؒ نے نہیں کی ہے۔

(۲) امام اعظمؒ کا دوسرا قول وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا ہے، امام طحاویؒ نے اس کو اختیار کیا ہے اور صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ آج کل لوگوں کا عمل اسی پر ہے اور اس پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور سید احمد دُحلان شافعیؒ نے خِزَانَةُ الْمُفْتِيْن اور فتاویٰ ظہیریہ سے امام صاحب کا اس قول کی طرف رجوع نقل کیا ہے۔ (**فیض الباری ج ۲، ص ۹۵**) مگر ہماری کتابوں میں یہ رجوع ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس قول کو حسن بن

زیاد لؤلؤی کی روایت قرار دیا گیا ہے اور سرخسی نے مبسوط میں اس کو بروایت امام محمدؒ ذکر کیا ہے، اور صاحب درمختار نے جو اس قول کو مفتیٰ بہ کہا ہے اس کو علامہ شامی نے رد کیا ہے۔

(۳) امام اعظمؒ سے تیسری روایت یہ ہے کہ مثل ثانی مہمل وقت ہے یعنی ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے، اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اور دوسرا مثل نہ ظہر کا وقت ہے نہ عصر کا، یہ اسد بن عمرو کی روایت ہے امام اعظم رحمہ اللہ سے۔

(۴) اور چوتھا قول عمدۃ القاری شرح بخاری میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سے کچھ پہلے ختم ہو جاتا ہے، اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ امام کرخیؒ نے اس قول کی تصحیح کی ہے۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۹۵)

ظہر کی نماز زوال ہوتے ہی پڑھائی تھی اور عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھائی تھی، اور دوسرے دن ظہر کی نماز ایک مثل پر پڑھائی تھی یعنی ٹھیک اسی وقت جس وقت پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی تھی، (لوقت العصر بالامس) اور عصر کی نماز دو مثل پر پڑھائی تھی ۱۔

روایت کا مفاد

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور عصر کا شروع ہوتا ہے، اور دونوں وقتوں کے درمیان نہ تو کوئی مہمل وقت ہے، نہ مشترک، اس روایت کو ائمہ ثلاثہ اور صاحبین نے لیا ہے، البتہ امام مالک علیہ الرحمۃ مثل اول کے آخر میں مقیم کے لئے چار رکعت کے بقدر، اور مسافر کے لئے دو رکعت کے بقدر مشترک وقت مانتے ہیں یعنی اس میں ظہر کی نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے، اور عصر کی نماز بھی، کیونکہ حضرت

۱ یہ روایت متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، ابوداؤد، ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے جو روایت مروی ہے اس میں لوقت العصر بالامس کا لفظ ہے، یہ روایت ترمذی ونسائی میں حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے اور ابن راھویہ نے اپنی مسند میں حضرت ابو مسعودؓ سے بھی روایت کی ہے نیز یہ روایت صحیحین میں بھی ہے مگر مجملاً ہے یعنی اوقات صلوۃ کی اس میں تفصیل نہیں ہے، نیز اس روایت کو بزار رحمہ اللہ نے بھی اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اور عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت عمرو بن حزمؓ سے روایت کیا ہے (کما فی نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۲۱۔)

جبرئیلؑ نے پہلے دن جس وقت عصر کی نماز پڑھائی ٹھیک اسی وقت میں دوسرے دن ظہر کی نماز پڑھائی تھی علامہ دردیر کی شرح صغیر میں ہے۔

واشترکت الظهر والعصر فی اخر القامة بقدر اربع رکعات، فیکون اخروقت الظهر، واول وقت العصر

ظہر اور عصر شریک ہیں مثل اول کے آخر میں چار رکعت کے بقدر (شرح صاوی میں ہے کہ یہ حالت حضر میں ہے اور حالت سفر میں دو رکعت کے بقدر ہے) لہٰذا مثل اول کا آخر ظہر کا آخری وقت اور عصر کا اول (ابتدائی) وقت ہے۔

(بلغۃ السالک ج۱ص ۸۳)

مگر ابن حبیب مالکی اشتراک کے قائل نہیں ہیں اور ابن العربی مالکی تو فرماتے ہیں کہ:

تالله مابینهما اشتراک ولقد زلّت فیه اقدام العلماء (حوالہ سابق)

خدا کی قسم دونوں وقتوں کے درمیان مشترک وقت نہیں ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء (مالکیہ) کے پیر پھسل گئے ہیں۔

اور جمہور "لوقت العصر بالامس" کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ بات راوی نے تقارب زمانین کی وجہ سے کہی ہے ورنہ حقیقت میں پہلے دن جس وقت عصر کی نماز شروع کی تھی دوسرے دن اس سے ذرا پہلے ظہر کی نماز پوری کردی تھی، دونوں دن دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں نہیں پڑھی تھیں۔ کیونکہ آیت کریمہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے) اسے یہ بات واضح ہے کہ ہر نماز کا وقت الگ الگ ہے اشتراک نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

دوسری روایت

یہ ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کئے آپ نے اس شخص کو ٹھہرایا، اور دو دن نماز پڑھا کر عملی طور پر اوقات نماز کی تعلیم دی، اس روایت میں ہے کہ پہلے دن حضور اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز زوال ہوتے ہی پڑھائی اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج سفید اور بلند تھا۔ اور دوسرے دن ظہر کی نماز بہت زیادہ ٹھنڈی کر کے پڑھائی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج آخر وقت میں پہنچ گیا تھا۔ (مسلم شریف ج۱ص۲۲۳)

یہ روایت مسلم شریف میں حضرت بریدہؓ سے مروی ہے اور مسلم شریف ہی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، پھر ظہر کا وقت باقی رہتا ہے عصر کا وقت آنے تک، اور عصر کا وقت باقی رہتا ہے سورج کے زرد ہونے تک۔ (مسلم شریف ج۱ص۲۲۳)

روایت کا مفاد

اس روایت سے اوقات صلوٰۃ کی کوئی واضح حد بندی نہیں ہوتی البتہ اس میں یہ جملہ ہے کہ دوسرے دن حضور اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز بہت زیادہ ٹھنڈی کر کے پڑھائی، اس سے کچھ ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ شاید مثل ثانی میں پڑھائی ہو۔ کیونکہ مشاہدہ یہ ہے کہ مثل اول کے ختم تک موسم ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس حدیث کے جو الفاظ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہیں کہ،، ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے، اور آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے'' اس سے تو یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ مثل ثانی بھی ظہر کا وقت ہے۔

تیسری روایت

حضرت عمرؓ کا گشتی فرمان ہے جو آپ نے اپنے گورنروں کے نام جاری کیا

تھا اس میں آپ نے لکھا تھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے یہاں تک کہ وہ سایہ ایک مثل ہو جائے، اور عصر کی نماز پڑھو درآں حالیکہ سورج بلند، چمکدار اور صاف ہو، اور عصر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے سوار دو یا تین فرسخ کا سفر کر سکے۔

(موطا امام مالک ص ۱۳)

روایت کا مفاد

یہ روایت بھی اس باب میں صریح نہیں ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے، بظاہر روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ مستحب اوقات کا بیان ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھنے کا حکم اس وقت دیا ہے کہ سایہ ایک ہاتھ ہو جائے، حالانکہ ظہر کا وقت زوال ہی سے شروع ہو جاتا ہے، نیز عصر جس وقت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے وہ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ لوگوں کو مستحب اوقات کی تعلیم دی ہے، حقیقی اوقات نہیں بتائے۔

چوتھی روایت

حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے ایک شخص نے آپؐ سے نماز کے اوقات پوچھے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔

انا اخبرک! صَلِّ الظُّهرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ الخ[1]

سن میں تجھے بتاتا ہوں! ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے دو مثل ہو جائے۔

روایت کا مفاد

یہ روایت صریح ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے کیونکہ

---

[1] یہ روایت موطا مالک ص ۳ اور موطا محمد ص ۴۲ میں ہے، یہ دونوں کتابیں درحقیقت ایک ہی ہیں یحیٰی بن یحیٰی جمودی کی روایت موطا مالک کے نام سے مشہور ہے اور امام محمد بن حسن شیبانی کی روایت موطا محمد کے نام سے مشہور ہے۔

Scanned with CamScanner

جب ظہر کو ایک مثل پر پڑھنے کا حکم دیا، اور عصر کو دو مثل پر تو اب مثل ثانی عصر کا وقت تو ہو ہی نہیں سکتا، لامحالہ ظہر ہی کا وقت ہوگا۔ یہ اگرچہ ابوہریرہؓ کا ارشاد ہے مگر چونکہ مقادیر مدرک بالعقل نہیں ہے اس لئے اس کو لامحالہ حکماً مرفوع ماننا ہوگا۔

پانچویں روایت

حضرت ابوذر غفاریؓ کی ہے جو صحیحین میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے جب ظہر کا وقت ہوا تو مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا ''ابھی وقت کو ٹھنڈا ہونے دو'' کچھ دیر بعد پھر مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے پھر ارشاد فرمایا کہ ابھی وقت کو ٹھنڈا ہونے دو'' حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْئَ التَّلُوْلِ (یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا) پھر حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے پھیلاؤ سے ہے۔ لہذا جب گرمی سخت ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے کتاب الاذان میں بھی ذکر کیا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں کہ حتیٰ ساوی الظل التلول (یہاں تک کہ سایہ طول میں ٹیلوں کے برابر ہوگیا)

روایت کا مفاد

اس روایت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس سفر میں ظہر کی نماز بالیقین مثل ثانی میں بلکہ مثل ثانی کے بھی آخر میں پڑھی ہے، کیونکہ ٹیلوں کے سایہ کا ظاہر ہونا بلکہ ٹیلوں کے سایہ کا طول میں ٹیلوں کے برابر ہونا مثل اول میں ممکن ہی نہیں ہے جس کو تردد ہو وہ مشاہدہ کر کے اپنا شک دور کر سکتا ہے۔

چھٹی روایت

بخاری شریف کی ہے، جو مشکوٰۃ شریف کے بالکل آخری باب باب ثواب هذه الامة کے بالکل شروع میں ہے، جس میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی

امت کی مدت عمر اور یہود و نصاریٰ کی مدت عمر مثال سے سمجھائی ہے کہ

''ایک شخص نے صبح سے دو پہر تک ایک ایک قیراط طے کر کے مزدور رکھے اور دو پہر میں ان کو ان کی اجرت دے کر رخصت کر دیا، پھر دو پہر سے عصر تک کے لئے ایک ایک قیراط طے کر کے دوسرے مزدور رکھے۔ عصر کے وقت ان کو بھی ان کی اجرت دے کر رخصت کر دیا۔ پھر عصر سے غروب آفتاب تک کے لئے اور مزدور رکھے اور ان کی اجرت دو دو قیراط طے کی، جب انہوں نے کام پورا کیا تو ان کو ان کی ڈبل اجرت دی گئی۔

یہ مثال بیان کر کے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ وہ مزدور ہو جنہوں نے عصر سے مغرب تک کام کیا ہے لہٰذا تمہیں ڈبل مزدوری ملے گی، اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ کام ہم نے زیادہ کیا اور مزدوری ہمیں کم ملی، اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ کیا میں نے تمہارا کچھ حق مارا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا تو میں اپنی مہربانی جس پر چاہوں کروں!''

روایت کا مفاد

اس روایت کے اشارہ سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے، کیونکہ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مدت عمل کم ہے اور یہود و نصاری کی مدت عمل زیادہ ہے، یہود کی مدت عمل کا زیادہ ہونا تو بدیہی ہے، کیونکہ وہ صبح سے دو پہر تک ہے، اسی طرح نصاریٰ کی مدت عمل امت محمد یہ کی مدت عمل سے بدیہی طور پر زیادہ اسی وقت ہو سکتی ہے جب عصر کا وقت مثل ثالث سے شروع ہو اور مثل ثانی کے ختم تک ظہر کا وقت رہے، اگر ظہر کا وقت مثل اول کے ختم تک مانا جائے تو نصاریٰ اور امت محمد یہ دونوں کی مدت عمل میں کوئی واضح تفاوت نہیں رہتا۔

الغرض یہ روایت اگر عقل سلیم ہو تو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ ظہر کا وقت مثل ثانی کے ختم تک رہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

امام اعظم کی مختلف روایات کے سلسلہ میں احناف کے مختلف نقطہ ہائے نظر

بحث کے شروع میں امام اعظمؒ کی چار روایتیں بیان کی گئی ہیں

(۱) ظہر کا وقت مثل ثانی کے ختم تک رہتا ہے، اور عصر کا وقت مثل ثالث کی ابتداء سے شروع ہوتا ہے............ یہ ظاہر روایت ہے۔

(۲) ظہر کا وقت مثل اول کے ختم تک رہتا ہے، اور عصر کا وقت مثل ثانی کی ابتداء سے شروع ہوتا ہے...... یہی جمہور کا بھی مذہب ہے۔

(۳) مثل ثانی پورا مہمل وقت ہے۔

(۴) مثل ثانی کے آخر میں تھوڑا وقت مہمل ہے.......... امام اعظمؒ کی ان مختلف روایتوں کے سلسلہ میں احناف کے تین نقطہ ہائے نظر ہیں۔

پہلا نقطۂ نظر

یہ ہے کہ یہ تمام روایات باہم متعارض ہیں لہٰذا غور کر کے آخری روایت متعین کی جائے، اور مقدم روایات کو منسوخ قرار دیا جائے، صاحب خزانة المفتيين اور صاحب فتاویٰ ظہیریہؒ نے یہی صورت اختیار کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے قول کی طرف امام صاحب کا رجوع کرنا نقل کیا ہے، اور اس کو آخری قول قرار دیا ہے......... مگر کتب مذہب میں یہ رجوع معروف نہیں ہے، اس لئے عام طور پر یہ نقطہ نظر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

دوسرا نقطۂ نظر

یہ ہے کہ موافقت جمہور یا قوت دلیل کی بناء پر کسی ایک قول کو ترجیح دی جائے۔ چنانچہ امام طحاویؒ اور صاحب درمختار نے موافقت جمہور کے پیش نظر دوسرے قول کو ترجیح دی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے، اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور

شارح منیۃ علامہ ابراہیم حلبیؒ اور علامہ ابن عابدین شامیؒ، اور مفتیان دارالعلوم دیوبند نے قوت دلیل کی بناء پر پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ جو ظاہر روایت ہے، علامہ شامیؒ صاحب درمختار پر رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

''صاحب درمختار نے جو فرمایا ہے کہ'' امام اعظم کی دوسری روایت اظہر ہے۔ حدیث جبرائیل کی وجہ سے اور حدیث جبرائیل اس مسئلہ میں نص ہے'' یہ فرمانا صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام اعظمؒ کے قول کے کافی دلائل موجود ہیں۔ اور امام اعظم کی دلیل کی کمزوری ظاہر نہیں ہوئی ہے، بلکہ امام صاحب کے دلائل قوی ہیں جیسا کہ مطولات اور شرح منیہ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم کی جاسکتی ہے، اور علامہ ابن نجیم مصری نے البحر الرائق میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ امام صاحب کا قول چھوڑ کر صاحبین کا قول، یا ان میں سے کسی ایک کا قول کسی ضرورت ہی کی وجہ سے اختیار کیا جاسکتا ہے، مثلاً امام صاحب کی دلیل کمزور ہو یا تعامل امام صاحب کے قول کے خلاف ہو جیسے مزارعت کا مسئلہ، محض مشائخ کے یہ کہہ دینے سے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے امام صاحب کا قول نہیں چھوڑا جاسکتا'' (شامی ج ۱ ص ۲۶۴)

تیسرا نقطۂ نظر

یہ ہے کہ امام صاحب کے اقوال میں تطبیق دی جائے، اور یوں کہا جائے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک تو بالیقین رہتا ہے، اور مثل ثانی کے ختم تک رہنے کا احتمال ہے اور عصر کا وقت مثل ثالث سے بالیقین شروع ہوتا ہے، مگر مثل ثانی سے شروع ہونے کا احتمال ہے، لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ایک مثل ختم ہونے سے پہلے ظہر کی نماز نہ پڑھ سکے تو پھر مثل ثانی میں پڑھ لے، اس سے تاخیر نہ کرے، اور اس کو ادا کہا جائے گا، قضا نہیں کہا جائے گا، اسی طرح اگر کسی مجبوری میں جیسا کہ حاجیوں کو حرمین شریفین میں یہ مجبوری پیش آتی ہے کوئی شخص مثل ثانی میں عصر کی نماز پڑھ لے تو اس کو بھی صحیح کہا جائے گا یعنی ذمہ فارغ ہو جائے گا مگر ظہر اور عصر دونوں کو مثل ثانی میں پڑھنا شریعت

کے منشاء کے خلاف ہے، شریعت کا منشاء یہ ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان فصل ہونا چاہیئے اور یہ فصل عام حالات میں کم از کم ایک مثل کے بقدر ہونا چاہیئے ، اور مخصوص حالات میں اس سے کم بھی ہوسکتا ہے.......... اور وقت مہمل سے امام صاحب کی مراد یہی عملی اہمال ہے یعنی دونوں نمازوں کے درمیان فصل کرنا۔

حضرت قدس سرہٗ کا نقطہ نظر غالباً یہی ہے، چنانچہ ایضاح الادلۃ میں حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ

"وقت مابین المثلین (یعنی مثل ثانی کو بوجہ تعارض روایات نہ بالیقین وقت ظہر میں داخل کر سکتے ہیں، نہ وقت عصر میں.......... یا یوں کہیئے کہ ایک وجہ سے ظہر میں داخل ہے تو دوسرے طور سے عصر میں، تو اب بوجہ احتیاط حضرت امام صاحبؒ نے ظاہر الروایت میں وقت مذکور (مثل ثانی) وقت ظہر میں شامل کر دیا، تاکہ کوئی صلوٰۃ عصر وقت مذکور (مثل ثانی) میں ادا کر کے ادائے صلوٰۃ قبل الوقت کے احتمال میں نہ پڑ جائے، اور وقت یقینی کو ترک کر کے وقت محتمل میں صلوٰۃ عصر کو ادا نہ کرے۔

رہی صلوٰۃ ظہر، اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے، لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور (ظہر کی نماز) وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہیئے کہ مابین المثلین (مثل ثانی) ہی میں اس کو ادا کر لے، کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے، یہاں احتمال ادا تو ہے اور اوقات میں تو یہ بھی نہیں بلکہ بالیقین قضاء محض ہے۔

بالجملہ مطلب ظاہر الروایت یہ ہے کہ وقت مابین المثلین کا بوجہ معروضہ (مذکورہ وجہ کی بناء پر) وقت ظہر میں شمار کرنا مناسب ہے، کیونکہ وقت عصر میں داخل کرنے سے ادا صلوٰۃ قبل الوقت کا احتمال باقی ہے.......... یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور (مثل ثانی) بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے اور جیسا بقاء ظہر ایک مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے، بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تلک ہے،

اور ابتداء عصر بالیقین مثلین سے ہوتا ہے، اور درمیان کا وقت بوجہ روایات مختلفہ دونوں امر کا محتمل ہے" (ص ۱۵۵ تا ص ۱۵۶ فخریہ)

حضرت قدس سرہٗ نے یہ نقطہ نظر دو وجہ سے اپنایا ہے، ایک اس وجہ سے کہ مثلین تک وقت ظہر کے باقی رہنے کی کوئی صریح روایت نہیں ہے، اس لئے احتمال ہے کہ مثل ثانی عصر کا وقت ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امامت جبرئیل والی حدیث کی تاریخ معلوم ہے وہ اس وقت کی روایت ہے جب پانچ نمازیں فرض ہوئی تھیں یعنی اسلام کے بالکل دور اول کی روایت ہے اور باقی تمام روایتیں مابعد کی ہیں اس لئے احتمال ہے کہ مثل اور مثلین کے معاملہ میں نسخ ہوا، ہو، یعنی عصر کا وقت کٹ کر مثلین سے کر دیا گیا ہو اور ظہر کا وقت بڑھا کر مثلین تک کر دیا ہو، لہٰذا مثل ثانی میں شک پیدا ہو گیا کہ وہ عصر کا وقت رہا یا نہیں؟ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ عصر کی نماز مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے تاکہ بالیقین ذمہ فارغ ہو جائے اگر مثل ثانی میں عصر کی نماز پڑھی جائے گی تو آخری تین روایتوں کی بناء پر کھٹکا رہے گا کہ شاید نماز وقت سے پہلے پڑھی گئی ہو اور ذمہ فارغ نہ ہوا ہو۔

رہا ظہر کا معاملہ تو اگر وہ مثل اول میں ادا کی گئی ہے تب تو وہ بالیقین ادا ہو گئی، اور اگر مثل ثانی میں پڑھی گئی ہے تب بھی ذمہ فارغ ہو جائے گا۔ کیونکہ امامت جبرئیل والی حدیث کے پیش نظر اگر ظہر کی نماز ادا نہ ہوگی تو قضا ہو جائے گی۔ اور قضاء سے بھی ذمہ فارغ ہو جاتا ہے۔

الغرض جمہور نے جو مؤقف اختیار کیا ہے وہ اولاً تو مبنی بر احتیاط نہیں، اور ثانیاً ان کے مذہب کے مطابق آخری تین روایتوں کو ترک کرنا لازم آتا ہے اور امام اعظمؒ نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ اس میں احتیاط بھی ہے اور تمام روایتوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔ فجزاه الله تعالىٰ خيرا و اثابه بما هو اهله (امين)

Scanned with CamScanner

جمہور کے پاس بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے

جمہور کا مستدل یعنی امامت جبرئیل والی حدیث قطعی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں نسخ کا احتمال ہے، اور یہ احتمال بے دلیل نہیں ہے بلکہ آخری تین روایتوں کی بناء پر یہ احتمال پیدا ہوا ہے، دلیل کے قطعی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی نص پیش کی جائے جس سے دائما حضور اکرم ﷺ کا مثل ثانی میں عصر پڑھنا ثابت ہوتا ہو، یا کم از کم ایسی تصریح پیش کی جائے کہ حضور اکرم ﷺ کا آخری عمل مثل ثانی میں عصر پڑھنے کا تھا اور ایسی تصریحات جمہور کے پاس نہیں ہے۔

احناف کے دلائل

پہلی حدیث

عن عَبدِاللهِ بن رَافِعٍ مَوْلیٰ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النبی ﷺ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فقال ابُوْهُرَيْرَةؓ اَنَا اُخْبِرُکَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَالْعَصْرَ اِذَا کَانَ مِثْلَيْکَ.

ترجمہ: عبداللہ بن رافع جو آنحضرت ﷺ کی بی بی ام سلمہؓ کے مولیٰ ہیں انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نماز کا وقت پوچھا، کہا ابو ہریرہؓ نے میں بتاؤں تجھ کو نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی جب سایہ تیرا تجھ سے دونا ہو۔

(موطا امام مالک مترجم علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص ۲۱-۲۰)

دوسری حدیث

عن عبداللہ بن رافع مولی ام سلمة زوج النبی ﷺ عن ابی هريرة انه ساله عن وقت الصلوة فقال

Scanned with CamScanner

ابو هريرة انا اخبرک صل الظهر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک مثليک

ترجمہ: عبداللہ بن رافع جو حضور اکرم ﷺ کی زوجہ ام سلمۃؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا۔ تو حضرت ابو ہریرۃؓ نے کہا۔ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ ظہر کی نماز ادا کرو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے اور نماز عصر جب تمہارا سایہ تم سے دوگنا ہو جائے۔

(موطا امام محمد ص۔۴۱۔۴۲)

تیسری حدیث

(۱) عن ام سلمہؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ اَشَدُّ تَعۡجِيۡلاً لِلظُّهۡرِ مِنۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ تَعۡجِيۡلاً لِلۡعَصۡرِ مِنۡهُ.

(ترمذی ص ۵۱ مسند احمد ص ۲۸۹ ج ۶)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ تو ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور تم لوگ عصر کی نماز کو آنحضرت ﷺ سے جلدی پڑھتے ہو۔

(۲) عن رَافِعِ بۡنِ خَدِيۡجٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَاۡمُرُهُمۡ بِتَاۡخِيۡرِ الۡعَصۡرِ.

(بیہقی ص ۴۴۳ وحاشیہ الجوہر النقی ص ۴۴۱ ج ۱)

حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کو حکم دیتے تھے وہ عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں۔

(۳) عَنِ الۡاَعۡمَشِ قَالَ كَانَ اَصۡحَابُ عَبۡدِاللهِ بن مسعود يُعَجِّلُوۡنَ الظُّهۡرَ وَيُؤَخِّرُوۡنَ الۡعَصۡرَ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۵۴۰)

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اور شاگرد ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

عن ابی ھریرۃؓ اَنَّهٗ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ حَتّٰى اَقُوْلَ قَدْ اِصْفَرَّتِ الشَّمْسُ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۲۷)

سوار بن شبیبؒ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ عصر کو اتنا مؤخر کر کے پڑھتے تھے کہ میں یہ خیال کرتا تھا شاید سورج زرد ہو گیا ہے۔

(۴) عن عَلِي بن شَيْبَانؓ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رسول اللهﷺ اَلْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَآءَ نَقِيَّةً. (ابوداؤد ص ۵۹، ج ۱، ابن ماجہ ص ۴۸)

علی بن شیبانؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں آنحضرتﷺ کے پاس آئے تو آپ عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف ہوتا ہے (زرد ہونے سے پہلے)

(۵) عن ابراھیم قَالَ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلاً لِلظُّهْرِ وَاَشَدُّ تَاخِيْرًا لِلْعَصْرِ مِنْكُمْ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۵۴۰)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں تم سے پہلے لوگ ظہر کی نماز کو تمہاری نسبت جلدی پڑھتے اور عصر کی نماز کو تم سے زیادہ مؤخر کرتے تھے۔

حدیث جبرائیلؑ۔ حکیم صاحب نے ص ۲۴۴ پر یہ حدیث نقل کی ہے مگر حدیث نقل کرنے میں کئی خیانتیں کی ہیں۔

(۱) حدیث آدھی نقل کی ہے۔

(۲) اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن الحارث ضعیف ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۵۴) مگر حکیم صاحب نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

(۳) متن حدیث میں مرّتَینِ کے الفاظ موجود تھے اور خود حکیم صاحب نے نقل بھی کئے ہیں مگر ان کا ترجمہ قصداً نہیں کیا۔ ترجمہ اس لئے (دو مرتبہ) نہیں کیا کہ جب عوام کو اس بات کا علم ہوگا کہ جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ نماز پڑھائی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے دن کا ذکر تو حکیم صاحب نے نقل کر دیا مگر دوسرے دن کا ذکر نہ کیا کیونکہ وہ ان کے مسلک کے خلاف تھا اس میں عصر کی نماز کا وقت مِثلَین پر ہے۔

(۴) اور حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذَاوَقْتُ الانْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ

ترجمہ: پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے محمدؐ، یہ آپ سے پہلے نبیوں کا وقت ہے اور وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

ہم نے اپنے دلائل میں حدیثیں نقل کر دی ہیں اگر کسی کو زیادہ تفصیل درکار ہو تو تنویر الحق مصنفہ نواب قطب الدین محدث دہلوی کا صفحہ ۳۴ تا ۵۰ تک ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۱) جمع بین الصلوٰتین

حکیم صادق نے یہ مسئلہ بھی فقہ کا حدیث کے خلاف بتایا ہے فقہ کا مسئلہ یہ لکھا ہے لایجمع فرضان فی وقت بلاحج (شرح وقایہ) یعنی حج کے علاوہ دو فرض ایک وقت میں جمع کرنے جائز نہیں۔ دو فرضوں کو جمع کرنے کے تین طریقے ہو سکتے ہیں۔

(۱) جمع تقدیم:۔

ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کو اور مغرب کے وقت میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھ لیا جائے۔

(۲) جمع تاخیر:۔

عصر کے وقت میں ظہر اور عصر کو اور عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کو اکٹھا

پڑھ لیا جائے۔ ان دونوں صورتوں میں ایک ایک نماز ضرور بے وقت پڑھنی پڑتی ہے۔

(۳) جمع صوری

ظہر کی نماز ظہر کے آخر وقت میں اور عصر کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھ لی جائے۔ اسی طرح مغرب کی نماز آخر وقت میں غروب شفق سے پہلے اور عشاء کی نماز کو اول وقت میں غروب شفق کے فوراً بعد پڑھ لیا جائے اس صورت میں ہر ہر نماز اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے کوئی نماز بے وقت نہیں پڑھی جاتی۔ اس لئے اس کو جمع حقیقی نہیں جمع صوری کہتے ہیں۔ یہ سفر میں بالاتفاق جائز ہے اور حکیم صاحب نے جو بخاری کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے اس سے یہی جمع مراد ہے۔ فقہ کا مسئلہ تو خود بخاری مسلم کی حدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔

عن عبداللہ بن مسعودؓ قَالَ مَارَأَيْتُ رسول اللہ ﷺ صَلوٰةً اِلالِمِيقَاتِهَا اِلاصَلوتَيْنِ صَلوٰةَ الْمَغْرِب وَالْعِشَاء بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرُ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے کبھی آنحضرتؐ کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر دو نمازیں مغرب اور عشاء حج کے موقعہ پر اور اس دن آپؐ نے فجر کی نماز وقت (معتاد) سے پہلے ادا فرمائی۔

بالکل یہی مسئلہ فقہ کا ہے حکیم صاحب اور اس کے فرقہ شاذہ نے اس متفق علیہ حدیث کو ماننے سے انکار کر دیا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِنَّ الصَّلوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ بے شک نماز مومنوں پر فرض ہے وقت پر۔ جب نماز وقت پر فرض ہوتی ہے اور وقت سے پہلے فرض ہی نہیں ہوتی تو ادا کیسے ہوگی جیسے حج کا وقت مقرر ہے اب کوئی شخص دو ماہ پہلے شوال میں حج کر آئے تو اس کا حج ہرگز ادا نہ ہوگا۔ اسی طرح رمضان شریف کے روزوں کا وقت مقرر ہے اب

کوئی شخص رمضان شریف کے آنے سے تین ماہ پہلے ہی روزے رکھ لے تو فرض ادا نہیں ہوگا۔ جمعہ کی نماز کا دن اور وقت مقرر ہے کوئی شخص بدھ کے دن ہی جمعہ کی نماز ادا کرلے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ جیسے موت سے پہلے جنازہ پڑھنا یا نکاح سے قبل اولاد کا ہونا غلط ہے ایسے ہی وقت آنے سے پہلے نماز پڑھنا غلط ہے۔ امام ابوداوٗدؒ فرماتے ہیں۔ لیس فی جمع التقدیم حدیث قائم۔ وقت سے پہلے نماز جمع کرنے کی کوئی حدیث صحیح نہیں۔ لامذہبوں کا ظلم آیت قرآنی اور متفق علیہ حدیث کے خلاف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے عبدالحفیظ نامی ایک ملازم کو اجازت دے دی کہ وہ عصر کی نماز (وقت ہونے سے پہلے) ظہر کے وقت میں پڑھ لیا کرے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۱۵) اور سارے لامذہب خدا اور رسولؐ کے خلاف ثناء اللہ امرتسری کی اندھی تقلید کر رہے ہیں نہ خدا کی سنتے ہیں نہ رسولؐ کی۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿حَافِظُوا عَلَی الصَّلٰوتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی...﴾ پابندی کرو نمازوں کی یعنی ان کے وقتوں میں پڑھو لیکن مولوی ثناء اللہ امرتسری نے عصر کے وقت فٹ بال کھیلنے والوں کو فتویٰ دے دیا ہے کہ وہ عصر کے وقت فٹ بال کھیل لیا کریں ہاں عصر کی نماز وقت ہونے سے پہلے ظہر کے وقت پڑھ لیا کریں (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۳۱ ملخصاً) کس طرح فٹ بال لہو ولعب کو فرض نماز سے بڑھایا جا رہا ہے اور پھر بھی دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے کسی نے خوب کہا ہے رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ یعنی پھر ہوئے ایسے ناخلف جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا (یعنی وقت سے بے وقت پڑھ کر) اور اپنی شہوتوں کے پیچھے پڑ گئے۔ عنقریب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

(۶) اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ تباہی اور بربادی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے

Scanned with CamScanner

غافل ہیں۔ پس جو شخص ظہر کا سارا وقت نماز سے غافل رہا اور اسے عصر کے وقت میں پڑھا یا مغرب کا سارا وقت غافل رہا نماز ادا نہ کی اور عشاء کے وقت میں اسے پڑھا وہ بھی اسی آیت کا مصداق ہے۔

(۷) لیکن یہ لامذہب وقت پر نماز پڑھنے کو بوجھ اور طوق قرار دے کر قرآن پاک سے غلط استدلال کر رہا ہے اور بالکل غیر متعلق آیت پیش کر کے سبیل یہود ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ...﴾ پر عمل کر رہا ہے دیکھو (سبیل الرسول ص ۲۴۷)

(۸) عَنْ ابی قَتَادَۃَؓ اَنَّ رسول اللہ ﷺ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی. (مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں رسول اقدس ﷺ نے فرمایا نیند میں تفریط نہیں ہے تفریط تو یہ ہے کہ آدمی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تفریط یہ ہے کہ تو نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ (طحاوی)

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ سے بھی اس کے ہم معنی روایت طحاوی نے صحیح سند سے روایت کی ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جو لوگ ظہر قضا کر کے عصر کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں یا مغرب قضا کر کے عشاء کے ساتھ پڑھے وہ گنہگار ہے۔ خلاصہ یہ کہ جمع کی پہلی صورتوں میں یا تو دو نمازوں کو قضا کرنا پڑتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے یا دو نمازوں کو وقت سے پہلے پڑھنا پڑتا ہے ایسے تو فرض ہی ادا نہیں ہوتا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے اسی لئے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ثقہ راویوں نے علاء بن الحارث سے انہوں نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ساری دنیا کو یہ لکھ بھیجا اور ان کو ایک وقت میں دو نمازوں کے جمع کرنے

سے منع فرمایا۔ اور لکھا کہ ایک وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے (موطا امام محمد ص ۱۳۲) حضرت فاروق اعظمؓ کے اس حکم پر کسی نے انکار نہیں کیا گویا یہ مسئلہ امت میں اجماعی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے کہ وہ نمازوں کو ایک وقت میں بلا عذر بھی جمع کر کے پڑھنا ہم اہل حدیثوں کی علامت ہے۔ سبحان اللہ اس مذہب کی علامت ہی کبیرہ گناہوں سے بنتی ہے۔

(۱۲) عورت اور مرد کی نماز میں امتیاز

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۴۸ تا ص ۲۵۰ پر فقہ اور حدیث میں تضاد ثابت کرنے کے لئے نمبر ۱۲ پر یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

حدیث کا ارشاد

نماز کے متعلق حضرت انور ﷺ کا عام حکم ہے۔

صَلُّوا كَمَارَ أَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (بخاری شریف)

نماز پڑھو (اے عورتو، مردو) جس طرح میں پڑھتا ہوں

اس میں کوئی تفریق نہیں کہ مرد اس طرح پڑھے اور عورت اس طرح۔ بلکہ یہی حکم ہے کہ سب طریق رسول پر پڑھیں۔

حضرت ابو حمید ساعدیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کان النبی ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیْ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ. (مشکوۃ باب صفت الصلوٰۃ)

جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں کے برابر۔

فقہ کا اختلاف

حضور انور ﷺ کا مذکورہ فعل سب کے لئے یعنی مردوں اور عورتوں کے

Scanned with CamScanner

لئے مساوی ہے۔اب فقہ کی تقسیم دیکھئے۔

یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْھَامَیْہِ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ

مرد ہاتھ اٹھائیں اس طرح کہ انگوٹھے کان کی لو کے برابر ہو جائیں۔آگے لکھتے ہیں اب عورت کے متعلق سنیئے۔

وَالْمَرْاَۃُ تَرْفَعُ یَدَیْھَا حِذَاءَ مَنْکَبَیْھَا۔ (ہدایہ)

اور عورت مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔

الجواب:۔جواب سے قبل ایک بات تمہیداً سمجھ لیں تاکہ فہم مراد میں آسانی ہو۔

کتاب و سنت میں تمام جزئی مسائل تصریحاً نہیں ہوتے بعض تنصیصاً ہوتے ہیں اور بعض تعلیلاً۔

مثال: قرآن پاک میں ہے کہ حیض والی عورت کے بارہ میں سوال ہوا اس کا جواب تو اتنا ہی تھا کہ ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ...﴾ عورتوں سے دور رہو۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب سے پہلے ایک علت بیان فرمادی۔﴿قُلْ ھُوَ اَذًی...﴾ کہہ دیجئے وہ ناپاکی ہے۔اس میں ایک قاعدہ بتا دیا کہ حائضہ سے صحبت منع ہونے کی وجہ ناپاکی ہے۔اب اسی علت سے نفاس کا حکم بھی معلوم ہو گیا کیونکہ ناپاکی کی علت وہاں بھی پائی گئی اور اسی علت کی بنا پر نفاس کے تمام مسائل کو حیض کے مسائل پر قیاس کرلیا گیا مثلاً نفاس والی مسجد میں داخل نہ ہو۔قرآن کو ہاتھ نہ لگائے۔قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے مرد سے ہمبستر نہ ہو وغیرہ اگر آپ قیاس کو نہ مانیں تو نفاس والی عورت کے لئے قرآن پڑھنے۔نماز، روزہ، صحبت، وغیرہ کے بارہ میں حضورؐ کا ایک ایک صریح حکم سنادیں۔

بالکل اسی طرح عورت کی نماز کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے دو (۲) قاعدے ارشاد فرمادیئے۔

(حدیث) **عن یَزِیْدِ بن اَبِیْ حَبِیْب اَنَّہٗ ﷺ مَرَّ عَلٰی اِمْرَاَتَیْنِ**

تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَاسَجَدتُّمَا فَضَمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ۔

(رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ)

رسول اقدس ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے گوشت (جسم) زمین کے ساتھ چمٹا دو کیونکہ عورت اس (نماز) میں مرد کی مثل نہیں۔

پہلا قاعدہ

دیکھئے اس حدیث میں حضرتؐ نے پہلا قاعدہ بتا دیا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح نہیں۔ لیکن آپ نے حضرتؐ کے اس حکم کو نہیں مانا۔

عن ابن عُمَرؓ مَرْفُوْعًا اِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلٰی فَخِذِهَا الاُخْرٰی فَاِذَاسَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا عَلٰی فَخِذِهَا کَاَسْتَرِمَایَکُوْنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیْهَاویقول یَا مَلَائِکَتِیْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهَا.

(رواہ ابن عدی والبیھقی کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے پھر جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنے رانوں پر رکھے اور جتنا زیادہ ستر (پردہ پوشی) ہو سکے کرے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

دوسرا قاعدہ:۔

اس حدیث میں آپؐ نے دوسرا قاعدہ ارشاد فرمادیا کہ عورت کی نماز کے

مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ستر کی ہے۔ اس لئے جس حالت میں ستر زیادہ ہوگا وہی نماز عورت کی خدا کو زیادہ محبوب ہوگی اور ذریعہ مغفرت بنے گی۔ اس حدیث کی روشنی میں علمائے اہل سنت کہتے ہیں اصل میں عورت کے ستر کا مسئلہ ہے نماز میں جتنا بھی عورت کا ستر ہوگا بہتر ہے۔ اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر مرد و عورت کا فرق واضح کیا گیا ہے۔

فرق کی بعض باتیں:۔

چنانچہ مرد کے لئے فرض نماز مسجد میں پڑھنا ضروری ہے۔ عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے (بوجہ ستر)

نماز باجماعت میں مرد کے لئے اول صف افضل ہے عورت کے لئے آخری صف افضل ہے (بوجہ ستر)

نماز باجماعت میں امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا بالاتفاق مکروہ ہے لیکن عورت وسط صف میں ہی کھڑی ہو (بوجہ ستر)

آپ کے مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ننگے سر نماز نہیں پڑھتیں مرد ٹخنے اور آدھی پنڈلیاں ننگی کر کے نماز پڑھتے ہیں جب کہ عورتیں پنڈلیاں اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں۔ بہرحال یہ شریعت مقدسہ کا کلیہ قاعدہ ہے کہ عورت نماز اس طرح ادا کرے جس میں ستر کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہو۔ اب آیئے اصل مسئلے کی طرف۔

آنحضرت ﷺ تکبیر تحریمہ میں دو طرح ہاتھ اٹھاتے رہے کبھی کانوں تک کبھی کندھوں تک پھر آپؐ نے آخری عمر میں حضرت وائلؓ کو جب نماز سکھائی تو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت چھاتیوں تک، اس حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں تک پہنچ جاتی ہیں (رواہ الطبرانی) اب دیکھئے آنحضرتؐ نے خود بوجہ ستر عورت اور مرد کی نماز میں فرق کر دیا۔

اَبُوْحَنِيْفَةَ عن نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ اَنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ

Scanned with CamScanner

النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ يَّحْتَفِزْنَ (جامع المسانید ج اص ۴۰۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں عہد رسالت میں نماز کیسے پڑھتی تھیں فرمایا وہ چارزانو بیٹھتی تھیں۔ پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھیں۔

اب دیکھئے حدیث میں دو طرح بیٹھنا آتا تھا ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا بچھا کر بیٹھنا۔ اور سمٹ کر سرین پر بیٹھنا جسے تورک کہتے ہیں۔ عہد رسالت میں بوجہ تستر عورت کو نماز میں تورک کی طرح بیٹھنے کا حکم دے دیا گیا۔ جب کہ مرد پہلے طریقے پر ہی بیٹھتے رہے۔

عن عليؓ قال اِذَاسَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا. (رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اس کو سمٹ کر سجدہ کرنا چاہیئے اور سارے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیئے۔

دیکھئے اس طرح سجدہ کرنا مرد کے لئے بالاتفاق مکروہ ہے مگر عورت کے ستر کا اہتمام اسی میں زیادہ تھا اس لئے یہ حکم دیا گیا۔

اسی طرح ائمہ اربعہ کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے (وفقه علىٰ مذاهب اربعه) درمختار ج اص ۳۲۷ عالمگیری ج اص ۷۳) اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آگیا لانه استر لها (شرح نقایہ ج اص ۷۳) کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔

اور دوسری حدیث حضرت علیؓ سے یہ تھی مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ (احمد) نماز کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔ اس سنت پر بھی عمل جاری رہا۔ دونوں قسم کی احادیث

میں تطبیق صریح حدیث سے نہیں حدیث میں مذکور قاعدہ ستر کے مطابق بیان کر دی گئی آپ کسی صحیح حدیث جو صریح ہوان دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا طریقہ بتا دیں تو ہم یقیناً صریح کو علت پر ترجیح دیں گے اگر آپ صریح حدیث تطبیق کی پیش نہ کر سکیں تو مجتہد نے حدیث کی بیان کردہ علت کو سامنے رکھ کر دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اسے کیوں چھوڑا جائے۔

نوٹ: اگر آپ ان دونوں قسم کی احادیث سے ایک کو صحیح دوسری کو ضعیف قرار دیں تو ان کا صحیح یا ضعیف ہونا حدیث صحیح صریح سے ثابت کریں کیونکہ آپ کے نزدیک امتی کا قول شرعی دلیل نہیں۔ ہم امتیوں کے اجماع اور مجتہد کے ارشاد کو دلیل سمجھتے ہیں اس لئے مجتہد کی تطبیق کے مقابلہ میں کسی غیر مجتہد کی بات نہیں مانتے اور خیر القرون کے مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی آدمی کی بات تسلیم نہیں کرتے کیونکہ خیر القرون کی خیریت منصوص بالا احادیث ہے۔

استفتاء

خواتین کے طریقہ نماز کا ثبوت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

لڑکی حنفی مذہب سے تعلق رکھتی ہے جس کی شادی غیر مقلد لڑکے سے ہوئی ہے۔ لڑکی کا شوہر اپنی حنفی بیوی سے کہتا ہیں کہ تم مردوں کی طرح نماز پڑھا کرو کیونکہ عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز کے طریقے کے مطابق ہے اور عورتوں کی نماز کا مردوں سے جدا ہونا ثابت نہیں تو اب پوچھنا یہ ہے کہ لڑکی کو غیر مقلد لوگوں کے طریقے سے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں اگر اس کا شوہر ایسا حکم دے تو حنفی بیوی پر غیر مقلد شوہر کا حکم ماننا ضروری ہے یا نہیں؟ اور نیز حنفی مذہب میں عورت کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز کے طریقہ سے جدا ہونا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ مفصل اور مدلل جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: شبیر احمد سانگھڑ وی

الجواب حامدًا و مصلیاً

مذکورہ صورت میں اہل حدیث شوہر کا اپنی حنفی بیوی کو مردوں کے طریقہ سے نماز پڑھنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی نماز کی طرح ہونا صراحۃً ثابت نہیں بلکہ خواتین کا طریقہ نماز مردوں کے طریقہ سے جدا ہونا بہت سی احادیث اور آثار صحابہؓ و تابعینؒ سے ثابت ہے اور چاروں ائمہ فقہ، امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی و امام احمد رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انَّہٗ سُئِلَ کَیْفَ کَانَ النِّسَاءُ یُصَلِّیْنَ عَلیٰ عَھْدِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کُنَّ یَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ یَّحْتَفِزْنَ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ خواتین حضور اکرم ؐ کے عہد مبارک میں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں۔ پھر انہیں حکم دیا کہ خوب سمٹ کر نماز ادا کریں۔ (جامع المسانید ج ا ص ۴۰۰)

(۲) وعن وائل بن حجرؓ قال قال لِیْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَا وَائِلُ بْنُ حَجَرٍ! اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل بن حجر! جب نماز شروع کرو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳)

(۳) عن یَزِیْدِ بن اَبِیْ حَبِیْب اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ عَلیٰ

اِمْرَأتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَاسَجَدتُّمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو تم اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو اس لئے کہ اس میں عورت مرد کے مانند نہیں ہے۔ (السنن للبیہقی ج ۲ ص ۲۲۳) اعلاء السنن بحوالہ مراسیل ابی داؤد ج ۳ ص ۱۹)

(۴) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَۃُ فِی الصَّلٰوۃِ وَضَعَتْ فَخِذَھَا عَلٰی فَخِذِھَا الاُخْرٰی فَاِذَاسَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا فِیْ فَخِذَیْھَا کَاَسْتَرِمَایَکُوْنُ لھاوَاِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیْھَاویقول یَا مَلَائِکَتِیْ اَشْھَدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملا لے اس طرح کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ستر ہو سکے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس عورت کی بخشش کر دی۔ (بیہقی ج ۲ ص ۲۲۳ کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹)

(۵) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ۔

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ (اگر نماز کے دوران کوئی ایسا

امر پیش آجائے جو نماز میں حارج ہوتو) مردوں کے لئے یہ ہے کہ وہ تسبیح کہیں اور عورتیں صرف تالی بجائیں۔
(ترمذی ص ۸۵ سعید کمپنی۔ مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۰)

(۶) قال ابُوبکرِ بنُ ابیْ شَیبَۃَ سَمِعْتُ عَطاء سُئِلَ عَنِ الْمَرْأۃِ کَیْفَ تَرْفَعُ یَدَیْھَا فِیْ الصَّلاۃِ قَالَ حَذْوَثَدْیَیْھَا (وقال ایضابعداسطر) لا تَرْفَعُ بِذالِکَ یَدَیْھَا کَالرَّجُلِ وَاَشارَ فَخَفِضَ یَدَیْہِ جِدّاً وَجَمَعَھُمَا اِلَیْہِ جِدّاً وَقَالَ اِنَّ لِلْمَرْأۃِ ھَیْئَۃَ لَیْسَتْ لِلرَّجُلِ۔

ترجمہ: امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک، اور فرمایا نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کو جب اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور دونوں کو اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔ (المصنف لابی بکر ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۵)

(۷) حدثنا ابو الاحوَصُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عن علیؓ قَالَ اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأۃُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخذَیْھَا۔

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملالے۔ (بیہقی ج ۲ ص ۲۲۳)

(۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انَّہٗ سُئِلَ عَنْ صَلاۃِ الْمَرْأۃِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَ تَحْتَفِزُ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ (سب اعضاء کو) ملالے اور سرین کے بل بیٹھے۔

(المصنف لابن بکر ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۷۰)

مذکورہ بالا احادیث اور آثار صحابہؓ وتابعینؒ سے عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز سے واضح طور پر مختلف ہونا ثابت ہوا۔ اب اس بارے میں ائمہ فقہ کا مسلک ملاحظہ فرمائیں۔

وفی مذهب الحنفية

واما النساء واتفقوا على ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر لانه استرلها كما فى البناية وفى المنية المرأة تضعهما تحت ثدييها. (ص١٥٦ ج ١. السعاية)

والمرأة تنخفض فى سجود ها و تلزق بطنها بفخذ يها لان ذلك استرلها (وفى موضع آخر) وان كانت امرأة جلست على اليتيها اليسرى اخرجت رجليها من الجانب الايمن لانه استرلها الخ. (ص ١١١، ج ا هدایہ)

وفى مذهب المالكية:

ندب مجافاة اى مباعدة رجل فيه ا اى سجود (بطنه فخذبه) فلايجعل بطنه عليها و مجافاة (مرفقيه ركتبه) اى عن ركتيه و مجافاة ضبعيه اى مافوق المرفق الى الابط جنبيه اى عنهما مجافاة وسطا فى الجميع وأما المرأة فتكون منضمة فى جميع احوالها.

(الشرح الصغير للدردير المالكى ج ١ ص ٣٢٩)

وفی مذهب الشافعية:

قال النووی! يسن ان يجافی مرفقيه عن جنبيه ويرفع بطنه عن فخذيه وتضم المرأة بعضها الی بعض (وقال بعدا سطر) روی البراء بن عاذب رضی الله عنهما ان النبی ﷺ كان اذاسجد جنح وان كانت امرأة ضمت بعضها الیٰ بعض لان ذلک استرلها.

(شرح المهذب ص ۴۰۴. ج ۳)

وفی مذهب الحنابلة:

وفی المغنی:. وان صلت امرأة بالنساء قامت معهن فی الصف و سطاقال ابن قدامة فی شرحه اذاثبت هذا فانها اذاصلت بهن قامت فی وسطهن لا فعلم فيه خلافا بين من رأی لها ان تؤمهن ولان المرأة يستحب لها التسترو لذلک لايستحب لها التجافی الخ. (۲۰۲ ج ۲)

مذکورہ بالا احادیث طیبہ، آثار صحابہؓ و تابعینؒ اور چاروں مذاہب فقہ حقہ کے حضرات فقہاء کرام کی عبارات سے جو عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کے طریقہ نماز سے جدا ہے، عورتوں کے طریقہ نماز میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم سمیٹ کر ایک دوسرے سے ملانے کا حکم ہے اور یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک اس امت میں متفق علیہ اور عملا متواتر ہے، آج تک کسی صحابی یا تابعی اور تبع تابعین یا دیگر فقہاء امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو نیز خود اکابر اہل حدیث حضرات اس مسئلہ میں مذکورہ بالا عبارات کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں، چنانچہ مولانا عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی (جو بانی جامعہ ابی بکر گلشن اقبال کراچی کے دادا ہیں) اپنے فتاویٰ میں وہ حدیث جو ہم نے

کنز العمال اور بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''اور اسی پر تعامل اہل سنت و مذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے''

نیز اس کے بعد مختلف کتب مذاہب اربعہ سے حوالہ نقل کرنے کے بعد آخر میں نتیجۃً فرماتے ہیں کہ:۔

غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہو کر) اور انخفاض (سمٹ کر اور چمٹ کر) احادیث و تعامل جمہور اہل علم اور مذاہب اربعہ وغیرہ ہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے واللہ اعلم حررہ عبدالجبار عفی عنہ۔

(فتاویٰ غزنویہ ص ۲۷ و ص ۲۸، فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴۹ ج ۳)

جہاں تک اہل حدیث حضرات کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں نہ تو ان کے پاس کوئی آیت قرآن ہے اور نہ کوئی حدیث اور نہ ہی کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ البتہ اگر امِ درداء کا اثر استدلال میں پیش کریں جو مندرجہ ذیل ہے۔

"عن مکحول ان ام الدرداء کانت تجلس فی الصلاۃ کجلسۃ الرجل"

ترجمہ: حضرت ام درداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں۔

(المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۰)

تو اس اثر کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس اثر سے استدلال کرنا کئی وجہ سے درست نہیں۔

(۱) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگر چہ حافظ مزیؒ نے ان کو صحابیہ کہا ہے لیکن دوسرے محدثین و ناقدین نے ان کو تابعیہ شمار کیا ہے لہٰذا یہ صحابیہ نہیں تابعیہ ہیں اور ایک تابعی کا عمل اگر چہ اصول کے مخالف نہ بھی ہو تب بھی اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

وفی الفتح: وعمل التابعی بمفردہ ولو لم یخالف لایحتج بہ (ص ۲۵۲ ج ۲)

(۲) بالفرض اگر ان کو صحابیہ بھی مان لیا جائے تو یہ ان صحابیہ کی اپنی رائے ہے۔

Scanned with CamScanner

اور نہ ہی ان صحابیہ نے کسی اور کو اس کی دعوت دی ہے اور نہ ہی انہوں نے اس فعل پر حضور اکرم ﷺ کا کوئی قول و فعل اور نہ ہی کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ نقل کیا ہے لہذا عورتوں کی نماز کے سلسلہ میں امت کے عملی تواتر کے خلاف اس رائے کی پوزیشن ایسی ہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم کی متواتر قرأت کے خلاف شاذ قرأت کی ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی مسلمان شاذ قرأت کے لئے متواتر قرآن حکیم کی تلاوت نہیں چھوڑتا اور نہ ہی کسی دوسرے مسلمان کو اس کی دعوت دیتا ہے۔

(۳) نیز اگر اس اثر کے الفاظ پر غور سے نظر ڈالی جائے تو اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں ام درداء کے ہیئت جلوس کو مرد کے ہیئت جلوس سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوتی ہے کہ ام درداء تو مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں لیکن دوسری صحابیات اور خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف تھا جس کا احادیث بالا میں ذکر ہوا۔

(۴) اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اگر یہ اثر قابل استدلال نہیں تو پھر امام بخاریؒ نے اس کو اپنی صحیح بخاری میں کیوں ذکر کیا ہے تو یہ شبہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام بخاریؒ نے اس اثر کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس سے عورتوں کی نماز کے طریقہ پر استدلال کیا جائے بلکہ صرف اس بات کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے کہ مردوں کے جلوس کی کیفیت نماز میں کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں۔

''وعرف[ا] من رواية مكحول ان المراد بام الدرداء الصغرى التابعية لاالكبرى الصحابية لانه ادرك الصغرى ولم يدرك الكبرى...... ولم يورد البخاري اثرم الدرداء ليحتج به بل للتقوية الخ. (ج۲ص۲۵۲)

نیز اگر یہ حضرات ''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي'' سے استدلال کریں

[ا] مکحول کی روایت سے یہ معلوم ہوا ام درداء سے مراد صغریٰ تابعیہ ہیں اور کبریٰ صحابیہ مراد نہیں اس لئے کہ مکحولؒ نے تابعیہ کو پایا ہے صحابیہ کو نہیں اور امام بخاریؒ نے ام درداء کا اثر تقویت کے لئے ذکر کیا ہے اس لئے نہیں کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

کہ عورتوں کی نماز مردوں کے مطابق ہے تو یہ استدلال بھی صحیح نہیں اول تو اس جملہ کا سیاق وسباق ایک خاص واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ کہ ایک خاص وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیس دن قیام کے لئے آیا واپسی پر آپ نے ان کو کچھ نصیحتیں فرمائیں اُن میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ:'

'صلوا کما رأیتمونی اصلی"

بہر حال اس جملہ کو سیاق وسباق سے ہٹ کر دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کی عمومیت میں مرد وعورت سمیت پوری امت شریک ہے اور پوری امت پر لازم ہے کہ جو طریقہ آنحضرت ﷺ کی نماز کا ہے وہی طریقہ پوری امت کا ہو لیکن یہ واضح ہو کہ اس عمومیت پر عمل اس وقت تک ہی ضروری ہے جب تک کوئی شرعی دلیل اس کے معارض نہ ہو اور اگر کوئی دلیل خصوص کسی بعض عمل یا افراد میں اس حکم کے معارض ہو تو اس دلیل خصوصی کی وجہ سے وہ بعض افراد یا وہ عمل اس امر کی تعمیم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ ضعفاء اور مریض ان احادیث سے جن میں ان کو ستر پوشی اور اختفاء کا حکم دیا گیا ہے اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ لہٰذا ان مستثنیات کی موجودگی میں اس جملہ سے عورت اور مرد کی نماز میں مجموعی کیفیت اور طریقہ پر مطابقت کا استدلال درست نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ الشافعی نے اس بات کو فتح الباری میں ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"وهذا اذا اخذ مفردا عن ذكر سببه وسياقه اشعر بانه خطاب للامة بان يصلو اكما كان فيقول الاستدلال به علىٰ كل فعل ثبت انه فعله فى الصلاة لكن هذا الخطاب انما وقع لمالك بن الحويرث واصحابه بان يوقعوا الصلاة.

على الوجه الذى رأوه ﷺ يصليه نعم يشاركهم فى الحكم جميع الامة بشرط ان يثبت استمراره ﷺ على فعل ذلك

الشئی المستدل به دائما حتی یدخل تحت الامر ویکون واجبا وبعض ذلک مقطوع باستمراره علیه واما مالم یدل دلیل علیٰ وجوده تلک الصلوٰت التی تعلق الامر بایقاع الصلاة علی صفتها فلانحکم بتناول الامر (فتح ص ۲۳۷ ج ۱۳)

لہٰذا احادیث بالا اور فقہاء امت کی تصریحات کے مطابق سنت یہ ہے کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے اور سمٹ کر بیٹھے، ستر کا زیادہ اہتمام کرے، ہاتھ سینے پر رکھے ان سب باتوں میں عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے اور یہی حق ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۱-۴-۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح
محمد عبداللہ عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۱۱-۴-۱۴۱۲ھ

احقر محمد بدر عالم صدیقی عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۳/۴/۱۴۱۲ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
محمد رفیع عثمانی عفی عنہ
۹/۵/۱۴۱۲ھ
مفتی جامعۃ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۱۲ھ

(۱۳) ایک وتر کا مسئلہ

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۲۵۱ پر حدیث اور فقہ کا اختلاف ثابت کرنے کے لئے تیرہ نمبر پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔

رسول پاک کا فرمان

ومن احب ان یوتر بثلث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل

(ابوداؤد۔نسائی۔ابن ماجہ)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جو وتر کی تین رکعت پڑھنا چاہے وہ تین رکعت پڑھے اور جو وتر ایک رکعت پڑھنا چاہے وہ ایک رکعت پڑھ لے۔ الوتر رکعۃ من آخر اللیل (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۷)

فقہ کا اختلاف

حضرت انورؐ کے فرمان سے وتر ایک رکعت بھی ثابت ہوا پس ایک رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن فقہ کے مطابق ایک رکعت نہیں پڑھ سکتے حکم ہوتا ہے۔

الوتر ثلاث رکعات (ہدایہ باب الصلوٰۃ)

وتر تین رکعت ہیں۔

جواب: ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض اور سنت مؤکدہ کی رکعتیں مقرر ہوتی ہیں ان میں کسی کو اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا البتہ نوافل کا حساب ایسا ہے کہ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہوگا جتنے پڑھ لو اتنا ہی ثواب مل جائے گا۔ نماز وتر کے بارے میں احادیث میں کئی اختلافات ہیں جن میں بعض احکام نفل والے ہیں مثلاً جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔ سواری پر بیٹھ کر وتر پڑھ لینا وغیرہ بعض احکام وجوب کے ہیں کہ تین ہی رکعت پڑھنا سواری پر بیٹھ کر وتر کا جائز نہ ہونا وتروں کی قضا کا ضروری ہونا۔ اب شریعت (کتاب وسنت) میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی نماز ...

نفل کی نیت سے ادا کر لیا جائے اور کبھی واجب کی نیت سے پڑھ لیا جائے اور نہ صراحۃً کسی حدیث میں یہ ہے کہ پہلے یہ احکام تھے اب یہ ہیں جب یہ صراحت نہ ملی تو بنص حدیث معاذؓ یہاں اجتہاد کی گنجائش نکل آئی مجتہدین نے اجتہاد سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے لی۔ اس بارہ میں احناف یہ کہتے ہیں کہ پہلے وتر نفل تھے اور تہجد میں شامل تھے اس لیے تہجد اور وتر کو ملا کر بیان کر دیا جاتا کہ حضرت ﷺ نے گیارہ یا تیرہ تک وتر (مع تہجد) پڑھے۔

(۱) اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان الله امدكم بصلوٰة هي خير لكم من حمر النعم وهي الوتر فجعلها لكم فيما بين صلوٰة العشاء الى صلوٰة الفجر (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۶ حاکم و ذہبی نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک زائد نماز عطا کی ہے جو کہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے پس اس نے تمہارے لئے اسے عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان رکھا ہے" یہ حدیث حضرت خارجہ بن حذافہؓ (حاکم) حضرت ابو سعید خدریؓ (طبرانی) حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (دار قطنی) حضرت عمرو بن شعیبؒ (دار قطنی) حضرت عقبہ بن عامرؓ (طبرانی) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ (خلافیات بیہقی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (دار قطنی فی غرائب مالک) سے مروی ہے اس لئے قاضی ابو زید فرماتے ہیں وھو حدیث مشھور (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۴۱۳)

اس مشہور حدیث سے وتر کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ زیادتی اس جنس میں ہوتی ہے مثلاً کہا جائے کہ اس سکول میں ایک استاد بڑھا دیا گیا تو وہ استاد ہی شمار ہوگا۔ اسی طرح فرائض میں ایک نماز کا بڑھانا اس کے فرض ہونے کی دلیل ہے لیکن اس کا ثبوت فرائض کی طرح متواتر نہیں اس لئے اس کو واجب کہا گیا۔

(۲) خود آنحضرت ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے الوتر حق واجب علىٰ كل مسلم رواه ابن حبان و صححه (فتح الباری ج ۲ ص ۴۰۰) وتر لازم اور واجب

ہے ہر مسلمان پر۔

(۳) حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے الوتر حق (امر ثابت ولازم) ہے لہذا جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں۔ وتر حق (لازم) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں وتر حق (لازم) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں (اس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ج اص ۳۰۶)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الوتر واجب علیٰ کل مسلم (رواہ البزار) یعنی وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اب ظاہر ہے کہ واجب ہو جانے کے بعد نوافل والے تمام احکام ختم ہو گئے نہ اس کی رکعتوں کی تعداد اپنی مرضی پر رہی نہ ہی اس کا بیٹھ کر پڑھنا خواہ سواری پر ہی ہو جائز رہا۔

اب رہا یہ سوال کہ کتنی رکعتیں واجب ہوئیں تو ظاہر ہے کہ یہ زیادتی پانچ نمازوں پر ہوئی اور پانچ نمازوں میں سے چار نمازیں جفت ہیں یعنی دو یا چار رکعت ہیں اور صرف ایک ہی نماز طاق (وتر) ہے وہ مغرب کی نماز ہے۔

(۵) عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال صلوٰۃ المغرب وتر النھار فاوتروا صلوٰۃ اللیل. (مصنف عبدالرزاق ج ۳، ص ۲۸ و ابن ابی شیبہ۔ احمد)

علامہ عراقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے (زرقانی شرح موطا ج اص ۲۳۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں اسی طرح تم رات کی نماز کو وتر بنا دو۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں۔

(موطا امام محمد ص ۱۴۶)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے وتر تین ہیں جیسے دن کے وتر یعنی نماز مغرب (اس کو دار قطنی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے) (دار قطنی ج ۲ ص ۲۶)

(۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر کی تین رکعت ہیں جیسے نماز مغرب کی تین رکعت ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۹) حضرت ابو خالدہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ کے تمام صحابہؓ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح پڑھی جاتی ہے ماسوا اس کے کہ ہم اس کی تیسری رکعت میں بھی قرأت کرتے ہیں پس یہ رات کا وتر ہے اور مغرب کی نماز دن کا وتر ہے (طحاوی ج ا ص ۱۴۳) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب وتر واجب ہوئے تو اس کی تین ہی رکعت مقرر ہو گئیں جیسے نماز مغرب کی تین ہی رکعتیں ہیں اور وہ دو التحیات اور ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں اسی پر صحابہؓ خود عمل کرتے رہے اور یہی طریقہ اپنے شاگردوں کو بتاتے رہے اور اسی پر بلا تردّد انکا و خیر القرون میں عمل جاری رہا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جن احادیث میں وتر کی تعداد مختلف آئی ہے وہ اس دور کی ہیں جب وتر نفل تھے۔

آنحضرت ﷺ تین رکعت وتر میں تین سورتیں پڑھا کرتے تھے یہ حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت نعمان بن بشیرؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت علیؓ۔ حضرت عمران بن حصینؓ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ حضرت جابرؓ اور حضرت ابوامامہؓ چودہ صحابہ نے روایت کیا ہے ادھر عہد فاروقیؓ سے بیس تراویح اور تین وتر پر صحابہ کا اجماع ہو گیا یہی اجماع حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ اور بعد میں بھی قائم رہا۔

لہٰذا تین رکعت کے علاوہ جتنی رکعات کا ذکر احادیث میں آتا ہے وہ اجماعاً متروک العمل ہیں۔

وتر پڑھنے کا طریقہ

ابتدائے اسلام میں نماز میں سلام کلام کی بھی گنجائش تھی اور وتر نفل تھے اس لئے بعض اوقات آنحضرت ﷺ تین وتروں میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے اور ایک وتر علیحدہ پڑھ لیتے۔ دیکھنے والے اس کو دو طرح روایت کر دیتے بعض صرف آخری رکعت کا خیال کر کے اسے ایک رکعت ہی روایت کر دیتے اور بعض یوں بیان کر دیتے کہ تین دو سلاموں سے ادا فرمائے لیکن جیسے باقی نمازوں میں سلام کلام جائز نہیں رہا ایسے ہی وتر کے درمیان بھی سلام کلام جائز نہیں رہا۔

(۱) عن عائشہؓ ان رسول اللہ ﷺ کان لا یسلّم فی رکعتی الوتر (موطا امام محمد ص ۱۵۱ نسائی ج ۱ ص ۲۴۸)
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(۲) اور اسی طریقے پر عمل آخر تک جاری رہا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن سے جب فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے ابھی وتر نہیں پڑھے پس وہ وتر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور حاضرین نے بھی ان کے پیچھے صف باندھ لی تو حضرت مسعود بن مخرمہ فرماتے ہیں فصلّٰی بنا ثلاث رکعات لم یسلم الا فی اخرھن یعنی حضرت عمرؓ نے ہمیں تین رکعتیں وتر پڑھائے جن میں صرف تیسری رکعت پر سلام پھیرا۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۲ عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۰ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۹۳)

(۳) یہ بات پہلے بھی ذکر ہو چکی ہے کہ دور فاروقی۔ دور عثمانی اور مرتضوی میں جیسے بیس رکعت تراویح پر اجماع ہوا اسی طرح تین وتر پر بھی اجماع ہوا حضرت ابی بن کعبؓ امام التراویح کان یوتر بثلاث لایسلم الافی الثالثۃ مثل المغرب (عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۶) تین رکعت وتر پڑھا کرتے اور دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ مغرب کی نماز کی طرح صرف تیسری رکعت پر ہی سلام پھیرتے تھے یعنی اجماع اسی

بات پر ہوا کہ وتر تین رکعت دو التحیات اور ایک سلام سے مثل مغرب کے ہیں۔

(۴) حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے (ہزاروں) اصحاب (تین وتر پڑھتے تھے) اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(۵) حضرت ابو الزناد فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ساتوں فقہاء اس پر متفق تھے کہ وتر تین رکعتیں ہیں اور سلام صرف تیسری رکعت کے بعد ہے اور اسی پر حضرت عمر بن عبد عبدالعزیز نے فیصلہ فرمایا۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴)

(۶) حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرھن (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴) سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے۔

ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوا کہ سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان ہی احادیث پر عمل جاری رہا اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے پر عمل تو کیا جاری رہتا۔ صرف حدیث ہی روایت کی تو شاگرد سن کر کہنے لگا کہ انی لاخاف ان یقول الناس ھی البتیراء میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس طریقے کو دم کٹی نماز کہیں۔

(طحاوی ج ۱ ص ۱۹۲)

ظاہر ہے کہ اس وقت لوگ یا صحابہ تھے یا تابعین۔ ان کا اس طریقے کو دم کٹی نماز کہنا اس حدیث کے متروک العمل ہونے کی دلیل ہے جیسا کوئی شخص کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر کرتا تو لوگ اعتراض کرتے۔

افسوس کہ غیر مقلدین نے احناف کی ضد میں ان احادیث پر عمل چھوڑ رکھا ہے جن پر بلا نکیر عمل جاری رہا اور شاذ روایات کو اپنانا اپنا مشن بنالیا ہے۔

درمیانی قعدہ

احناف کی ضد میں یا تو غیر مقلدین دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے کیونکہ اس پر عمل باقی نہیں رہا یا احناف کی ضد میں دو رکعت پر سرے سے

Scanned with CamScanner

قعدہ ہی نہیں کرتے یہ بھی ترک واجب ہے ابوداؤد شریف میں حدیث ہے کہ ایک نماز میں آنحضرت ﷺ درمیانی قعدہ بھول گئے تو آپؐ نے سجدہ سہو فرمایا۔ اس لئے اگر کوئی بھول کر بھی یہ قعدہ نہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہے ورنہ اعادہ نماز واجب ہے۔

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۴) آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر دو رکعت پر التحیات ہے۔

(۲) حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الصلوٰۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین (ترمذی ج ۱ ص ۵۰) یعنی نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات ہے۔

فائدہ: لفظ کل خاص طور پر یہاں قابل توجہ ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر کھڑے ہو گئے لوگوں نے سبحان اللہ کہا مگر آپؐ نے پرواہ نہیں کی پس جب آپ نماز پوری کر چکے تو دو سجدے سہو کے کئے اور پھر سلام پھیرا (روہ البزار مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۰۲) اور کہا اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ دو دو رکعت کا کیا مطلب ہے تو فرمایا ان تسلم فی کل رکعتین (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۷) کہ تم ہر دو رکعت پر سلام پھیرو۔ چنانچہ تہجد کی نماز میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا تھا ہاں وتر کی دو رکعت کے بعد آخر میں یہ سلام باقی نہ رہا تو التحیات پڑھ کر بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے تھے اس لئے وہ تمام حدیثیں بھی جن میں سلام کی نفی ہے قعدہ کی دلیل ہیں۔

(۵) وہ تمام احادیث جن میں نماز وتر کو نماز مغرب جیسا قرار دیا ہے وہ بھی

درمیانی قعدہ کے لئے دلیل ہیں کیونکہ مغرب کے تین فرضوں کی دو رکعتوں کے بعد اگر التحیات نہ پڑھے یعنی قعدہ نہ کرے تو بالاتفاق سجدہ سہو واجب ہے۔

(٦) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے اپنی والدہ کو (جو آنحضرت ﷺ کی خادمہ تھیں) جناب رسول اقدس ﷺ کے گھر خاص اس مقصد کے لئے بھیجا تا کہ وہ دیکھیں کہ آنحضرت ﷺ نماز وتر کس طرح ادا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب وتر ادا فرمائے تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی۔ دوسری رکعت میں قل یایُّھا الکٰفرون پڑھی اس کے بعد قعدہ اولیٰ کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور ان دو رکعتوں کو سلام کے ساتھ تیسری رکعت سے جدا نہیں فرمایا اس کے بعد تیسری رکعت میں (فاتحہ کے بعد) قل ھو اللہ احد پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہا اس کے بعد قنوت پڑھی اور پھر رکوع فرمایا۔ (رواہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۴، ص ۷۱)

(۷) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت کے بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو کر ایک رکعت ملالے تو وہ وتر ہو جائیں گے حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں میں نے تین وتر ہی لوگوں کو پڑھتے پایا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵) دیکھئے بخاری شریف کی اس حدیث سے تین رکعت وتر ایک سلام اور دو التحیات سے ثابت ہو گئے ان سب مشہور روایات کے خلاف غیر مقلدین جس روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

امام حاکم نے پہلے دو سندوں سے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن زرارہ بن ابی اوفی عن سعد بن ہشام عن عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۴) سعید کی یہ حدیث مستدرک حاکم کے علاوہ نسائی ج ۱ ص ۲۴۸، موطا امام محمد ص ۱۵۱، طحاوی ج ۱ ص ۱۹۳، محلی ابن حزم ج ۲ ص ۴۸،

ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۵ دارقطنی ص ۱۷۵ بیہقی ج ۳ ص ۳۱ مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۶ طبرانی صغیر ان دس کتابوں میں حدیث کے الفاظ یہی ہیں کہ دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اخبر نا ابو نصر احمد بن سهل الفقيه بنجار اثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ ثنا شيبان بن فروخ ابن ابى شيبه ثنا ابان عن قتاده عن زراره بن ابى اوفى عن سعد بن هشام عن عائشةؓ قالت كان رسول اللهﷺ يوتر بثلاث لايسلم (فى نسخة لايقعد) الافى آخرهن وهذاوتر امير المؤمنين عمرؓ بن الخطاب و عنه اخذهٔ اهل المدينه. (المستدرک ج ۱ ص ۳۰۴)

گویا دس سندوں میں تو اتفاق ہے کہ حدیث کے الفاظ لایسلم ہیں یعنی آپؐ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے اور گیارھویں سند میں دو نسخے ہیں ایک تو یہی لا یسلم دوسرا لایقعد کہ آپؐ دو رکعتوں کے بعد نہیں بیٹھتے تھے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ یہ نسخہ جو گیارہ سندوں کے خلاف ہے اس کی سند اور متن کی تحقیق کی جائے کیونکہ اس نسخہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے متواتر آیت قرآنی کے خلاف کوئی شاذ قرأت ہو۔ یا محکم کے مقابلہ میں متشابہ آ جائے۔

(۱) اس کی سند کے پہلے دو راویوں کے حالات نہ تقریب میں ملے ہیں نہ تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب میں۔

(۲) تیسرے راوی شیبان بن فروخ کے بارہ میں تقریب التہذیب ص ۱۴۸ پر لکھا ہے صدوق يهم ورمى بالقدر۔ یعنی سچا ہے مگر وہم کا شکار تھا اور تقدیر کے انکار کی بھی تہمت اس پر تھی۔

(۳) چوتھا راوی ابان ہے ابان کی ولدیت سند میں مذکور نہیں تقریب التہذیب

میں دس ابان نامی راوی ہیں جن میں سے آٹھ ضعیف ہیں اور دو ثقہ ہیں علامہ نیمویؒ نے اس کو ابان بن یزید قرار دیا ہے لیکن ان کی بات غیر مقلدین کے لئے حجت نہیں بن سکتی اور علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں کہ ابان بن یزید گو ثقہ ہے لیکن اس کی یہ روایت ثقہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہے۔ (آثار السنن ج ۱ ص ۱۵)

(۴) فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے ابان کی روایت میں بجائے لا یقعد کے لا یسلّم ہے (یعنی سلام نہیں پھیرا کرتے تھے) اس لئے امام بیہقی کی تصریح کے مطابق یقعد والے الفاظ کو خطاء اور غلطی تصور کرنا چاہئے (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۱۹۹)

(۵) اس روایت کا مدار قتادہ پر ہے اور قتادہ جب عن سے روایت کرے تو غیر مقلدین کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث واذا قرأ فانصتوا کو ماننے سے اسی لئے انکار کیا ہے کہ قتادہ عن سے روایت کر رہا ہے اور نسائی ج ۱ ص ۱۲۳ کی حدیث مالک بن الحویرثؓ جس میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ قتادہ عن سے روایت کرتے ہیں اور یہ لوگ اس کو نہیں مانتے اس لیے قتادہ کی روایت ان کے نزدیک کیسے حجت بن سکتی ہے اس لیے سند کے اعتبار سے یہ روایت ہرگز قابل استدلال نہیں۔

(۶) اس کے متن پر غور کریں تو بھی جملہ لا یقعد صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ وتر پڑھنے کا یہ طریقہ حضرت عمرؓ کا تھا اور یہی طریقہ اہل مدینہ نے ان سے اخذ کیا۔ اب دیکھنا ہے کہ حضرت عمرؓ کا طریقہ لا یقعدوا الا تھا یا لا یسلم والا تو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن کے بعد جب حضرت عمرؓ نے سب کو نماز وتر پڑھائی تو آخر میں سلام پھیرا اس میں لا یسلم ہے لا یقعد نہیں۔

(۷) حسن بصریؒ سے جب کہا گیا کہ حضرت ابن عمرؓ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے تو حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ان کے والد حضرت عمرؓ بڑے فقیہ تھے وہ دوسری رکعت پر سلام پھیرے بغیر تکبیر سے اٹھتے تھے (مستدرک ج ۱ ص ۳۰۴) حضرت عمرؓ

Scanned with CamScanner

سے کسی صحیح سند سے لا یقعد کا لفظ ثابت نہیں۔

(۸) دوسری بات اہل مدینہ کے وتر کی بابت ہے ان کے بارہ میں بھی گزر چکا کہ بالاتفاق لا یسلّم والا طریقہ تھا کسی ایک روایت میں بھی لا یقعد نہیں آتا۔

الغرض لا یقعد والی روایت نہ سنداً صحیح ہے نہ متناً اور اکثر احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہایت منکر روایت ہے۔

نتیجہ غیر مقلدین جو تین وتر پڑھتے ہیں دونوں طریقے غلط ہیں ایک متروک بالاجماع ہے اور اجماع سے نکلنے والا بنص حدیث دوزخی ہے دوسرا منکر، اور مشہور روایت کے مقابلہ میں منکرات پر عمل کرنے والا یقیناً گمراہ ہے۔

تین رکعت وتر کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جس دور میں نماز میں سلام کلام جائز تھا اس وقت وتروں میں بھی سلام ہوتا تھا دو رکعت الگ اور ایک وتر الگ پڑھتے تھے اس طرح بعض راوی اس کو تین رکعت روایت کرتے بعض ایک رکعت ورنہ شفع کے بغیر صرف ایک رکعت پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں چنانچہ امام راضی اور ابن صلاح سے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ''وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہمیں معلوم نہیں کہ کسی روایت میں یہ آتا ہو کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی صرف ایک رکعت وتر پڑھا ہو (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۵) لیکن غیر مقلدین احناف کی ضد میں اسی پر زور دے رہے ہیں اس بارے میں وہ چند استدلال پیش کرتے ہیں جن میں سر فہرست حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی حدیث ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو چاہے پانچ وتر پڑھ لے جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے مگر اس میں دو باتیں چھپا جاتے ہیں۔

(۱) یہ حدیث دراصل صحابی کا قول ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ''امام ابو حاتم ذہلی، دار قطنی در علل، بیہقی اور بہت سے حضرات نے اس کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور یہی درست ہے (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۳) موقوف صحابی کے قول کو کہتے ہیں اور غیر

مقلدین کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ''درموقوفات صحابہ حجّت نیست'' صحابی کا قول حجت اور دلیل نہیں بن سکتا۔

(۲) اس روایت کے آخر میں نسائی ج ۱ ص ۲۴۹ پر یہ بھی ہے جو چاہے ایک وتر پڑھ لے اور جو چاہے اشارہ کر لے۔ یہ جملہ غیر مقلدین ہرگز بیان نہیں کرتے کیونکہ اس سے تو ایک وتر سے بھی چھٹی ملتی ہے اور کیسی آسانی ہے کہ وتروں کے سارے اختلافات کا خاتمہ ہے۔

(۳) اگر بالفرض ہم مان ہی لیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تو بھی آخری جملے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ اس دور کا فرمان ہے جب وتر نفل درجہ میں تھے واجب نہیں تھے کیونکہ واجبات سے چھٹی نہیں مل سکتی نوافل سے مل سکتی ہے۔

(۴) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے الوتر رکعۃ من آخر اللیل (مسلم ج ۱ ص ۲۵۷) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ گزشتہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک ملا کر تین وتر پڑھے (فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۵) یا جیسے میں نے کہا کہ دو رکعت کے بعد جب سلام پھیرتے تھے تو کبھی ایک رکعت کو الگ بیان کر دیتے اس کے بعد خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث روایت فرمائی کہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح ہے اور ظاہر ہے کہ مغرب کے فرض ایک رکعت کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ اور آخر میں تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک رکعت وتر کے اتنے مخالف ہو گئے تھے کہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے کو الحمار (گدھا) فرمایا (طحاوی ج ۱ ص ۱۹۹) افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت جو پہلے دور کی ہے وہ تو پیش کرتے لیکن آخری دور کی روایات کو چھپا جاتے ہیں حالانکہ یہ کتمان حق یا تو یہود کا طریقہ تھا (القرآن) یا ان سے شیعہ نے لیا (الکافی) یا اب غیر مقلدین کا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔

(۵) عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ ﷺ نھی عن البتیرأ ان یصلی الرجل واحدۃ یوتر بھا.

(رواہ ابن عبدالبر فی التمھید بحوالہ اعلاء السنن ج۶ ص۴۰)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتیرا سے منع فرمایا ہے یعنی اس سے کہ آدمی ایک رکعت وتر پڑھے۔

(۶) عن محمد بن کعب القرظی ان النبی ﷺ نھی عن البتیرا

محمد بن کعب بھی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بتیرا سے منع فرمایا۔ (زیلعی ج۱ ص۳۰۳ وَھُوَ مرسل معتضد)

(۷) دور صحابہ وتابعین میں ان ہی احادیث کے موافق عمل جاری تھا ایک وتر کا کوئی رواج نہ تھا اگر شاذ و نادر کوئی ایک رکعت پڑھتا تو اس پر انکار ہوتا اور لوگ تعجب سے اس کو دیکھتے وہ ان کے انکار کے جواب میں کوئی حدیث پیش نہ کرسکتا۔ ہمارا غیر مقلدین سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم ایسے واقعات احادیث صحیحہ سے پیش کریں گے کہ ایک وتر پڑھنے والے پر شدید انکار ہوا۔ اور غیر مقلدین یہ ثابت کریں گے جن پر انکار ہوا انہوں نے فلاں صحیح حدیث سے ان کے سامنے ایک وتر پڑھنا ثابت کیا۔

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ اھون مایکون الوتر ثلاث رکعات (موطا امام محمد ص۱۵۰) کم از کم وتر کی رکعتیں تین ہیں۔ یہ ایک رکعت وتر کا صریح انکار ہے۔ اب غیر مقلد ثابت کریں کہ کسی نے ان کے سامنے حدیث سے ایک وتر کا ثبوت پیش کیا ہو۔

(۹) پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صراحۃً کھل کر فرمایا ما اجزأت رکعۃ

واحدۃ قط (موطا امام محمد ص ۱۵۰) کہ (وتر) کی ایک رکعت کبھی کافی نہیں ہو سکتی۔ اس وقت کوفہ میں سینکڑوں صحابہؓ اور ہزاروں تابعین موجود تھے کسی نے ایک حدیث بھی ان کے رد میں پیش نہ کی۔

(۱۰) حضرت سعدؓ نے ایک وتر پڑھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ایک رکعت ہرگز جائز نہیں وعاب ذلک علی سعد اور حضرت سعدؓ کے اس فعل کو معیوب قرار دیا (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۳) مگر حضرت سعدؓ ایک بھی حدیث ان کے مقابلہ میں پیش نہ کر سکے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے کوفے میں ایک وتر پڑھا میں ان کے پیچھے چلا اور ان کا بازو پکڑ لیا اور پوچھا یا ابا اسحاق ماھذہ الرکعۃ یہ رکعت کیا ہے (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۳) اس سے معلوم ہوا کہ شاذ قراٗتوں کی طرح ایک وتر کو لوگ بڑے اچنبھے کی طرح دیکھتے تھے۔ حضرت سعدؓ عبداللہ بن سلمہ کے سامنے بھی کوئی حدیث پیش نہ فرما سکے۔

(۱۲) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک وتر پڑھا۔ اور حضرت ابن عباسؓ کا قول دلیل شرعی ہے۔ اور احناف کے نزدیک جمہور صحابہ کا قول یا فعل دلیل شرعی ہے جمہور کے خلاف کسی کا قول یا فعل دلیل شرعی نہیں۔ اگر چہ ابن عباسؓ کی طرح ہم اجتہادی اختلاف کی تاویل کریں گے۔ بہر حال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک رکعت وتر پڑھا یہ اس عہد میں ایک اجنبی فعل تھا ابن ابی ملیکہ نے آ کر ابن عباسؓ کو بتایا آپ نے فرمایا انہ فقیہ یعنی ایک وتر کے باقی رہنے پر ان کے پاس کوئی صریح حدیث نہیں ہے۔ البتہ ان کی فقہی رائے ہے اور فقیہ اپنی رائے میں خطاء پر بھی ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے اس لئے اصاب بھی فرمایا (بخاری) اور واقعی کوئی غیر مقلد یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوئی صریح حدیث پیش کر کے ثابت کیا ہو کہ یہ میری فقہی رائے نہیں بلکہ صریح حدیث پر عامل ہوں۔ اس سے تو

معلوم ہوا کہ پورے مکہ مکرمہ میں کوئی ایک وتر کو جانتا تک نہ تھا جب امیر معاویہؓ آئے تو دیکھا اور حیران ہوئے۔

(۱۳) حضرت ابن ابی ملیکہ کو ابن عباسؓ نے مندرجہ بالا جواب دیا پھر جب عکرمہ نے بھی آ کر بتایا کہ حضرت معاویہؓ نے ایک وتر پڑھا ہے (تو شاید اس خیال سے کہ اس خطائے اجتہادی کا رواج نہ ہو جائے) آپ نے سخت الفاظ بھی ارشاد فرمائے۔

(طحاوی ج ا ص ۱۹۹)

(۱۴) غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ایک وتر پڑھا اور ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کیا۔ (دار قطنی۔طحاوی)

ہم کہتے ہیں آپ کے مذہب میں تو حضرت عثمانؓ کا فعل دلیل شرعی نہیں بلکہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرنا آپ کے نزدیک خلاف حدیث اور بدعت ہے پھر آپ کو اس سے کیا فائدہ اور ہم کہتے ہیں کہ اس کی سند میں فلیح بن سلیمان راوی ضعیف ہے۔

پھر اس روایت میں یہ بھی تو ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن التیمی جو صحابی ہیں انہوں نے جب حضرت عثمان کو ایک رکعت پڑھتے دیکھا تو یہ فرمایا اوھم الشیخ یعنی کوئی شخص وہم سے یا بھول کر ایک رکعت پڑھ لے تو یہ ممکن تھا مگر بغیر وہم اور بھول ایک رکعت کا پڑھنا اس دور میں کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے کہ یہ وہم نہیں ہے میں فلاں حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔ تمہیں خود حدیث کا علم نہیں۔اور احناف یہ کہتے ہیں کہ خود دور عثمانیؓ میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ان سب روایات سے بھی یہی ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پر عہد صحابہ میں امر منکر کی طرح انکار ہوتا تھا۔یہ تعامل دلیل ہے کہ حدیث بیتراء ہرگز بے اصل نہیں۔

(۱۵) تمام صحاح ستہ میں یہ فرمان رسولؐ موجود ہے صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوا کہ نماز کا کم از کم

Scanned with CamScanner

نصاب دو رکعت ہے اس سے کم نماز نہیں یہی وجہ ہے کہ فرائض ونوافل میں۔ سفر یا حضر میں حتیٰ کہ خوف کی نماز میں بھی کوئی نماز ایسی نہیں ملتی کہ جہاں شریعت نے ایک رکعت کو جائز رکھا ہو۔ ظاہر ہے کہ وتر کی نماز بھی اسی ضابطہ کے تحت آئے گی اور محض ایک رکعت وتر نماز نہیں کہلائے گی۔

(۱۶) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت عبداللہ بن ابی قیسؒ نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کتنے وتر پڑھتے تھے فرمایا آپؐ چار اور تین۔ چھ اور تین۔ آٹھ اور تین۔ دس اور تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے کبھی تیرہ رکعت سے زائد اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (احمد ج ۶ ص ۱۵۶ طحاوی ج ۱ ص ۱۹۸ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۰) اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ تین رکعت سے نہ زیادہ وتر پڑھتے تھے اور نہ تین رکعت سے کم۔

ان دلائل سے یہ باتیں نہایت وضاحت سے ثابت ہوگئیں۔

(۱) ایک رکعت وتر جائز نہیں رہے ایسی روایات بتیراء سے منع فرمانے سے پہلے کی ہیں۔

(۲) تین رکعت میں دو رکعت پر سلام پھیرنا یہ طریقہ بھی درست نہیں اس پر عمل جاری نہیں رہا۔

(۳) تین رکعت کے درمیان قعدہ نہ کرنا یہ بھی غلط طریقہ ہے کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔

(۴) وتر کا صحیح طریقہ جس پر عمل جاری رہا یہی ہے کہ تین وتر دو التحیات اور ایک سلام سے پڑھے جائیں۔

(۱۴) جلسۂ استراحت

حکیم صادق سیالکوٹی نے حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے جلسہ استراحت کو بھی پیش کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث

Scanned with CamScanner

بخاری شریف سے پیش کی ہے لیکن اس کے نقل کرنے میں ایک زبردست خیانت کی ہے اس حدیث کے راوی نے بتایا کہ ایک بوڑھے بزرگ نماز میں یہ جلسہ استراحت کرتے تھے لم اراحدھم یفعلونہ میں نے اور کسی کو یہ کرتے نہیں دیکھا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۱۳) نیز فرماتے ہیں میں نے عمرو بن سلمہؓ بوڑھے کو جلسہ استراحت کرتے دیکھا ہے لا اراکم تصنعونہ (طحاوی ج ۲ ص ۴۴۴) تم میں سے کسی کو یہ کرتے نہیں دیکھا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں ایوب نے جلیل القدر تابعین (اور تبع تابعین) کی زیارت کی ہے ان کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فعل سنت نہیں (طحاوی ج ۲ ص ۴۴۴) ورنہ یہ سب صحابہ اور تابعین اس کو ترک نہ فرماتے ظاہر ہے کہ بوڑھے حضرت عمرو بن سلمہؓ بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اب اس بوڑھے کا جلسہ استراحت کرنا اور باقی سب خیر القرون والوں کو چھوڑنا اس حدیث کی عملی تشریح ہے کہ یہ نماز کی سنت نہیں ہاں کوئی بوڑھا یا مریض سیدھا کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ عذر کی وجہ سے یہ جلسہ استراحت کر سکتا ہے۔

دوسرا فریب

یہ کیا کہ ہدایہ کی عبارت کو بھی نہایت نامکمل نقل کیا۔ جو کہ سبیل یہود ہے نہ کہ سبیل رسول۔

پوری عبارت

سجدہ ثانیہ کے بعد سیدھا اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے نہ بیٹھے اور نہ زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگائے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑا سا بیٹھ کر اٹھے اور زمین پر ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہ (جلسہ استراحت) کیا ہے اور ہماری دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں اپنے پاؤں پر سیدھے کھڑے ہوتے تھے (یعنی یہ آپ کی مبارک عادت تھی) اور جس حدیث میں جلسہ استراحت کا فعل مذکور ہے وہ بڑھاپے پر محمول ہے یعنی جب آپ کا بدن مبارک

بڑھاپے کی وجہ سے بوجھل ہو گیا تھا (ابوداؤد) اس وقت آپ نے یہ فعل فرمایا اور یہ آرام کا قعدہ ہے اور نماز آرام کے لئے نہیں بنائی گئی۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۰ باب صفۃ الصلوٰۃ)

دیکھو صاحب ہدایہ نے نہ تو جلسہ استراحت والی حدیث کا انکار کیا کہ ان پر انکار حدیث کی تہمت لگائی جائے اور نہ فقہ کے مسئلہ کو بے دلیل لکھا بلکہ باقاعدہ حدیث پاک سے ثابت فرمایا صادق صاحب نے ہدایہ میں اس حدیث کو پڑھنے کے باوجود حدیث رسول ﷺ کا انکار کر دیا بلکہ سنت رسول کو صاحب ہدایہ کا بے دلیل حکم قرار دیا۔ اور اس سنت پر عمل کرنے کو حدیث کے چھوڑنے سے تعبیر کیا۔

مثال: اس کو مثال سے سمجھیں کہ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ بیٹھ کر پیشاب فرمایا کرتے تھے مگر آپ سے کھڑے ہو کر پیشاب فرمانا بھی بخاری شریف کی صحیح ترین حدیث سے ثابت ہے اب ایک عالم ان دونوں حدیثوں میں یہ تطبیق بیان کر دے کہ اصل سنت تو بیٹھ کر پیشاب کرنا ہی ہے اور جو حدیث بظاہر اس کے مخالف ہے وہ عذر پر محمول ہے کہ کوئی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے لیکن بلا عذر طریق سنت کو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اب کوئی اس عالم کو منکر حدیث کہنا شروع کر دے تو دراصل وہ خود منکر سنت ہے احناف نے کسی کتاب میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہمارا یہ مسئلہ محض قیاسی ہے۔

احناف کے دلائل

حضرت ابوہریرہؓ کی مشہور حدیث مسی الصلوٰۃ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز سکھاتے ہوئے فرمایا کہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جا۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۲۴ و ج ۲ ص ۹۸۶)

یہ صاف حکم ہے کہ جلسہ استراحت کی بجائے سیدھے کھڑے ہونا چاہئے۔

نوٹ: بخاری ج ۱ ص ۱۰۵ پر جالساً کا لفظ ہے مگر وہ راوی کا وہم ہے۔ (فتح الباری)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ چار رکعت نماز میں ۲۲

تکبیریں سنت ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۸) محدث کبیر امام طحاوی فرماتے ہیں کہ نماز قولی اور بدنی عبادت کا مجموعہ ہے اس میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال ہو تو ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً قیام سے رکوع کو جائیں تو تکبیر رکوع سے قومہ کی طرف اٹھیں تو تسمیع اس طرح سجدوں میں جھکنے اور اٹھنے کے ساتھ تکبیریں ہیں لیکن اس جلسہ کے لئے شریعت نے کوئی تکبیر مقرر نہیں کی ورنہ چار رکعت میں ۲۴ تکبیریں ہوتیں تو نماز میں ایسا فعل جو ذکر سے خالی ہو وہ عبادت اور افعال نماز قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کے خلاف ہے (طحاوی ج ۲ ص ۴۴۴) مع تغیر۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کان النبی ﷺ ینهض علی صدور قدمیه (ترمذی) کہ رسول اقدس ﷺ اپنے پاؤں پر سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس کا راوی خالد بن ایاس ضعیف ہے اور اس پر اہل علم کا عمل ہے یعنی مؤید بالعمل ہونے کی وجہ سے ضعف مضر نہیں۔

(۴) حکیم صادق صاحب حدیث ابو حمیدؓ کو دس صحابہ کی تائید کے ساتھ مسئلہ رفع الیدین میں تو بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں مگر شاید جلسہ استراحت کے بارہ میں ان کو یہ لفظ نظر نہیں آتا کہ آنحضرت ﷺ دوسرے سجدے سے اٹھے اور بیٹھے نہیں۔ (طحاوی ج ۲ ص ۴۴۴)

(۵) حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنے سارے قبیلہ کو اکٹھا کر کے رسول اقدسؐ والی نماز سکھائی نہ تو اس میں پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کیا اور نہ ہی جلسہ استراحت کیا۔ (مسند احمد)

(۶) امام شعبیؒ (جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کی) فرماتے ہیں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ نماز میں اپنے قدموں پر سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ۔ نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۸۹)

(۷) حضرت نعمان بن ابی عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے

بہت سے صحابہ کو پایا وہ جب نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تو ایسے کھڑے ہوتے گویا بیٹھے ہی نہیں۔

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی نماز میں جلسہ استراحت نہیں کیا کرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۷۸)

(۹) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نماز میں جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۶۳)

(۱۰) ان کے علاوہ حضرت ابوسعید خدریؓ بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

(بیہقی ،نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۸۹)

جہالت یا کتمان حق

حکیم صادق صاحب یا تو ان دلائل سے جاہل ہیں جن سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ترک جلسہ استراحت ہی سنت ہے یہ حضورؐ کی بھی سنت ہے خلفائے راشدین کی بھی صحابہ کی بھی اور تابعین و تبع تابعین کے دور میں بھی نماز کا یہ طریقہ رائج تھا۔ اگر واقعی وہ جاہل ہیں تو انہیں خوف کرنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جہالت سے فیصلہ کرنے والا دوزخی ہے (ابوداؤد) اور اگر انہوں نے سب کچھ جانتے ہوئے حق کو چھپایا ہے تو یہ طریق یہود ہے اور جان بوجھ کر غلط فیصلہ دینے والوں کو بھی آنحضرت ﷺ نے دوزخی فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

اگر صادق صاحب اپنی ضد پر قائم رہنا چاہیں تو انہیں صاحب ہدایہ پر اعتراض کرنے سے پہلے یوں عنوان باندھنے چاہئیں۔ فعل رسولؐ اور حضرت عمرؓ و علیؓ کا اختلاف سنت رسولؐ اور صحابہ کا اختلاف۔ سبیل رسول اور تابعین کا انحراف تاکہ آپ کا کام بھی بڑا اور نام بھی بڑا ہو۔ لوگوں کو پتہ چلے کہ صادق صاحب اتنے بڑے عالم ہو گئے ہیں کہ معاذ اللہ صحابۂ رسول اور رسول پاکؐ کی مخالفت بھی ثابت کر سکتے ہیں۔

صادق صاحب ظاہر ہے کہ حدیث مالک بن الحویرثؓ میں جلسہ استراحت

کرنے کا ذکر ہے۔اور دوسری احادیث میں نہ کرنے کا اب اس ظاہری تعارض کو کیسے رفع کیا جائے۔ آپ کے نزدیک دلیل شرعی صرف قرآن و حدیث ہے آپ اس تعارض کا حل قرآن وحدیث سے پیش کریں اگر آپ کے نزدیک ایک صحیح باقی ضعیف ہیں تو یہ بھی حدیث سے ثابت کریں۔ کسی امتی کا قول پیش کر کے مشرک نہ بنیں اگر ایک ناسخ اور باقی منسوخ ہیں تو بھی صحیح حدیث سے ثابت کریں۔ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث میں اس بارہ میں کوئی فیصلہ موجود نہیں نہ صحیح ضعیف کا نہ ناسخ منسوخ کا نہ باری باری دونوں پر عمل کرنے کا۔اب جو فیصلہ کتاب وسنت سے نہ ملے ہمارے نزدیک حدیث معاذؓ کے موافق اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ مجتہد نے خیر القرون کے تعامل کے پیش نظر کہ قدرت طاقت والے جلسہ استراحت نہیں کرتے اور بوڑھے معذور جیسے حضرت عمرو بن سلمہ کرتے ہیں دونوں قسم کی احادیث پر عمل کا طریقہ سکھادیا کہ حالت قدرت میں جلسہ استراحت نہ کرنے والی حدیث پر عمل کرو اور عذر میں جلسہ استراحت والی حدیث پر اب جو دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل کریں ان کو حدیث کا مخالف اور جو احادیث میں خیانت کرے اس کو اہل حدیث کہا جائے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

(۱۵) مسئلہ تیمّم (سبیل الرسول ص ۲۵۳،۲۵۲)

حکیم محمد صادق صاحب نے فقہ وحدیث کا اختلاف ثابت کرنے کے لئے مسئلہ تیمّم بھی بیان کیا ہے کہ حدیث کہتی ہے تیمّم ایک ضرب سے ہو اور فقہ کہتی ہے تیمّم دو ضرب سے ہو۔

(۱) نقلِ حدیث میں فریب:۔ حکیم صاحب نے حضرت عمار بن یاسرؓ کی حدیث کا ٹکڑا نقل کیا ہے۔ حالانکہ اس کے تمام طرق حکیم صاحب کو پیش کر کے اس اضطراب کو ختم کرنا چاہئے تھا۔

(الف) ایک ضرب سے تیمّم کرے اور چہرے اور ہتھیلیوں پر ہاتھ پھیرے۔

(بخاری ج ا ص ۴۸، مسلم ج ا ص ۱۱۶)

(ب) تیمّم دو ضرب سے کرنا۔ ایک ضرب چہرے کے لئے دوسری دونوں ہاتھوں سے کندھوں اور بغلوں تک کے لئے۔

(ابوداؤد ج ا ص ۵۱، نسائی ج ا ص ۶۰، طحاوی ج ا ص ۶۶، مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۳)

(ج) تیمّم دو ضرب ہے ایک ضرب چہرے کے لئے دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔ رواہ البزار فی مسندہ۔

(نصب الرایہ ج ا ص ۱۵۴) قال الحافظ ابن حجر باسناد حسن (الدرایہ ص ۳۶)

حکیم صاحب کا فرض تھا کہ وہ پہلے اس حدیث کے مکمل طرق نقل کرتے پھر ایک طریق کو قبول اور دو طریقوں کو رد کرنے کی وجہ کسی حدیث صحیح سے بیان کرتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں طریق قبول کر لینا کہ وہ صحیح ہے اور فلاں فلاں دو طریق حدیثوں کے رد کر دینا کہ وہ ضعیف ہیں لیکن حکیم صاحب نے نقل میں خیانت سے کام لیا ایک طریق بتایا اور دو کو چھپایا۔

عجیب بات ہے کہ حکیم صاحب نے بھی حضرت عمار بن یاسرؓ کے ایک ہی طریق کو مانا اور دو کو بلا وجہ بیان کئے چھوڑا تو وہ اہل حدیث رہے ہم نے بھی اس کے

ایک طریق پر عمل کیا مگر ہمیں حدیث کا مخالف کہا گیا۔ احناف نے جن دو طریق کو چھوڑا اس کی باقاعدہ وجہ بیان کی ہے۔ فقیہ شہیر محدث کبیر امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جس حدیث میں کندھوں تک مسح کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ نزول آیت سے پہلے صحابہؓ کی اپنی اپنی رائے تھی۔ چنانچہ امام طحاویؒ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث نقل فرماتے ہیں کہ میرا ہار سفر میں گم ہو گیا صحابہؓ ہار کی تلاش میں گئے جب نماز کا وقت ہوا تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے صحابہ نے تیمّم کیا۔ کسی نے صرف ہتھیلیوں تک۔ کسی نے کندھوں تک پس یہ بات جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ پر آیت تیمّم نازل ہوئی (طحاوی ص ۸۰ ج ۱) معلوم ہوا کہ یہ بعض صحابہؓ کا اپنا عمل تھا۔

جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے خود صحابہؓ کو تیمّم کا طریقہ سکھایا۔ ''چنانچہ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں کہ میں ان ہی لوگوں میں تھا جب کہ تیمّم کی رخصت نازل ہوئی پس ہمیں حکم دیا گیا اور ہم نے ایک ضرب سے چہرے کا مسح کیا اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کیا۔

(رواہ البزار باسناد حسن الدرایہ لحافظ ابن حجر ص ۳۶)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہی طریقہ قرآن پاک کے بھی موافق ہے کیونکہ قرآن پاک میں پہلے وضو کا حکم ہے پھر پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کو وضو کا قائم مقام قرار دیا ہے وضو میں چار فرائض کا ذکر تھا تیمّم میں ان میں سے دو ساقط فرمادیئے اور دو کو باقی رکھا ان کی کیفیت اصل وضو کے موافق ہونی چاہیے تاکہ وہ ان کے قائم مقام کہلا سکیں۔ اب وضو میں حکم ہے ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ...﴾ تم اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک۔ اور تیمّم کے بارہ میں فرمایا ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ مِنْهُ...﴾ مسح کرو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا اب ظاہر ہے کہ وضو میں چہرہ کو دھونے اور ہاتھوں کو دھونے کے لئے الگ الگ پانی لیا جاتا ہے اس لئے تیمّم میں بھی چہرے اور ہاتھوں کے مسح کے لئے الگ الگ ضرب ہو

گی اور وضو میں پورے چہرے کو دھویا جاتا ہے تو تیمم میں بھی چہرے کا تو پورا مسح ہوگا مگر ہاتھوں کا کہنیوں تک تاکہ تیمم وضو کا ان دونوں فرضوں میں پورا پورا قائم مقام رہے (طحاوی ج ا ص ۸۱) رہا حضرت عمار بن یاسرؓ کا وہ طریق جو حکیم صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہ بعد کا ہے۔ جب حضرت عمار بن یاسرؓ کو تیمم کا طریقہ تو آتا تھا مگر وہ اس کو صرف وضو کے تیمم کا طریقہ سمجھتے تھے جب ان پر غسل فرض ہوا اور پانی نہ ملا تو وہ سارے کپڑے اتار کر زمین پر لوٹے پھر آکر یہ واقعہ رسول اقدس ﷺ کو سنایا۔ آنحضرتؐ نے سمجھایا کہ غسل اور وضو کے تیمم میں کوئی فرق نہیں چونکہ طریقہ پہلے حضرت عمارؓ جانتے تھے اس لئے اختصار کے ساتھ حضورؐ نے اشارہ فرمادیا۔

صاحب ہدایہ کی عبارت نقل کرنے میں فریب:۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں ''تیمم دو ضربوں سے ہے ایک کے ساتھ چہرے کا مسح کرے اور دوسری کے ساتھ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ تیمم دو ضربوں کے ساتھ ہے ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے (ص ۵۰) دیکھئے صاحب ہدایہ نے صاف طور پر فرمایا تھا کہ یہ طریق فرمان رسول سے ثابت ہے لیکن حکیم صاحب نے بالکل المعترض کا لاعمیٰ کا کردار ادا کیا اور اس عبارت کو آنکھوں سے دیکھ کر بھی نقل نہ کیا۔ جو سبیلِ رسول نہیں بلکہ سبیلِ یہود ہے۔ یہ فریب اور خیانت کی کتنی بھونڈی مثال ہے لا دین لمن لا عھد لہ یاد نہیں ہے؟

احناف کے دلائل:۔

(۱) حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت مسند بزار کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ وسلم اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔

(رواہ الحاکم والدارقطنی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمّم دوضربوں سے ہے ایک ضرب چہرہ کے لئے دوسری دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کو تیمّم کا یہی طریقہ سکھاتے رہے ان کا یہ فتویٰ مصنف عبدالرزاق ج ا ص ۲۱۲ پر تین سندوں سے ہے اور عبدالرزاق فرماتے ہیں بہ نأخذ نیز طحاوی ج ا ص ۸۱ اور دارقطنی میں بھی ذکر ہے۔

(۴) عن جابرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلتیمَّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ للوجہ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ.(مستدرک حاکم وقال صحیح الاسناد ج ا ص ۱۸۰ وقال الذہبی اسنادہ صحیح۔

(تلخیص المستدرک ج ا ص ۱۸۰)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمّم دوضربوں سے ہے ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری دونوں بازوؤں کے لئے کہنیوں تک حاکم اور ذہبی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

(۵) حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی طریقہ سے تیمّم سکھایا کرتے تھے چنانچہ آپؓ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے بتایا کہ مجھ پر غسل فرض تھا میں تیمّم کی نیت سے مٹی پر لوٹا حضرت جابرؓ نے فرمایا تو گدھا بن گیا تھا پھر اس کو دوضربوں سے تیمّم کا یہی طریقہ سکھایا جو اوپر حدیث میں ہے۔ (طحاوی ج ا ص ۸۱)

نوٹ: صحابہؓ کے یہ فتاویٰ بھی حکماً مرفوع ہیں کیونکہ غیر مدرک بالقیاس ہیں۔

(۶) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے ہار گم ہونے کی وجہ سے اسی موقعہ پر آیت تیمّم نازل ہوئی فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ. (رواہ البزار فی مسندہ زیلعی ج ا ص ۱۵۱) تیمّم دوضربوں سے ہے ایک چہرے کے لئے دوسری کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بیت الخلاء سے نکلے ایک راہ گیر نے آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے دو ضربوں سے تیمم کر کے اس آدمی کو سلام کا جواب دیا جب کہ وہ گلی کے موڑ سے چھپنے والا تھا (ابوداؤد ج اص ۵۳ طحاوی ج اص ۶۴، دارقطنی ج اص ۶۵، الطیاسی ج اص ۲۵۳، بیہقی ج اص ۲۰۶) اگر ایک ضرب سے تیمم کی گنجائش ہوتی تو آنحضرت ﷺ اس جلدی کے موقع پر ضرور اختصار سے کام لیتے اذالیس فلیس۔

(۸) حضرت اسلعؓ بھی اس سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے جس میں آیت تیمم نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت اسلعؓ کو حکم دیا۔ یا اسلعؓ قُم فَتَيَمَّمْ صَعِيدًا طَيِّباً ضَرْبَتَيْنِ ضَرْبَةً لِوَجْهِكَ وَضَرْبَةً لِذِرَاعَيْكَ ظَاهِرُهُمَا وَبَاطِنُهُمَا الحديث (طحاوی ج اص ۸۱) اے اسلعؓ کھڑا ہو اور پاک مٹی سے تیمم کر ایک ضرب اپنے چہرے کے لئے اور دوسری ضرب اپنے بازوؤں کے لئے اندر باہر دونوں طرف یہ روایت اس طرح بھی ہے کہ ربیع کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے دو ضربوں سے تیمم کر کے دکھایا۔ میرے ابا کو میرے دادا نے اس طرح تیمم کر کے دکھایا میرے دادا کو حضرت اسلعؓ نے اسی طرح تیمم کر کے دکھایا اور حضرت اسلعؓ فرماتے ہیں مجھے اس طرح رسول اقدس ﷺ نے تیمم کر کے دکھایا۔

(اخرجہ طبرانی والدارقطنی والبیہقی زیلعی ج اص ۱۵۳)

(۹) حضرت ابوجہمؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دیوار پر ہاتھ مار کر پہلے چہرے مبارک پر مسح فرمایا پھر دوسری ضرب کے بعد اپنے ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح فرما کر میرے سلام کا جواب دیا۔ (دارقطنی ج اص ۶۵)

(۱۰) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کچھ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے......تو آپؐ نے ان کو تیمم کا طریقہ خود اس طرح سکھایا کہ زمین پر ایک ضرب لگا کر چہرہ مبارک کا مسح فرمایا اور پھر زمین پر دوسری ضرب لگا

کر اپنے ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح فرمایا۔ (بیہقی ج اص ۲۰۶)

(۱۱) حضرت علیؓ نے تیمّم کا طریقہ یوں بیان فرمایا کہ ایک ضرب چہرے کے لیئے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیئے کہنیوں تک۔

(کنزالعمال حدیث نمبر ۲۹۳۲) بحوالہ (عب)

نوٹ: عبدالرزاق کے مطبوعہ نسخہ میں رسغین ہے اور صاحب کنزالعمال کے نسخہ میں مرفقین ہے۔اب مرفقین تک مسح کرنے میں رسغین بھی یقیناً شامل ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) حضرت امام حسن بصریؒ بھی تیمّم کا یہی طریقہ سکھایا کرتے تھے کہ ایک ضرب چہرے کے لیئے اور دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کے لیئے کہنیوں تک۔

(عبدالرزاق ج اص ۲۱۲ طحاوی ج اص ۸۱)

الغرض حجاز میں حضرت ابن عمرؓ اور عراق میں حضرت علیؓ بصرہ میں حضرت امام حسن بصریؒ یہی طریقہ سکھایا کرتے تھے۔

(۱۳) یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام سفیان ثوریؒ امام شافعیؒ امام لیث بن سعد مصریؒ اور عام فقہاء کا ہے اور ابن المنذر رنے یہی مذہب حضرت علیؓ۔حضرت ابن عمرؓ حضرت بصری امام شعبی اور سالم بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کما فی شرح المھذب ج ۲ ص ۲۱۰ للنوویؒ قال وھو قول اکثر العلماء۔(بحوالہ معارف السنن ج اص ۴۷۸) امام مالک کا یہی مسلک قواعد ابن رشد ج اص ۵۶ اور المدونۃ الکبریٰ ج اص ۴۶ پر مذکور ہے۔

حکیم صاحب اگر ان احادیث کو ضعیف ثابت کرنا چاہیں تو صراحۃً نبی معصومؑ سے اپنی روایت کا صحیح ہونا اور باقی سب احادیث کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیں کسی غیر معصوم امتی کا قول ہرگز پیش نہ کریں کیونکہ اس کے نزدیک کسی غیر معصوم امتی کا قول دلیل شرعی نہیں۔رہا ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سے صراحۃً کسی ایک حدیث کی ترجیح ثابت نہ ہو تو وہ "فان لم تجدفیه" میں شامل ہے اور اب

باجازت رسول ﷺ مجتہد کی طرف رجوع ہوگا چنانچہ ہم نے خیر القرون کے مجتہد اعظم امام ابوحنیفہؒ کی طرف رجوع کیا انہوں نے خیر القرون کے تعامل اور کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر دو ضربوں سے تیمم والی احادیث پر عمل کیا اور کروایا کیونکہ خیر القرون میں بلانکیر اسی پر عمل جاری تھا۔ اب خیر القرون کے مجتہد کے مقابلہ میں کسی مابعد خیر القرون کے امتی کے اقوال کو پیش کرنا گویا حدیث خیر القرون کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔

اور صادق صاحب یہ بھی یاد رکھیں کہ احناف کو کسی ایک حدیث کی مخالفت کا بھی کھٹکا نہیں کیونکہ جب دو ضرب سے تیمم کرتے ہیں تو ان دو میں ایک ضرب یقیناً آجاتی ہے اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اور جب وہ کہنیوں تک مسح کرتے ہیں تو اس میں ہتھیلیاں اور پہونچے یقیناً آجاتے ہیں اور اس طرح اس طریقہ تیمم میں سب احادیث پر عمل ہے اور کسی حدیث کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

حکیم صاحب نے ایڑی سے چوٹی تک زور لگا لیا لیکن اس مسئلہ کو خلاف حدیث ثابت نہ کر سکے بلکہ خود نقل حدیث میں بھی خیانت کی اور لا ایمان لمن لا امانة له (الحدیث) کو پس پشت ڈال دیا اور فقہ کی عبارت کے نقل کرنے میں بھی خیانت کی اور لا دین لمن لا دیانة له کے موافق دین و دیانت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس کو کہتے ہیں "پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹوانا" اور ہمارا اعتقاد فقہ پر اور پختہ ہو گیا کہ جب حکیم صاحب جیسے لوگ بھی فقہ پر معقول اعتراض نہیں کر سکے جو فقہ کی ضد میں دین و دیانت بھی داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں تو فقہ یقیناً خیر ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیراً یفقھه فی الدین (بخاری)

(۱۶) پگڑی پر مسح

حکیم صاحب نے ص ۲۵۳ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے نمبر ۱۶ پر یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

خاتم النبیین ﷺ کا عمل

عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ ان النَّبِی ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ. (صحیح مسلم)

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے وضو کرتے وقت پیشانی (کے اوپر کے بالوں) پر اور پگڑی پر۔ اور موزوں پر مسح کیا۔

فقہ کا اختلاف

وَلا يَجُوزُ الْمَسحُ عَلَى الْعِمَامَةِ. (ہدایہ کتاب الطہارت)

اور نہیں جائز مسح کرنا پگڑی پر۔

جواب

یہ مسئلہ بھی ظفر المبین حصہ اول ص ۳۷ سے سرقہ کیا ہے اس کا جواب بھی فتح المبین میں دیکھیں ہم یہاں پر مختصر ہی نقل کرتے ہیں حکیم صاحب نے جو حدیث بیان کی ہے وہ بالکل ہمارے خلاف نہیں کیونکہ اس حدیث میں صرف پگڑی کے مسح کا ذکر نہیں بلکہ ساتھ ناصیہ کا ذکر بھی ہے اور ناصیہ کا ترجمہ خود حکیم صاحب نے (پیشانی کے اوپر کے بالوں) کیا ہے ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ اگر سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کر لیا۔ اور بقایا پورے سر کا مسح پگڑی پر کر لیا تو اس طرح کرنا جائز ہے کیونکہ فرض تو ناصیہ پر کرنے سے پورا ہو گیا کیونکہ وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ اور وضو ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

سر پر مسح کرنے کے دلائل

قرآن

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کی طرف پس دھولو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور اپنے پاؤں کو بھی ٹخنوں تک دھولو۔ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت (۶)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سر پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

حدیث (۱)

امام بخاری نے بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے ایک روایت نقل کی ہے اس میں آتا ہے۔

ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِیَدَیْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ حَتّٰی ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰی قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَأَ مِنْهُ. (بخاری شریف ج ا ص ۳۱، مسلم ج ا ص ۱۳۲)

ترجمہ: پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی اپنے ہاتھ (پہلے) آگے لائے۔ پھر پیچھے لے گئے۔ (مسح) سر کے ابتدائی حصہ سے شروع کیا۔ پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ قرآن مجید اور حضور اکرمؐ کے عمل مبارک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سر پر مسح کرنا چاہیئے۔

اور حکیم صاحب نے جو حدیث پیش کی ہے اس میں بھی **فمسح بنا صیته** کے الفاظ موجود ہیں۔

حدیث (۲)

اَخْبَرَنَا مَالِکٌ قَالَ بَلَغَنِیْ عَنْ جابر بن عبداللہ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الْعِمَامَۃِ فَقَالَ لا حَتّٰی یَمَسَّ الشَّعْرَ الْمَآءُ قال محمد وَبِھٰذَا نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیفۃ ۔ (موطا امام محمد ص ۴۷، ۴۸)

امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ مجھے جابرؓ بن عبداللہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ ان سے عمامہ کے بارہ میں سوال کیا گیا انہوں نے کہا عمامہ کا مسح نہ کرے۔ جب تک سر کے بالوں کا پانی سے مسح نہ کرے۔

امام محمدؒ کہتے ہیں۔ اس پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث (۳)

اخبرنا مالک حدثنا نافع قال رَاَیْتُ صَفِیَّۃَ ابْنَۃَ اَبِی عُبَیْدَۃَ تَتَوَضَّأُ وَ تَنْزَ عُ خِمَارَھَا ثُمَّ تَمْسَحُ بِرَأسِھَا قَالَ نَافِع وَاَنَا یَوْمَئِذٍ صَغِیْرٌ۔

قال محمد وَبِھٰذَا نَاْخُذُ لا یُمْسَحُ عَلٰی الْخِمَارِ وَلا الْعِمَامَۃِ بَلَغَنَا اَنَّ الْمَسْحَ عَلٰی الْعِمَامَۃِ کَانَ فَتُرِکَ وَھُوَ قَوْلُ ابی حنیفۃ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَآئِنَا ۔ (موطا امام محمد ص ۴۷، ۴۸)

امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا نافعؒ نے انہوں نے کہا کہ میں نے صفیہ بنت ابو عبیدہ (زوجہ عبداللہ بن عمرؓ) کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنی اتار کر سر کا مسح کرتی تھیں۔ نافعؒ کہتے ہیں ان دنوں میں چھوٹا سا تھا امام محمد کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے کہ پگڑی اور اوڑھنی پر مسح نہ کیا جائے۔ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ابتداء میں عمامہ پر مسح تھا پھر ترک کر دیا گیا۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور

ہمارے دوسرے علماء کا قول ہے۔

امام نوویؒ شافعی کا حوالہ

نووی شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں۔

وَلَو أقتصَرَ عَلٰی العَمَامَةِ وَلَم یَمسَح شَیأً مِنَ الرَّأسِ لَم یُجزِہٖ ذٰلکَ عِندَنَا بِلاخِلافٍ وھو مذھب مالک وابی حنیفة واکثر العلماء. (نووی شرح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۳۴)

یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو مطلق چھوڑ دیا تو نہیں کافی ہوگا۔ نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور اکثر علماء کا۔

(۱۷) شراب کا سرکہ بنانا

حکیم صاحب نے ص ۲۵۴ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے نمبر ۱۷ پر اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے۔

حدیث میں حرمت

عن انس ان النبی ﷺ سئل عن الخمر یتخذ خلا فقال لا (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ شراب کا سرکہ بنالیا جائے آپؐ نے فرمایا ہر گز نہیں۔

فقہ کا اختلاف

وَاِذَا تَخَلَّلَتِ الْخَمرُ حَلَّتْ سَوَآءٌ صَارَتْ خَلا بِنَفسِهَا اَوبِشَيئٍ یُّطرَحُ فِیهَا وَلا یُکرَہُ تَخلِیلُهَا. (ہدایہ کتاب الاشربہ)

شراب کا جب سرکہ بن گیا تو شراب حلال ہو گئی۔ آپ ہی سرکہ

بن جائے یا کسی چیز کے ملانے سے سرکہ بنالیا جائے۔ (حلال ہے)اور شراب کا سرکہ بنانا مکروہ نہیں ہے۔

جواب

یہ مسئلہ بھی ظفر المبین حصہ اول ص ۶۷ و ص ۲۴۰ سے سرقہ کیا گیا ہے اور اس کا جواب بھی اسی زمانہ میں فتح المبین حصہ اول ص ۶۴ میں دیا گیا ہم وہ ہی یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

اقول

کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق میں (حاشیہ کنز الدقائق صفحہ ۳۵ مطبوعہ بمبئی) کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے! کہ حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاک چیزیں اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے تو حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہ مطلق ہے پس شامل ہوگا اس کی تمام صورتوں کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث میں وارد ہے یہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو باین طور کہ اس سے نفع مثل سرکہ کے لیا جائے مثل نان خورش بنانے وغیرہ کے اگر کہے تو کہ روایت کی ابوداؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابوطلحہ نے سوال کیا نبی ﷺ سے کہ یتیم شراب کے وارث ہو گئے ہیں فرمایا بٹا دو اس کو عرض کیا گیا سرکہ اس کا نہ بنالیں فرمایا نہیں میں کہتا ہوں روایتیں آپس میں مختلف آئی ہیں ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ فرمایا آپ نے سرکہ بنا لو اس کا پس حجت نہیں ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا انہوں نے حمل کیا جائے گا اس پر کہ ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی جس وقت کہ آنحضرت ﷺ بابت خمر کے مبالغہ فرماتے تھے واسطے زجران کے اور واسطے چھوڑ دینے عادت مالوفہ کے کیا نہیں جانتا تو کہ آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا مٹکے توڑنے کا اگرچہ اب جائز نہیں اسی طرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیئے۔ انتہی

Scanned with CamScanner

اور شرح مسلم میں لکھا کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہے اور امام مالک سے بھی ایک روایت میں یہ آیا ہے۔ انتہی۔

(۱۸) کتے کی خرید وفروخت

حکیم صاحب نے ص ۲۵۵ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے اس مسئلہ کو نقل کیا ہے۔

حدیث میں حرام

عن ابی مسعودنِ الانصاریّ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھٰی عَنْ ثَمنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغْیِ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ۔

(مشکوٰۃ کتاب البیوع بحوالہ بخاری۔ مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت زانیہ کی زنا کی اجرت اور کاہن کے حلوا (شیرینی) سے منع کیا ہے۔

فقہ کا اختلاف

یجوز بیع الکلب (ہدایہ کتاب البیوع)

کتے کی خرید وفروخت جائز ہے۔

جواب

یہ مسئلہ بھی حکیم صاحب نے ظفر المبین ص ۱۶۵ وص ۲۴۳ حصہ اول سے سرقہ کیا ہے اس کا مفصل جواب فتح المبین ص ۱۶۷ تا ص ۱۷۰ پر موجود ہے۔ یہاں پر ہم مختصر نقل کرتے ہیں۔

شریعت میں کتے کا حکم تدریجاً نازل ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن

آیت: ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ...﴾
تو کھاؤ اس شکار میں سے جو وہ (شکاری کتے وغیرہ) مار کر تمہارے لئے رہنے دیں۔ اور اس پر اللہ کا نام لو۔ (المائدہ)

حدیث (۱)

ابن المغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم سید عالم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ پھر شکاری کتے کی اور بکریوں کے محافظ کی رخصت دے دی۔ (مسلم ج۲ ص ۲۵)

حدیث (۲)

آنحضرت ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اِذَا اَرْسَلْتَ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَاَخَذَ فَكُلْ جب تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑے اور کتا اسے پکڑ لے تو ایسے شکار کا کھانا تیرے لئے جائز ہے۔ (نسائی جلد۲ ص ۱۹۲)

حدیث (۳)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔ (مشکوۃ ص ۲۴۱)

حدیث (۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ شکاری کتے کی قیمت سے منع نہیں فرمایا۔ (نسائی ص ۱۹۵ بیہقی ج ۶ ص ۱۱)

حدیث (۵)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ حضور ﷺ نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت دی۔

(مسند امام اعظم ص ۱۶۹)

معلوم ہوا کہ ابتداء اسلام میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ پھر مفید اور غیر مضر کتوں کے حق میں یہ حکم فرما دیا گیا بلکہ جو کتا شکار کر سکتا ہے اس کے شکار کو بھی قرآن و حدیث نے حلال قرار دیا۔ علماء احناف کی نظر چونکہ قرآن مجید پر اور سب حدیثوں پر ہے اور مختلف حدیثوں میں تطبیق دینے کی بفضلہ تعالیٰ بہت بڑی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ جو کتے ضرر نہیں دیتے اور فائدہ دے سکتے ہیں ان کی خرید و فروخت بمطابق حدیث نمبر ۴۔ نمبر ۵ منع نہیں جائز ہے جو کچھ ان حدیثوں سے ثابت ہوا ہے وہی کچھ فتاوی عالمگیری میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ وہابیہ نے دھوکہ دینے کے لئے نقل عبارت فتاویٰ میں مجرمانہ خیانت کی ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

بَيْعُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ جَائِزٌ.........وَبَيْعُ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ يَجُوْزُ اِذَا كَانَ قَابِلاً وَاِلَّا فَلا هُوَ الصَّحِيْحُ. جو کتا شکار کے لئے سدھایا گیا ہو یا سدھایا جا سکتا ہو صرف اس کی بیع جائز ہے۔ اور جو ایسا نہیں اس کی خرید و فروخت منع ہے یہی صحیح ہے۔ (جلد نمبر ۳ ص ۱۱۴)

سوال

حدیث نمبر ۴ کو نسائی شریف میں "لیس هو بصحيح" کہا گیا ہے۔

الجواب

لیکن محدث نسائی علیہ الرحمۃ نے "الرُّخْصَةَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ" کا عنوان قائم کر کے اس حدیث سے شکاری کتے کی قیمت کا جواز ثابت کیا ہے معلوم ہوا کہ محدث مذکور کے نزدیک یہ حدیث "لیس هو بصحيح" کہلانے کے باوجود درجہ استدلال واحتجاج سے ساقط نہیں کیونکہ ماہرین اصول حدیث جانتے ہیں کہ عدم صحت سند مضمون حدیث کی عدم صحت کو مستلزم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ترمذی ج ا ص ۱۳۳ و مشکوٰۃ ص ۲۷۵ میں ایک لمبی حدیث کو "لایصح من قبل اسناده" کہا گیا ہے جس کا مضمون سورۃ النساء ۴ آیت نمبر ا کے موافق ہونے کی وجہ سے بالکل صحیح ہے۔

Scanned with CamScanner

نیز حدیث نمبر ۵ نے "الاحادیث بعضها تقوی بعضا" کے ضابطہ کے تحت اس حدیث کو مستحکم کر دیا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث کی جن مقدس نصوص نے کتے کے شکار کو حلال قرار دیا ہے انہی کے ضمن میں اس کی خریداری کا جواز بھی ثابت ہو جاتا ہے اور حدیث نسائی کو مزید تقویت مل جاتی ہے کیونکہ اسلام مجموعہ اضداد کا نام نہیں کہ کتے کا شکار تو حلال ہو اور اس کی خریداری حرام اور قیمت ممنوع ہو۔

بنابریں ایک دفعہ ایک شخص نے کسی کے شکاری کتے کو قتل کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے قَضٰی فِیْ کَلْبِ صَیْدٍ قَتَلَهٗ رَجُلٌ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْهَماً فیصلہ فرمایا کہ کتے کا قاتل اس کے مالک کو چالیس درہم ادا کرے (بیہقی ص ۸ جلد ۶ طحاوی جلد ۲ ص ۲۲۸) اگر شکاری کتے کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوتی تو مندرجہ بالا فیصلہ ہرگز نہ فرمایا جاتا۔

(۱۹) متنفل کے پیچھے مفترض کی اقتداء

(نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض نماز)

حکیم صاحب نے ص ۲۵۶ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے اِس مسئلہ کو بھی پیش کیا ہے۔

حدیث میں جواز

عن جابر قال کان مُعَاذُبْنُ جَبَلٌ يُصَلِّیْ مَعَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَأتِیْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّیْ بِهِمْ. (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز (عشاء) پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کے پاس جا کر ان کی امامت کراتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ متنفل امام کے پیچھے مفترض مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے گویا یہ امت کے لئے آسانی ہے لیکن حنفی مذہب کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ دیکھئے۔

Scanned with CamScanner

فقہ کا اختلاف

وَلَا يُصَلِّي الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ ۔ (کتب فقہ)

اور فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوتی۔

جواب

یہ مسئلہ بھی حکیم صاحب نے ظفر المبین حصہ دوم ص ۵۲ سے سرقہ کیا ہے۔

اس کا جواب ہماری طرف سے کئی بار دیا جا چکا ہے۔

(۱) حکیم صاحب نے جو حدیث نقل کی ہے اس میں کسی نماز کا ذکر نہ تھا مگر حکیم صاحب نے ترجمہ میں عشاء کا لفظ اپنے پاس سے بخاری مسلم سے بڑھا دیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ حضرت معاذؓ کس نیت سے پڑھتے اس کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ نیت تو ایک باطنی امر ہے اس پر کوئی دوسرا مطلع نہیں ہو سکتا۔ جب تک نیت کرنے والا خود نہ بتائے۔ اس لئے یہ بات درست ہوگی کہ حضرت معاذؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نفل کی نیت سے نماز پڑھتے ہوں تا کہ وہ آنحضرت ﷺ سے نماز کا طریقہ سیکھ سکیں، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر برکت حاصل کر سکیں اور پھر اپنی قوم کے پاس جا کر فرض نماز پڑھاتے ہوں۔ جب اس بات کا احتمال ہے تو دوسرے حضرات کا استدلال درست نہ ہوگا۔

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ایک صحابی رسول کے فعل کو ایسے معنی پر محمول کرنا جو متفق علیہ ہے زیادہ بہتر ہوگا ایک ایسے معنی پر محمول کرنے سے جو مختلف فیہ ہے (چنانچہ نفل نماز کی نیت کے ساتھ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جو فرض نماز پڑھ رہا ہو۔ بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے لیکن نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ احناف مالکیہ حنابلہ اس کے قائل نہیں)

نیز مسند احمد کی روایت میں یہ ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سَلِيمٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ قَالَ

رسول اللہ ﷺ یَامُعَاذ بن جَبَلٍ لَاتَکُن فَتَّانًا اِمَّااَنْ تُصَلِّیَ مَعِیَ وَاِمَّا اَنْ تُخَفِّفَ عَلٰی قَوْمِکَ (مسند احمد ج۵ ص۷۴)

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا اے معاذ بن جبل! یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو اور یا پھر اپنی قوم کے ساتھ ہلکی نماز پڑھو۔

اس کا معنی یہی ہے کہ یا تو تم فرض نماز میرے ساتھ پڑھو اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ فرض نہ پڑھو، اور یا میرے ساتھ فرض نہ پڑھو تا کہ وہ تمہارا انتظار نہ کریں۔

چنانچہ امام عبدالسلام ابن تیمیہؒ جو اکابر حنابلہ میں سے ہیں (صاحب منتقیٰ) کہتے ہیں۔

وَقَدِاحْتَجَّ بِہٖ بَعْضُ مَنْ مَّنَعَ اِقْتِدَآءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَالَ لِاَنَّہٗ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ مَتٰی صَلّٰی مَعَہٗ اِمْتَنَعَتْ اِمَامَتُہٗ وَبِالْاِجْمَاعِ لَاتَمْتَنِعُ صَلَاۃِ النَّفْلِ مَعَہٗ فَعُلِمَ اَنَّہٗ اَرَادَ بِھٰذَا الْقَوْلِ صَلَاۃَ الْفَرضِ وَاِنَّ الَّذِی کَانَ یُصَلِّیْ مَعَہٗ کَانَ یَنْوِیْہِ نَفْلاً۔ (منتقیٰ مترجم ج۱ ص۵۷۸)

جو نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز کو درست نہیں قرار دیتے، اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اس حدیث میں دلالت ہے اس بات پر کہ فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوتی کیونکہ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر ان کی امامت ممنوع ہوگی حصر والی تقسیم کا یہی مقتضی ہے۔

اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے، اگر وہ آپ کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھیں تو پھر ان کی امامت ممنوع نہ ہوگی۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذؓ آنحضرت ﷺ کی طرف سے مامور تھے، کہ

Scanned with CamScanner

وہ اپنی قوم کو امامت کرائیں۔ تو ظاہر ہے وہ فرض نماز یقیناً اپنی قوم کے ہمراہ جماعت کے ساتھ ہی ادا کرتے تھے۔ (شرح نقایہ ج ا ص ۸۸)

(۳) اس حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حضرت معاذؓ نے یہ کام حضور اکرم کی اجازت سے کیا ہو اور حضور اکرمؐ نے آپ کو اجازت دی ہو کہ فرض میرے پیچھے پڑھ لیا کرو۔ اور نفل کی نیت سے اپنے مقتدیوں کو پڑھا دیا کرو۔ زیادہ سے زیادہ یہ حضرت معاذؓ کا عمل تھا مگر جب حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت معاذؓ کو منع فرمادیا۔

(۲۰) جماعت کھڑی ہونے پر سنتیں پڑھنا

حکیم صاحب نے سبیل الرسول ص ۳۶۱ پر حدیث اور فقہ کا اختلاف ثابت کرنے کے لئے ۲۰ نمبر پر ذکر کیا ہے۔

ممانعت رسولؐ

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی ﷺ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ. (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب فرض نماز (کی جماعت) کھڑی ہو جائے تو اس فرض نماز کے سوا اور نماز (پاس) نہیں ہوتی۔

فقہ کا اختلاف

مَنِ انْتَھٰی اِلَی الْاِمَامِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَھُوَلَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِاِنْ خَشِیَ اَنْ تَفُوْتَہٗ رَکْعَۃٌ وَیُدْرِکَ الْاُخْرٰی یُصَلِّی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ. (ہدایہ)

صبح کی نماز با جماعت ہو رہی ہو تو جو شخص امام کے پاس پہنچے اور اس نے دو رکعت سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ ڈرے کہ ایک رکعت

فوت ہو جائے گی اور دوسری رکعت پالے گا۔ تو اسے (امام سے
ہٹ کر) مسجد کے دروازے کے پاس دو سنتیں پڑھ کر جماعت
میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

جواب

حکیم صاحب نے یہ مسئلہ بھی ظفر المبین ص ۱۱۸ سے سرقہ کیا ہے۔ ہماری طرف سے اسی زمانے میں فتح المبین فی کشف غیر مقلدین ص ۱۲۴ تا ۱۲۶ میں اس کا جواب دے دیا گیا تھا۔ تفصیل وہاں پر ہی ملاحظہ فرمائیں۔ مختصر طور پر یہاں پر لکھا جاتا ہے۔

ادائے فجر

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی سنتیں بوقت اقامت جماعت نہ پڑھیں۔ کیونکہ سنتیں بعد فرائض کے وقت میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں ہاں فجر کی سنتیں جمہور صحابہؓ و تابعین۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام ثوریؒ۔ امام مالکؒ فی روایۃ امام اوزاعی۔ امام حسن بصری امام مسروق۔ امام ابو یوسف امام محمد امام زفر کے نزدیک دو شرطوں سے پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۱) خارج مسجد ہو یا جماعت اور مصلی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو۔

(۲) ایک رکعت میں امام کے ساتھ مل جانے کا غالب گمان ہو۔

(۱) احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہی کہ فجر کی نماز کی سنتوں کی تاکید باقی سنتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ (آثار السنن ج ۲ ص ۲۲ ج ۲ ص ۲۹)

(۲) نماز فجر کے بعد نوافل پڑھنا منع ہے۔ (آثار السنن ج ۲ ص ۲۷، ۲۸)
تو اگر یہ سنتیں پہلے نہ پڑھی جائیں تو وقت میں پڑھنے کا موقع ہی نہ رہا۔

(۳) عدم قضاء تسمة من غير بنيسة الفوض. (معارف السنن ۴ ص ۸۴)

اس لئے احناف نے دلائل میں تطبیق کی ایسی کوشش کی کہ تطبیق بھی ہو جائے اور تمام فضیلتیں بھی حاصل ہو جائیں۔

Scanned with CamScanner

حدیث ابی ہریرہؓ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوۃ الاالمتکوبۃ (مسلم ج ا ص ۲۴۷) اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے امام ترمذی فرماتے ہیں زکریا بن اسحاق، ایوب، ورقا بن عمر، زیاد بن سعد، اسماعیل بن مسلم اور محمد بن جحادہ، اس کو عمرو بن دینار عن عطا بن یسار عن ابی ہریرہ مرفوع نقل کرتے ہیں اور حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ عمرو بن دینار سے موقوف نقل کرتے ہیں والمرفوع اصح حماد بن سلمہ (کتاب الام ج ا ص ۱۲۶ و حاشیہ الام ج ا ص ۱۲۹) ابن علیہ عند ابن ابی شیبہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع عند ابن ابی حاتم (معارف السنن ص ۲۶، ۲۸ ج ۴) بھی اس کو موقوف نقل کرتے ہیں محمد بن طاہر المقدسی نے بھی موقوف ہی قرار دیا ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات ص ۶)

اسی اختلاف کی وجہ سے امام بخاریؒ نے صحیح میں اس کو سنداً روایت نہیں کیا۔ غالباً اسی اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو ترمذی نے صحیح کی بجائے حسن قرار دیا ہے۔ پھر خود ابو ہریرہؓ سے بسند صحیح لاتدعوا رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل (آثار السنن ج ا ص ۲۹) مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مرفوعاً من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ (مسلم ج ص ۲۲۱) اور انہیں سے مرفوعاً مروی ہے اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰۃ فلایخرج احدکم حتی یصلی (رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۵)

تو ان سب احادیث کو جمع کر لیا گیا کہ مسجد کے باہر یا درمیان میں کوئی چیز حائل ہو تو ایک رکعت مل سکنے کی صورت میں فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شامل ہو جائے سنتیں پڑھے تا کہ لو طردتکم الخیل کی مخالفت نہ ہو۔ بعض نے بواسطہ مسلم بن خالد زنجی عن عمرو بن دینار ولا رکعتی الفجر روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ایک تو یحییٰ بن دینار کے سات شاگردوں پر زیادتی کر رہا ہے۔ (آثار السنن ج ۲ ص ۳۰)

اس کے برعکس بیہقی نے بطریق لیث بن سعد عن عطاء عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قَالَ اِذَااُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَاصَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ اِلَّا رَکْعَتِی الصُّبح نقل کیا ہے اس کی سند میں حجاج بن نصیر مختلف فیہ ہے۔ (میزان ج ۱ ص ۴۶۵) اور عباد بن کثیر الرملی مختلف فیہ ہے (میزان ج ۲ ص ۴۷۰) پہلی روایت ولا رکعتی الفجر کو ابن عدی نے یحییٰ بن نصر کی مناکیر میں ذکر کیا ہے مگر اِلَّا رَکْعَتِی الصُّبح کو حجاج بن نصیر کی مناکیر میں ذکر نہیں کیا۔ اگر بالفرض دونوں حسن ہوں تو بھی لا رکعتی الفجر صفوں میں مل کر پڑھنے پر اور الا رکعتی الصبح علیحدہ پڑھنے پر محمول ہوں گی۔ عبداللہ بن مالک بن بحینہ بخاری ج ۱ ص ۹۱ مسلم ج ۱ ص ۲۴۷ پر ہے آنحضرت حجرہ سے جماعت کے لیئے مسجد میں آتے تھے آپ نے مسجد میں ہی کسی کو نماز پڑھتے دیکھا اور فرمایا لَاتَجْعَلُوْا ھٰذِہٖ مِثْلَ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا اِجْعَلُوْا بَیْنَھُمَا فَصْلاً ج ۱ ص ۲۱۹، مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۵ اور مسلم میں دوسری جگہ ہے۔ فان رسول اللہ ﷺ امرنا ان لانوصل صلوٰۃ بصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۸۸ والعبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص المورد۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بالکل جماعت کے ساتھ وصل نہ ہو بلکہ فاصلہ پر پڑھی جائیں۔

عن عبداللہ بن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لاصلوٰۃ لِمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِد وَالْاِمَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فَلَا یُنْفَرِدُ وَحْدَہٗ بِصَلٰوۃ وَلٰکِنْ یَدْخُلُ مَعَ الْاِمَامِ فِی الصَّلٰوۃِ رواہ الطبرانی فی الکبیر و فیہ یحییٰ بن عبداللہ البابلتی وھو ضعیف. (مجمع الزوائد ۲ ص ۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسجد سے باہر سنتیں پڑھ لیتے تھے اور مسجد میں آ کر جماعت میں مل جاتے تھے۔ (آثار السنن ج ۲ ص ۳۱، ۳۲، ۳۳)

عن انسؓ خرج النبی ﷺ واقیمت الصلوٰۃ فرأی ناساً یُصَلُّوْنَ رَکْعَتَیْنِ بِالْعُجْلَۃِ فَقَالَ أصلا تَانِ مَعاً فَنَھٰی ان یُّصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃ.

(عمدۃ القاری ج ۲ ص ۳۰، اور تعلیقا پڑھنا بھی حاشیہ بخاری ص ۹۱) اپنا عمل پڑھنے کا تھا (آثار ج ۲ ص ۳۳) ابوموسیٰؓ منع روایت کرتے ہیں (آثار السنن ج ۲ ص ۳۰) مگر حضرت ابن مسعودؓ نے ان کے سامنے استوانہ کی اوٹ میں سنتیں پڑھیں تو انہوں نے منع نہیں فرمایا (آثار السنن ج ۲ ص ۳۲، ۳۳) معلوم ہوا ان کے نزدیک منع کی روایت ساتھ جماعت کے پڑھنے پر محمول ہے۔ عبداللہ بن سرجس کی روایت فی ناحیۃ المسجد بھی جماعت سے متصل پر محمول ہوگی۔ عہد صحابہ و تابعین میں مدینہ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عام لوگ پڑھتے تھے خود حضرت ابن عمرؓ پڑھتے تھے کسی نے انکار نہ کیا۔ مکہ میں ابن عباسؓ کوفہ میں ابن مسعودؓ بصرہ میں حسن بصری وغیرہ پڑھتے تھے مگر کوئی انکار نہ کرتا تھا۔ (راجع طحاوی شرح معانی الآثار) بلکہ جو احادیث منع والی ہیں ان میں عہد نبوت میں سنتیں پڑھنے کا عام ذکر ملتا ہے آنحضرتؐ صرف ساتھ مل کر پڑھنے سے منع فرماتے تھے ایک بھی حدیث موجود نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی اوٹ میں پڑھنے والے کو منع کیا ہو۔ جو جماعت کا ثواب بھی پالے۔

اخرج احمد فی مسنده حدثنی عبدالله حدثنی ابو سعد و حسین بن محمد قالا حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن الحارث عن علیؓ قال کان رسول الله ﷺ یصلی رکعتی الفجر عند الاقامة (ج ۱ ص ۷۷) واخرج ابن ماجه فی باب ماجاء فی رکعتین قبل الفجر مِنْ طَرِيقِ شَرِيكٍ عَنْ ابی اسحاق عن الحارث عن علیؓ قال کان رسول الله ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ (ص ۸ حارث الاعور میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۳۵) ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ما جاء فی زکوٰۃ الذهب والورق ج ۱ ص ۱۱۳۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے سنت فجر پڑھ کر نمونہ پیش

فرما دیا۔ صحابہ حضورؐ کے زمانہ میں بھی پڑھتے تھے آپ صرف ساتھ مل کر پڑھنے سے روکتے تھے اور خلافت راشدہ و خیر القرون میں بلانکیر اس پر عمل جاری تھا۔

(۲۱) حلالہ کی لعنت

حکیم صاحب نے ص ۲۶۴ پر حدیث اور فقہ کا تضاد ثابت کرنے کے لئے نمبر ۲۱ پر اس مسئلہ کو بھی ذکر کیا ہے۔

حلالہ کرنے والا ملعون ہے

عن عبد اللہ ابن مسعود قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ. (دارمی ابن ماجہ)

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرائی حلالہ کرنے والے پر اور اس پر جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔

لیکن بعض اسلام کی روح کو مجروح کرنے والے ایسے مفتی بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ فَاِنْ طَلَّقَھَا بَعْدَ وَطْیِھَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ ۔ (ہدایہ)

پھر اگر حلالہ کرنے والے نے صحبت کے بعد اس عورت کو طلاق دے دی تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔

جواب

حکیم صاحب نے اس مسئلے کو حدیث کے خلاف ثابت کرنے کے لئے کوئی عنوان قائم نہیں کیا حالانکہ پیچھے بیس مسئلوں میں "فقہ کا اختلاف" عنوان قائم کیا ہے مگر اس مسئلہ میں نہیں۔

حکیم صاحب نے صرف لفظ حلالہ پر اعتراض کیا ہے حالانکہ حلالہ کا مطلب ہے حلال ہونا۔ یعنی وہ عورت جس کو تین طلاقیں دی گئیں۔ اب وہ اپنے خاوند کے لئے حرام ہوگئی ہے۔ اگر پھر دوبارہ وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہے اور وہ عورت

پہلے خاوند کے لئے کس طرح حلال ہو سکتی ہے۔ اس کا حکم قرآن میں موجود ہے۔

حلالہ کا حکم قرآن میں

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝﴾

(پ۲ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اس نے طلاق دے دی عورت کو (یعنی تیسری مرتبہ) پس اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے یہاں تک وہ اس کے علاوہ کسی خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ پھر اگر اس نے بھی طلاق دے دی اس عورت کو تو کوئی گناہ نہیں ہے ان دونوں پر کہ رجوع کریں اگر وہ گمان کریں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھیں گے۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس قوم کے لئے بیان کرتا ہے۔ جو علم رکھتے ہیں۔

اس آیت میں **فلا تحل لہ** ۔ کے الفاظ سے حلالہ کا لفظ ماخوذ ہے کہ وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔

حلالہ کی دو قسمیں

غیر مشروط اور مشروط

پہلی قسم: جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہے اور یہی ہمارا اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اور یہ بات خود حکیم صاحب کے مذہب میں مسلّم ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب نے ص ۲۶۴ سطر نمبر ۸ سے سطر نمبر ۱۴ تک یہ صورت بیان کی ہے اور آخر میں لکھتے ہیں جائز صورت ہے۔

دوسری قسم:

یعنی مشروط جو حکیم صاحب نے ص ۲۶۴ سطر نمبر ۱۵ سے ۲۰ تک بیان کی ہے اور وہ صرف اس کو حلالہ تصور کرتے ہیں۔

یہ حکیم صاحب کی بددیانتی ہے حالانکہ حلالہ کا لفظ عام ہے۔ پہلی صورت بھی حلالہ ہے اور دوسری صورت بھی حلالہ ہے مگر حکیم صاحب عوام کو دھوکہ دینے کے لئے صرف دوسری صورت ہی کو حلالہ فرمارہے ہیں اور اس مشروط حلالہ کو حنفی مذہب قرار دے رہے ہیں جو سراسر جھوٹ ہے۔

حنفی مسلک ملاحظہ فرمائیں

اہل السنت والجماعت حنفی مسلک کے مستند عالم دین مشہور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی دامت برکاتہم العالیہ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے اپنی تفسیر معالم العرفان میں سورۃ بقرہ حصہ دوم کے ص ۴۰۳ پر ایک سرخی قائم کی ہے۔ ''مشروط نکاح'' اس کے بعد لکھتے ہیں۔

''اس وقت مروجہ حلالہ کی جو صورت ہے وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہے۔ یہ حلالہ مشروط نکاح کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ اب رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تو کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس شرط پر نکاح کر دیا کہ وہ طلاق دیدے گا اور پھر پہلے خاوند سے نکاح ہو سکے گا اگرچہ اس طرح قانونی جواز تو پیدا ہو جاتا ہے مگر اس شرط کے تحت نکاح گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے حلالے پر لعنت کی گئی ہے۔

لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

حضور علیہ السلام نے فرمایا حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا گیا دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(۲) مشہور عالم دین حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی حنفی کا حوالہ آپ اپنی مشہور زمانہ کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم باب تین طلاق دینے کا بیان ص ۵۶

مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار میں لکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴:۔ اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس کو اختیار ہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔ (شامی ج ۲ ص ۸۸۹)

ناظرین کرام یہ ہے حنفی مسلک۔ حکیم صاحب کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ صحیح بات نقل کرے۔

ہم نے صرف دو حوالے دیئے ہیں اس پر ہم کافی حوالے پیش کر سکتے ہیں مگر انصاف کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔

Scanned with CamScanner

صلوٰۃ الرسول پر ایک نظر

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تبصرہ بر کتاب صلوٰۃ الرسول

کتاب صلوٰۃ الرسول ص ۵ تا ص ۱۹ پر بیس تبصرے درج ہیں جن میں سے ۱۴ تبصرے اخبارات کے ہیں اور ۴ تبصرے غیر مقلدین کے۔ تبصرہ نگاروں نے ایک ہی اصول سامنے رکھا ہے جو آپ نے بازار میں چورن بیچنے والے سے سنا ہوگا وہ چورن کی ایک پیسے کی پڑیا فروخت کرنے کے لیے پہلے مجمع میں کچھ جملے کہتا ہے جس سے بچے اور کم عقل لوگ توجہ کرتے ہیں پھر وہ ساری بیماریاں گننا شروع کر دیتا ہے کہ میرا یہ چورن ساری بیماریوں کا علاج ہے اور بے عقل لوگ دھڑا دھڑ اسے خریدتے ہیں پھر کسی کا گلا خراب ہو گیا کسی کو نزلہ ہو گیا کسی کو بخار مگر چورن ہے کہ پروپیگنڈے کے زور سے بک رہا ہے۔

دنیا میں کم عقلوں کی کمی نہیں بلکہ اسی طرح تبصرہ نگاروں نے صلوٰۃ الرسول نامی کتاب کو سارے دکھوں کی دوا اور ساری بلاؤں کی دافع البلا اور ساری مشکلات کی مشکل کشا جانا ہے مگر افسوس کہ صحیح بات کسی کے قلم پر بھول کر بھی نہیں آئی ہے اس کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ۔

(۱) مسائل کے اعتبار سے اتنی ناقص کہ نماز کی مکمل شرائط۔ ارکان واجبات۔ سنن مستحبات۔ مکروہات۔ مفسدات کا دسواں حصہ بھی کتاب میں مذکور نہیں۔ جب مسائل ہی پورے درج نہیں تو دلائل کا تو نمبر ہی بعد کا ہے۔

(۲) بعض اختلافی مسائل کا ذکر کیا ہے مگر اکثر جگہ احادیث حنفیہ نقل کی ہیں بہت سی جگہ احادیث کے نقل میں کتر و بیونت سے بھی کام لیا ہے جو "لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا دِیَانَۃَ لَہٗ" کے بالکل برعکس ہے۔

(۳) جو احادیث نقل کی ہیں ان کے بظاہر معارض جو احادیث تھیں ان کا نام تک نہیں جو رسول اللہ ﷺ سے فریب اور فراڈ ہے کہ احادیث کا ایک پہلو لے لیا گیا اور دوسرا نظر انداز کر دیا گیا مصنف کا یہ فعل "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ" کی زد میں آتا ہے مؤلف

کا فرض تھا کہ دونوں پہلو بیان کر کے دونوں میں تطبیق۔ یا ان کا صحیح یا ضعیف ہونا کسی غیر معصوم امتی کے اقوال کی بجائے صحیح صریح احادیث سے ثابت کرتا مگر اس نے نقل احادیث میں بہت بڑا دھوکا کیا اور مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا الحدیث کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

(۴) مؤلف نے عوام احناف کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے فقہ اور دیگر کتب حنفیہ کے بعض حوالے بھی پیش کیے مگر مفتیٰ بہا اقوال کو چھوڑ کر شاذ ضعیف اور خلاف مذہب اقوال کا سہارا لے کر عوام کو مغالطہ دیا۔ جیسے منکرین حدیث متواتر سنت کے خلاف شاذ اور ضعیف روایات سے عوام کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ یہی کام مصنف نے کیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے صراحۃً مغالطہ دہی سے منع فرمایا ہے۔

(۵) اس کتاب کے اثرات ملک میں افتراق وانتشار کی صورت میں نمودار ہوئے سطحی علم والے لوگ اس کو پڑھ کر سلف سے بدگمان ہونے لگے اور نص ظَنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا کی مخالفت کر کے لوگوں میں سلف صالحین کے خلاف بدگمانیاں پھیلانے لگے اور عجب یہ ہوا کہ اس گناہ کا نام انہوں نے عمل بالحدیث رکھا۔

(۶) جن لوگوں نے اس کتاب کا بار بار مطالعہ کیا وہ بدگمانی سے بڑھ کر بدزبانی پر اتر آئے اور لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا الحدیث کا نقشہ امت کے سامنے پھر گیا اس کتاب کا کوئی مثبت فائدہ ہمارے مشاہدہ میں آج تک نہیں آیا۔

(۷) لامذہب عموماً اس کتاب کو مفت تقسیم کرتے تھے لیکن اب جب کہ اس کے دھوکے جھوٹ سامنے آئے ہیں تو فوراً کہتے ہیں یہ ہماری کتاب نہیں ہم اس کو نہیں مانتے لیکن یہ بھی رافضیانہ تقیہ ہے کیونکہ جماعتی طور پر نہ اس کا رد شائع کرتے نہ بائیکاٹ کرتے ہیں۔

احادیث متعارضہ

جو احادیث بظاہر متعارض ہیں اور خود رسول اکرم ﷺ سے کوئی صراحت اس رفع تعارض کی موجود نہیں ایسی احادیث میں بعض حدیث (حدیث معاذ) ہم مجتہد کی

طرف رجوع کرتے ہیں اور خیر القرون کے مجتہد نے جن احادیث کو راجح بتایا اور خیر القرون میں ان پر بلانکیر عمل جاری رہا اور پھر ہزاروں محدثین اور فقہاء اور اولیاء اللہ اور لاکھوں کروڑوں عوام اہل اسلام نے ان پر عمل کیا ہم بھی ان پر عمل کرتے ہیں لیکن حکیم صادق سیالکوٹی نے ان سینکڑوں احادیث کو اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا اور ان کے مقابل ان احادیث کو چھانٹ چھانٹ کر نقل کیا جو خیر القرون میں متروک العمل رہیں یہ عجیب الٹی کھوپڑی کی بات ہے کہ جن احادیث کو خیر القرون کے مجتہد نے راجح اور معمول بہا قرار دیا ہو اور ہزاروں محدثین فقہا اور اولیاء اللہ نے ان پر عمل کیا ہو ان پر عمل کرنے والوں کو حدیث کا مخالف کہا جائے اور جو حدیثیں حکیم صادق نقل کرے نہ ان کی سند نقل کرے نہ ان کی صحت ثابت کرے اور نہ ان کے معارض احادیث میں تطبیق بیان کرے ایسی احادیث پر عمل کرنے والوں کو عامل بالحدیث سمجھا جائے۔

ایسی احادیث میں تطبیق کے لیے حضرت امام اعظمؒ کی طرف رجوع تو دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ کیونکہ جس مسئلہ میں کتاب وسنت میں صراحت نہ ملے اس میں اجتہاد کرنا مجتہد کا حدیث مشہور سے ثابت ہے اور سیدنا امام اعظمؒ کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہے۔

جبکہ صادق سیالکوٹی کا مجتہد ہونا کسی دلیل شرعی سے ہرگز ثابت نہیں۔ نہ ان میں مجتہد کی شرائط پائی جاتی ہیں اور نہ ہی ان میں فقیہ یا محدث کی شرائط موجود ہیں تو مسائل اجتہادیہ میں ان کا دخل دینا ایسا ہی ہے جیسے مریض ڈاکٹروں کے فیصلے کرنے بیٹھے ملزم جسٹس صاحبان کے فیصلوں کی غلطیاں نکالے جو کردار مرزا قادیانی نے معاذ اللہ انبیاء کی غلطیاں تلاش کرنے میں ادا کیا یا جو کردار غلام پرویز نے محدثین کے خلاف ادا کیا وہی کردار صادق سیالکوٹی نے مجتہدین کے خلاف ادا کیا پرویز صاحب اور ان کے ہمنوا اس کردار کو کتنی ہی نیک نیتی پر محمول کریں اور کیسے ہی عظمت قرآن کے حسین عنوانوں سے بیان کریں مگر صادق سیالکوٹی صاحب اس کو دین دشمنی کے سوا

Scanned with CamScanner

کوئی اور نام دینے کو تیار نہیں بالکل اسی طرح صادق صاحب اور ان کے ان پڑھ حواری اس بات پر کتنے ہی مغرور ہوں کہ ہم نے ائمہ مجتہدین کی عظمت سے کھیل کر کوئی دین کی خدمت کی ہے تو ایسا ہی دھوکا ہے جیسا منکرین حدیث کو لگا ہوا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ترک تقلید کے سبب جو دین بیزاری مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے دور تقلیدی میں اس کا کروڑواں حصہ بھی تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

جناب صادق صاحب اور ان کی جماعت نے تقریر و تحریر کے ذریعہ سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ سلف کے خلاف بدگمانی پھیلائی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے جو سلف پر بدزبانی کر کے لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا کی صف میں کھڑے ہیں اگر آپ کے لیے یہ کارنامہ باعث فخر ہے تو اس میدان میں بھی آپ پھڈی رہتے کیونکہ آپ صرف ائمہ مجتہدین پر بدزبانی کر کے میدان مار بیٹھے اور تیس مار خان بن گئے مگر دوسروں نے آگے بڑھ کر صحابہؓ و اہل بیتؓ کے خلاف زہر اگلا اگر آپ اسی میدان میں نکلے تھے تو ہمت کرتے تا کہ کام بھی بڑا ہوتا اور نام بھی بڑا ہوتا آپ کی کتاب کا نام پڑھکر عام آدمی یہی سمجھے گا کہ صادق صاحب یا تو اپنے آپ کو رسول سمجھتے ہیں یا پھر ہر بات بمشورہ رسولؐ اس کتاب میں درج کی ہے تو ذرا ان باتوں کی وضاحت فرمائیں۔ کہ کیا۔

ا۔ رسول اقدس ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ ص ۱۳۱ پر جبرئیل کی امامت نماز کی حدیث آدھی درج کرنا اور یہ بھی کسی کو نہ بتانا کہ اس کی سند کا راوی عبدالرحمٰن بن الحارث ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۵۵۴ ج ۲)

۲۔ اور ص ۳۶ پر حدیث کا ترجمہ کرتے وقت (عمداً اخیر وقت) اور مع قومہ جلسہ) کے الفاظ میری حدیث میں ملانا۔

۳۔ ص ۴۰ پر کوے کی ٹھونگیں کے تحت عبدالرحمٰن بن شبل کی حدیث نقل کرنا مگر کسی کو یہ نہ بتانا کہ اس کی سند کا راوی تمیم بن محمود ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ فیہ

نظر (میزان الاعتدال ص ۳۶۰ ج ۱) اور یہ بھی نہ بتانا کہ اس میں ’’لیث‘‘ راوی بھی ضعیف ہے۔

۴۔ اور ص ۴۲ پر حدیث ’’جماعت کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوتی‘‘، مسلم کے حوالے سے نقل کرنا مگر یہ جملہ ’’قال حماد ثم لقیت عمروا فحدثنی ولم یرفعه‘‘، بالکل چھوڑ دینا (صحیح مسلم ص ۲۴۷ ج ۱)

۵۔ ص ۴۶ پر تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کتاب الله و سنت رسوله موطا امام مالکؒ کے حوالہ سے نقل کر دینا۔ مگر یہ نہ بتانا کہ یہ روایت امام مالکؒ نے کی، اور اس میں کم از کم دو یا تین واسطے غائب ہیں اور سنت کا ترجمہ حدیث کرنا بھی غلط ہے۔

۶۔ ص ۵۳ پر حدیث ’’الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه‘‘ نقل کرنا مگر بلوغ المرام سے اس کا ضعیف ہونا بالکل نقل نہ کرنا اور نہ ہی یہ بتانا کہ اس کے راوی راشد بن سعد رشدین بن سعد اور معاویہ بن صالح ضعیف ہیں اور واؤ کا ترجمہ یا کر دینا۔

۷۔ ص ۷۳ پر کان رسول اللهﷺ یا مرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض۔ میں اگرچہ ماضی استمراری آجائے۔ مگر حائضہ سے مباشرت کو سنت مؤکدہ نہ کہنا اور دائمی عمل قرار نہ دینا۔ اسی طرح ص ۲۰۹ / ۲۱۰ / ۲۱۱ قرأت میں جو استمراری آجائے یا ص ۲۱۸ وغیرہ رکوع سجود کی دعاؤں میں جو ماضی استمراری آجائے۔ ان میں اس خاص دعا اور خاص سورت کو سنت مؤکدہ نہ کہنا لیکن جب یہ ماضی استمراری رفع یدین کی حدیث میں آجائے تو ص ۲۴۱ پر لکھ دینا کہ ’’کان یصلی استمرار کے لیے آتا ہے جس کے معنی ہیں کہ حضورﷺ ہمیشہ کرتے تھے۔ کان یرفع کے الفاظ میں بھی استمرار یعنی ہمیشگی پائی جاتی ہے کہ حضورﷺ ساری عمر رفع یدین کرتے رہے۔

۸۔ تلخیص کے حوالہ سے ص ۲۴۱ پر دوام رفع یدین کی جھوٹی حدیث لکھ دینا مگر اس میں گردن کے مسح کی احادیث کا کہیں ذکر نہ کرنا۔

۹۔ کیا یہ بھی رسول پاک ﷺ نے حکم دیا تھا۔ کہ ص ۸۱ پر من غرفة واحدة والی روایت نقل کر دینا مگر تلخیص اگرچہ تمہارے پاس ہے اس سے حدیث افرد المضمضه من الاستنشاق بالکل نقل نہ کرنا۔

۱۰۔ کیا یہ بھی حکم دیا تھا کہ ص ۱۰۴ پر جرابوں پر مسح کرنے کی حضرت بلال کی یہ حدیث طبرانی سے نقل کر دینا مگر یہ نہ بتانا کہ یہ حدیث مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، ابوداؤد مستدرک حاکم اور ابن خزیمہ آٹھ کتابوں میں ہے مگر جَوْرَبَیْن کا لفظ نہیں ہے اس لیے یہ روایت شاذ مردود ہے۔

۱۱۔ اور یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ص ۱۰۴ پر جرابوں پر مسح کی حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث نقل کر دینا مگر یہ نہ بتانا کہ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اس کو امام سفیان ثوری، امام عبدالرحمٰن بن مہدی امام احمد بن حنبل امام یحییٰ ابن معین امام علی ابن المدینی اور امام مسلمؒ نے ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ صحیح حدیث میں جراب کا ذکر نہیں بلکہ موزہ کا ذکر ہے۔ (السنن الکبریٰ ص ۲۸۵،۱)

۱۲۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ص ۱۰۴ پر حضرت ابوموسیٰؓ سے جرابوں پر مسح کی حدیث نقل کر دینا مگر یہ نہ بتانا کہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں لیس بالمتصل ولا بالقوی اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کا سماع حضرت ابوموسیٰؓ سے ثابت نہیں اور عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔ (السنن الکبریٰ ص ۲۸۵ ج ۱)

۱۳۔ اور کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگرچہ جوربین کے ساتھ نعلین کا لفظ بھی مل جائے تو تم نعلین یعنی جوتیوں پر مسح نہ کرنا بلکہ لکھ دینا کہ ہمارے لیے جوتیوں پر مسح کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۶)

۱۴۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک ہی حدیث میں نعلین کے لفظ کو صرف ایک امتی ابن قدامہ کے قول سے مقید کر لینا مگر اس حدیث کے لفظ جوربین کو قرآن پاک سنت متواترہ اور اجماع امت سے بھی مقید نہ کرنا۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۵)

۱۵۔ کیا یہ بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ص ۱۱۵ پر تیمّم کا طریقہ ایک غیر صریح حدیث سے نقل کرنا اور صریح احادیث التیمم ضربتان والا طریقہ جس کو خیر القرون کے مجتہد نے معمول بہ قرار دیا ہے اور ہزاروں محدثین فقہاً اور اولیاء اللہ نے ان پر عمل کیا ان کو نقل نہ کرنا۔

۱۶۔ کیا یہ بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں واجب کہوں مگر تم مطلب لائق تر اور مستحب کر لینا۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۱۷)

۱۷۔ کیا یہ بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ص ۱۴۵ پر ترمذی کی یہ حدیث حتی قبضہ اللہ نقل کرنا مگر ساتھ ہی جو یہ لکھا ہے کہ قال غریب لیس اسنادہٗ بمتّصل (ترمذی شریف) ص ۴۵) اس کو بالکل نقل نہ کرنا بلکہ کتمان حق کا ثواب حاصل کرنا۔

۱۸۔ کیا یہ بھی حضورؐ نے ہی فرمایا تھا کہ ص ۱۴۶ پر اُمّ فروہ کی روایت نقل کرنا مگر ترمذی کی یہ عبارت جو حدیث الصلوٰۃ لاول وقتھا کے بارہ میں ہے قال ابوعیسی حدیث ام فروہ لایروی الامن حدیث عبداللہ بن عمرو العمری ولیس بالقوی عند اھل الحدیث و اضطر بوافی ھذا الحدیث (ترمذی ص ۵۲) بالکل نقل نہ کرنا ورنہ لوگوں پر یہ راز افشا ہو جائے گا کہ اس یتیم مذہب کا سرمایہ ایسی ہی روایات ہیں۔

۲۰۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے فرمایا تھا کہ ص ۱۴۱ پر حضرت علی کی طرف منسوب حدیث لاتؤخرھا نقل کر دینا مگر یہ بالکل نہ بتانا کہ اس کی سند کے راوی سعید بن عبد کو امام ابو حاتم نے مجہول قرار دیا ہے (حاشیہ خلاصہ ص ۱۱۹) تاکہ اس مجہول مذہب پر پردہ پڑا رہے۔

۲۱۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے فرمایا تھا کہ ص ۱۵۲ پر اذان کے بیان میں صرف حدیث انس نقل کر دینا مگر یہ نہ بتانا کہ خیر القرون کے مجتہد نے اذان بلالی کو اس لیے

ترجیح دی ہے کہ ان کی اذان کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں وہ بلا ترجیع ہے اور اقامت ابو محذورہؓ میں کوئی اختلاف نہیں وہ دوہری ہے اور حضرت بلالؓ سے بھی دوہری اقامت ہی متواتر ہے۔

۲۲۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے فرمایا تھا کہ اگر جابر بن یزید جعفی راوی حدیث قرأۃ خلف الامام اور قرأۃ کی کسی ایک آدھ سند میں آجائے تو ساری جماعت مل کر آسمان سر پر اٹھا لینا کہ اس سے بڑا جھوٹا راوی ماں نے نہیں جنا لیکن اگر آپ کو ضرورت پڑے تو خاموشی سے ص ۱۵۸ پر اذان سے بہشت کے تحت حدیث ابن عباسؓ نقل کر دینا اور امام ترمذی کی یہ عبارت ماں کے دودھ کی طرح پی جانا حدیث غریب جابر یزید الجعفی ترکہ یحییٰ بن سعید و عبدالرحمٰن بن مہدی۔ (ترمذی ص ۵۷)

۲۳۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ ص ۴۰۹ پر یہ حدیث نقل کر دینا کہ عرفہ کے دن (ذی الحجہ کی نویں تاریخ) سے لے کر تیرہ تاریخ تک تکبیریں بلند آواز سے بکثرت پڑھتے رہیں (نمازوں کے بعد) مگر یہ نہ بتانا کہ اس کی سند میں جابر بن یزید جعفی اور عمرو بن شمر دو کذاب راوی ہیں۔ (دار قطنی) ورنہ سارا بھرم کھل جائے گا کہ اس مذہب کا مدار کیسے کذابوں پر ہے۔

۲۴۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ جمعہ کے غسل کا میں حکم دوں اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةُ فَلْیَغْتَسِلْ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۱۶) بلکہ غسل الجمعۃ واجب بھی کہہ دوں (صلوٰۃ الرسول ص ۱۱۷) مگر تم یہی کہنا کہ غسل لازمی نہیں کہ تارک گنہگار ہو۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۱۷) تحیۃ المسجد کا میں حکم دے دوں اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَجْلِسَ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۰) مگر تم نفل تحیۃ المسجد ہی کہنا (صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۰) مگر اس کے برعکس ص ۲۰۴ پر مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلْیَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ والی ضعیف حدیث جس کو ذہبی نے منکر کہا ہے (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۱۷۰ ج ۶) اس کے الفاظ بھی بدل کر

من صلی کر دینا۔ ضعف بھی نہ بتانا فرضیت بھی کشید کر لینا۔ کیا یہ بھی فرمان رسول تھا کہ ص ۱٦۸ پر تکبیر کا حق کے تحت حدیث درج کر دینا مگر یہ نہ بتانا کہ اس کا راوی محمد بن عمرو کس قدر ضعیف ہے۔

۲٦۔ کیا یہ بھی فرمان رسولؐ ہی تھا کہ ص ۱۸۲ پر گیارہ صحابیوں کی شہادت نقل کر دینا مگر ان صحابہ کے نام بالکل بیان نہ کرنا کیونکہ امام جماعت غرباء اہلحدیث نے شرح بخاری میں جو نام بیان کئے ہیں ان سے بات بہت بگڑ گئی ہے کیونکہ اس مجلس کا مشاہدہ کرنے والا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوا جب کہ شرکائے مجلس میں سے حضرت محمد بن مسلمہ ۴۱ھ میں حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابومسعود بدری ۳۸ھ میں حضرت عمار بن یاسرؓ ۳۷ھ میں حضرت سلمان فارسی ۳۴ھ میں اور ابواسید ۳۰ھ میں انتقال فرما چکے تھے تو اس نے اس مردہ کانفرنس کا مشاہدہ کیسے کر لیا۔

۲۷۔ ص ۱۸۸ پر سینے پر ہاتھ کا عنوان دیا ہے اور حدیث وائل نقل کی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ حضرت وائلؓ کی حدیث مسلم۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی، مسند طیالسی میں بھی ہے مگر کسی کتاب میں علیٰ صدرہ کے الفاظ نہیں ابن خزیمہ میں مؤمل بن اسماعیل نے جس کو امام بخاری منکر الحدیث فرماتے ہیں ذکر کیا ہے لہذا یہ حدیث ہرگز صحیح نہیں۔

۲۸۔ پھر اسی ص ۱۸۸ پر طاؤس کی مرسل حدیث بیان کی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی سند میں سلیمان بن موسیٰ راوی بھی ضعیف ہے ورنہ لوگ سمجھ لیں گے۔

آنکہ شیراں راکنند روباہ مزاج
احتیاج است و احتیاج است و احتیاج

۲۹۔ کیا رسول اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ص ۱۸۸ پر تو مراسیل ابی داؤد کی روایت قبول کر لینا خواہ کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو مگر اسی مراسیل ابی داؤد میں جب

Scanned with CamScanner

دو حدیثیں مرد اور عورت کے سجدہ کا فرق بیان کریں تو ان حدیثوں کا انکار کر دینا بلکہ پوری ڈھٹائی سے لکھ دینا ''یہ حکم لگانا کہ عورتیں سجدہ کرتے وقت کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور۔ یہ مداخلت فی الدین ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۹۱)

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

۳۰۔ اور کیا یہ بھی حضورؐ نے ہی فرمایا تھا کہ ص ۱۸۸ پر ہلبؓ کی روایت نقل کرنا مگر نہ تو یہ بتانا کہ اس کی سند کا راوی سماک بن حرب ہے جو ضعیف ہے اور نہ ہی یہ بتانا کہ یہ حدیث ترمذی۔ ابن ماجہ دار قطنی میں ہے مگر کسی میں علی صدرہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۳۱۔ اور کیا یہ بھی حضورؐ نے ہی فرمایا تھا کہ اس حدیث میں ھٰذِہٖ کا ترجمہ ہاتھ کر دینا اور یہ بھی نہ بتانا کہ اس حدیث میں علی صدرہٖ سہو کاتب ہے کیونکہ کنز العمال مجمع الزوائد۔ جمع الجوامع میں مسند احمد کی احادیث لی گئی ہیں مگر کسی میں بھی علی صدرہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۳۲۔ ص ۱۸۸ پر طبرانی کے حوالہ سے حضرت وائلؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اس کی سند میں محمد بن حجر اور سعید بن عبدالجبار دونوں راوی ضعیف ہیں۔

۳۳۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے ہی فرمایا تھا کہ اپنی کتاب ساقی کوثر ص ۳۲ پر تو سورۃ الکوثر کی آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ کا مطلب یہ بتانا کہ نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے یعنی قربانی نماز کے بعد کرنا اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن مگر صلوٰۃ الرسول ص ۱۸۹ پر یہ مطلب لینا کہ نماز کے اندر سینے پر ہاتھ باندھنا۔

۳۴۔ اور کیا یہ بھی حضور ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ اس تحریف کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف کر دینا اور یہ بالکل نہ بتانا کہ اس کی سند میں روح بن المسیب راوی ہے جو جھوٹی احادیث بنایا کرتا تھا اس نے یہ جھوٹ گھڑ کے حضرت ابن عباسؓ کے ذمہ اور پھر قرآن کے ذمہ لگا دیا ہے۔

۳۵۔ اور کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے ہی فرمایا تھا کہ ان متروک احادیث کو مسند۔ قوی صحیح کہتے جانا اور اگرچہ ان متروک حدیثوں میں بھی سنت کا لفظ نہیں مگر تم بار بار سنت کے لفظ کی گردان کرتے جانا اور حضرت علیؓ کی حدیث "مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ" جس میں سنت کا صریح لفظ موجود ہے اس کو بالکل بیان نہ کرنا لوگ صلوٰۃ الرسول کے نام سے خود دھوکا کھا جائیں گے۔

۳۶۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ کتاب کا نام صلوٰۃ رسول ہی رکھنا مگر اقوال سید عبدالقادر جیلانیؒ کے نقل کرتے جانا اور اس میں تحریف معنوی بھی کرتے جانا۔

۳۷۔ اگر کوئی امام بسم اللہ پکار کر پڑھے تو انکار نہ کریں (صلوٰۃ الرسول ص ۱۹۴ حالانکہ صحابی رسول عبداللہ بن مغفل نے اس کو بدعت فرمایا اس بدعت سے بغض رکھنا صحابہ کا شعار قرار دیا (ترمذی ص ۶۲) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو جنگلیوں کا فعل قرار دیا۔ (طحاوی شرح معانی الآثار ص)

۳۸۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابن ماجہ سے اونچی آمین کی حدیث نقل کرنا اور اس کا پہلا فقرہ ترک الناس التامین چھوڑ دینا اور یہ نہ بتانا اس کی سند کا راوی بشر بن رافع نہایت ضعیف ہے اور ابن عم ابی ہریرہ مجہول ہے۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۱۹۶)

۳۹۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے فرمایا تھا کہ ص ۱۹۶ پر حضرت علیؓ کی روایت جس کی سند میں محمد بن ابی یعلی اور حجیۃ بن عدی ضعیف ہیں وہ نقل کر لینا مگر طحاوی سے یہ روایت کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ آمین آہستہ کہا کرتے تھے نقل نہ کرنا۔

۴۰۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ کا حکم تھا کہ اونچی آمین کے لیے ام الحصین کی حدیث نقل کر لینا جس کی سند میں ہارون الاعور شیعہ، اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف اور ابن ام الحصین مجہول ہے مگر آہستہ آمین کی صحیح الاسناد حدیث مسند احمد اور مستدرک

حاکم والی بالکل نقل نہ کرنا جس کے موافق خلفائے راشدین کا عمل ہے۔

۴۱۔ کیا یہ بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ص ۱۹۷ پر امن ابن زبیر والی روایت بخاری ص ۱۰۴ سے نقل کر دینا مگر اس کا پہلا جملہ **قال عطاء آمين دعا** نقل نہ کرنا ورنہ آمین کے دعا ثابت ہونے کے بعد ﴿اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً...﴾ کے موافق آمین آہستہ کہنا ثابت ہو جائے گا۔

۴۲۔ کیا یہ بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ص ۱۹۷ پر حضرت عطاء کا بخاری میں درج قول تو چھوڑ دینا مگر اس صفحہ پر امام اعظمؒ کے استاد کی شہادت کے تحت امام اعظمؒ کا یہ ارشاد گرامی بھی نقل کر دینا کہ **ما رأيت مثله** میں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا تا کہ پڑھنے والے اس دھوکے میں پڑ جائیں کہ شاید دو سو صحابہؓ والی بات امام اعظمؒ نے حضرت عطاء سے روایت کی ہے حالانکہ اس کی سند کے بعض راویوں کی تحقیق بھی نہیں اور عطاء کا شاگرد خالد بن ابی نوف بھی معیار ثقہ نہیں ہے۔

۴۳۔ اور کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگرچہ میں نے جھوٹ کو منافق کی علامت قرار دے رکھا ہے اور دھوکے کے بارے میں **من غش فليس منا** فرما دیا ہے مگر تمہیں صلوٰۃ الرسول میں اس جھوٹ اور دھوکے کی اجازت ہے کہ مسجد نبوی چودہ سو سال سے آمین کی آواز سے گونج رہی ہے حالانکہ پورے تئیس سالہ دور نبوت میں کسی ایک روایت صحیح میں بھی مسجد نبوی کا گونجنا ثابت نہیں پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں ایک دفعہ بھی مسجد نبوی کا آمین سے گونجنا ثابت نہیں عہد صحابہؓ کے بارہ میں ابوہریرہؓ **ترک الناس التامين** فرما رہے ہیں تو گونج کیسی اس ضعیف روایت میں حجاج بن یوسف کے دور کے ایک واقعہ کا ذکر ہے پھر ۱۷۰ھ سے لے کر ۱۳۶۶ھ تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خدمت امامت و خطابت احناف کو حاصل رہی وہاں گونج کیسی اور اب بھی حنبلی مقلدین امام و خطیب ہیں اور تمام حاجیوں میں دو فیصد بھی اونچی آمین والے نہیں ہوتے اس ایک ضعیف واقعہ کو چودہ سو سال تک پھیلانا

Scanned with CamScanner

جھوٹ اور دھوکے کی انتہاء ہے جس کی اجازت خاص آپ کو ہے۔

۴۴۔ پھر جو متن روایت عطاء کا آپ نے بیہقی کے حوالہ سے درج کیا ہے وہ بیہقی میں اس طرح موجود ہی نہیں۔

۴۵۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے ہی آپ کو حکم دیا تھا کہ اگر چہ اللہ تعالیٰ میری امت کو خیر الامم فرمائیں مگر تم میری جو خیر الامم ہے اس کے بہترین طبقہ کو جو نماز کا پابند ہے جماعت کا پابند ہے جس میں سید بھی ہیں محدث بھی ہیں فقہاء بھی ہیں اولیاء اللہ بھی ہیں ان سب کو یہودی ثابت کر دینا اور میری اس بہترین امت کو یہودی ثابت کرنے کے لیے اگر میری حدیث میں آمین کے ساتھ اونچی کا لفظ نہ بھی ہو تو اپنی طرف سے ترجمہ میں اضافہ کر لینا اور اس حدیث کو میرے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ کے نام سے لکھ دینا مگر یہ نہ بتانا کہ اس کا راوی طلحہ بن عمرو ہے جس کو محدثین متروک لیس بشئي فرماتے ہیں (میزان الاعتدال ص ۳۴۰ ج ۲) اگر چہ احناف نے یہودیوں کو مسلمان کیا تھا مگر تم مسلمانوں کو یہودی بنانا۔

۴۶۔ پورے تئیس سالہ دور نبوت میں کسی صحیح حدیث میں صحابہؓ کا آپ کی اقتداء میں اونچی آمین کہنا ثابت نہیں تو کیا معاذ اللہ اس دور میں مکہؐ۔ مدینہ پر خاص مسجد نبوی اور مسجد حرام میں یہودی ہی مسلط تھے۔

۴۷۔ پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں تمام اسلامی دنیا میں ایک مرتبہ بھی اونچی آمین کہنا ثابت نہیں کیا معاذ اللہ اس دور کو یہودی خلافت سے تعبیر کرو گے یا صرف ایک صحیح سند سے اس دور میں آمین بالجہر ثابت کر دو۔

۴۸۔ ۱۷۰ھ سے ۱۳۲۶ تک احناف خادم حرمین رہے ہیں کیا اتنا عرصہ حرمین شریفین یہودیوں کے قبضہ میں رہا۔

۴۹۔ کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے فرمایا تھا کہ اگر چہ نہ آمین بالجہر کی حدیثوں کو صحیح ثابت کر سکو نہ ان میں لفظ سنت دکھا سکو نہ مواظبت ثابت کر سکو مگر ۱۹۹ پر سنت کی

گردان بار بار کر دینا تا کہ کچھ لوگ اس کو سنت مؤکدہ سمجھ کر آہستہ آمین والوں کو مخالف سنت اور یہودی سمجھنا شروع کر دیں۔

۵۰۔ اگرچہ کتاب کا نام صلوٰۃ رسول ہے مگر رسولؐ سے آہستہ آمین کی صحیح حدیث بالکل نقل نہ کرنا البتہ پیران پیرؒ کا فتویٰ اپنی من مانی تاویلوں سے ضرور نقل کر دینا اور یہ بات نہ بتانا کہ وہ مقلد ہیں اور اپنے امام کی تقلید میں یہ باتیں لکھ رہے ہیں۔

۵۱۔ جب کہ بظاہر آمین کے اونچی یا آہستہ کہنے کی احادیث میں تعارض ہے اور رفع تعارض صراحۃً احادیث میں نہیں آیا تو کیوں نہ حضور ﷺ کے اس فرمان کو مان لیا جائے کہ ان احادیث کو قبول کرو جو قرآن کے موافق ہونے کی وجہ سے راجح ہیں۔

۵۲۔ نیز حضرت وائلؓ جن سے آہستہ اور اونچی آمین کی حدیث ہے انکی حدیث میں خود آ گیا ہے مَااَرَاهُ اِلَّالِيُعَلِّمُنَا (كتاب الا سماء والكنى للدو لابى ج۱ص۱۹۶) اس لیے جب بچوں کو نماز کی تعلیم دی جاتی ہے ایک بچہ ساری نماز مع آمین کے اونچی کہلاتا ہے باقی سب بھی ساری نماز مع آمین کے اونچی کہتے ہیں جب نماز فرض ہو جائے تو ساری عمر عمل آہستہ آمین والی حدیثوں پر ہوتا ہے۔

۵۳۔ خود صلوٰۃ الرسول ص ۵۰، ۵۱ پر ہے کہ اختلاف کی صورت میں سنت خلفائے راشدین کو دیکھو تو خلافت راشدہ میں بلند آواز سے آمین کہنا ہرگز ثابت نہیں آہستہ آمین کی روایت طحاوی شرح معانی الآثار ص ۱۴۰ ج ۱ پر موجود ہے تو دور خلافت راشدہ میں بھی آمین جہر پر عمل نہیں رہا اور یہ متروک رہی۔

۵۴۔ ص ۲۰۰ پر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ لکھا ہے اس کے لیے حدیث لاصلوٰةَ لِمَن لَم يَقرَأ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ نقل کی ہے کیا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کے ترجمہ میں مقتدی کا لفظ داخل کر دینا اگرچہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ میری حدیث (مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقرَأ فِيهَا بِاُمِّ القُرآنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الاِمَامِ (طحاوی ص ۱۴۹ ج ۱) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے اور اس میں

فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں ہاں مگر مقتدی (نہ پڑھے) میں اگرچہ مقتدی کو خارج کرے مگر تم ضرور مقتدی کو داخل کرنا۔

۵۵۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ میرے صحابی حضرت جابرؓ بتاتے رہیں کہ اِلاَّ وَرَاءَ الْاِمَام (موطا۔ ترمذی) مگر تم نہ سننا۔ صحابہؓ کا شاگرد سفیان بن عیینہ محدث کہتا رہے هذا لمن يصلي وحده . (ابوداؤد)

یہ حدیث اکیلے کے لیے ہیں مگر تم ادھر دیکھنا بھی نہ اور تبع تابعی امام احمد بن حنبلؒ بتاتے رہیں کہ اذا كان وحده (ترمذی) کہ یہ اکیلے نمازی کے لیے ہے مگر تم سنی ان سنی کر دینا۔ پورے خیر القرون کی مخالفت سر لینا مگر حنفیوں کو بے نماز کہنا۔

۵۶۔ اور کیا رسول اقدس ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ بخاری سے یہ حدیث تو نقل کر دینا جس میں جماعت کا ذکر ہی نہیں مگر اسی بخاری ص ۱۰۸ ج ا پر جس حدیث میں ہے کہ نماز باجماعت میں حضرت ابو ہریرہؓ رکوع میں شریک ہوئے (ظاہر ہے کہ انہوں نے خود سورت فاتحہ پڑھی نہ امام کی سورت فاتحہ سنی) مگر حضورؐ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ اس حدیث کا نام بھی نہ لینا۔

۵۷۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ہے "لا جمعة الا بخطبة" خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا مگر خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کوئی خطیب کی آواز سنے یا نہ سنے اور اگرچہ جماعت میں ہی آ کر شریک ہوا ہو۔ اسی طرح نماز باجماعت میں امام جو فاتحہ و سورت پڑھتا ہے وہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہے خواہ امام کی آواز سنائی دے یا نہ دے یا مقتدی رکوع میں آ کر شامل ہوا ہو سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔

۵۸۔ پھر ص ۲۰۰ پر مقتدیوں کو الحمد شریف پڑھنے کا حکم کے تحت حضرت عبادہؓ بن صامت کی مفصل حدیث لکھی ہے کیا رسول پاکؐ نے فرمایا تھا کہ یہ نہ بتانا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ (نیل الاوطار ص ۲۳۴ ج ۱)

Scanned with CamScanner

دلیل الطالب ص ۲۳۹) فتاویٰ علمائے حدیث پر اس کو خود علمائے اہل حدیث نے ضعیف لکھا ہے نیز اس کی سند میں مکحول بھی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اور مبارک پوری صاحب فرماتے ہیں مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں۔ (ابکار المنن ص ۲۲۵)

۵۹۔ اور کیا یہ بھی رسول اقدسؐ نے ہی فرمایا تھا کہ ابوداؤد میں اس کے بعد جو حدیث منازعت ہے اس کو نقل نہ کرنا جس میں حضور ﷺ نے امام کے پیچھے قرأت کرنے والوں کو ڈانٹا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

۶۰۔ ترمذی میں بھی اس حدیث کی سند میں وہی محمد بن اسحاق اور مکحول ہیں اور ترمذی میں بھی اس کے بعد حدیث منازعت ہے اور قول جابرؓ بھی ہے جو صادق صاحب نے نقل نہیں کی یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی رافضی متعہ والی حدیث نقل کر دے اور منع والی نہ کرے۔

۶۱۔ نسائی میں یہ آخری جملہ موجود ہی نہیں فَاِنَّهٗ لَاصَلٰوۃَ لِمَن لَم یَقرَأبِھَا پھر نسائی کی سند میں نافع بن محمود مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث معلول ہے (میزان الاعتدال ص ۲۲۷ ج ۳) اور اس کے متصل ہی باب تاویل قولہ تعالیٰ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرآنُ فَاستَمِعُوا لَهٗ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ ہے اور اس کی تفسیر میں حدیث رسول و اذا اقرأ فانصتوا ہے جس سے ثابت ہوا کہ پہلے لوگ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے پھر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمادیا کہ نماز باجماعت میں جب امام قرآن پڑھے تو اے مقتدیو تم خاموش رہو یہی خدا کا فرمان ہے یہی رسول کا اعلان ہے اب آپ کا آیت سے پہلے زمانے کی حدیث کو نقل کرنا اور بعد میں جو آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے جو اعلان فرمایا اس کو نقل نہ کرنا یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی یہودی حدیث کی کتابوں سے یہ حدیث تو نقل کر دے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے مگر یہ نہ بتائے کہ اس کے بعد آیت نازل ہوئی کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھو اور رسول اقدس ؐ نے بھی یہی فرمایا۔ اب کوئی پہلے دور کی احادیث سناتا ہے اور بعد والی نہ سنائے یہی دھوکا آپ نے نسائی کے ساتھ کیا ہے پھر ابوداؤد کے حوالہ سے جو حدیث نقل کی ہے وہ نامکمل بھی نقل کی ہے اور اس کا راوی بھی نافع بن محمود ہے۔

۶۲۔ ص ۲۰۲ پر یہ سرخی جمائی ہے۔ ''امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا لازمی ہے''۔ اور حدیث خداج وقول ابی ہریرہؓ پیش کیا ہے۔ کیا رسول پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا موقوف قول نقل کر دینا مگر ابو ہریرہ جو میری مرفوع حدیث بیان فرمائیں۔ اس کا ذکر تک نہ کرنا۔ یہ مکمل حدیث اس طرح ہے۔ ''حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہوتی ہے مگر ہاں وہ نماز اس سے مستثنٰی ہے جو امام کے پیچھے پڑھی جائے۔ (کتاب القراۃ ص ۷۱) نیز فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں امام جہر سے قرأت کرے تو کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ امام کے ساتھ قرأت کرے (کتاب القراۃ ص ۱۲۲) نیز ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھے تم آمین کہو الحدیث ابن ماجہ ص ۶۱) نیز فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے امام کے پیچھے قرأت کرنے والے مقتدی کو ڈانٹا اور فرمایا انی اقول مالی انازع القرآن (موطا امام مالک ص ۲۹) ان صحیح صریح احادیث کو پس پشت ڈال دینا مومن کی شان نہیں۔ آپ نے ان صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر حضرت ابو ہریرہؓ کا قول پیش کیا ہے۔ نبیؐ کو چھوڑ دیا ہے۔

۶۳۔ صلوٰۃ الرسول ص ۲۰۳ پر حضرت انسؓ کی حدیث پیش کی ہے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ''سورت فاتحہ پڑھا کرو''۔ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ مسند احمد ص ۸۱/ج ۵ میں صاف اِنْ شَاءَ کا لفظ ہے کہ اگر چاہو تو پڑھ لو۔ لیکن آپ ضرور پڑھا کرو خود ملا لیا۔ پھر یہ حدیث اگر صحیح

بھی ہو تو آیت سے پہلے کا واقعہ ہے پھر آیت نے قرأت سے روک دیا اور حضرت انسؓ نے وہ حدیث بھی روایت فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں ان النبی ﷺ قال اذا قرأ الامام فانصتوا (کتاب القرأۃ ص ۹۲) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو' اور ہر شخص جانتا ہے کہ امام جب قرأت کرتا ہے تو فاتحہ اور سورت دونوں پڑھتا ہے تو مقتدی بھی دونوں میں خاموش رہے گا۔ یا آپ کو رسول اقدس ﷺ نے اس فریب کی اجازت دی تھی کہ ایسے فریب کرنا اور کتاب کا نام صلوٰۃ الرسول رکھ دینا۔

۶۴۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: صاحب ہدایہ اور شیخ جیلانیؒ کے اقوال پوری خیانت اور بددیانتی سے نقل کرنا اور پھر بھی کتاب کا نام صلوٰۃ الرسول رکھ دینا۔

یہ مسلمہ اصول ہے کہ اگر نبی معصوم اور امتی کے کلام میں بظاہر تعارض ہو تو امتی کی بات میں تاویل کر کے اسے نبی کے پیچھے لگایا جائے گا نہ کہ نبی کو امتی کے پیچھے کھڑا کیا جائے گا یہاں خدا کے قرآن نبی کی احادیث اور حضرت ابو ہریرہؓ کے کلام میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے۔ اب خدا اور رسول کو چھوڑا جائے گا یا حضرت ابو ہریرہؓ کی بات کا ایسا مطلب لیا جائے گا جو خدا اور رسول سے نہ ٹکرائے غیر مقلدین یہاں خدا رسول کو چھوڑ جاتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ ارشاد خدا اور رسول کے ہرگز خلاف نہیں اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

اسلامی احکام آہستہ آہستہ نازل ہوئے ہیں پہلے لوگ اپنے ملکی رواج کے مطابق شراب پی لیا کرتے تھے اسلام نے اس سے یکدم منع نہیں فرمایا۔ پہلے صرف اتنا فرمایا کہ شراب اور جوئے میں لوگوں کو مفاد ہے مگر ان کا گناہ نفع سے زائد ہے کچھ عرصہ کے بعد دوسرا حکم آیا ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى...﴾ اور صرف اوقات نماز میں شراب پینے کی ممانعت ہوئی پھر کچھ عرصہ بعد اس کی حرمت کا قطعی حکم

نازل ہو گیا جواب تک قائم ہے اب اس آخری آیت سے پہلے کے شراب پینے کے واقعات احادیث سے دکھا کہ شراب کو جائز ثابت کرنا ایک خالص فریب ہے آخری حکم پر ہی عمل جاری ہوا اور رہے گا۔

بالکل اسی طرح مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں ہوا حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل جب نماز با جماعت پڑھتے تو امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے ابتدائے اسلام میں مسلمان اسی طریقہ پر عمل کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آیت واذاقریٔ القرآن نازل فرمادی (تو اب امام قرأۃ کرتا رہا اور مقتدی خاموش ہو گئے۔ (تفسیر الدر المنثور ص ۱۵۶ ج ۳) چنانچہ جو احادیث قرأۃ کرنے کی ہیں وہ آیت سے پہلے کی ہیں جیسے نماز میں باتیں کرنے کی حدیثیں آیت ﴿قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ سے پہلے کی ہیں اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی احادیث آیت ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ...﴾ سے پہلے کی ہیں چنانچہ آیت واذا قریٔ القرآن کے نازل ہونے کے بعد سب صحابی امام کے پیچھے فاتحہ اور سورۃ پڑھنے سے رک گئے اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہ رہا خلافت راشدہ کے بعد بعض ایسے حاکم بنے جیسے ابن زیاد انہوں نے ایک نئی بدعت کا آغاز کیا کہ وہ خود جماعت کراتے اور سرّی نمازوں میں امام بن کر بھی فاتحہ اور سورۃ نہ پڑھتے۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۱۴ ج ۲) تو ایسے اماموں کے پیچھے صحابہؓ خود قرأت کر لیتے یہاں بھی یہی حالت ہوئی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے جب حدیث سنائی تو ابو سائب نے سوال پوچھا انا نکون احیاناً وراء الامام ہم کبھی کبھار اس امام کے پیچھے ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ صحابہؓ تابعینؒ نماز با جماعت کے پابند تھے البتہ کبھی کبھار ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑتی تھی تو ابو سائب نے اشارۃً ایسے امام کا مسئلہ پوچھا فغمز ذراعی، تو حضرت ابوہریرہؓ نے اس کا ہاتھ دبا کر ایسے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی اجازت دے دی ورنہ حضرت ابوہریرہؓ صحیح صریح احادیث کے خلاف فتویٰ کیسے دے سکتے تھے۔

Scanned with CamScanner

۶۵۔ ص ۲۲۹ پر رفع الیدین کا عنوان باندھا ہے مگر مسئلہ کی ذرہ بھر وضاحت نہیں فرمائی ہے مسئلہ کی حقیقت سنیئے۔

الف: تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سب کرتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس بارہ میں احادیث میں کوئی اختلاف نہیں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث موجود ہیں مگر چھوڑنے کی ایک بھی حدیث نہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ رفع یدین کرنے کے بعد چھوڑی نہیں اس لیے ہم نے بھی نہیں چھوڑی۔

۶۶۔ **ب**: ہر رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت آنحضرت ﷺ کا رفع یدین فرمانا ابوداؤد میں حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں ثابت ہے نسائی میں حضرت مالک بن الحویرث اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عمیر بن حبیبؓ کی احادیث سے ثابت ہے مشکل الآثار طحاوی میں حضرت ابن عمرؓ اور ابن ابی شیبہ میں حضرت انسؓ سے ثابت ہے اور مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے ثابت ہے اتنی احادیث میں یہ رفع یدین ثابت ہے جن میں ماضی استمراری بھی ہے متاخر الاسلام صحابہؓ کی روایات بھی ہیں مگر ایک یا دو حدیثوں میں اس رفع یدین کے چھوڑنے کا ذکر مل گیا اس لیے ہم نے بھی ان جگہوں میں رفع یدین چھوڑ دی اور غیر مقلدین نے بھی چھوڑ دی نہ صادق صاحب کو یہاں رفع یدین سے چڑ کا عنوان یاد آیا نہ سنت سے نفرت کا لفظ یاد آیا نہ ماضی استمراری کا قاعدہ یاد رہا۔

کیا رسول اقدس ﷺ نے آپ کو کہا تھا کہ سجدہ میں رفع یدین کرنے کی احادیث ضعیف ہیں اس لیے ان کو کتاب میں بالکل ذکر نہ کرنا اور عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں **کان لایفعل ذالک فی السجود** کا جملہ بیان کرنے میں اگرچہ

سالم منفرد ہو۔ باقی آٹھ شاگرد اس کو روایت نہ کریں پھر بھی لے لینا۔

۶۷۔ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کا ثبوت اگر پہلی تکبیر کے رفع یدین کی طرح مل جاتا کہ کرنے کا ثبوت تو ہوتا اور چھوڑنے کی کوئی حدیث نہ ہوتی تو احناف کو ضد نہیں کرنی چاہیئے تھی اور اگر کرنے کے بعد چھوڑنے کا ثبوت مل جاتا تو آپ کو ضد نہ کرنی چاہیئے تھی مگر یہاں آپ نے حق پوشی سے کام لیا۔

۶۸۔ کیا یہ حکم آپ کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ رفع یدین کی ان احادیث کو تو ذکر کر دینا جن پر نہ مکہ میں عمل جاری رہا عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں (ابوداؤد میمون مکی ج ۱، ۱۱۵) نہ مدینہ میں عمل جاری رہا خیر القرون میں (المدونہ قول امام مالک) نہ کوفہ میں عمل جاری رہا عہد صحابہؓ تابعینؒ و تبع تابعین میں (موطا امام محمد فرمان ابراہیم نخعی) اور ترک رفع یدین کی احادیث کا بالکل ذکر نہ کرنا جن کے موافق خیر القرون میں مکہ۔ مدینہ کوفہ اور اسلامی دنیا میں بلانکیر عمل جاری رہا خیر القرون کے مجتہد اعظم نے جن کو موافق عمل ہونے کی وجہ سے راجح قرار دیا اور ہزاروں محدثین فقہاء اولیاء اللہ اور کروڑوں عوام ان پر عمل کرتے رہے۔

۶۹۔ ص ۲۳۱ پر جو حدیث ابن عمرؓ نقل کی اس کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے اسے خود بخاری نے بھی طریق نافع کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں رواہ ابن طہمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبہ مختصراً بخاری ص ۱۰۲) مگر یہ عبارت آپ نے نقل نہ کی اور حدیث لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا دَیَانَۃَ لَہٗ کا ذرا بھر خیال نہ کیا۔

۷۰۔ ص ۲۳۲ پر حضرت وائلؓ کی حدیث ابوداؤد کے حوالہ سے نقل کی مگر یہاں بھی دو خیانتیں کیں نہ تو یہ بتایا کہ وائلؓ کی حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کا بھی ذکر ہے اور نہ یہ ہی بتایا کہ ابوداؤد میں حضرت وائلؓ کے دوبارہ آنے کا جہاں ذکر ہے وہاں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور بس تا کہ مسئلہ صاف ہو جاتا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ کا آپ نے ذرہ بھر پاس نہیں کیا۔

۷۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث میں ثابت ہے کہ میری طرف جھوٹی

Scanned with CamScanner

حدیث منسوب نہ کرنا مگر کیا آپ کو آنحضرت ﷺ نے یہ اجازت دے دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے رہے کا عنوان ص ۲۳۲ پر قائم کر کے نیچے جھوٹی حدیث درج کر دینا جس کی سند کے تین راوی جعفر بن محمد بن نصر۔ عبداللہ بن احمد الدجی الحسن بن حمدان الرقی ایسے ہیں جن کی نہ عدالت ثابت نہ اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے ان سے روایت لی ہے ایک راوی رافضی خبیث ہے دو راوی عبدالرحمٰن بن قریش اور عصمۃ بن محمد انصاری جھوٹی احادیث بنانے والے ہیں کیا ترک رفع یدین کی احادیث اس سے بھی سند کے اعتبار سے کمزور تھیں جو آپ نے تحریر نہیں کیں۔

۷۲۔ صلوٰۃ الرسول کے پہلے ایڈیشنوں میں ایک اور جھوٹی روایت درج تھی کہ وانحر کا معنی رفع یدین ہے اور فرشتے بھی رفع یدین کرتے ہیں مگر اب وہ نئے ایڈیشنوں میں نکال دی ہے نہ معلوم کب سے فرشتوں نے رفع یدین چھوڑ دی اور کیوں۔

۷۳۔ مذہب حنفی میں آئمہ ثلاثہ حنفیہ کا ترک رفع یدین پر اتفاق ہے ان کے خلاف شاہ ولی اللہؒ کا قول پیش کرنا کیا مقصد رکھتا ہے اور کیا رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ عبارت بالکل ناقص نقل کرنا۔ اور دیانت کا نیا ریکارڈ قائم کر دینا۔

۷۴۔ ۲۳۴ پر مولانا عبدالحی لکھنوی کی عبارت بھی نامکمل نقل کی ہے۔

۷۵۔ درمختار اور ذخیرہ کی عبارت میں کہاں ہے کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے رہا یہ کہ نماز فاسد نہیں ہوتی فاسد ہونے کا قول شاذ ہے دیکھئے آپ کے مذہب میں ننگے نماز پڑھنے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ آپ کے مذہب میں ننگے نماز پڑھنا سنت ہے آپ کا دعویٰ سنت کا ہے آپ فقہ کا ایک مفتی بہ قول سنت ہونے کا پیش کریں۔

۷۶۔ کیا آپ کے مذہب میں رکوع کیوقت رفع یدین نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ثبوت باحوالہ دیں۔

۷۷۔ احناف کو صاف بتانا تھا کہ شامی۔ عالمگیری۔ میں اس رفع یدین کو مکروہ لکھا

Scanned with CamScanner

ہے یہ قول آپ نے کیوں چھپایا۔

۷۸۔ ص ۲۳۵ پر یہ جھوٹ بولا ہے کہ چار سو روایتیں اس تین جگہ رفع یدین کی ہیں ذرا ان چار سو صحابہؓ کے نام اور جس جس کتاب میں ان کی احادیث ہیں ان کے صفحات کی فہرست بیان فرمادیں۔ اگر یہ چار سو صحابہؓ کے ناموں کی لسٹ نہ بتاسکو اور ہرگز نہیں بتا سکو گے تو یہ بتادو کہ آپ کے مذہب کی بنیاد جھوٹ اور مبالغے پر ہی کیوں ہے؟

۷۹۔ ص ۲۳۵ پر ہی آپ نے لکھا ہے کہ ان چار سو میں سے دس عشرہ مبشرہ ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ وفات تک رفع یدین (مواضع ثلاثہ میں) کرتے رہے یہ بھی محض جھوٹ ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی حسن یا ضعیف سند سے بھی ساری عمر رفع یدین مواضع ثلاثہ میں کرنے کی حدیث نہیں بلکہ عشرہ مبشرہ کا خود ہمیشہ رفع یدین کرتے رہنا بھی کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

۸۰۔ آپ لوگ رات دن قیاس کو کار ابلیس بھی کہتے ہیں لیکن ص ۲۳۶، ۲۳۷ پر رفع یدین کو مسواک پر قیاس بھی کرلیا ہے ذرا یہ تو فرمائیں ان دونوں میں علت مشترکہ کون سی ہے۔

۸۱۔ آپ پہلے مسواک والی اس حدیث کی سند کا صحیح ہونا ثابت فرمائیں اور پھر وہ حدیث پیش کریں جس میں رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے والے کو رفع یدین نہ کرنے والے سے ستر گنا زائد ثواب ملے گا۔

۸۲۔ ص ۲۳۸، ۲۳۹ پر رفع یدین کو ڈاکٹر کے نسخے پر قیاس کیا ہے کہ ڈاکٹر نسخے میں چار دوائیں لکھے مریض صرف ایک استعمال کرے تو شفا کی امید نہیں رکھنی چاہئے لیکن یہ قیاس احادیث صحیحہ کے خلاف ہے نسخے کی اگر کچھ دوائیں ڈاکٹر خود نسخے سے خارج کر دے مگر مریض ضد کرے کہ میں تو یہ نہیں نکالوں گا تو ڈاکٹر اس مریض پر کتنا خوش ہوگا۔

۸۳۔ ص ۲۳۹، ۲۴۰ پر صحیح مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیثیں نقل کی ہیں مگر ان میں نہ تو سنت مؤکدہ کا لفظ ہے اور نہ ساری عمر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے زیادہ سے زیادہ ماضی استمراری ہے اور اسی صحیح مسلم ص ۲۵۴

ج ا پر نوویؒ نے محققین اہل اصول کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ماضی استمراری اصل وضع کے اعتبار سے صرف ایک دفعہ کے فعل پر استعمال ہوتی ہے تو اگر یہ حدیثیں صحیح بھی ہوں تو یہ ثابت ہوگا کہ ایک آدھ مرتبہ آنحضرت ﷺ نے رفع یدین کیا اس کو ہمیشہ کرتے رہے یا چھوڑ دیا اس کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ اگر کیا تو کرتے رہے ہوں گے مگر یہ قیاس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اسی مسلم ص ۱۸۴، ج ۱ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کے اندر رفع یدین کرنے والوں کو ڈانٹا اور شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی اس لیے ہم نے آپ کے قیاس کو حدیث سے چھوڑ دیا تم ایسے قیاس پر عمل کر رہے ہو جو خلاف حدیث ہے اور ہم حدیث پر عمل کر رہے ہیں۔

۸۴۔ ۲۴۱۔ پر آپ نے لکھا ہے کہ ماضی ائتمراری دوام کے لیے آتی ہے اور دلیل کے لیے وہی جھوٹی حدیث بیان کی ہے جس کا ذکر گزر چکا۔

۸۵۔ اگر ہر فعل سنت مؤکدہ ہے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ حائضہ کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا۔ نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھول دینا۔ وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا۔ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھ لینا یہ سب کام صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں کیا یہ سب سنت مؤکدہ ہیں۔

۸۶۔ ص ۲۴۲ پر عنوان لکھا ہے ''سرتاج احناف حضرت امام محمد کا نعرۂ حق رفع یدین برحق'' یہ امام محمدؒ پر جھوٹ ہے۔

امام محمد تو موطا میں صاف فرماتے ہیں ''رفع یدین نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت کیا جائے پھر ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کیا جائے یہی امام ابوحنیفہؒ کا بیان ہے اور یہ بہت سے آثار سے ثابت ہے پھر ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور حضرت امام ابرہیم نخعیؒ کا پرزور بیان نقل کیا ہے کہ صحابہ کو نہ کبھی رفع یدین کی حدیث بیان کرتے سنا اور نہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے دیکھا (موطا امام محمد ص ۹۱ تا ص ۹۴) اور یہی امام محمد کتاب الحجۃ علیٰ اھل المدینۃ ص ۹۴، ۹۵ ج ۱) پر فرماتے

ہیں ''حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نہایت پختہ ثبوت ہے کہ وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اقدس ﷺ کی نماز کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ جانتے تھے کیونکہ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے میرے قریب پہلی صفوں میں بڑے بڑے عقلمند اور دانا کھڑے ہوا کریں اسی لیے اہل بدر پہلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے جب کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیچھے بچوں کی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے پس حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو اہل بدر (اور سابقین اسلام) میں سے ہیں وہ بوجہ قریب پہلی صف میں کھڑے ہونے کے حضرت ﷺ کی نماز کو زیادہ جانتے تھے اور خود امام مالکؒ نے (نہایت صحیح سند سے) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیریں کہتے اور رفع الیدین صرف پہلی تکبیر کے ساتھ کرتے تھے یہ حدیث بھی حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے موافق ہے اس کے بعد حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور امام ابراہیم نخعیؒ کی روایات نقل فرمائی ہیں'' ایسے واضح بیانات کے بعد بھی حضرت عمرؓ پر بہتان باندھنا اور نام صادق رکھنا۔

برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔

۸۷۔ اگر کوئی یہ دھوکا دے کہ اگر امام محمدؒ رفع یدین کو سنت صحیحہ نہیں سمجھتے تھے تو انہوں نے موطا امام محمد میں رفع الیدین کی حدیث کیوں ذکر کی ہم کہیں گے اگر استدلال کا یہی طریقہ ہے تو حضرت امام بخاری نے متعہ کی حدیثیں، شراب کی حدیثیں۔ نماز میں بات کرنے کی حدیثیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیثیں نقل فرمائی ہیں تو کیا امام بخاریؒ بلکہ تمام اصحاب صحاح ستہ شراب پی کر متعہ کر کے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور نمازوں میں باتیں کیا کرتے تھے اگر کہو کہ یہ ان پر بہتان ہے تو تم کیسے بہتان باندھ رہے ہو امام محمدؒ نے بھی اسی لیے نقل کی کہ بتائیں کہ اس پر عمل جاری نہیں رہا۔

۸۸۔ آخر میں ص ۲۴۳ پر لکھا ہے ''ہر مسلمان رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھے کہ اس

کے بغیر نماز کا یقیناً نقصان ہے" یہ آپ کی اپنی بات ہے یا حضورؐ نے فرمایا ہے مَنْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَصَلٰوتُهٗ خِدَاجٌ اگر ہو تو پیش کریں اور یہ بھی بتائیں کہ حضرات خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہؓ کی نمازیں آپ کی نماز کے مقابلہ میں واقعی یقیناً ناقص ہیں۔

۸۹۔ ص ۲۶۲ پر جلسہ میں پڑھنے کی مسنون دعا کے تحت ابن عباسؓ کی حدیث نقل کی ہے جس کی سند میں ابو العلاء ہے جس کے متعلق ابن حبان نے کہا ہے کان ممن یقلب الاسانید ویرفع المراسیل من حیث لا یدری کیا ایسی حدیث سے سنیت ثابت ہو جاتی ہے۔

۹۰۔ ص ۳۵۲ پر فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھنے کی حدیث ابوداؤد اور ترمذی کے حوالہ سے لکھی ہے اور یہ بالکل نہیں بتایا کہ ابوداؤد نے بھی اس کو مرسل کہا ہے اور ترمذی نے بھی کہا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں پھر ترمذی میں اس کے بعد حضور اقدس ﷺ کی قولی حدیث موجود ہے مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ ص ۸۸، ۱۲ کیا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلی ضعیف حدیث نقل کر دینا اور اسی کے فقرہ فلا اذاً بھی بالکل بیان نہ کرنا اور بعد والی صحیح حدیث بھی چھوڑ دینا۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۹۱۔ ص ۳۵۶ پر یہ حدیث تو نقل کر دی کہ وتر تین پڑھ یا پانچ یا ایک مگر یہ نہ بتایا کہ امام ابو حاتم۔ ذہلی۔ دار قطنی، بیہقی، نسائی اور بہت سے محدثین نے اسے ابو ایوب کا قول قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے نہ کہ اس کا حدیث رسول ہونا۔

(تلخیص الحبیر بلوغ المرام)

۹۲۔ ص ۳۵۷ پر حضرت عائشہؓ کی حدیث پانچ وتر والی نقل کی ہے اور متفق علیہ کہا ہے حالانکہ بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور یہ حدیث ہشام سے اہل عراق نے اس وقت روایت کی ہے جب اس کا حافظہ صحیح نہ رہا تھا۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۸)

۹۳۔ ص ۳۵۸ حاشیہ پر حضرت عائشہؓ کی جو حدیث وتر کی دو رکعت کے بعد قعدہ نہ کرنے کی نقل کی ہے وہ بھی صحیح یا حسن نہیں کیونکہ اس کا راوی شیبان بن فروغ وہمی ہے (تقریب) اس کا استاد ابان بن یزید باوجود متکلم فیہ ہونے کے اپنے سے اوثق سعید المقبری کی مخالفت کر رہا ہے سعید لا یسلم کہتا ہے اور ابان لا یقعد کہتا ہے اور قتادہ مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اس لیے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

۹۴۔ ص ۳۵۹ پر حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کَانَ یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ نقل کیے ہیں یہ بہت بڑا فریب ہے اصل الفاظ ہیں اِذَا اَرَادَ اَن یَّدْعُوا عَلٰی اَحَدٍ اَوْیَدْعُوْ لاَحَدٍ (بخاری) جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حدیث قنوت نازلہ سے متعلق ہے اس کے الفاظ حذف کر کے وتروں پر لگا لیا اور ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ...﴾ کا حق ادا کر دیا۔

۹۵۔ ص ۳۸۶ پر حضرت جابرؓ کی لمبی حدیث نقل کی ہے جس میں محمد بن عبد اللہ جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے۔ (تقریب ص ۱۸۸)

۹۶۔ ص ۴۰۹ پر تکبیر تشریق کے الفاظ دار قطنی سے نقل کیے ہیں۔ اس کی سند میں جابر جعفی اور عمرو بن شمر کذاب ہیں۔

۹۷۔ کیا یہ بھی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ عید کی تکبیروں میں ص ۴۱۱، ۴۱۲ پر ضعیف اور مرسل حدیثیں نقل کر دینا اور چھ تکبیروں والی احادیث جن پر عہد فاروقی میں اجماع ہو گیا تھا ان کو نقل نہ کرنا۔ (طحاوی فی الجنائز)

۹۸۔ ص ۴۲۳، ۴۲۴ پر نماز تسبیح کا بیان لکھا ہے اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات یعنی جھوٹی حدیثوں میں درج کیا ہے۔

۹۹۔ ص ۴۳۴ پر نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی جو مرفوع حدیثیں درج کی ہیں ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے۔

۱۰۰۔ ص ۴۴۸ پر جو دعا لکھی ہے اس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز تراویح اور صلوٰۃ الرسول

حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۸ پر یہ بحث کی ہے۔

۱۔نماز تراویح کا بیان

یہ نام نماز کا نہ قرآن پاک میں آتا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں۔

۲۔بے دلیل دعویٰ

نماز تراویح اور تہجد (رات کی نماز) دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں رات کی نماز غیر رمضان میں جب سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جائے تو تہجد کہلاتی ہے اور اگر سونے سے قبل عشاء کے ساتھ پڑھ لی جائے تو اس کو تراویح کہتے ہیں (صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۸ یہ دعویٰ قرآن یا حدیث صحیح صریح سے ثابت کیا جائے۔

۳۔مؤلف نے تراویح کا لفظ تو لے لیا لیکن اس کا معنی نہیں بتایا لیجئے اپنے معتبر فتاویٰ سے معنی سن لیجئے۔

"اس نماز کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس میں ہر چار رکعت کے بعد استراحت کرنے لگے کیونکہ تراویح جمع ترویحہ کی ہے اور ترویحہ کے معنی ایک دفعہ آرام کرنے کے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۱ ج ۶ ص ۳۸۸ ج ۶)

حکیم صاحب نے یہ معنی اس لیے نہیں لکھا کہ اس معنی پر آٹھ رکعت کو تراویح کہنا صحیح نہیں کیونکہ تراویح جمع کا لفظ ہے اور جمع کا اطلاق عربی زبان میں کم از کم تین پر ہوتا ہے۔اس لیے چار رکعت کو ترویحہ آٹھ رکعت کو ترویحتین اور بارہ رکعت کو کم از کم تراویح کہا جائے گا اس معنی پر امت کا اجماع ہے۔اور کوئی آیت یا حدیث اس کے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔الغرض حکیم صاحب کو تراویح کا معنی بھی نہیں آتا۔

۴۔ نماز تراویح کی تعریف

حکیم صاحب نے نماز تراویح کی تعریف بھی صحیح نہیں کی۔ ''نماز تراویح کی تعریف میں علماء نے لکھا ہے کہ نماز تراویح وہ نماز ہے جو رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد باجماعت پڑھی جائے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ص ۲۴۱ ج ۶) نماز تراویح میں جماعت بھی شرط ہے اگر اکیلے اکیلے پڑھیں گے تو تراویح نہ ہوگی۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۳ ج ۶)

یعنی جس طرح جمعہ اور عیدین میں جماعت شرط ہے بغیر جماعت کے جمعہ اور عیدین نہیں ہوتیں اس طرح تراویح میں بھی جماعت شرط ہے۔

نوٹ: اس کی دلیل کسی صحیح حدیث سے ہونی چاہئے۔

۵۔ تین رات تراویح

حکیم صاحب نے ص ۳۷۸،۳۷۹ پر حضرت ابوذرؓ کی روایت نقل کی ہے اس میں آپ نے تین بار یہ ترجمہ کیا ہے ''ہمیں نماز تراویح پڑھائی خدا جانے یہ ''تراویح'' حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ حدیث میں تو تراویح کا لفظ ہرگز موجود نہیں۔ اگر کہو کہ محدثین نے اس کو تراویح میں ذکر کیا ہے تو امتیوں کی بات آپ کے ہاں دلیل شرعی نہیں امتیوں کی بات کو نبی کی بات بنا کر پیش کرنا بہت بڑا فریب ہے۔

۶۔ حکیم صاحب نے نقل حدیث میں ایک اور بددیانتی کی اس میں پہلی رات میں ایک تہائی رات تک نماز پڑھنے کا ذکر تھا۔ دوسری رات دوتہائی رات تک تیسری رات سحری فوت ہونے کا خطرہ ہوگیا تھا مگر ان الفاظ کو حکیم صاحب نے ذکر نہیں کیا کیونکہ حدیث پاک کے ان الفاظ پر لامذہب غیر مقلدین کا عمل نہیں۔

۱۔ اگر صحیح بخاری ص ۹۶ ج ۱ پر مندرجہ اصول کہ حضورؐ کے آخری فعل پر عمل لازم ہے تو لامذہبوں کو چاہئے کہ ہمیشہ تراویح سحری تک پڑھا کریں یا کم از کم یہ ترتیب قائم رکھیں کہ پہلی رات تہائی رات تک دوسری رات دوتہائی رات تک تیسری رات سحری تک

اور پھر اسی طرح شروع کر لیا کریں غیر مقلدوں کا ہرگز اس حدیث پر عمل نہیں۔

۷۔ حکیم صاحب نے یہ بددیانتی اس لیے بھی کی کہ یہ تین راتیں آخری عشرہ رمضان کی ہیں اور آخری عشرہ رمضان میں آنحضرت ﷺ خود بھی ساری رات بیدار رہتے اور اپنے اہل کو بھی بیدار رکھتے (بخاری ص ۲۷۱ ج ۱) اور رات کو آپ کی عبادت نماز ہی ثابت ہے اب سوال یہ تھا کہ تینوں رات آپؐ نے تہائی رات تک نماز پڑھائی باقی دو تہائی رات آپ سوئے نہیں تو اس وقت جو نماز آپ پڑھتے رہے وہ تہجد تھی یا کیا نام تھا اور پچیسویں رات دو تہائی تک صحابہؓ کو نماز پڑھائی پھر ایک تہائی رات آپ سوئے نہیں اس وقت جو نماز آپؐ نے پڑھی اس کا نام تہجد تھا یا کچھ اور۔ لامذہبوں کے اصول پر اس سوال کا جواب بہت مشکل ہے اس لیے حدیث پاک کے الفاظ ہی نقل نہیں کیے تاکہ نہ سوال پیدا ہو اور نہ جواب دینا پڑے لیکن آخرت میں آنحضرت ﷺ جب مطالبہ فرمائیں گے کہ میری حدیث کے نقل کرنے میں کیوں خیانت کی اور میری احادیث لا دِیْنَ لِمَنْ لا دَیَانَةَ لَهٗ اور لا اِیْمَانَ لِمَنْ لا اَمَانَةَ لَهٗ کو کیوں پس پشت ڈالا تو کیا جواب دو گے؟ کتنی جرأت ہے کہ تراویح کا لفظ حدیث میں موجود نہیں تھا وہ حدیث میں داخل کر دیا اور جو الفاظ حدیث میں موجود تھے ان کو چھوڑ دیا۔

۸۔ ص ۳۷۹ پر حضرت زید بن ثابتؓ کی حدیث نقل کی جس میں تراویح کا کوئی لفظ موجود نہیں ہے مگر ترجمہ میں یہ لفظ حکیم صاحب نے زیادہ کر دیا اگر کہو کہ محدثین اس باب میں لائے ہیں تو آپ کے مذہب میں امتیوں کی بات کوئی دلیل شرعی نہیں۔

۹۔ ہاں جو بات حدیث میں تھی اس کے نقل میں خیانت کی بیوتکم کے بعد یہ جملہ چھوڑ دیا فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ (متفق علیہ) کیونکہ اس جملہ پر لامذہبوں کا عمل نہیں ہے وہ نبیؐ کے خلاف امتیوں کی دیکھا دیکھی تراویح باجماعت پڑھتے ہیں۔ نقل حدیث میں خیانت کے بغیر حکیم صاحب کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

۱۰۔ ص ۳۸۰ پر حکیم صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ حضورؐ نے رمضان میں تہجد نہیں پڑھی لیکن اس پر وہ کوئی دلیل نہیں لا سکے یہ ایسا دعویٰ ہے جیسے کوئی شخص یہ مانے کہ آنحضرت ﷺ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کرتے تھے پھر کہے مگر بدھ کے روز ظہر پڑھنا ثابت نہیں تو اس کی دلیل اس کے ذمہ ہوگی لیکن آج تک غیر مقلدین اپنے اس دعویٰ پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں لا سکے۔

۱۱۔ رکعات تراویح کے بارہ میں حکیم صاحب لکھتے ہیں بیس رکعات میں سے آٹھ رکعت تراویح سنت ہیں اور باقی مستحب (نفل) ہیں (ص ۳۸۵) اس دعویٰ پر حکیم صاحب اوران کی ساری جماعت عاجز ہے کہ وہ آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح اور سنت کا لفظ اور بارہ رکعت کے ساتھ مستحب (نفل) کا لفظ دکھادیں۔ ایسی کوئی حدیث پورے ذخیرۂ حدیث سے وہ نہیں دکھا سکتے۔

۱۲۔ حدیث عائشہؓ تو تہجد کے بارہ میں ہے اس کا تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں حکیم صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ لکھا ہے رسول خدا رمضان میں کتنی نماز (تراویح) پڑھتے تھے" یہ کتنی اور تراویح حدیث کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں حکیم صاحب نے محض اردو دانوں کو دھوکا دیا ہے۔

۱۳۔ اس حدیث عائشہؓ کو پورا نقل نہیں کیا اور نقل میں زبردست خیانت کی ہے۔

(ا)۔ اس میں اکیلے نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور بغیر جماعت نماز کو تراویح نہیں کہتے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۳ ج ۶)

(ب) اس میں اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان غیر رمضان سارا سال پڑھی جاتی ہے جب کہ سارا سال تراویح نہیں پڑھی جاتی۔

(ج) اس حدیث میں آخر رات نماز پڑھنے کا ذکر ہے جو تہجد ہے نہ کہ اول رات جو تراویح ہے۔

(د) اس میں گھر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح مسجد میں پڑھی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(ہ) اس میں وتر سے پہلے سونے کا ذکر ہے اور غیر مقلدین تراویح اور وتر کے درمیان مسجد میں کبھی نہیں سوتے۔

(و) اس حدیث میں سارا سال تین وتر پڑھنے کا ذکر ہے جب کہ غیر مقلدین ایک وتر پڑھ لیتے ہیں۔

(ز) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات میں عہد فاروقی۔ عہد عثمانی۔ عہد علوی میں بیس رکعت تراویح باجماعت مسجد نبوی میں آپ کے سامنے پڑھی جاتی تھیں لیکن حضرت ام المؤمنینؓ نے کبھی اس حدیث کو بیس پڑھنے والوں کے خلاف پیش نہیں کیا تو اب لامذہبوں کو اس کے پیش کرنے کا کیا حق ہے۔

(ح) یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ اس نماز کا نام گیارہ ماہ تہجد اور بارہویں مہینے تراویح ہوتا تھا۔ چونکہ ان سب سوالوں کا جواب حکیم صاحب کو نہیں آتا تھا اس لیے حدیث کے نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا۔

(ط) نیز اس حدیث میں چار چار رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جب کہ تراویح میں دو دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔

(ی) اس میں قرآن پاک ختم کرنے کا کوئی ذکر نہیں جب کہ تراویح میں قرآن ختم کیا جاتا ہے۔

(ک) اس حدیث کے موافق آج تک کسی غیر مقلد مسجد میں ایک دن بھی تراویح پڑھی نہیں گئی حالانکہ بقول حکیم صاحب یہ آنحضرت ﷺ کا غالب معمول تھا کیونکہ اس میں سوال کیفیت نماز کا تھا اور جواب میں کیفیت میں طول نماز کا خصوصی ذکر ہے اس طوالت کی تشریح خود حکیم صاحب نے ص ۳۷۲ پر کی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ البقرہ پھر اتنا ہی لمبا رکوع۔ اتنا ہی قومہ اتنا ہی سجدہ اتنا ہی جلسہ اتنا ہی سجدہ یعنی اگر سورۃ البقرہ ۱۵ منٹ میں پڑھی گئی تو قیام ۱۵ منٹ رکوع ۱۵ منٹ۔ قومہ ۱۵ منٹ سجدہ ۱۵ منٹ جلسہ ۱۵ منٹ دوسرا سجدہ ۱۵ منٹ یعنی ایک رکعت میں ڈیڑھ گھنٹہ لگا اور آٹھ رکعت

Scanned with CamScanner

میں ۱۲ گھنٹے تو کیا آج غیر مقلد آٹھ تراویح بارہ گھنٹے میں پڑھتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ کا یہ غالب معمول تھا۔

۱۴۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے حدیث جابرؓ پیش کی ہے جس میں نہ تراویح کا لفظ نہ آٹھ رکعت کے ساتھ سنت کا لفظ نہ بارہ رکعت کے ساتھ مستحب کا لفظ۔

۱۵۔ اس کا حوالہ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کا دیا ہے لیکن صحیح ابن خزیمہ میں ہمیں یہ نہیں مل سکی۔

۱۶۔ اس حدیث کو غیر مجروح لکھا ہے حالانکہ اس کا راوی عیسیٰ بن جاریہ مجروح ہے امام یحییٰ بن معین اس کی روایات کو منکر و متروک فرماتے ہیں امام نسائی اور ابوداؤد اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں۔ (میزان الاعتدال۔ خلاصہ)

۱۷۔ حکیم صاحب کی مستقل عادت ہے کہ وہ ہر حدیث کو نامکمل نقل کرتے ہیں یہ بھی نامکمل ہی نقل کی ہے۔

(ا) حکیم صاحب لکھتے ہیں اس غیر مجروح حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اقدس ﷺ نے جو تین رات نماز پڑھائی تھی وہ گیارہ رکعت تھی حالانکہ اس حدیث میں لیلۃً (صرف ایک رات کا لفظ تھا قیام الیل ص ۱۵۷) اس کو حکیم صاحب نے نقل نہیں کیا پتہ چلتا ہے کہ یہ تیسری رات کا ذکر ہے اور تیسری رات کے بارہ میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ساری رات تراویح پڑھائی تھیں حکیم صاحب نے یہ آخری حصہ حدیث کا اسی لیے چھوڑ دیا کیونکہ اس پر ان کا عمل نہیں ہے کیونکہ وہ آٹھ رکعت میں ساری رات خرچ نہیں کرتے آٹھ کا لفظ لے لیا ساری رات کا ذکر چھوڑ دیا۔﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ...﴾

(ب) اس حدیث کا آخری جملہ جو حکیم صاحب نے نقل کیا ہے وہ خشیت ان یکتب علیکم الوتر معلوم ہوا کہ یہ نماز وتر تھی احادیث میں تہجد اور وتر کے مجموعے پر تو وتر کا اطلاق آتا ہے مگر تراویح پر وتر کا اطلاق ہرگز نہیں آتا۔

Scanned with CamScanner

(ج) حضرت جابرؓ کے سامنے بیس رکعت تراویح عہد فاروقی۔ عہد عثمانی۔ عہد مرتضوی اور بعد میں بھی پڑھی جاتی رہیں مگر انہوں نے کبھی اس حدیث کو بیس تراویح والوں کے خلاف پیش نہیں کیا پھر آپ کو کیا حق رہا۔

(د) ایک دفعہ کا فعل سنت نہیں ہوتا دیکھو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا۔ نماز میں بچی کو اٹھانا۔ نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھول دینا سب افعال کا ثبوت صحیح احادیث سے ہے مگر سنت نہیں۔

۱۸۔ حضرت عمرؓ کا حکم

اس میں نہ تراویح کا لفظ نہ سنت کا بلکہ سرے سے موطا مالک میں رمضان کا لفظ ہی نہیں حکیم صاحب لکھتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے کسی نے اس پر جرح نہیں کی (ص ۳۸۳) یہ حکیم صاحب کی لاعلمی ہے۔ ورنہ حافظ ابن عبدالبر نے اس روایت کو وہم قرار دیا ہے (زرقانی شرح موطا) اس کا راوی محمد بن یوسف ہے جو اس روایت کو مختلف الفاظ میں بیان کرتا ہے کبھی دو رکعت (موطا) کبھی ۳ (قیام اللیل) کبھی ۲۱ رکعت (عبدالرزاق) پس یہ روایت مضطرب ہوئی جو ضعیف کی قسم ہے پس اس کو صحیح کہنا دھوکا ہے۔

۱۹۔ اس اثر پر حکیم صاحب لکھتے ہیں اس میں تین وتر ہیں یہ تفصیل حکیم صاحب کی خانہ زاد ہے اس روایت میں ہرگز نہیں۔

۲۰۔ حکیم صاحب نے یہ بات بھی صاف نہیں کی کہ اگر دو امام گیارہ گیارہ رکعتیں پڑھائیں گے تو بائیس رکعتیں ہوں گی۔

۲۱۔ حکیم صاحب نے اس روایت کے نقل کرنے میں بھی خیانت کی ہے اس میں بھی سحری تک نماز پڑھنے کا ذکر ہے چونکہ لامذہبوں کا اس پر عمل نہیں اسلیے حدیث کے اس حصہ کو نقل ہی نہیں کیا۔

۲۲۔ حکیم صاحب نے یہ بھی لکھا ہے اور خود حضرت عمرؓ بھی گیارہ ہی پڑھتے تھے۔

Scanned with CamScanner

(ص ۳۸۳) یہ بالکل بے ثبوت ہے۔

۲۳۔ اس کو تو نامکمل نقل کیا اور اس کے بعد اس سے متصل بیس رکعت والی روایت تھی اس کو چھوڑ دیا نام تک نہیں لیا۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

۲۴۔ ص ۳۸۳ پر جو ابی بن کعبؓ والی روایت لکھی ہے بحوالہ قیام اللیل تو قیام اللیل کے حاشیہ پر خود مولوی عبدالتواب ملتانی غیر مقلد نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ اس کے پہلے راوی محمد بن حمید پر لکھا ہے۔ حافظ ضعیف و کان ابن معین حسن الرأی فیه اور دوسرے راوی عیسیٰ بن جاریہ پر لکھا ہے فیہ۔

پھر اس میں نہ تراویح کا لفظ ہے نہ سنت کا بلکہ اس کے ساتھ متصل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن کعبؓ مردوں کو تراویح پڑھایا کرتے تھے تو عورتوں کو یقیناً تہجد پڑھائی ہوگی پھر حکیم صاحب اگر خدا کا خوف کرتے تو ص ۱۵۷ قیام الیل سے بیس رکعت والی روایات بھی نقل کر دیتے۔ مگر کسی غیر مقلد سے خوفِ خدا اور انصاف کی امید۔

ایں خیال ست محال وست وجنوں

۲۵۔ کتاب و سنت کے دلائل سے عاجز آ کر جُہال کو دھوکا دینے کے لیے شیخ ابن ہمامؒ کا قول نہایت نامکمل ص ۳۸۴ پر نقل کیا ہے کاش مکمل عبارت نقل کرتا اس قول کو اگر حکیم صاحب نے تحقیقی دلائل کے طور پر نقل کیا ہے تو وہ غیر مقلد نہ رہے ابن ہمام کے مقلد ہو گئے اور امتیوں کی تقلید میں پھنس گئے اگر بطور الزامی دلیل نقل کیا ہے تو بھی وہ جہالت کے مریض ہیں کیونکہ یہ مفتیٰ بہ قول نہیں بلکہ خلاف مذہب شاذ قول ہے یہ بے بسی کی انتہا ہے جیسے عیسائی اور شیعہ متواتر قران کے خلاف شاذ قرأتوں کو پیش کر کے ذلیل ہوتے ہیں اور منکرین حدیث متواتر سنتوں کے مقابلہ میں شاذ احادیث سے استدلال کرتے ہیں یہی حال ان لامذہبوں کا ہے کہ وہ ایک مفتیٰ بہ قول بیس تراویح کی تردید میں پیش نہیں کر سکتے۔

۲۶۔ عجب بات ہے کہ حکیم صاحب نے آنحضرت ﷺ سے بیس رکعت والی روایت کیوں نقل نہ کی۔

حدثنا یزید بن ھارون اخبرنا ابراھیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۴ ج ۲) اگر کہو کہ حکیم صاحب کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے تو غلط ہے کیونکہ انہوں نے اسی صلوٰۃ الرسول ص ۴۳۴ پر حضرت ابن عباسؓ کی فاتحہ والی حدیث جو بحوالہ ابن ماجہ درج کی ہے اس کی سند بھی یہی ہے جب وہاں اس سے استدلال کرلیا تو یہاں کیا مانع ہوا صرف تعصب مذہبی ورنہ اور کچھ بھی نہیں کیا رسول اقدس ﷺ نے صادق صاحب کو یہ حکم دیا تھا کہ اسی سند سے جنازہ والی حدیث ضرور نقل کرلینا اگرچہ فاتحہ در جنازہ خلاف اجماع ہو اور اسی سند سے بیس رکعت تراویح والی حدیث نقل نہ کرنا اگرچہ امت کی تلقی بالقبول سے اس کا ضعف ختم ہو چکا ہو۔

مطالبہ ثبوت

(۱) صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۰، ۴۵۱ پر جو تین طریقے آیت کریمہ پڑھنے کے درج کئے ہیں۔ اس ہیئت اور تعداد کا ثبوت حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں ورنہ بتائیں کہ ہیئت و تعداد ختم (بریلویاں) اور ان میں کیا فرق ہے۔

۲۔ صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۲، ۴۵۳ پر حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھنے کی جو ہیئت اور تعداد ذکر فرمائی ہے اس کا ثبوت کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں اور اس پر مداومت کا حکم بھی دکھائیں۔

۳۔ صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۳، ۴۵۴ پر فراخی رزق کے جو اعمال درج فرمائے ہیں ان کی ہیئت اور تعداد کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش فرمائیں۔

۴۔ صلوٰۃ الرسول ص ۲۷ پر مذی۔ منی۔ ودی کا جو فرق آپ نے لکھا ہے اس

Scanned with CamScanner

فرق کی حدیث صحیح صریح پیش فرمائیں۔

۵۔ صلوٰۃ الرسول ص ۷۶ پر نفاس کا حکم جو بیان فرمایا ہے ان مسائل کا ثبوت حدیث صریح سے پیش فرمائیں یاد رہے حیض پر قیاس نہ ہو۔

۶۔ صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۲ مسح کی مدت کی ابتداء وانتہا کا جو مسئلہ لکھا ہے اس کا ثبوت حدیث صحیح صریح سے لائیں۔

۷۔ صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۳ پر فجر کی پہلے دو سنتیں۔ یہ سنت کا لفظ کسی حدیث میں دکھائیں۔

۸۔ نماز ظہر سے پہلے چار سنت اور بعد میں دو سنت، ان کے ساتھ سنت کا لفظ کسی صریح دلیل سے دکھاؤ۔

۹۔ نماز مغرب کے بعد دو سنتیں ان دو رکعتوں کے ساتھ سنت کا لفظ کسی حدیث میں ہے۔

۱۰۔ نماز عشاء کے بعد دو سنتیں ان کے ساتھ سنت کا لفظ حدیث میں دکھائیں۔

نماز عیدین

عیدین کی نماز شعائر اسلام میں سے ہے۔ جو آپ ؐ نے سینکڑوں کے مجمع میں ادا فرمائی۔

(۱) کیا وجہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ تو ثابت ہے آنحضرت ﷺ نے عید کے دن بچیوں سے گانا سنا۔ آنحضرت ؐ اور حضرت عائشہؓ نے فوجی کرتبوں کا مشاہدہ فرمایا مگر نہ نماز عیدین کا حکم موجود ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت اور نہ ہی نماز عید پڑھنے کا طریقہ درج ہے نہ ہی خطبے مذکور ہیں۔

(۲) ترمذی۔ ابوداؤد میں نماز عید کے دو طریقے درج ہیں کیا آپ کے نزدیک دونوں حق ہیں اور دونوں کے حق ہونے کا وہی معنی ہے جو مذاہب اربعہ کے حق ہونے کا آپ لیا کرتے ہیں کہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق اور تین چوتھائی باطل ہے تو کیا

بارہ تکبیروں کے ساتھ نماز عید پڑھنے والے کے پاس بھی آدھا حق اور آدھا باطل ہے کیا کسی صحیح صریح حدیث میں ہے کہ دونوں طریقے حق ہیں؟

(۳) کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے فلاں طریق صحیح اور فلاں غلط ہے فلاں راجح ہے اور فلاں مرجوح ہے یا یہ فیصلہ اب امتی مجتہدین پر چھوڑا گیا ہے۔

(۴) جو فیصلہ صراحۃً کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اس میں اجماع اور قیاس شرعی کی طرف رجوع کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سب صحابہؓ کا اجماع اس پر ہوا کہ نماز جنازہ بھی چار تکبیروں سے ہوا کرے گا اور نماز عیدین (الفطر۔الاضحیٰ) دونوں کی ہر رکعت میں بھی چار چار تکبیریں ہوں گی (طحاوی شرح معانی الآثار (ج ا ص ۳۴۴) یہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح عہد فاروقی میں شراب کی حد کے بارہ میں ۸۰ کوڑوں پر اجماع ہو گیا ام الولد کی بیع کے ترک پر اجماع ہو گیا اگر کوئی شخص صحبت کرے تو محض دخول سے غسل فرض ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو اس پر اجماع ہو گیا اور یہ اجماع اس کے مخالف احادیث کے نسخ کی دلیل ہے تو بارہ تکبیروں والی روایات جن میں سے ایک بھی صحیح نہیں اگر کوئی صحیح بھی ہوتی تو یہ اجماع اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) جب ان دونوں طریقوں میں ترجیح امتیوں نے دینی ہے تو صحابہؓ اور خیر القرون کے تابعی مجتہد امام اعظمؒ نے چھ زائد تکبیروں سے عیدین کی نماز کو راجح قرار دیا ہے ان کے مقابلہ میں بعد والے امتیوں کی ترجیح کا کیا اعتبار۔

(۶) عیدین کی نماز میں ثناء **سبحانک اللھم یا اللھم باعدبینی** پڑھنے کے لئے صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۰ پر ابن خزیمہ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ ابن خزیمہ میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔

(۷) ہر ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر پر ہاتھ باندھ لیا کریں (بیہقی) (صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۰) حالانکہ اس بارہ میں کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۹ اثنا عشریہ ج ا ص ۵۲۵)

(۸) حکیم صادق صاحب لکھتے ہیں ''پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔ (صحیح مسلم، صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۰)

یہ تفصیل خاص نماز عیدین کے بارہ میں صحیح مسلم میں ہرگز نہیں ہے۔

(۹) صادق نے لکھا ہے عیدین میں ق. والقرآن المجید اور اقتربت الساعة وانشق القمر اور سبح اسم اور هل اتاک کا پڑھنا آیا ہے (صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۰) کیا دونوں طرح پڑھنا حق ہے اور حق کا وہی معنی ہے جو محمد جونا گڑھی نے سراج محمدی اور طریق محمدی میں اور حکیم صادق نے سبیل الرسول میں لیا ہے۔

(۱۰) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں کہ اگر عیدین میں مندرجہ بالا چاروں سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورتیں پڑھ لے تو اس کی نماز عید باطل ہوگی یا مکروہ۔

(۱۱) نماز کے لئے عورتیں دور نبوت میں باہر میدان میں جاتی تھیں مگر ان کے لئے علیحدہ قناتیں لگا کر پردہ کرنے کا کوئی ثبوت حدیث میں نہیں۔ آج کل جو لوگ پردہ کے لئے قناتیں لگاتے ہیں کیا وہ صحابیات اور امہات المومنین سے اپنی عورتوں کے پردہ کی زیادہ اہمیت سمجھتے ہیں۔

(۱۲) کیا بعض صحابہؓ نے عورتوں کو نماز کے لئے مساجد میں جانے سے روکا؟ وہ کون کون تھے؟ اہل قرآن کہتے ہیں کہ وہ ہماری جماعت کے تھے یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

(۱۳) ان روکنے والوں کے پاس کوئی آیت قرآنی تھی یا حدیث نبویؐ یا قیاس تو حدیث کے خلاف قیاس کرنے والا کون ہوتا ہے؟ ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۱۴) حکیم صادق صاحب نے لکھا ہے ''عیدگاہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں۔ الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر

Scanned with CamScanner

اللہ اکبر وللہ الحمد (دارقطنی) صلوٰۃ الرسول ص ۴۰۹ حالانکہ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں خاص اس تکبیر کا بلند آواز سے عیدگاہ کو جاتے اور واپس آتے پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔

(۱۵) ایام تشریق میں نمازوں کے بعد مندرجہ بالا تکبیر کہنے کے بارہ میں حکیم صاحب نے لکھا ہے کہ تکبریں بلند آواز سے بکثرت پڑھتے رہیں (نمازوں کے بعد) (دارقطنی) دارقطنی کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ پرلے درجے کی ضعیف اور جھوٹی ہے کیونکہ سند کے راوی عمرو بن شمر اور جابر جعفی دونوں کذاب ہیں افسوس ہے کہ یہ مذہب بھی کتنا یتیم ہے جس کا مدار ایسی جھوٹی روایات پر ہے۔

(۱۶) اس جھوٹی روایت میں بھی نہ بلند آواز کا لفظ نہ بکثرت کا یہ صرف حکیم صاحب کے ہاتھ کی صفائی ہے۔

(۱۷) حکیم صاحب نے صلوٰۃ الرسول کے حاشیہ ص ۴۱۰ پر اکیلے اکیلے نماز عید کو بھی جائز قرار دیا ہے کیا کسی ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض میں ہے کہ آنحضرتؐ نے خود اکیلے نماز عید پڑھی ہو یا دوسروں کو اکیلے نماز عید پڑھنے کا حکم دیا ہو۔

(۱۸) حکیم صاحب نے صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۱ پر بارہ تکبیروں کی حدیث نقل کی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس کے راوی کثیر بن عبداللہ کو امام شافعیؒ نے رکن من ارکان الکذب فرمایا ہے۔ امام احمد۔ ابن معین۔ نسائی۔ دارقطنی۔ ابوزرعہ اور ابن حبان نے اس کو ضعیف کہا ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۷ کیا یہ کتمان حق نہیں۔

(۱۹) حکیم صادق صاحب نے مشکوٰۃ کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا بھی بارہ تکبیروں سے عید پڑھنا لکھا ہے مگر سند کا راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں وہ نہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں۔ امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان اسے کذاب کہتے ہیں امام احمد فرماتے ہیں ترکوا حدیثہ، ابن معین اسے کذاب رافضی کہتے ہیں وہ تقدیر کا منکر بھی تھا اور معتزلی بھی امام علی بن

المدینی اسے کذاب کہتے ہیں امام نسائی اور دارقطنی اسے متروک کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ا ص ۵۸، ۵۷) دیکھئے حکیم صادق کس طرح کذابوں پر ایمان لے آیا ہے اپنے نام کی لاج بھی نہیں رکھی۔

(۲۰) پھر سند بھی متصل نہیں امام جعفرؒ نے آنحضرت ﷺ کو عید پڑھتے دیکھا نہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا نہ حضرت علیؓ کا نہ حضرات حسنینؓ کا۔

(۲۱) عیدین کی زائد تکبیروں میں رفع یدین کرنا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت نہیں۔

(۲۲) عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں چنانچہ لکھا ہے "دو خطبہ کی روائتیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر جمعہ پر قیاس سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں (فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۹۷) قیاس کو کار ابلیس بھی کہا جاتا ہے اور اس پر ایمان بھی رکھا جاتا ہے۔

(۲۳) نماز عید سے پہلے "نعت یا تلاوت قرآن مجید یا پھر وعظ یہ سب خطبہ میں شامل ہیں (فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص ۳۹۵ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۹۸) اس کی دلیل میں حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں۔

(۲۴) حکیم صادق صاحب لکھتے ہیں "عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں (صحیح مسلم) صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۱) مگر عون المعبود ج ۳ ص ۵۶ اور فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۹۹ پر حضرت جابرؓ سے حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید الاضحیٰ کا خطبہ منبر پر پڑھا صادق صاحب امتی کے قول کی آڑ لے کر نبی پاک ﷺ کے فعل سے کیوں منکر ہو رہے ہیں۔

(۲۵) فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۲۰۰ پر لکھا ہے کہ مرد یا عورت کو عیدگاہ یا جامع مسجد سے روکنے والا "بہت بڑا کافر اور بڑا سرکش ہے" کیا واقعی آپ حضرت عائشہؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ اور تمام مہاجرین انصار جنہوں نے ان کے کہنے سے اپنی

عورتوں کو مسجد اور عید گاہ میں جانے سے روک لیا سب کو بڑے کافر اور بڑے سرکش سمجھتے ہیں۔

(۲۶) مولوی عبداللہ روپڑی فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۴۰۲ اور مولوی علی محمد سعیدی فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۹۶ پر لکھتے ہیں کہ زائد تکبیروں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنا چاہیئے مگر جو حدیث پیش کی ہے عن جابر قال مضت السنة ان یُکبروا الصلوٰۃ فی العیدین سبعا و خمساً بذکرا اللہ مابین کل تکبیرتین (بیھقی ج ۳ ص ۲۹۲) لیکن اس کی سند میں بعض راویوں کے حالات معلوم نہیں۔ ایک راوی علی بن عاصم ہے اس کے بارہ میں امام یزید بن ھارون کہتے ہیں ہم ہمیشہ سے اسے جھوٹا جانتے ہیں امام احمد ابن معین اور امام نسائی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں۔
(ھامش نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۱۹)

(۲۷) پاک و ہند میں شروع سے سب مسلمان اہل سنت والجماعت حنفی تھے انگریز کے منحوس قدم اس ملک میں آنے سے پہلے سب مسلمان عیدین چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ کسی نے اس نماز کو فاسد نہ کہا تھا انگریز کے دور میں مولوی عبدالوہاب غیر مقلد نے جماعت غرباء اہلحدیث کی بنیاد رکھی جس کا مقصد تحریک جہاد کو فیل کر کے انگریز کو خوش کرنا تھا۔ اس کو مسلمانوں کا اتفاق ہرگز پسند نہ تھا چنانچہ اس نے دہلی میں بارہ تکبیروں والی نماز عید شروع کر کے مسلمانوں میں نئے افتراق کا اضافہ کیا۔ اس کا یہ حربہ انگریز کو خوش کرنے کے لئے تھا۔

(۲۸) اس دن سے عید جو مسلمانوں کے اجتماع اور خوشی کا دن تھا لڑائی فساد اور بغض وعناد کا دن بن گیا۔

(۲۹) عوام جہال کو براہ راست احادیث کی کتابیں دیکھنے کی دعوت دی انہوں نے جب ہر باب میں مختلف احادیث دیکھیں ان میں تطبیق یا ترجیح کی اہلیت نہ تھی اس لئے وہ منکر حدیث بن گئے۔

Scanned with CamScanner

(۳۰) پھر اس فرقہ کے نزدیک جھوٹ بھی کوئی عیب نہیں بلکہ کمال ہے صرف عیدین کے بارہ میں جھوٹ ملاحظہ ہوں۔ ان کی مشہور کتاب حقیقۃ الفقہ میں لکھا ہے ''نماز عید میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ہدایہ ج ۱ ص ۶۶۶ شرح وقایہ ص ۱۵۱ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۲ ص ۴۰۵ حالانکہ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ دونوں پر سفید نہیں سیاہ جھوٹ ہے۔

(۳۱) عیدین میں تکبیر جہر سے کہے یہی سنت ہے درمختار ج ۱ ص ۳۸۵ ہدایہ ج ۱ ص ۶۶۲ شرح وقایہ ص ۱۵۰ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۲ یہ فقہ کی ان تینوں مشہور کتابوں پر بالکل جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ آمین ثم آمین۔

(۳۲) عیدین میں چھ تکبیروں کی بابت ابن مسعودؓ کا قول ہے ہدایہ ج ۱ ص ۶۶۵۔

شرح وقایہ ص ۱۵۲ حقیقۃ الفقہ ص ۲۰۲ یہ بھی جھوٹ ہے۔ ہدایہ اور شرح وقایہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھنے کو ہی مذہب قرار دیا ہے۔

(۳۳) دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کہے قدوری ص ۴۰ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۳ ص ۴۰۷ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے قدوری میں نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جس طرح احناف کا عمل ہے۔

(۳۴) تکبیر بلند آواز سے کہے راستہ میں اور عیدگاہ میں (درّ مختار ج ۱ ص ۳۸۹ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۲ ص ۴۰۴

اس حوالے میں بھی فریب کیا یہ صرف عیدالاضحیٰ کے بارہ میں تھا مگر ناقل نے عیدالاضحیٰ کا ذکر حذف کر دیا۔

(۳۵) عیدین میں سورت اعلیٰ اور غاشیہ پڑھنا مسنون ہے درمختار ج ۱ ص ۳۸۷ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۳، ۴۰۸

(۳۶) عیدالفطر کے دن خطیب صدقۃ الفطر کے مسائل بیان کرے درمختار ج ۱ ص ۳۸۵ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۳، ۴۰۹

(۳۷) مصافحہ بعد عید کے مکروہ ہے یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔ درمختار ج ا ص ۳۸۵ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۳ و ۴۱۰۔

(۳۸) معانقہ بھی بعد عید کے بے اصل اور مکروہ ہے۔ درمختار ج ا ص ۳۸۵ حقیقۃ الفقہ ج ۲ ص ۲۰۳ و ۴۱۱

ان نمبر ۳۵ تا نمبر ۳۸ چاروں مسائل کی نسبت درمختار کی طرف محض جھوٹ ہے اگر کوئی لامذہب محمد یوسف جے پوری اور داؤد راز سے جھوٹ کی یہ سیاہی اتارنا چاہے تو ہدایہ۔ شرح وقایہ۔ قدوری درمختار کی اصل عربی عبارات پیش کرے جن کا یہ ترجمہ ہے۔

(۳۹) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ تکبیرات زائد امام جہراً کہے اور مقتدی آہستہ۔

(۴۰) نماز عید میں زائد تکبیرات فرض ہیں یا واجب یا سنت وغیرہ حکم صریح حدیث سے دکھائیں۔

Scanned with CamScanner

202
Blank

نام نہاد

جماعت مسلمین

یعنی فرقہ مسعودی کے

سوالات کے

جوابات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوابات سوالات از فتح جنگ ضلع اٹک (منجانب مسعودی فرقہ (نام نہاد جماعت المسلمین)

مقدمہ

لکھا ہے احباب سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن مجید اور صحیح احادیث سے دے کر دل کی تسلی فرمائیں۔

وضاحت

کتاب وسنت اور تعامل خیر القرون سے ثابت ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس شرعی اس لیے سوال یوں کرنا چاہیئے کہ دلیل شرعی سے جواب دو جواب دینے والا خواہ قرآن پاک سے جواب دے یا حدیث پاک سے یا اجماع امت سے یا قیاس شرعی سے وہ جواب شرعی جواب ہی سمجھا جائے گا۔ مسعودی فرقہ کا بانی مسعود احمد اصول فقہ سے بالکل جاہل ہے اگر اس نے اصول فقہ کی پہلی کتاب اصول الشاشی بھی پڑھی ہوتی تو وہ جانتا کہ اصول فقہ چار ہیں۔

۱۔ سوال کرنے کا یہ طریقہ کہ فلاں مسئلہ کا جواب صرف قرآن سے دو یا صرف حدیث سے دو اس کا حکم نہ قرآن مجید میں ہے نہ صحیح احادیث میں نہ خیر القرون میں تمام مسائل کے لیے سوال کا یہ طریقہ کسی نے اختیار کیا۔ یہ طریقہ خالص دور برطانیہ کی بدعت ہے یہ سوال کرنے والا اجماع امت کا منکر ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہوگا اور اجماع سے الگ ہونے والا دوزخی ہے (ترمذی ص ۳۱۵) یہ حدیث مسعودی فرقہ اور سائل کے دوزخی ہونے کی دلیل ہے یہ سوال کرنے والا فقہ اور قیاس شرعی کا بھی منکر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ علامہ سیوطی۔ علامہ عینی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں الا عتبار ھو القیاس (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۶) اور آنحضرت

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں کہ جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صواب کو پہنچے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر خطا ہو جائے تو ایک اجر (بخاری ص ۱۰۹۲ ج ۲، مسلم ص ۷۶ ج ۲) اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ (مشکوٰۃ) اسی لیے شیطان کو فقہ اور فقہاء سے بڑی چڑ ہے خدا بچائے۔

مسعودی فرقے کا امام اگر اس طرح شرط لگا کر سوال کرنے کو کمال سمجھتا ہے تو اس کا بڑا بھائی منکر حدیث اس سے سوال کرتا ہے کہ تم نے ''صلوٰۃ المسلمین'' نامی کتاب میں جتنے مسائل لکھے ہیں وہ سارے مسائل صرف قرآن پاک کی صریح آیات سے ثابت کر دو مسعودی فرقے کا بانی اپنے بڑے بھائی کے سوال سے ایسا بھاگا ہے کہ آج تک اس کو منہ نہیں دکھایا۔ اب بھی سارے مسعودی فرقے کو اس بڑے بھائی کی للکار ہے کہ مسعود کو کہو نا! مسعود نہ بنے اور صلوٰۃ المسلمین کے ہر ہر مسئلے پر ایک ایک صریح آیت پیش کر دے لیکن اس کا بڑا بھائی بار بار یہ شعر گنگنا رہا ہے

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قیامت ہے کہ منکرین حدیث سے شکست کھا کر بھاگنے والا بھگوڑا اہل حق اہل السنت والجماعت کا منہ چڑاتا ہے۔

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

۲۔ سائل نے لکھا ہے کہ ''صحیح احادیث'' سے جواب دیں سائل کے نزدیک صحیح اور ضعیف ہونا بھی قرآن و حدیث سے دیکھا جائے گا کہ جس حدیث کو نبی معصوم صحیح فرمائیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف فرمائیں وہ ضعیف ہے تو اس معیار پر ذرا اپنی مایہ ناز کتاب ''صلوٰۃ المسلمین'' کی ہر ہر حدیث کا صحیح ہونا نبی معصوم ﷺ سے ثابت کر دیں لیکن مسعودی فرقے والے کسی ایک حدیث کے بارے میں یہ صراحت آنحضرت ﷺ سے نہیں دکھا سکتے اگر سائل کا خیال ہے کہ جس حدیث کو مسعود صحیح

کہے وہ صحیح اور جس کو مسعود ضعیف کہے وہ ضعیف ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسعود بے چارہ اتنی اہلیت نہیں رکھتا وہ ایک طرف دعویٰ کرتا ہے کہ جس طرح حنفی شافعی فرقے ہیں اسی طرح اہل حدیث بھی ایک فرقہ ہے اور وہ سب فرقوں کو گمراہ کہتا ہے لیکن ڈوب مرنے کی بات ہے کہ انہیں فرقوں سے بھیک مانگ کر کتاب لکھتا ہے اس کی کتاب ''صلوٰۃ المسلمین'' غیر مقلدوں کی کتابوں نیل الاوطار شوکانی، مرعاۃ المفاتیح رحمانی اور صلوٰۃ النبی البانی وغیرہ سے مسروق ہے وہ تو ابن حجر شافعی کی جوتیاں سر پر اٹھائے ہوئے ہے اور نووی شافعی کی قے چاٹنے والا ہے اسے صحیح ضعیف کی کیا تمیز۔ وہ تو ایک مطلب پرست آدمی ہے اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین ص ۲۷۲ پر ایک حدیث کے بارہ میں لکھتا ہے محمد بن اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے اور ۳۰۶ پر جو حدیث حضرت عبادہؓ کی نقل کی ہے اس پر لکھتا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہیں ہوتی اس کی سند ترمذی اور ابوداؤد میں دیکھ لیں وہی محمد بن اسحاق ہے اب یہ حدیث کیسے صحیح ہوگی۔

جب کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا آنحضرت ﷺ سے منصوص نہیں اس میں امتیوں کے اجتہاد پر ہی دارومدار ہے اور اجتہاد کو سائل مانتا نہیں۔ پھر جب امتیوں سے ہی پتہ چلتا ہے تو پھر جس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد امام اعظم اور ہزاروں فقہاء اور محدثین کا عمل ہو۔ اس کے صحیح غیر منسوخ ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اب امام صاحبؒ کے صدیوں بعد کا کوئی محدث جو نہ ملکۂ اجتہاد رکھتا ہو نہ درجہ فقاہت۔ اور اپنے مذہب کی رعایت یا تعصب کی رو سے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے کسی امامؒ کے زمانہ کے بعد کے راوی کی وجہ سے اس کو ضعیف کہے تو اس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد اعظم اور ہزاروں فقہاء، اولیاء اور محدثین کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اگر کہو کہ محدثین نے اصول بنائے ہیں تو سوال یہ ہے کہ محدثین امتی ہیں نبی نہیں اگر ان اصولوں میں ان کی تقلید واجب ہے تو پھر مجتہدین کی تقلید کیوں حرام ہے کیا سائل یا اس کا امام نا مسعود ایک آیت قرآنی یا ایک ہی صحیح حدیث پیش کر سکتا ہے کہ امتیوں میں سے محدثین کی تقلید واجب ہے اور مجتہدین کی شرک اور حرام اگر ایسا نہ کر سکو اور قیامت تک نہ کر سکو

گے تو تم نے اپنی نفسانی خواہشوں کو کیوں خدا بنا رکھا ہے تمہارا پیشوا محدثین کی اس بات کو تو وحی آسمانی سمجھتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے موافق ہو اور محدثین کی ہی اُن باتوں کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے خلاف ہو۔

۳۔ مسعودی فرقہ کا دعویٰ ہے۔ ہمارا ہر مسئلہ صرف قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اس پر ہم نے انہیں چیلنج دیا کہ نماز توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم رکن ہے۔ اس پر تمہارے امام نے ادھر ادھر فرقوں سے بھیک مانگ کر پونے پانچ سو صفحے کی کتاب بھی لکھی ہے اور اس کتاب پر اسے بڑا ناز بھی ہے مگر پھر بھی نماز کے مکمل مسائل وہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔ یہ چیلنج کیا تھا۔ کراچی۔ لاڑکانہ۔ شہداد کوٹ اور کئی دوسرے شہروں میں مسعودی فرقہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ مسعود تو ان مقامات سے مناظرہ کے وقت ایسا غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ دنیا انگشت بدنداں تھی کہ رات دن قرآن حدیث کا نام لینے والے اپنی نماز ثابت کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ کراچی وغیرہ میں شور سے آسمان سر پر اٹھاتے مگر نماز ثابت نہ کر سکے اب بھی اگر مسعودی فرقہ میں دم خم ہے تو وہ اپنے پیشوا کو تیار کرے وہ نماز کے مکمل مسائل قرآن و حدیث سے ثابت کرے اور اس کی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں جو خیانتیں اور جھوٹ ہیں ان کا جواب دے ورنہ میدان حشر میں محاسبہ کے لیے تیار رہے۔

یارو قریب ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کب تک
چپ رہے گی زبان خنجر تو لہو پکارے گا آستیں کا

اب شرم اتارنے کے لیے یہ سوال نامہ پھیلایا جا رہا ہے تاکہ عوام کو پریشان کیا جا سکے۔ ہم ان سوالات کے جوابات ادلۂ اربعہ سے عرض کرتے ہیں۔

(۱) سوال: دین میں نیا کام نکالنا کیسا ہے؟

الجواب: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جس نے دین میں نیا کام نکالا جو دین میں سے نہیں وہ مردود ہے دین میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ قرآن سے ثابت ہو اور نہ سنت سے نہ اجماع امت سے نہ قیاس شرعی سے جو بات ان چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت ہو وہ دین کی بات ہے اگر چاروں دلیلوں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو تو وہ مردود ہے ان مردود بدعات میں سے ایک یہ مسعودی فرقہ بھی ہے جس کا وجود آج سے چند سال پہلے نہ تھا مسعود احمد نامی غیر مقلد پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھتا رہا پھر کسی حدیث میں لفظ جماعت المسلمین نظر پڑا تو اس نے اپنے فرقے کا یہ نام رکھ لیا یہ بالکل ایسا ہی فریب ہے جیسے مرزا قادیانی کو قرآن پاک میں حضرت آدم کا نام نظر آیا کہنے لگا یہ میرا ذکر ہے میں آدم ہوں حضرت ابراہیم کا نام نظر پڑا کہنے لگا میں ابراہیم ہوں حضرت یوسف کا نام نظر پڑا تو کہنے لگا کہ میں یوسف ہوں عیسیٰ کا نام دیکھا تو کہا یہ بھی میرا نام ہے حتیٰ کہ حضرت محمد رسول ﷺ کا اسم گرامی نظر آیا تو معاذ اللہ محمد رسول اللہ بن بیٹھا حضرت مریم کا نام دیکھا تو مریم بن بیٹھا حالانکہ ان پاک ناموں سے اس کو کیا نسبت تھی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا فرشتہ کجا دجال ناپاک

قادیانیوں نے قرآن پاک میں لفظ ربوہ دیکھا فوراً ایک شہر بنا کر نام ربوہ رکھ دیا بھلا اس ربوہ کو اس ربوہ سے کیا نسبت؟ جیسے جہنم کو جنت سے کوئی نسبت نہیں اسی طرح مسعود نے جماعۃ المسلمین کا لفظ دیکھا جھٹ ایک فرقہ بنا کر اس کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور فخر شروع کر دیا کہ ہمارا نام حدیث میں آیا ہے جیسے قادیانی کہتا ہے ہمارے شہر کا نام قرآن میں ہے یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے اس حدیث کو پڑھ کر کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کو سب ناموں سے پیارا نام عبداللہ ہے اب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا: یہ سنا سنا کر فخر کریں کہ ہم دونوں عبداللہ خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں قادیانیوں کو قرآنی لفظ ربوہ کے غلط استعمال اور مسعودیوں کو جماعت المسلمین کے غلط استعمال پر فخر نہیں کرنا چاہیئے

بلکہ شرم کرنا چاہیئے۔ آپ اس پر خوش نہ ہوں کہ ہم ہی ایسا فریب کر پائے ہیں آپ سے پہلے بھی ایسے فریبی ہو گزرے ہیں جو قرآن حدیث کا اس طرح غلط استعمال کرتے تھے چنانچہ ایک نعیم نامی شخص نے دعوی نبوت کر دیا اور بڑے زور شور سے کہنے لگا کہ مسلمانو مجھ پر ایمان لے آؤ ورنہ قیامت کو سخت باز پرس ہوگی۔ مسلمانوں نے پوچھا تم ہو کون؟ پتہ تو چلے اس نے جھٹ آیت پڑھ دی ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ ایک دوسرا امین نامی شخص کھڑا ہوا اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا کسی نے پوچھا اجی حضرت آپ کون؟ کہاں سے آ ٹپکے اس نے فوراً کہا کیا قرآن میں نہیں ﴿اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ﴾ بالکل اسی طرح اس بدعتی نے اپنے مسعودی فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور اس مثال کو پورا کر دکھایا۔

برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اس بدعتی فرقہ کی عمر تو قادیانیوں کے ربوہ سے بھی چھوٹی ہے بہر حال دین میں نیا کام نکالنا عندالرسول مردود ہے اور ان میں سے ہی ایک یہ فرقہ مسعودی بھی ہے۔

سوال: کیا ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے پر یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی۔

الجواب: نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہو بدن یا کپڑے پر تو نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ (طحطاوی شرح مراقی الفلاح ص ۹۰) اس مسئلہ میں حنفیہ کے خلاف لامذہب بہت پروپیگنڈہ کرتے ہیں اس لیے یہاں دونوں مذاہب بیان کئے جائیں گے تاکہ بضدھا تتبین الاشیاء کے موافق بات صاف ہو جائے۔

۱۔ دم مسفوح بہتا ہوا رگوں کا خون غیر مقلدین کے مذہب میں سوائے حیض کے خون کے باقی ہر انسان حیوان کا خون پاک ہے۔

(بدور الاہلہ ص ۲۱ نواب صدیق الحسن خان غیر مقلد)

اس لیے احناف کے ہاں انسان یا کتے یا خنزیر کا خون ایک درہم سے زائد لگا ہو تو نماز نہیں ہوگی ایک درہم ہو تو نماز جائز مگر مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور ایک

درہم سے کم ہوتو بھی نماز جائز مگر مکروہ تنزیہی ہوگی اور لا مذہبوں کے نزدیک پورا چھ فٹ جسم بھی خون۔ قے۔ شراب (الخمر الحقیقی) منی۔ گوبر بچوں کے پیشاب سے بھرا ہوا ہو پھر بھی پاک ہے اور نماز بلا کراہت جائز تو ان کا فرض ہے۔ اس چھ فٹ کا ثبوت پہلے دیں پھر ایک درہم سے کم کا سوال کریں۔ رہا انسان کا پیشاب پاخانہ تو اس سے بھی پاک ہونا ان کے ہاں شرط نہیں نواب صدیق الحسن خان لکھتے ہیں۔ پس مصلی با نجاست بدن آثم است و نمازش باطل نیست (بدور الاملہ ص ۳۹) اور نواب میر نور الحسن صاحب لکھتے ہیں ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) اگر مسعودی فرقہ والا کہے کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں یہ تو غیر مقلدوں کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تم بھی ائمہ کی تقلید سے خارج ہو نیز جس طرح حنفیہ کے درہم والے مسئلے پر تمہارے امام نے اعتراض کیا ہے غیر مقلدوں کے اس مسئلے پر اعتراض نہیں کیا تو گویا اس کو مسلم ہے ورنہ وجہ فرق بتاؤ کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ احناف پر تو ایک درہم کا بھی اعتراض کرو لیکن غیر مقلدوں کا پورا جسم بھی نجس ہو تو اسے معاف کردو۔ ہاں احناف کے مسلک پر اعتراض کرنا محض ان کے مسئلہ کی حقیقت سے جہالت پر مبنی ہے۔

حدیث اول

عن عائشة ان رسول اللهﷺ قال اذا ذهب احدكم الى الغائط فليستطيب بثلاثة احجار تجزى عنه رواه ابو داؤد والنسائى واحمد والدارقطنى وقال صحيح حسن.

(نیل الاوطار ص ۸۸ ج ۱)

حدیث دوم

عن ابى ايوب الانصارىؓ قال قال رسول اللهﷺ اذا تغوط احدكم فليتمسح بثلاثة احجار فان ذالك كافية.

(رواہ الطبرانی نصب الرایہ ص ۲۱۵ ج ۱)

Scanned with CamScanner

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر پاخانہ کے بعد صرف تین ڈھیلوں سے پاخانہ کے مقام کو پونچھ لیا جائے تو یہ جائز اور کافی ہے اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور سلف اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے کہ ڈھیلوں کے استعمال کے بعد پانی سے استنجاء کرنا صرف افضل ہے (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۷۲۰ ج ۱) اور ظاہر اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ڈھیلوں سے وہ مقام پاک نہیں ہوتا بلکہ نجاست اتنے مقام پر خشک ہو جاتی ہے ان دونوں احادیث اور امت کے اجماع سے کہ پانی سے استنجاء صرف افضل ہے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ قلیل نجاست معاف ہے دوسرے یہ کہ قلیل اور کثیر میں حد فاصل وہ مقام ہے۔ امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے انہوں نے امام حماد سے انہوں نے امام ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ اگر خون یا پیشاب وغیرہ ایک درہم کی مقدار میں لگ جائے تو نماز دوبارہ پڑھو اور اگر درہم سے کم ہو تو نماز جاری رہنے دو (کتاب الآثار ص ۲۸) امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اصل بات تو یہی ہے کہ جتنا مقام استنجاء کا ہے اتنا صاف ہے لیکن لوگ (صحابہؓ تابعینؒ) بار بار اس مقام کا نام لینا پسند نہیں کرتے تھے اس کی وضاحت درہم سے کر دیتے تھے۔ (بدائع الصنائع ص ۸۰ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ نفس مسئلہ میں تو اتفاق ہے صرف قدر درہم کی تعبیر مسعودی فرقہ کو پسند نہیں یاد رہے یہ تعبیر بھی امام ابو حنیفہؒ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ انہوں نے جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی ہے اور ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ یہ تعبیر عام رائج ہے لیکن پھر بھی ہمیں ضد نہیں اگر مسعودی فرقہ درہم کا نام لینا نہیں چاہتا تو ہم ان کو مجبور نہیں کرتے وہ درہم کی بجائے موضع استنجاء کا نام لے دیا کریں بلکہ مسئلہ سمجھانے کے لیے اگر وہ مقام ننگا کر کے دکھلا بھی دیا کریں کہ اتنی مقدار معاف ہے تو پھر بھی ہم مسعودی فرقہ کو معاف کر دیں گے۔

نوٹ: امام زہری نے بطریق ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ **تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم** یعنی ایک درہم کی مقدار خون لگا ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

اور ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا اگر کپڑے میں ایک درہم کے برابر خون لگا ہوا ہو تو کپڑے کو دھویا جائے اور نماز دوبارہ پڑھی جائے (سنن الدارقطنی ص ۱۵۴ ج ۱) یہ حدیث امام زہری سے دو سندوں سے مروی ہے۔

۱۔ روح بن غطیف عن الزہری۔

۲۔ نوح بن ابی مریم عن یزید الہاشمی عن الزھری (موضوعات ابن جوزی) اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ اس کا راوی نوح کذاب ہے اسی کو محمد طاہر فتنی نے تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳ پر درج کیا ہے اس کو موضوع کہنے کے لیے زیادہ زور ابن حبان نے دیا ہے دلیل یہ دی ہے کہ اس کا راوی روح بن غطیف جھوٹی حدیثیں بناتا تھا یہ اس کا دعویٰ ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس نے یہ درہم والی جھوٹی حدیث بنائی ہے جب یہ پوچھا گیا کہ اس کے جھوٹی ہونے کی کیا دلیل ہے تو فرماتے ہیں کہ روح بن غطیف کے دو شاگرد ہیں ایک قاسم بن مالک المزنی ہے دوسرا نصر بن حماد ہے پہلے کی روایت کے یہ الفاظ ہیں تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم دوسرے کے الفاظ یہ ہیں لا یعاد المریض الابعد ثلاث (میزان الاعتدال ص ۶۰ ج ۲) بتائیے اس دلیل میں کچھ بھی وزن ہے کیا ایک سند سے دو حدیثیں روایت نہیں کی جاسکتیں بالفرض ایک ہی اگر حدیث ہوتی تو بھی قاسم بن مالک کی روایت قابل قبول ہوتی کہ وہ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ کا راوی اور حسن الحدیث ہے (میزان الاعتدال ص ۳۷۸ ج ۲) اور اسی سند کا شاہد بھی نوح بن ابی مریم سے موجود ہے اور نصر بن حماد صرف ابن ماجہ کا راوی ہے اور ضعیف ہے (میزان الاعتدال ص ۵۰ ج ۴) دوسری سند کا راوی نوح الجامع امام ابوحنیفہؒ کا خصوصی شاگرد ہے یہ آپ کی فقہ کے جامع ہیں یہ امام صاحبؒ کے زمانہ میں ہی قاضی ہو گئے تھے امام صاحبؒ ان کو ہدایات دیتے رہتے تھے۔ (کتاب الوصیۃ) جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحبؒ کو ان پر اعتماد تھا ان کے اعتماد کے بعد بعض متعصب لوگوں کی جرح جو محض تعصب پر مبنی ہو کوئی وقعت نہیں رکھتی اور امام صاحب کے علاوہ امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج بھی ان سے حدیث روایت کرتے تھے حالانکہ شعبہ ثقہ

راوی کے علاوہ کسی سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے اور ابن عدی کہتے ہیں وھو مع یکتب حدیثه (تهذیب التهذیب ص ۴۸۸ ج ۱۰) اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں دونوں سندیں مل کر اور پھر علماء کے فتویٰ کی تائید سے قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں بہرحال احناف کا یہ مسئلہ حدیث واجماع سے ماخوذ ہے۔ فللّٰه الحمد.

سوال: کیا آنحضرت ﷺ گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے؟

الجواب: فرمان رسول ﷺ

عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال من توضأ ومسح بيديه علىٰ عنقه وقی الغل يوم القيامة رواه ابوالحسن بن فارس باسنادہٖ وقال معذ الحديث انشأ اللّٰہ حديث صحيح (تلخیص الحبیر ابن حجر ص ۹۳ ج ۱) وعن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال من توضاو مسح علىٰ عنقه وقی الغل يوم القيامة رواه الديلمی بسد ضعيف .

(اتحاف سادة المتقین شرح احیاء علوم الدین ص ۳۶۵ ج ۲)

عمل رسول:

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے گردن کا مسح فرمایا۔ (مجمع الزوائد ص ۹۴ ر ج ۱)

۲۔ طلحہ بن مصرف اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے گردن کا مسح کیا۔ (ابوداؤد)

۳۔ عمرو بن کعب اپنے باپ دادا سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے گردن کا مسح فرمایا۔ رادہ ابوالسکن۔ (زجاجة المصابیح ص ۱۰۱ ج ۱)

موقوف حدیث

حضرت طلحہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا قیامت کے دن اس کی گردن طوق سے بچائی جائے گی۔ رواہ ابوعبید (زجاجة المصابیح ص ۱۰۱ ج ۱)

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر ایسی بات میں رائے کا کوئی دخل نہیں اس لیے ایسی موقوف حدیث محدثین کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے یہ چھ احادیث گردن کے مسح کے بارہ میں ہیں جن میں سے بعض سندیں تو حسن لذاتہ ہیں اور بعض حسن لغیرہ اور محدثین کا اصول ہے کہ فضائل اعمال اور استحباب کے ثبوت کے لئے تو ضعیف حدیث بھی دلیل بن جاتی ہے۔اب ہم مسعودی فرقے کو مع ان کے امام کے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک صریح حدیث پیش کر دیں کہ آنحضرت ﷺ نے گردن کے مسح کو کف پشت سے منع فرمایا ہوا گر وہ حدیث صحیح پیش نہ کر سکے تو حسن درجہ کی حدیث ہی پیش کر دے اور اگر یہ بھی ہمت نہ ہو تو ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر دے لیکن ساری مسعودی پارٹی قیامت تک ان چھ کے مقابلہ میں ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے گی۔

رہا پشت کف کا ذکر تو ان احادیث میں صراحۃً تو نہیں ہاں ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ آپ مسح ہاتھوں سے کرتے تھے۔

۲۔ مسح سر کے ساتھ کرتے تھے اب سر کا مسح شروع ہوا تو ہتھیلیاں مستعمل ہیں تو اس سے مسح گردن کر لیا ہاں اگر مسعودی فرقہ اپنے امام سمیت کسی حدیث سے اس کف پشت سے مسح کا منع ہونا ثابت کر دے تو ہم چھوڑ دیں گے ہاں وہ حدیث سے یہ بھی دکھائے کہ پھر گردن کا مسح پاؤں سے کیا جائے یا کس سے۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا۔

جواب: مسئلہ رفع الیدین میں مسعودی فرقہ نے بہت غلو سے کام لیا ہے حتیٰ کہ اس فرقہ کے پیشوا نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں تقریباً ۷۸ صفحات لکھے ہیں لیکن کتمانِ حق کا یہ عالم ہے کہ اپنا موضوع تک پورا نہیں لکھا۔

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ دین اسلام کامل ہے اس لئے مسئلہ کا موضوع وہی ہے جو مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔اہل السنّت والجماعت کے ہاں تکبیر

تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے اس کے بعد ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں؟ اس سے سننے والے کو پوری بات سمجھ آ گئی کہ پہلی تکبیر کے بعد کسی بھی جگہ رکوع جاتے رکوع سے اٹھتے سجدوں میں جاتے۔ سجدوں سے اٹھتے ۔ دوسری۔ تیسری۔ چوتھی رکعت کے شروع میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں دیکھئے مسئلہ پوچھنے والے کو رفع یدین کے متعلق پوری نماز کا مسئلہ معلوم ہو گیا اس کے برعکس مسعودی فرقہ کا عمل یہ ہے۔

(۱) پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین لازمی سنت ہے اور سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا بالکل ممنوع یا منسوخ ہے یہ ہے ان کا عمل مگر یہ فرقہ اتنا بزدل ہے اور انہیں اپنا موقف اتنا کمزور معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع لکھنے سے بھی ڈرتے ہیں۔

نوٹ: مسعودی فرقہ کے پاس اپنے اس مکمل مسئلہ کے لیے ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث موجود نہیں ہے۔

مگر مسعودی فرقے کا بانی لکھتا ہے کہ اس رفع یدین کے مکمل مسئلہ کو پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے (صلوٰۃ المسلمین ص ۴۳۰) لیکن بقول امام مسعودی فرقہ امام بیہقیؒ کو صرف تیس صحابہ کا نام ملا ہے (ص ۴۳۲) معلوم ہوا بیہقیؒ کا علم حدیث عراقی سے بہت کم تھا۔ اور امام بخاری نے مجہول کے صیغہ سے بغیر سند کے صرف ۷ اصحابہ کا نام لیا ہے (ص ۴۲۶) گویا امام بخاریؒ کا علم حدیث امام بیہقیؒ سے بھی کم رہا۔

نوٹ: امام بخاریؒ کے جس رسالہ جزء رفع یدین کے حوالے مسعودی فرقہ کا امام لکھتا ہے اس کا کوئی پختہ ثبوت امام بخاری تک نہیں اس کا بیان کرنے والا محمود بن اسحاق الخزاعی ہے جس کا ترجمہ نہ تقریب میں ہے نہ تہذیب التہذیب میں نہ تذکرۃ الحفاظ میں نہ میزان الاعتدال میں۔

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ صرف دو صحابہ سے حدیث لائے ہیں ایک حضرت ابن عمرؓ سے جس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے اور دوسری حضرت مالک

بن الحویرثؓ سے جس کا متن بخاری میں ناتمام ہے نسائی میں مکمل ہے اس مکمل متن کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں خود آپس میں متعارض ہیں کیونکہ حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ حضور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)
حضرت مالک بن الحویرث کی حدیث میں ہے کہ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے (نسائی۔ احمد) دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین سے منع فرمایا تھا حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے کاش مسعودی فرقہ کا امام پہلے ان ہی حدیثوں کو مکمل نقل کر کے ان کا تعارض رفع کرتا۔ جب ان دو کا تعارض بھی رفع نہ کر سکا تو عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے پچاس۔ انیس۔ سترہ صحابہ کا نام لینا محض دھوکا دینا ہے۔

نیت نماز

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے؟
الجواب: آنحضرت ﷺ سے کسی حدیث میں نہ یہ ملتا ہے کہ زبان سے نیت کرتے تھے نہ یہ ملتا ہے کہ زبان سے نیت کرنے کو منع فرماتے تھے تو جس مسئلہ کا ذکر احادیث میں نہ ہو حدیث مشہور حدیث معاذؓ کے موافق اس مسئلہ کا فیصلہ مجتہد سے لیا جائے گا اگر مجتہدین نے کسی فیصلے پر اتفاق کر لیا تو وہ اجماعی مسئلہ ہوگا اگر ان میں اختلاف ہو گیا تو فقہ حنفی کا مفتی بہ قول عمل میں اختیار کیا جائے گا۔

(۱) نیت شرائط نماز میں سے ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور نیت اصل میں دلی پختہ ارادے کا نام ہے۔ (بدائع الصنائع ص ۱۲۷/ ج ۱)
اب سوال یہ ہے کہ نمازی تین قسم کے ہیں۔ منفرد۔ امام۔ مقتدی اور نمازیں بھی مختلف قسم ہیں۔ نفل۔ سنت۔ فرض۔ واجب۔ آپ کا اگر خیال ہے کہ سب مسائل صراحۃً حدیث سے ثابت ہیں تو فرمائیے۔

Scanned with CamScanner

۱۔ کیا رسول پاک ﷺ نفل۔ سنت واجب۔ فرض کی نیت دل میں کرتے تھے یا ان میں امتیاز کے لیے طریقہ اختیار کرتے تھے جواب حدیث صریح صحیح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

۲۔ کیا آنحضرت ﷺ دل میں فجر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء کے فرائض کی نیت کرتے تھے تو حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

۳۔ اکیلا آدمی مثلاً عصر کے فرض ادا کرنا چاہتا ہے وہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

۴۔ مقتدی عصر کی نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ دل میں رکعات۔ فرض عصر اقتداء قبلہ وغیرہ کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث سے دیں۔

۵۔ امام عشاء کی نماز کی جماعت کرا رہا ہے عورتیں بھی شامل جماعت ہیں اس کو صحیح حدیث سے بتائیں کہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث سے دیں۔

۶۔ نماز جنازہ میں دل میں کس کس چیز کی نیت آنحضرت ﷺ کیا کرتے تھے جواب صحیح حدیث سے دیں۔

۷۔ آنحضرتؐ نے یوم خندق میں جو چار نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب عشاء قضا کی تھیں ان میں علیحدہ کیا کیا نیت کی تھی حدیث صحیح پیش کریں۔

۸۔ دل میں نیت کس وقت کرنی چاہیے تحریمہ سے پہلے یا بعد اور کب تک دل کی نیت ضروری ہے سلام تک یا کیا؟ جواب حدیث صحیح سے دیں۔

۹۔ آنحضرت ﷺ سجدہ تلاوت کے وقت دل میں کیا نیت کیا کرتے تھے صحیح حدیث بیان فرمائیں۔

۱۰۔ ایک شخص نماز سے فارغ ہوا دوسرے نے پوچھا کیا پڑھا ہے وہ سوچنے لگا نماز اس کی صحیح ہے یا غلط جواب صحیح حدیث سے دیں۔

زبان سے نیت کی تفصیل

۱۔ اگر کوئی شخص صرف زبان سے نیت کرے دل میں نیت نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی

کیونکہ انما الاعمال بالنیات کے موافق دل کی نیت اصل تھی جب وہ نہ پائی گئی تو نماز نہ ہوئی یہ زبانی نیت اصل نیت کی رافع ہے اس لیے بدعت سیئہ ہے۔

ب: ولاعبرة للذکر بالسان فان فعله لتجتمع عزیمة قلبه فهو حسن کذافی الکافی ومن عجزعن احضار القلب یکفیه اللسان کذافی الزاهدی عالمگیری (ص ۶۵ ج ۱) زبان کی محض نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر دل کے ارادہ کی مضبوطی کے لیے زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے (عالمگیری) اتباع السلف سلف نے اس کو پسند فرمایا ہے (درمختار ص ۲۷۹ ج ۱) کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس کو مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تاکہ دل کی نیت مضبوط ہو اور دل کے وسواس دفع ہوں۔ (شرح نقایہ ص ۶۷ ج ا ملا علی القاریؒ)

اگر ان مسائل کے خلاف آپ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں تو ان مسائل کو ترک کر دیں گے۔

مرد اور عورت کی نماز کا فرق

کیا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے کے اوپر۔

کیا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مرد تشہد میں الٹے پاؤں پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک الٹے کولہے پر۔

الجواب: جواب سے قبل دو تین باتیں تمہیداً سمجھ لیں تاکہ فہم مراد میں آسانی ہو۔

ا۔ کتاب وسنت میں تمام جزئی مسائل تصریحاً نہیں ہوتے بعض تعلیلاً مثال قران پاک میں ہے کہ حیض والی عورت کے بارہ میں سوال ہوا اس کا جواب تو اتنا ہی تھا کہ ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ...﴾ عورتوں سے دور رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب سے پہلے ایک علت بیان فرمادی ﴿قُلْ هُوَ اَذًى...﴾ کہہ دیجئے وہ ناپاکی ہے اس میں ایک قاعدہ بتادیا کہ حائضہ سے صحبت منع ہونے کی وجہ ناپاکی ہے اب اسی علت سے نفاس کا حکم بھی

معلوم ہو گیا کیونکہ ناپاکی کی علت وہاں بھی پائی گئی اور اسی علت کی بناء پر نفاس کے تمام مسائل کو حیض کے مسائل پر قیاس کر لیا گیا مثلاً نفاس والی عورت مسجد میں داخل نہ ہو قرآن کو ہاتھ نہ لگائے قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے مرد سے ہمبستر نہ ہو وغیرہ اگر آپ قیاس کو نہ مانیں تو نفاس والی عورت کے لیے قرآن پڑھنے۔ نماز۔ روزہ۔ صحبت وغیرہ کے بارہ میں حضورؐ کا ایک ایک صریح حکم سنا دیں۔

۲۔ بالکل اسی طرح عورت کی نماز کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے دو قاعدے ارشاد فرما دیئے۔

عن یزید بن ابی حبیب انہ ﷺ مر علیٰ امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ فی ذٰلک لیست کالرجل.

(رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ ص ۸)

رسول اقدس ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنا گوشت (جسم) زمین کے ساتھ چمٹا دو کیوں کہ عورت اس (نماز) میں مرد کی مثل نہیں۔

دیکھیے حضرتؐ نے قاعدہ بتا دیا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح نہیں۔ لیکن آپ نے حضرتؐ کے اس حکم کو نہیں مانا۔

۳۔ عن ابن عمرؓ مرفوعاً اذا جلست المراءۃ فی الصلوٰۃ وضعت فخذھا علی فخذھا الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنھا علیٰ فخذھا کاستر مایکون فان اللہ تعالیٰ ینظر الیھا ویقول یاملائکتی انی قدغفرت لھا۔

(رواہ ابن عدی والبیہقی) (کنز العمال ص ۱۱۷ ج ۴)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے پھر جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنے

رانوں پر رکھے اور جتنا زیادہ ستر (پردہ پوشی) ہو سکے کرے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے دوسرا قاعدہ ارشاد فرمادیا کہ عورت کی نماز کے مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ستر کی ہے اس لیے جس حالت میں ستر زیادہ ہو گا وہی نماز عورت کی خدا کو زیادہ محبوب ہوگی اور ذریعہ مغفرت بنے گی۔

۴۔ چنانچہ مرد کے لیے فرض نماز مسجد میں پڑھنا ضروری ہے عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔ (بوجہ ستر)

۵۔ نماز باجماعت میں مرد کے لیے اول صف افضل ہے عورت کے لیے آخر صف افضل ہے۔ (بوجہ ستر)

۶۔ نماز باجماعت میں امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا بالاتفاق مکروہ ہے لیکن عورت وسط صف میں ہی کھڑی ہو۔ (بوجہ ستر)

۷۔ آپ کے مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ننگے سر نماز نہیں پڑھتیں۔

۸۔ آپ کے مرد ٹخنے اور آدھی پنڈلیاں ننگی کر کے نماز پڑھتے ہیں جب کہ عورتیں پنڈلیاں اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں۔

بہرحال یہ شریعت مقدسہ کا کلیہ قاعدہ ہے کہ عورت نماز اس طرح ادا کرے جس میں ستر کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہو۔

۹۔ آنحضرت ﷺ تکبیر تحریمہ میں دو طرح ہاتھ اٹھاتے رہے کبھی کانوں تک کبھی کندھوں تک پھر آپ نے آخری عمر میں حضرت وائل کو جب نماز سکھائی تو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت سینے تک (اس حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں تک پہنچ جاتی ہیں) رواہ الطبرانی۔ اب دیکھئے آنحضرت نے خود بوجہ ستر عورت مرد کی نماز میں فرق کر دیا۔

۱۰۔ **ابو حنیفه عن نافع عن ابن عمرؓ انه سئل كيف كان النساء يصلين على عهد رسول الله ﷺ قال كن يتربعن ثم امرن ان يحتفزن.** (جامع المسانید ص۴۰۰، ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں عہد رسالت میں نماز کیسے پڑھتی تھیں فرمایا چارزانو بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھیں۔

اب دیکھئے حدیث میں دوطرح بیٹھنا آتا تھا، ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا بچھا کر بیٹھنا۔ اور سمٹ کر سرین پر بیٹھنا جسے تورک کہتے ہیں۔

۱۔ عہد رسالت میں بوجہ ستر عورت کو نماز میں تورک کی طرح بیٹھنے کا حکم دے دیا گیا جب کہ مرد پہلے طریقے پر ہی بیٹھتے رہے۔

(۱۱) عن علیؓ قال اذاسجدت المرأة فلتحتفز والتضم فخذيها۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اس کو سمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے اور سارے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیئے۔

دیکھئے اس طرح سجدہ کرنا مرد کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے مگر عورت کے ستر کا اہتمام اسی میں زاید تھا اس لیے یہ حکم دیا گیا۔

۱۲۔ اسی طرح ائمہ اربع کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے (فقہ علی مذاہب اربعہ درمختار ص ۳۲۷ ج ا عالمگیری ص ۷۳ ج ۱) اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے جو حدیث میں آ گیا لانہ استرلھا (شرح نقایہ ص ۷۳ ج ۱) کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔

اور دوسری حدیث حضرت علیؓ سے یہ تھی من السنة وضع الكف على الكف تحت السرة (احمد) نماز کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔ اس سنت پر بھی عمل جاری رہا دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق صریح حدیث سے نہیں حدیث میں مذکور قاعدہ ستر کے مطابق بیان کر دی گئی آپ کسی صحیح حدیث سے جو صریح ہو ان دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا طریقہ

بتادیں تو ہم یقیناً صریح کو علت پر ترجیح دیں گے اگر آپ صریح حدیث تطبیق کی پیش نہ کر سکیں تو مجتہد نے حدیث کی بیان کردہ علت کو سامنے رکھ کر دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اسے کیوں چھوڑا جائے۔

نوٹ: اگر آپ ان دونوں قسم کی احادیث سے ایک کو صحیح دوسری کو ضعیف قرار دیں تو ان کا صحیح یا ضعیف ہونا حدیث صحیح صریح سے ثابت کریں کیونکہ آپ کے نزدیک امتی کا قول شرعی دلیل نہیں ہم امتیوں کے اجماع اور مجتہد کے ارشاد کو دلیل سمجھتے ہیں اس لیے مجتہد کی تطبیق کے مقابلہ میں کسی غیر مجتہد کی بات نہیں مانتے اور خیر القرون کے مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی آدمی کی بات تسلیم نہیں کرتے کیونکہ خیر القرون کی خیریت منصوص بالا حادیث ہے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کا حکم دیا ہے؟

جواب: کتنا غلط سوال ہے سوال صحیح یوں ہے کہ دلائل اربعہ شرعیہ میں سے کسی دلیل سے ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم بتائیں۔ فرقہ مسعودی کے پیشوا نے یہ جاہلانہ سوال کہاں سے لیا پہلے یہ ہی سمجھنے کی بات ہے روافض کا بنیادی عقیدہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام منصوص من اللہ ہوتے ہیں اس پر اہل السنّت والجماعت کا ان پر سوال ہے کہ جس طرح قرآن وحدیث میں انبیاءؑ کے اسماء گرامی اور ساتھ ان کے منصب رسالت ونبوّت کی صراحت ہے اسی طرح آپ اپنے بارہ اماموں جن کو منصوص من اللہ سمجھتے ہو کے نام مع منصب قرآن وحدیث میں دکھائیں اور اہل السنّت والجماعت کا یہ سوال بالکل صحیح تھا کیونکہ ان کے دعویٰ کے موافق تھا لیکن رافضی اپنے دعویٰ کے موافق دلیل پیش کرنے سے سو فیصد عاجز ہیں اور تاقیامت عاجز رہیں گے انشاء اللہ العزیز اب انہوں نے لاجواب ہو کر اپنی شرمندگی اتارنے کے لیے یہ سوال کرنا شروع کر دیا کہ تم ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم قرآن حدیث میں دکھاؤ

جو بالکل غلط سوال تھا کیوں کہ اہلسنت والجماعت کا دعویٰ ائمہ اربعہ کے بارہ میں شیعہ کی طرح منصوص من اللہ ہونے کا نہیں ہے چنانچہ اہل السنّت والجماعت نے ان سے کہا کہ تمہارا یہ سوال جھوٹ پر مبنی ہے پہلے ہماری معتبر کتابوں سے ہمارا یہ عقیدہ دکھاؤ کہ ائمہ اربعہ منصوص من اللہ ہیں لیکن وہ یہ جھوٹ اور بہتان ثابت نہ کر سکے ان کے اس سوال کو ہمارے دعویٰ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

(۱) چونکہ مسعودی فرقے کا بانی بھی رافضیوں کی طرح آئمہ کے بارہ میں منصوص من اللہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اسی لیے اس نے نص کا مطالبہ کیا ہے اس لیے ہم اس کو وہی جواب دیتے ہیں کہ ہماری معتبر کتابوں سے پہلے ائمہ اربعہ کے منصوص من اللہ ہونے کا عقیدہ دکھائیں ورنہ جھوٹ اور بہتان سے شرمائیں وہ بھی جو چوری کر کے سوال کیا ہے جھوٹ کے ساتھ چوری کا گناہ بھی سر لیا۔ ہاں تمہارا عقیدہ چونکہ یہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جیسے کہ اس سوال سے ظاہر ہے اس لیے مسعودی فرقہ کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم دکھائیں کہ پندرھویں صدی میں مسعود احمد گورنمنٹ ملازم کو امام ماننا فرض ہوگا۔ دیدہ باید۔

۲۔ نیز آپ جن کو امام مانتے ہیں امام عبداللہ بن مبارک۔ امام شافعی۔ امام دارقطنی۔ امام بیہقی۔ امام احمد بن حنبل۔ امام یحییٰ بن آدم۔ امام ابوحاتم امام حاکم (دیکھو صلوٰۃ المسلمین ص ۲۹۹) ان کو امام ماننے کا حکم رسول پاکؐ نے کس حدیث میں دیا ہے۔

۳۔ اگر تقلید کے انکار کی یہی دلیل ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم حضورؐ نے نہیں دیا تو فرمائیے آج قرآن پاک سات متواتر قرأتوں پر پڑھا جا رہا ہے آپ ان قاریوں کے نام اور ان کی قرأتوں کے موافق قرآن پڑھنے کا حکم کسی حدیث صحیح صریح میں دکھائیں۔

۴۔ اگر آپ کے پاس اپنے فرقہ کی کوئی آٹھویں قرأت ہو تو اس کی متواتر سند پیش فرمائیں۔ یا قرآن کی تلاوت کا بھی اسی اصول پر انکار کر دیں۔

Scanned with CamScanner

۵۔ اگر تقلید کے انکار کی یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ کا نام حدیث میں نہیں آیا تو ذرا بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ان چھ کتابوں اور ان کے مؤلفین کے اسمائے گرامی اور ان کا صحاح ستہ ہونا حدیث صحیح سے دکھائیں ورنہ اپنے اصول پر ان کو بھی چھوڑ دیں۔

٦۔ آپ ہی کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کر دیں کہ آنحضرتؐ نے ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع فرمایا ہو۔

دور صحابہؓ میں اور تابعین میں تقلید

سوال: امام ابوحنیفہؒ سے پہلے جو مسلم تھے وہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

الجواب: ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً. فَلَوْلا نَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْاقَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبہ۔ ع ۱۵)

قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ جو جہاد کے لیے چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب کو جہاد پر جانا زیبا نہیں کیوں نہ ہر جماعت میں ایک ایک دو دو فقہ حاصل کرو اور فقہ حاصل کرنے کے بعد جب ان لوگوں کے پاس جائیں۔ (جنہوں نے فقہ حاصل نہیں کی) تو اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر مان لیں۔

اس آیت میں ایک لفظ طائفہ کا ہے جس کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے دو پر بھی اور زیادہ پر بھی والطائفة اسم للواحد والاثنين فصاعداً (نورالانوار ص ۱۷۷) دوسرا لفظ فقہ کا ہے جس کا معنی ہے الشق والفتح (کشاف. شامی) یعنی پھاڑنا اور کھولنا۔

یعنی ایک مسائل تو وہ ہوتے ہیں جو صراحۃ الفاظ میں ہوتے ہیں دوسرے بہت سے مسائل ان الفاظ کی تہ میں ہوتے ہیں ان احکام کا استنباط اور استخراج کرنا

Scanned with CamScanner

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ میں دو جماعتیں تھیں ایک چھوٹی سی جماعت فقہا کی تھی جس میں ہر قوم کے ایک ایک دو دو آدمی شامل تھے یہ فقہ کی تربیت حاصل کرتے تھے اس جماعت کو آنحضرت ﷺ اس طرح ترغیب دیتے من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائیں اس کو فقیہ بناتے ہیں چونکہ اس تفقہ استنباط اور اجتہاد میں خود فقیہ کے فہم کا بھی دخل ہوتا ہے اور فقیہ نبی نہیں نہ ہی معصوم ہے تو آنحضرتؐ ان کی ہمت بندھاتے کہ تم تو ہر حال میں خدا سے اجر پانے والے ہو اگر صواب کو پالیا تو دو اجر ملیں گے اور اگر چوک ہو گئی تو بھی ایک اجر ملے گا (بخاری) پھر گھبرانے کی کیا ضرورت دوسری بڑی جماعت عام صحابہؓ کی تھی جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ان کی طرح مستقل طور پر حاضر باش نہ تھی۔

آنحضرت ﷺ ان فقہاً صحابہؓ کو اپنی اپنی قوم میں بھیج دیتے ساری قوم والے اپنی قوم کے اس فقیہ سے فقہی مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے کسی امتی مجتہد کے فقہی مسائل کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر کے عمل کر لینا اسی کا نام تقلید ہے۔ ان فقہاء صحابہؓ کے ہزاروں فتاویٰ حدیث کی کتابوں مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں موجود ہیں جن میں صرف مسئلہ ہی ذکر ہے دلیل کا کوئی ذکر نہیں نہ مسئلہ بتانے والے نے دلیل ذکر کی ہے اور نہ ہی مسئلہ پوچھنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا ہے ان ہزاروں فتاویٰ سے تواتر اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ دور صحابہ میں تقلید بلا نکیر جاری تھی ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ اور تاریخ و سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایک قوم میں ایک ہی فقیہ عالم کو بھیجا جاتا تھا اس قوم کے سارے لوگ اس ایک فقیہ سے ہی تمام مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں صحابہؓ و تابعین ہمہ در یک مرتبہ نہ بودند بلکہ بعضے ایشاں مجتہد بودند و بعضے مقلد قال اللہ تعالیٰ ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ

مِنۡهُمۡ﴾ (قرۃ العینین ص ۲۵۱) یعنی صحابہؓ و تابعین سارے ایک درجہ اور مرتبہ کے نہ تھے بلکہ ان میں سے بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں البتہ جان لیں گے ان میں سے وہ لوگ جو استنباط و اجتہاد کر سکتے ہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا وہاں بہت سے مسائل آپ اجتہاد سے بتاتے تھے اور پورے یمن والے حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے کسی شخص کا نام بھی نہیں بتایا جا سکتا جو غیر مقلد ہو اور اس نے تقلید کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔

۴۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی فتویٰ دینے سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ یہ فتویٰ میں اجتہاد و رائے سے دے رہا ہوں (جامع بیان العلم ص ۵۱ ج ۲) لوگ حضرت صدیقؓ کے ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں اور دور صدیقی میں ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۵۔ حضرت عمرؓ خود اپنے اجتہاد و رائے سے فتویٰ دیتے (میزان الکبریٰ للشعرانی ص ۴۹ ج ۱) اور اپنے قاضیوں کو بھی یہی حکم بھیجتے کہ اجتہاد سے فیصلے کرو (جامع بیان العلم ص ۵۶ ج ۲) اس دور میں بھی کسی ایک غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۶۔ حضرت عثمانؓ کی تو بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ آپ سنت العمرین کی تقلید کریں گے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۷۹)

۷۔ حضرت علیؓ بھی فرمایا کرتے تھے اجتهد برائی میں اپنی رائے و اجتہاد سے فتویٰ دیتا ہوں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۷۹)

چنانچہ خلفائے راشدین کے کئی فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں جن میں نہ ان حضرات نے مسئلہ کے ساتھ دلیل بیان فرمائی نہ عمل کرنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا اسی کا نام تقلید ہے اور جس طرح پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں کسی ایک غیر مقلد کا نام نہیں ملتا اسی طرح پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک بھی غیر مقلد کا نام کسی حدیث یا تفسیر یا تاریخ کی کتاب میں نہیں ملتا۔

Scanned with CamScanner

۸۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں تقلید تو اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے کیونکہ وہ عوام کو فتوے دیتے (جن میں دلائل کا ذکر نہیں کرتے تھے) اور عوام کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ خود درجہ اجتہاد تک پہنچیں اور یہ بات ان کے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریات کے ثابت ہے (المستصفیٰ ص ۳۸۵ ج ۲) ضروریات ایسی یقینی باتوں کو کہتے ہیں جن کو خاص عام سب جانتے ہیں۔ جیسے نمازوں کی فرضیت ایسے ہی رمضان کے روزوں کی فرضیت ایسے ہی تواتر سے صحابہؓ کے دور میں تقلید کا ثبوت ہے۔

۹۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النوى الخ یعنی پھر صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک ایک ایک علاقے کا مقتدا بن گیا"۔ یعنی ایک علاقہ کے لوگ ایک ہی صحابی کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ صحابہ اپنے علاقہ والوں کو استنباط اور رائے سے فتوے دیا کرتے تھے۔ (الانصاف ص ۳)

۱۰۔ مکہ مکرمہ والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تقلید شخصی کرتے تھے اور آپ کا فتویٰ دینے کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت کے بعد حضرت ابوبکر و عمرؓ کے اقوال پر فتویٰ دیتے اگر ان کے اقوال سے بھی مسئلہ نہ ملتا تو قال فیہ (دارمی ص ۵۹ ج ۱) مستدرک وقال الحاکم والذهبی (صحیح ص ۴۰ ۲ ج ۱) السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۱۱۵ ج ۱ جامع بیان العلم ص ۵۷ ج ۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن میں آپ نے دلیل ذکر کی نہ لوگوں نے دلیل پوچھی۔

۱۱۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ چلتا تھا اور اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہہ دیا تھا لا ناخذ بقولک وندع قول زید (بخاری ص ۲۳۷ ج ۱) لا نتبعک یاابن عباس وانت تخالف زیداً (عمدۃ القاری ص ۲۷۴ ج ۴ نحوہ فتح الباری ص ۴۶۳ ج ۳) آپ جب فتویٰ دیتے تو

فرماتے انما اقول برائی (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲) اس وقت سے لے کر آج تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقلید شخصی پر ہی عمل درآمد ہے۔

۱۲۔ بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا ان کے کئی فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن کے ساتھ دلیل مذکور نہیں اور اہل بصرہ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے اور ان کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

۱۳۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں **لاخلاف بین فقهاء الامصار و سائر اهل السنة وهم اهل الفقه والحدیث فی نفی القیاس فی التوحید واثباته فی الاحکام الاداؤد بن علی** (جامع بیان العلم ص ۷۴ ج ۲) یعنی داؤد بن علی ظاہری سے پہلے تمام شہروں میں تمام اہل سنت فقہا اور محدثین میں کبھی اس میں اختلاف نہیں ہوا کہ توحید (عقائد) میں قیاس جائز نہیں اور احکام میں جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ پورے خیر القرون میں ایک شخص بھی اس کا منکر نہ تھا اور ایسے مسائل جو مجتہد قیاس شرعی سے ثابت کرے ان کے ماننے کا نام ہی تقلید ہے تو خیر القرون میں تقلید میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

۱۴۔ دارالعلم کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا آپ ادلہ اربعہ سے فتویٰ دیتے تھے (نسائی ص ۲۶۴) اور اکثر مسائل میں فرماتے **اقول فیه برائی** (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲) یعنی میں رائے سے یہ قول بیان کرتا ہوں۔ آپ کے بہت سے فتاویٰ کتب حدیث میں منقول ہیں آپ اپنے قول کے ساتھ دلیل بیان نہیں فرماتے تھے اور تمام اہل کوفہ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۵۔ علامہ احمدی فرماتے ہیں:

> **اما الاجماع فهو انه لم تزل العامة فی زمن الصحابة والتابعین قبل المخالفین. یستفتون المجتهدین ویتبعونهم فی الاحکام الشرعیة والعلماء منهم یبادرون الیٰ اجابة سوألهم من غیر اشارة الی ذکر**

Scanned with CamScanner

الدلیل ولا ینھونھم عن ذلک من غیر نکیر فکان اجماعاً علیٰ جواز اتباع العامی للمجتھد مطلقاً.

(الاحکام ص ۱۷۱ ج ۳)

مسئلہ تقلید پر امت کے اجماع کی دلیل یہ ہے کہ زمانہ صحابہ وتابعین سے لے کر مخالفین (داؤد ظاہری وغیرہ) کے ظہور تک لوگ مجتہدین سے مسائل پوچھتے اور احکام شرعیہ میں ان کی تقلید کرتے اور علماء جوابات میں دلیل کا اشارہ تک نہ کرتے اور علماء وعوام کے اس طرز عمل پر کوئی انکار نہ کرتا نہ روکتا پس ثابت ہوا کہ عہد صحابہ تابعین سے ہی اس پر اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔

۱۶۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق میں رہتے تھے جب فتویٰ دیتے تو فرماتے یہ میری رائے ہے (جامع بیان العلم ص ۵۸ ج ۲) ان کے جو فتاویٰ اور اقوال کتب حدیث میں ملتے ہیں ان کے ساتھ دلیل کا کوئی ذکر نہیں لوگ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عہد صحابہؓ وتابعین اجتہاد وتقلید کا دور تھا ایک بھی غیر مقلد اس دور میں موجود نہ تھا۔ اگرچہ تابعین کے دور کا حال بھی بعض مندرجہ بالا عبارتوں میں آ گیا ہے تاہم مختصراً مزید پڑھ لیں۔

۱۷۔ شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ **فعند ذلک صار لکل عالم من علماء التابعین مذھب علیٰ حیالہ فانتصب فی کل بلد امام** (انصاف ص ۶) تابعین میں سے ہر عالم کا ایک ایک مذہب قرار دیا گیا اور ہر شہر میں ایک ایک صاحب مذہب امام قائم ہو گیا یعنی ہر شہر والے اس اپنے ہی امام کے مذہب پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۸۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں **اذا اختلفت مذاھب الصحابۃ والتابعین فی مسئلۃ فالمختار عند کل عالم مذھب اھل بلدہ** (ایضاً ص ۷)

یعنی جب صحابہ اور تابعین کے مذاہب میں اختلاف ہوتا تو ہر عالم کے نزدیک اس کے اپنے شہر کا مذہب مختار قرار پاتا اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۱۹۔ دور تابعین میں ہزاروں لوگ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لاتے۔ خلیفہ وقت سرکاری طور پر منادی کرواتا کہ **لا یفتی الناس الا احدهذین الامامین.** (عطاؒ بن ابی رباح ومجاہدؒ، شذرات الذهب لابن العماد ص ۱۴۸ ج ۱) حضرت عطاؒ اور حضرت مجاہد کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں ان اقوال کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں سب تابعین اور تبع تابعین بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے نہ کوئی خلیفہ پر اعتراض کرتا کہ ایسی منادی کیوں ہر سال کرائی جاتی ہے نہ حضرت عطاء اور حضرت مجاہد پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم اپنے اقوال کے ساتھ دلیل بیان کیوں نہیں کرتے اور نہ ہی ان ہزاروں لوگوں پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کیوں کرتے ہو۔

۲۰۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں **فهذا کیف ینکره احد مع ان الاستفتاء بین المسلمین من عهد النبی ﷺ ولافرق بین ان یستفتی هذا دائماً ویستفتی هذا حیناً بعد ان یکون مجمعاً علی ماذکرناه** (عقد الجید ص ۳۹) یعنی اس تقلید کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے جب کہ فتویٰ لینا مسلمانوں میں عہد نبوی ﷺ سے آج تک رائج ہے (اور فتاویٰ میں دلیل کا التزام نہیں کیا جاتا) اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ سارے فتوے ہمیشہ ایک ہی سے لے (جو کہ تقلید شخصی ہے) یا کسی دوسرے سے بھی فتویٰ لے اور یہ فتویٰ لینا اور ان پر عمل کرنا امت میں اجماعاً ثابت ہے۔

۲۱۔ خلیفہ عبدالملک نے عطاء اور زہری سے اپنے زمانے کے ہر شہر کے عالم کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ۔

۱۔ مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح۔ ۲۔ مدینہ میں نافع مولیٰ ابن عمرؓ
۳۔ بصرہ میں حسن بصری ۴۔ کوفہ میں ابراہیم نخعی
۵۔ یمن میں طاوس ۶۔ یمامہ میں یحییٰ بن ابی کثیر

۷۔ شام میں مکحول ۸۔ عراق میں میمون بن مہران

۹۔ خراسان میں ضحاک

یہ ان شہروں کے فقہاء تھے (مناقب موفق ص ۷ ج ۱ معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۹۸) دیکھئے پوری اسلامی سلطنت میں دور تابعین میں ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے ایک ایک فقیہ کی تقلید شخصی کرتے تھے ایک تو مناقب موفق میں ان ائمہ کو فقیہ کہا گیا ہے اور کسی کے فقہی اقوال کو تسلیم کر لینا ہی تقلید ہے دوسرے ان سب کے اقوال مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ۔ کتاب الآثار وغیرہ میں درج ہیں ان اقوال کے ساتھ دلائل مذکور نہیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ فقہا بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور ان کے شہر والے بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۲۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے نقل کرتے ہیں لان الناس لم یزالوا من زمن الصحابة رضی الله عنهم الیٰ ان ظهرت هذه المذاهب الاربعة یقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر من احد یعتبر انکارهٗ ولو کان ذلک باطلاً لانکروه (عقد الجید ص ۳۶) سب لوگ زمانہ صحابہؓ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک تقلید کرتے رہے اور کسی قابل اعتبار شخص نے اس (تقلید) کا انکار نہ کیا۔ اگر یہ تقلید باطل ہوتی تو صحابہؓ تابعین اس پر ضرور انکار کرتے۔ یہ عبارت نص ہے کہ مذاہب اربعہ سے پہلے بھی تقلید ہی تقلید تھی اور کوئی منکر تقلید موجود نہ تھا۔

۲۳۔ امام مزنیؒ فرماتے ہیں الفقهاء من عصر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا هذا وهلم جرا استعملوا لمقائیس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امر دینهم قال واجمعوا ان نظیر الحق حق و نظیر الباطل باطل (جامع بیان العلم ص ۶۶ ج ۲) تمام فقہاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک تمام احکام دینیہ میں قیاس کرتے آئے ہیں اور ان کا اجماع ہے کہ حق کی نظیر حق ہے اور باطل کی نظیر باطل ہے اور فقہاء کے فقہی اقوال پر عمل کرنے کا ہی نام تقلید ہے۔

۲۴۔ امام مزنیؒ فرماتے ہیں سب سے پہلا منکر قیاس ابراہیم نظام ہے اور پھر اس کی تقلید میں بعض معتزلہ نے بھی قیاس کا انکار کیا حالانکہ صحابہ تابعین اور تمام شہروں کے فقہاء قیاس کرتے تھے (اور غیر فقہاء ان کی تقلید کرتے رہے) (فتح الباری قسطلانی عینی بخاری حاشیہ ۸۸۔۱۰)

۲۵۔ علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں صحابہؓ سے قیاس کرنا وقت نہ ہونے نص کے تواتر سے ثابت ہے (تلویح توضیح ص ۳۶۷)

۲۶۔ امام نوویؒ داؤد ظاہری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قال امام الحرمين الذى ذهب اليه اهل التحقيق ان منكرى القياس لا يعدون من علماء الامة وحملة الشريعة لانهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضةً وتواتراً لان معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد ولا تفى النصوص بعشر معشارها وهؤلاء ملتحقون بالعوام.

(تہذیب الاسماء)

امام الحرمین فرماتے ہیں محققین کی تحقیق یہ ہے کہ منکرین قیاس کا شمار نہ علماء امت میں ہے نہ حاملین شریعت میں کیونکہ وہ معاند لوگ ہیں اور بہتان باندھنے والے ہیں اور جو چیز (قیاس کا حجت شرعی ہونا) تواتر کے ساتھ ثابت ہے اس کے منکر ہیں حالانکہ شریعت کے اکثر مسائل اجتہاد سے حل کئے گئے ہیں اور صریح نصوص میں دسواں حصہ مسائل بھی نہیں ہیں اور یہ لوگ عوام میں شامل ہیں۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید! فقہا اور مجتہدین کی عوام زمانۂ رسول اللہؐ سے کرتے رہے ہیں اس کا انکار تواتر کا انکار ہے لیکن جس طرح صحابہ وتابعین کی جمع کی ہوئی مکمل حدیث کی کوئی کتاب آج دنیا میں موجود نہیں ہے ہاں بعد کے جن محدثین نے کتابیں جمع فرمائیں ان کا حوالہ ہی آج دیا جاتا ہے مثلاً رواہ البخاری، رواہ

Scanned with CamScanner

مسلم آج کہا جاتا ہے ورنہ صحاح ستہ والوں سے پہلے کبھی کسی نے رواہ البخاری وغیرہ نہیں کہا تھا اسی طرح صحابہ تابعین کی مکمل فقہ جو متواتر ہو وہ آج موجود نہیں ہے ہاں ائمہ اربعہ نے ان فتاویٰ کو اپنی فقہ میں لے لیا۔ اسی لیے اب حوالہ میں قال ابو حنیفة، قال الشافعی کہا جاتا ہے۔

نوٹ: مسائل فروعی بعض ایسے ہیں جن پر صحابہؓ کا اتفاق تھا ان میں ائمہ اربعہ کا بھی اتفاق ہے۔اور بعض مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہ میں اختلاف تھا ان اختلافات میں آئمہ اربعہ نے ایک ایک پہلو کو اختیار کرلیا ہے۔

(رفع یدین) پھر مسعودی فرقہ کے بانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارا اکمل مسئلہ رفع یدین عشرہ مبشرہ سے ثابت ہے۔(ص ۴۳۰)عشرہ مبشرہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ
(۳) حضرت عثمان غنیؓ (۴) حضرت علیؓ
(۵) حضرت طلحہؓ (۶) حضرت زبیرؓ
(۷) حضرت سعدؓ (۸) حضرت سعیدؓ
(۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۱۰) حضرت ابوعبیدہؓ

ہم نے شہدادکوٹ (سندھ) لاڑکانہ اور کراچی میں بار بار چیلنج کیا کہ مسعودی فرقہ اور ان کا امام ان عشرہ مبشرہ کی دس حدیثیں صحیح غیر معارض اسناد کے ساتھ پیش کر دیں ہم آج ہی رفع یدین شروع کردیں گے لیکن یہ دم دبا کر بھاگ گئے۔

ا۔ حضرت صدیقؓ کی حدیث میں نہ سجود کی رفع یدین کی ممانعت نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کی ممانعت نہ تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا حکم صرف رکوع میں رفع کا عمل جس میں دوام نہیں ہوتا اور خود حضرت صدیقؓ تحریمہ کے بعد والی رفع یدین چھوڑ گئے تھے (دارقطنی ،بیہقی) تو اب مسعودی فرقہ کو کیا ملا۔نہ ہی اس کی سند میں محمد بن اسماعیل السلمی کا سماع ابوالنعمان محمد بن الفضل سے

ثابت پس نہ دلیل ثابت ہوئی نہ دلالت۔

۲۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت نامکمل نقل کی ہے اس کی سند کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پورے خیر القرون میں رکوع کی رفع الیدین ایسی غیر معروف اور متروک تھی کہ سارے علاقہ میں اگر کوئی ایک آدھ کر بیٹھتا تھا تو فوراً سوال ہوتا تھا۔

۳۔ پھر حضرت عمرؓ کا موقوف قول پیش کیا لیکن سند کے راویوں عبداللہ بن القاسم اور عیسیٰ بن سلیمان کا ثقہ ہونا ثابت نہیں کر سکے اور حضرت نے خود رفع یدین کو ترک فرمایا جو طحاویؒ ابن ابی شیبہ میں موجود ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ کی روایت پیش کی ہے مگر یہ روایت ابن ابی الزناد نے اس وقت روایت کی جب اس کا حافظہ صحیح نہ تھا اور حضرت علیؓ نے خود رفع یدین ترک فرمادی تھی (طحاویؒ ابن ابی شیبہ موطا امام محمد) اس کے علاوہ کسی عشرہ مبشرہ سے کوئی روایت موجود نہیں کوئی صحیح اسناد پیش کرو۔ ورنہ جھوٹ بول بول کر عوام کو دھوکا دینے سے باز آؤ۔

۵۔ سوال میں جو لفظ منسوخ کا ذکر کیا ہے اگر منسوخ کا یہی معنی ہے کہ چھوڑ دینا ترک کر دینا تو ترک رفع یدین کی احادیث بہت ہیں۔

عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذارکع واذارفع راسہ من الرکوع فلایرفع ولا بین السجدتین۔

(مسند الحمیدی ص ۲۷۷ ج ۲)

سنداس کی نہایت صحیح ہے حمیدی اور سفیان بن عیینہ دونوں مکہ مکرمہ کے ممتاز محدثین سے ہیں اور زہری، سالم اور ابن عمرؓ مدینہ منورہ کے ممتاز محدثین میں ہیں سند راوی مکہ اور مدینہ کے محدثین ہیں اور بس۔ اور ترک رفع یدین کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (نسائی) حضرت براء بن عازبؓ (ابوداؤد) حضرت ابوہریرہؓ (الاستذکار) حضرت ابومالک اشعریؓ (مسند احمد) حضرت علیؓ (عال دارقطنی) اور دیگر صحابہؓ سے مروی ہے۔

غیر مقلد علماء

سے

چار سو سوالات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

علمائے اہلحدیث سے

چار سو علمی سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ امام کے لئے تکبیر تحریمہ بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی کے لئے آہستہ سنت ہے۔

(۲) ایک صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں کہ نماز میں تعوذ آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۳) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ مقتدی کو چھ رکعت میں آمین بالجہر سنت ہے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ سنت ہے۔

(۵) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے تئیس سالہ دور نبوت میں صرف ایک ہی دن صحابہؓ نے آپؐ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۶) صرف ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں ایک ہی دن کسی ایک خلیفہ راشد کے کسی ایک ہی مقتدی نے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۷) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ امام کے لئے ہمیشہ چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین سنت مؤکدہ ہے......

Scanned with CamScanner

(۸) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ کسی خلیفہ راشد نے امام بن کر ایک ہی دن اپنے دور خلافت میں چھ رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو اور گیارہ رکعت میں آہستہ آمین کہی ہو۔

(۹) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ جو مقتدی اس وقت جماعت میں شریک ہو جب امام نصف سے زائد فاتحہ پڑھ چکا ہو اس کے لئے دو دفعہ آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے، ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے درمیان بلند آواز سے اور ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے خاتمے پر آہستہ آواز سے۔

(۱۰) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ جو مقتدی رکوع میں ملے اس کو وہ رکعت دہرانا فرض ہے۔

(۱۱) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ رکوع کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت ہیں۔

(۱۲) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ رکوع کی تکبیر امام کے لئے جہراً اور مقتدی کے لئے آہستہ کہنا سنت ہے۔

(۱۳) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ مقتدی کے لئے **ربنا لک الحمد** آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۱۴) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ وتر میں رکوع کے بعد دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا سنت ہے۔

(۱۵) ایک ہی صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ امام کے لئے دعائے قنوت جہراً اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۱۶) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ سجدوں کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۷) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ دو سجدوں کے درمیان دعا آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۱۸) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ لٹکانا سنت ہے یا ہاتھ سینہ پر باندھنا کیونکہ پیر جھنڈا صاحب ہاتھ باندھتے ہیں اور پنجاب کے غیر مقلدین ہاتھ لٹکاتے ہیں اس لئے حدیث صریح ہونی چاہیئے۔

(۱۹) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین منع اور حرام ہے۔

(۲۰) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں رفع یدین منع اور حرام ہے۔

(۲۱) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ نماز میں درود شریف آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۲۲) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ درود شریف کے بعد والی دعا آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۲۳) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لئے سلام بلند آواز سے اور مقتدیوں کے لئے آہستہ آواز سے کہنا سنت ہے۔

(۲۴) نواب صدیق حسن فرماتے ہیں نمازی کے جسم پر نجاست (پیشاب، پاخانہ، خونِ حیض) لگا ہو تو بھی نماز باطل نہیں ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۳۸)

(۲۵) نواب نور الحسن صاحب فرماتے ہیں ناپاک کپڑوں (جن پر پیشاب، پاخانہ، خونِ حیض لگا ہو سب) میں نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۱)

(۲۶) نماز میں مرد یا عورت کی شرمگاہ کھلی رہے تو بھی نماز صحیح ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۱ بدور الاہلہ ص ۳۹)

(۲۷) نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے:

(بدور الاہلہ عرف الجادی ص ۲۱)

(۲۸) اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھ لے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۳۱-۶۳۲)

(۲۹) جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے (ماں، بہن، بیٹی، خالہ) ان کا سارا جسم سوائے قُبل و دبر ننگا دیکھنا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۵۲)

(۳۰) نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں تم ایسی عورت کرو جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو۔ وہ جو جماع کے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو۔ لغات الحدیث

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۴ تا نمبر ۳۱ یہ بھی حدیث صحیح صریح سے ثابت فرمائیں۔

حصہ دوم

(۱-۳۲) قرآن پاک کے بعد صحیح کتاب بخاری ہے یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے یا نبی معصوم ﷺ کا۔

(۲-۳۳) کیا صحیح بخاری میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ ہے۔

(۳-۳۴) کیا بخاری میں **سبحانک اللهم . سبحان ربی العظیم. سبحان ابی الاعلی** یا تشہد میں درود شریف کا ذکر ہے۔

(۴-۳۵) کیا بخاری شریف میں سینے پر ہمیشہ ہاتھ باندھنے کی حدیث شریف ہے۔

(۵-۳۶) بخاری شریف میں اونٹنی کا پیشاب پینے کا حکم ہے اس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں مگر بھینس کا دودھ پینے کی کوئی حدیث نہیں ہے اس کو پی جاتے ہیں۔ حدیث پیش کریں۔

(۶-۳۷) بخاری میں بغلوں کے بال اُکھاڑنے کا حکم ہے (ج ۲ ص ۸۷۵) لیکن غیر مقلد استرے سے منڈواتے ہیں۔ جس کی کوئی حدیث نہیں۔

(۷-۳۸) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو اس کا روزہ ہی

نہیں ہوگا (ج اص ۲۶۵) مگر امام بخاریؒ

(۳۹-۸) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنی موت کی تمنا ہرگز نہ کرے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۴۷) مگر امام بخاریؒ اس حدیث کے خلاف اپنی موت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۴)

(۴۰-۹) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہفتے میں ایک قرآن پڑھو اور اس پر زیادہ مت کرو۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۵۶) بعض میں تین دن اور بعض میں پانچ دن بھی آیا ہے مگر اکثر میں سات دن ہے (بخاری) مگر امام بخاریؒ اس صحیح صریح حدیث کے خلاف رمضان شریف میں روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲ طبقات سبکی ج ۲ ص ۹ الحطہ ص ۲۲)

(۴۱-۱۰) غیر مقلدین کہتے ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (بخاری ج ۲ ص ۲۲۹) سے ثابت ہے کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے مگر امام بخاریؒ رمضان شریف میں تراویح کے بعد تہجد پڑھ کر اس صحیح حدیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن خلدون)

(۴۲-۱۱) خود امام بخاری نے حدیث روایت فرمائی ہے کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھولو۔ ظاہر ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے پانی کا نہ رنگ بدلتا ہے نہ مزہ اور نہ ہی بو ہوتی ہے مگر امام بخاریؒ اس صحیح حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ جب تک رنگ۔ بو۔ مزہ نہ بدلے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (بخاری ج اص ۲۹)

(۴۳-۱۲) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کتے کا جھوٹا ناپاک ہے (ج اص ۲۹) مگر امام بخاریؒ اس کے خلاف کتے کے جھوٹے پانی سے وضو جائز کہتے ہیں۔ (ج اص ۲۹)

(۴۴-۱۳) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ نمازی کی پشت پر گندگی اور مردار ڈال دیا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ (بخاری ج اص ۳۷)

(۴۵-۱۴) امام بخاریؒ کے نزدیک ران ننگے ہوں تو نماز جائز ہے۔ (ج اص ۵۲)

Scanned with CamScanner

(۱۵۔۴۶) غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ کنز الحقائق ص ۱۶ بدور الاہلہ ص ۱۵) اس پر صحیح حدیث لائیں۔

(۱۶۔۴۷) جب منی پاک ہے تو اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَات کے موافق اس کا کھانا بھی حلال ہے یا حرام۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث سے جواب دیں۔

(۱۷۔۴۸) ابوالحسن غیر مقلد نے فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۴۶ پر جو لکھا ہے کہ ہمارے مذہب میں ایک قول پر کھانا منی کا جائز ہے اس کی صریح دلیل بیان کریں۔

(۱۸۔۴۹) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ عورت کی پیشاب گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ پاک ہے۔ (کنز الحقائق ص ۱۶۔ نزل الابرار ج ۱، ص ۴۹ تیسیر الباری ص ۲۰۷ ج ۱، اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں۔

(۱۹۔۵۰) جب یہ رطوبت پاک ہے تو اس کا پینا حلال ہے یا حرام۔ جواب صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۲۰۔۵۱) آپ کے مذہب میں حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ عرف الجادی ص ۱۰) اس مسئلہ کی دلیل حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۲۱۔۵۲) کتا پاک ہے۔ عرف الجادی ص ۱۰ اس کا گوشت، خون، ہڈی، بال، پسینہ پاک ہے۔ بدور الاہلہ ص ۱۶ اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہے ہدیۃ المہدی ج ۲ ص ۷۷ کتا بیوی کو حق مہر میں دینا جائز ہے۔ محلی ابن حزم باب المہر۔ جواب صحیح حدیث سے دیں۔

(۲۲۔۵۳) خنزیر پاک ہے۔ عرف الجادی ص ۱۰ اس کے بال، ہڈی پاک ہے۔ کنز الحقائق ص ۱۳ اس کا جھوٹا پاک ہے۔ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹

(۲۳۔۵۴) الخمر یعنی شراب پاک ہے۔ کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ عرف الجادی ص ۱۰ اس میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا حلال ہے۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۵۰)

Scanned with CamScanner

(۲۴۔۵۵) پیشاب ہر حلال اور حرام جانور کا پاک ہے سوائے خنزیر کے اس میں اختلاف ہے ایک قول میں وہ بھی پاک ہے۔ (نزل الابرار ج ا ص ۴۹)

(۲۵۔۵۶) کوئی مردار نجس نہیں۔ عرف الجادی ص ۱۰ ان سب مسائل کی ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں۔

(۲۶۔۵۷) ان مندرجہ بالا مسائل کا مطلب صاف ہے کہ اگر منی، مردار، خون، کسی جانور کا پیشاب، شراب، خنزیر، کتا اگر پانی میں گر جائیں خواہ کتنی ہی مقدار ہو تو اس پانی سے وضو کرنا، غسل، اس کا پینا، اس سے کھانا پکانا سب جائز ہے۔ یعنی آپ کے مذہب پر۔

(۲۷۔۵۸) مندرجہ بالا چیزیں، بدن، کپڑے یا نماز کی جگہ پر خواہ کتنی مقدار میں ہوں، نماز بالکل جائز ہے۔ اس کا حکم حدیث سے دکھاؤ۔

(۲۸۔۵۹) مندرجہ بالا پاک چیزوں سے اگر کوئی شخص قرآن حدیث لکھے تو اس کے جواز یا عدم جواز کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۲۹۔۶۰) اگر خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ نزل الابرار ج ا ص ۵۰، اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۳۰۔۶۱) ایک کنویں میں خنزیر، مردار، حیض کے چیتھڑے، انسانوں کا پیشاب پاخانہ رات دن گرتا رہتا ہے وہ کنواں پاک ہے یا ناپاک۔

(۳۱۔۶۲) ناپاک کنویں کا پاک کرنے کا طریقہ کسی صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔

حصہ سوم

حضرات علماء اہل حدیث سے گزارش ہے کہ وہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب میں ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں۔ حدیث مکمل متن کے ساتھ نقل فرمائیں اور ہر ہر راوی کی توثیق سند کا اتصال اور اس کا

Scanned with CamScanner

شذوذ وعلت سے سالم ہونا ثابت فرمائیں۔کوئی جواب جو قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض کے حوالہ سے نہ ہوگا وہ مردود ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے۔

(۱۔۶۳) عیسائی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہندو کہتے ہیں خنزیر کی شکل میں ظاہر ہوا۔اور مولانا وحید الزمان خان غیر مقلد فرماتے ہیں کہ خدا جس صورت میں چاہے ظاہر ہوسکتا ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۷ وج ا ص ۹)

(۲۔۶۴) نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ رام چندر، لچھمن، کرشن، زراتشت، مہاتما بدھ یہ سب انبیاء صالحین میں سے ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم خدا کے سب رسولوں پر بلا تفریق ایمان لائیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۸۵)

(۳۔۶۵) اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء و اولیا کا سماع عام لوگوں سے وسیع ہے۔حتیٰ کہ پوری زمین سے ہر جگہ دور نزدیک سے وہ سن لیتے ہیں تو یہ عقیدہ شرک نہیں۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۴)

(۴۔۶۶) اس مندرجہ بالا عقیدے سے کوئی یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث (اعظم) کہے تو شرک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۴)

(۵۔۶۷) نواب صدیق حسن خان صاحب اس عقیدے سے یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔

قبلہ دیں مدد دے   کعبہ ایمان مدد دے

ابن قیم مدد دے   قاضی شوکاں مدد دے   (ج ا ص ۲۳)

ابن قیم، قاضی شوکانی فوت شدہ بھی تھے اور دور بھی مگر نواب صدیق حسن خان صاحب ان سے استمداد کیا کرتے تھے۔

(۶۔۶۸) جب آپ کے عقیدہ میں رام چندر، لچھمن، کرشن، مہاتما بدھ بھی نبی ہیں اور ہر نبی دور نزدیک سے پکار سنتا ہے تو آپ کے مذہب میں یا رام چندر مدد

دے یا لچھمن مدد دے۔ یا کرشن مدد دے۔ یا مہاتما بدھ مدد دے کا وظیفہ پڑھنا بھی عین ایمان ہوا۔

(۷۔۶۹) یہی زمانہ تھا کہ مرزا قادیانی قادیان کو قبلہ و کعبہ قرار دے رہے تھے اور نواب صدیق حسن خان اہلحدیث قاضی شوکانی یمنی کو قبلہ کعبہ بنا رہے تھے تو قرآن حدیث کی رو سے زیادہ ثواب کس کو مل رہا تھا۔

(۸۔۷۰) نواب وحید الزمان وغیرہ غیر مقلد کا عقیدہ ہے کہ جو سماع موتیٰ کا انکار کرتا ہے وہ اہلحدیث نہیں معتزلی ہے۔ (ہدیۃ المھدی ص ۶۰)

(۹۔۷۱) آنحضرت ﷺ یا کسی نبی۔ ولی کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں امور جاہلیت میں سے ہے۔ عرف الجادی ص ۶۰ اور اس کو جائز ثابت کرنے والا خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور حلاوت ایمان سے محروم ہے۔ عرف الجادی ص ۱۰۳۔

(۱۰۔۷۲) اور اگر کوئی شخص مدینہ منورہ پہنچ جائے تو اس پر واجب ہے کہ آنحضرتؐ کے روضۂ اطہر کو گرا کر خاک کے برابر کر دے۔ عرف الجادی ص ۶۰ رام چندر، لچھمن، کرشن، مہاتما بدھ سے اتنی محبت اور آنحضرت سے اتنی نفرت کہ روضہ اطہر کا نشان دیکھنا بھی گوارا نہیں۔

(۱۱۔۷۳) اگر غیر مقلدین برسر حکومت آجائیں تو وہ پہلا حملہ ہندوستان پر کریں گے جو ہندو، رام چندر، کرشن، لچھمن اور مہاتما بدھ جیسے نبیوں کے پیروکار ہیں یا مکہ مکرمہ پر کریں گے جہاں کے لوگ مقلد ہیں اور مرکز اسلام کو مشرک مقلدین سے خالی کرائیں گے۔

(۱۲۔۷۴) اگر غیر مقلدین برسر اقتدار آگئے تو مقلدین سے زکوٰۃ وصول کریں گے یا جزیہ۔ قرآن و حدیث سے حکم بتائیں۔

(۱۳۔۷۵) اگر غیر مقلدین کو حکومت مل گئی تو وہ پہلے کسی مندر کو تو نہیں گرائیں گے۔

البتہ روضۂ اطہر کو ضرور گرائیں گے۔

(۱۴۔۷۶) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ جو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

(۱۵۔۷۷) نواب صاحب لکھتے ہیں جو وضو میں پاؤں نہ دھوئے بلکہ صرف مسح کر لے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

(۱۶۔۷۸) نواب صاحب لکھتے ہیں جو مردوں کے وسیلہ سے دعا کرے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

امید ہے کہ علماء اہلحدیث اپنے ان مسائل کا ثبوت بھی کسی آیۃ قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں گے۔

نیز آمدہ مسائل فقہ محمدی کے ہیں اور اس کتاب کے ہیں جس کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے یعنی یہ مسائل غیر مقلدین کے عقیدہ میں کسی مجتہد کے مسائل نہیں ہیں جن میں احتمال خطا بھی ہو سکتا ہے بلکہ نبی معصوم علیہ السلام کی فقہ کے بے خطا مسائل ہیں۔

(۱۷۔۷۹) ایک شخص کی شہوت سے منی خارج ہونے لگی اس نے عضو خاص کو زور سے پکڑ لیا سکون کے بعد منی خارج ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ص ۲۳)

(۱۸۔۸۰) اگر کسی مرد نے کسی چوپائے (بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ گدھی۔ کتیا) کی شرمگاہ میں دخول کیا تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۲۳)

(۱۹۔۸۱) اگر کسی عورت نے کسی چوپائے (کتے، خنزیر وغیرہ) سے یہ فعل کروایا تو اس پر غسل فرض ہے یا نہیں۔ حدیث صحیح صریح سے جواب دیں۔

(۲۰۔۸۲) اگر کسی نے زندہ عورت کے ساتھ صحبت کی اور انزال نہ ہوا ہو تو امام بخاری کے نزدیک غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۲۳)

(۲۱۔۸۳) اگر کسی شخص نے اپنا آلہ تناسل خود اپنی دبر میں داخل کیا تو انزال کے بغیر غسل فرض نہ ہوگا۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۲۴)

Scanned with CamScanner

(۲۲۔۸۴) اگر کسی نے مردہ عورت سے صحبت کی تو راجح یہ ہے کہ غسل ضروری نہیں۔
(نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۲۳۔۸۵) اگر کسی عورت نے غیر آدمی (گدھے۔ ہاتھی۔ کتے۔ خنزیر، بندر، گھوڑے۔ ریچھ وغیرہ) کا ذکر اپنی شرمگاہ میں داخل کیا تو غسل فرض نہیں۔
(نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۲۴۔۸۶) اگر کسی عورت نے مردہ مرد کا آلہ تناسل اپنی شرمگاہ میں داخل کیا تو اس پر غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۲۵۔۸۷) اگر کسی لڑکے سے اغلام بازی کی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴) اُف! حدیث کی آڑ میں کیا کچھ ہو رہا ہے......[ا]

(۲۶۔۸۸) اگر کسی عورت نے انگلی استعمال کی تو غسل فرض نہیں۔ نزل الابرار ص ۲۴ آہ نبی معصوم کی طرف کیسی فقہ منسوب کر دی گئی ہے۔

(۲۷۔۸۹) اگر کسی عورت نے لکڑی وغیرہ شہوت رانی کے لئے استعمال کی تو غسل فرض نہیں جب تک انزال نہ ہو۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۲۸۔۹۰) اگر عورت نے لکڑی شرمگاہ میں داخل کی لکڑی اندر چلی گئی مگر ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگا تو وضو بھی نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۲۹۔۹۱) کسی مرد نے کنواری لڑکی سے صحبت کی اور وہ حاملہ ہو گئی مگر کنوار پٹی زائل نہیں ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۳۰۔۹۲) اگر محض خیال سے شہوت آئی اور منی خارج ہو گئی تو غسل فرض نہیں۔
(نزل الابرار ج ا ص ۲۳)

(۳۱۔۹۳) اگر کسی مرد یا عورت نے لکڑی، لوہا یا کوئی اور ایسی چیز اپنی دبر میں داخل کی اور وہ خشک نکل آئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۰)

[ا] اولئک ابائی فجئنی بمثلھم ...... از...... شبان اھلحدیث

(۳۲_۹۴) اگر بواسیر والے نے اپنے موہکے یا کانچ خود اندر داخل کی تو وضوٹوٹ گیا۔ اور اگر خود بخود داخل ہو گئے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۲۰)

(۳۳_۹۵) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے غیر فطری مقام کو استعمال کرے تو اسے کوئی شرعی سزا تو کجا اس پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۲۲)

(۳۴_۹۶) اگر کوئی عورت متعہ کروائے (یعنی اجرت لے کر زنا کروائے) تو نہ حد نہ تعزیر بلکہ اس پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۲۲)

(۳۵_۹۷) زید نے کسی عورت سے زنا کیا اس نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی اس بیٹی سے زید باپ نکاح کرسکتا ہے جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰۹)

(۳۶_۹۸) نظر بازی سے بچنے کے لئے مشت زنی واجب ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۳۷_۹۹) نظر بازی کے جواز کے لئے بوڑھا بابا بھی نوجوان وھابن کی پستان نوشی کرسکتا ہے۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۷۷)

(۳۸_۱۰۰) بعض صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۳۹_۱۰۱) مشت زنی میں کوئی حرج نہیں جیسے بدن کے دوسرے موذی فضلات (پاخانہ پیشاب) نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۴۰_۱۰۲) مشت زنی کرنے والے پر نہ حد ہے نہ تعزیر۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

حضرات براہ کرم چہل احادیث ان مسائل پر پیش فرمائیں بعض لوگ ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے علمائے اہلحدیث یہ سب مسائل حدیث کے خلاف لکھتے ہیں ان کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ اس لئے اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ حدیث کا نام محض جھوٹ موٹ لیتے ہیں اور یہ مسائل غلط ہیں تو براہ نوازش ہر مسئلہ کا غلط ہونا ہی ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت فرمائیں۔ بہر حال ان کے موافق یا مخالف چالیس احادیث پیش کریں۔

حصہ چہارم......مسئلہ تقلید

تقلید کی تعریف

تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۶، ج ۱ ص ۲۶۰، ج ۱ ص ۲۶۲، ج ۱ ص ۲۶۵ کتاب وسنت کے ماہر کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرنا۔ عقد الجید شاہ ولی اللہ ص ۷۰۔

تقلید کی تقسیم

تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر کسی تعین کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کر لیا جائے جو اہلحدیث کا مذہب ہے اور تقلید شخصی یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۶)

معرفت دلیل

اس کو کہتے ہیں کہ دلیل کو پورے طور پر جاننا۔ بالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں اور یہ منسوخ بھی نہیں وغیرہ ایسا جاننا مجتہد کا خاصہ ہے...... یہ بالکل صحیح ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۶۳) یعنی دلیل میں تین باتیں ضروری ہیں۔

ا: وہ منع سے سالم ہو یعنی اس کا ثبوت تواتر یا سند صحیح سے ہو۔

ب: وہ نقض سے سالم ہو اس کے مقدمات ثابت اور نتیجہ کی دلالت دعویٰ پر واضح ہو۔

ج: وہ معارضہ سے سالم ہو یعنی کوئی دلیل اس کے معارض نہ ہو۔

تقلید کا حکم

تقلید مطلق واجب ہے۔ معیار الحق ص ۴۱ تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۵ داؤد غزنوی ص ۳۷۵۔ تقلید شخصی مباح ہے۔ یعنی اس پر کوئی گناہ مرتب نہیں ہوتا وہ یہ کہ مقلد کسی ایک امام کو محقق سمجھ کر ہمیشہ اسی کی بات مانتا رہے مگر اس تعین کو حکم شرعی نہ

Scanned with CamScanner

سمجھے۔ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۲ معیار الحق ص ۴۱ تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۵ داؤد غزنوی ص ۳۷۵ ہم نے غیر مقلدین کا مسلک تقلید کے بارہ میں ان کے عناصر اربعہ بلکہ ائمہ اربعہ مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مولانا داؤد غزنوی سے باحوالہ ذکر کیا ہے۔ اب مندرجہ ذیل امور جواب طلب ہیں۔

(۱۔۱۰۳) واجب کی تعریف کیا ہے۔ اور اس کے تارک کا کیا حکم ہے۔ دونوں باتیں کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بیان کریں۔

(۲۔۱۰۴) تقلید مطلق کے واجب ہونے کا ثبوت آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۳۔۱۰۵) جب آپ کے ہاں تقلید مطلق واجب ہے تو آپ بھی مقلد ہوئے۔ آپ لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کیوں کہتے ہیں؟

(۴۔۱۰۶) مباح کی کیا تعریف ہے اور اس کے تارک اور عامل کا کیا حکم ہے۔ یہ بات حدیث صحیح صریح غیر معارض کے حوالہ سے بیان کریں۔

(۵۔۱۰۷) تقلید شخصی کے مباح ہونے کی دلیل قرآن پاک کی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بیان فرمائیں۔

(۶۔۱۰۸) عالم کو مسئلہ بتاتے وقت ہر ہر مسئلہ پر دلیل تام (دیکھو نمبر ۳) کا بیان کرنا فرض ہے یا واجب۔ اور اس کی دلیل میں آیۃ یا حدیث بیان کریں۔

(۷۔۱۰۹) حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبدالرزاق میں صحابہ اور تابعین کے تقریباً سترہ ہزار فتاویٰ ہیں جن میں صحابہ اور تابعین نے فتویٰ کے ساتھ کوئی آیت قرآنی یا حدیث دلیل میں بیان نہیں فرمائی تو وہ فرض و واجب کے تارک اور گنہگار ہوئے یا نہیں۔

(۸۔۱۱۰) ان سترہ ہزار فتاویٰ میں سوال کرنے والوں نے بھی دلیل کا مطالبہ نہیں کیا تو

ان کا مطالبہ بلا دلیل ان مسائل کو تسلیم کر لینا تقلید ہی ہے کیا یہ صحابہ اور تابعین دلیل کا مطالبہ نہ کرنے کی وجہ سے فاسق ہوئے یا کافر۔ دلیل حدیث صحیح سے ہو۔

(۹۔۱۱۱) کیا ہر ہر عامی آدمی کو ہر ہر جزئی مسئلہ کی دلیل تام جاننا فرض ہے یا واجب اور اس کی کیا دلیل ہے۔ حدیث صحیح بیان فرمائیں۔

(۱۰۔۱۱۲) آپ کے اکثر عوام اپنے علماء سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتے ہیں اور دلیل تام کی تحقیق نہیں کرتے وہ عوام ان علماء کے مقلد ہوئے یا نہیں۔

(۱۱۔۱۱۳) آپ کے عوام نہ دیوبندی علماء سے مسئلہ پوچھتے ہیں نہ بریلوی علماء سے وہ صرف اپنے علماء سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو نمبر۲ کے موافق یہ تقلید شخصی ہے یا غیر شخصی مطلق۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی فقہ کے مسائل پر چلنا تقلید شخصی ہے۔

(۱۲۔۱۱۴) مذہب حنفی میں اکثر مسائل پر فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے بعض مسائل میں صاحبین کے قول پر بعض میں امام زفرؒ امام حسنؒ کے قول پر۔ تو اس کو آپ کی تقسیم نمبر۲ کے موافق تقلید شخصی کہا جائے گا یا تقلید مطلق۔

(۱۳۔۱۱۵) چونکہ زیر بحث تقلید مجتہد کی ہے اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مجتہد کی تعریف بیان فرمائیں۔

(۱۴۔۱۱۶) قرآن و حدیث میں مجتہد کی شرائط کیا ہیں ان کو وضاحت سے بیان فرمائیں۔

(۱۵۔۱۱۷) قرآن وحدیث سے یہ وضاحت فرمائیں کہ مجتہد کا دائرہ کار کیا ہے۔

(۱۶۔۱۱۸) تقلید کی اس تعریف کے مطابق جو نمبر ۱ پر گزری خدا و رسولﷺ کی بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں۔

(۱۷۔۱۱۹) اس تعریف پر اصول حدیث کے قواعد کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا تقلید ہے یا نہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۸_۱۲۰) اصول حدیث میں خاص شوافع کے فرقہ کے اصول کو ماننا اور حنفی محدثین کے اصول کو نہ ماننا تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق۔

(۱۹_۱۲۱) اسماء الرجال کی کتابوں سے جرح وتعدیل کے اقوال کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں۔

(۲۰_۱۲۲) جرح تعدیل میں شافعی فرقہ کی کتابوں کو بلا مطالبہ دلیل ماننا اور حنفی کتابوں کو نہ ماننا تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق۔

(۲۱_۱۲۳) کتب حدیث میں مشکوٰۃ کو ماننا اور زجاجۃ المصابیح کو نہ ماننا۔ بلوغ المرام کو ماننا اور مستدلات حنفیہ کو نہ ماننا۔ مؤطا امام مالکؒ کو ماننا اور مؤطا امام محمدؒ کو نہ ماننا۔ ترمذی کو ماننا اور طحاوی پر اعتماد نہ کرنا۔ جزء القرأۃ کو ماننا اور کتاب الآثار کو نہ ماننا۔ کتاب القرأۃ کو ماننا اور کتاب الحجۃ علیٰ اھل المدینہ کو نہ ماننا یہ تقلید مطلق ہے یا تقلید شخصی کا اثر ہے۔

(۲۲_۱۲۴) حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں صرف اپنے فرقے کے مولوی پر اعتماد کرنا حنفی محدثین پر اعتماد نہ کرنا تقلید شخصی ہے یا مطلق۔

(۲۳_۱۲۵) یہودی اپنے احبار ورھبان کی تقلید مطلق تھی یا شخصی۔ جواب قرآن یا حدیث صحیح سے دیں۔

(۲۴_۱۲۶) اگر وہ تقلید شخصی کرتے تھے تو ان کے مجتہدین کے نام جن کی طرف فرقے منسوب تھے۔ قرآن حدیث سے تحریر کریں۔

(۲۵_۱۲۷) مشرکین جو اپنے آباء واجداد کی تقلید کرتے تھے وہ تقلید مطلق تھی یا تقلید شخصی۔ قرآن وحدیث سے جواب دیں۔

(۲۶_۱۲۸) اگر وہ تقلید شخصی کرتے تھے تو ان میں کتنے فرقے تھے ان کے نام قرآن و حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۲۷_۱۲۹) محدثین نے جو حدیث کی قسمیں اور ہر ہر قسم کا حکم بیان فرمایا ہے یہ سب

Scanned with CamScanner

اقسام صراحۃً قرآن وحدیث میں ہیں یا ان امتیوں کی بنائی ہوئی قسموں کو بلامطالبہ دلیل قرآن حدیث مان لیا ہے تو یہ تقلید ہے یا نہیں۔

(۲۸_۱۳۰) جب تقلید مطلق واجب ہے اور تقلید مطلق کے دو ہی فرد ہیں شخصی اور غیر شخصی تو وجوب کا حکم دونوں کی طرف یکساں ہوگا۔ پھر ایک واجب دوسرے کو مباح کہنا یہ بالکل غلط ہوا۔ جس طرح قسم کے کفارہ میں کھانا کھلانا۔ کپڑے دینا۔ روزے رکھنا۔ تینوں برابر ہیں۔ اب جس طرح بھی ادا کرے گا تو واجب ہی ادا ہوگا۔

(۲۹_۱۳۱) کیا آپ کے نزدیک ہر آدمی مجتہد ہے یا بعض مجتہد اور بعض غیر مجتہد۔ قرآن پاک نے تو دونوں درجے بتائے۔ ﴿لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰىٓ اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ اور ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کیا آپ ان آیات کو مانتے ہیں۔

(۳۰_۱۳۲) اب غیر مجتہد دو حال سے خالی نہیں یا تو آپ اس کو از خود ادلہ اربعہ سے اخذ احکام کی اجازت دیں گے یا کسی مجتہد کے اخذ کردہ احکام پر عمل کرائیں گے۔ پہلی صورت میں وہ مجتہد ہوا اور دوسری صورت میں مقلد۔ اور اس میں چونکہ شرائط اجتہاد نہ تھیں اس لئے اس کا اجتہاد ایسا ہی باطل ہوا جیسے وہ نماز باطل ہے جس میں شرائط نماز نہ پائی جائیں۔

(۳۱_۱۳۳) اب غیر مجتہد اگر مجتہد سے اخذ احکام کرے گا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو ایک مجتہد کے مذہب کو باقی مذاہب پر راجح سمجھے گا تو وہ تقلید شخصی کرے گا کیونکہ مرجوح پر عمل بالاجماع ناجائز ہے۔

(۳۲_۱۳۴) تقلید غیر شخصی کی کیا صورت ہوگی اگر غیر مجتہد سب مجتہدین کے مذاہب کو مساوی جانے گا تو اختلافی مسائل میں ایک مجتہد ایک چیز کو حلال کہتا ہے اور دوسرا حرام کہتا ہے اور اس (غیر مجتہد) کے نزدیک سب برابر ہیں تو کوئی چیز

اس کے لئے نہ حرام ہوگی نہ حلال۔ یا ہر چیز حلال بھی ہوگی اور حرام بھی اور یہ بالاجماع باطل ہے۔ تو سب کو مساوی سمجھنا بھی بالاجماع باطل ہوا۔

(۱۳۵-۳۳) اگر وہ غیر مجتہد چاروں مذاہب کو مساوی الترک والقبول جانتا ہے تو تکلیف شرعی باطل ہوئی نہ کچھ فرض رہا نہ حرام رہا۔ بلکہ اگر چاہے تو حلال کی طرف مائل ہو جائے چاہے تو حرام کی طرف مائل ہو جائے۔ پھر یہ تقلید مجتہد کی تو نہ رہی بلکہ اپنی خواہش نفسانی کی تقلید ہو گئی۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ اور ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾ کا مصداق ہوگا۔ مجتہد کا نام تو محض دھوکے کے لئے لے گا اپنی خواہش نفسانی کی تقلید کو اتباع قرآن و حدیث کا نام دے کر گمراہ ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ حال کے اکثر غیر مقلدین کی حالت ہے۔

(۱۳۶-۳۴) اگر کوئی غیر مجتہد یہ دعویٰ کرے کہ چاروں مذاہب سے جس کا مسئلہ قرآن حدیث سے زیادہ اقرب ہوگا اس کو ترجیح دوں گا تو محض غلط ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی مریض کہے کہ میں ڈاکٹروں کے نسخوں کو خود پرکھوں گا۔ جس کا نسخہ ڈاکٹری اصول سے اقرب ہوا۔ اس کو استعمال کروں گا۔ یا کوئی ملزم کہے کہ میں ججوں کے فیصلوں کو خود پرکھوں گا جس جسٹس صاحب کا فیصلہ قانون سے اقرب ہوا اسے تسلیم کرلوں گا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ڈاکٹری سے جاہل کو تو ڈاکٹروں کے چیک کرنے کی اجازت نہ ہو اور قانون سے ناواقف ملزم کی جسٹس صاحبان کے فیصلہ پر نکتہ چینی توہین عدالت قرار پائے مگر ایک جاہل جو شرائط اجتہاد سے خالی ہو اس کو اختیار دیا جائے کہ مجتہدین پر نکتہ چینی کرے۔

(۱۳۷-۳۵) اگر مقلد آئمہ اربعہ کے مذاہب میں سے ایک کو راجح سمجھے تو اسے راجح

پر عمل کرنا لازم ہے کیونکہ مذہب مرجوح مثل منسوخ کے ہے اس لئے راجح کے مقابلہ میں مرجوح کو اختیار کرنا باجماع امت باطل ہے۔ پس اسے راجح پر عمل کرنا ہوگا۔

(۳۶۔۱۳۸) اب رہا یہ سوال کہ مقلد ترجیح کیسے دے گا۔ تو ترجیح کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ہر مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے دلائل کا تفصیلی علم حاصل کر کے پھر ایک کو ترجیح دے تو یہ کسی مقلد یا غیر مقلد کے بس کی بات نہیں اگر کوئی غیر مقلد ایسا دعویٰ کرے تو ہم اسے **کیف ما اتفق فقه** کے مختلف ابواب سے ایک سو مسائل پیش کریں گے۔ وہ غیر مقلد ہر مسئلہ پر چاروں آئمہ کا مسلک بتائے پھر ہر ہر مسئلہ پر چاروں اماموں کے دلائل بیان کرے پھر ان پر مخالفین کے اعتراضات نقل کر کے ہر ایک کا جواب دے اور پھر صحیح صریح احادیث سے ترجیح دے۔ ہم نے مدت سے غیر مقلدین کو یہ دعوت دے رکھی ہے مگر کوئی غیر مقلد اس کے لئے تیار نہیں پس یہ طریقہ تو ممکن نہیں۔ (دوسرا طریقہ) مقلد کی ترجیح اجمالاً ہوتی ہے۔ جیسے کوئی مریض کسی ڈاکٹر کے ہر ہر نسخہ کو چیک کرنے کی اہلیت تو نہیں رکھتا مگر اجمالاً جانتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مریضوں کو شفا بخشی ہے اور علاقہ بھر کے بڑے بڑے ڈاکٹر اس سے مشورہ کرتے ہیں اور بڑے بڑے ڈاکٹر اسے اپنا امام مانتے ہیں جیسے سخی حاتم کو۔ پہلوان رستم کو۔ محدثین امام بخاریؒ کو مجتہدین امام ابوحنیفہ کو۔ نحوی خلیل واخفش کو اپنا امام مانتے ہیں ان کی متواتر شہادتوں سے اس کی افضلیت کا یقین دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اسی طرح عامی کے دل میں ایک امام کی افضلیت کا اعتقاد آجاتا ہے اور اس کے مذہب کو راجح سمجھتا ہے۔

(۳۷۔۱۳۹) دیکھئے عام مقلد بھی صحیح بخاری کی حدیثوں کو دوسری حدیثوں پر ترجیح دیا

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں ظاہر ہے کہ انہوں نے بخاری کی ہر سند اور ہر راوی کو چیک نہیں کیا بلکہ آئمہ فن حضرات محدثین ان کو اپنا امام مانتے ہیں۔ یہی دلیل اجمالی عامی کے لئے وجہ ترجیح ہے تو اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کو آئمہ فن نے امام اعظم کا لقب دیا ہے جس سے عوام پر بھی آپ کی افضلیت عیاں ہے۔

(۳۸۔۱۴۰) بعض اوقات عوام کے لئے وجہ ترجیح میں سہولت ہوتی ہے۔ جس طرح صوبہ یمن میں حضرت معاذؓ کے اجتہادات سہل الحصول تھے۔ اس لئے یمن کے لوگ آپ کے ہی فتاوٰی پر بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے تھے۔ یہی تقلید شخصی ہے۔ اس طرح پاک و ہند میں حنفی مسلک کے مفتی ہر جگہ موجود ہیں اور یہی مذہب سہل الحصول ہے اس لئے ان ملکوں کے تمام محدثین، تمام فقہا، تمام مفسرین، تمام سلاطین، تمام مجاہدین امام صاحب کی تقلید کرتے رہے ہیں اور شاہ ولی اللہؒ اپنے رسالہ الانصاف میں فرماتے ہیں کہ اس ملک میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید سے باہر نکلنا شریعت محمدیہ سے باہر نکلنے کے مترادف ہے۔

(۳۹۔۱۴۱) عوام اہل اسلام یہ بھی جانتے ہیں کہ اختلاف دین و دنیا میں نہایت مضر ہے اور اتفاق مطلوب و مرغوب ہے۔ دیکھئے خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ افضل نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو اور قرأت قرآن زیادہ ہو مگر جب حضرت معاذؓ کے لمبی سورت پڑھنے سے جماعت سے ایک آدمی کٹ گیا تو آنحضرت ﷺ سخت ناراض ہوئے اور حضرت معاذؓ کو فتنہ پرداز تک فرما دیا (بخاری) الغرض اگر ایک واجب کے ادا کرنے کے دو طریقے ہوں۔ مگر ایک طریقے میں امت کا اتفاق رہتا ہو اور دوسرے طریقہ میں اختلاف پڑتا ہو تو جو طریقہ اتفاق والا ہو گا وہی متعین رہے گا چونکہ اس ملک میں شروع سے سب لوگ حنفی مسلک پر رہے ہیں اس لئے اب عوام کے لئے بھی ترجیح اسی مذہب کو ہو گی۔ کیونکہ اس صورت میں اتفاق رہتا ہے۔

چنانچہ مشاہد اور متواتر ہے کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک یہاں صرف حنفی تھے اور بالکل اتفاق تھا۔ مساجد خالص عبادت گاہ تھیں کوئی لڑائی جھگڑا نہ تھا اور یہ بھی متواتر اور مشاہد ہے کہ جب غیر مقلدین نے اس اتفاق کو ختم کیا اسی دن سے اختلاف کا جہنم گرم ہو گیا۔ ہر مسجد میدان جنگ بن گئی سینکڑوں مسجدوں کو تالے لگے ہزاروں روپے مسلمانوں کے مقدمات میں گئے اور بعض مقدمے ہائیکورٹ سے گزر کر پریوی کونسل لندن تک پہنچے اور یہ فتنے صرف تقلید امام سے انحراف کے نتیجہ میں ظاہر ہوئے اس لئے اس ملک میں ایک عامی کے لئے یہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ حنفیت میں اتفاق ہے اور اس کے ترک میں اختلاف وانتشار ہے۔

(۱۴۲-۴۰) صحیح بخاری شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زبردست دلی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کو بنائے ابراہیمی پر تعمیر کروادیں مگر اس خوف سے اپنے اس ارادہ سے آپ باز رہے کہ کچھ لوگوں کے دین سے بیزار ہونے کا ڈر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی طریقہ سے دین بیزاری کا خطرہ ہو اور دوسرے طریقہ میں خطرہ نہ ہو تو جس طریقے میں خطرہ ہو وہ ناجائز ہوگا اسی طرح ترک تقلید کے پچیس سالہ دور میں لوگوں میں اتنی دین بیزاری پیدا ہوئی جس کا ہزارواں حصہ بھی تقلیدی دور میں نظر نہیں آتا تو ایک عامی آدمی کے لئے یہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ ایک مذہب کو چھوڑنے میں دین بیزاری کی لعنت پھیلی ہے اور اس سے حفاظت حصار تقلید میں ہے۔

(۱۴۳-۴۱) یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ دین کی گرفت جس قدر مضبوط ہو دین کی عظمت قائم رہتی ہے اگر عوام اپنی خواہش سے مذاہب اربعہ سے مسائل انتخاب کریں گے تو دین کی گرفت ختم ہو جائے گی اور نفس آزادی کے عنوان سے دین کی تمام عظمتوں کو برباد کر دے گا۔ اور جو بات دین کی

بربادی کا سبب ہو اس کے ناجائز ہونے میں کیا شبہ ہے۔

(۴۲۔۱۴۴) زید کے دانتوں سے خون نکل آیا اس نے کہا امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹا۔ پھر اس نے اپنے عضو تناسل کو چھو لیا اور کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹا اور اسی طرح نماز پڑھ لی کیا اس کی نماز ہو گئی یا تقلید مطلق نے عبادت ضائع کر دی۔

(۴۳۔۱۴۵) ایک حنفی کو غیر مقلد نے جرابوں کے مسح پر لگا دیا اب وہ وضو میں جرابوں پر مسح کرتا ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اب حنفی کہتے ہیں وہ بے وضو تھا اس لئے نماز نہیں ہوئی اور غیر مقلد کہتے ہیں فاتحہ نہیں پڑھی نماز نہیں ہوئی تو اس کو آزادی اور تقلید مطلق کا جھانسہ دے کر ایسا کرا دیا کہ بالا جماع اس کی نماز باطل ہو گئی۔

(۴۴۔۱۴۶) تقلید کا لفظ تقلید مطلق میں بھی آتا ہے اور تقلید شخصی میں بھی۔ مگر تقلید مطلق کو واجب کہتے وقت آپ کبھی یہ نہیں کہتے کہ تقلید کا لفظ قرآن حدیث میں انسان کے لئے استعمال نہیں ہوا اس لئے تقلید مطلق کو واجب نہیں کہا جا سکتا مگر تقلید شخصی کی بحث میں اس لفظ تقلید کے بارہ میں ایسے بیہودہ سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔

(۴۵۔۱۴۷) تقلید کا معنی کتے کا پٹہ کیا جاتا ہے آخر کون سی حدیث میں یہ فرق ہے کہ تقلید مطلق میں یہ معنی نہ ہو یا کتے کے پٹے کو انسان کے گلے کے لئے واجب قرار دیا جا رہا ہو اور تقلید شخصی میں یہ لفظ حرام اور شرک بن جائے انسان کے لئے قابل استعمال ہی نہ رہے۔

(۴۶۔۱۴۸) عام طور پر غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تقلید لازمہ جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے تو تقلید مطلق جس کو واجب کہا جاتا ہے اس میں بھی یہی لفظ تقلید ہے تو کیا تقلید مطلق واجب ہونے کا یہ معنی ہے کہ جاہل رہنا واجب

Scanned with CamScanner

ہے اور تحقیق کرنا حرام ہے۔

(۴۷۔۱۴۹) عام طور پر غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تقلید کا معنی ہے قرآن حدیث کے خلاف کسی امتی کی بات پر عمل کرنا تو اس کے ساتھ یہ کہنا کہ تقلید مطلق واجب ہے اس کا تو یہ معنی ہوا کہ قرآن حدیث پر عمل کرنا حرام ہے کیونکہ تقلید جو واجب تھی اس واجب کا ترک لازم آیا وہ حرام ہے۔

(۴۸۔۱۵۰) ایک طرف غیر مقلدین تقلید کو لعنت کہتے ہیں دوسری طرف تقلید مطلق کو واجب کہہ کر اپنی جماعت کو مجبور کرتے ہیں کہ یہ لعنت کا طوق گردن میں ڈال لو یہ واجب ہے اور اس لعنت کے طوق کو گردن سے نکالنا حرام ہے کیونکہ اس سے ترک واجب لازم آتا ہے۔

(۴۹۔۱۵۱) ایک طرف تقلید کو شرک لکھا جاتا ہے دوسری طرف اس تقلیدی شرک کو امت پر واجب بھی کیا جا رہا ہے۔

(۵۰۔۱۵۲) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ایک امام کی تقلید شرک ہے، اور ائمہ اربعہ کی مطلق تقلید واجب ہے یہ مسئلہ کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت کریں۔

(۵۱۔۱۵۳) اور کیا پھر یہ صحیح ہے کہ ایک بت کو سجدہ کرنا شرک ہے اور چار بتوں کو بار بار سجدہ کرنا واجب ہے جواب حدیث صحیح صریح سے دیں۔

(۵۲۔۱۵۴) اگر ایک امام کے سارے اجتہادات کو تسلیم کرنا شرک ہے تو کیا صحیح بخاری کی ساری حدیثوں کو صحیح سمجھنا امام بخاری کو معصوم عن الخطاء ماننا نہیں۔

(۵۳۔۱۵۵) بعض لامذہب کہتے ہیں کہ تقلید کا لفظ استعمال کرنا ہی ناجائز ہے کیا کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض میں اس لفظ کے استعمال کا منع آیا ہے۔ اور کیا تقلید مطلق کے واجب ہونے پر کوئی صحیح حدیث موجود ہے؟

(۵۴۔۱۵۶) بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ یہ لفظ اس معنی میں قرآن و حدیث میں نہیں آیا اس لئے ناجائز ہے تو بتایا جائے کہ اصول حدیث کے تمام الفاظ حدیث

Scanned with CamScanner

کی اقسام اور جرح تعدیل کی تمام اصطلاحات انہی معنوں میں قرآن حدیث میں ہیں اگر نہیں ہیں تو ان کا استعمال بھی حرام و ناجائز ہے یا نہیں۔

(۵۵۔۱۵۷) جب یہ لفظ قرآن و حدیث میں ان اصطلاحی معنوں میں نہیں ہے تو اس کا حکم شرک حرام وغیرہ آپ کہاں سے لاتے ہیں۔

(۵۶۔۱۵۸) بعض لامذہب کہا کرتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کا نام حدیث میں دکھاؤ تو پہلے وہ ائمہ صحاح ستہ کا نام ہی احادیث میں دکھادیں۔

(۵۷۔۱۵۹) بعض لامذہب کہتے ہیں ہدایہ۔ قدوری۔ عالمگیری کا نام حدیث میں دکھاؤ تو عرض ہے کہ تم صحاح ستہ کا نام حدیث میں دکھاؤ۔

(۵۸۔۱۶۰) اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم تھا اور اس کے ساتھ دلیل نہ تھی تو بلا مطالبہ دلیل سب فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی اسی کا نام تقلید ہے اور شیطان نے تقلید کا ہار گلے میں نہ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا۔

(۵۹۔۱۶۱) جو نعرہ شیطان نے لگایا تھا۔ انا خیر منہ۔ وہی نعرہ آج ہر غیر مقلد کا کیوں ہے آپ صحابہ کے اقوال پیش کریں وہ کہتا ہے انا خیر منه.

(۶۰۔۱۶۲) اگر شیطان غیر مقلد نہیں تھا تو بتائیں کہ وہ کس کا مقلد تھا حوالہ قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

(۶۱۔۱۶۳) بعض لامذہب کہتے ہیں کہ شیطان نے قیاس کیا تھا جیسا کہ مجتہدین قیاس کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شیطان مجتہد تھا دلیل قرآن سے دیں۔

(۶۲۔۱۶۴) اگر واقعی شیطان مجتہد ہے تو بنص حدیث بخاری شریف اسے اس اجتہاد پر ایک اجر ملنا ضروری تھا نہ کہ لعنت کا طوق۔ کیا شیطان کو اجر ملا۔

(۶۳۔۱۶۵) کیا واقعی ائمہ اربعہ آپ کے نزدیک شیطان کی طرح لعنتی ہیں یا اس سے زیادہ کیونکہ اس نے ایک مسئلہ میں قیاس کیا اور ائمہ مجتہدین نے

لاکھوں مسائل میں قیاس کیا۔ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے عنایت فرمادیں۔

(۶۴۔۱۶۶) شیطان نے جو قیاس کیا اس کو اتنا ہی گناہ ہوا۔ اس کی تقلید نہیں ہوئی لیکن ائمہ مجتہدین نے لاکھوں قیاس کئے اور کروڑہا لوگوں نے ان کی تقلید کی۔ ان کروڑہا مقلدین کے گناہ میں بھی ائمہ مجتہدین شریک رہیں گے یا نہیں۔

(۶۵۔۱۶۷) ایک امام کی تقلید شخصی حرام ہے۔ اس پر کوئی آیۃ یا حدیث صحیح صریح غیر معارض ہو تو پیش کریں۔ ورنہ اپنی طرف سے حرام حلال بنانا یہ تشریع جدید ہے اور یہود و نصاریٰ کے احبار ورھبان کی تقلید وطریقہ ہے۔

(۶۶۔۱۶۸) کیا تقلید شخصی سے بچنے کے لئے ہر مسئلہ کے لئے امام بدلنا فرض ہے یعنی ایک مسئلہ ایک امام سے پوچھ لیا تو جائز۔ اگر دوسرا بھی اس سے پوچھ لیا تو حرام۔ تو اس حکم جواز وعدم جواز پر آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

(۶۷۔۱۶۹) یا آپ کے نزدیک فرق دنوں کے حساب سے ہے کہ ایک دن ایک امام سے مسئلہ پوچھنا فرض ہے۔ دوسرے دن اس امام سے مسائل پوچھنے حرام اور دوسرے سے پوچھنے فرض۔ تیسرے دن پہلے دونوں سے مسائل پوچھنے حرام ہیں تیسرے سے پوچھنے فرض۔ یعنی ہر روز ایک امام تبدیل کرنا فرض ہے تو براہ نوازش اس کی دلیل قرآن کی کسی آیۃ یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۶۸۔۱۷۰) یا آپ کے نزدیک مدت اس کی ایک ایک ماہ ہے کہ ایک ماہ ایک امام سے مسئلے پوچھنا جائز۔ دوسرے ماہ اس سے حرام۔ اسی طرح ہر ماہ نیا امام ہو یا ہر سال نیا امام ہو تو یہ مدت آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

Scanned with CamScanner

(۶۹۔۱۷۱) نماز میں قرأت قرآن فرض ہے تو قرآن کی سات متواتر قرأتیں ہیں تو ہر ہر قرأت سیکھنا فرض ہے اور ہر قرأت پر نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے۔ اگر کوئی ساری عمر نماز کی یہ فرض قرأت ایک ہی قرأت میں ادا کرے تو وہ کافر مشرک حرام کار ہو گا یا نہیں۔

(۷۰۔۱۷۲) جب متواتر قرأتیں سات ہیں تو ایک قرأت پر فرض نماز ادا کرنے والے کا پورا فرض ادا ہوا یا ساتواں حصہ فرض ادا ہوا۔

(۷۱۔۱۷۳) اگر کوئی عورت یہ کہے کہ مطلق نکاح سنت ہے مگر ساری عمر ایک ہی کے نکاح میں رہنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ تقلید شخصی کی مانند ہے۔

(۷۲۔۱۷۴) جب غیر مقلدوں کے ہاں نکاح بھی جائز ہے اور متعہ بھی جائز ہے۔ اگر کوئی عورت صرف نکاح میں زندگی گزارے۔ متعہ والی آیت اور احادیث پر ساری عمر عمل نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگی یا نہ۔ اور جو عورت ایک ماہ نکاح میں رہے دوسرے ماہ متعہ کرائے اس طرح ہر ہر ماہ باری باری دونوں نصوص پر عمل کرتی رہے اس کو پہلی عورت سے کتنے گنا زیادہ ثواب ملے گا۔

(۷۳۔۱۷۵) قرآن پاک میں ہے ﴿وَاتَّبِعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ حنیف کو صفات حسنہ میں شمار کیا ہے جس طرح حنیف یک رخا ہوتا ہے ایسے ہی تقلید شخصی کرنے والا بھی یک رخا ہوتا ہے اور خدا کی عبادت واطاعت میں یک رخا ہونا خدا کو پیارا ہے حرام نہیں۔

(۷۴۔۱۷۶) حنیف کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ ان شر الناس عند الله يوم القيامة ذو الوجهين ۔تقلید شخصی انسان کو ذاالوجہین بننے سے روکتی ہے اور تقلید غیر شخصی میں جب نفس پرستی اور سہل انگاری شامل ہو جائے تو انسان کو ذُو الوجہین بنا دیتی ہے۔

(۷۵۔۱۷۷) قرآن پاک نے کافروں کا طریقہ بتایا ہے ﴿يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا

﴿وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا﴾ وہ ایک سال اس کو حلال سمجھتے دوسرے سال حرام سمجھتے۔تقلید شخصی انسان کو اس بدعادت سے بچاتی ہے اور غیر شخصی میں جب نفسانیت شامل ہو جائے تو انسان کو اس بدعادت کا عادی بنادیتی ہے۔

(۶۔۷۔۱۷۸) آنحضرت ﷺ نے منافق کے بیان میں اس کی ایک بدعادت یہ بیان فرمائی ﴿لا اِلیٰ هٰؤُلاءِ وَلا اِلیٰ هٰؤُ لاءِ﴾ اور فرمایا کہ کا الشاۃ العائرۃ بین الغنمین. تقلید شخصی اس منافقانہ عادت سے بچاتی ہے اور تقلید غیر شخصی انسان کو اس بدعادت کا خوگر بنادیتی ہے۔

(۷۔۷۔۱۷۹) مجتہد کی تقلید شخصی کی بنیاد حسن ظن پر ہے۔جب کہ غیر مجتہدین کی تقلید شخصی سلف سے بدگمانی اور بدزبانی پر ہے۔اول مطلوب ثانی معیوب۔

(۸۔۷۔۱۸۰) عام طور پر غیر مقلد مقلدین کو پٹے والا کتا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلد بے پٹہ کتا ہوتا ہے۔ جو کتا کسی گھر کا رکھوالا ہوتا ہے گھر والے اس کی ساری ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔روٹی۔دودھ۔گھی تک کھلاتے ہیں اور جو بے پٹہ کتا ہوتا ہے۔کوئی گھر والا اس کا خیال نہیں رکھتا۔ آخر بھوک سے بے تاب ہو کر چوری کسی کی روٹی اٹھائی وہاں سے ڈنڈے کھائے۔کسی کے دودھ کو منہ لگایا وہاں سے پٹائی ہوئی۔ایسے کتے کو کوئی دروازے کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتا ہر طرف مارو دوڑاؤ کا شور ہوتا ہے آخر مار کھا کر ہر دروازے سے دُر دُر کی آواز سن کر گندی روڑی سے نجاست چاٹ کر پیٹ بھرتا ہے۔

(۹۔۷۔۱۸۱) جس طرح منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث تو حجت ہے مگر خبر واحد حجت نہیں اسی طرح غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید مطلق تو حجت ہے مگر تقلید شخصی حجت نہیں دونوں کا ایک ہی طریق کار ہے ورنہ وجہ فرق بیان کریں۔

(۸۰۔۱۸۲) اگر تقلید شخصی حرام ہے تو کسی لامذہب کو (یعنی غیر مقلد کو) کتاب لکھنے کا

Scanned with CamScanner

کوئی حق نہیں کیونکہ وہ کتاب اس کی تحقیق شخصی ہے اپنی تحقیق شخصی پر لوگوں کو لگانا اور اپنی تحقیق شخصی ان پر مسلط کرنا لوگوں کو حرام پر لگانا ہے اور غیر مقلد عوام کا اسے قبول کر لینا بھی حرام ہے۔

(۱۸۳-۸۱) اگر تقلید شخصی حرام ہے تو لا مذہب غیر مقلد کو درس دینا۔ تقریر کرنا خواہ مجمع میں ہو یا سبق پڑھاتے وقت طلباء کے سامنے ہو یہ بھی حرام ہے اور اس کو تسلیم کرنا بھی حرام کیونکہ یہ تحقیق شخصی پیش کر رہا ہے اور وہ قبول کر رہے ہیں۔

(۱۸۴-۸۲) اگر تقلید شخصی اس لئے شرک و حرام کہ مجتہد معصوم نہیں تو چار غیر معصوموں کی تقلید باری باری کیوں جائز ہے۔ جب کہ کوئی امام بھی کسی مسئلہ میں معصوم نہیں (ہر ایک کی انفرادی رائے ہے)۔

(۱۸۵-۸۳) اگر مجتہد کی تقلید شخصی اس لئے حرام ہے کہ مجتہد معصوم نہیں تو راویان حدیث بھی تو معصوم نہیں ان کی روایات کیسے حجت بن جائیں گی آپ کا اور منکرین فقہ و منکرین حدیث کا ایک ہی طریقہ ہے ایک چال۔ (ایک ڈھال)

(۱۸۶-۸۴) اگر مجتہد کی تقلید شخصی اس لئے حرام ہے کہ وہ معصوم نہیں تو محدثین کی تصحیح و تضعیف احادیث بھی ان کی رائے پر مبنی ہے اس رائے میں بھی وہ معصوم نہیں کیا اس کو حجت ماننا بھی شرک اور حرام ہے یا نہیں؟۔

(۱۸۷-۸۵) اگر فقہ اس لئے چھوڑی جاتی ہے کہ ظنی ہے تو گزارش ہے کہ فقہ کے اجماعی مسائل تو ظنی نہیں کیونکہ اجماع معصوم عن الخطاء ہے تو اجماعی مسائل کو چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے۔ احادیث میں بھی تو متواترات بہت کم ہیں اکثر احادیث صحیح بھی اخبار آحاد اور ظنی ہیں وہاں اس ظن کو کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔ جواب غیر مقلدین کے سر قرض ہے۔

Scanned with CamScanner

حصہ پنجم

حضرات علماء کرام ذیل میں دیئے گئے سوالات کا جواب قرآن پاک کی صریح آیۃ یا صحیح صریح غیر معارض احادیث سے عنایت فرمائیں کیونکہ غیر مقلدین کا دعوٰی ہے کہ ہر ہر مسئلہ صراحۃً قرآن و حدیث میں موجود ہے اگر جواب قرآن و حدیث کے علاوہ ہوگا تو قبول نہیں ہوگا۔

(۱۔۱۸۸) کیا قرآن وحدیث میں گناہ کی دو قسمیں گناہ کبیرہ۔ گناہ صغیرہ بیان کی گئی ہیں اور کہاں۔

(۲۔۱۸۹) گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی تعریف جامع مانع قرآن پاک کی آیۃ یا حدیث صحیح سے پیش کریں کسی امتی کا قول پیش نہ کریں۔

(۳۔۱۹۰) گناہ کبیرہ کی دنیوی سزا کی ایک ہی قسم (یعنی حد) ہے یا دو قسمیں (حد اور تعزیر) یہی جواب بشرائط بالا قرآن حدیث سے دیں۔

(۴۔۱۹۱) حد اور تعزیر کی تعریف جامع مانع قرآن وحدیث سے بیان فرمائیں کسی امتی غیر معصوم کا قول پیش نہ کریں۔

(۵۔۱۹۲) کیا شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں جواب قرآن حدیث سے پیش کریں۔

(۶۔۱۹۳) شبہہ کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر قسم کی جامع مانع تعریف قرآن حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۷۔۱۹۴) ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹ ابن ماجہ ص ۱۸۷ پر یہ حدیث ہے من اتی بھیمة فلا حد علیه یعنی جس شخص نے کسی جانور (گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، ہرنی گدھی وغیرہ سے بدفعلی کی یا (بیل۔ بھینسے۔ بکرے۔ چھترے۔ گدھے وغیرہ) سے بدفعلی کروائی اس پر کوئی حد نہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ابن عباسؓ امام ترمذی۔ امام ابن ماجہ اور جتنے محدثین اس پر خاموش

ہیں ان سب کے نزدیک یہ کام حلال اور جائز ہیں۔

(۸_۱۹۵) بیوی نے فرض روزہ رکھا ہوا تھا کہ خاوند نے اس سے صحبت کر لی۔ یہ صحبت حرام یا حلال۔ دونوں کو سنگسار کیا جائے گا یا نہیں یا کیا حد ہے۔

(۹_۱۹۶) بیوی حیض سے تھی اس سے صحبت حلال ہے یا حرام اور صحبت کرنے پر دونوں پر کیا حد لگے گی۔ حد ہے یا نہیں۔

(۱۰_۱۹۷) بیوی نفاس میں تھی اس سے صحبت حلال ہے یا حرام۔ اگر اسی حال میں دونوں صحبت کر لیں تو ان پر حد ہے یا نہیں۔

(۱۱_۱۹۸) بیوی فرض حج کر رہی تھی حالت احرام میں خاوند سے صحبت کر لی دونوں پر رجم یا جلد میں سے کون سی حد جاری ہو گی۔

(۱۲_۱۹۹) ایک آدمی نے فقہ محمدیہ میں پڑھا کہ منی کھانا جائز ہے اس نے منی کھا لی۔ اس پر کتنے کوڑے حد جاری کی جائے گی۔

(۱۳_۲۰۰) ایک شخص نے سود کا پیسہ کھایا جو یقیناً قطعی حرام ہے۔ اس پر کتنے کوڑے حد ہے۔

(۱۴_۲۰۱) ایک شخص نے بلا اضطرار خنزیر کا گوشت کھا لیا قرآن وحدیث میں اس پر کتنے کوڑے حد ہے۔

(۱۵_۲۰۲) ایک آدمی خون پی جاتا ہے۔

(۱۶_۲۰۳) دوسرا پیشاب پی لیتا ہے۔

(۱۷_۲۰۴) تیسرا پاخانہ کھا لیتا ہے۔ ان سب پر قرآن وحدیث میں کیا حد ہے۔

(۱۸_۲۰۵) زنا موجب حد اور زنا موجب تعزیر کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے بیان کریں۔

(۱۹_۲۰۶) نواب صاحب عرف الجادی ص ۱۰۹ پر لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے زنا کیا اور اسی نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی وہ لڑکی جوان ہو گئی تو زانی باپ کا نکاح اس

Scanned with CamScanner

اپنے نطفہ کی بیٹی سے جائز ہے اس مسئلہ کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۲۰۔۲۰۷) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی عورت یا لونڈی کی دبر زنی کرنے والے پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۲۲)

(۲۱۔۲۰۸) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ متعہ پر انکار بھی جائز نہیں۔ یعنی کوئی غیر مقلد عورت متعہ کراتی پھرے تو حد یا تعزیر تو کجا اس پر انکار تک جائز نہیں۔

(۲۲۔۲۰۹) کسی عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا حدیث میں اس نکاح کو باطل کہا گیا ہے۔ ترمذی ص ۱۷۶ ابن ماجہ ص ۱۳۶۔ اس کے بعد صحبت کی تو ان دونوں پر کونسی حد واجب ہے۔ رجم یا ۱۰۰۔۱۰۰ کوڑے۔ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

(۲۳۔۲۱۰) احناف کی فقہ کی کتاب فتح القدیر ج ۵ ص ۴۲ اور حدیث کی کتاب طحاوی ج ۲ ص ۹۶ پر ہے کہ اگر کوئی شخص ماں۔ بہن وغیرہ محرمات سے نکاح حلال سمجھے تو وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ پھر غیر مقلد علماء کیوں بہتان باندھتے ہیں کہ فقہ حنفی میں ماں سے نکاح جائز لکھا ہے۔

(۲۴۔۲۱۱) کیا قرآن وحدیث میں مندرجہ بالا مسئلہ صراحۃً ہے تو وہ آیت یا حدیث لکھیں اور اپنا مسلک اس میں بحوالہ کتاب لکھیں۔

(۲۵۔۲۱۲) حدیث من وقع علیٰ ذات محرم فاقتلوہ صحیح ہے یا ضعیف۔ اس کی سند کے راوی عباد بن منصور۔ اسماعیل بن ابی حبیبہ۔ اور داؤد بن الحصین عن عکرمہ کے بارہ میں توثیق ثابت فرمائیں۔

(۲۶۔۲۱۳) اس حدیث میں ذات محرم سے نکاح کا ذکر ہے یا بلا نکاح وطی کا اور یہ قتل حد ہے یا تعزیر۔ یہ صراحت حدیث صحیح سے لائیں۔

Scanned with CamScanner

(۲۷_۲۱۴) جس حدیث میں باپ کی زوجہ سے نکاح کرنے والے کے قتل اور اس کا مال لوٹنے کا ذکر ہے۔ یہ حد ارتداد کی ہے یا صرف نکاح کی۔

(۲۸_۲۱۵) کیا اس نے نکاح کے بعد صحبت بھی کی تھی یا نہیں۔ یہ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۲۹_۲۱۶) اگر کوئی شخص اپنی محرم سے نکاح کر کے صحبت کرے تو اس کے بارے میں حد کے واجب ہونے کی کوئی صحیح غیر معارض حدیث ہو تو لائیں۔

(۳۰_۲۱۷) اگر اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے جیسا کہ درمختار ج ۳ ص ۱۷۹ پر ہے تو یہ تعزیر کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے۔

(۳۱_۲۱۸) جب کہ غیر مقلدین کی کتاب عرف الجادی کے موافق زنا کے نطفہ سے پیدا شدہ لڑکی سے (جو بیٹی ہے) نکاح کر کے ساری عمر صحبت کرے تو حلال ہے نہ حد نہ تعزیر۔ اور احناف کے نزدیک ایک قول میں حد اور ایک قول میں تعزیر ہے جو قتل تک ہے تو آپ کس منہ سے احناف پر اعتراض کرتے ہیں۔

(۳۲_۲۱۹) جب آپ کی کتاب نزل الابرار ج ۲ ص ۳ پر ہے کہ متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے اور ہدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۱۸ پر ہے کہ متعہ کرنے کرانے پر انکار بھی جائز نہیں چہ جائیکہ حد یا تعزیر ہو اور احناف کے نزدیک اجرت دے کر زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا ایک قول میں حد ہے والحق وجوب الحد کا لمستاجرة للخدمة۔ درمختار ج ۳ ص ۱۵۷ اور ایک قول میں تعزیر ہے پھر آپ احناف پر کیوں اعتراض کرتے ہیں آپ کو خطرہ ہے کہ آپ کی عورتیں حد یا تعزیر کے خوف سے متعہ کرانا نہ چھوڑ دیں اور کاروبار میں کمی نہ آئے۔

(۳۳_۲۲۰) عرف الجادی ص ۲۰۷ پر لکھا ہے کہ اگر نظر بازی کا خوف ہو تو مرد کو ہاتھ سے اور عورت کو پتھر وغیرہ سے منی نکالنا واجب ہے۔ یہ مسئلہ کس حدیث صحیح

Scanned with CamScanner

صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔

(۳۴_۲۲۱) عرف الجادی ص ۲۰۷ پر ہے کہ بعض صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے ان صحابہ کے اسماء گرامی حدیث صحیح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۳۵_۲۲۲) عرف الجادی ص ۲۰۸ پر ہے کہ جو مرد یا عورت اپنے ہاتھ سے منی خارج کرے نہ ان پر حد ہے نہ تعزیر بلکہ ایسے باعصمت مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ اس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۳۶_۲۲۳) عرف الجادی ص ۵۲ پر ہے کہ ماں بہن بیٹی کے صرف قُبل دُبر کے دو سوراخ چھوڑ کر باقی سارا جسم دیکھنا بھی جائز ہے اور ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اس مسئلہ کا ثبوت کسی آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۳۷_۲۲۴) جب آپ کے مذہب میں دبر زنی جائز۔ متعہ جائز اس پر اعتراض نہ کرنا۔ مگر احناف کے نزدیک حلالہ کی شرط مکروہ تحریمی پھر بھی ان پر اعتراض یہ کیوں۔

(۳۸_۲۲۵) ایک شخص نذر لغیر اللہ کا کھانا کھالیتا ہے اس شخص پر قرآن حدیث میں کتنے کوڑے حد مقرر ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا ۳۸ سوالات کے جوابات اپنے دعویٰ کے موافق قرآن پاک کی صحیح صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریح غیر متعارضہ سے پیش کریں۔ اور غیر مقلدین کی کتابوں سے جو مسائل لکھے ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ غلط ہیں تو ان کو غلط ثابت کرنے کیلئے احادیث صحیحہ پیش کریں ورنہ یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ غیر مقلدین کی سب کتابیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں اور یہ مسائل کے صحیح ہونے یا غلط ہونے پر قرآن وحدیث پیش نہیں کر سکتے۔

Scanned with CamScanner

حصہ ششم

(۱_۲۲۶) کیا بخاری مسلم کو صحیحین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا آنحضرت ﷺ نے۔ کیا ان دونوں کتابوں کو صحیحین نہ ماننے والا قرآن کا منکر ہے یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا۔

(۲_۲۲۷) یہ قول کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری صحیح البخاری یہ قرآن کی آیت ہے یا صحاح ستہ کی حدیث۔ کیا اس کا منکر خدا اور رسول کا منکر ہے۔

(۳_۲۲۸) متفق علیہ احادیث کو ابن صلاحؒ شافعی موجب علم نظری کہتے ہیں اور علامہ نوویؒ شافعی فرماتے ہیں کہ موجب علم نہیں ہیں علامہ قرشی الجواہر المضیہ میں علامہ ذہبیؒ اور ابن العربی سے نقل کرتے ہیں کہ نووی شافعی۔ علم فقہ۔ علم حدیث۔ علم لغت اور ملکہ تحریر میں ابن صلاح سے بہت بلند ہیں ج ۲ ص ۴۰۲ بحوالہ ذبابات ج ۲ ص ۲۱۸ حاشیہ۔ اور یہی قول اکثر محققین کا ہے آپ لوگ قرآن وحدیث کی روشنی میں کس کو راجح قرار دیتے ہیں۔

(۴_۲۲۹) بخاری اور مسلم کی عظمت کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امت میں ان کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور یہ مشاہدہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں تلقی بالقبول صرف علماء میں حاصل ہے جو اہل السنّت والجماعت کا ۲ فیصد ہیں بمشکل۔ اور آئمہ اربعہ کے مذاہب کو تلقی بالقبول سو فیصد اہل السنّت والجماعت میں حاصل ہے۔ جن میں سے ۹۸ فیصد اہل السنّت والجماعت میں صرف امام اعظمؒ کے مذہب کو حاصل ہے۔ تو کیا یہ تلقی بالقبول مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفی کی عظمت وحقانیت کی دلیل ہے یا نہیں۔

(۵_۲۳۰) ۳۲ متفق علیہ احادیث پر تنقید خود اہلسنت نے کی ہے۔ امعان النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۵۷۔ لیکن ائمہ اربعہ کے اجماعی مسائل پر تنقید نہیں ہو سکی کیا اس سے مذاہب اربعہ کے اجماع کی عظمت صحیحین پر ثابت نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

(۶_۲۳۱) امام بخاریؒ کی...... احادیث میں سے ۱۱۲۔احادیث پر تنقید ہوئی ہے۔امام مسلمؒ کی...... احادیث میں سے ۱۳۰۔احادیث پر تنقید ہوئی ہے۔اور امام بخاریؒ نے ۴۳۵ ان راویوں سے حدیث لی ہے جن سے امام مسلمؒ نے حدیث نہیں لی۔اور ان میں سے ۸۰ راوی متکلم فیہ ہیں۔امام مسلمؒ نے ۶۲۰ ایسے راویوں سے حدیث لی ہے جن سے امام بخاریؒ نے حدیث نہیں لی اور ان میں سے ۱۶۰ راوی متکلم فیہ ہیں۔امعان النظر ص ۵۷ اس کے برعکس امام اعظمؒ کے بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل میں سے پانچ یا سات مسائل پر تنقید ہوئی یہ امام صاحب کی عظمت وجلالت کی دلیل ہوئی یا نہیں۔

(۷_۲۳۲) امام ابو حنیفہؒ تابعین میں سے ہیں اور امام بخاریؒ اور مسلمؒ تبع تابعین میں سے بھی نہیں ہیں اور امام صاحبؒ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ کی بشارت میں شامل خیر القرون کی احادیث کے مصداق ہیں۔تو بخاریؒ و مسلمؒ سے افضل ہوئے یا نہ۔

(۸_۲۳۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام امت سے افضل ہونا منصوص۔ امام اعظمؒ کا مابعد کے مجتہدین سے افضل ہونے پر ائمہ کا اجماع۔اور بخاری کا مابعد کے محدثین سے افضل ہونا مقلدین کا قول ہے۔ابن صلاح وغیرہ کا۔لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ حضرت ابوبکرؓ کی روایت کردہ حدیث کے مقابل کسی کی حدیث نہیں لی جائے گی۔امام ابو حنیفہؒ کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ مسائل اجتہاد میں امام صاحب کا اجتہاد مل جائے تو ان کے مقابلہ میں کسی کا اجتہاد قبول نہیں کیا جائے گا۔لیکن امام بخاریؒ کے بارہ میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی روایت کے مقابلہ میں نہ ان سے پہلے کسی مجتہد کی روایت مانی جائے گی نہ ان کے ہمعصر کی نہ ان کے بعد والوں کی۔آخر اس

کی آپ کے پاس قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے۔

(۹_۲۳۴) امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ پر عمل کر کے ۹۸ فیصد اہل السنّت والجماعت مکمل نماز ادا کر رہے ہیں۔ کیا دنیا میں صرف ایک آدمی کا نام پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو صرف بخاری کو سامنے رکھ کر صرف ایک رکعت نماز پڑھ کر دکھادے۔

(۱۰_۲۳۵) سیدنا امام اعظمؒ کے مذہب کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے لیکن اس کا کوئی یہ معنی نہیں لیتا کہ ہر ہر جزئی مسئلہ کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے لیکن بخاری مسلم کے بارے میں یہ کہنا کہ ہر حدیث کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے۔ بالکل غلط اور باطل ہے یا نہیں۔

(۱۱_۲۳۶) کیا صحیح نظریہ یہ نہیں کہ امام صاحبؒ کے مذہب میں جو مسائل اجماعی ہیں ان پر عمل کرنا بالاجماع واجب ہے اور ان کا مخالف اجماع کا مخالف اور جن مسائل پر اجماع نہیں ان پر التزام مذہب حنفی والے کو عمل کرنا واجب ہے نہ کہ غیر حنفی کو۔ اسی طرح صحیحین کی جن احادیث پر مذاہب اربعہ کا اتفاق عمل ہے۔ ان پر بلا نقد وتبصرہ عمل واجب ہے اور جن احادیث پر بعض مذاہب کا عمل ہے بعض کا نہیں ان پر ان احادیث کو ترجیح ہوگی جن کو صاحب مذہب نے اختیار فرمایا کیونکہ صاحب مذہب کا اجتہاد ان کے اجتہاد سے اعلیٰ وارفع ہے۔

(۱۲_۲۳۷) کیا یہ صحیح بات نہیں کہ علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں بہت سے راویوں کے بارہ میں امام بخاریؒ کے مقابلہ میں دوسرے ائمہ کے اقوال کو ترجیح دی ہے۔

(۱۳_۲۳۸) صحیح بخاری کے اصح ہونے پر شوافع مقلدین نے خوب زور دیا ہے۔ شیخ ابن الھمام حنفی۔ علامہ جلی حنفی۔ علامہ بحر العلوم حنفی اس کی پرزور تردید کرتے ہیں، ماتمس الیہ الحاجہ مگر غیر مقلدین اس کا انکار کرنے والوں کو

بدعتی اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ لیکن خود تقلید شخصی کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ جس پر امت کا اجماع ہے اور بیس رکعت تراویح اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ غیر مقلدین ان اجماعوں کے منکر ہیں تو وہ بدعتی اور گمراہ کیوں نہیں۔ کیا کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض میں یہ آیا ہے کہ صحابہ کے اجماع کو ماننا گمراہی ہے اور چوتھی صدی کے ایک اجماع کو ایمان سمجھنا اور دوسرے کو کفر قرار دینا۔

(۱۴-۲۳۹) جس طرح امام بخاریؒ کا محدث ہونا مابعد خیر القرون سے ثابت ہے۔ اب کسی شخص کو جس میں محدث کے شرائط بھی پائے جائیں، ان پر نکتہ چینی کا حق نہیں چہ جائیکہ امت کی تلقی بالقبول کے مقابلہ میں کوئی ایسا شخص جس میں محدث کے شرائط بھی نہ ہوں۔ وہ کہے کہ بخاری کی اکثر احادیث ضعیف ہیں تو ایسا جمہور امت کی تغلیط کرنے والا خود گمراہ ہے۔ ایسے ہی سیدنا امام اعظمؒ جن کے مذہب کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے۔ کوئی ایسا شخص جس میں مجتہد کے شرائط بھی نہ ہوں یہ کہے کہ ان کا اکثر مذہب غلط ہے یہ خود اس کی گمراہی پر دلیل ہے یا نہیں۔

(۱۵-۲۴۰) کیا وجہ ہے کہ غیر مقلدین بخاری کی تعلیقات کو حجت مانتے ہیں لیکن مرسلات تابعین اور بلاغات محمدؒ کو حجت نہیں مانتے حالانکہ مرسل کے حجت ہونے پر دو سو سال تک اجماع رہا ہے آخر یہ فرق کس حدیث صحیح صریح سے ثابت ہے۔

(۱۶-۲۴۱) کیا وجہ ہے کہ غیر مقلدین بخاری مسلم کے راویوں پر جب وہ احناف کے دلائل میں آئیں رات دن نہایت غلط انداز میں جرح کرتے ہیں لیکن اگر کوئی حنفی بخاری مسلم کے راوی پر جرح کرے تو ان کے تن بدن کو آگ لگ جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(۱۷۔۲۴۲) کیا وجہ ہے کہ امام مسلم۔ امام ابوداؤد۔ امام ابن ماجہ نے اپنی صحیح کتابوں میں امام بخاری کی سند سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی اور امام نسائی نے صرف ایک حدیث ان سے روایت کی ہے۔

(۱۸۔۲۴۳) کیا وجہ ہے کہ امام ترمذی نے فقہاء کے مذاہب نقل فرمائے ہیں مگر امام بخاریؒ کے مذہب کو نقل نہیں کرتے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ امام بخاریؒ کو فقیہ نہیں سمجھتے تھے۔

(۱۹۔۲۴۴) امام ترمذی اپنی کتاب میں دیگر آئمہ سے جرح و تعدیل کے اقوال بکثرت نقل کرتے ہیں مگر امام بخاری سے صرف دو تین جگہ نقل کیا۔ یہ کیوں۔

(۲۰۔۲۴۵) کیا وجہ ہے کہ بخاری معتزلہ قدریہ جہمیہ۔ خوارج روافض وغیرہ بدعتی راویوں کی روایات کا ملغوبہ ہے۔

حصہ ہفتم

حضرات علماء کرام۔ درج ذیل مسائل اگر صحیح ہیں تو براہ نوازش ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں جس سے ان مسائل کا صحیح ہونا ثابت ہو اور اگر غلط ہیں تو پھر ایک ایک آیت یا ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ان کا غلط ہونا ثابت ہو۔ نیز ان مسائل کے صحیح احکام مسلک اہل حدیث کی کسی معتبر کتاب سے باحوالہ نقل فرمائیں ورنہ اگر احادیث پیش نہ کر سکے تو سب لوگ یقین کر لیں گے کہ آپ کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی غلط ہے جیسے منکرین حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن غلط ہے اور اگر آپ ان مسائل کے صحیح احکام اپنی جماعت کی معتبر اور مستند کتاب سے نہ دکھا سکے تو سب لوگ یقین کر لیں گے کہ آپ کی جماعت واقعی علمی طور پر قلاش اور یتیم ہے کہ ان کی اپنی کوئی جامع کتاب نہیں ہے۔

(۱۔۲۴۶) شراب جسے عربی زبان میں خمر کہتے ہیں اس خمر حقیقی کی جامع مانع تعریف کسی آیت یا حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۲ـ ۲۴۷) خمر کا لفظ مجازی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو کن معنوں میں۔

(۳ـ ۲۴۸) کیا احادیث میں غیر محرم کو شہوت سے دیکھنے۔ بات کرنے۔ ہاتھ لگانے وغیرہ کو زنا کہا گیا ہے ان احادیث میں زنا حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی معنوں میں۔ اسی طرح کیا خمر بھی مجازی معنوں میں آیا ہے یا نہیں۔

(۴ـ ۲۴۹) ہدایہ فقہ حنفی میں ہے کہ خمر کے ایک قطرہ پینے پر حد ہے لیکن بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۲ پر حضرت سائب بن یزید اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں الخمر پر کوئی حد مقرر نہ تھی

(۵ـ ۲۵۰) تمام اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے کہ الخمر پینے کی حد (۸۰) کوڑے ہے اس حد کی بنیاد کوئی آیت قرآنی ہے یا حدیث مرفوع یا رائے اور قیاس جواب کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۶ـ ۲۵۱) فقہ حنفی ہدایہ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ الخمر کے ایک قطرے کو حلال سمجھنے والا کافر ہے آپ کے نزدیک بھی کافر ہے یا نہیں۔ کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیں نیز حنفی مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں۔

(۷ـ ۲۵۲) کیا صحیح بخاری میں ہے کہ شراب پینے والے پر لعن طعن کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۸ـ ۲۵۳) ہدایہ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ عین خمر حرام ہے یعنی خواہ ایک قطرہ پیئے نشہ آئے یا نہ آئے۔ اس کا صحیح یا غلط ہونا حدیث سے دکھائیں نیز اپنی کتاب کے حوالہ سے صحیح حکم لکھیں۔

(۹ـ ۲۵۴) کیا قرآن پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر سے روکتی ہے آپس میں دشمنی ڈالتی ہے اور یہ آثار نشہ کے ہیں تو کیا اس آیت سے یہ سمجھنا کہ جب تک نشہ نہ آئے شراب حرام نہیں غلط یا صحیح اس کی تفسیر حدیث مرفوع سے بتائیں۔

Scanned with CamScanner

(۲۵۵۔۱۰)ہدایہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ الخمر ایسی ہی نجاست غلیظہ ہے جیسے پیشاب۔لیکن آپ کی کتابوں بدور الاہلہ۔عرف الجادی۔کنز الحقائق۔ نزل الابرار میں لکھا ہے الخمر طاھر خمر پاک ہے۔حنفی فقہ کا مسئلہ کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے اور آپ کی کتابوں کا مسئلہ کس حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔

(۲۵۶۔۱۱)فقہ حنفی کی کتابوں ہدایہ عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ الخمر کی کوئی قیمت نہیں اگر کوئی شخص کسی کی خمر انڈیل دے تو اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا۔اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت فرمائیں اور اپنا مسلک اپنی مستند و معتبر کتاب کے حوالہ سے تحریر فرمائیں۔

(۲۵۷۔۱۲)فقہ حنفی کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خمر سے کسی طرح کا فائدہ حاصل کرنا حرام ہے آپ اپنا مسلک کسی معتبر کتاب سے لکھیں۔

(۲۵۸۔۱۳)ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کنگھی میں خمر کی تلچھٹ لگ جائے تو اس سے بالوں کو کنگھی کرنا حرام ہے اس بارہ میں آپ اپنا صحیح مسئلہ اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ کے اس مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۵۹۔۱۴)ہدایہ میں لکھا ہے کہ شراب پینا تو کجا کسی زخم بیرونی پر بھی خمر لگانا حرام ہے۔آپ کا فتویٰ اس بارہ میں کیا ہے کسی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۶۰۔۱۵)حنفی مذہب کو خمر سے اتنا بیر ہے کہ خمر کے ساتھ انیمہ کرنا بھی جائز نہیں۔ ہدایہ۔آپ اس مسئلہ کا حکم اپنی جماعت کی مستند اور معتبر کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا صحیح صریح غیر معارض سے

ثابت کریں۔

(۱۶۔۲۶۱) حنفی فقہ کے مطابق مسلمان کو تو دوا کے طور پر خمر پینا حرام ہے ہی۔ مسلمان کو اتنی بھی اجازت نہیں کہ کسی ذمی کافر یا کسی جانور (گائے۔ بھینس۔ بیل بکری) کو ہی دوا کے طور پر خمر پلا دے یہ حرام ہے آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب سے لکھیں۔

(۱۷۔۲۶۲) حنفی مذہب کے موافق شراب کی نیت سے انگور کاشت کرنا بھی مکروہ ہے (قاضی خاں) آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب سے لکھیں۔

(۱۸۔۲۶۳) اگر شراب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے تو حنفی مذہب کے موافق اس کا کھانا ناجائز ہے۔ (ہدایہ) لیکن آپ کی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ وہ روٹی کھانا حلال ہے آپ حنفی مسئلہ کا غلط ہونا اور اپنے مسئلہ کا صحیح ہونا حدیث سے ثابت کریں۔

(۱۹۔۲۶۴) فقہ حنفی کے موافق لہو ولعب کی نیت سے صرف خمر کو دیکھتے رہنا بھی حلال نہیں (الوجیز) آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۰۔۲۶۵) تمام اہلحدیث علماء جو اپنی تقریروں۔ تحریروں میں یہ جھوٹ لاتے ہیں کہ ہدایہ میں چار قسم کی شرابوں کا پینا حلال لکھا ہے یہ کہاں ہے۔ جو عبارت پیش کرتے ہیں اس میں سرے سے خمر کا لفظ ہی نہیں تو شراب کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں اس عبارت سے ایک سطر پہلے یہ ذکر ہے کہ الخمر کے احکام، ختم ہو چکے۔ اب ماسویٰ ذلک من الاشربة خمر کے سوا باقی مشروبات کے احکام شروع ہوتے ہیں۔ اب ماسویٰ الخمر کا ترجمہ شراب کرنا کیا دجل و فریب نہیں پھر اگلے صفحہ پر متن میں نبیذ کا لفظ موجود ہے۔ خود وحید الزمان خاں نے بھی ہدیة المہدی ص ۱۲۰ پر اس کو نبیذ کا مسئلہ ہی بتایا

ہے اور حضرت پیران پیرؒ نے بھی غنیۃ الطالبین باب التبلیغ میں اس کو نبیذ کا مسئلہ ہی قرار دیا ہے۔ اب فقہ کی کتاب میں اگر نبیذ کا ترجمہ شراب آپ لوگ کرتے ہیں تو کیا حدیث کی کتابوں میں بھی نبیذ کا ترجمہ شراب کریں گے اور جن احادیث میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کا نبیذ پینا ثابت ہے تو کیا معاذ اللہ ان احادیث کی بناء پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو شراب خور کہنا جائز ہوگا۔ پھر صاحب ہدایہ نے جو روایت دلیل میں بیان فرمائی ہے۔ حرمت الخمر لعینها والسکر من کل شراب اس سے بھی ماسوی الخمر کا حکم ثابت فرما رہے ہیں اب بھی مرزا قادیانی کی طرح گڑ کا معنی گندم کرنا اور فقہ حنفی پر شراب نوشی کی اجازت کا بہتان باندھنا ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال سوامی دیانند کی کتاب میں بھی نہیں ملتی۔

(۲۱۔۲۶۶) اکثر غیر مقلدین رات دن یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ اگر ۹ پیالے شراب پی لی جائے اور نشہ نہ آئے تو حد نہیں۔ وہ شراب کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں کیا فقہ حنفی کی کسی عبارت میں لفظ خمر ہے۔

(۲۲۔۲۶۷) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۶ پر لفظ خمر ہے کہ خمر میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دو پھر اس کا استعمال جائز ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(۲۳۔۲۶۸) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷ پر خمر کے لفظ سے ہے کہ شہد کی خمر اگر نشہ نہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ فرمائیے امام بخاریؒ امام مالکؒ دراوردی پر کیا فتویٰ ہے۔

(۲۴۔۲۶۹) حضرت عمرؓ۔ حضرت ابوعبیدہؓ۔ حضرت معاذؓ طلاء مثلث اور حضرت ابو جحیفہ طلائے نصف کا پینا جائز قرار دیتے ہیں۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸۔ بتائیے امام بخاریؒ اور ان چاروں حضرات کا شرعی حکم کیا ہے۔

حصہ ہشتم

حضرات علماء کرام۔ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریزی دور سے پہلے سب اہل السنّت والجماعت مسلک حنفی کے پابند تھے۔ان کی مساجد اختلاف وافتراق سے بالکل نا آشنا تھیں ان مساجد میں درس جہاد بند کر کے جھگڑا فساد پیدا کرنے کے لئے ایک لامذہب فرقہ پیدا کیا گیا۔اس فرقہ کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی خوب تعریفیں کیں۔اور جہاد کو انگریز کے خلاف حرام قرار دینے کے لئے مستقل رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** لکھا اور پشاور سے کلکتہ تک حرمت جہاد کے لئے محنت کی اور محنت میں وہ مرزا قادیانی سے بھی بازی لے گیا اور حکومت برطانیہ کی طرف سے اسے جاگیر بھی ملی۔ پھر اس نے مسلمانوں میں فساد ڈالنے کے لئے دس سوالات کا اشتہار دیا اور وہ مسائل جو خیر القرون سے امت میں متواتراً معمول بہا تھے ان کو عوام میں مشکوک کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو بارہ سو سال کے تمام علماء ومحدثین سے بڑا ثابت کرنے کے لئے اپنی خود ساختہ شرائط سے سوالات مرتب کئے اور یہ خود ساختہ شرائط لگا کر سوال کرنے کا طریقہ اس نے مرزا قادیانی کی تقلید شخصی میں اختیار کیا وہ شرط یہ تھی کہ ان مسائل کے لئے کوئی آیت یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جس کے لئے پیش کی جاوے **نص صریح قطعی الدلالت** ہو۔حاکم نے صحیح حدیث کی دس قسمیں بیان کی تھیں (مقدمہ نووی شرح مسلم) اس شرط نے نو قسم کی صحیح حدیثوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حدیث حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ جو بالاتفاق حجت تھیں ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور قطعی اور صحیح دلالت کے علاوہ ہر قسم کی دلالتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔اس طرح اسلام کے علمی سرمایہ یعنی حدیث کا ۹۸ فیصد انکار کر دیا۔اس لئے علماء پر تو اس کی اس حرکت سے اس کا جاہل مرکب ہونا ظاہر ہو گیا اور پتہ چلا کہ یہ دین کا چھپا ہوا دشمن ہے مگر بعض جاہل لوگ اس کے دام فریب میں آ گئے اور وہ خیر القرون کے مسلک سے

منحرف ہو کر اس کی تقلید کا دم بھرنے لگے لیکن وہ دین کے مسائل سے واقف نہ تھا اس لئے ان کی تشفی نہ کر سکا تو وہ سلف سے بیزار لوگ قادیانیت اور نیچریت کی گود میں چلے گئے اس طرح اس شخص نے ہزاروں آدمیوں کو خیر القرون کے مسلک سے بدظن کر کے دین حق سے بیزار کیا اور وہ بآلاخر کفر وارتداد کی دلدل میں جا گرے۔ علما نے طبقہ علماء میں اس کی جہالت ثابت کرنے کے لئے اس کی شرط کو سامنے رکھ کر اس سے یہ سوال کیا کہ (۱) تم اپنی شرط کے موافق کوئی آیت یا صحیح حدیث (جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جس کے لئے پیش کی جائے نص قطعی صریح الدلالت بھی ہو) پیش کرو کہ دلیل شرعی صرف اور صرف دلیل کی اسی ایک قسم میں ہی منحصر ہے۔ لیکن وہ شخص اور اس کی ساری جماعت آج تک عاجز اور ذلیل ہو رہی ہے اور اپنی جہالت کو تسلیم کر رہی ہے اور علماء نے عوام میں اس کی جہالت ثابت کرنے کے لئے بھی اس سے مندرجہ ذیل سوالات کئے تھے ان سوالات پر ایک سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے مگر تمام لامذہب غیر مقلد مولوی یہ قرض سر پر لے کر ہی مرتے جا رہے ہیں اب جو زندہ ہیں ان کی یاد دہانی کے لئے پھر ہم گزارش کر رہے ہیں کہ خدا کے لئے ان سوالات کا جواب دے کر اپنی جماعت کو مطمئن کریں ورنہ آپ کی جماعت کے جس آدمی کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سو سال سے ہماری جماعت ان سوالات کے جواب سے عاجز و لاچار اور بے بس ہے تو وہ قادیانی نیچری منکرین حدیث کی صف میں جا کھڑا ہوتا ہے اس لئے خدارا ان سوالات کا جواب اپنی شرط بالا یاد کر کے دیں مندرجہ ذیل مسائل میں کوئی صاحب کوئی آیت یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جس کے لئے پیش کی جائے نص صریح قطعی الدلالت بھی ہو۔

(۱۔۲۷۰) آنحضرت ﷺ کا رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرنا۔

(۲۔۲۷۱) آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا۔

(۲۷۲_۳) آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ ہر ہر نماز میں آمین بالجہر کرنا۔

(۲۷۳_۴) حدیث قرأت خلف الامام کا آیت ﴿وَاِذَاقُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ کے بعد مروی ہونا۔

(۲۷۴_۵) اللہ تعالیٰ یا آنحضرت ﷺ کا ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید شرعی کو منع کرنا۔

(۲۷۵_۶) کتاب وسنت سے اجماع وقیاس کا حرام ہونا۔

(۲۷۶_۷) تین طلاق دے کر بدوں حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرادینا۔

(۲۷۷_۸) اپنے ائمہ اربعہ ابن تیمیہ۔داؤد ظاہری۔ابن حزم۔شوکانی زیدی کی تقلید کا فرض ہونا۔

(۲۷۸_۹) احادیث صحاح ستہ میں منحصر سمجھنا اور سوائے ان کے دوسری حدیث کی کتابوں کا اعتبار نہ کرنا ان حدیثوں کو نہ ماننا۔

(۲۷۹_۱۰) اس پرفتن دور میں ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اسی کا لوگوں کو حکم دینا۔

(۲۸۰_۱۱) بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلوٰتین کرنا یعنی ظہر عصر ایک وقت میں اور مغرب عشاء ایک وقت میں پڑھنا۔

(۲۸۱_۱۲) جو حدیثیں امام اعظمؒ کو بسند شیوخ صحابہؓ یا ثقات تابعین پہنچی ہیں۔ان کو مابعد خیر القرون والوں کے اقوال سے ضعیف یا مخدوش سمجھنا۔

(۲۸۲_۱۳) حاجیوں کا زیارت قبر شریف نبوی کی نیت سے زیارت کرنے جانے کو شرک۔رسم جاہلیت۔حرام ومکروہ قرار دینا۔

(۲۸۳_۱۴) حرمین شریفین کے تمام مقلدین کو مشرک اور بدعتی سمجھنا۔

(۲۸۴_۱۵) قرأت انجیل کا حالت جنابت میں کیا حکم ہے۔

(۲۸۵_۱۶) وضو کے بعد سر منڈوایا اب تجدید وضو یا سر پر دوبارہ مسح کرنا فرض ہے یا نہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۷_۲۸۶) دباغت سے خنزیر کی کھال سانپ اور چوہے کی کھال پاک ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(۱۸_۲۸۷) پانی کتنا دور ہو تو تیمم کرنا جائز ہے۔

(۱۹_۲۸۸) جس شخص کو پانی اور مٹی میسر نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے (مسئلہ فاقد الطہورین)

(۲۰_۲۸۹) مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہے وہ بلا وضو نماز پڑھے یا مسح کرے یا تیمم کر کے نماز پڑھے۔

نوٹ: ان سوالات کے جوابات اب سو سال بعد اگر کوئی صاحب دیں تو اپنی شرط کو ضرور ملحوظ رکھیں نیز لامذہبوں کو چاہیئے کہ اپنے کسی ایسے عالم سے جواب لکھوائیں جس کے جواب کو ساری جماعت آپ کی تسلیم کرتی ہو۔ کیونکہ جس طرح منکرین حدیث اپنے علماء کی سب کتابوں کو بوقت بحث قرآن کے مخالف قرار دے دیتے ہیں اسی طرح آپ کی جماعت کا ہر فرد اپنے بڑے سے بڑے عالم کو قرآن و حدیث کا مخالف جانتا ہے اور اپنی کتابوں کا انکار کر دیتا ہے کہ یہ سب کتابیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔

حصہ نہم

پاک و ہند میں صدیوں سے اسلام آیا اور پھیلا ہے مگر انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلد نامی کوئی فرقہ مسلمانوں میں موجود نہ تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں۔ خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب پر ہوتے ہیں اس کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے (صدی اول سے) آج تک (انگریز کی آمد تک) یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم و فاضل اور قاضی و مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور ان میں شاہ عبدالرحیمؒ صاحب والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی بھی شریک تھے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

Scanned with CamScanner

نیز نواب صاحب ہی فرماتے ہیں ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی اور حنفی رکھتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے سب مسلمان حنفی مذہب پر عامل تھے۔ عوام۔ علماء۔ اولیاء اللہ۔ قاضی۔ بادشاہ سب کے سب حنفی ہوتے رہے ہیں۔ اس کے برعکس نواب صاحب غیر مقلد نے اپنے فرقہ کے بارہ میں صاف لکھا ہے کہ اس دور (انگریز) کے زمانہ میں ایک شہرت پسند ریاکار فرقے نے جنم لیا ہے جو باوجود جاہل ہونے کے براہ راست قرآن وحدیث پر علم وعمل کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ فرقہ اسلام کی مٹھاس سے محروم۔ بڑا متعصب۔ غالی سنگدل اور فتنہ پرور ہے اور اتباع سنت کی آڑ میں شیطانی تسویلات پر عامل ہے (ص ۱۵۳ تا ص ۱۵۸ ملخصاً) نواب صاحب کی یہ بات کلام الملوک ملوک الکلام کی مصداق ہے اگر کوئی لامذہب غیر مقلد اس کا انکار کرے تو اس پر لازم ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب معتبر اور مستند تاریخ کے حوالہ سے دے۔

(۱۔۲۹۰) پاک و ہند میں انگریز کے دور سے پہلے حنفی تراجم قرآن مثلاً شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی فارسی تفسیر۔ شاہ عبدالقادرؒ صاحب اور شاہ رفیع الدینؒ صاحب کے اردو تراجم ہر مسلمان گھر کی زینت تھے اور ہیں۔ لیکن جس طرح مرزائیوں اور منکرین حدیث کا کوئی ترجمہ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کا نہیں ملتا اسی طرح ان لامذہبوں (غیر مقلدوں) کا بھی ترجمہ قرآن نہیں ملتا اگر آپ کا کوئی ترجمہ قرآن انگریز سے پہلے متداول تھا تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ دیں۔

(۲۔۲۹۱) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں احناف کی حدیث کی معروف کتابیں مشارق الانوار شیخ رضی الدین حسن صنعانی اور کنز العمال شیخ علی حنفی کی تھیں اور اب بھی متداول ہیں لیکن مرزائیوں۔ منکرین حدیث اور لا

مذہب غیر مقلدین کا کچی جماعت کا حدیث کا قاعدہ بھی متداول نہ تھا اگر کوئی تھا تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ ضرور بتائیں۔

(۲۹۲-۳) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں احناف نے لغات حدیث کی وہ کتاب مرتب فرمائی جو آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے یعنی مجمع بحار الانوار لیکن کسی مرزائی منکر حدیث یا غیر مقلد نے اس موضوع پر کچی جماعت کا قاعدہ بھی نہیں لکھا۔

(۲۹۳-۴) انگریز کے دور سے پہلے احناف نے حدیث شریف کے راویوں کے سلسلہ میں المغنی جیسی کتاب لکھی جو آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کسی مرزائی۔ منکر حدیث یا غیر مقلد نے ایسی کتاب نہیں لکھی۔ اگر ہے تو ہر دو کتابوں جو لغات و رواۃ پر ہوں کا نام و پتہ بتائیں۔

(۲۹۴-۵) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں مشکوٰۃ کی شرح لمعات التنقیح۔ مشکوٰۃ کا فارسی ترجمہ اشعۃ اللمعات بخاری کی شرح تیسیر القاری۔ مؤطا امام مالک کی شرح مصفٰی اور مسوّٰی۔ مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ مظاہر حق لکھے گئے جو آج تک عرب و عجم میں متداول ہیں لیکن کسی مرزائی۔ منکر حدیث یا غیر مقلد کی کوئی ایسی حدیث پاک کی خدمت ثابت نہیں۔ کیا کوئی غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے اپنی بخاری کی شرح۔ مؤطا کی شرح۔ مشکوٰۃ کی شرح یا ترجمہ دکھا سکتا ہے جو پاک و ہند میں مکتوب ہو کر عرب و عجم میں متداول ہو۔

(۲۹۵-۶) انگریز کے دور سے پہلے کا مرتب کردہ فتاویٰ عالمگیری آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کوئی مرزائی۔ منکر حدیث یا غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے کا کوئی ایسا مفصل فتاویٰ پیش نہیں کر سکتے۔ جو عرب و عجم میں متداول ہو۔ دیدہ باید۔

Scanned with CamScanner

(۷۔۲۹۶) آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک پر مدارج النبوت جیسی مبسوط کتاب احناف نے لکھی جو آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کوئی مرزائی۔ منکر حدیث یا غیر مقلد انگریزی دور سے پہلے کی سیرت پر لکھی گئی اپنی کتاب پیش نہیں کرسکتا۔

(۸۔۲۹۷) کیا کوئی غیر مقلد بنارس میں عبدالحق سے پہلے۔ بھوپال میں صدیق حسن خان سے پہلے دہلی میں نذیر حسین سے پہلے۔ مدراس میں نظام الدین سے پہلے۔ لاہور میں غلام نبی چکڑالوی سے پہلے کسی غیر مقلد کا وجود ثابت کرسکتا ہے۔

(۹۔۲۹۸) کیا کوئی غزنوی غیر مقلد مولانا عبداللہ غزنوی سے پہلے۔ کوئی لکھوی غیر مقلد حافظ محمد صاحب لکھوی سے پہلے۔ کوئی روپڑی غیر مقلد مولوی قطب الدین سے پہلے اپنے خاندان میں کسی غیر مقلد کا نام پیش کرسکتا ہے۔

(۱۰۔۲۹۹) کوئی قادیانی یا کوئی غیر مقلد انگریز کے اس ملک میں آنے سے پانچ منٹ پہلے کی اپنی نماز کی کتاب ثابت نہیں کرسکتا اگر ہو تو اس مکمل نماز کی کتاب کا نام اور پتہ دیں۔

(۱۱۔۳۰۰) غیر مقلد شیخ الحدیث اصحاب صحاح تک جو اپنی حدیث کی سند پیش کرتا ہے اس میں دور برطانیہ سے پہلی کڑیوں کا مسلمہ تاریخی شہادتوں سے غیر مقلد ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔

(۱۲۔۳۰۱) جس طرح پاک و ہند میں انگریز کے دور سے پہلے کی مساجد بھی موجود ہیں مثلاً شاہی مسجد لاہور۔ شاہی مسجد دیپال پور۔ شاہی مسجد چنیوٹ۔ شاہی مسجد دہلی۔ شاہی مسجد آگرہ۔ مسجد وزیر خان لاہور۔ اور یہ مسلمہ تاریخی بات ہے کہ یہ سب مساجد احناف کی بنائی ہوئی ہیں کیا کوئی غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے کی کوئی مشہور مسجد بتا سکتا ہے۔ جس کا بانی تاریخی شہادت سے غیر مقلد ہو لیکن کوئی غیر مقلد یہ ثابت نہیں کرسکتا۔

(۳۰۲۔۱۳) انگریز کے دور سے بارہ سو سال پہلے سے اس ملک میں مسلمان آباد تھے ان بارہ سو سال میں غیر مقلدین کی کوئی نماز کی کتاب بھی نہیں ملتی مگر انگریز کے دور میں صرف ساٹھ سالوں میں ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھ کر چھپوائیں۔ آخر (ا) اتنی کتابوں کے لئے اس نو مولود فرقے کے پاس رقم کہاں سے آئی تھی۔ (ب) ان ہزار کتابوں میں سے ایک کتاب بھی ایسی نہیں جسے غیر مقلدین نے ہی اپنے نصاب میں شامل کیا ہو ان کا موضوع صرف تفریق بین المسلمین تھا اور بس۔ (ج) یہ لامذہب ان ہی کتابوں سے پاک و ہند کے ہر شہر میں دنگا فساد کرتے ہیں لیکن جب مناظرہ کا وقت آئے تو ان سب کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں جیسے مناظرہ کے وقت منکرین حدیث اور قادیانی بھی اپنی کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں۔ یہ تینوں فرقے اپنی ہر کتاب اپنے ہر مولوی کو جھوٹا مان کر اپنے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیتے ہیں۔

(۳۰۳۔۱۴) انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال تک غیر مقلدین کا کوئی اخبار یا رسالہ نہ تھا لیکن انگریز کے دور میں ان کے ۲۸ اخبار اور رسالے جاری تھے جن کی فہرست ان کی کتاب ہندوستان میں علماء حدیث کی علمی خدمات میں ہے ان رسالوں میں انگریز کی چاپلوسی اور فقہاء و مجتہدین کو گالیوں سے یاد کیا جاتا تھا۔ آخر اتنے رسائل کا خرچ کہاں سے ملتا تھا۔ (ملکہ وکٹوریہ نے جو مرزا قادیانی کو پچاس جلدیں لکھنے کا کہا تھا ان میں پانچ تو مرزے نے لکھ دیں باقیوں کا خرچہ شاید ان کو دیا ہو۔H-A)

(۳۰۴۔۱۵) انگریز کے دور سے بارہ سو سال پہلے تک اس فرقہ کی ایک ربڑ کی مہر کا نشان بھی نہ تھا مگر انگریز کے دور میں ان کی نو پریسیں تھیں جو رات دن انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت بتاتیں اور فقہ کو عجمی سازش اور تصوف کو ہندوانہ جوگ قرار دیتیں۔ آخر اس نو مولود فرقہ کو نو پریس کہاں سے ملے تھے۔

(۱۶۔۳۰۵)انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال میں غیر مقلدین کے ایک وعظ کا بھی پتہ نہیں چلتا۔صرف ۲۶ سالوں میں ان کی ۲۰ رآل انڈیا کانفرنسیں ہوئی ہیں جن کی فہرست کتاب مذکور میں درج ہے آخر ایک نو مولود فرقے کو ان آل انڈیا کانفرنسوں کے لئے قارون کا خزانہ کہاں سے مل گیا تھا۔

(۱۷۔۳۰۶)اسی کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ ان بیس آل انڈیا کانفرنسوں میں چھیاسٹھ ہزار پانچ سو کتابیں مفت تقسیم کی گئیں آخر ان کے لئے رقم کہاں سے ملتی تھی۔

(۱۸۔۳۰۷)ان ۶۶۵۰۰ کتابوں میں سے نہ کوئی کتاب انگریز کے خلاف تھی نہ عیسائیوں کے خلاف بلکہ یہ سب کی سب کتابیں حنفیوں کے خلاف تھیں۔ آخر حنفیوں کے خلاف اس منظم سازش کی قیادت اور خرچ کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں۔

(۱۹۔۳۰۸)انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال تک پاک و ہند میں غیر مقلدین کا ایک بھی مدرسہ نہ تھا مگر انگریز کے دور میں ان کے دو سو بائیس مدرسے بن گئے آخر ساٹھ سال میں اتنے مدارس کے لئے خرچہ کہاں سے آتا تھا۔

(۲۰۔۳۰۹)۱۹ستمبر ۱۸۵۷ء کو جب انگریز دہلی پر قابض ہوا تو دال پول کے کہنے کے مطابق تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور بقول تبصرۃ التواریخ ستائیس ہزار مسلمان قتل ہوئے سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا۔(شاندار ماضی ص ۶۹)اس وقت میاں نذیر حسین غیر مقلد ان غازیوں اور شہداء کو باغی قرار دے رہے تھے اور ان کے مدرسہ سے یہ فتویٰ جاری ہو رہا تھا یہ لوگ حنفی المذہب مستحل

الدم ہیں یعنی بلاوجہ ان کا قتل جائز ہے ان کا مال مال غنیمت ہے اوران کی بیویاں ہمارے لئے جائز ہیں (دہلی اوراس کے اطراف ص ۶۸،۶۹) اب سوال یہ ہے کہ جب ساری دہلی میں قتل عام ہورہا تھا تو نذیر حسین کا محلہ کیوں محفوظ رہا۔ (الحیات بعد الممات ص ۲۷۶۔ سوانح عمری نذیر حسین غیر مقلد) ب۔ جب انگریز مسلمانوں کا مال لوٹ رہا تھا تو نذیر حسین غیر مقلد انگریز سے پیسے وصول کررہے تھے کبھی چارصد روپیہ کبھی سات صد (الحیات بعد الممات ص ۱۴۰۔ ج) جب ان غازی اور شہداء کی بیویوں پر قتل وظلم کررہا تھا تو نذیر حسین انگریز لیڈی مسز لینس کی حفاظت کر کے برطانیہ سے وظیفہ اور خطابات حاصل کررہے تھے ص ۲۷۶۔

(۲۱۰۔۳۱) انگریز نے قتل عام کے بعد مسلمانوں پر مقدمات کا سلسلہ جاری کیا۔ چنانچہ مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۴ء۔ مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۶۵ء مقدمہ سازش مالدہ ۱۸۷۰ء مقدمہ سازش مراج محل ۱۸۷۰ء مقدمہ سازش سرحد ۱۸۷۱ء اوران مقدمات میں احناف کو جانی مالی پریشانیوں میں مبتلا کیا گیا۔ عین اسی دور میں غیر مقلدین نے احناف کی مساجد میں رفع یدین، آمین بالجہر پر دنگا فساد کر کے مساجد کو میدان جنگ بنایا اور احناف کو مقدمات میں گھسیٹا چنانچہ امرتسر کا مقدمہ ۲۷ اگست ۱۸۶۸ء تک چلا۔ دہلی کے مقدمات ۵ جنوری ۱۸۸۳ء اور ۷ ستمبر ۱۸۸۳ء تک چلے۔ نصیر آباد کا مقدمہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء تک چلا۔ الہ آباد ہائی کورٹ میں مقدمہ ۵ نومبر ۱۸۸۹ تک چلا۔ پریوی کونسل لندن میں ۳۰ جنوری ۱۸۹۱ء اور ۲۱ فروری ۱۸۹۱ء تک مقدمات چلے۔ اور غازی پور میں بابو سریش چندر بوس کی عدالت میں ۲۴ فروری ۱۸۹۴ء ۵ نومبر ۱۸۹۴ء تک مقدمات چلے (الارشاد ص ۲۲) آخر کیا وجہ تھی کہ مساجد میں فساد کی ابتدا بھی غیر مقلدین کریں اور فیصلہ بھی ان کے حق

میں ہی ہو۔ اس نومولود فرقہ کو لندن تک مقدمات لڑنے کے لئے پیسہ کہاں سے ملتا تھا۔ (فتوحات اہل حدیث)

(۲۲۔۳۱۱) کیا انگریز کے دور سے پہلے بارہ سو سال کی تاریخ میں صرف ایک ہی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی اسلامی حکومت کی عدالت میں مقلد غیر مقلد کا مقدمہ دائر ہوا ہو اور غیر مقلد کامیاب رہا ہو۔

حصہ دہم

نجاست کا بیان

غیر مقلد۔ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ہاتھ پر نجاست لگی ہو تو چاٹنا جائز ہے۔

حنفی۔ یہ بالکل جھوٹ ہے لعنة الله على الكاذبين۔ نہ بہشتی زیور اور نہ کسی دوسری فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ نجاست چاٹنا جائز ہے۔ بہشتی زیور اور دوسری کتب فقہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر پاک پانی میں نجاست پڑ جائے تو اس سے نہ وضو نہ غسل کچھ بھی درست نہیں۔ وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت (بہشتی زیور ج ا ص ۵۷ ہدایہ ج ا ص ۱۸) جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اگر پانی میں نجاست پڑ جائے تو جب تک نجاست سے اس کا رنگ بو مزہ نہ بدلے وہ پاک ہے۔

(عرف الجادی ص ۹، صلوٰۃ رسول ص ۵۳، بدور الاہلہ ص ۹، نزل الابرار ج ا ص ۱۰)

(۱۔۳۱۲) ایک بالٹی دودھ میں اگر ایک قطرہ پیشاب کا پڑ جائے جس سے دودھ کا نہ رنگ بدلا نہ مزہ نہ بو پیدا ہوئی تو ہمارے مذہب میں اس کا پینا حرام بلکہ وہ جسم پر یا کپڑے پر لگ جائے تو بلا دھوئے نماز ناجائز۔ جب کہ غیر مقلد کے ہاں اس کا پینا ہرگز منع نہیں اگر جرأت ہے تو کوئی ماں کا لعل غیر مقلد اپنی کسی معتبر کتاب سے اس کا نہ پینا ثابت کرے دیدہ باید۔ کیا غیر مقلد کو یہ مسئلہ نظر نہیں آیا۔

Scanned with CamScanner

(۲۔۳۱۳) بہشتی گوہر ج ۱۱ ص ۵ پر یہ مسئلہ لکھا ہے۔ ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ۔ بو۔ رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے۔ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۲۰۷۔ دیکھئے ہمارے مذہب میں تو ایسے پانی کا جانوروں کو پلانا درست نہیں اور مٹی میں ملا کر گارا بنانا تک درست نہیں چہ جائیکہ کسی انسان کو چاٹنے کی اجازت دی جائے۔ اب آپ میں اگر ہمت ہے تو اپنی کسی معتبر کتاب سے ایسے پانی کا جانوروں کو پلانا یا مٹی میں ملانا ناجائز ثابت کر دیں۔

(۳۔۳۱۴) بہشتی زیور ج ۲ ص ۵ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے چاٹ لیا تین دفعہ۔ تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔ چاٹنے کی ممانعت صاف لکھی ہے۔

(۴۔۳۱۵) ایک عورت کی انگلی میں سوئی لگ گئی خون نکل آیا اور انگلی ناپاک ہو گئی اس عورت نے دو تین مرتبہ اسے چاٹ کر تھوک دیا۔ حنفی مذہب میں اس کو چاٹنا منع تھا اسے چاٹنے کا گناہ ہوا مگر جب خون کا نشان تک نہ رہا تو انگلی پاک ہو گئی۔ اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں انگلی سے نکلے ہوئے اس خون کا حکم اس کے خلاف دکھا دیں یعنی چاٹنا جائز دکھا دیں یا خون کا اثر ختم ہو جانے کے بعد بھی ناپاک رہنا ثابت کر دیں تو ہم ضد نہیں کریں گے بلکہ صاف تسلیم کر لیں گے کہ یہ مسئلہ واقعی صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

(۵۔۳۱۶) آپ کے مذہب میں تو خون ویسے ہی پاک ہے سرے سے انگلی ناپاک ہی نہیں ہوئی۔ کسی صحیح حدیث سے خون کا پاک ہونا ثابت کرو۔

(۶۔۳۱۷) ایک شخص راستے میں گنا چوستا چلا جا رہا تھا کہ اس کے دانتوں سے خون

نکل آیا پانی وغیرہ قریب نہیں تھا آپ کے مذہب میں تو خون پاک ہے اس لئے اس کا خون آلود منہ پاک ہی ہے لیکن حنفی مذہب کے موافق اس کا منہ ناپاک ہو گیا ہے۔ اب وہ شخص بار بار تھوکتا رہا یہاں تک کہ خون بند ہو گیا اور منہ میں خون کا نشان بھی باقی نہ رہا تو اب اس کا منہ پاک سمجھا جائے گا۔ اگر یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے تو ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ خون آلودہ منہ بھی پاک ہے یا ایسی حدیث پیش کرو کہ بار بار تھوکنے سے خون کا اثر مٹ جانے کے بعد بھی منہ ناپاک ہی رہتا ہے۔

(۳۱۸-۷) ایک بلی نے چوہے کا شکار کیا اور بلی کا منہ خون آلود ہو گیا تو وہ نجس ہے۔ اگر اسی وقت وہ بلی کسی برتن سے دودھ یا پانی پی لے تو باقی بچا ہوا دودھ و پانی ناپاک ہوگا اگرچہ خون سے اس کا رنگ یا مزہ اور بو کچھ بھی نہیں بدلا۔ لیکن غیر مقلدین کے مذہب میں وہ دودھ و پانی پاک ہی رہے گا اگرچہ اس کا رنگ و بو اور مزہ بدل جائے۔ اگر وہ بلی چوہا کھانے کے بعد اپنا منہ چاٹ چاٹ کر صاف کر لے کہ خون کا نشان تک باقی نہ رہا ہو اور پھر دودھ یا پانی پی لے تو باقی بچا ہوا دودھ یا پانی مکروہ ہوگا۔

(۳۱۹-۸) اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے اس مسئلہ کا حکم اس کے خلاف دکھا دیں کہ بلی خون آلود منہ سے دودھ پیئے یا چاٹ کر خون صاف کرنے کے بعد پیئے ہر حال میں بچا ہوا دودھ یا پانی پاک ہے تو ہم ضد نہیں کریں گے۔ ضرور تسلیم کر لیں گے اور آپ کی حدیث دانی کی داد بھی دیں گے۔

(۳۲۰-۹) ایک شرابی نے شراب پی۔ حنفی مذہب میں شراب ایسی ہی نجاست غلیظہ ہے جیسے پیشاب۔ اب اگر فوراً اس شرابی نے دودھ پیا۔ جب اس کے منہ کو شراب لگی ہوئی تھی تو بچا ہوا دودھ نجس ہے۔ لیکن اگر اتنی دیر ٹھہرا رہا کہ تھوکنے سے شراب کا اثر زائل ہو گیا تو اب شراب کا اثر زائل ہونے سے

اس کا منہ پاک سمجھا جائے گا۔ ہاں آپ کے نزدیک شراب ہی پاک ہے تو نہ منہ ناپاک ہوا نہ اس کا جھوٹا۔ اگر آپ اپنے دعویٰ عمل بالحدیث میں ذرہ بھی سچے ہیں تو ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش کریں جو فقہ کے اس مسئلہ کو غلط ثابت کر دے۔ اور آپ اپنے مسئلے کی صحت پر بھی ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۱۰۔۳۲۱) آپ کے نزدیک ہر حلال جانور کا پیشاب پاخانہ پاک ہے اور بوقت ضرورت کھانا پینا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۶۳)

یعنی شربت بنفشہ نہ پیا گائے کا پیشاب پی لیا۔ معجون فلاسفہ کی جگہ بھینس کا گوبر چاٹ لیا۔ نوخین کی گولی کی جگہ اونٹ کی اور بکری کی مینگنی چبالی۔ فرنی کی بجائے منی کی قلفی کھالی۔ دودھ میں اتنا پاخانہ حل کر کے جس سے رنگ بو مزہ نہ بدلے ناشتہ کر لیا۔ نماز عبادت ہے اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی ایسا کام کیا جو افعال نماز میں سے نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ عمل کثیر ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عمل قلیل ہو تو نماز مکروہ ہو گی۔ قرآن پاک نماز میں پڑھنا فرض ہے۔ ﴿فَاقْرَؤُا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن﴾ لیکن اگر کسی شخص کو قرآن بالکل یاد نہ ہو تو اسے تسبیح وتحمید پڑھ لینا چاہیئے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جسے قرآن یاد نہ ہو وہ حمد وثنا پڑھ لے۔ ترمذی عن رفاع بن رافع۔ ابوداؤد ونسائی عن عبداللہ بن ابی اوفی۔ اعلاء السنن ج ۵ ص ۳۴۔۳۵ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے دیکھ کر پڑھ لیا کرو۔ تائید عن ابن عباسؓ قال نهانا امير المومنين عمرؓ ان نؤم الناس فى المصحف. (رواہ ابن ابی داؤد) کنز العمال ج ۴ ص ۲۴۶۔

(۱) اگر قرآن نمازی کے سامنے لٹک رہا ہو تو نماز میں کوئی مضائقہ نہیں۔
(ہدایہ ج ا ص ۱۳۸)

(۲) اگر قرآن پاک کو دیکھا اور اس تحریر کو دل میں سمجھ بھی لیا تو نماز فاسد نہیں۔
(ہدایہ ص ۱۳۸، عالمگیری ص ۵۳، ط ہند)

(۳) اگر قرآن پاک کو دیکھا اور زبان سے پڑھا بھی مگر ایک آیت سے کم پڑھا تو بھی نماز فاسد نہیں۔ (عالمگیری ص ۵۳) کیونکہ ان سب صورتوں میں نمازی کا عمل عمل قلیل ہے نہ کہ کثیر۔

(۴) اگر ایک شخص کو قرآن بالکل یاد نہیں اس نے قرآن نماز میں اٹھایا اور پڑھا اور بدلتا رہا تو اس اٹھانے اور اوراق الٹنے کے عمل کثیر کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ج ا ص ۵۰۲، ۱۳۷)

(۵) اگر قرآن سے دیکھ کر پڑھا اور تعلیم حاصل کی تو یہ تعلیم و تعلم عمل کثیر ہو کر مفسد نماز ہے۔ (ہدایہ ص ۱۳۷، عالمگیری ص ۵۳) اس کو یوں سمجھئے کہ عام تلاوت اور تعلیم و تعلم میں یہ فرق ہوتا ہے کہ تعلیم و تعلم میں ہجے ہوتے ہیں متواتر پڑھنا نہیں ہوتا اَلْ حَ مْ دُ اور یہ تعلیم و تعلم مفسد نماز ہے نہ قرآن کی طرف نظر مفسد ہے نہ تلاوت قرآن مفسد ہے بلکہ وہ فرض ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حافظ قرآن ہو اور عمل قلیل سے استعانت حاصل کرے تو مفسد نہیں۔

عورت کے بارہ میں احادیث میں اختلاف ہے۔ صحیح مسلم ج ا ص ۱۹۷ حدیث ابو ہریرہؓ مرفوع میں ہے کہ عورت نمازی کے سامنے آئے تو نمازی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے ابو داؤد ابن ماجہ باب ما یقطع الصلوٰۃ میں ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ حائضہ عورت سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ عورت آگے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے رجالہ ثقات مجمع الزوائد ج ا ص ۱۶۶ اعلاء ج ۵ ص

۳۷ زیلعی ج ۲ ص ۸۷ اس کے برخلاف بخاری ج ۱ ص ۵۶ مسلم ج ۱ ص ۱۹۷ حضرت عائشہؓ کا آگے لیٹنا اور بخاری ج ۱ ص ۴۷ مسلم ج ۱ ص ۱۹۸ پر حضرت میمونہ کا حائضہ ہونے کی حالت میں آگے لیٹنا ثابت ہے۔ یہ دونوں قسم کی احادیث متعارض ہیں۔ اس لئے علماء ان میں یہ تطبیق دیتے ہیں کہ اصل نماز تو نہیں ٹوٹتی البتہ نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے کیونکہ التفات عن اللہ قاطع خشوع ہے۔ زیلعی ج ۲ ص ۸۸۔۸۹ اعنی نصب الرایہ۔ اب کوئی منکر حدیث احادیث کا یوں مذاق اڑائے کہ مسلمان خدا کی عبادت یوں کرتے ہیں کہ اپنی حیض کے خون سے آلودہ بیوی کو آگے لٹاتے ہیں۔ اس کے پاؤں کو سجدہ سے پہلے ہاتھ لگاتے ہیں۔ اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ اور اس کو مٹھی چاپی بھی کرتے ہیں تو یہ ایک خبث باطن کی دلیل ہے۔

پہلا جھوٹ

کہ فقہ حنفی میں نماز کے وقت عورت ننگی کر کے سامنے بٹھانا ضروری ہے یہ بالکل جھوٹ ہے مسئلہ تو اچانک نظر کا ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں عورت ساری پردے کا مقام ہے جب اس کو ہاتھ لگانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو نظر سے کیسے ٹوٹ جائے گی یہ عمل قلیل ہے مفسد نماز نہیں۔ مثال سے سمجھیئے روزہ کی حالت میں کھانا پینا حرام ہے کھانے پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے لیکن کھانا پینا سامنے رکھا ہو۔ روزے دار کی نظر بھی پڑے اور دل میں کھانے کی خواہش بھی آجائے تو بھی اتنی بات سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مذہب حنفی میں تو اگر عورت مرد کے برابر جماعت میں کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال اذا صلت المرأة الیٰ جانب الرجل وکانا فی صلوٰة واحدة فسدت صلوته ۔ کتاب الآثار امام محمدؒ ص ۲۷

Scanned with CamScanner

وقال به نأخذ وهو قول ابی حنیفة۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۱-۳۲۴) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اچانک سامنے کتا کتیا حالت جفتی میں آ گئے۔ نمازی کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۲-۳۲۵) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اچانک سامنے نظر پڑی تو ایک جوڑا زنا میں مصروف تھا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳-۳۲۵) نماز پڑھتے ہوئے اپنی یا کسی غیر کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں۔

(۴-۳۲۶) مرد نماز پڑھ رہا تھا کہ بیوی نے اس کا بوسہ لے لیا تو نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۵-۳۲۷) بیوی نماز پڑھ رہی تھی مرد نے بوسہ لے لیا۔ نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۶-۳۲۸) ماں نماز پڑھ رہی تھی بچے نے گود میں پیشاب کر دیا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۷-۳۲۹) ماں نماز پڑھ رہی تھی بچے نے آ کر چھاتی سے دودھ پینا شروع کر دیا۔ نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۸-۳۳۰) عورت نماز پڑھ رہی تھی ہنڈیا ابل گئی اور خراب ہونے لگی وہ نماز توڑ کر ہنڈیا کو درست کر لے یا نہیں۔

(۹-۳۳۱) عورت نماز پڑھ رہی تھی کتا دودھ کے برتن سے ڈھکنا اتارنے لگا وہ نماز توڑ کر دودھ سنبھال لے یا نہیں۔

(۱۰-۳۳۲) ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا دوسرا اس کی جوتی لے بھاگا یہ نماز توڑ کر جوتی حاصل کر لے یا نہ۔

(۱۱-۳۳۳) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا غیر محرم عورت کے گانے کی آواز کان میں آ رہی ہے اور گانا سمجھ بھی آ رہا ہے نماز ٹوٹی یا نہ۔

Scanned with CamScanner

۱ (۱۲۔۳۴۴) ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی اوڑھنی کھینچ کر پھینک دی اب عورت کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۱۳۔۳۴۵) عورت نماز پڑھ رہی ہے اور جوئیں بھی مار مار کر پھینک رہی ہے۔ اس کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

نوٹ: مندرجہ بالا مسائل کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیا جائے ورنہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

حصہ یازدہم

(۱۔۳۴۶) اس ملک میں بارہ سو سال سے اسلام آیا ہوا ہے مگر سب لوگ زیر ناف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے انگریز کے دور میں جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے الاقتصاد رسالہ لکھ کر جاگیر حاصل کرنے والے نے مساجد میں فساد کے لئے اشتہار دیا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالتہ پیش کرو فی حدیث دس روپے انعام۔ جب خود ان سے ثبوت مانگا گیا اور فی حدیث و آیۃ بیس روپے انعام کا اشتہار دیا گیا تو کہا گیا۔ قرآن حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کا معنی کرتے ہیں کہ نماز پڑھو اور سینہ پر ہاتھ باندھو۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۵ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۴۳)

(۲۔۳۴۷) سینے پر ہاتھ باندھنے کی (تا وفات نماز میں) روایات بخاری مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۱) حالانکہ نہ بخاری میں حدیث نہ مسلم میں۔ اور نہ ہی تا وفات کا لفظ کسی شرح میں ہے یہ ایسا جھوٹ ہے جیسا مرزا نے کہا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی ھذا خلیفة اللہ المھدی۔

(۳۔۳۴۸) صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی حدیث آئی ہے (کہ حضورؐ ہاتھ سینے پر

باندھتے تھے) فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۹۳۔

(۴۔۳۳۹) صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث اس سند سے ہے۔
عن عفان عن همام عن محمد بن حجاده عن عبدالجبار بن وائل عن علقمه بن وائل و مولیٰ لهم عن ابیه ۔فتاویٰ علماء حدیث ج ا ص ۱۹۱ اس جھوٹ کی مثال نہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں ملتی ہے اور نہ سوامی دیانند کی کتابوں میں۔

(۵۔۳۴۰) ابن خذیمہ نے مندرجہ بالا حدیث کو صحیح کہا ہے۔
(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۳)

(۶۔۳۴۱) سینے پر ہاتھ باندھنے کی (مذکورہ بالا) حدیث صحیح ہے۔
(بلوغ المرام ص فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۵ ثنائیہ ص ۹۵)

(۷۔۳۴۲) ہدایہ میں اس کو صحیح کہا ہے اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶)

(۸۔۳۴۳) یہ سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۳ ابن ماجہ ص ۶۲ دارمی ص ۱۰۷ دار قطنی ج ا ص ۱۱۸ ابوداؤد ج ا ص ۱۹۳ جزء بخاری ص ۱۴ مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۷ کتاب الام ج ۸ ص ۱۸۶ جزء سبکی ص ۳ مشکوٰۃ پر ہے۔
اثبات رفع یدین ص ۲۰ یہ دس کتابوں پر جھوٹ ہے۔

(۹۔۳۴۴) مسند احمد میں ہے۔یضع یده علیٰ صدره (مسند احمد ص)
(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۳)

(۱۰۔۳۴۵) زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ)
(اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶)

(۱۱۔۳۴۶) زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث ضعیف ہے۔
(ہدایہ ص ۳۵۰ اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶)

(۱۲۔۳۴۷) ہارون رشید کا ازار بند کھل گیا تھا اس نے ازار بند باندھا تو امام ابو

یوسف نے فتویٰ دیا کہ آئندہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھا کرو۔

(۱۳۔۳۴۸) حنفی نماز میں ہاتھ آلہ تناسل پر باندھتے ہیں۔ (قول حق ص ۵۴)۔

(۱۴۔۳۴۹) مقام ستر پر ہاتھ باندھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ قیاس ابلیس تشہد میں ہاتھ رانوں پر۔ ان سب جھوٹوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تم فرق سینہ و ناف کا حدیث میں دکھاؤ۔

قاضی عبدالاحد خانپوری کی شہادت

اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو درحقیقت ماجآء به الرسول سے جاہل ہیں ۔وہ الرسول اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ اور روافض کے جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفرو نفاق کے تھے اور ملاحدہ اور زنادقہ کا مدخل تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہلحدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں۔ ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے۔ بعینہ مثل اہل تشیع کے۔ دیکھو ملاحدہ نیچریہ جو کفار ہیں اور منافقین ہیں وہ بھی انہیں کے باب و دہلیز اور مدخل سے داخل ہوئے اور انہیں کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروض کامل اور وافی مثل شیطان کے لے گئے۔ پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعت کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنا دیا۔ اور جب ملاحدہ زنادقہ چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہیں کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنادیا۔ اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہیں جہال اہلحدیث کے باب اور دہلیز میں داخل ہو کر کیا جو کیا۔ مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلا دیں کوئی پرواہ نہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے

مثل امام ابوحنیفہؒ کے جنکی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد وزندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بچیں بھی نہیں ہوتے اگر چہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے۔ سبحان اللہ ماشبہ اللیلة بالبارحة اور سر اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل السنت والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف و مستکبر ہو گئے ہی فافهم وتدبر۔ کتاب التوحید والسنة ج ۱ ص ۲۶۲ غیر مقلد۔

نمبر۲: مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو ہی سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض لامذہب جو کسی دین ومذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق وخروج تو آزادی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت اور نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے سود وشراب سے پرہیز نہیں کر سکتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیوی کی وجہ سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق خفی میں سرگرم رہتے ہیں۔ ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہو جاتے ہیں۔ اشاعة السنة ۱۸۸۸ء۔

نمبر۳: مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری لکھتے ہیں جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر وگردونواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے۔ الکتاب المجید ص ۸

Scanned with CamScanner

نمبر۴: مولانا محمد لکھوی صاحب اپنی کتاب رد نیچری ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

ابلیس ہزاراں سالاں کوشش کر کے خلق پھٹائی
انہاں چھ ست سالاں دیو چہ کیتی اس تھیں ودھ کمائی
ابلیس نادان بے علماں نوں وچ گمراہی پایا
انہاں اہل علم دا کر ختاس دین ایمان گوایا
اکثر غیر مقلد خالی مگر انہاں دے لگے
جنہاں اندر دین غلو یا سستی عادت پکڑی اگے
گھر بیٹھے جمع نمازاں کر دے سفر تے عذروا رائیں
چھ ست کوہاں تے پڑھن دوگانہ سستی جنہاں ادائیں
تقلید مذاہب اہل سنت چھڈ لگے مگر انہاں دے
اس مذہب تھیں بہتر ہین مقلد سے درجیاندے
ایہہ مالیخولیاگنوں یا خبطی کردا مذہب بازی
نہ ہک مذہب تے ٹھہرے نت تلبیس کماوے تازی

نوٹ: انگریز کے دور سے پہلے کا کسی غیر مقلد کا نہ ترجمہ قرآن ہے نہ ترجمہ حدیث۔ اور نہ ہی ان کی کوئی نماز کی کتاب ہے۔

حصہ دوازدہم

ابھی ابھی ایک فوٹوسٹیٹ کاغذ پر نظر پڑی جس کا عنوان ہے۔ اپنے علماء کرام سے وضاحت اور دلی اطمینان کے لئے دس سوال منجانب ادارہ تحفظ حقوق اہل السنّت والجماعت پاکستان۔ سوال پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بزدل منافق لامذہب نے اہل السنّت والجماعت میں فتنہ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو اہل السنّت والجماعت ظاہر کر کے یہ دجل فریب کیا ہے کیونکہ یہ فوٹوسٹیٹ پھیلانے والا اہل السنّت والجماعت کے مذہب سے اتنا ہی جاہل ہے جتنا سوامی دیانند قرآن سے اور

پادری فانڈر اسلام سے جاہل تھا۔ کیونکہ پوری دنیا کے اہل السنّت والجماعت اس کے قائل ہیں کہ فقہی مسائل کا ثبوت (اصول اربعہ) چار دلیلوں سے ہوتا ہے۔

نمبرا: کتاب اللہ۔ نمبر۲: سنت رسول اللہ۔

نمبر۳: اجماع امت۔ نمبر۴: قیاس شرعی

یہ بات اہل سنت والجماعت کی اصول فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ بلکہ نواب صدیق حسن نے السحاب المرکوم ص ۳۲۴ و ص ۶۰ ۷ اور ثناء اللہ امرتسری نے اہل حدیث کا مذہب ص ۴۲ پر بھی یہی لکھا ہے اس لئے سائل کا اپنے آپ کو اہل السنّت والجماعت کہنا ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی کا اپنے کو مسلمان۔ جس طرح ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں کہلا سکتا اسی طرح اجماع امت اور قیاس شرئی کا منکر ہرگز ہرگز اہل السنّت والجماعت نہیں۔ اگر سائل میں ذرہ بھر بھی حیاوشرم ہے تو اہل السنّت والجماعت کی اصول فقہ کی کسی معتبر کتاب سے اجماع اور قیاس شرعی کے منکر کا اہل السنّت والجماعت ہونا ثابت کرے لیکن یہ منافق قیامت تک اپنا اہل السنّت والجماعت ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔ جس طرح یہ جاہل اہل السنّت والجماعت کے معنی سے جاہل ہے اسی طرح یہ سوال کے معنے بھی جاہل۔ کیونکہ سوال ہمیشہ مدعی کے دعوی پر کیا جاتا ہے جس طرح کوئی جاہل یہ سوال کرے گا کہ ظہر کی رکعتوں کی تفصیل صرف قرآن پاک سے دکھاؤ تو یہ سوال غلط ہے کیونکہ سوال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت علماء فلاں مسئلہ کا ثبوت اپنے دعویٰ کے موافق چاروں شرعی دلیلوں میں سے کسی دلیل سے پیش کریں۔ تو اہل السنّت والجماعت عالم کا فرض ہے کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماع امت یا قیاس شرعی سے اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرے۔

(۱۔۳۵۰) نماز میں عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اجماع امت سے ثابت ہے (الفقه علىٰ مذاهب اربعه) اور مرد کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث علیؓ

کے مطابق سنت ہے۔ (مسند احمد۔ ب۔ اب لامذہب کوئی ایک آیۃ یا حدیث صحیح صریح پیش کرے کہ عورت و مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ ج۔ کوئی لامذہب ناف کے علاوہ کسی جگہ ہاتھ باندھنے کی حدیث میں سنت کا لفظ دکھادے۔

(۳۵۱۔۲) دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے (جزر فع یدین بخاری) اور ابراہیم نخعی کا فتویٰ ہے۔ (طحاوی) اور عہد صحابہؓ تابعین تبع تابعین میں کسی نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اجماع ہے۔ اور نسائی شریف میں حدیث ہے کہ نماز میں حالت قیام میں آنحضرتؐ ہاتھ باندھا کرتے تھے قنوت بھی حالت قیام میں ہے اس لئے اس حدیث کے موافق حنفی ہاتھ باندھتے ہیں ب۔ اب اس لامذہب میں اگر جرأت ہے تو قرآن حدیث سے قنوت سے پہلے رفع یدین کا منع ہونا ثابت کردے۔ ج۔ اب یہ لامذہب رکوع کے بعد کی دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا کسی آیت یا حدیث سے ثابت کردے۔

(۳۵۲۔۳) جس طرح قرآن پاک میں ﴿فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کا حکم ہے۔ اب سات قرأتوں میں سے جس ایک قرأت پر بھی ساری عمر کوئی قرآن کی تلاوت کرے وہ اسی آیت پر عمل ہے۔ اسی طرح عامی کو حکم ہے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اب وہ ائمہ اربعہ میں سے جس کی بھی تقلید کرے گا وہ قرآن کی اسی آیت پر عمل ہے۔ اسی پر اجماع ہے۔

ب۔ اب یہ لامذہب بتائے کہ ساری عمر ایک قرأت پر قرآن پڑھنا کفر و شرک ہے یا حرام۔ قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔

ج۔ عامی پر مجتہد کی تقلید شخصی کا کفر، شرک یا حرام ہونا کسی ایک آیت قرآنی یا

ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کرو۔

(۴_۳۵۳) تقلید ایک اصطلاحی لفظ ہے صرف نحو۔ اصول حدیث ۔ اصول تفسیر۔ اصول فقہ کی جتنی بھی اصطلاحیں ہیں ان میں سے کوئی بھی ان خاص معنوں میں قرآن و حدیث میں استعمال نہیں ہوئیں۔ہاں ان کا استعمال اجماع سے ثابت ہے۔

ب۔اب لامذہب قرآن و حدیث سے اپنے فرقہ کا نام ''اہل حدیث'' دکھائے یا یہ نام چھوڑ دے۔

ج۔قرآن و حدیث سے انسان کے لئے لفظ تقلید کا منع ہونا ثابت کرے ورنہ اپنی طرف سے منع کر کے بے دین نہ بنے۔

د۔یہ لامذہب اصول حدیث کے تمام اصطلاحی الفاظ قرآن و حدیث سے دکھائے ورنہ تمام اصول حدیث کو چھوڑ دے۔ورنہ اس قسم کے دجل وفریب سے باز رہے۔

(۵_۳۵۴) جی ہاں عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور یہ حدیث شریف میں ہے۔ دیکھو مسند امام اعظمؒ ۔ مراسیل ابوداود۔ بیہقی۔ ابن ابی شیبہ۔ یہ لامذہب ان احادیث کا بھی منکر ہے۔

ب۔اب لامذہب کو چاہیئے کہ وہ صرف ایک آیت یا حدیث صحیح صریح پیش کرے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں خصوصاً سجدہ کے بارے میں۔

(۶_۳۵۵) مسئلہ یہ ہے کہ جب تک نفاس کا خون جاری نہ ہو یا پیدائش نہ ہو جائے نماز فرض ہے یہ مسئلہ حدیث کا ہے۔

ب۔اب یہ لامذہب ایک آیت یا حدیث پیش کرے کہ نفاس کا خون آنے سے قبل ہی نماز کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔

(۷_۳۵۶) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ گاؤں میں جمعہ فرض نہیں (عبدالرزاق ابن ابی شیبہ)

ب۔اب یہ لامذہب صرف ایک آیت یا ایک حدیث صحیح صریح پیش کریں کہ فلاں گاؤں میں حضور علیہ السلام کے حکم سے جمعہ جاری ہوا تھا۔

(۸۔۳۵۷) امام صاحبؒ کو پانچ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ کتاب الوصیہ۔احکام کی چالیس ہزار احادیث آپ کو یاد تھیں۔ ذیل الجواہر ص ۴۷۴ ان میں سے چار ہزار متون آپ کو حفظ تھے۔مناقب موفق۔

ب۔اب یہ لامذہب اپنے کسی لامذہب کا اتنا حافظ ہونا ثابت کرے۔

(۹۔۳۵۸) کتاب وسنت میں عامی کو مجتہد کی طرف رجوع کا حکم موجود ہے مگر سوائے ائمہ اربعہ کے کسی کا مذہب مکمل مدون ہی نہیں ہوسکا اس لئے عامی کے لئے ان چار کے سوا کسی اور مجتہد کی طرف تمام مسائل میں رجوع ممکن ہی نہیں۔ اسی پر تمام اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے۔یہ خدا کا امر تکوینی ہے۔

ب۔اب یہ لامذہب بتائے کہ سات قرأتیں جو متواتر ہیں ان سات قاریوں کے نام بنام حکم کس حدیث میں ہے کہ ان کی قرأت پر قرآن پڑھنا۔

ج۔لامذہب یہ بھی بتائے کہ صحاح ستہ سے پہلے اسلام مکمل تھا یا نہیں۔کیا حضور علیہ السلام نے ان اماموں کا نام لے کر حکم دیا کہ ان کی کتابوں کو صحاح ستہ کہنا۔ان کو چھوڑنے والا اسلام کو چھوڑنے والا ہوگا۔یہ حدیث لاؤ ورنہ دجل وفریب سے باز آؤ۔

مناظرہ طے کرنے کے لئے ضروری باتیں

(۱) مناظرہ کی تحریر جماعت کے ذمہ دار افراد صدر وغیرہ کے پیڈ یا فل سکیپ کاغذ پر ہوگی۔

(۲) چیلنج دہندہ۔مناظر کا چیلنج قبول کرنے والوں کے عہدے مع مکمل پتے و دستخط جو شناختی کارڈ پر ہوں صاف صاف ہوں گے۔

(۳) نام مناظرہ مابین اہل السنّت والجماعت حنفی (حدیث+اجماع) سے یہ نام

ثابت کریں۔

(۴) دعویٰ۔ مدعی اپنا دعویٰ ایسی کتاب کے حوالہ سے لکھے جوان کی جماعت میں مسلم ہو۔

(۵) دعویٰ میں حکم کی صراحت ہو کہ یہ فرض۔ واجب۔ سنت۔ نفل۔ مباح۔ مکروہ حرام کیا ہے۔ بحوالہ کتاب معتبر۔

(۶) اس حکم کی جامع مانع تعریف اپنے مذہب کی کتاب سے۔

(۷) اس حکم کے منکر اور تارک کا حکم بحوالہ کتاب۔

(۸) دلائل اہل سنت۔ کتاب اللہ۔ سنت رسولؐ اللہ۔ اجماع امت۔ قیاس شرعی۔ تحقیقی دلائل اور غیر مقلدین کی کتاب بطور الزامی دلیل۔

(۹) دلائل لامذہب۔ قرآن۔ حدیث لامذہب کی مرتب کردہ کتاب سے۔ کسی امتی کا قول پیش نہیں کرے گا۔ تحقیقی دلائل اور فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول بطور الزامی دلیل۔

(۱۰) سوال کی تین قسمیں جائز ہوں گی۔ منع۔ نقض۔ معارضہ۔

(۱۱) جگہ غیر جانبدار ہو گی۔

(۱۲) مناظرہ دو گھنٹے۔

مسائل قربانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں۔ نوٹ۔ ہر سوال کا جواب قرآن پاک کی صحیح صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیا جائے۔ ورنہ جواب قابل قبول نہیں ہو گا۔

(۱۔۳۵۹) قربانی فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل۔ صریح حکم قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

(۲۔۳۶۰) اگر قربانی نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ نفل۔ تو جن محدثین نے اس کا

حکم لکھا ہے (فرض یا واجب) وہ بدعتی ہیں یا کیا۔

(۳۔۳۶۱) قربانی کرنے والے میں کون کون سی شرائط ہونی چاہئیں۔ صاف قرآن حدیث سے دکھائیں۔

(۴۔۳۶۲) ضروریات سے کتنے پیسے زائد ہوں تو قربانی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صاف قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

(۵۔۳۶۳) وہ کون کون سی ضروریات ہیں جن کی قیمت کا حساب نہیں لگایا جائے گا۔ جواب قرآن وحدیث سے دیں۔

(۶۔۳۶۴) زمین۔ مکان۔ دوکان۔ بس۔ ٹرک کی قیمت کا حساب ہوگا یا آمدنی کا۔ جواب بالا شرائط کے ساتھ۔

(۷۔۳۶۵) جو مسلمان وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے اس کو شرعی عدالت کتنے کوڑے حد لگائے گی۔

(۸۔۳۶۶) جو بکری۔ اونٹ۔ گائے چار۔ چھ۔ آٹھ دانت والا ہو اس کی قربانی کس حدیث سے جائز ہے۔

(۹۔۳۶۷) بھینس کا دودھ پینا۔ دہی۔ مکھن۔ گھی کھانا۔ لسی پینا۔ گوشت کھانا کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں۔

(۱۰۔۳۶۸) بھینس کی قربانی کا جائز یا ناجائز ہونا قرآن وحدیث سے بالوضاحت بیان فرمائیں۔

(۱۱۔۳۶۹) گائے۔ بھینس اونٹ وغیرہ کے حصوں میں کسی حنفی دیوبندی یا بریلوی کا حصہ شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۲۔۳۷۰) کیا عید قربان کے دن مرغے کی قربانی جائز ہے تو اس کی کتنی عمر ہونی چاہیئے جواب حدیث سے دیں۔

(۱۳۔۳۷۱) مرغی۔ بطخ۔ چڑیا کے انڈے کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ جواب صریح

Scanned with CamScanner

حدیث سے دیں۔

(۱۴_۳۷۲) گھوڑے کی قربانی جائز ہے تو اس میں کتنے حصے دار شریک ہو سکتے ہیں (گھوڑے کا کتنا اور کیا ضروری ہے)

(۱۵_۳۷۳) بجو کی قربانی جائز ہے تو کتنے حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں اس میں۔

(۱۶_۳۷۴) زید فوت ہو گیا اس نے (بیوی۔ بیٹا۔ گائے) بیوی۔ بیٹا۔ گائے چھوڑی۔ ماں بیٹے نے گائے کی قربانی دے دی جائز ہے یا نہیں۔

(۱۷_۳۷۵) حصے داروں کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہیئے یا اندازے سے حدیث شریف میں کیا حکم ہے۔۔۔۔۔

(۱۸_۳۷۶) کیا قربانی کا گوشت کسی حنفی دیوبندی یا بریلوی کو دینا جائز ہے۔ جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۱۹_۳۷۷) عید الاضحیٰ کے دن حنفیوں نے عید پڑھ لی تھی ابھی اہلحدیثوں نے نماز نہیں پڑھی تھی کسی اہلحدیث نے یہ سن کر کہ عید کی نماز ہو چکی ہے اپنی قربانی ذبح کر لی تو اس کی قربانی ہو گئی یا نہیں۔ جواب حدیث سے دیں۔

(۲۰_۳۷۸) نماز عید پڑھ لی تھی اور قربانیاں ذبح کر لیں بعد میں پتہ چلا کہ امام نے بے وضو عید پڑھائی تھی۔ قربانیاں دوبارہ کرنا پڑیں گی یا نہیں۔

(۲۱_۳۷۹) قربانی کا جانور کسی حنفی دیوبندی یا بریلوی نے ذبح کر دیا قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۲۲_۳۸۰) قربانی کے جانور میں کسی بے نمازی کا حصہ شامل کر لیا قربانی سب کی ہو گئی یا نہیں۔

(۲۳_۳۸۱) اگر کسی جانور کے تیسرا حصہ کان کٹے ہوئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۲۴_۳۸۲) جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

Scanned with CamScanner

(۲۵۔۳۸۳) حضرت عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ حضرت انسؓ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں جبکہ اہلحدیث چار دن کے قائل ہیں تو کیا مندرجہ بالا صحابہ کرام حدیث کو نہیں مانتے تھے انہوں نے یہ فتویٰ اپنی رائے سے دیا یا کیا۔ اور جن کو چار دن والی حدیث یاد تھی انہوں نے یہ حدیث (چار دن والی) ان صحابہؓ (قائلین ۳ دن) کو کیوں نہ سنائی کیا صحابہ کرام حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے پر عمل کرتے تھے۔

(۲۶۔۳۸۴) ایک قربانی کے جانور کی دم کٹی ہوئی ہے اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں جواب صحیح حدیث سے دیں۔

(۲۷۔۳۸۵) جو جانور خصی نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نا جائز۔ جواب حدیث صحیح سے دیں۔

(۲۸۔۳۸۶) جس جانور کے پیدائشی دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے یا نا جائز۔

(۲۹۔۳۸۷) گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا۔ گائے قابو نہیں آ رہی تھی۔ اتفاقاً ذبح سے پہلے چھری گائے کی آنکھ میں لگ گئی اور وہ کانی ہو گئی تو اب اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۰۔۳۸۸) گائے کو قربانی کے لئے لٹایا گرنے میں اس کی ٹانگ پر چوٹ لگی اور وہ لنگڑی ہو گئی اب قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۱۔۳۸۹) عید کی نماز ہو گئی اور ایک آدمی عید نہیں پڑھ سکا اب وہ قربانی کرے یا نہ کرے۔

(۳۲۔۳۹۰) ایک اہل حدیث نے حنفیوں کے پیچھے چھ تکبیروں کے ساتھ عید پڑھی اس عید کے بعد وہ قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

(۳۳۔۳۹۱) ذبح میں کتنی رگیں کا ٹنا شرعاً ضروری ہیں ان کی تعداد اور نام حدیث صحیح

صریح سے دیں۔

(۳۴_۳۹۲)قصاب کو اجرت میں گوشت دینا جائز ہے یا نہیں۔

(۳۵_۳۹۳)قربانی کا گوشت مقلدین خصوصاً حنفیوں کو دینا جائز ہے یا نہیں۔
جواب حدیث سے دیں۔

(۳۶_۳۹۴)قربانی کی کھال کے کون کون مستحق ہیں۔کیا حنفی مدارس میں کھال دینا جائز ہے۔جواب صحیح حدیث سے دیں۔

(۳۷_۳۹۵)کیا قربانی کی کھال امام مسجد کو تنخواہ میں دینا جائز ہے اگر کسی نے دے دی تو اس کی تلافی کا حدیث میں کیا طریقہ ہے۔

(۳۸_۳۹۶)ایک شخص نے دوسرے کی بکری بغیر اجازت قربانی کر دی بعد میں قیمت ادا کر دی۔یہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۹_۳۹۷)ایک دنبہ قربانی کے لئے تھا اس کی چکی ٹوٹ گئی اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۴۰_۳۹۸)جذعة من الضأن میں جذعہ کا اطلاق دو تین ماہ کے بچے پر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔اس کی تفسیر حدیث مرفوع سے بیان فرمائیں۔بھیڑ کا ایک دو ماہ کا بچہ ذبح کیا تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں۔

یاد رکھیے ہر مسئلے کا جواب صرف آیت قرآنی یا حدیث صحیح ،صریح غیر معارض سے دیں،اگر بخاری سے دکھا سکو تو زیادہ بہتر ہوگا۔

بینوا توجروا

Scanned with CamScanner

غلط اور صحیح سوالات کا معیار

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلط اور صحیح سوالات کا معیار

ہر مناظرہ میں دو مناظر ہوتے ہیں جن میں سے ایک مدعی ہوتا ہے اور دوسرا سائل جب تک یہ دونوں مناظر اپنے اپنے دائرہ میں رہیں گے تو بحث انشاء اللہ العزیز نتیجہ خیز رہے گی لیکن اگر کوئی مناظر اپنا دائرہ چھوڑ دے مثلاً مدعی بجائے دلیل یا تنبیہ کے سوالات شروع کر دے یا سائل بجائے منع نقض یا معارضہ کے نئے نئے دعوے کرنا شروع کر دے تو بحث خلط مبحث کا شکار ہو جائے گی اور نتیجہ صفر رہے گا۔

المدعی:

مدعی کی تعریف یہ ہے من نصب نفسه لا ثباتِ الحکم بالدلیل أو التنبیه (رشیدیہ ص ۱۴، ۱۵)

یعنی مدعی وہ ہے جو کسی حکم کو ثابت کرنے کے لئے دلیل یا تنبیہ سے کوشش کرے۔

السائل: دوسرا مناظر سائل ہوتا ہے اس کی تعریف یہ ہے۔ من نصب نفسه لنفیه (رشیدیہ ص ۱۶)

یعنی سائل وہ ہے جو مدعی مناظر کے دعویٰ کی نفی کے لئے کوشش کرتا ہے۔

جس طرح مدعی مناظر کا دائرہ کار صرف دو کام ہیں۔ دلیل یا تنبیہ اسی طرح سائل مناظر کے تین ہی کام ہیں۔ منع۔ نقض یا معارضہ اور صحیح سوال کی یہی تین قسمیں ہیں۔

نوٹ: اہل السنّت والجماعت کے مخالف جتنے فرقے ہیں۔ وہ اہل سنت والجماعت مناظرین سے اتنے خائف ہو چکے ہیں کہ وہ اب مدعی مناظر بننے کا حوصلہ نہیں رکھتے اور وہ اپنے غلط دعوؤں کو ثابت کرنے سے بالکل عاجز آ گئے ہیں۔ اس

لئے مناظرے کا یہ میدان بالکل چھوڑ گئے ہیں فللّٰہ الحمد۔

مسلمانوں کے مقابلہ میں جب یہودی اور عیسائی بار بار شکست کھانے کے بعد میدان مناظرہ چھوڑ بیٹھے تو اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ نکالا کہ یہود و نصاریٰ کا کوئی عالم مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرے بلکہ سکول کالج کے لڑکوں کو غلط سلط سوالات دے کر مسلمان علماء کے پاس بھیجو تاکہ وہ تو غلط سلط سوالات پوچھتے رہیں اور مسلمان عالم اگر کوئی ان کے مذہب کی بات بتائے یا پوچھے تو صرف یہ کہہ دیں کہ ہم تو ان پڑھ ہیں اور صرف تحقیق کے لئے چند سوالات پوچھنے آئے ہیں مناظرہ کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے حالانکہ یہ جواب محض دھوکا اور فریب ہے۔ ہر شخص پر اپنے مذہب کی واقفیت پہلے فرض ہے دوسرے مذہب کی واقفیت ضروری نہیں۔تو جب آپ اپنے مذہب سے جاہل ہیں تو پہلے اپنے مذہب کی واقفیت حاصل کرو دوسرے مذہب سے بعد میں بات کرنا۔ پھر یہ کہنا کہ ہم تو سوال کرنے آئے ہیں مناظرہ کرنے نہیں آئے یہ بھی فریب ہے جن سوالات کا مقصد کسی کے دعویٰ کا ابطال ہو وہ سوالات مناظرہ کے سوالات ہیں اور وہ سوال کرنے والا مناظر ہے وہ جان بوجھ کر اس لئے جاہل بن رہا ہے کہ کہیں شرائط مناظرہ کی پابندی نہ کرنا پڑے وہ بھی جانتا ہے کہ میں مناظرہ ہی کر رہا ہوں اور میرے سوالات مناظرانہ ہیں۔لیکن اس مجلس میں بیٹھ کر تو کہتا ہے کہ میں مناظرہ کرنے نہیں آیا وہاں سے باہر نکل کر وہ اپنے فرقہ کو یہی بتاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو مناظرہ میں شکست دے کر آیا ہوں یہی دوغلی پالیسی اور منافقت ان کے پروپیگنڈے کی ہے۔

یہود و نصاریٰ کی اس پالیسی کو آج اہل سنت والجماعت کے مخالفین نے اپنا رکھا ہے ان کے علماء اور مناظرین تو اہل سنت والجماعت مناظرین کا نام سن کر بھاگ جاتے ہیں مگر چند لونڈوں کو غلط سلط سوالات دے کر اہل سنت والجماعت کے پاس بھیجتے ہیں قادیانی۔ رافضی۔ منکرین حدیث اور لامذہب غیر مقلدین صرف اسی

سہارے پر زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔

ان کے وہ سوالات سو فیصد غلط ہوتے ہیں کیونکہ صحیح سوال وہ ہوتا ہے کہ مدعی پہلے دعویٰ کرے پھر سائل ایسے سوالات کرے جو اس دعویٰ کی نفی کرتے ہوں۔ اور دعویٰ کو غلط ثابت کر دیں۔

مثال: میں صرف قرآن پاک کو مانتا ہوں۔ سنت یا اجماع واجتہاد وغیرہ کو بالکل نہیں مانتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کہے مجھے قرآن کافی ہے اس سے پوچھو گدھا حلال ہے یا حرام۔ حضرت عمران بن حصینؓ نے ایسے آدمی سے کہا کہ نماز ظہر کی رکعتیں قرآن پاک سے دکھاؤ۔ امام ابو حنیفہؒ نے ایسے آدمی سے کہا بندر کا حلال یا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ۔ یہ سوالات اس شخص کے دعویٰ کو غلط اور جھوٹا ثابت کر دیں گے۔ اس لئے منکر حدیث سے ہم جو سوال بھی کریں گے۔ اس میں یہ کہیں گے کہ صرف قرآن پاک سے مکمل نماز دکھاؤ۔ روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح۔ طلاق کے مکمل مسائل دکھاؤ اور یہ سوالات صحیح ہوں گے کیونکہ خود اس کے دعویٰ کے موافق ہیں۔

ہاں اگر منکر حدیث کسی اہل حدیث سے یہی سوال کرے کہ تم صرف قرآن پاک سے نماز کے مکمل مسائل دکھاؤ تو اس کا یہ سوال غلط ہوگا کیونکہ اہل حدیث کا دعویٰ یہ نہیں کہ صرف قرآن کافی ہے بلکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں تمام مسائل ہیں اس لئے اہل حدیث سے سوال یوں کیا جائے گا کہ قرآن پاک یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے نماز کی مکمل شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات رکعات اور مسائل سہو وغیرہ دکھاؤ۔ یہ سوالات اس سے صحیح ہوں گے۔

اگر کوئی منکر حدیث ضد کرے کہ جب میں حدیث کو نہیں مانتا تو مجھے سب مسائل صرف قرآن سے دکھاؤ۔ تو ہم اس کی اس غلط بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے بلکہ یہ کہیں گے کہ جزئی مسائل کی بجائے پہلے حجیت حدیث پر بحث کر لو۔ اور ہم اس کے سامنے حدیث کا حجت ہونا ثابت کریں گے۔

اسی طرح جب اہل سنت والجماعت اور لا مذہب غیر مقلدین میں سوال و جواب ہوگا تو ہم اہل سنت والجماعت ان سے سوال اس طرح کریں گے کہ صرف قرآن پاک یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے تمام جزئی مسائل ثابت کرو۔ اور ہمارے یہ سوالات صحیح ہوں گے کیونکہ ان کے دعویٰ کے موافق ہیں لیکن اگر وہ ہمارے فقہی مسائل میں اس طرح سوال کریں تو یہ سوالات غلط ہوں گے۔ کیونکہ جس شخص نے ہماری اصول فقہ کی چھوٹی کتاب اصول شاشی بھی پڑھی ہو وہ بھی جانتا ہے کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مسائل فقہ چار دلیلوں سے ثابت ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت۔ قیاس شرعی۔ اس لئے کوئی بھی باطل فرقہ ہم سے سوال کرے گا تو یوں کرے گا کہ اپنی چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے فلاں مسئلہ ثابت کرو۔ فقہی مسائل میں اس طرح سوال کرنا کہ صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرو ایسا ہی غلط سوال ہے جیسے منکرین حدیث کا غیر مقلدین سے اس طرح سوال کرنا کہ صرف قرآن سے مسائل ثابت کرو غلط سوال ہے۔ اگر کوئی لا مذہب غیر مقلد ضد کرے کہ میں جب اجماع اور قیاس شرعی کو نہیں مانتا تو میرے ہر سوال کا جواب صرف قرآن وحدیث سے دو تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ تیرا بڑا بھائی منکر حدیث جب حدیث کو نہیں مانتا تو کیا تو اس کے ہر سوال کا جواب صرف قرآن پاک سے دینے کی پابندی کرے گا۔ جب تو اس کے غلط سوال کو پسند نہیں کرتا تو ہم پر غلط سوال کیوں کرتا ہے۔ کیا یہ حدیث یاد نہیں کہ سچا مومن وہ ہے جو اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اگر لا مذہب اجماع اور قیاس شرعی کو نہیں مانتا تو ہم پہلے اس سے یہ بحث کریں گے کہ اجماع امت اور قیاس شرعی دلائل شرعیہ میں سے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب حضرات خلفائے راشدین۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت معاذؓ، حضرت زید بن ثابتؓ جیسے جلیل القدر صحابہ ہر سوال کا جواب صرف قرآن یا صرف قرآن وحدیث سے نہیں دے سکے کتب حدیث میں ان حضرات

کے بیسیوں فتاوی ایسے موجود ہیں جو محض قیاس شرعی سے دیئے گئے تو ہم لوگ تو ان کے برابر بھی قرآن وحدیث نہیں سمجھتے ہم کیسے ہر سوال کا جواب صرف قرآن یا صرف حدیث سے دے سکتے ہیں اس لئے اہل سنت والجماعت سے سوال کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ادلہ اربعہ سے فلاں بات کا جواب دو۔

نوٹ ضروری: سوالات کا یہ غلط طریقہ خیر القرون میں ہرگز نہیں تھا کتب حدیث مثل مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ میں صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے ہزاروں فتاوی درج ہیں مگر نہ سائل نے یہ پابندی لگائی کہ صرف قرآن سے جواب دو یا صرف قرآن حدیث سے جواب دو اور نہ ہی کسی مجیب نے ایسی غلط پابندیوں کو قبول کیا۔ اس طرح دلیل کو خاص شرائط سے جکڑ کر سوال کرنا خالص دور برطانیہ کی بدعت ہے اور خصوصاً مرزا قادیانی کی تقلید شخصی ہے۔

ورنہ ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ دور برطانیہ سے پہلے تمام مسائل میں سوالات میں اس قسم کی شرائط لگا کر سوال کرنا کسی اہل سنت والجماعت محدث یا مفسر یا فقیہ کی کتاب سے دکھادے۔

موضوع

مکمل نماز

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع مکمل نماز

ہم اہل سنت والجماعت چار دلائل شرعیہ مانتے ہیں جو بالترتیب یہ ہیں ا۔کتاب اللہ ۲۔سنت رسول اللہ ۳۔اجماع امت ۴۔اجتہاد مجتہد۔ اور ہم حنفی اجتہادی مسائل میں فقہ حنفی کے مفتٰی بہا اقوال کے پابند ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک فرقہ اہل قرآن کہلاتا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ زندگی کے تمام مسائل قرآن پاک کی صریح نصوص سے ثابت ہیں اس لئے نہ سنت رسول ﷺ کی ضرورت ہے نہ اجماع امت اور اجتہاد کی۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ نماز جو ارکان اسلام میں سب سے اہم ہے اس کی تمام شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، مباحات، مکروہات، مفسدات وغیرہ کے ہر ہر جزئی مسئلہ کو قرآن پاک کی نصوص صریحہ سے ثابت کردیں۔ لیکن وہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کرسکتے۔ جس سے ان کے دعویٰ کا جھوٹا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا فرقہ ہے جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اس لئے امت کا اجماع یا امتی مجتہد کا اجتہاد نہیں مانتے پس فقہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے ہم ان سے بھی یہی مطالبہ کر کے کہتے ہیں کہ مکمل نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن مؤکدہ، مستحبات، مباحات، مکروہات، مفسدات، تعداد رکعات اور احکام تمام کامل جزئی جزئی قرآن پاک اور احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت کردیں اور ایسی احادیث پیش فرمائیں جن کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ اگر وہ یہ ثابت نہیں کرسکے تو ان کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسے ہی باطل ہوگا جیسے فرقہ اہل قرآن کا دعویٰ عمل بالقرآن غلط ہے۔ ان ہر دو فریق کے دعوؤں کے غلط ثابت ہونے کے بعد ہم انشاء اللہ العزیز ادلہ اربعہ سے اپنی مکمل نماز ثابت کریں گے۔

Scanned with CamScanner

نوٹ: چونکہ غیر مقلدین آئمہ اربعہ کو ﴿اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللہِ...﴾ میں شامل سمجھ کر ان کو مصداق ان احبار ورھبان کا قرار دیتے ہیں جن کے بارہ میں قرآن پاک نے ﴿اَکَّالُوْنَ لِلسُّحْتَ﴾ (حرام خور) ﴿سَمَّاعُوْنَ لِلْکَذِبِ﴾ (جھوٹے) فرمایا ہے اور ان کی فقہ کو مصداق ﴿یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللہِ...﴾ کا بتاتے ہیں اور ان کے مقلدین کو مثل ابوجہل کے مشرک اور مثل یہود و نصاریٰ کے گمراہ قرار دیتے ہیں کیونکہ جو آیات ان کی تقلید کے رد میں نازل ہوئیں وہ ان پر چسپاں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ آئمہ اربعہ یا ان کے مقلدین کی کتابوں سے استدلال کے مجاز نہیں ہوں گے بلکہ ایسی کتاب سے احادیث پیش کریں گے جس کے مؤلف نے اس اپنی کتاب میں صراحۃً اپنا عقیدہ یوں بیان کیا ہو کہ میں آئمہ اربعہ کو مثل آباء مشرکین اور مثل احبار ورھبان یہود و نصاریٰ اور ان کے مقلدین کو مثل ابوجہل و یہود و نصاریٰ سمجھتا ہوں۔

شرائط

حضرات غیر مقلدین اپنے مسلک کا سب سے بڑا امتیاز یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دین کے بارہ میں خدا اور رسول خدا ﷺ کے بغیر کسی غیر معصوم امتی کی بات تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے ان حضرات کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر ہر مسئلہ:

(۳۹۹/۱) کا جو حکم ہے مع تعریف فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ، حرام بیان کریں۔ وہ کسی غیر معصوم امتی کی بجائے حدیث صحیح صریح سے بیان کریں۔

(۴۰۰/۲) کتب حدیث میں درجہ بندی بھی کسی امتی کے قول کی بجائے نبی اقدس کی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں۔

(۴۰۱/۳) جو احادیث پیش ہوں ان کا صحیح یا ضعیف ہونا بھی امتی کے قول کی بجائے نبی معصوم ﷺ کی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھائیں۔

(۴۰۲/۴) دوران بحث، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ یا صرف ونحو کا کوئی قاعدہ

Scanned with CamScanner

یا جرح وتعدیل کا کوئی اصول بیان کریں تو کسی غیر معصوم امتی کے قول کی بجائے رسول معصوم ﷺ کی صحیح صریح غیر معارض مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں۔

(۵/۴۰۳) کسی راوی کا ثقہ یا ضعیف ہونا یا احادیث میں تطبیق وترجیح کے سلسلہ میں بھی قول امتی کی بجائے نبی معصوم کی صریح حدیث پیش کریں۔

(۶/۴۰۴) حضرات غیر مقلدین اپنا دوسرا امتیاز سند بتایا کرتے ہیں۔اس لئے لغت، اصولِ حدیث، اصول فقہ، صرف ونحو، اسماء الرجال اور آیات قرآنی جو بھی پیش کریں گے پوری سند اور توثیق روایت کے ساتھ پیش کریں گے۔

(۷/۴۰۵) اگر کسی موقع پر بھی دوران بحث غیر مقلد مناظر نے کسی امتی کی طرف رجوع کیا یا کوئی چیز بغیر سند کے پیش کی تو پہلی دفعہ اسے تحریری معافی نامہ لکھنا ہوگا اور دوسری دفعہ اس کی شکست کا اعلان کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنا مسلک چھوڑ کر غیر معصوم امتیوں کے اقوال اور بے سند کتابوں کی پناہ لی ہے۔

(۸) اگر کوئی غیر مقلد عالم مندرجہ بالا شرائط میں سے کسی شرط کا غلط ہونا قرآن پاک کی آیۃ یا حدیث صحیح صریح سے ثابت کر دے گا تو ہم اس شرط کو غلط مان کر کاٹ دیں گے۔

(۹) ہم اہل سنت والجماعت چونکہ ہر فن میں اس فن کے ماہر کی بات تسلیم کرتے ہیں۔اس لئے غیر مقلدین کے بعد ہم اپنی باری میں ان ماہرین کے ارشادات بھی پیش کریں گے یعنی کر سکیں گے۔

(۱۰) غیر مقلد مناظر زیر بحث مسئلہ کے متعلق تمام احادیث پیش کرنے کا پابند ہو گا۔یہ نہیں ہوگا کہ بعض احادث بیان کرے اور بعض کو چھپائے۔

(۱۱) مسئلہ پر مناظرہ کا کل وقت دو گھنٹے ہوگا۔

(۱۲) ہر تقریر پانچ پانچ منٹ کی ہوگی۔

(۱۳) ہر فریق کی تقریریں برابر ہوں گی۔

(۱۴) مقام مناظرہ بالکل غیر جانبدار ہوگا۔ جو مقامی کمیٹی طے کرے گی۔

(۱۵) صاحبِ مکان فریقین کو مناظرہ کا تحریری اجازت نامہ دے گا۔

(۱۶) فریقین کے آدمی برابر شریک ہوں گے جن کا مکمل پتہ تحریر کیا جائے گا۔ اور ہر فریق کا ایک صدر ان کی ذمہ داری لے گا۔

(۱۷) منصف، فریقین کے مُسلّمہ ہوں گے۔ اور وہ فیصلہ تفصیلی لکھیں گے کہ مدعی کے کل اتنے دلائل تھے۔ اتنے منع، اتنے نقض، اتنے معارضہ کی نذر ہو گئے اور اتنے دلائل منع نقض اور معارضہ سے سالم رہے اور اتنے موضوع سے متعلق سوالات کا جواب نہیں دے سکے۔

اہل السنّت والجماعت ایک ایسی جماعت ہے جس کے پاس تعمیری پروگرام ہے اس کے برعکس ہمارے ملک میں دور برطانیہ کی باقیات سے دو فرقے ہیں جن کا مقصد اہل سنت والجماعت عوام کے دل میں وسوسے پیدا کر کے ان کو دین حق سے بیزار کرنا ہے ان میں سے ایک فرقہ نے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہوا ہے ان کا پروپیگنڈہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ سراسر خلافِ قرآن ہیں۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث شریف کی کتاب سے ترتیب وار ایک ایک حدیث پڑھتے ہیں آپ ہر ہر حدیث صحیح کیخلاف ایک ایک آیۃ قرآنی پیش کرتے جائیں جس کا معنی صراحۃً اس حدیث کے خلاف ہو۔ تو وہ حدیث شریف کی کتاب کا ایک صفحہ بھی اس طرح خلاف قرآن ثابت کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہنا شروع کرتے ہیں کہ سب احادیث تو نہیں ہاں اکثر احادیث قرآن کے خلاف ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ آیئے اسی دعوٰی کو ثابت فرمائیں ہم دس صفحات حدیث کی کتاب کے پڑھتے ہیں آپ ہر ہر حدیث پر جو حدیث قرآن کے موافق ہو اس کے موافق ایک ایک آیت پیش کرتے جائیں اور جو جو حدیث قرآن پاک کے خلاف ہو اس کے خلاف ایک ایک آیت پیش کرتے جائیں تو وہ ہرگز ہرگز اس پر تیار نہیں ہوتے۔ محض اپنی کج فہمی کی بناء پر لوگوں

کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں اور دوسرے فرقہ نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے یہ فرقہ ایسا بزدل فرقہ ہے کہ ان کے اصل مدمقابل منکرین حدیث ہیں لیکن یہ فرقہ ان سے بحث کرنے سے (دم دبا کر) ہمیشہ فرار کی راہ اختیار کر جاتا ہے ایک منکر حدیث نے مدت سے یہ اشتہار شائع کر رکھا ہے کہ اہل حدیث کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام احادیث قرآن پاک کی تفسیر ہیں تو کوئی اہل حدیث عالم اس پر تیار ہو جائے ہم حدیث کی کتاب سے بالترتیب احادیث پڑھیں گے اور اہل حدیث عالم ہر ہر حدیث پر ایک ایک آیت قرآنی پیش کرتا جائے گا جس سے وہ حدیث ماخوذ ہو۔ مگر ان کا کہنا ہے کہ کوئی اہل حدیث عالم اس کے لئے تیار نہیں ہوا یہ اس فرقہ (اہلحدیث) کی بزدلی ہے کہ منکرین حدیث کا سامنا نہیں کرتے۔ ہاں عوام میں یہ پروپیگنڈہ تقریر و تحریر سے کرتے رہتے ہیں کہ فقہ سراپا حدیث کے خلاف ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی غیر مقلد مرد میدان بنے ہم فقہ کی کتاب سے بالترتیب مسائل پڑھیں گے وہ ہر ہر مسئلہ پر اس کے خلاف ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں۔ لیکن تقریر و تحریر میں رات دن یہ پروپیگنڈہ کرنے والے اس طریق فیصلہ پر ہرگز تیار نہیں ہوتے۔ ہاں پھر یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ فقہ کے سب مسائل تو حدیث کے خلاف نہیں ہیں اکثر مسائل حدیث کے خلاف ہیں۔ ہم پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم بالترتیب فقہ کی کتاب سے مسائل پڑھتے ہیں فقہ کا جو مسئلہ حدیث کے موافق ہو اس کے موافق صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں اور جو مسئلہ فقہ کا حدیث کے خلاف ہو اس کے خلاف صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں۔ مگر جس طرح منکرین حدیث اس طریق فیصلہ سے عاجز ہیں اسی طرح منکرین فقہ بھی اس طریق فیصلہ پر ہرگز ہرگز تیار نہیں ہوتے۔ ہم نے بارہا غیر مقلدین کو کہا کہ اپنے علماء کو اس طریق فیصلہ پر تیار کرو آپ کو اللہ تعالیٰ بہت اجر دیں گے پوری فقہ احادیث کے خلاف ہے لیکن ان کے فرار سے دنیا جان گئی ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ غیر مقلد علماء

جب فقہ کے مسائل پر عمل بھی کرتے ہیں اور فتوے بھی دیتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ نذیریہ فتاویٰ ثنائیہ سے پتہ چلتا ہے تو اپنے عوام کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم چاروں اماموں کی فقہ سے وہ مسئلہ قبول کرتے ہیں جو قرآن حدیث کے موافق ہو۔ یہ بھی ایک غلط پروپیگنڈہ ہے۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ اپنا کوئی عالم پیش کرو اس کے سامنے ہم فقہ کے مختلف ابواب سے صرف ایک سو مسئلے پیش کریں گے وہ ہر ہر مسئلہ پر پہلے آئمہ اربعہ کا مسلک بیان کرے اور پھر ہر امام کے دلائل بیان کرے اور اس کے بعد صریح حدیث سے ایک امام کے قول کو قابل عمل اور باقی تین اماموں کے اقوال کو حدیث صریح ہی سے ناقابل عمل ہونا ثابت کرے مگر آج تک ان کا کوئی عالم صرف ایک سو مسائل پر بھی اپنے اس دعویٰ کے موافق بات پر آمادہ نہیں ہوا تو پھر فقہ کے ہزاروں مسائل پر ہم ان کے اس جھوٹے دعویٰ کو کیسے اور کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں۔

تصویر کے دو رخ

پہلا رُخ اور مثال اوّل

ہم اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ اسلام دین حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا اور آنحضرت ﷺ پر یہ سلسلہ ختم فرما کر دین کو کامل فرما دیا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت کی مثال موسمی پھولوں جیسی تھی جیسے ہر موسم کا پھول اپنے موسم میں بہار دکھاتا ہے۔ مگر موسم کے ختم ہونے پر اس کا نام تو زبانوں پر باقی رہ جاتا ہے مگر وہ باغ میں نظر نہیں آتا بالکل اسی طرح پہلے انبیاء کی شریعتوں نے اپنے اپنے موسم میں دنیا کو تازگی بخشی مگر آج ان کتابوں کا نام ہی زبان و قلم پر رہ گیا ہے وہ کتابیں اپنی اصلی صورت میں کہیں نظر نہیں آتیں۔ اس کے برعکس آنحضرت ﷺ کی کامل شریعت کی مثال اس سدابہار پھول کی ہے جو موسم کی قید سے آزاد ہے۔ ہر موسم میں باغ کی رونق بنتا ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کی شریعت آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے محفوظ تھی

Scanned with CamScanner

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی اس کامل اور جامع شریعت کو کن لوگوں نے محفوظ کیا ہے تو جس طرح خدا کی کتاب قرآن پاک کی بساتوں متواتر قرأتوں کو اہل السنّت والجماعت کے سات قاریوں نے اس طرح محفوظ کرلیا کہ آج سب اہل اسلام ساری دنیا کے سامنے فخر سے کہتے ہیں کہ قرآن کا کوئی حکم تو کیا ایک نقطہ بھی گم نہیں ہوا اور سب مسلمان ان قاریوں کے احسان مند ہیں اور ان کی قرأت پر قرآن پڑھنے کو خدا کی کتاب کی تلاوت ہی سمجھتے ہیں بالکل اسی طرح آنحضرت ﷺ کی پاک سنت کے اجماعی اور اختلافی سب پہلوؤں کو اہل سنت والجماعت کے چار مجتہدین نے محفوظ فرمایا ہے اور پوری امت کے لئے سنت پر عمل کرنے کا طریقہ آسان فرما دیا تمام محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، اولیاء اللہ، سلاطین اور عوام ان میں سے ہی کسی ایک کی تقلید میں آنحضرت ﷺ کی شریعت پر عمل کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک کرتے رہیں گے اور پوری امت ان آئمہ اربعہ کی احسان مند ہے۔ الغرض آنحضرت ﷺ کی شریعت مطہرہ کے محفوظ رہنے کا جو وعدہ الٰہی تھا وہ آئمہ اربعہ کے ہاتھ پر پورا ہوا۔ ان آئمہ اربعہ میں اوّلیت کا شرف سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کو حاصل ہوا۔ اور بعد میں آنے والے تینوں امام ان کی فقہ کی خوشہ چینی فرماتے رہے۔ ان آئمہ اربعہ میں سے تابعیت کا شرف بھی صرف امام صاحبؒ کو نصیب ہوا۔ ﴿وَاتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ...﴾ کی بشارت میں شامل ہوئے۔ ان آئمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحبؒ ہی ہیں۔ اس لئے آیت و آخرین منهم اور حدیث رجل من اهل فارس کے کامل تر مصداق آپ اور آپ کے تدوین فقہ کے ساتھی ہیں۔ الغرض حفاظت شریعت نبویہ میں کامل ترین حصہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

مثال دوم

پہلے انبیاء کی وحی کی مثال گیس کی سی تھی۔ ایک گیس ایک گلی یا ایک محلّہ کو

روشن کرتا ہے مگر وہ ساری دنیا کو روشن کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پہلے انبیاء علیہم السلام ایک ایک قوم اور ایک ایک شہر کے لئے نبی بن کر آتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کی نبوت کی مثال آفتاب عالمتاب کی سی ہے۔ جس طرح خدا کا سورج ساری دنیا کو روشن کرتا ہے اسی طرح آپ کی نبوت بھی جغرافیائی حدود وتاریخی قیود رنگ ونسل کے امتیاز سے بالا ہے سب کے لئے ہے اور آپ نے بار بار فرمایا کہ میری شریعت دنیا کے ہر ملک میں پھیلے گی الحمدللہ آپ علیہ السلام کی یہ پیش گوئیاں دوپہر کے سورج کی طرح پوری ہو چکیں۔ آپ تاریخی وجغرافیہ کی اٹل حقیقتوں کو سامنے رکھ کر جب یہ سوال پوچھیں گے کہ فلاں ملک میں نبی کا کلمہ۔ نبی کی سنت۔ نبی کی آذان، نبی کی نماز، نبی کے معجزات، نبی کی سیرت کون لایا اور کس نے اس ملک کے رہنے والوں کو نبی کے رنگ میں رنگ دیا، تو دنیا کے ہر ملک اور ہر ملک کے ہر کونے سے ایک ہی آواز آئے گی کہ ہمیں یہ ساری نعمتیں لاکر دینے والے ''اہل سنت والجماعت حنفی'' تھے...... زمین کے باسیوں اور عرش تک کے فرشتوں کی ایک ہی پکار ہے مبارک ہیں وہ جن کے ہاتھوں شریعت محمدیہ کی حفاظت کرائی گئی۔ مبارک ہیں وہ جن کے وسیلے سے سنت محمدیہ چاردانگ عالم میں پھیلی۔ پھولی اور پوری دنیا کو برکتوں سے معمور کر دیا۔ نبی علیہ السلام کا خون۔ صحابہ کی قربانیاں رنگ لائیں اور ساری دنیا سنت کے رنگ میں رنگی گئی۔ ﴿صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَة...﴾

دوسرا رخ

حضرات غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنا اور صحابہ کا خون دے کر قرآن وحدیث لوگوں تک پہنچایا مگر ان قربانیوں کا اثر آنحضرت ﷺ کے وصال تک ہی رہا۔ ابھی آپ کی نماز جنازہ بھی ادا نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے قیاس کا دروازہ کھول دیا۔ امامتِ نماز پر خلافت کو قیاس کر لیا اور تمام صحابہ نے اس قیاس کو تسلیم کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی۔ حضور علیہ السلام نے دلائل شرعیہ قرآن و

حدیث دو ہی بتائے تھے مگر آپ کے خلفاء نے (دوگنا) دو کو چار کر دیا قرآن، حدیث، اجماع، قیاس اور یہی منشور قرار پایا (دارمی) خلافت راشدہ میں مفتی صاحبان برملا اپنے اجتہاد و قیاس سے فتویٰ صادر کرتے نہ مفتی صاحبان اپنے قول کی تائید میں کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے اور نہ ہی مستفتی دلائل کا مطالبہ کرتے۔ اس طرح تسلیم قول بلا دلیل یعنی تقلید ان کے رگ و ریشہ میں سما گئی۔ ابھی تین سال بھی وصال پر نہ گزرے تھے کہ۔

خاص مدینہ پاک اور خاص مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت شروع ہوگئی۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر اس بیوی کو اپنے خاوند کے لئے حلال رکھا تھا مگر حضرت عمرؓ نے اسی منبر نبوی اور مسجد نبوی میں اعلان فرما دیا۔ قرآن پاک نے صاف صاف اعلان کیا تھا کہ خدا کے حلال کو حرام کرنا احبار و رھبان کی گمراہی تھی اور خدا کے احکام کے خلاف تقلید آباء ابو جہل کا طریقہ تھا۔ مگر حضرت عمرؓ نے جب حلال کو حرام کر دیا اور بیس رکعت تراویح کی بدعت کو رائج کیا۔ وہاں سینکڑوں مہاجرین و انصار موجود تھے جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ مل کر جہاد کئے انسانی قوانین کو مٹانے کے لئے قیصر و کسریٰ سے بھڑ گئے اپنے گھر چھوڑ دیئے یا تقسیم کر دیئے۔ لیکن حیرانی ہے کہ فارس و روم میں تو وہ رسوم باطلہ کو برداشت نہیں کر سکتے مگر مدینہ شریف میں بدعات جاری ہو رہی ہوں۔ حلال کو حرام کیا جا رہا ہے۔ متعہ حج کا برملا انکار کیا جا رہا ہے اور یہ سب خاموش ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آتا ہے تو جمعہ کی ایک آذان کو دو کر دیا گیا ہے۔ سنت کے ساتھ رائے کا پیوند لگا دیا ہے مگر سب مہاجرین و انصار بخوشی اس پیوندکاری کو قبول کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے گاؤں والوں پر جمعہ کی فرضیت ختم کر دی ہے اور اس فرض کا برملا انکار کر دیا ہے مگر اس کے خلاف ایک آواز بھی نہیں اٹھتی۔ ایک آنسو بھی کسی آنکھ سے نہیں ٹپکتا۔ حضرت عمرؓ نے ایک شہر بسایا جس کا نام کوفہ رکھا وہاں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ آباد ہوئے حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ نے اسے علم سے بھر دیا۔ حضرت علیؓ نے اسے دارالخلافہ قرار دیا تابعین کے دور میں وہاں ہزاروں محدثین اور سینکڑوں فقہاء تھے مگر اس دور میں امام ابوحنیفہؒ نے سنت نبوی کے خلاف اپنی ایک نہایت جامع اور کامل فقہ ایجاد کی۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ محدثین اور علماء اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے مگر محدثین اور فقہاء نے خود اسے ہاتھوں ہاتھ قبول کیا اور فقہ کو حدیث کی تفسیر قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور یہی تھا اب سنت نبوی کی جگہ عدالتوں میں مدارس میں۔ مساجد میں فقہ حنفی آ گئی۔ آہ وہ کتنا دلگداز منظر تھا کہ ابھی آنحضرت ﷺ کو وصال فرمائے سو اصدی بھی نہ گزری تھی کہ خود حرمین شریفین میں فقہ حنفی کا دخل وعمل ہو گیا امام ابوحنیفہؒ نے پورے چھ سال مستقل حرمین شریفین میں قیام فرمایا۔ اور حرمین شریفین (مکہ۔ مدینہ) میں گھر گھر فقہ حنفی کا چرچا ہو گیا۔ مکے، مدینے والے بڑی خوشی سے اس کو قبول کر رہے تھے۔ مکہ کے کسی آدمی نے نہیں کہا کہ حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت سمیہؓ اور دوسرے صحابہ کی قربانیوں کو یاد کرو۔ طائف میں آنحضرت ﷺ کے بہنے والے خون کی قدر کرو۔ احد و بدر اور خندق کی لڑائیوں کو یاد کرو۔ جان و مال، گھر وزر، اقرباء خویش سب کو سنت نبوی کے لئے قربان کر دیا تھا مگر تم تو سب تقلید کی بدعت میں گرفتار ہو رہے ہو جائے مدینہ سے بھی سنت اٹھ گئی۔ امام ابوحنیفہؒ کی دیکھا دیکھی مدینہ میں امام مالکؒ نے۔ پھر مکہ میں امام شافعیؒ نے بھی اپنی فقہ کی بنیاد رکھ دی۔ اور بغداد میں امام احمد نے اپنا مذہب مدون فرمایا مگر یہ سب حضرات قدرے مخالفت کے باوجود امام صاحب کے خوشہ چین تھے۔ امام مالکؒ نے فقہ حنفی کے ۶۰ ہزار مسائل کو مدینہ میں رواج دیا۔ (ترتیب المدارک) امام شافعیؒ نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر فقہ حنفی کی کتابیں مکہ میں داخل کر لیں امام احمدؒ بھی قاضی ابویوسفؒ کی کتابوں کے خوشہ چین تھے۔ ان چاروں اماموں میں اگرچہ اختلاف آپس میں بھی تھا مگر سب کی مشترکہ کوشش یہی تھی کہ سنت نبوی مٹ کر ہماری فقہ رائج ہو جائے۔ محدثین اگرچہ کوشش

کرتے تو شاید اس تقلید کا توڑ نکل آتا مگر محدثین تو خود ان کی تقلید میں داخل ہو گئے۔
چنانچہ محدثین کے حالات میں جو کتابیں خود محدثین نے مرتب فرمائیں وہ چار طبقات میں منقسم ہیں۔ طبقات حنفیہ۔ طبقات مالکیہ۔ طبقات شافعیہ۔ طبقات حنابلہ

تاریخ کا کتنا بڑا المیہ ہے کہ شیعہ محدثین کے حالات میں تو مستقل کتابیں ملتی ہیں مگر غیر مقلدین محدثین کے حالات میں کوئی مستقل کتاب نہیں ملتی۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ جیسے محدثین کے سردار خود فقہ حنفی کو خراسان تک پھیلا رہے ہیں۔ امام حسن بن زیاد جیسے محدث فقہ حنفی کو لے کر بصرہ پہنچے تو امام حسنؒ بصری اور عثمان تبی کی فقہ رخصت ہو جاتی ہے۔ امام یحیٰ بن معین جیسے محدث جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں یہ گواہی دیتے ہیں کہ فقہ حنفی ہر جگہ پہنچ چکی ہے۔ محدث حرم امام سفیان بن عیینہ گواہی دیتے ہیں کہ فقہ حنفی آفاق تک پہنچ چکی ہے۔ تمام محدثین فقہاء، مجاہدین، سلاطین، مفسرین، متکلمین، عوام کلمہ نبی کا پڑھتے ہیں۔ تبرک کے لئے قرآن حدیث بھی پڑھتے ہیں مگر عمل فقہ پر کرتے ہیں اور سب یہی یقین کئے بیٹھے ہیں کہ یہی فقہ سنت نبوی ہے۔ پورے ۱۲ سو سال اس اندھیر نگری میں گزر گئے ہیں آخر انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کی زیر سرپرستی ایک فرقہ جنم لیکر ابھرتا ہے اور اس راز سے پردہ اٹھاتا ہے کہ دنیا میں کہیں نام ونشان بھی سنت نبوی کا نہیں ملتا۔ آئمہ اربعہ کو مشرکین کے آباء کی مثل اور یہود کے احبار و رھبان کی مثل قرار دیتا ہے۔ جنہوں نے نبی اور صحابہ کی سب قربانیوں پر پانی پھیر دیا۔ تمام مقلدین کو ابو جہل جیسے مشرک قرار دیتا ہے۔ طائفہ منصورہ اور فرقہ (مظالم انگریز سے) ناجیہ کا واحد ٹھیکیدار ہے مگر ربع صدی کے اندر اندر اسی فرقہ سے قادیانیت، منکرین حدیث، نیچریت کے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ دین سے بیزار چند لوگ اس فرقہ میں ہیں لیکن روپڑی ثنائیوں کو کافر کہتے ہیں اور ثنائی روپڑیوں کو بے دین کہتے ہیں۔ غرباء اہلحدیث والے جماعت اہلحدیث والوں کو جہنمی کہتے ہیں۔ نہ نبی کی سنت کسی نے محفوظ کی نہ دنیا میں پھیلی۔ ۱۱/۵/۱۴۰۵ھ بیوم السبت

تین رکعات

وتر

کا ثبوت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تین رکعات وتر کا ثبوت

مع پڑھنے کا طریقہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض اور سنت مؤکدہ کی رکعتیں مقرر ہوتی ہیں۔ ان میں کسی کو اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا البتہ نوافل کا حساب ایسا ہے کہ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہوگا جتنے پڑھ لو اتنا ہی ثواب مل جائے گا نماز وتر کے بارہ میں احادیث میں کئی اختلافات ہیں جن میں بعض احکام نفل والے ہیں مثلاً جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔

سواری پر بیٹھ کر وتر پڑھ لینا وغیرہ بعض احکام وجوب کے ہیں کہ تین ہی رکعت پڑھنا سواری پر بیٹھ کر وتر کا جائز نہ ہونا وتروں کی قضا کا ضروری ہونا۔ اب شریعت (کتاب وسنت) میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی نماز کو کبھی نفل کی نیت سے ادا کر لیا جائے اور کبھی واجب کی نیت سے پڑھ لیا جائے اور نہ ہی صراحۃً کسی حدیث میں یہ ہے کہ پہلے یہ احکام تھے اب یہ ہیں جب یہ صراحت نہ ملی بنص حدیث معاذ یہاں اجتہاد کی گنجائش نکل آئی مجتہدین نے اجتہاد سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے لی اس بارہ میں احناف یہ کہتے ہیں کہ پہلے وتر نفل تھے اور تہجد میں شامل اس لئے تہجد اور وتر کو ملا کر بیان کر دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ یا تیرہ تک وتر (مع تہجد) پڑھے۔

(۱) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ امدکم بصلوۃ ھی خیرلکم من حمر النعم وھی الوتر فجعلھالکم فیما بین صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۶) حاکم وذہبی نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک زائد نماز عطا کی ہے جو کہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے پس اس نے تمہارے لئے اسے عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان رکھا ہے یہ حدیث حضرت خارجہ[۱] بن حذافہؓ (حاکم) حضرت ابو[۲] سعید خدریؓ

(طبرانی) حضرت عمرو بن العاصؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (دار قطنی) حضرت عمروؒ بن شعیب عن ابیہ (دار قطنی) حضرت عقبہ بن عامرؓ (طبرانی) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ (خلافیات بیہقی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (دار قطنی فی غرائب مالک) سے مروی ہے اس لئے قاضی ابوزید فرماتے ہیں وھو حدیث مشھور (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۴۱۳) اس مشہور حدیث سے وتر کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ زیادتی اسی جنس میں ہوتی ہے مثلاً کہا جائے کہ اس سکول میں ایک استاد بڑھا دیا گیا تو وہ استاد ہی شمار ہوگا اسی طرح فرائض میں ایک نماز کا بڑھانا اس کے فرض ہونے کی دلیل ہے لیکن اس کا ثبوت فرائض کی طرح متواتر نہیں اس لئے اس کو واجب کہا گیا۔

(۲) خود آنحضرت ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے الوتر حق واجب علیٰ کل مسلم رواہ ابن حبان و صححہ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۰۰) وتر لازم اور واجب ہے مسلمان پر۔

(۳) حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے وتر حق (اور ثابت ولازم) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں۔ وتر حق (لازم) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں وتر حق (لازم) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارا نہیں۔ (اس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے ج ۱ ص ۳۰۶)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الوتر واجب علیٰ کل مسلم رواہ البزار یعنی وتر ہر مسلمان پر واجب ہو جانے کے بعد نوافل والے تمام احکام ختم ہو گئے نہ اس کی رکعتوں کی تعداد اپنی مرضی پر رہی نہ ہی اس کا بیٹھ کر پڑھنا خواہ سواری پر ہی ہو جائز رہا۔ اب رہا یہ سوال کہ کتنی رکعتیں واجب ہوئیں تو ظاہر ہے کہ یہ زیادتی پانچ نمازوں پر ہوئی اور پانچ نمازوں میں سے چار نمازیں جفت ہیں یعنی دو یا چار رکعت ہیں اور صرف ایک ہی نماز طاق (وتر) ہے وہ مغرب کی نماز ہے۔

(۵) عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال صلوۃ المغرب وتر النھار

Scanned with CamScanner

فاوتر واصلوۃ اللیل (مصنف عبدالرزاق ج ۳،ص ۲۸،ابن ابی شیبہ۔احمد) علامہ عراقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے (زرقانی شرح موطا ج ۱ص ۲۳۳ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں اسی طرح تم رات کی نماز کو وتر بنادو۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں۔

(موطا امام محمد ص ۱۴۶)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے وتر تین ہیں جیسے دن کے وتر یعنی نماز مغرب اس کو دارقطنی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (دارقطنی ج ۲،ص ۲۸)

(۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر کی تین رکعت ہیں جیسے نماز مغرب کی تین رکعت ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۹) حضرت ابو خالدہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح پڑھی جاتی ہے ماسوا اس کے کہ ہم اس کی تیسری رکعت میں بھی قرأت کرتے ہیں پس یہ رات کا وتر ہے۔اور مغرب کی نماز دن کا وتر ہیں (طحاوی ج ۱ ص ۱۴۳) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب وتر واجب ہوئے تو اس کی تین ہی رکعت مقرر ہوگئیں جیسے نماز مغرب کی تین ہی رکعتیں ہیں اور وہ دو التحیات اور ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں اسی پر صحابہ خود عمل کرتے ہیں اور یہی طریقہ اپنے شاگردوں کو بتاتے رہے اور اسی پر بلا تردد و انکار خیر القرون میں عمل جاری رہا۔اس سے ثابت ہوگیا کہ جن احادیث میں وتر کی تعداد مختلف آئی ہے وہ اس دور کی ہیں جب وتر نفل تھے۔

آنحضرت ﷺ تین رکعت وتر میں تین سورتیں پڑھا کرتے تھے یہ حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن انبری، حضرت ابی بن کعب

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت معاویہ بن خدیجؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابوامامہؓ چودہ صحابہ نے روایت کیا ہے ادھر عہد فاروقیؓ سے بیس تراویح اور تین وتر پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ یہی اجماع حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے زمانہ اور بعد میں بھی قائم رہا۔

لہٰذا تین رکعت کے علاوہ جتنی رکعات کا ذکر احادیث میں آتا ہے وہ اجماعا متروک العمل ہیں۔

وتر پڑھنے کا طریقہ

ابتدائے اسلام میں نماز میں سلام کلام کی بھی گنجائش تھی اور وتر نفل تھے اس لئے بعض اوقات آنحضرت ﷺ تین وتروں میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے اور ایک وتر علیحدہ پڑھ لیتے۔ دیکھنے والے اس کو دو طرح روایت کر دیتے صرف آخری رکعت کا خیال کر کے اسے ایک رکعت ہی روایت کر دیتے اور بعض یوں بیان کر دیتے کہ تین وتر دو سلاموں سے ادا فرمائے لیکن جیسے باقی نمازوں میں سلام کلام جائز نہیں رہا ایسے ہی وتر کے درمیان بھی سلام کلام جائز نہیں رہا۔

(۱) عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ کان لا یسلم فی رکعتی الوتر (موطا امام محمد ص ۱۵۱ نسائی ج ۱ ص ۲۴۸)

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(۲) اور اسی طریقے پر عمل آخر تک جاری رہا چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن سے جب فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے ابھی وتر نہیں پڑھے پس وہ وتر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور حاضرین نے بھی ان کے پیچھے صف باندھ لی تو حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں فصلی بنا ثلاث رکعات لم یسلم الا فی آخرهن یعنی

حضرت عمرؓ نے ہمیں تین رکعتیں وتر پڑھائے جن میں صرف تیسری رکعت پر سلام پھیرا۔
(طحاوی ج ۱ ص ۲۰۲ عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۲۰ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۹۳)

(۳) یہ بات پہلے بھی ذکر ہو چکی ہے۔ دور فاروقیؓ، دور عثمانیؓ۔ دور مرتضویؓ میں جیسے بیس رکعت تراویح پر اجماع ہوا اسی طرح تین وتر پر بھی اجماع ہوا حضرت ابی بن کعبؓ امام التراویح كان يوتر بثلاث لا يسلم الا فى الثالثة مثل المغرب (عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۶) تین رکعت وتر پڑھا کرتے اور دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ مغرب کی نماز کی طرح صرف تیسری رکعت پر ہی سلام پھیرتے تھے۔ یعنی اجماع اسی بات پر ہوا کہ وتر تین رکعت دو التحیات اور ایک سلام سے مثل مغرب کے ہیں۔

(۴) حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے (ہزاروں) اصحاب (تین وتر پڑھتے تھے) اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(۵) حضرت ابوالزناد فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ساتوں فقہاء اس پر متفق تھے کہ وتر تین رکعتیں ہیں اور سلام صرف تیسری رکعت کے بعد ہے اور اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فیصلہ فرمایا۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴)

(۶) حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لايسلم الا فى آخرهن (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴) سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے۔

ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوا کہ سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان ہی احادیث پر عمل جاری رہا اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے پر عمل تو کیا جاری رہتا۔ صرف حدیث ہی روایت کی تو شاگرد سن کر کہنے لگا کہ انی لاخاف ان يقول الناس هى البتيراء میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس طریقے کو دم کٹی نماز کہیں (طحاوی ج ۱ ص ۱۹۲ ظاہر ہے کہ اس وقت لوگ یا صحابہ تھے یا تابعین۔ ان کا اس طریقے کو دم کٹی

نماز کہنا اس حدیث کے متروک العمل ہونے کی دلیل ہے جیسا کوئی شخص کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر کرتا تو لوگ اعتراض کرتے۔

افسوس کہ غیر مقلدین نے احناف کی ضد میں ان احادیث پر عمل چھوڑ رکھا ہے جن پر بلا نکیر عمل جاری رہا اور شاذ روایات کو اپنانا اپنا مشن بنالیا ہے۔

درمیانی قعدہ

احناف کی ضد میں یا تو غیر مقلدین دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے کیونکہ اس پر عمل باقی نہیں رہا یا احناف کی ضد میں دو رکعت پر سرے سے قعدہ ہی نہیں کرتے یہ بھی ترک واجب ہے ابو داؤد شریف میں حدیث ہے کہ ایک نماز میں آنحضرت ﷺ درمیانی قعدہ بھول گئے تو آپ ؐ نے سجدۂ سہو فرمایا اس لئے اگر کوئی بھول کر بھی یہ قعدہ نہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہے ورنہ اعادہ نماز واجب ہے۔

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۴) آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر دو رکعت پر التحیات ہے۔

(۲) حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الصلوٰۃ مثنیٰ مثنیٰ تشهد فی کل رکعتین (ترمذی ج ۱ ص ۵۰) یعنی نماز دو دو رکعت ہے اور دو رکعت کے بعد التحیات ہے۔ فائدہ، لفظ کل خاص طور پر یہاں قابل توجہ ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر کھڑے ہو گئے لوگوں نے سبحان اللہ کہا مگر آپ ؐ نے پرواہ نہ کی پس جب آپ ؐ نماز پوری کر چکے تو دو سجدے سہو کے کئے اور پھر سلام پھیرا (رواہ البزار مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۰۲) اور کہا اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے، جب حضرت عبداللہ

بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ دو دو رکعت کا کیا مطلب ہے تو فرمایا ان تسلیم فی کل رکعتین (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۷) کہ تم ہر دو رکعت پر سلام پھیرو۔ چنانچہ تہجد کی نماز میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا تھا ہاں وتر کی دو رکعت بعد آخر میں یہ سلام باقی نہ رہا تو التحیات پڑھ کر بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے تھے اس لئے وہ تمام حدیثیں بھی جن میں سلام کی نفی ہے قعدہ کی دلیل ہیں۔

(۵) وہ تمام احادیث جن میں نماز وتر کو نماز مغرب جیسا قرار دیا ہے وہ بھی درمیانی قعدہ کے لئے دلیل ہیں کیونکہ مغرب کے تین فرضوں کی دو رکعتوں کے بعد اگر التحیات نہ پڑھے یعنی قعدہ نہ کرے تو بالاتفاق سجدہ سہو واجب ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے اپنی والدہ کو (جو آنحضرت ﷺ کی محرمہ تھیں) جناب رسول اقدس ﷺ کے گھر خاص اس مقصد کیلئے بھیجا تاکہ وہ دیکھیں کہ آنحضرت ﷺ نماز وتر کس طرح ادا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب وتر ادا فرمائے تو پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلیٰ﴾ پڑھی۔ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پڑھی اس کے بعد قعدہ اولیٰ کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور ان دو رکعتوں کو سلام کے ساتھ تیسری رکعت سے جدا نہیں فرمایا اس کے بعد تیسری رکعت میں (فاتحہ کے بعد) قل ھو اللہ احد پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہا اس کے بعد قنوت پڑھی اور پھر رکوع فرمایا (رواہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۴ ص ۷۱)

(۷) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ کرے کھڑا ہو کر ایک رکعت ملا لے وہ وتر ہو جائیں گے حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں میں نے تین وتر ہی لوگوں کو پڑھتے پایا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵)

دیکھئے بخاری شریف کی اس حدیث سے تین رکعت وتر ایک سلام اور دو

التحیات سے ثابت ہو گئے ان سب مشہور روایات کے خلاف غیر مقلدین جس روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

امام حاکم پہلے دو سندوں سے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن زرارہ بن ابی اوفیٰ عن سعد بن ہشام عن عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ وترؐ کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۴) سعید کی یہ حدیث (۱) مستدرک حاکم کے علاوہ (۲) نسائی ج ۱ ص ۲۴۸ (۳) موطا امام محمد ج ۱ ص ۱۵۱ (۴) طحاوی ج ۱ ص ۱۹۳ (۵) محلی ابن حزم ج ۲ ص ۴۸ (۶) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۵ (۷) دار قطنی ص ۱۷۵ (۸) بیہقی ج ۳ ص ۳۱ (۹) مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۶ (۱۰) طبرانی صغیر۔ ان دس کتابوں میں حدیث کے الفاظ یہی ہیں کہ دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے

اخبرناه ابو نصر احمد بن سهل الفقيه بنجار اثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ ثنا شيبان بن فروخ ابن ابی شيبه ثنا ابان عن قتاده عن زراره بن ابی اوفیٰ عن سعد بن هشام عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث لا يسلم (فی نسخة لايقعد) الا فی آخرهن وهذا وتر امير المؤمنين عمرابن الخطاب وعنه اخذه اهل المدينه (المستدرک ج ۱ ص ۳۰۴) گویا دس سندوں میں تو اتفاق ہے کہ حدیث کے الفاظ لایسلم ہیں یعنی آپؐ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے اور گیارہویں سند میں دو نسخے ہیں ایک تو یہی لانسلم دوسرا لایقعد کہ آپؐ دو رکعتوں کے بعد نہیں بیٹھتے تھے اس لئے ضروری ہوا کہ یہ نسخہ جو گیارہ سندوں کے خلاف ہے اس کی سند اور متن کی تحقیق کی جائے کیونکہ اس نسخہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے متواتر آیت قرآنی کے خلاف کوئی شاذ قرأت ہو۔ یا محکم کے مقابلہ میں متشابہ آجائے۔

(۱) اس کی سند کے پہلے دو راویوں کے حالات نہ تقریب میں ملے ہیں نہ تذکرۃ

Scanned with CamScanner

الحفاظ اور نہ میزان الاعتدال اور نہ تہذیب التہذیب میں۔

(۲) تیسرے راوی شیبان بن فروخ کے بارہ میں تقریب التہذیب ص ۱۴۸ پر لکھا ہے صدوق یھم ورمی بالقدر. یعنی سچا ہے مگر وہم کا شکار تھا اور تقدیر کے انکار کی بھی تہمت اس پر تھی۔

(۳) چوتھا راوی ابان ہے ابان کی ولدیت سند میں مذکور نہیں تقریب التہذیب میں دس ابان نامی راوی ہیں جن میں سے آٹھ ضعیف ہیں اور دو ثقہ ہیں۔علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ ابان بن یزید گو ثقہ ہے لیکن اس کی یہ روایت ثقہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہے۔ (آثار السنن ج ا ص ۱۵)

(۴) فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے "ابان کی بجائے سعید بن عروبہ اور چند دوسرے رواۃ نے قتادہ سے جو روایت کی ہے اس میں "لا یقعد کی بجائے "لا یسلم" ہے (یعنی سلام نہیں پھیرا کرتے تھے) اس لئے امام بیہقی کی تصریح کے مطابق یقعد والے الفاظ کو خطاء اور غلطی تصور کرنا چاہیئے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۱۹۹)

(۵) اس روایت کا مدار قتادہ پر ہے اور قتادہ جب عن سے روایت کرے تو غیر مقلدین کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں۔

(۶) اس کے متن پر غور کریں تو بھی جملہ لا یقعد صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد اسی روایت میں یہ بھی ہے وتر پڑھنے کا یہ طریقہ حضرت عمرؓ کا تھا اور یہی طریقہ اہل مدینہ نے ان سے اخذ کیا۔اب دیکھنا ہے کہ حضرت عمرؓ کا طریقہ لا یقعد والا تھا یا لا یسلم والا تو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن کے بعد جب حضرت عمرؓ نے سب کو نماز وتر پڑھائی تو آخر میں سلام پھیرا اس میں لا یسلم ہے لا یقعد نہیں۔

(۷) امام حسنؒ سے جب یہ کہا گیا کہ حضرت ابن عمرؓ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے اور امام حسنؒ نے فرمایا کہ ان کے والد حضرت عمرؓ بڑے فقیہ تھے وہ دوسری پر سلام پھیرے بغیر تکبیر سے اٹھتے تھے (مستدرک ج ا ص ۳۰۴) حضرت عمرؓ سے کسی

صحیح سند سے **لا یقعد** کا لفظ ثابت نہیں۔

(۸) دوسری بات اہل مدینہ کے وتر کی بابت ہے ان کے بارہ میں بھی گزر چکا ہے کہ بالاتفاق **لا یسلم** والا طریقہ تھا کسی ایک روایت میں بھی **لا یقعد** نہیں آتا۔

الغرض **لایقعد** والی روایت نہ سنداً صحیح ہے نہ متناً اور اکثر احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہایت منکر روایت ہے۔

نتیجہ غیر مقلدین جو تین وتر پڑھتے ہیں۔ دونوں طریقے غلط ہیں ایک متروک بالاجماع ہے اور اجماع سے نکلنے والا بنص حدیث دوزخی ہے دوسرا منکر اور مشہور روایت کے مقابلہ میں منکرات پر عمل کرنے والا یقیناً گمراہ ہے۔

ایک رکعت وتر کا مسئلہ

تین رکعت وتر کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جس دور میں نماز میں سلام کلام جائز تھا اس وقت وتروں میں بھی سلام ہوتا تھا دو رکعت الگ اور ایک وتر الگ پڑھتے تھے۔ اس طرح بعض راوی اس کو تین رکعت روایت کرتے بعض ایک رکعت ورنہ شفع کے بغیر صرف ایک رکعت پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں چنانچہ امام رافعی اور ابن صلاح سے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ''وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہمیں معلوم نہیں کہ کسی روایت میں یہ آتا ہو کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی صرف ایک رکعت وتر پڑھا ہو (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۵) لیکن غیر مقلدین احناف کی ضد میں اسی پر زور دے رہے ہیں اس بارے میں وہ چند استدلال پیش کرتے ہیں جن میں سرفہرست حضرت ابوایوب انصاریؓ کی حدیث ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو چاہے پانچ وتر پڑھ لے۔ جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے مگر اس میں دو باتیں چھپا جاتے ہیں۔

(۱) یہ حدیث دراصل صحابیؓ کا قول ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ ''امام ابوحاتم۔ زیلعی۔ دار قطنی در علل۔ بیہقی اور بہت سے حضرات نے اس کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور یہی درست ہے (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۳) موقوف صحابی کے قول کو کہتے

ہیں اور غیر مقلدین کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ در موقوفات صحابہ حجت نیست، صحابی کا قول حجت اور دلیل نہیں بن سکتا۔

(۲) اس روایت کے آخر میں نسائی ج ۱ ص ۲۴۹ پر یہ بھی ہے جو چاہے ایک وتر پڑھ لے اور جو چاہے اشارہ کر لے یہ جملہ غیر مقلدین ہرگز بیان نہیں کرتے کیونکہ اس سے تو ایک وتر سے بھی چھٹی ملتی ہے اور کیسی آسانی ہے کہ وتروں کے سارے اختلافات کا خاتمہ ہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے الوتر رکعة من آخر اللیل (مسلم ج ۱ ص ۲۵۷) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ گزشتہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک ملا کر تین وتر پڑھے (فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۵) یا جیسے میں نے کہا کہ دو رکعت کے بعد جب سلام پھیرتے تھے تو کبھی ایک رکعت کو الگ بیان کر دیتے۔ اس کے بعد خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث روایت فرمائی کہ وتر کی نماز مغرب کی طرح ہے اور ظاہر ہے کہ مغرب کے فرض ایک رکعت کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ اور آخر میں تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک رکعت وتر کے اتنے مخالف ہو گئے تھے کہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے کو حمار (گدھا) فرمایا (طحاوی ج ۱ ص ۱۹۹) افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت جو پہلے دور کی ہے وہ تو پیش کرتے ہیں لیکن آخری دور کی روایات کو چھپا جاتے ہیں حالانکہ یہ کتمان حق یا تو یہود کا طریقہ تھا (القرآن) یا ان سے شیعہ نے لیا (الکافی) یا اب غیر مقلدین کا اوڑھنا بن گیا ہے۔

(۴) عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ علیہ وسلم نهی عن البتیراء ان یصلی الرجل واحدة یوتر بها.

(رواه ابن عبدا البر فی التمهید بحواله اعلاء السنن ج ۶ ص ۴۰)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتیر اُسے منع فرمایا ہے یعنی اس سے کہ آدمی ایک رکعت وتر پڑھے۔

(۵) عن محمد بن کعب القرظی ان النبیﷺ نھی عن البتیرا (زیلعی ج ۱ ص ۳۰۳ وھو مرسل معتضد)
محمد بن کعب بھی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بتیرا سے منع فرمایا ہے۔

(۶) دور صحابہ وتابعین میں ان ہی احادیث کے موافق عمل جاری تھا۔ ایک وتر کا کوئی رواج نہ تھا اگر شاذ و نادر کوئی ایک رکعت پڑھتا تو اس پر انکار ہوتا اور لوگ تعجب سے اس کو دیکھتے وہ ان کے انکار کے جواب میں کوئی حدیث پیش نہ کر سکتا۔ ہمارا غیر مقلدین سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم ایسے واقعات احادیث صحیحہ سے پیش کریں گے کہ ایک وتر پڑھنے والے پر شدید انکار ہوا۔ اور غیر مقلدین یہ ثابت کریں گے جن پر انکار ہوا انہوں نے فلاں صحیح حدیث سے ان کے سامنے ایک وتر پڑھنا ثابت کیا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اھون مایکون الوتر ثلاث رکعات (موطا امام محمد ص ۱۵۰) کم از کم وتر کی رکعتیں تین ہیں یہ ایک رکعت وتر کا صریح انکار ہے اب غیر مقلد ثابت کریں کہ کسی نے ان کے سامنے حدیث سے ایک وتر کا ثبوت پیش کیا ہو۔

(۸) پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صراحۃً کھل کر فرمایا ما اجزأت رکعۃً واحدۃً قط (موطا امام محمد ص ۱۵۰) کہ (وتر) کی ایک رکعت کبھی کافی نہیں ہو سکتی اس وقت کوفہ میں سینکڑوں صحابہ اور ہزاروں تابعین موجود تھے کسی نے ایک حدیث بھی ان کے رد میں پیش نہ کی۔

(۹) حضرت سعدؓ نے ایک وتر پڑھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ایک رکعت ہرگز جائز نہیں وعاب ذالک علی سعد اور حضرت سعدؓ کے اس فعل کو

معیوب قرار دیا طحاوی ج ا ص ۲۰۳ مگر حضرت سعدؓ ایک بھی حدیث ان کے مقابلہ میں پیش نہ کر سکے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے کوفے میں ایک وتر پڑھا میں ان کے پیچھے چلا اور ان کا بازو پکڑ لیا اور پوچھا یاابا اسحاق ماھذہ الرکعۃ یہ رکعت کیا ہے (طحاوی ج ا ص ۲۰۳) اس سے معلوم ہوا کہ شاذ قرأتوں کی طرح ایک وتر کو لوگ اچنبھے کی طرح دیکھتے تھے حضرت سعدؓ عبداللہ بن سلمہ کے سامنے بھی کوئی حدیث پیش نہ فرما سکے۔

(۱۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک وتر پڑھا اور حضرت عباسؓ کا قول دلیل شرعی ہے اور احناف کے نزدیک جمہور صحابہ کا قول یا فعل دلیل شرعی ہے۔ جمہور کے خلاف کسی کا قول یا فعل دلیل شرعی نہیں اگرچہ ابن عباسؓ کی طرح ہم اجتہادی اختلاف کی تاویل کریں گے۔ بہرحال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک رکعت وتر پڑھا یہ اس عہد میں ایک اجنبی فعل تھا ابن ابی ملیکہ نے آ کر ابن عباسؓ کو بتایا آپ نے فرمایا انہ فقیۃ یعنی ایک وتر کے باقی رہنے پر ان کے پاس کوئی صریح حدیث نہیں ہے البتہ ان کی فقہی رائے ہے اور فقیہ اپنی رائے میں خطا پر بھی ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔ اس لئے اَصَابَ بھی فرمایا (بخاری) اور واقعی کوئی غیر مقلد یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوئی صریح حدیث پیش کر کے ثابت کیا ہو کہ یہ میری فقہی رائے نہیں بلکہ صریح حدیث پر میں عامل ہوں۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ پورے مکہ مکرمہ میں کوئی ایک وتر کو جانتا تک نہ تھا۔ جب امیر معاویہؓ آئے تو دیکھا اور حیران ہوئے۔

(۱۲) حضرت ابن ابی ملیکہ کو تو ابن عباسؓ نے مندرجہ بالا جواب دیا پھر جب عکرمہ نے بھی آ کر بتایا کہ حضرت معاویہؓ نے ایک وتر پڑھا ہے (تو شاید اس خیال سے کہ اس خطائے اجتہادی کا رواج نہ ہو جائے) آپ نے سخت الفاظ بھی ارشاد فرمائے۔ (طحاوی ج ا ص ۱۹۹)

(۱۳) غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ایک وتر پڑھا اور ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کیا (دار قطنی۔طحاوی) ہم کہتے ہیں آپ کے مذہب میں تو حضرت عثمان کا فعل دلیل شرعی نہیں بلکہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرنا آپ کے نزدیک خلاف حدیث اور بدعت ہے پھر آپ کو اس سے کیا فائدہ اور ہم کہتے ہیں کہ اس کی سند میں خلیج بن سلیمان راوی ضعیف ہے پھر اس روایت میں یہ بھی تو ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن التیمی جو صحابی ہیں انہوں نے جب حضرت عثمان کو ایک رکعت پڑھتے دیکھا تو یہ فرمایا اَوْھَمَ الشیخ یعنی کوئی شخص وہم یا بھول کر ایک رکعت پڑھ لے تو یہ ممکن تھا مگر بغیر وہم اور بھول ایک رکعت کا پڑھنا اس دور میں کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے کہ یہ وہم نہیں ہے میں فلاں حدیث پر عمل کر رہا ہوں تمہیں خود حدیث کا علم نہیں اور احناف یہ کہتے ہیں کہ خود دور عثمانیؓ میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا ان سب روایات سے بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پر عہد صحابہ میں امر منکر کی طرح انکار ہوتا تھا۔یہ تعامل دلیل ہے کہ حدیث بتیراء ہرگز بے اصل نہیں۔

(۱۴) تمام صحاح ستہ میں یہ فرمان رسول موجود ہے۔صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوا کہ نماز کا کم از کم نصاب دو رکعت ہے اس سے کم نماز نہیں یہی وجہ ہے کہ فرائض و نوافل میں۔سفر یا حضر میں حتیٰ کہ خوف کی نماز میں بھی کوئی نماز ایسی نہیں ملتی جہاں شریعت نے ایک رکعت کو جائز رکھا ہو۔ظاہر ہے کہ وتر کی نماز بھی اسی ضابطہ کے تحت آئے گی اور محض ایک وتر نماز نہیں کہلائے گی۔

(۱۵) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت عبداللہ بن ابی قیس نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کتنے وتر پڑھتے تھے فرمایا آپؐ چار اور تین۔چھ اور تین آٹھ اور تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے کبھی تیرہ رکعت سے زائد اور سات رکعت سے کم نہیں

Scanned with CamScanner

پڑھتے تھے (مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۶، طحاوی ج ۱ ص ۱۹۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۰) اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ تین رکعت سے نہ زیادہ وتر پڑھتے تھے اور نہ تین رکعت سے کم

ان دلائل سے یہ باتیں نہایت وضاحت سے ثابت ہو گئیں۔

(۱) ایک رکعت وتر جائز نہیں رہے ایسی روایات بتیراء سے منع فرمانے سے پہلے کی ہیں۔

(۲) تین رکعت میں دو رکعت پر سلام پھیرنا یہ طریقہ بھی درست نہیں اس پر عمل جاری نہیں رہا۔

(۳) تین رکعت کے درمیان قعدہ نہ کرنا یہ بھی غلط طریقہ ہے کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔

(۴) وتر کا صحیح طریقہ جس کا عمل جاری رہا یہی ہے کہ تین وتر دو التحیات اور ایک سلام سے پڑھے جائیں۔

Scanned with CamScanner

مناظرہ کوہاٹ کی
چند جھلکیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

آج سے چند سال قبل کوہاٹ میں ایک مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں غیر مقلدین کی طرف سے یہ شور اور دعوی تھا کہ اہل سنت والجماعت حنفی جو نماز پڑھتے ہیں وہ قرآن وحدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ ہم صرف قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں جب کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں۔ اہل سنت والجمات نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ ہم بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ

۳۔ اجماع ۴۔ قیاس

مگر اوّلیت ہمارے ہاں بھی کتاب وسنت کو ہی حاصل ہے۔ جب مسئلہ کتاب وسنت سے صراحۃً مل جائے تو ہم کسی اور طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اس لئے اگر آپ نماز کی مکمل ترتیب اور مسائل کی مکمل تفصیل ہمیں صرف قرآن اور حدیث سے صراحۃً دکھا دیں گے تو ہم وہی نماز پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اور اگر آپ مکمل نماز ثابت نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو آپ دنیا میں بھی مجرم ہوں گے کہ قرآن حدیث کا نام محض دھوکے کے لئے لیتے ہو نہ قرآن، حدیث سے تمہارا نام اہل حدیث ثابت ہے، نہ تمہاری نماز اور تم آخرت میں بھی مجرم ہو گے جب ہم استغاثہ کریں گے کہ اے اللہ ان لوگوں نے ہمیں قرآن وحدیث سے مکمل نماز نہیں دکھائی تھی۔ مناظرہ شروع ہو گیا تو اہل سنت والجمات مناظر نے کہا۔ کہ ہمارے نزدیک نماز کی حسب ذیل سات شرائط ہیں۔

۱۔ بدن کا پاک ہونا	۲۔ کپڑوں کا پاک ہونا
۳۔ جگہ کا پاک ہونا	۴۔ ستر کا چھپانا
۵۔ وقت کا ہونا	۶۔ قبلہ کی طرف منہ ہونا
۷۔ نیت کرنا	(تعلیم الاسلام ص ۴۴)

جب کہ اہل حدیث کہلانے والے ان شرائط کو نہیں مانتے چنانچہ نواب صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں۔گندگی سے آلودہ جسم سے نماز پڑھنا گناہ ہے۔ لیکن اس طرح پڑھی ہوئی نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ ص ۳۸) ان کے صاحبزادہ میر نور الحسن صاحب فرماتے ہیں ''جو شخص ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھے یا بالکل ننگا نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے (عرف الجادی ص ۲۲) اور فرماتے ہیں اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز وقت سے پہلے ہی ظہر کے ساتھ ادا کر لے۔(فتاویٰ ثنائیہ) تو آپ قرآن و حدیث سے ان کا غلط ہونا ثابت کر دیں۔

اہل سنت والجماعت مناظر کا مطالبہ یہ تھا کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ان شرائط کا غلط ہونا ثابت کر دیں ہم ان شرائط کا غلط ہونا مان لیں گے ان سے توبہ کر لیں گے۔لیکن چونکہ نماز پھر بھی فرض ہی رہے گی۔اس لئے اس کی ادائیگی کے لئے نماز کی صحیح شرائط کا جاننا اور ان کے مطابق نماز پڑھنا ضروری ہے۔

اس لئے آپ پھر ہمیں نماز کی شرائط اسی عام فہم ترتیب سے قرآن پاک یا حدیث صحیح سے دکھا دیں تا کہ ہم ان کے مطابق نماز ادا کر لیا کریں۔مگر غیر مقلد مناظر شیر سرحد ابو عمر عبد العزیز نورستانی پوری نماز تو کیا ثابت کرتا۔نماز کی شرائط بھی دکھانے سے عاجز رہا۔اور آج تک عاجز ہے اور رہے گا۔

مناظرہ کا اثر

الحمد للہ اس مناظرہ کا اثر ملک گیر رہا۔پورے ملک میں غیر مقلدین نے کان پکڑ پکڑ کر توبہ کی کہ آئندہ کبھی ہم اس بات پر مناظرہ نہیں کریں گے کہ اپنی مکمل نماز کی ترتیب و تفصیل قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے۔اس کے بعد، لاہور، اوکاڑہ، گوجرانوالہ، وہاڑی، مظفر گڑھ، جہلم، گجرات وغیرہ مختلف شہروں میں اہل سنت والجماعت نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نماز مکمل ترتیب و تفصیل سے ثابت کر دیں مگر۔

زمیں جنبد نہ جنبد نورستانی والا معاملہ

ان حضرات کو غلط بیانی کرتے وقت کبھی فکر آخرت کا خیال نہیں آتا۔ اگر یہ لوگ اس کے خلاف بات کریں کہ فلاں فلاں جگہ اہل سنت کو شکست ہوئی تو ہم صرف ایک ہی مطالبہ کرتے ہیں کہ ایک اور صرف ایک مناظرے کی کیسٹیں مہیا کی جائیں جس میں غیر مقلد مناظر نے اپنی نماز کی مکمل ترتیب اور تفصیل صرف قرآن حدیث سے ثابت کردی ہو۔ تو ہم آپ کی فتح اور حقانیت کے قائل ہو جائیں گے لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مناظرہ سے فرار کا طریقہ

جب شیر سرحد ابو عمر عبدالعزیز نورستانی (سفید ڈھری پشاور) نماز کی شرائط بھی نہ بتا سکے تو اب مناظرہ کی بجائے ہنگامہ آرائی پر اتر آئے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لئے شراب پینا جائز ہے۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ شراب بھی عربی لفظ ہے۔ ہر پینے والی چیز کو شراب یا مشروب کہتے ہیں۔ ہاں جس کو ہم اپنی زبان میں شراب کہتے ہیں اس کو عربی زبان میں خمر کہتے ہیں۔ اگر نورستانی صاحب خمر کا لفظ دکھا دیں کہ امام صاحبؒ نے فرمایا ہو کہ قوت حاصل کرنے کے لئے خمر کا پینا جائز ہے تو ہم اپنی شکست تسلیم کرلیں گے بلکہ لکھ دیں گے۔

ڈھٹائی کی حد

نورستانی نے ترمذی شریف کے ساتھ لگی ہوئی تقریر ترمذی جو حضرت شیخ الہندؒ کی طرف منسوب ہے اور اس کے مرتب کرنے والے کا نام وہاں نہیں ہے میں سے ایک عبارت پڑھی کہ خمر کا لفظ مل گیا اور سب غیر مقلد مولویوں نے شور مچا دیا کہ ہم جیت گئے مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے مگر حوالہ ہمیں نہیں دکھاتے تھے۔ جب نعرہ بازی سے تھک گئے تو ہم نے حوالہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو وہاں

Scanned with CamScanner

خمر کی بجائے ماسوی الخمر کا لفظ تھا کہ امام صاحب خمر کے علاوہ مشروبات پینے کی اجازت دیتے ہیں۔ خدا ضد کا ستیاناس کرے غیر مقلد کہنے لگے اگرچہ پورا لفظ ماسوای الخمر ہی ہے مگر اس میں خمر کا لفظ بھی تو آ گیا ہے جب پوچھا گیا کہ اللہ اور ماسوی اللہ میں آپ کے نزدیک کوئی فرق نہیں کیا ان فقروں کا ایک ہی مطلب ہے کہ اہل سنت اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور غیر مقلدین ماسوی اللہ کی ہی عبادت کرتے ہیں تو اب شیر سرحد پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ گویا منہ میں زبان نہیں اور آیت کریمہ صم، بکم، عمی فهم لا یرجعون ان کے لئے ہی نازل ہوئی ہے۔ اسکے بعد شیر سرحد کی زبان پر مناظرہ کا لفظ تک نہ آیا۔ مگر مسلمانوں میں یہ لوگ اگر انتشار پیدا نہ کریں تو ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا اتنے دنوں کے بعد پیٹ اپھر گیا تھا اب یہ شور مچا دیا کہ اہل سنت والجماعت جو تقلید شخصی کرتے ہیں یہ شرک اور بدعت ہے اور یہ سب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مشرک ہیں۔

دوسرا مناظرہ

یہ مناظرہ ۲۰ راگست ۱۹۹۳ء کو ہونا طے پایا تھا۔ ہم اہل سنت والجماعت چونکہ مسائل اجتہادیہ میں تقلید کے مدعی ہیں اور ہر عدالت میں پہلے مدعی اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ اس دعویٰ کی پوری تنقیح ہوتی ہے۔ پھر عدالت میں بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ اگر دعویٰ کی ہی وضاحت نہ ہو تو بحث سننے والے ہرگز فیصلہ نہیں کر سکتے کہ دلائل دعویٰ کے موافق تھے بھی یا نہیں اور دعویٰ ثابت ہوا یا نہیں اس لئے اہل سنت والجماعت کی طرف سے صبح سات بجے اپنا دعویٰ اور شرائط غیر مقلدین کو بھیج دی گئیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت وغیر مقلدین

۱۔ دلائل: غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف قرآن اور حدیث کو دلیل مانتے ہیں۔ اس لئے غیر مقلد مناظر قرآن کی آیت یا صریح صحیح غیر معارض حدیث کے

علاوہ کچھ نہیں کہے گا۔ اگر کہے گا تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ انتظامیہ اُسے روکے گی۔ اگر نہ رکا تو اس کی شکست کی تحریر دے گی۔ اہل سنت والجماعت مناظر کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ ﷺ۔ اجماع امت اور قیاس سے استدلال کرے گا۔ وہ ان چار دلیلوں سے باہر نہیں نکلے گا۔ اگر نکلے تو اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جائے گا بلکہ روکنے پر نہ رکے تو اس کی شکست کی تحریر دی جائے گی۔

۲۔ اہلحدیث نام! جس طرح منکرین سنت کو قرآن نے کبھی اہل قرآن نہیں کہا۔ اسی طرح منکرین اجماع وقیاس وفقہ کو قرآن حدیث میں کہیں اہل حدیث نہیں کہا گیا۔ غیر مقلدین کے نزدیک چونکہ قرآن، حدیث کے علاوہ کوئی دلیل شرعی نہیں۔ اس لئے وہ اہل حدیث نام استعمال نہیں کریں گے کیونکہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں اہل سنت بننے کا حضورؐ نے حکم دیا۔ **علیکم بسنتی** (الحدیث) **من رغب عن سنتی فلیس منی** (الحدیث) اس لئے اہل سنت والجماعت نام ہم استعمال کریں گے۔

۳۔ قرآن پاک کا نام اہل قرآن بھی لیتے ہیں اہل حدیث بھی قادیانی بھی، اہل سنت بھی لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس ملک میں قرآن پاک اہل سنت ہی لائے۔ انگریز کے دور سے ان کی تفاسیر، تراجم، حواشی موجود ہیں لیکن اہل قرآن، قادیانی اور غیر مقلدین کا کوئی ترجمہ یا تفسیر یا حاشیہ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کا نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے جو قرآن یہاں پڑھا جا رہا ہے وہ قاری عاصم کوفی کی قرأت اور قاری حفص کوفی کی روایت ہے۔

۴۔ جس طرح اہل قرآن نام سے یہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ شاید قرآن اہل قرآن کا ہی ہے۔ اس لئے اہل حدیث نام رکھ لینے سے اس دھوکے میں نہیں آنا چاہیئے کہ حدیث کی کتابیں غیر مقلدین کی ہیں کیونکہ حدیث۔ فقہ۔ تفسیر اور اصول کی تمام کتابیں اہل سنت کی ہیں کسی ایک مؤلف کے بارہ میں بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا نہ تقلید کرتا تھا۔ بلکہ مجتہدین کو بوجہ قیاس ابلیس اور مقلدین کو

Scanned with CamScanner

مشرک کہتا تھا۔ جب تک غیر مقلد مناظر کسی کتاب کے بارہ میں یہ ثابت نہ کردے گا کہ اس کا مؤلف نہ مجتہد تھا نہ مقلد بلکہ مجتہد کو ابلیس مقلد کو مشرک کہتا تھا۔ اسے اپنی کتاب نہ کہے گا۔

۵۔ ہم غیر مقلدین کی وہ کتابیں ان کے مقابلہ میں پیش کریں گے جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار سے یا تاریخی شہادت سے ثابت ہوگا۔

۶۔ مناظرہ صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے۔

اس لئے تحقیقی دلائل سے آگے نہیں بڑھے گا۔ الزامی جواب مناظرہ کا حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے الزامی جوابات کی بجائے تحقیقی جوابات ہی ہوں گے اگر غیر مقلد مناظر تحقیقی جوابات سے گریز کر کے الزامی جوابات پر آیا تو ہم اس کے مقابلے میں الزاماً ہر غیر مقلد کی کتاب پیش کریں گے خواہ وہ تقلید چھوڑ کر نیچری بنا ہو یا چکڑالوی۔ قادیانی بنا ہو یا لامذہب۔

۷۔ خلط مبحث نہیں ہوگا زیر بحث مسائل اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید ہے جو کتاب وسنت کا حکم بتانے والی ہے نہ کہ کافر باپ دادا کی تقلید جو کتاب وسنت سے ہٹانے والی ہے اگر خلط مبحث ہوا جو یہود کی طرح تحریف وتلبیس ہوگی جو شکست کی علامت ہوگی۔

۸۔ وقت مناظرہ دو گھنٹے ہوگا۔ پہلے گھنٹے میں غیر مقلد مناظر مسائل اجتہادیہ میں عامی کے لئے مطلق تقلید کا وجوب اور شخصی کی اباحت ثابت کرے گا یا مستند کتاب سے حرام اور شرک کا حکم دکھا کر حرام اور شرک ثابت کرے گا۔ پھر فیصلہ لکھا جائے گا کہ کیا واقعی قرآن اور اپنی حدیث کی کتاب سے اس نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا۔ دوسرے گھنٹے میں اہل سنت مناظر ثابت کرے گا کہ مسائل اجتہادیہ میں عامی کے لئے مجتہد کی تقلید مطلق واجب بالذات اور تقلید شخصی واجب بالغیر ہے۔ پھر فیصلہ لکھا جائے گا کہ اہل سنت مناظر نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا یا نہیں فقط۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع بحث منجانب اہل سنت والجماعت

☆ مسائل اجتہادیہ میں جو خود اجتہاد کر سکتا ہو۔ اسے مجتہد کہتے ہیں اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔ جو شخص اجتہاد نہ کر سکتا ہو اس پر تقلید واجب ہے جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو نہ تقلید کرے اس پر تعزیر واجب ہے اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

☆ ۱۳۲۵ھ میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیو بند سے چند سوالات پوچھے جن میں سوال نمبر ۸،۹ یہ تھا۔

سوال: تمام اصول وفروع میں چار اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب اور تم کس امام کے مقلد ہو؟

الجواب: اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے، کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ آئمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوا کی اتباع کرنے کا انجام الحاد وزندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو۔ اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت دیو بند ص ۴۳ اس پر ۲۴ متقدمین علماء اہل سنت دیو بند اور ۲۷ متاخرین علمائے اہل سنت دیو بند کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد اس جواب پر علمائے حرمین شریفین۔ علمائے مصر۔ علمائے شام کی بھی تصدیقات لکھی گئیں اور سب نے علماء دیو بند کو اہل سنت قرار دیا۔

بعد ازاں جب حرمین شریفین میں موجودہ سعودی حکومت قائم ہوئی تو اس حکومت نے بھی تقلید کے خلاف کوئی حکم نافذ نہ فرمایا بلکہ حضرت امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ نے مکہ مکرمہ میں اعلان فرمایا۔

Scanned with CamScanner

ہمارا مسلک

ہم فروعی مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے طریقہ پر ہیں چونکہ آئمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا طریقہ منضبط ہے۔ اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے ان کے سوا چونکہ اور لوگوں مثلاً روافض۔ زیدیہ امامیہ وغیرہ کے مذاہب منضبط نہیں ہیں اس لئے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ چاروں آئمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں (الھدیۃ السنیہ مؤلفہ علامہ سلیمان بن سحمان نجدی کا اردو ترجمہ تحفہ وہابیہ اسماعیل غزنوی ص نمبر ۶۱)

☆ حرم پاک مکہ مکرمہ میں جب چار مصلے تھے تو بھی غیر مقلدین کا مصلّی وہاں نہ تھا اب ایک مصلّی ہے تو بھی حنابلہ کا نہ کہ غیر مقلدین کا۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل کی معیار الحق بار دوم ۱۲۹۷ھ ص ۴۲ پر ہے کہ عامی پر مجتہد اہل سنت کی مطلق تقلید واجب ہے اور شخصی مباح ہے، مولانا محمد حسین بٹالوی ۱۳۳۸ھ نے اشاعۃ السنہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۹۴۸ء نے اخبار اہل حدیث میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ۱۹۵۶ء نے تاریخ اہل حدیث میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی ۱۹۶۳ء نے (داؤد غزنوی میں) اسی بات کو دہرایا گویا جماعت اہل حدیث کے پنج تن پاک کا ۱۹۶۳ء تک مطلق تقلید کے وجوب اور شخصی کے مباح ہونے پر اتفاق رہا ہے۔ جس طرح ہم نے اپنا مسلک اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھا آپ بھی اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے تقلید کے بارہ میں تحریر کر کے بھیج دیں۔ اور یہ بھی وضاحت کریں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جن علما نے المھند پر تصدیق لکھی اور موجودہ سعودی حکومت کا مسلک اور مذکورہ پانچ اہل حدیثوں کا مسلک مشرکانہ ہے یا نہیں۔

فقط۔ محمد امین صفدر عفی اللہ عنہ

۲۰۔۸۔۱۹۹۳ صبح سات بجے

نوٹ: آپ کی جماعت کی مستند کتاب کے حوالہ کے بغیر کوئی تحریر متعلق حکم تقلید

Scanned with CamScanner

مطلق و تقلید شخصی ہرگز مقبول نہ ہوگی۔ فقط محمد امین صفدر عفی اللہ عنہ،

غیر مقلدین نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ صرف شور مچایا کہ ہم ان کا جواب اتنی جلدی کیسے لکھ سکتے ہیں۔ آخر اہل سنت والجماعت نے کہا کہ اگر جواب لکھنے میں زیادہ وقت صرف ہونے کا اندیشہ ہے تو آپ ان کا جواب ٹیپ کروادیں۔ مگر ان کو جواب آتا تو ٹیپ کرواتے۔ نہ جواب آیا نہ ٹیپ کرواسکے بالآخر تقریباً ۹ بجے مناظرہ کے لئے بیٹھے۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے احقر (محمد امین صفدر) مناظر تھا لیکن شیر سرحد نورستانی اب باوجود موجود ہونے کے مناظرہ کرنے کو تیار نہ ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے اسلام آباد زرعی بارانی یونیورسٹی کے لیکچرار طالب الرحمٰن کو مناظرہ کے لئے بٹھایا۔ جو ہارون آباد میں اپنی نماز کا مکمل طریقہ ثابت کرنے سے عاجز رہا تھا۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے ”مناظرہ ہارون آباد“ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے مگر طالب الرحمٰن نماز کے بارہ میں سوالات کا آج تک جواب شائع نہ کرسکا۔

اہل سنت والجماعت مناظر نے ابتداء کی اور لوگوں کو سمجھایا کہ پہلے یہ سمجھیں کہ اہل سنت اور غیر مقلدین میں اختلاف کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری غیر مقلد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ سے تقلید کی تعریف یوں نقل فرماتے ہیں تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلادے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا (الاقتصاد ص ۱۷) اس سے صاف معلوم ہوا کہ مقلدین جن مسائل میں تقلید کرتے ہیں وہ مسائل یقیناً بادلیل ہیں کوئی ایک مسئلہ بھی بے دلیل نہیں۔ البتہ عوام کے لئے مسائل جان کر ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ان مسائل کے دلائل کا مطالبہ ضروری نہیں۔

وضاحت

۱۔ اسلام واقعۃً حق اور سچا دین ہے مگر آج کل کے اکثر مسلمان ایسے ہیں جو اسلام کو حق مانتے ہیں لیکن اس کی حقانیت کے دلائل کفار کے سامنے بیان نہیں کر

سکتے۔ ایسے اسلام کو تقلیدی اسلام کہا جاتا ہے ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کو حق ماننے کی وجہ سے مسلمان ہیں غیر مقلدین کہتے ہیں کہ دلیل تفصیلی نہ جاننے کی وجہ سے مشرک ہیں ہرگز ہرگز مسلمان نہیں۔ حالانکہ اکثر غیر مقلدین بھی اسی طرح کے مسلمان ہیں اور اپنے آپ کو غلطی سے مسلمان سمجھتے بھی ہیں اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اصول دین میں تقلید کر کے مسلمان ہیں مشرک نہیں تھے اور فروعی مسائل میں تقلید کیسے شرک ہو جائے گی۔

(۲) حاجی صاحب جو بانی مناظرہ ہیں یہ حج کر کے آئے ہیں مگر حج کا مکمل طریقہ اب بھی قرآن وحدیث سے نہیں نکال سکتے۔ یہ دوسروں کو دیکھ کر حج کر آئے ہیں جو تقلید ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حاجی صاحب کہلائیں گے ان کے نزدیک یہ مکہ مدینہ میں شرک کرتے رہے اور اب بھی حاجی نہیں بلکہ مشرک ہیں۔

(۳) حاجی صاحب جب تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں تو قرآن پاک کے اعراب اور اوقاف کے دلائل ان کو ہرگز یاد نہیں۔ مگر یہ اس حسن ظن پر تلاوت کرتے ہیں کہ اگرچہ مجھے ان کے دلائل یاد نہیں مگر قرآن پاک میں ایک زبر اور ایک زیر بھی بغیر دلیل کے نہیں اس تلاوت کو تقلیدی تلاوت کہتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک حاجی صاحب کو اس تلاوت پر ثواب ملے گا۔ لیکن غیر مقلدین کے نزدیک یہ تقلیدی تلاوت کی وجہ سے مشرک ہے تلاوت کا ثواب کیا ملتا۔ اس شرک کی وجہ سے باقی نیکیاں بھی برباد ہو گئیں۔ نکاح بھی ٹوٹ گیا۔

(۴) آج جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان کو ہر ہر مسئلے کی دلیل تفصیلی قرآن و حدیث سے معلوم نہیں وہ تقلیدی نماز پڑھ رہے ہیں صرف اس حسن ظن پر کہ اگرچہ ہمیں ان مسائل کے تفصیلی دلائل یاد نہیں مگر اس نماز کا ایک مسئلہ بھی بے دلیل نہیں۔ تمام مسائل با دلیل ہیں۔ اہل سنت اس نماز کو صحیح مانتے ہیں غیر مقلدین اس نماز کو شرک قرار دیتے ہیں۔ غیر مقلدین سو فیصد یہی تقلیدی نماز پڑھتے ہیں اور اپنے

Scanned with CamScanner

عقیدے کے مطابق مشرک بنتے ہیں افسوس کہ تقلید کا نام چھوڑا مگر شرک ان کی جان نہیں چھوڑتا۔

(۵) ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے جو عیسائی ہے اس کا نام رحمت مسیح ہے اور کہتا ہے کہ میں اسلام قبول کرنے آیا ہوں ہم نے اسے مسلمان کرلیا۔ اس کا نام رحمت اللہ رکھ دیا۔ اس نے نہ ہی عیسائیت کا جھوٹا ہونا ہمارے سامنے کسی دلیل سے ثابت کیا بلکہ بلا ذکر دلیل عیسائیت چھوڑ دی۔ اور نہ ہی اسلام کی حقانیت کے دلائل کا ہم سے مطالبہ کیا۔ مگر اسلام قبول کرلیا صرف اس حسن ظن پر کہ اسلام یقیناً سچا دین ہے۔ اور اس کی صداقت دلائل سے ثابت ہے اگرچہ میں نے وہ دلائل نہیں پوچھے اب اہل سنت کے نزدیک یہ آیا تو کافر تھا اور گیا مسلمان ہوکر۔ مگر غیر مقلدین کے نزدیک وہ کافر آیا تھا کافر ہی رہا بلکہ اس پر ہر دو شرک اور سوار ہو گئے عیسائیت کو بھی تقلیداً چھوڑا جو شرک ہے اور اسلام بھی تقلیداً قبول کیا جو دوسرا شرک ہے۔

اہل سنت والجماعت مناظر نے جب اس عام فہم طریقہ سے نقطہ اختلاف سمجھایا۔ تو شیر سرحد نورستانی اور طالب الرحمٰن کے جسم پر لرزہ اور زبان پر سکتہ طاری تھا اور پورے مناظرے میں ان کا جواب نہیں دے سکے۔ اور اپنے غیر مقلد حاجیوں، قاریوں اور نمازیوں کو شرک کی دلدل سے نہیں نکال سکے۔

دلائل کی وضاحت

مسئلہ کی وضاحت کے بعد دلائل کی وضاحت ضروری تھی کہ کون مناظر کون سے دلائل سے استدلال کرسکتا ہے۔ اہل سنت والجماغت مناظر نے بتایا کہ ہم اہل سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل کو مانتے ہیں۔

کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع اور قیاس، اور مثال سے سمجھایا کہ دیکھو ہم نماز میں رکوع کرتے ہیں اس کا حکم قرآن پاک میں ہے۔ مگر رکوع جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھنا رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن

حمدہ ربنالک الحمد پڑھنا قرآن پاک سے ثابت نہیں۔ یہ سب سنت سے ثابت ہے۔ اب ان تینوں اذکار کا آہستہ پڑھنا نہ قرآن پاک میں صراحۃً ہے نہ کسی حدیث میں صراحۃً ہے البتہ اس پر امت کا اجماع ہے۔ پھر اگر بھول کر رکوع میں سبحان ربی العظیم کی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا جائے تو نماز فاسد ہوگئی یا سجدہ سہو لازم ہوگیا۔ یا کیا ہوگا اس کا جواب سوائے قیاس کے کہیں نہیں ملے گا کہ یہ ترک سنت ہے اور سنت کے ترک سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے نماز ہوگئی۔ اس مسئلہ میں ہم نے اپنے امام کی تقلید کی اگر آپ اس مسئلہ کا حکم صراحۃً قرآن وحدیث میں نہ دکھا سکے تو آپ یہ مسئلہ کہاں سے لیں گے افسوس کہ نورستانی اور اس کے مناظر نے پورے مناظرے میں اس مسئلہ کا حکم قرآن حدیث سے نہ دکھایا نہ اس کا کوئی متبادل حل پیش کیا۔

اس کے بعد اہل سنت والجماعت مناظر نے کہا کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں وہ قرآن اور حدیث کے علاوہ کوئی بات نہیں کرے گا۔ مگر افسوس کہ تقریباً تین گھنٹے کے مناظرہ میں ایک آدھ آیت پڑھی وہ بھی مسئلہ سے بے تعلق۔ نہ کوئی حدیث بیان کی جس سے سب نے جان لیا کہ مناظرہ کے وقت نورستانی صاحب اور ان کے مناظر اہل حدیث ہرگز نہیں رہتے سارا وقت احادیث نفس بیان کرنے میں ضائع کرتے ہیں۔

لیکن اس مناظرہ میں تو نورستانی اور اس کے مناظر نے اجماع امت اور اجتہاد کو صراحۃً دلیل شرعی مان لیا۔ اس پر ان سے تین سوالات پوچھے گئے۔

(۱) کہ اہل سنت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی چار دلائل کو مانتے ہیں تو ان کی فقہ کی مستقل کتابیں ہیں جن میں کتاب، سنت، اجماع، قیاس کے تمام مسائل آسان اور عام فہم ترتیب سے درج ہوتے ہیں آپ بھی اپنے فرقہ کی ایسی مستند مکمل اور مدون کتاب بتائیں۔ لیکن وہ پورے مناظرے میں ایسی کتاب کا نام نہ بتا سکے اور

نہ ہی پیش کر سکے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جان چھڑانے کے لئے اجماع اور اجتہاد کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں اس پر قائم نہیں رہتے ورنہ ضرور مذاہب اربعہ کی طرح ان کی مکمل کتابیں جن میں اجماعی اور قیاسی مسائل جمع ہوتے موجود ہوتیں۔ (یہ دلیل قابل غور ہے)

(۲) دوسرا سوال یہ پوچھا گیا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان چاروں دلائل کو مانتے ہیں تو ان کو آپ اہل حدیث نہیں مانتے بلکہ اہل الرائے کہتے ہیں اب آپ نے بھی یہ چاروں دلیلیں مان لیں تو آپ بھی اہل حدیث نہیں رہے بلکہ اہل الرائے بن گئے ہیں۔ آئندہ اپنے کو اہل حدیث کہہ کر کسی کو دھوکا نہ دینا۔ اس سوال کا جواب بھی پورے مناظرے میں نہیں دیا۔

(۳) تیسرا سوال یہ تھا کہ جب آپ اجتہاد کرتے ہیں (باوجود نااہل ہونے کے) تو اس کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ اجتہاد کتاب وسنت کی روشنی میں ہے۔ اس لئے ما انزل اللہ میں شامل ہیں لیکن آئمہ مجتہدین نے جو اجتہادات کیے ان کا اعلان ہوتا ہے۔ القیاس مظهر لا مثبت۔ کہ ہم قیاس سے کوئی مسئلہ گھڑتے نہیں بلکہ کتاب وسنت کے ہی پوشیدہ مسئلہ کو ظاہر کرتے ہیں جو یقیناً ما انزل اللہ ہے لیکن ان آئمہؒ کے مسائل کو ما انزل اللہ میں شامل نہیں کرتے بلکہ و لاتتبعوا من دونه اولیاء کے تحت لاتے ہیں۔ یہ عجب اندھیرا ہے کہ جن آئمہ کا مجتہد ہونا دلیل شرعی (اجماع امت) سے ثابت ہو ان کے اجتہادات کو ما انزل اللہ میں شامل نہ کیا جائے اور جو شخص اجتہاد تو کجا تقلید کی تعریف سے بھی جاہل ہو۔ جو بے چارہ خطاء کا ترجمہ ”جان بوجھ کر غلطی کرنا“ کرتا ہو۔ جس کی جہالت عالم آشکارا ہو جو فرمان رسول ﷺ کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے۔ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (متفق علیہ) کا کامل ترین مصداق ہو اس کی جہالت کو ما انزل اللہ کا درجہ دیا جائے۔ آخر یہ فرق کہ جو اجتہاد کے اہل ہیں

ان کے اجتہادات ما انزل اللہ میں شامل نہیں اور جو نااہل ہوں ان کے اجتہادات ماانزل اللہ میں شامل ہیں کس قرآن وحدیث میں ہے۔ افسوس کہ نورستانی اور اس کے مناظر نے آخر تک اس سوال کا جواب نہیں دیا۔

غیر مقلدین کا دعویٰ کہ تقلید شخصی شرک ہے

یہ دعویٰ تھا جو غیر مقلدین نے ثابت کرنا تھا مگر نورستانی کے مناظر نے پہلے تو یہ شور مچایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ جواب دعویٰ ہے اس جہالت پر نورستانی نے اپنے مناظر کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ جس سے علماء یہ سمجھ گئے کہ بے چارہ نورستانی بھی دعویٰ کی تعریف نہیں جانتا۔ جب اسے بانی مناظرہ نے خود بھی کہا کہ یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ آپ تمام حنفیوں شافعیوں مالکیوں۔ حنبلیوں کو روزانہ مشرک کہتے ہیں۔ اب یہ ثابت کرو کہ اجتہادی مسائل میں عوام کے لئے مجتہد کی تقلید شخصی شرک ہے۔ اب نورستانی کے مناظر کا فرض تھا کہ وہ ایک آیت یا ایک حدیث پڑھ دیتا کہ اجتہادی مسائل میں عوام پر مجتہد کی تقلید شرک ہے۔ یا ناکامی اور مایوسی کا ہی ذکر اس شعر میں کر دیتا۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

الٹی گنگا

نورستانی کے مناظر نے کہا کہ اہل سنت مناظر پہلے تقلید شخصی کا لفظ قرآن میں دکھائے پھر تقلید شخصی کی تعریف قرآن سے دکھائے۔ پھر واجب کی تعریف قرآن سے دکھائے۔ پھر اس تقلید شخصی کا واجب ہونا قرآن سے دکھائے۔

اہل سنت مناظر

اصطلاحات کی تعریفیں قرآن پاک میں نہیں ہوتیں جیسے اصول حدیث کی کسی اصطلاح کی کوئی جامع مانع تعریف قرآن میں نہیں۔ اگر آپ کا عقیدہ یہی ہے کہ تمام اصطلاحات اور احکامات کی تعریفیں قرآن پاک میں ہوتی ہیں۔ تو آپ اب

اس خود ساختہ اصول پر تقلید شخصی کا لفظ قرآن پاک سے دکھادیں۔ تو ہم اپنا غلط ہونا مان لیں گے اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں گے کیونکہ قرآن پاک کا ہمارے نزدیک بھی دلائل میں پہلا نمبر ہے۔ اس پر بانی مناظرہ اور دیگر سامعین نے بھی اہل سنت مناظر کی تائید کی اور کہا کہ سارا جھگڑا اسی سے چلا ہوا ہے کہ حنفی مشرک ہیں اور شرک نا قابل معافی گناہ ہے۔ اس لئے آپ یہ ثابت کردیں۔ بات ختم ہو جائے گی۔

پہلی دلیل

نورستانی کے مناظر نے یہ آیت پڑھی ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ اتباع کرو صرف اس چیز کی جو اللہ نے اتاری اور وہ قرآن و حدیث ہے اور نہ تقلید کرو اس کے سوا اولیاء کی یہ آئمہ اربعہ کی فقہ ہے اور کہا کسی ولی کو نہ مانو۔

جواب: اہل سنت مناظر نے کہا کہ اس آیت میں ہے کہ جو اللہ نے اتارا اس کی تابعداری کرو اس کے علاوہ کسی ولی من دون اللہ کی تابعداری نہ کرو۔ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن کہتے ہیں کہ ما انزل اللہ صرف قرآن ہے۔ صحاح ستہ ما انزل اللہ نہیں بلکہ من دونہ اولیاء میں شامل ہیں۔ آپ کی طرف سے جواب یہ ہوتا ہے۔ کہ رسول دین میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ وہی کہتا ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی ما انزل اللہ میں شامل ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ مجتہدین کا بھی یہی اعلان ہوتا ہے کہ القیاس مظهر لا مثبت کہ ہم دین کا کوئی مسئلہ از خود نہیں گھڑتے بلکہ کتاب و سنت کی روشنی سے ہی اخذ و استنباط کرتے ہیں۔ اس لئے کتاب و سنت سے نکالا ہوا حکم ما انزل اللہ میں ہی شامل ہے۔ جیسا کہ آپ اپنے اجتہادات کو ما انزل اللہ ہی مانتے ہیں۔ نیز اہل سنت مناظر نے کہا کہ اس آیت میں نہ تقلید شخصی کا لفظ۔ نہ تقلید شخصی کا ذکر نہ تعریف نہ حکم۔ نورستانی صاحب نے بھی نہیں کہا کہ بیٹا مناظر بن بیٹھے ہو۔ دلیل اور

Scanned with CamScanner

دعویٰ کی مطابقت ضروری ہے۔ اس آیت کا دعویٰ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

اہل السنّت والجماعت کی پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن پاک میں اپنی اتباع کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اتباع بلا مطالبہ دلیل ہوتی ہے۔ اسی طرح رسول پاک ﷺ کی اتباع کا بھی حکم ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اقدس ﷺ کی پیروی بھی بلا مطالبہ دلیل ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اجماع کی اتباع کا بھی حکم دیا ہے۔ ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (۴۔۱۱۵) اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ اجماع کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا ضروری فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۲۵)

اجماع کے بعد منیب کی اتباع کا بھی حکم دیا۔ ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ اور تقلید کر اس کے مذہب کی جو رجوع ہوا میری طرف (۳۱:۱۵)

مجتہد کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کر کے احکام شرعیہ کا استنباط کرتا ہے۔ ان چار اتباعوں میں ظاہر ہے کہ خدا کی اتباع احکام الوہیت میں ہوگی رسول کی اتباع احکام رسالت میں ہوگی۔ اجماع کی اتباع احکام اجماعیہ میں ہوگی اور مجتہد کی تقلید احکام اجتہادیہ میں ہوگی۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ غیر مجتہد کو احکام اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید کا حکم دے رہا ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ پس خدا۔ رسول

Scanned with CamScanner

اور اجماع کی اتباع فرض ہوئی کیونکہ یہ تینوں خطا سے معصوم ہیں۔ اور مجتہد خطاء سے معصوم نہیں اگر چہ اس کی خطا پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں اس لئے وہ معصوم تو نہیں لیکن مطعون بھی نہیں بلکہ ہر ہر حال میں ماجور ہے اس لئے اس کی تقلید واجب ہوئی۔ آیت کریمہ میں من ہے جو جنس کے لئے ہے۔ جو ایک مجتہد اور ایک سے زیادہ کو برابر شامل ہے اور جس ملک میں ایک ہی مجتہد کا مذہب متواتر ہو وہاں تکوینا اسی کی تقلید شخصی متعین ہے جیسے یمن میں جس تواتر اور یقین کے ساتھ حضرت معاذؓ کے اجتہادی احکام ملتے تھے اور تواتر کے ساتھ حضرت ابو بکر حضرت عمرؓ وغیرہما کے فتاویٰ نہیں ملتے تھے اس لئے یمن کے سب لوگ حضرت معاذؓ کی ہی تقلید شخصی کرتے تھے اسی طرح اس ملک میں درساً افتاء وعملاً صرف اور صرف مذہب حنفی ہی متواتر ہے۔ اس لئے اس ملک میں اس حکم خداوندی کا پورا کرنا صرف امام صاحب کی تقلید سے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اس آیت پر عمل ممکن ہی نہیں،

غیر مقلد مناظر کا واویلا

اس قرآنی دلیل سے سب سامعین مسئلہ کو مان گئے مگر غیر مقلدین نے شور وغوغا شروع کر دیا۔ انہیں سمجھایا گیا کہ قرآن پاک سن کر شور مچانا ابو جہل کی تقلید ہے۔ آپ تو مجتہد کی تقلید کو شرک کہتے ہیں۔ ابو جہل کی تقلید کب سے آپ پر فرض ہو گئی ہے۔

لفظی چکر

نورستانی اور اس کے مناظر نے کہا کہ اتباع کا معنی تقلید کرنا تحریف قرآن ہے۔ اتباع کہتے ہیں قرآن وحدیث کی بات ماننے کو۔ جب کہا گیا کہ یہ فرق قرآن حدیث سے دکھا دیں تو مناظر صاحب کی بولتی بند ہو گئی یہ فرق قرآن وحدیث سے نہ دکھا سکا۔ وہ تو یہیں بند تھا پھر جب اہل سنت مناظر نے کہا کہ تمہیں تو قرآن پاک کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی قرآن پاک میں ہے کہ مشرکین مکہ کہا کرتے تھے ہم اپنے باپ دادا کی اتباع کرتے ہیں (۲۔۱۷۰) کیا یہاں اتباع کا معنی قرآن وحدیث کرتے

ہو۔اسی طرح قرآن نے شیطان کی اتباع سے منع کیا ہے۔(۲۔۱۶۸،۲۰۸۔۲،۱۶۸،۲۰۸،۶۔ ۱۴۲،۲۴،۱۲۱) کیا ان کی شہوات کا نام قرآن حدیث تھا پھر قرآن میں بعض کے بارے میں آتا ہے ﴿فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ﴾ (۱۱۔۹۷) کیا فرعون قرآن و حدیث سناتا تھا کہ اس کی بات ماننے کو اتباع کہا گیا ہے اب فرمائیے تحریف آپ کر رہے ہیں یا ہم۔اب تو نورستانی اینڈ کمپنی پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔اور دنیا دیکھ رہی تھی کہ ان کی باتیں قرآن پاک کی صریح آیات کے خلاف ہیں۔اب لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ قرآن کی صریح مخالفت سے توبہ کرلیں گے۔مگر ضد کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔نورستانی مناظر نے ان آیات کو ماننے کی بجائے یہ مطالبہ کر دیا کہ یہ ثابت کرو کسی اصولی نے تقلید اور اتباع کو ہم معنی قرار دیا ہو۔آہ! قرآن سے تسلی نہ ہوئی اب کسی امتی کے قول کی ضرورت پیش آرہی ہے۔چنانچہ منکرین قرآن کو گھر تک پہنچانے کے لئے ان کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دیا گیا۔کتاب کشاف اصطلاحات الفنون سے دکھایا گیا کہ التقلید اتباع الانسان غیرہ ص ۱۱۷۸ تقلید یہ ہے کہ انسان دوسرے کی اتباع کرے۔یہی بات علامہ ابن ملک اور علامہ ابن المعینی نے شرح منار مصری ص ۲۵۲ پر اور نامی شرح حسامی ص ۱۹۰ پر بھی ہے قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں ''اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہیں۔(سبیل الرشاد ص ۲۷) حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں'' اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اتباع و تقلید میں فرق کیا ہے وہ ان کی خاص اصطلاح ہے جو ہم پر حجت نہیں لا مناقشۃ فی الاصطلاح (خیر التفید ص ۲۲)

ایک اور بدحواسی

اب نورستانی اور اس کے مناظر صاحب مبہوت ہو چکے تھے۔قرآنی دلیل ماننا اپنے مذہب کی شکست تھی۔مگر خاموش ہو جانا بھی بہت بڑی ذلت تھی تو مناظر صاحب نے اس مثال کو پورا کر ہی دیا کہ ملا آں باشد کہ چپ نشود۔بدحواس ہو کر بولے جب تقلید بحکم قرآن واجب ہے تو امام ابوحنیفہؒ کس کے مقلد تھے۔انہوں نے

Scanned with CamScanner

کیوں اس حکم کو نہیں مانا۔

اہل سنت مناظر نے بتایا کہ امام ابو حنیفہؒ تو منیب ہیں اور ہم ان کے مقلد یہ ایسی ہی جہالت کا سوال ہے جیسے کوئی جاہل کہے کہ اگر مقتدی پر امام کی اقتدا واجب ہے تو امام اس واجب کا کیوں تارک ہے۔ کوئی باغی کہے کہ اگر رعایا پر حاکم کی تابعداری واجب ہے تو حاکم کیوں اس واجب کا تارک ہے کوئی مریض کہے اگر مجھے اپریشن کرانا لازمی ہے تو ڈاکٹر کیوں اپریشن نہیں کراتا۔ ہائے افسوس ایسی جہالتوں کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔

ایک اور دلیل

اہل سنت والجماعت مناظر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ جن کو قرآن اولوالالباب۔ فقہاء۔ اہل استنباط اور اولوالابصار کے معزز القاب سے یاد کرتا ہے ان کو حکم دیا ہے ﴿فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ اے صاحب بصیرت لوگو قیاس کرو۔ اسی حکم کے مطابق مجتہد پر اجتہاد واجب ہے لیکن جو لوگ خود یہ اہلیت نہ رکھتے ہوں وہ کیا کریں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء) اگر تم نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے دریافت کر لیا کرو قرآن پاک میں اولو الابصار اور اہل ذکر ایک ہی چیز ہے اور جب اولو الابصار اور اہل ذکر کو قیاس اور اجتہاد کا حکم دیا تو لوگ ان سے ان قیاسی اور اجتہادی مسائل کا ہی سوال کریں گے اور وہی لوگ سوال کریں گے جو خود قیاس اور اجتہاد نہیں کر سکتے۔ اسی کو عرف میں تقلید کہتے ہیں۔ اس میں اہل ذکر جنس ہے۔ جیسے انسان جنس ہے ایک انسان کو بھی انسان ہی کہا جاتا ہے۔ تو ایک اہل ذکر کی تقلید بھی تقلید ہی ہوئی۔ اور اسی کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔ ہمارے اس ملک میں جس طرح قرآن پاک کی سات قراتوں میں سے عوام و خواص میں صرف قاری عاصم کوفیؒ کی ہی قرأت تلاوۃً متواتر ہے۔ اور سب لوگ حتیٰ کہ غیر مقلدین بھی ساری عمر ایک ہی کوفی قاری کی

قرأت پر تلاوت کر رہے ہیں۔ غیر مقلدین نے مکی قاری کو بھی چھوڑ دیا اور مدنی قاری کو بھی، سات میں سے ایک کوفی قاری کی قرأۃ پر تلاوت کرتے ہیں تو آج تک اس کو کسی نے شرک نہیں کہا بالکل اسی طرح اس ملک میں آئمہ اربعہ کے مذاہب سے صرف حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہی مذہب عملاً متواتر ہے۔ اسی لئے یہاں تکوینا صرف اور صرف امام صاحب کی تقلید شخصی متعین ہے۔ یہ کہنا کہ ایک کی تقلید شرک ہے اور زیادہ کی شرک نہیں ایک جاہلانہ بات ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں اس کا نشان تک نہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ جو چیز شرک ہے وہ ایک کے ساتھ بھی شرک ہے اور دس کے ساتھ بھی شرک ہے مثلاً ایک بت کو سجدہ کرنا اگر شرک ہے تو دس بتوں کو بھی سجدہ کرنا شرک ہے آج تک کسی جاہل نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ ایک بت کو سجدہ کرنا تو شرک ہے لیکن صبح ایک بت کو سجدہ کرو دو پہر دوسرے بت کو سجدہ کرو۔ سہ پہر تیسرے بت کو سجدہ کرو اور شام کو چوتھے بت کو سجدہ کرو تو تم مشرک نہیں رہو گے بلکہ اہل حدیث بن جاؤ گے۔

تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو نہ تو خود اجتہاد کی اہلیت رکھتے ہوں اور نہ ہی مجتہدین کی تقلید کریں ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں آتا ہے۔ ﴿اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلّ﴾ وہ چوپایوں سے بھی گمراہ تر ہیں اور قبر میں فرشتہ قیامت تک ان کی پٹائی یہ کہہ کر کرے گا کہ لادریت ولاتلیت بخاری ۱/۱۷۸ نہ تو خود صاحب درایت تھا نہ کسی صاحب درایت کی تقلید کی تھی اور جب قبروں سے اٹھیں گے تو روتے ہوئے دوزخ کو جا رہے ہوں گے اور یہ پکار رہے ہوں گے ﴿لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ﴾ اگر ہم (عقل والوں کی بات) سن لیتے (تقلید کر لیتے) یا خود صاحب عقل (مجتہد) ہوتے تو آج دوزخ کی آگ میں نہ جلتے۔ کیونکہ دنیا میں ہدایت اور قبر وحشر میں نجات ان ہی دو طریقوں میں منحصر ہے۔ یا انسان خود صاحب بصیرت ہو یا صاحب بصیرت کی تقلید کر لے یہ بات کتاب وسنت کے علاوہ

بھی ایک عالمگیر حقیقت ہے۔ ہر فن میں نہ جاننے والے ماہرین فن کی تقلید کرتے ہیں۔فرشتے کی پٹائی سے بھی ثابت ہوا ہے کہ غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔

قرآن کی تحریف معنوی

اس واضح دلیل کے بعد اگر قرآن پاک کی عظمت ذرا بھر بھی دل میں ہوتی تو نورستانی کو مان لینا چاہیئے تھا کہ تقلید واجب ہے مگر ان کے مناظر نے شور مچادیا کہ سنی مناظر نے قرآن میں تحریف کر دی ہے سورۃ النمل میں اس آیت کے بعد بالبینات والزبر ہے کہ سوالات بادلیل پوچھا کرو۔ سنی مناظر نے یہ الفاظ نہیں پڑھے اس پر وہاں موجود علماء توبہ توبہ کر رہے تھے کہ قرآن پر اتنا بڑا جھوٹ کیونکہ بالبینات والزبر کا تعلق ارسلنا کے ساتھ ہے ہم نے رسولوں کو دلائل اور کتابیں دے کر بھیجا لیکن نورستانی کا مناظر یوں ترجمہ کر رہا تھا کہ سوال کرنے والا دلائل اور کتابوں کے ساتھ سوال کرے اس صورت میں تو کلام کا مطلب ہی فوت ہو جائے گا بلکہ بالکل بے معنی ہو جائے گا کیونکہ سائل کو مسائل کے دلائل بھی یاد ہیں تو اس کو پوچھنے کی کیا ضرورت؟ افسوس کہ نورستانی اور اس کے ساتھی علماء اس غلط ترجمہ پر خوش ہو رہے تھے نہ خدا کا خوف تھا نہ انسانوں کی شرم اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس قرآنی دلیل سے فرار کے لئے فوراً یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ کوئی حنفی اپنے امام سے بھی تقلید کا واجب ہونا ثابت نہیں کر سکتا اگر ہمت ہے تو ثابت کر دکھاؤ۔

آئمہ اور تقلید

اہل سنت مناظر نے بتایا کہ جس طرح صحابہ کے زمانہ میں تقلید متواتر تھی۔ اسی طرح آئمہ سے بھی تقلید تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں صحابہ اور تابعین کے ہزارہا فقہی فتاویٰ مذکور ہیں۔ جن میں نہ فتویٰ دینے والوں نے اپنے فتویٰ کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان کی نہ عمل کرنے والوں نے ان سے دلیل کا مطالبہ کیا کہ جب تک آیت یا حدیث سے

Scanned with CamScanner

دلیل نہیں دو گے ہم عمل نہیں کریں گے اسی کا نام تقلید ہے اس پورے خیر القرون میں دو ہی قسم کے لوگ تھے مجتہدین جو بلا ذکر دلیل فتاویٰ دیتے اور مقلدین جو بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تقلید کا انکار کرنے والا۔ یا تقلید کو شرک کہنے والا کوئی بدعتی آدمی بھی اس دور میں نہیں تھا چہ جائیکہ ایسا بدعتی فرقہ اس زمانہ میں موجود ہوتا۔ اسی طرح آئمہ اربعہ نے جو لاکھوں مسائل عوام کے لئے مدون کروائے ان مسائل کے ساتھ دلائل کو بالکل مرتب نہ کروایا۔ اور عوام نے بھی بلا مطالبہ دلیل تواتر کے ساتھ ان پر عمل شروع کر دیا۔ تو لاکھوں مسائل کو بلا ذکر دلائل مرتب کروانا کہ عوام اس پر عمل کریں یہ دعوت تقلید ہے جو آئمہ سے متواتر ہے اس کا انکار متواترات کا انکار ہے اور کفایہ کتاب الصوم (ج ۲ ص ۲۹۴) پر ہے کہ " جب مفتی وصف اجتہاد سے متصف ہو تو عامی پر واجب ہے کہ اس کی تقلید کرے اگر چہ مفتی مجتہد سے اس میں چوک ہی ہوگئی ہو۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا اعتبار نہیں یہ بات حسن نے امام ابوحنیفہ سے ابن رستم نے امام محمدؒ اور بشر بن الولید نے امام ابویوسف رحمہم اللہ سے روایت کی ہے۔ اب غیر مقلد مناظر کا فرض ہے کہ وہ بھی آئمہ اربعہ سے ثابت کرے کہ کسی امام نے عامی کے لئے مجتہد کی تقلید شخصی کو شرک کہا ہو۔ یہ سارے مل کر بھی قیامت تک ایک بھی ایسا قول پیش نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سارے مناظرے میں وہ ایسا قول پیش کرنے سے عاجز رہے اور منہ اوپر نہیں اٹھا سکتے تھے۔

ترجمہ میں پریشانی

امام صاحب کے جس ارشاد کا ترجمہ اوپر لکھا ہے اس میں یہ الفاظ تھے وان کان المفتی اخطاء فی ذالک اگر چہ مفتی سے اس میں چوک ہوگئی ہو اور احادیث میں صراحت ہے کہ مجتہد کی خطا پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں اب نورستانی کا مناظر اخطا کا ترجمہ کر رہا تھا کہ اگر چہ مفتی نے جان بوجھ کر غلطی کی ہو اور اس سے بڑھ کر ایک حدیث کا بھی ترجمہ کر دیا کہ میری امت میں جو جان بوجھ کر غلطی کرے وہ معاف ہے اللہ کا شکر ہے قرآن اس نے پڑھا نہیں ورنہ قرآن پاک کی آیت

﴿لیس علیکم جناح فیما اخطاتم به ولکن ماتعمدت قلوبکم وکان اللہ غفورا رحیما﴾ جس کا ترجمہ ہے اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان مگر مناظر صاحب کے مطابق ترجمہ یوں بنتا "اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں جان بوجھ کر غلطی کرو تم پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ اب دیکھو یہ ترجمہ قرآن پاک کی آیت کو کس طرح بے معنی کر دے گا۔ مناظر صاحب سارے مناظرے میں اس کا صحیح ترجمہ نہ کر سکے نورستانی اور باقی غیر مقلد علماء اپنے مناظر کی جہالت پر سخت پریشان تھے۔ جو شخص نہ قرآن کا ترجمہ صحیح کر سکے نہ ہمارے امام کے ایک قول کا بھی صحیح ترجمہ کر سکے حدیث کا ترجمہ بھی غلط کرتا ہو وہ اس فرقہ کا رئیس اور مناظر ہے۔ اب تو حضور ﷺ کا ارشاد پاک واضح ہو گیا کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا (بلکہ مناظر) بنالیں گے وہ بے علمی سے مسائل بتائیں گے خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے (متفق علیہ) اس حدیث پاک کے مطابق کس کو اس فرقہ کے ضال اور مضل ہونے میں شک ہو سکتا ہے۔

تقلید کی تعریف میں ایک اور چکر

قرآن و حدیث کا نام لے کر تقلید کو شرک کہنے والوں کا جھوٹ اور فریب آج روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا تھا قرآن و حدیث اس مسئلہ میں ان کو دھتکار چکے تھے۔ اب وقت پورا کرنا تھا۔ پھر تقلید کی تعریف کا نیا چکر ڈال دیا تاکہ عوام کے ذہن کو الجھایا جا سکے۔ نورستانی کے مناظر کے پاس نہ قرآن کی آیت تھی نہ نبی کا ارشاد۔ بزعم خود دس کتابوں کی عبارتیں تقلید کی تعریف پر پڑھ ڈالیں کتاب التعریفات کو بڑے فخر سے پیش کیا مگر اس کی تین چوتھائی عبارت چھوڑ دی۔ تعصب اور ضد کا خدا ستیاناس کرے نورستانی خود دیکھ رہا تھا مگر اس نے بالکل نہیں کہا کہ بیٹا رسول اکرم ﷺ نے خیانت کو منافق کی نشانی فرمایا ہے۔ اہل حدیث کی نشانی نہیں فرمایا۔ تم ایسی خیانتیں کر کے ساری جماعت کو بدنام کر رہے ہو مگر نورستانی اس کو اس بد حرکت سے تب ٹوکتا کہ

ذرہ بھی اس میں دیانت ہوتی اذلیس فلیس بات صرف اتنی تھی کہ بعض کتابوں میں تقلید کے بیان میں لکھا تھا کہ تقلید حقیقی یہ ہے کہ ایسی بات کو ماننا جو بے دلیل ہو۔ اس تعریف کے مطابق نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں کیونکہ ان کی طرف رجوع کرنا دلیل کی طرف رجوع کرنا ہے اور اس تعریف کے مطابق عوام کا مفتی مجتہد کی طرف رجوع کرنا یا قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں کیونکہ اس رجوع کو نص نے واجب قرار دے دیا ہے اور مجتہد کا قول دلیل پر مبنی ہوتا ہے بے دلیل نہیں ہوتا۔ اس لئے مجتہد کی تابعداری کو تقلید نہیں کہا جائے گا۔ لیکن عرف (اہل اسلام اور اہل اصول کا) یہ ہے کہ مجتہد کی تابعداری کو باوجود دلیل ہونے کے تقلید کہا جاتا ہے اور یہی اہل اصول میں مشہور اور قابل اعتماد ہے (مطلب عبارت فواتح الرحمت) بلکہ غزالی۔ آمدی اور ابن حاجب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر رسولؐ اور اجماع کی پیروی کو بھی تقلید کہا جائے تو کوئی حرج نہیں (معیار الحق) خلاصہ اس کا یہی ہے کہ اگر تقلید کا معنی بے دلیل بات کو مان لیا جائے تو نبیؐ کی پیروی۔ اور اجماع کی پیروی کی طرح مجتہد کی پیروی کو بھی تقلید نہیں کہا جائے گا کیونکہ ان کی پیروی دلیل کی پیروی ہے اور اگر تقلید کا معنی یہ لیا جائے کہ کسی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لیا جائے تو اس کے موافق نبیؐ۔ اجماع اور مجتہد سب کی پیروی کو تقلید کہا جائے گا مگر عرف میں مجتہد کی پیروی کو تقلید کہا جاتا ہے۔ جیسے حمد اور نعت دونوں لفظوں کا معنی تعریف ہے مگر عرف میں حمد کا لفظ خدا کی تعریف کے لئے اور نعت کا لفظ نبی پاکؐ کی تعریف کے لئے خاص ہو گیا ہے اب اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص نے خدا کی نعت پڑھی یا فلاں نے نبیؐ کی حمد پڑھی تو دانشور لوگ اس کو پسند نہیں فرمائیں گے اسی طرح عرف میں مجتہد کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔ لیکن لامذہب مناظر یہی جھوٹ بولتا رہا کہ نبیؐ کی بادلیل بات کو ماننا تقلید نہیں اور امام کی بے دلیل بات کو ماننا تقلید ہے۔ حالانکہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے اہل سنت کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ نہیں ہے کہ مجتہد کی بات بے دلیل ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حوالے کا مطالبہ اور منہ کی کھانا

نورستانی کے مناظر نے جب دیکھا کہ الفاظ کے چکر سے بھی جان نہیں چھوٹی تو کہا بخاری کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ فرشتہ اس لئے پٹائی کرے گا کہ تو نے تقلید نہیں کی تھی۔ اس میں لفظ لاتلیت کا مطلب بیان کیا ہے کہ تو نے تقلید نہ کی اگر یہ مطلب آج سے پہلے کسی شارح حدیث نے بیان کیا ہو تو میں اپنی شکست لکھ دوں گا۔ ایک حوالہ پیش کرو۔ تمہاری فتح میری شکست مناظر اہل سنت نے فوراً قسطلانی شارح بخاری کی عبارت حاشیہ بخاری سے دکھا دی **لا اتبعت العلماء بالتقلید فیما یقولون**۔ یعنی فرشتہ قیامت تک مارتا رہے گا اور کہتا رہے گا تو نے تقلید نہیں کی تھی بہت سے سامعین نے اٹھ کر عبارت دیکھی۔ تو ہر طرف سے آوازیں آ رہی تھیں کہ مسئلہ ثابت ہو گیا بانی مناظرہ نے کہا لکھنے لکھوانے کو رہنے دو بات صاف ہو گئی ہے۔

یہ عجیب لطف رہا کہ اہل سنت مناظر کے دلائل سے سامعین مطمئن تھے اس لئے کسی نے نہیں کہا کہ آپ وجوب ثابت کریں کیونکہ سب دلیل کو سمجھ چکے تھے مگر نورستانی کے مناظر کو بار بار لوگ کہتے تھے کہ مجتہد کی تقلید شخصی کا شرک ہونا قرآن حدیث سے ثابت کرو۔ اب پھر لوگوں نے کہا کہ وقت ضائع نہ کرو اور قرآن حدیث سے مجتہد کی تقلید شخصی کا شرک ہونا ثابت کرو۔

آخری دلیل

آخر مجبور ہو کر اس نے اپنے معدے کی ساری غلاظت منہ کے ذریعہ اگل دی اور جواب آخرت اور خوف خدا سے بے نیاز ہو کر احبار و رھبان والی آیت آئمہ اربعہ پر چسپاں کر دی۔ جب کہ قرآن نے ان احبار اور رھبان کو کہیں مجتہد نہیں کہا بلکہ حرام خور۔ پرلے درجہ کے جھوٹے خدا کے احکام کو بدلنے والے۔ جھوٹی کتابیں لکھ لکھ کر خدا کے ذمہ لگانے والے بتایا ہے۔ آئمہ اربعہ کو ان حرام خوروں پر قیاس کرنا دین سمجھانے والوں کو دین مٹانے والوں پر قیاس کرنا۔ مجتہدین کو محرمین پر قیاس کرنا۔

کاشفین وحی کو کتمان وحی کے مجرموں پر قیاس کرنا۔ حق واضح کرنے والوں کو باطل میں تلبیس کرنے والوں پر قیاس کرنا۔ خدا اور رسول کا راستہ بتانے والوں کو خدا اور رسول کے راستے سے ہٹانے والوں پر قیاس کرنا۔ انعام یافتگان کو ضالین اور مغضوبین پر قیاس کرنا۔ حلوے کو پاخانے پر قیاس کرنا۔ دودھ کو پیشاب پر قیاس کرنا۔ اور اس خبیث قیاس کو قرآن کے نام سے پیش کرنا۔ اس سے بڑا ظلم دنیا میں کیا ہو سکتا ہے۔ نورستانی اس پر خوش تھا مگر اس نے بھی مناظر سے نہیں کہا کہ بیٹا دلیل تقلید شخصی کی مانگی گئی ہے اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ جیسے لوگ حنفی شافعی کہلاتے ہیں ذرا ان کے مقلدین کی ایسی نسبتیں تو قرآن سے دکھا دو تا کہ اس کو تقلید شخصی کہا جا سکے۔ بیٹا وہ تو مجتہدین نہیں تھے نہ ان کی تقلید شخصی کو کوئی نسبت۔ ان کی مثال دیکھنی ہے تو اپنی جماعت کو دیکھ لو یہ غیر مجتہد مولویوں کے مسائل اندھا دھند مان رہے ہیں مگر کسی سے ان یہود و نصاریٰ کی طرح تقلید شخصی کی کوئی نسبت بھی قائم نہیں کرتے۔

آہ اگر ان لوگوں میں ذرہ بھی خوف خدا ہوتا۔ ذرہ بھر بھی انسانوں کی شرم ہوتی تو یہ آئمہ کے لئے ان حرام کاروں اور جھوٹوں والی آیت نہ پڑھتے بلکہ آئمہ والی آیت پڑھتے۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ. وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾ الاية یعنی موسیٰؑ کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے امام بنائے جو ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ یہ آیت پڑھنا چاہیئے تھی۔

پھر بوکھلا کر بولا قرآن میں آتا ہے۔ ولا یشرک فی حکمه احدا اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں لوگوں نے کہا پھر منکر حدیث بن جاؤ۔ تو کہنے لگا نبیؐ کو تو خدا نے حکم میں خود اپنا شریک بنا لیا ہے اللہ نے فرمایا ہے جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اس لئے نبی کو شریک بننے کی اجازت مل گئی ہے پھر اسے کہا گیا کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی کیا آپ کے تمام امراء بھی خدا کے شریک تھے۔ کہنے لگا رسولؐ اپنی نہیں کہتا

خدا کی ہی بات بتاتا ہے اس لئے شریک نہیں کہا جائے گا، جب کہا گیا کہ مجتہد بھی اپنی نہیں کہتا خدا رسول کی ہی بات سمجھتا ہے اس کو کیوں شریک کہا جائے۔ تم جب نا اہل ہو کر اجتہاد کرتے ہو یہ شرک کیوں نہیں اور آئمہ مجتہدین کا اجتہاد کیوں شرک ہے تو زبان گنگ ہوگئی۔

ضمنی باتیں

اول۔ اصل موضوع سے ہٹ کر کچھ ضمنی باتیں بھی درمیان میں آئیں اہل سنت مناظر نے جب کہا کہ اہل سنت مناظر چاروں دلیلوں میں سے جس سے چاہے استدلال کرے گا۔ مگر غیر مقلد صرف قرآن حدیث سے استدلال کرے گا تو غیر مقلد مناظر نے کہا مناظرہ میں صرف اتفاقی دلیل سے استدلال ہوگا۔ تاکہ اتفاق ہو جائے۔ نورستانی نے اپنے مناظر کی بات کو بڑا سراہا۔ اہل سنت مناظر نے کہا کہ جب آپ کا مناظرہ اہل قرآن سے ہوگا تو کیا آپ احادیث سے استدلال چھوڑ دیں گے؟ مزید کہا کہ یہ تو یہودیوں والی بات ہوئی جیسا وہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے نبی ہونے پر یہود نصاریٰ اور مسلمانوں تینوں کا اتفاق ہے لیکن حضرت محمد ﷺ کو نہ یہودی نبی مانتے ہیں نہ عیسائی تو کیا آپ اتفاق کے لئے حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیں گے یا اگر کوئی رافضی یہی بات کہے کہ حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور خلفائے ثلاثہ کو ہم خلیفہ نہیں مانتے تو آپ خلفائے ثلاثہ کی خلافت سے انکار کر دیں گے۔ آخر اس کے جواب سے لاجواب ہو کر چاروں دلیلوں کا صحیح ہونا مان لیا۔

دوسری بات

اہل سنت والجماعت مناظر نے کہا کہ تم جو یہ غلط مطالبہ کرتے ہو کہ تقلید شخصی کی اصطلاحی تعریف قرآن میں دکھاؤ کیا اصول حدیث کی تمام اصطلاحات قرآن میں ہیں تو نورستانی کے مناظر نے کہا قرآن میں آتا ہے ﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾۔ سند کی تحقیق فرض ہے اہل سنت مناظر نے کہا کہ صحیح مسلم میں ہے پہلے

زمانہ میں لوگ سند کی تحقیق نہیں کرتے تھے کیا وہ سب صحابہ اور تابعین اس فرض کے تارک تھے؟ اس پر اس نے کہا کہ سارے صحابہ عادل تھے اس لئے تحقیق سند کی ضرورت نہ تھی تو اسے بتایا گیا کہ آپ کے علماء کا تو یہ عقیدہ ہے کہ خود قرآن نے بعض صحابہ کو فاسق کہا ہے نواب وحید الزمان جو آپ کے ہاں قرآن اور صحاح ستہ کے مترجم ہیں وہ یہی آیت لکھ کر لکھتے ہیں ﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ یہ ولید بن عقبہ (صحابی) کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی اس آیت میں ان کو فاسق کہا ہے اور قرآن کی آیت ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا﴾ میں ولید، معاویہ، عمرو، مغیرہ، سمرہ کو فاسق کہا گیا ہے (نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴) آئندہ اپنا پورا عقیدہ لوگوں کو بتایا کرو کہ قرآن نے بعض صحابہ کو فاسق اور مقلدین کو مشرک کہا ہے۔

اس کے جواب میں اس نے الزامی طور پر کہا کہ نور الانوار میں حضرت معاویہ کو جاہل کہا ہے۔ مناظر اہل سنت نے کہا کہ حاشیہ میں اس کی تردید کردی گئی ہے وہ تمہیں نظر نہیں آئی تو اس نے صاف انکار کردیا کہ یہاں کوئی تردید نہیں نشان لگا کر دو۔ جب نشان لگا کر دیا تو پھر عبارت نظر آئی وہ عبارت اس سے قبل نہ نورستانی کو نظر آئی نہ مناظر صاحب کو جب نشان لگا کر دکھایا تو صم بکم بن گئے

مناظر اہل سنت والجماعت نے سمجھایا کہ ہر قسم کی غلطی سے پاک دنیا میں صرف ایک کتاب ہے جس کا نام قرآن پاک ہے دوسری کتابوں میں غلطیاں ہو جاتی ہیں لیکن ایک ہوتا ہے غلطی لگنا ایک ہوتا ہے غلطی کا چل جانا۔ جس طرح تراویح میں قرآن پاک سناتے ہوئے قاری کو غلطی لگ جاتی ہے مگر سامع اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ تو جب غلطی کی اصلاح ہوگئی اور وہ غلطی چلی نہیں تو اب اس غلطی کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اسی طرح اگر کسی مصنف سے ذاتی طور پر کوئی غلطی ہوئی تو اس کو شارحین نے چلنے نہیں دیا۔ اب اس اصلاح شدہ غلطی کو بیان کرنا اور اس کی تردید کا ذکر نہ کرنا یہ بہت بڑا دھوکا ہے اور آپ کی تقریریں اور تحریریں اسی دھوکے پر مبنی ہوتی ہیں۔

الحاصل کوہاٹ کے اس مناظرہ میں اہل سنت والجماعت کو اللہ تعالیٰ نے

نمایاں کامیابی عطا فرمائی جب کہ غیر مقلدین اپنے دعویٰ کہ مجتہد کی تقلید شخصی شرک ہے اس کو ثابت کرنے میں سو فیصد ناکام رہے۔

(۱) جس طرح مناظرہ ہارون آباد میں وہ اپنی نماز ثابت نہ کر سکا تھا۔ یہاں بھی اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکا۔

(۲) وہ اپنا نام اہل حدیث بھی قرآن سے ثابت نہ کر سکا جیسا کہ پہلے مناظروں میں ثابت نہ کر سکا تھا۔

(۳) وہ یہ بھی ثابت نہ کر سکا کہ حدیث کی ایک کتاب بھی کسی غیر مقلد نے لکھی ہے جس میں نہ اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا بلکہ اسے شرک کہتا تھا۔

(۴) جس طرح کوٹلی نجابت کے مناظرہ میں لا یرفعھما کا غلط ترجمہ کرتا رہا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اسی طرح یہاں خطا کا ترجمہ جان بوجھ کر غلطی کرنا، کرتا رہا۔

(۵) جس طرح ہارون آباد کے مناظرہ میں اصول کرخی کی آدھی عبارت پڑھتا تھا۔ اسی طرح اس مناظرہ میں بھی آدھی آدھی عبارتیں پڑھتا رہا۔

(۶) تقلید کی مذمت کرنے والے کو تقلید کی صحیح تعریف بھی یاد نہ تھی۔ اس تعریف میں کئی قلابازیاں کھاتا رہا۔

(۷) کافروں والی آیت آئمہ اربعہ پر فٹ کر کے اندرونی خباثت ظاہر کرتا رہا۔

(۸) شرک کی تعریف بھی نہ کر سکا جس کے مطابق ایک کی تقلید شرک ہو اور زیادہ کی تقلید توحید ہو۔

(۹) وہ محدثین جن کا ذکر طبقات حنفیہ طبقات مالکیہ۔ طبقات حنابلہ طبقات شافعیہ میں ہے بقول اس کے وہ سب تقلید شخصی کی وجہ سے مشرک قرار پا گئے۔

(۱۰) آئمہ حرمین شریفین پہلے بھی سب مقلد تھے اب موجودہ سعودی حکومت بھی حنبلی ہے اسی وجہ سے وہ بھی بقول اس کے سب مشرک قرار پا گئے۔ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا۔ ان کے خطبہ سے حج ادا کرنا اب کیسے درست ہو گا۔ فقط

Scanned with CamScanner

فرقہ
جماعت المسلمین
تحقیق
کے آئینے میں

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

برادران اسلام

اسلام میں فرقہ بندی کی ابتداء اس ملک میں دور برطانیہ میں شروع ہوئی۔ عوام میں دین کے بارے میں ذہنی آوارگی اور عملی بے راہ روی پیدا کی گئی۔ اس ذہنی آوارگی کے نتیجہ میں نت نئے فرقے پیدا ہو کر فتنے پھیلا رہے ہیں۔ ان فرقوں میں ۱۳۹۵ھ میں ایک فرقہ غیر مقلدین سے پیدا ہوا، جو مسعود احمد صاحب کو امام مفترض الطاعۃ مانتا ہے۔ کچھ لوگ اس کے دام میں پھنس گئے، کیونکہ وہ قرآن وحدیث کے نام سے دھوکا دیتا ہے۔ اس فتنہ کی طرف حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مہتمم جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر۲ کراچی نے بارہا توجہ دلائی۔ لیکن بعض دیگر مصروفیات کی بنا پر کچھ لکھنے کی نوبت نہ آئی مورخہ ۴ رجب ۱۴۱۲ھ کو حضرت موصوف الجامعۃ الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب (شہید رحمۃ اللہ علیہ) کی صاحبزادی کی شادی کی تقریب میں تشریف لائے اور غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمایا۔ تو اصرار فرمایا کہ اس نئے فرقہ کے بارے میں مختصر سی تحریر ضرور لکھنا چاہیئے۔ چنانچہ چند گھنٹوں میں یہ مختصر سی تحریر لکھی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط محمد امین صفدر غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

برادران اسلام یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام لانے اور اسلام پھیلانے کا سہرا صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کے سر ہے۔ لاکھوں کافروں نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ وہ بھی اہل سنت مسلمان ہی کہلائے اور تقریباً ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہا۔

اس کے بعد انگریز حکومت یہاں قائم ہوئی یہاں کے سب سنی مسلمان ایک مذہب حنفی کے پابند تھے۔ نہ یہاں اختلاف تھا نہ فرقہ پرستی کا نشان تھا ملکہ وکٹوریہ نے مسلمانوں کے اس اتفاق واتحاد کی فضا کو ختم کرنے کے لئے آزادی مذہب (تقلید سے آزادی) کا اشتہار دیا جو وکٹوریہ کی سلور جوبلی کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔

حکومت برطانیہ کی خوشنودی کے لئے کچھ لوگ پابندی مذہب حنفی سے آزاد ہو کر غیر مقلدین بن گئے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں۔ فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً وحدیثاً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے۔ کسی جگہ مجرد تہمت وافتراء پر کارروائی خلاف واقعہ نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب جاری کئے۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۳)

مزید لکھتے ہیں "اگر کوئی بدخواہ وبداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی، مذہب (غیر مقلدیت) کو ناپسند کرتا ہے اور ایک خاص مذہب (حنفی) پر جو باپ دادوں سے چلا آرہا ہے جما ہوا ہے (ایضاً صفحہ ۵) ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ "یہ آزادگی مذہب ہماری مذاہب جدیدہ (حنفی شافعی وغیرہ) سے عین مراد قانون انگلشیہ سے ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۰) پھر لکھتے ہیں یہ لوگ (غیر مقلد) اپنے دین میں

وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ جو رسائل و مسائل رد تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے ہیں۔ وہ شاہد عدل ہیں۔ اس بات پر کہ مدعی اس طریقہ کے قید مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جس قدر رسائل بجواب ان مسائل کے طرف سے مقلدان مذہب سے لکھے گئے ہیں وہ سب بہ آواز بلند پکارتے ہیں کہ ہم مذہب خاص کے مقید و مقلد ہیں۔ ہم پر پیروی فلاں وہماں فرض و واجب ہے۔ آزادگی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگی مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے۔ اب تامل کرنا چاہئے کہ دشمن سرکار (انگریزی) کا وہ ہوگا جو کسی قید (مذہب حنفی) میں اسیر ہے یا آزاد وفقیر (غیر مقلد) ہے (ایضاً ۳۲)

اور حنفیوں کے بارہ میں لکھا ہے یہ چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو یہ آزادگی مذہب گورنمنٹ نے عطا کی ہے وہ اٹھ جائے اور امن عالم باقی نہ رہے۔ سارے مسلمان ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب اپنا تعصب گورنمنٹ سے ظاہر کریں اور جب موقع پاویں مثل زمانہ غدر کے فساد برپا کریں۔ (ایضاً صفحہ ۵۶) بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام کے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۶)

خلاصہ یہ نکلا کہ انگریز سے پہلے پاک و ہند کے سنی مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد تھا۔ سب مذہب حنفی کے پابند تھے۔ نہ کوئی تفرقہ تھا نہ اختلاف۔ اس لئے خطرہ تھا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح متحد رہے تو یہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف جہاد پر نکلتے رہیں گے اور حکومت برطانیہ خاک میں مل جائے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ نے آزادگی مذہب کا اشتہار دیا جو لوگ اس اشتہار کی وجہ

سے حنفی مذہب چھوڑ کر غیر مقلد بن گئے وہ سرکار برطانیہ کے فرمانبردار سمجھے گئے۔ انہوں نے بھی انگریز کے خلاف جہاد کو خلاف ایمان و اسلام مان لیا۔ لیکن جن لوگوں نے اس اشتہار پر عمل نہ کیا اور مثل سابق سنی مسلمان رہے ان کو متعصب، ضدی، سرکار برطانیہ کا دشمن کہا گیا۔ ان کے جہاد کو غدر اور فساد کا نام دیا گیا۔ اس تقلید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوڑنے کا سبب کوئی آیت قرآنی یا حدیث نبوی نہیں تھی صرف ملکہ وکٹوریہ کا اشتہار اس کی دلیل تھا۔

جب مذہب سے آزادی اختیار کر کے لوگ شتر بے مہار بن گئے پھر کیا تھا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور ہر روز نئے نئے اختلافات اور نئے نئے فرقے بننے لگے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری فرماتے ہیں کہ نیچری فرقہ (جو معجزات و کرامات کے منکر ہیں) قادیانی فرقہ (جو ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام کا منکر اور مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے) چکڑالوی فرقہ (جو منکرین سنت ہے اور اہلحدیثوں (غیر مقلدین) سے ہی نکلے۔ (ملخصاً کتاب التوحید والسنہ صفحہ ۲۰۹)

خود اہل حدیث کہلانے والوں میں جو الگ الگ فرقیاں بنیں امام جماعت غرباء اہل حدیث ان کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ جماعت غرباء اہلحدیث ۱۳۱۳ھ
۲۔ کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ
۳۔ امیر شریعت صوبہ بہار ۱۳۳۹ھ
۴۔ فرقہ ثنائیہ ۱۹۳۸ء
۵۔ فرقہ حنفیہ عطائیہ ۳۰۔۱۹۲۹ء
۶۔ فرقہ شریفیہ ۱۳۴۹ھ
۷۔ فرقہ غزنویہ ۱۳۵۲ھ
۸۔ جمعیت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ

۹۔ انتخاب مولانا محی الدین ۱۳۷۸ھ (خطبہ امارت صفحہ ۲۶)

یعنی صرف ۶۵ سال میں یہ فرقہ ۹ فرقیوں میں بٹ گیا۔ ان کا عجیب انداز ہے۔ وعظ فرقہ بندی کے خلاف کرتے ہیں۔ لیکن نت نئے فرقے بناتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ آئمہ نے اختلاف ڈالا۔ حالانکہ اس ملک میں سب حنفی تھے۔ یہاں شافعی، مالکی، حنبلی اختلاف کا وجود ہی نہ تھا۔ اس ملک میں غیر موجود اختلاف کی برائیاں بیان کرتے اور خود اس ملک میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتے۔ پروفیسر محمد مبارک غیر مقلد شاگرد مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے مقصد کے لئے رکھی گئی۔ صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا (علماء احناف اور تحریک مجاہدین صفحہ ۴۸) ان معروضات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ پاک و ہند میں مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا باعث غیر مقلدیت ہی بنی۔ فرقہ بندی اور نت نئے اختلافات ترک تقلید کے درخت کے ہی کانٹے ہیں۔ البتہ ان ساری خامیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ کے نیچے چھپا کر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی مثال کو پورا کیا جاتا ہے۔ فرقہ در فرقہ مسعودیہ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار مذہب آزادی کی بنا پر فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا جس کا مشن یہ تھا انگریز سے جہاد حرام اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی، اختلاف و انتشار پھیلانا فرض۔

اس فرقہ سے ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کا نام ''غرباء اہل حدیث'' تھا۔ اس کا مقصد بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس فرقہ میں ایک شخص مسعود احمد نامی تھا جس نے اہل حدیث ہوتے ہوئے کتاب ''تلاش حق'' لکھی جسے جماعت اہل حدیث کراچی نے شائع کیا۔ ایک رسالہ التحقیق فی جواب التقلید لکھا۔ اسے بھی جماعت غرباء اہل حدیث نے شائع کیا۔ مسعود احمد اگرچہ عالم نہیں ہے مگر جماعت اہل حدیث نے اس

کی بہت عزت افزائی کی۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جماعت غرباء اہل حدیث میں سلسلۂ امارت تھی۔ مسعود صاحب کا دل بھی امیر بننے کے لئے انگڑائیاں لینے لگا لیکن فرقہ جماعت غرباء اہل حدیث میں رہتے ہوئے یہ شوق پورا ہونا محال تھا۔ اس لیے انہوں نے فرقہ غرباء اہل حدیث میں ایک ضمنی شاخ بنالی۔ اس فرقی کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ تقریباً دس سال فرقہ ضمنی شاخ کی حیثیت سے رکھا۔ اس کے دودھ سے پل کر ۱۳۹۵ھ جماعت غرباء اہلحدیث سے بغاوت فرما کر اس فرقہ در فرقہ کو جماعت المسلمین کہنے لگا خود امیر بن گیا اور امیر کی اطاعت کے نام سے رسالہ لکھ کر ثابت کر دیا کہ مسعود احمد کی اطاعت فرض ہے۔ البتہ اتنی ترقی کی کہ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر یہ کہتے تھے کہ جو میری اطاعت نہ کرے وہ اہل حدیث نہیں۔ انہوں نے یہ تاثر دیا کہ جو مسعود احمد کو امام نہ مانے جس کی اطاعت فرض ہے وہ سرے سے مسلم ہی نہیں۔ اسلامی اصطلاحات کے مفہوم بدلنے کی مشق تو اہل حدیث ہوتے ہوئے ہی انہوں نے کرلی تھی۔ وہاں بعض الفاظ کا معنی بدلنے سے رہ گیا اور وہ حوصلہ اب پورا کرلیا۔ اس نے سب سے پہلے اسلام اور مسلم کا معنی بدلا۔

مسلم کا معنی:

مسعود احمد صاحب نے تلاش حق نام کتاب میں جو اہل حدیث ہوتے ہوئے لکھی اگر چہ وہ اب اہل حدیث کو غیر مسلم کہتے ہیں مگر اس کتاب کو آپ نے کانٹ چھانٹ کر کے مشرف باسلام فرمالیا۔ ختنہ وغیرہ کرنے کے بعد اس کا نام خلاصہ تلاش حق رکھا اس میں آپ فرماتے ہیں ''غرض یہ کہ مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں۔ (خلاصہ تلاش حق صفحہ ۱۴۱) اس کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے مسعود صاحب کو لکھا'' ہم کلمہ پڑھتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ خدا کی توحید پر ایمان ہے۔ رسالت پر بھی ایمان ہے۔ پھر کس جرم میں آپ ہم کو اسلام سے خارج کرتے ہیں

حالانکہ تقلید کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے قائل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید اسی لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت رہے۔ کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۸۔۱۱۷)

مسعود صاحب جواب میں لکھتے ہیں " خدا کی واحدانیت پر ایمان رکھنے حضور کی رسالت پر ایمان لانے کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں اس لیے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں۔ کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا ہے اس کو واجب قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ شرک کے مرتکب ہوئے (خلاصہ تلاش حق۔ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲) مزید لکھتے ہیں۔ سوال مرقومہ بالا میں جوجو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر بریلویوں، مرزائیوں رافضیوں، منکرین حدیث اور جملہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟ (صفحہ ۱۴۳)

مسعود صاحب نے ان تمام مفسرین، محدثین، سلاطین اسلام کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم بنا دیا جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں آتا ہے۔ ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحب مشکوٰۃ، حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے مشرک، حدیث جمع کرنے والے مشرک، اسماء الرجال لکھنے والے غیر مسلم، مسعود صاحب قرآن پاک کی صرف ایک آیت اور نبی اقدس ﷺ کی صرف ایک حدیث ایسی سند سے پیش کردے جس کے راویوں نے آئمہ کی تقلید کرنے والوں کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو۔ مسعود احمد نے اپنی کتابیں ان غیر مسلموں کے حوالوں سے لکھی ہیں مسعود صاحب غیرت کسی چیز کا نام ہے یا نہیں؟ ہمیں کوئی یہودی بھی ایسا نہیں ملا جس نے اپنی عبادت کا طریقہ غیر یہودیوں یعنی ہندوؤں وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہو لیکن آپ کا سارا دین ہی غیر مسلموں کے حوالوں پر مبنی ہے۔

Scanned with CamScanner

الغرض مسعود احمد نے مسلمین کا مطلب غیر مقلدین کیا ہے۔ اس لئے مسعود کی جماعت المسلمین کا مطلب جماعت غیر مقلدین ہے اور یہ فرقہ چونکہ مسعود احمد کی اطاعت کو فرض مانتا ہے اس لئے اس کا نام مسعودی فرقہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں جہاں لفظ مسلمین آیا ہے اس سے یہ فرقہ ہرگز مراد نہیں جیسے قرآن میں لفظ ربوہ سے مرزائیوں کا شہر ہرگز مراد نہیں۔ قرآن پاک کے حزب اللہ سے مسعود احمد صاحب اپنے حریف مسعودالدین کی جماعت مراد نہیں لیتے۔ تو مسلمین سے اپنا فرقہ کیسے مراد لے کر قرآن پر جھوٹ بولتے ہیں جب کہ یہ فرقہ ابھی عمر بلوغ کو بھی نہیں پہنچا۔

جب مسعود صاحب قرآن میں لفظ سنت سے مراد اہل سنت نہیں لیتے قرآن میں لفظ حدیث سے اہل حدیث مراد نہیں لیتے بلکہ انہیں کہتے کہ اہل حدیث مرکب اضافی ہے اور حدیث کا لفظ مفرد ہے اس سے اہل حدیث مرکب کا ثبوت کیسے ہوا۔ مسعود صاحب کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لئے وہ یہاں بھول گئے کہ جماعت المسلمین مرکب ہے۔ قرآن نے مسلمین بتایا تھا۔ مسعود نے قرآن کے خلاف اپنے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ لیا۔ جماعت المسلمین بمعنی جماعت غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں آیا۔ یہ لوگ رات دن قرآن و حدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

جھوٹ پر جھوٹ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا دو اور دو اس نے کہا چار روٹیاں۔ اس نے روٹیاں مراد لے لی تھیں۔ اسی طرح اس فرقے کو جہاں مسلم کا لفظ نظر آئے اس سے مسعودی فرقہ مراد لیتا ہے۔ یہ تو قرآن و حدیث پر جھوٹ ہے اور سب اہل اسلام پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا۔ (صفحہ ۲) کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب انہوں نے یہ نام چھوڑ دیا ہے کیا

کسی سنی حنفی نے کبھی یہ کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ جھوٹ کیوں لکھا کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

دعوۃ المسلمین:

مسعود احمد بانی فرقہ بخاری صفحہ ۱۳۴ کی حدیث سے بھی دھوکا دیتا ہے۔ جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر دعوۃ المؤمنین کا لفظ ہے اور بخاری (صفحہ ۴۶۔ ج ۱) پر بھی مؤمنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اقدس ﷺ پر جھوٹ ہے۔

تلزم جماعت المسلمین:

بانی فرقہ مسعود احمد۔ اس حدیث میں امام سے اپنا امام ہونا مراد لیتا ہے جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسول ؐ میں صراحتاً آ گیا ہے (دیکھو ابوداؤد صفحہ ۵۸۲ ج ۲) اور بے چارے مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور جماعت المسلمین سے سنی مسلمان مراد ہے کیونکہ مسلم صفحہ ۱۲۷ ج ۲ پر اس جماعت کے مخالفین کے بارہ میں صراحۃً حضور ﷺ نے لایستنون نسبتی فرمایا ہے جب وہ غیر سنی ہیں تو یقیناً جماعت المسلمین سے مراد سنی مسلمان ہیں مگر بانی فرقہ یہ الفاظ جن میں سنت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا۔ اس حدیث سے اپنا فرقہ مراد لینا رسول پاک ﷺ پر صریح جھوٹ ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے وہ بالکل قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ ابوداؤد صفحہ ۵۸۳ ج ۲ پر صریح حدیث موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہوگی مگر اس کے بچہ جننے سے پہلے قیامت آ جائے گی۔ کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے۔ مسعود صاحب

قرآن نے تو یہود کی یہ عادت بتائی ہے۔ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِه وہ باتوں کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہود کی یاد تازہ کردی ہے۔

اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ کے اس نوزائیدہ فرقے کا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کے لئے مناسب ترین حدیث ہے یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه. یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ (جیسا کہ مسعودی فرقہ کا عنوان جماعت المسلمین ہے مگر اسلام انقیاد کا نشان تک مفقود ہے) ان کے پاس قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے (اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل کورے ہوں گے) ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کا سرچشمہ نہیں ہوں گی ان کے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شریر ہوں گے۔ (کیونکہ باقی شریر دنیا میں شرارتیں کریں گے اور مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اڈے ان کی مساجد ہوں گی اور وہ دین میں شرارتیں اور فتنے پھیلائیں گے وہ ان فتنوں کے بانی بھی ہوں گے اور ان فتنوں کے سرپرست بھی ہوں گے) (شعب الایمان بیہقی بحوالہ مرعاۃ (صفحہ ۳۲۱ ج ۱) دیکھئے یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آپ کی مسجد سے ان پڑھ نوجوان نکل کر ہر دفتر، ہر بازار ہر دکان پر بس میں فتنہ پھیلاتے مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا بھی پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔ پھر ساتھ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن وحدیث رکھتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رکعت مکمل ترتیب اور مسائل دکھا دو تو ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ کا مجسم مصداق آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

لطیفہ: ایک دن اس فرقہ کا ایک آدمی آیا اس کے ہاتھ میں بانی فرقہ کی کتاب

تلاش حق تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ میں نے پوچھا مسعود احمد کی اطاعت و تقلید کو فرض مانتے ہو اور داخل فی الدین سمجھتے ہو یا نہیں۔ اس نے کہا ہم مسعود احمد کی پیروی معروف میں بحکم قرآن و حدیث فرض سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا آئمہ اربعہ کے مقلدین بھی آئمہ کی تقلید معروف میں کرتے ہیں تم اس کو شرک و کفر کہتے ہو۔ مسعود احمد کی تقلید کو فرض مانتے ہو۔ جس کے پاس معروف ہے ہی نہیں منکرات ہیں اس پر وہ بہت تلملایا۔ میں نے کہا یہ کتاب خلاصہ تلاش حق ۱۹۸ صفحات کی کتاب ہے تم یہ بتاتے ہو کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں ان ۱۹۸ صفحات میں قرآن پاک کی کتنی آیات ہیں اور احادیث صیحہ کتنی ہیں؟ اور جھوٹ اور خیانتیں کتنی ہیں؟ میں نے کہا اس میں قرآن پاک کی ایک آیت بھی نہیں جو موافق موقع لکھی گئی ہو کہ مجتہد کی تقلید مسائل اجتہادیہ میں شرک و کفر ہے۔ ایک بھی حدیث اس مضمون کی نہیں ہے۔ ہاں جھوٹ اور خیانتیں بہت ہیں۔

(۱) بانی فرقہ لکھتا ہے کہ صاحب درمختار نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کر کے شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔

اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا اور ذکر (آلہ تناسل) سب سے چھوٹا ہو خلاصہ تلاش حق ۲۴) بانی فرقہ نے ایک ہی سانس میں صاحب درمختار پر تین جھوٹ بول دیئے کہ انہوں نے قال ابوحنیفہ سے قول بیان کیا ہے۔ اس کو شرط نماز کہا ہے وہاں ذکر (آلہ تناسل) کا لفظ ہے۔

(۲) بانی فرقہ لکھتا ہے کہ حضرت وائل دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم ص ۲۴۷) بانی فرقہ نے جو بات البدایہ والنہایہ کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اور جو صحیح مسلم کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے۔ صحیح مسلم میں نہ دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ نہ صحابہ کی رفع یدین کا۔

Scanned with CamScanner

(۳) بانی فرقہ لکھتا ہے حضرت عمرؓ کے تو بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے (مسند احمد) تلاش حق ص ۱۸۵ یہ دونوں باتیں کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے پوتے سب رفع یدین کیا کرتے تھے بلکہ بیٹے تو نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے ہرگز ہرگز احمد کی مسند میں نہیں ہیں آپ پہلے حضرت عمرؓ کے بیٹوں اور پوتوں کی فہرست بحوالہ کتب بتائیں۔ پھر سب کا رفع یدین کرنا مسند احمد سے سندوں سے دکھائیں اور کنکریاں مارنا بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے والوں کو بیٹوں کا عمل دکھائیں۔

(۴) حضرت عمرؓ نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر کے نماز پڑھنے کا طریقہ مسجد نبوی میں برسر عام سکھایا خلاصہ تلاش حق میں ص ۸۰۔۱۸۶ پھر صلوٰۃ المسلمین.......... منہاج المسلمین.......... تفسیر قرآن عزیز.......... پر بانی فرقہ نے اس کی سند کو متصل اور صحیح قرار دیا ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے بانی فرقہ میں صداقت ایک ذرہ بھی موجود ہے تو اس کی سند کا اتصال اور اس سند کی صحت دلائل سے ثابت کر دے بانی فرقہ نے نصب الرایہ صفحہ:۴۱۶۔ج۔۱ کی عبارت نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے میں نے کہا آپ ان جھوٹوں کی اشاعت اس نام سے کر رہے ہیں کہ یہ قرآن وحدیث کی دعوت ہے۔

مسعودی فرقہ اور قرآن

بانی فرقہ اور اس کے مقلدین قرآن کا نام لے کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔

حالانکہ یہ قرآن رسول اقدس ﷺ کے بعد امت کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ یہ امت جن کے ذریعہ قرآن پاک و ہند میں آیا اہل سنت والجماعت حنفی تھے ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں تو گویا ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ ان کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے تو ان کو یہ قرآن مشرکوں اور کافروں کے ذریعہ ملا۔ وہ ان مشرکین و کفار پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں وہ کوئی ایسا قرآن لائیں جو غیر مقلدین کی سند متواتر

سے ان کو ملا ہو۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اس فرقہ کے اکثر لوگ قرآن پاک کی ناظرہ تلاوت بھی صحیح نہیں کر سکتے۔ بانی فرقہ کا موجودہ قرآن کے بارے میں اعتقاد یہ ہے قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے یہ ایک خوش نما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ عجیب بات ہے۔ (تفہیم الاسلام ص ۲۲۶)

قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہو گئی۔ پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ادا ہو گئی، صلوٰۃ میں ریاح خارج ہو جائے وضو سلامت رہے، ناچ ورنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں، فنون لطیفہ سے دلچسپی لو کوئی حرج نہیں تاش اور شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں، قحبہ خانہ کھولو کوئی ممانعت نہیں (ایضاً ص ۲۳۲) قرآن پاک میں عریانیت کا درس ہے (ص ۲۴۶۔۲۴۷) قرآن میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔ جس سے بظاہر رسول اللہ ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے (ص ۱۴۷۔۲۴۸) کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟ ص ۲۴۸ قران کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابیں ملاحظہ ہوں ص ۲۵۵ وہ مسلم رہ کر بھی قرآن کا انکار کر سکتے ہیں...... مسلمانوں کا ایک جم غفیر تحریف پر ایمان رکھتا ہے۔ (تفہیم الاسلام ۲۶۹)

معلوم ہوا ہے کہ مسعودی فرقہ کے امام مفترض الطاعۃ کے نزدیک قرآن نہ مکمل ہے نہ قطعی ہے۔ قرآن دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع دیتا ہے۔ قرآن رسول اقدس ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگاتا ہے۔ قرآن عریانیت کا درس دیتا ہے، ناچ، رنگ، تاش، شطرنج اور چکلے کھولنے سے منع نہیں کرتا قرآن کی تحریف کا قائل بھی مسلم ہے قرآن کا انکار کر کے بھی انسان مسلم ہی رہتا ہے غیر مسلم تو صرف آئمہ کی تقلید سے ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مسعودی فرقہ اور حدیث

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا تو مجتہدین ہیں جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی شرک و کفر ہے، ان پر قرآنی آیات احبار رھبان والی فٹ کرتا ہے یا کتب حدیث کے مؤلفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے جن کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے اس لئے ان کتابوں سے تو ان کا کوئی تعلق ہی نہیں وہ کوئی ایسی حدیث کی کتاب پیش کریں جس میں مجتہدین کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو اور ہماری کتب حدیث کا مطالعہ بھی اس نے بہت سطحی نظر سے کیا ہے وہ خود لکھتا ہے سطحی نظر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ورنہ حقیقت بین نظریں اس کے رموز پالیتی ہیں سطحی نظر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہو سکتا ہے (تفہیم الاسلام ص ۱۳۵) خود بانی فرقہ کی گمراہی کی بنیاد قرآن و حدیث کا یہی سطحی مطالعہ ہے۔

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ کتب حدیث میں دو قسم کی احادیث ہیں۔

(۱) جو ایک ہی بات سے متعلق ہو ان کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو ان پر امت کے عمل میں بھی اختلاف نہ ہو ایسی احادیث پر سب آئمہ نے عمل کیا ان کی مثال سورج کی روشنی کی سی ہے جو ساری دنیا میں گھر گھر پھیلی ہوئی ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ احادیث ہیں جن میں آپس میں اختلاف و تعارض پایا جاتا ہے۔ ان میں صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے ایسی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی تواتر نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں ان کے بظاہر مخالف دوسری احادیث کو عملی تواتر نصیب ہوا۔ ان احادیث کی مثال چاند کے ثبوت کی طرح ہے ایک علاقے میں عید کا چاند نظر آ گیا سارا ملک عید پڑھ رہا ہے۔ دوسرے ملک میں چاند نظر نہیں آیا سب نے

Scanned with CamScanner

روزہ رکھا ہوا ہے۔ دونوں ملک مسلمان ہیں موطا امام مالک میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو سنداً صحیح ہیں لیکن اہل مدینہ کا تعامل اس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالک نے بھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام اعظمؒ امام ابوحنیفہ بھی ایسی روایات میں ان روایات پر ہی عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا تعامل ہو۔ اس کے مخالف احادیث اس علاقہ میں تو تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ کہلاتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کذاب اور دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ (یعنی ان پر اس علاقہ میں عمل نہ ہوگا۔ عمل تواتر ان کے خلاف ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا ان سے بچنا، ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کر دیں (صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۱) بانی فرقہ مسعود احمد نے بالکل یہی کام کیا جس کو رسول اقدس ﷺ نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر موجود تھا۔ ان کو جھوٹا اور ضعیف کہہ کر نا قابل عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک کے صدیوں کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور عملاً شاذ تھیں ان کو پیش کر کے فتنہ اور گمراہی پھیلائی۔

اجماع امت

آپ نے بانی فرقہ کا عقیدہ اسلام کے بارے میں معلوم کر لیا کہ اس کے نزدیک مسلم کا مطلب غیر مقلد ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں بھی اس کے عقائد آپ کے سامنے آ گئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور متعارضات پر ہے اور متعارضات میں سے ان احادیث پر عمل اور ان کی دعوت جو اس ملک میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کاش وہ من شذ شذ فی النار کی وعید سے ڈر جاتا۔

تمام اہل سنت اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں اجماع امت کا مخالف بنص کتاب وسنت دوزخی ہے۔ بانی فرقہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس نے اجماع کی تعریف ایسی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہو سکے چنانچہ

Scanned with CamScanner

لکھتا ہے اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لے کر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق کر لیں (خلاصہ تلاش حق ص ۱۱۷) اجماع کی یہ تعریف نہ قرآن میں نہ سنت میں نہ اصول میں مسعود صاحب نے اسی لیے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا گویا یہ تعریف اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کی مصداق ہے۔ لیکن بعض جگہ بانی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۳۲ سے ص ۳۶ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع ہے۔ کیا مسعود صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سنہ میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہ سے لے کر قیامت تک کے مسلم جمع تھے۔ مسعود جی یہ تو ابن صلاح کا قول ہے جو نہ خدا نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعی کا مقلد جو آپ کے نزدیک سرے سے مسلم ہی نہیں۔

اجتہاد و قیاس

تمام اہل السنّت والجماعت کا اتفاق ہے کہ القیاس مظھر لا مثبت کہ قیاس کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے از خود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا نام قیاس و اجتہاد نہیں ہے اہل سنت کا اتفاق ہے مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب و سنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے۔ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ایسے مسائل اجتہادیہ میں جو کتاب و سنت میں ہی پوشیدہ ہیں۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی پر تقلید واجب ہے بانی فرقہ مسعود احمد جس نے اسلام اور اجماع کا معنی بگاڑا۔ اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بھی بگاڑا۔ اہل سنت کے ہاں اجتہاد کا مطلب ہے کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش اور اس نے اجتہاد کا معنی یوں بگاڑا کہ قرآن و سنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب و سنت کے خلاف شریعت سازی کرنا۔ یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کر سکتا اور تقلید کا مطلب سب اہل السنّت والجماعت کے ہاں

Scanned with CamScanner

یہی ہے کہ آئمہ مجتہدین نے جو مسائل کتاب وسنت ہی سے تلاش کئے ہیں اس مجتہد کی رہنمائی میں کتاب وسنت سے ہی ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا مگر بانی فرقہ نے تقلید مجتہد کا یہ غلط مطلب گھڑا کہ کتاب وسنت کے خلاف مجتہدین کے از خود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا اسی جھوٹ کی بناء پر اس نے فتنہ کھڑا کر دیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خانہ ساز ہے۔ مقلدین پر بہتان اور افتراء ہے مقلدین کی کسی مستند کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ تعریف ہر گز نہیں دکھا سکتا۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

بانی فرقہ اگر چہ مجتہدین کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے قلم سے حق بات نکل ہی گئی لکھتا ہے اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے رحمھم اللہ (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

اب سوال یہ ہے کہ جو امام برحق ہیں۔ انہوں نے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرمائے۔ ان کا طریقہ سنت ہے تو ان مسائل کی پیروی عین کتاب وسنت کی پیروی ہے اس تقلید کو کفر شرک کیسے کہا جا سکتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آئمہ اربعہ کو بانی فرقہ نے برحق مان لیا اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پڑھیے ایک شخص نے اسے خط لکھا میں بفضل خدا حنفی ہوں قرآن مجید۔

سنت رسول ﷺ اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ کا اتباع کرتا اور حنفی کہلاتا ہوں اور بفضلہ تعالی مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا اور ان کا اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا ۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا۔ جب ہی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کا اتباع کرتے چلے آتے ہیں نہ صرف کراچی اور سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے آپ اندازہ لگائیے کہ ان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام عابد، زاہد، مجتہد، امام فقیہ گزرے ہیں جو ان کے معتقد ہوئے اور ان کا اتباع کرتے تھے امام صاحب کا رتبہ کتنا بڑا ہے، بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلا میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔

(خلاصہ تلاش حق ص ۱۵)

بانی فرقہ مسعود احمد صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کئے ہیں میں کسی بھی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا (خلاصہ تلاش حق ص ۲۲) مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظم کی تقلید و رہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کریں ان کو آپ لوگ مشرک اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آپ کا امام جو باقرار خود ہمارے امام کی خاک پا کے برابر نہیں اس کی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔ ﴿تِلْکَ اِذاً قِسْمَةٌ ضِیْزٰی﴾

فرقہ بندی

گزشتہ سطور میں واضح کر چکا ہوں کہ دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادگی مذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قید مذہب یعنی تقلید امام سے آزاد ہو گئے ان میں فرقے ہی فرقے بنتے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آ گئے اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ ذہنی آوارگی چھوڑ کر پھر تقلید امام کی طرف آ جاتے تو اس فرقہ در فرقہ اور اختلاف در اختلاف سے بچ جاتے۔ اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہو جاتا مگر یہ علاج حکومت برطانیہ کے لئے سخت خطرہ تھا ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے فرقہ بندی کے اپنے گناہ کو آئمہ اربعہ کے سر تھوپتے۔ ان کو دل کھول کر برا بھلا کہتے کہ لوگ کہیں ان کی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے مٹ نہ جائیں آئمہ اربعہ پر فقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنا لیتے۔ یہی کچھ اس فرقہ کے بانی نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک نیا فرقہ بنا لیا اور گالیاں بدستور مذاہب اربعہ کو دے رہے ہیں۔ ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی وجہ سے ہم دوسرے دینوں سے ممتاز ہیں نہ ہم ہندو ہیں نہ عیسائی نہ یہودی۔ پھر رسول اقدس ﷺ کی پیشگوئی کے موافق آپ کی امت مختلف فرقوں میں بٹ گی ان میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اس نام سے باقی اسلامی فرقوں شیعہ، معتزلہ، جھمیہ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز پھر اہل سنت والجماعت میں رسول اقدس ﷺ کی سنت اور صحابہ پاک کی جماعت کے طریقوں کو چار آئمہ کرام نے مرتب اور مدوّن فرمایا جس طرح قرآن پاک کو سات قاریوں نے مرتب فرمایا۔ اب کسی علاقے میں کسی قاری کی متواتر قرأۃ کے مطابق سب لوگ تلاوت کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سات قرأتوں کو کوئی بے وقوف سات قرآن نہیں کہتا۔ سات ٹکڑے نہیں کہتا جس نے ایک قرأۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا

ثواب ملا اسی طرح جس نے ایک امام کی تقلید میں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا اسے پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملا۔ جس قرآن پاک کی مختلف سات یا دس قرأتوں کو فرقہ وارانہ قرأتیں کہنا پرلے درجہ کی جہالت ہے اسی طرح مذاہب اربعہ کو فرقے قرار دینا ان کے اختلاف کو فرقہ وارانہ اختلاف قرار دینا یہ جہالت کی انتہا ہے مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملانے کے لئے بنایا جاتا ہے اور فرقہ کا معنی خود بانی فرقہ نے کٹنے والا کیا ہے۔ مذہب ملانے والا فرقہ کاٹنے والا دو متضاد باتیں ہیں مذہب کو فرقہ کہنا دن کو رات، آسمان کو زمین، گرم کو سرد کہنے سے بڑھ کر حماقت ہے۔ جس طرح قاریوں کا اختلاف قرأۃ صحابہ سے آیا۔ کتب احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابہؓ سے مروی ہیں کتب احادیث میں صحابہؓ کے مختلف اجتہادی فتاویٰ درج ہیں تو کیا یہ عقلمند یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہ فرقہ وارانہ احادیث، فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسول اقدس ﷺ نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سب فرقہ وارانہ صحابہ کو چھوڑ دو سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو۔ سب فرقہ وارانہ قرآنوں اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو۔ چونکہ مسعود صاحب نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنایا اپنے آپ کو امام مفترض الطاعۃ بنایا اس کا رات دن نینداور بیداری فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے اس لئے وہ جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ لفظ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اس کو کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ جب گالیاں دے کر تھک جاتا ہے تو ان ہی فرقہ وارانہ کتب حدیث سے متروک العمل احادیث چن کر اپنے فرقے کو اس پر لگاتا ہے انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احبار رھبان مان کر ان کے فیصلے نقل کرتا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے اسماء الرجال اور علم اصول سے سرقہ کرتا ہے۔ زبان سے ان کو مشرک بھی کہتا ہے ان کی جوتیاں بھی چاٹتا ہے۔ ان کی قے تک چاٹ جاتا ہے۔ مذاہب کو فرقہ وارانہ کہنا اس بدعتی فرقہ کی جہالت ہے۔

اختلاف امت

بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے۔ اس لئے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا ہے لیکن جیسا کہ گزر چکا اختلاف احادیث میں بھی ہے، اختلاف قرأت میں بھی ہے، اختلاف صحابہ میں بھی ہے، اختلاف اصول حدیث میں بھی ہے، اختلاف اسماء الرجال میں بھی ہے اختلاف محدثین میں بھی ہے، اختلاف مجتہدین میں بھی ہے، ان سب اختلافات کو وہ برداشت کرتا ہے مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اچھالتا ہے۔ اختلافات کی برائی میں جو آیت یا حدیث مل جائے اسے صرف آئمہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے اختلاف ایک فطری امر ہے ہو جایا ہی کرتا ہے۔

(تفسیر قرآن عزیز ص ۵۱ے جلد اول)

یقیناً آئمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود بانی فرقہ جدید لکھتے ہیں۔ "اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارہ کیا جا سکتا ہے...... آئمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا (خلاصہ تلاش حق ص ٦٦) اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ بانی فرقہ چاروں آئمہ کو برحق مانتا ہے (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) پھر ان کے اختلاف کا شور کس لیے کرتا ہے۔

ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو بانی فرقہ نے لعنت لکھا ہے۔

(تفسیر قرآن عزیز ص ۵۲ے جلد اول)

اب دونوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو سینکڑوں مساجد کے محراب کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص سب کے خلاف شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔ اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے

کہ آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو بلکہ رفع حاجت کے وقت یا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بخاری شریف اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہو سکتا ہے نہ مغرب کی طرف جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کر دیا کہ قبلہ ہرگز ہرگز مغرب کی طرف نہیں ہو سکتا تمہاری ساری نمازیں باطل ہیں اگر کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے مجھے دکھا دے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہو سکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر مبلغ پچاس لاکھ روپے انعام دوں گا۔ کیا مسعود صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے اگر چہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسولؐ اور بخاری شریف کے نام کر رہا ہے۔ مگر اس کے اس بیّن اختلاف کو امت میں تفرقہ قرار دیا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں جہاں بھی تفرقہ کی مذمت ہے وہ وہی تفرقہ و اختلاف ہے جو بینہ (پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہوگئی۔ آسمان پر بادل ہیں کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہ کوئی بتلانے والا ہے اب چار لوگوں نے تحری سوچ بچار کیا ایک کا دل اس طرح مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے دوسرے کا دل مائل ہوا کہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف مائل ہوا چوتھے کا مغرب کی طرف سب نے نماز عشاء پڑھ لی۔ اب دیکھئے ان چاروں میں یقیناً صرف ایک منہ قبلہ کی طرف تین چہرے یقیناً یقیناً قبلہ سے مڑے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی نماز قبول فرمالی۔ ہاں اتنا فرق ہوا جس نے نماز مغرب کی طرف پڑھی اس کی نماز بھی قبول اور اجر دو ملے باقی تینوں کی نماز قبول مگر اجر ایک ایک ملا۔ ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں یہ ایک فطری اختلاف ہے کیا مسعود صاحب ان چاروں نمازیوں پر تفرق واختلاف کی مذمت والی آیات واحادیث فٹ کر کے ان کو کافر مشرک قرار دیں گے۔ مسعود صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل ہے۔ الغرض مسعود صاحب

نے اپنے مفترض الطاعۃ امام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے، اجتہاد کے معنی بدلے، تقلید کے معنی بدلے، مذہب کے معنی بدلے، فرقہ وارانہ کا لفظ بے موقع استعمال کیا، اختلاف فطری کو اختلاف لعنت قرار دیا۔

مسعود صاحب کی عادت

مسعود صاحب لوگوں کے سامنے یہ دعوت لے کر کھڑے ہوئے کہ میں ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے تو اپنی اس ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے پھر وہ فقہ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں کبھی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو نہ مفتٰی بہ ہیں نہ معمول بہ مسعود صاحب! مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر احناف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے شاذ اور متروک اقوال مذہب حنفی ہرگز نہیں جس طرح قرآن وہی ہے جو امت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جا رہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور شاذ و متروک قرأتوں کو قرآن کہا جائے ایسا شیعہ عیسائی اور ہندو تو کرتے تھے آپ نے بھی مفتٰی بہ اور معمول بہ مسائل کو چھوڑ کر غیر مفتٰی، اور شاذ مسائل پر اعتراض شروع کر دیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے منکر حدیث برق صاحب کو دیا ہے ضعیف حدیث کے ہم جواب دہ نہیں۔ ضعیف حدیث پر اعتراض کرنا بھی فضول ہے (تفہیم الاسلام ۲۵۰) ہم بھی کہتے ہیں شاذ غیر مفتٰی بہ اور متروک العمل اقوال مذہب حنفی نہیں ان اقوال پر اعتراض بھی فضول ہے اور ہم ان کے جواب دہ بھی نہیں ہیں۔

اور بعض اوقات مسعود صاحب منکرین حدیث کی تقلید پر اتر آتے ہیں جیسے وہ کہا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گندے مسائل ہیں۔ بہت سی حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، یہی کچھ مسعود صاحب نے فقہ کے بارے میں کہا میرے خیال میں اس کا جواب بھی وہی بہتر ہے جو مسعود صاحب نے منکرین حدیث کو دیا ہے۔ لکھتے ہیں اگر سب (محدثین) نے مل کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں

Scanned with CamScanner

سمجھا اور ہم اس کو قرآن مجید کے خلاف سمجھیں تو کیا یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے یا ان سب اگلے پچھلے محدثین کی سمجھ کا قصور ہے (تفہیم الاسلام ص ۲۶۰) مسعود صاحب ہزاروں محدثین اور فقہا امام صاحب کے مقلد گزرے ہیں جیسا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے اگر ان سب نے ان مسائل کو خلاف حدیث نہیں کہا، تو اصل بات یہی ہے نہ آپ کو حدیث کی سمجھ آئی نہ فقہ کے مسئلہ کی سمجھ آئی کیونکہ اصل کتابیں تو آپ کو پڑھنی نہیں آتیں۔ یہ سارا آپ کی سمجھ کا ہی قصور ہے۔

آخری بات

بانی فرقہ نے اپنے بارے میں اپنے فرقہ کو یہ باور کرا رکھا ہے کہ وہ بہت بڑا محقق ہے اور وہ اپنی کتاب میں سب صحیح احادیث نقل کرتا ہے اس لئے بیچارے سادہ لوح لوگ اس کی باتوں میں پھنس جاتے ہیں اس مختصر رسالہ میں صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں یہ فرقہ بنایا اور ۱۳۹۸ھ میں نماز کی کتاب ''بنام صلوٰۃ المسلمین'' شائع کی اس میں لکھا اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا ص ۲۴۔

اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رفع یدین پر لگایا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ

(۱) صفحہ ۳۱۰۔ اس پر پہلی حدیث ابوبکر صدیقؓ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی (تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ) ان کا مستقل رسالہ حیات الانبیاء پر ہے۔ یہ دونوں باتیں مسعود کے نزدیک شرک ہیں۔

(۲) دوسرا راوی ابوعبداللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے ہاں شرک ہے۔

(۳) الصفار کا سماع السلمی سے ثابت نہیں اور منقطع روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور ناقابل اعتبار ہے (تفہیم الاسلام ۹۳ صفحہ ۱۰۹۔ صفحہ ۱۱۳)

(۴) ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے۔ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۰۴ ج ۹ ایسی روایت کو بانی فرقہ کذب و بہتان کہتا ہے (تفہیم صفحہ ۱۳۸) دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔

(۵) جو اس کو متصل السند کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔ متصل سند پیش کرے ورنہ یہ باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔

(۶) اس کے دو راوی حیٰوۃ اور سلیمان غیر معروف ہیں۔ خود بانی فرقہ ایسی روایت کو جھوٹ اور افترا کہتا ہے۔ (تفہیم صفحہ ۱۳۶)

(۷) صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علیؓ کی روایت لکھی ہے۔ جس میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف اور منفرد ہے۔ اور اذاقام من السجد تین کا ترجمہ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے کیا ہے جو غلط ہے۔

(۸) عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔

(۹) مالک بن الحویرث کی حدیث کا مدار ابوقلابہ ناصبی پر ہے۔ جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔

(۱۰) حضرت وائل کی سند کا راوی محمد بن حجادہ شیعہ یعنی فرقہ پرست اور مشرک ہے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کا مدار ابن جریج پر ہے جس نے مکہ مکرمہ میں رہ کر ۹۰ عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحیٰی بن ایوب غافقی ضعیف ہے۔

(۱۲) حضرت جابرؓ کی روایت میں ابوحذیفہ ضعیف ہے۔

(۱۳) انسؓ کی روایت کی سند حمید مدلس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔
(تفہیم صفحہ ۱۱۴)

(۱۴) تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے نہ حسن بصری تمام صحابہ کو ملے نہ اس کی سند صحیح ہے کیونکہ قتادہ مدلس ہے اور جزء رفع یدین کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں۔

(۱۵) ص ۴۵۳۔ پر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیادہ بن حارثؓ، ۱۱ صحابہ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ رکوع جاتے۔ رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اگر مسعود صاحب ان گیارہ صحابہ سے صحیح سندیں دکھا دیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اس کے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ آپ اس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔

(۱۶) صفحہ ۴۵۲۔۴۵۳۔ پر صحابہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ ۱۷ صحابہ اس مجلس میں تھے۔ وہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لفظ نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے۔

(۱۷) اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوا۔ وہ دس پندرہ سال کی عمر میں ہی یہ روایت کر سکتا ہے جبکہ ان ۱۷ میں سے حضرت زیدؓ ۴۸ھ، حضرت ابو مسعودؓ ۳۸ھ، حضرت سلمانؓ ۳۴ھ، حضرت عمارؓ ۳۸ھ، حضرت ابوقتادہؓ صحیح قول پر ۳۸ھ، حضرت محمد بن مسلمہؓ ۴۳ھ، حضرت ابواسیدؓ ۳۰ھ حضرت حسنؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ تو رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔

(۱۸) صفحہ ۴۵۵ پر حضرت وائلؓ کی حدیث جو ابوداؤد سے نقل کی ہے اس کے ساتھ صراحت تھی کہ تمام صحابہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

(۱۹) حمید بن ہلال کی روایت کی سند میں ابی بلال راسبی ضعیف ہے اور اس میں

Scanned with CamScanner

نہ رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔نہ تیسری رکعت کے شروع کا ہے۔

(۲۰) سعید بن جبیر کے اثر میں الحسین بن عیسیٰ ضعیف اور عبدالما لک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔ایک ہی مسئلہ میں بیس جھوٹ ہیں۔پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت ﷺ یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے۔

(۲۱) مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں سکتات میں قرأۃ کی حدیث ص ۴۳۸ پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے سند میں امام بیہقی مقلد امام شافعی، ابوعبداللہ رافضی، محمد بن عبداللہ الشبر ی، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کی توثیق ثابت نہیں ابو الصلت الھروی، رافضی خبیث۔ابو معاویہ مرجئی خبیث عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس بانی فرقہ کے علم و انصاف کا یہ حال ہے ایک ہی سند میں دو رافضی، دو مزید فرقہ پرست دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح ہے ناطقہ سر بگریبان ہے کہ اسے کیا کہئے۔

(۲۲) ص ۴۴۴ پر پھر عبداللہ بن عمرو کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جب کہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعی عبدالحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست مشرک ابوبکر الحنفی غیر معروف ہے۔

(۲۳) آمین بالجہر کے ثبوت میں ص ۴۷۴ پر ام الحصن سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ہارون الدعور رافضی اسماعیل بن مسلم ضعیف ابی اسحاق مدلس اور ابن ام الحصن مجہول اور بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال فرما رہے ہیں اور اس کے فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اس کی اطاعت فرض ہے حالانکہ وہ بیچارہ علوم دینیہ میں بالکل کورا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے اپنے محبوب کی امت کو بچائے۔آمین یا الہ العالمین

Scanned with CamScanner

فرقہ
غیر مقلدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتداء۔ برادران اسلام اس ملک پاک و ہند میں بارہ صدیوں سے اسلام آیا ہوا ہے یہاں اسلام لانے والے۔ اسلام پھیلانے والے اور اسلام کو قبول کرنے والے سب کے سب اہل سنت والجماعت حنفی تھے۔ یہاں کے تمام مفسرین۔ محدثین۔ فقہاء۔ اولیاء کرام اور سلاطین عظام اہل سنت والجماعت اور حنفی تھے۔

لیکن جب انگریز کے منحوس قدم یہاں آئے تو وہ یورپ سے ذہنی آوارگی مادر پدر آزادی اور دینی بے راہ روی کی سوغات ساتھ لایا۔ اور مذہبی آزادی اور مذہبی تحقیق کے خوش نما اور دلفریب عنوانوں سے اس ملک میں خودسر اور متعصب فرقے کو جنم دیا اس فرقہ کا پہلا قدم سلف سے بدگمانی ہے اور اس کی انتہاء سلف پر بدزبانی ہے یعنی آپ یہ سمجھ لیں کہ اس فرقہ کا ہر شخص اعجاب کل ذی رأی برایہ پر نازاں ہونے کے ساتھ ساتھ لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا کا مصداق ہے۔ اس فرقہ کا ہر فرد اپنے آپ کو آئمہ اربعہ بلکہ صحابہؓ سے بھی برتر جانتا ہے۔ مولانا عبدالخالق صاحب خسر میاں نذیر حسین صاحب دہلوی (الحیات بعد الممات ص ۲۲۸ نتائج التقلید ص ۳) فرماتے ہیں ''سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبدالحق ہے جو چند دنوں سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہید) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علمائے حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا (تنبیہ الضالین ص ۱۳)

ام المؤمنینؓ کا گستاخ مولوی عبدالحق بنارسی (بانی غیر مقلدیت) نے برملا کہا کہ عائشہؓ علیؓ سے لڑی اگر توبہ نہ کی تو مرتد مری اور یہ بھی دوسری مجلس میں کہا کہ صحابہ کا علم ہم سے کم تھا ان کو ہر ایک کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہم کو ان سب کی حدیثیں یاد ہیں (کشف الحجاب ص ۴۲ قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی شاگرد شاہ اسحاقؒ)

پہلی شہادت

نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں ''اس زمانہ میں ایک ریاکار اور شہرت پسند فرقے نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن وحدیث کے علم اوران پر عامل ہونے کے دعویدار ہیں حالانکہ علم وعمل وعرفان سے اس فرقہ کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ لوگ علوم آلیہ وعالیہ دونوں سے جاہل ہیں الحطہ ص ۱۵۳ اور یہ لوگ معاملات کے مسائل میں حدیث کی سمجھ اور سوجھ بوجھ سے بالکل عاری ہیں اور اہل سنت کے طریق پر ایک مسئلہ بھی استنباط نہیں کر سکتے یہ لوگ حدیث پر عمل کرنے کی بجائے زبانی جمع خرچ پر اور سنت کے اتباع کی جگہ شیطانی تسویلات پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور اس کو عین دین تصور کرتے ہیں...... یہ لوگ اسلام کی حلاوت، مٹھاس اور شیرینی سے خالی الذھن ہیں اور مسلمانوں کی نسبت بڑے تنگ دل ہیں اہل اسلام بارہ میں بڑے سنگدل ہیں (الحطہ ص ۱۵۱) **يقولون عن خير البرية وهم شر البريه** ص ۱۵۴) پھر خدا کی قسم کتنے تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص مؤحد کہتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگ سب سے زیادہ غالی اور دین کے بارہ میں بڑے متعصب ہیں ص ۱۵۴ **افما هذا دين ان هذا الافتنة فى الارض وفساد كبير** ص ۱۵۶ نواب صاحب نے اس فرقہ کے تقدس کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس زاہد کی مثال دی ہے جو اپنی مکاری اور عیاری سے خوب وعظ کرتا کہ سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال سے ڈراتا۔ قبر وحشر کے ہولناک مناظر بیان کرتا مگر موقع ملتے ہی سونے چاندی کے سب برتن چوری کر کے رفو چکر ہو جاتا تھا۔

نواب صاحب کا کلام واقعی کلام الملوک ملوک الکلام کا مصدق ہے۔ انہوں نے اس کو نوزائیدہ فرقہ کہا یعنی یہ حدیث تفرقہ کا مصداق ہے۔ (زجاجہ) علوم آلیہ وعالیہ اور استنباط سے جاہل کہا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ فرقہ ضلوا فاضلوا الحدیث زجاجہ کا مصداق ہے۔ ان کے علمی سرمائے کو تسویلات شیطانیہ قرار دیا جو حق ہے **فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد** (زجاجہ) اور شیطان ہی پہلا غیر

مقلد ہے۔اور جس گلی میں حضرت فاروق اعظمؓ قدم رکھیں وہاں سے بھاگتا ہے۔بیس تراویح، طلاق ثلاثہ فقہ سے انکار حضرت عمرؓ ہی کی مخالفت ہے۔

دوسری شہادت

غیر مقلدین کے مشہور محدث ومؤرخ مولانا محمد شاہجہاں پوری نے ۱۹۰۰ء ۱۳۱۹ھ میں الارشاد الیٰ سبیل الرشاد نامی کتاب شائع کی اس میں لکھتے ہیں'' کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں پچھلے زمانہ میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا مؤحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔چونکہ یہ لوگ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں جیسا کہ تحریمہ باندھتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں بنگالہ کے عوام ان لوگوں کو رفع یدئی بھی کہتے ہیں۔ (ص ۱۳ مع حاشیہ)

نوٹ: جب یہ فرقہ پیدا ہوا تو چونکہ یہ تقلید کو شرک و بدعت کہتا تھا اس لئے ان کو غیر مقلد کہا جانے لگا تاکہ پتہ چلے کہ یہ ایک منفی فرقہ ہے۔جو تعمیر کی بجائے تخریب کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔پھر چونکہ یہ لوگ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی پابندی سے منحرف ہو گئے تھے اس لئے لوگ ان کو لا مذہب کہنے لگے۔

وہابی

چونکہ اس زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کی جماعت نے عرب میں قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ بہت سے مزارات کو گرایا'' اور سعود نے قبہ مزار نبی ﷺ کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس کا مرتکب نہ ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا۔اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ

محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا (ترجمان وہابیہ ص ۳۶) اور اس نے عرب کے رہنے والوں خصوصا حرمین شریفین کے رہنے والوں کو بہت تکالیف دیں (ص ۴۰) اس لئے عالم اسلام میں ان کے خلاف کافی برہمی تھی۔ مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنے مخالفین کو بدنام کرنے کے لئے مجاہدین کو وہابی کہنا شروع کردیا۔

(ترجمان وہابیہ ص ۴۴ وص ۴۷)

اب غیر مقلدین کو فکر ہوئی کہ اس ملک میں وہابی مجاہد اسلام اور حکومت برطانیہ کے باغی کو کہتے ہیں کہیں ہمیں مجاہد نہ سمجھ لیا جائے اور انگریز بہادر کہیں ہمیں مشکوک نہ سمجھ لے۔ تو انہوں نے فوراً انگریز کو خوش کرنے کے لئے مرزا کی تلقید میں کتابیں لکھیں۔

ترجمان وہابیہ

نواب صدیق حسن نے ۱۳۱۲ھ میں یہ کتاب لکھی۔ جس میں لکھا کہ۔

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے ملکر فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبدالرحیم دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم کے بھی شریک تھے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۰۔۱۱)

سوال: غیر مقلدین ۵۰۰ علماء کے مقابلہ میں صرف پانچ علماء کا نام پیش کریں جنہوں نے اس وقت فتاویٰ عالمگیری کی تردید میں رسالے لکھے ہوں۔ ہم فی رسالہ دس ہزار روپے رائج الوقت انعام دیں گے۔

مجاہدین

حنفی تھے۔ کسی نے سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث وقرآن پر

چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ انگیزی یا بغاوت پر آمادہ ہوا ہو جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے نہ متبع حدیث نبوی (غ۔م) ترجمان وہابیہ ص ۲۵ آہ جس انگریز نے تیرہ ہزار جید علماء حق کو تختہ دار پر لٹکایا ۲۷۰ ہزار اہل اسلام کو پھانسی دی اور سات دن تک قتل عام ہوتا رہا اور ہزاروں کو جلاوطن کر کے کالے پانی بھیجا ان کے بارہ میں نواب صدیق حسن لکھتا ہے ''اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۹)

عجیب دلیل

نواب صاحب نے دلیل یہ دی کہ قرب قیامت میں ہر جگہ عیسائیوں کی حکومت ہو جائے گی۔ ان احادیث کے مطابق یہ انگریزی حکومت ہے اب ان سے لڑنا جہاد نہیں فساد ہے۔ سخت نادانی۔ بے وقوفی ناعاقبت اندیشی ہے اور پیغمبر صادق کے فرمان کی مخالفت ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۷)

متفقہ فتویٰ

جہاد اور جنگ مذہبی مقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند سے جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے اور جو لوگ بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند........ ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ اس فتویٰ پر تمام غیر مقلدین نے متفقہ طور پر دستخط کئے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۶۱)

بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ مؤحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام ہے

(ترجمان وہابیہ ص ۱۲۱)

محمد حسین بٹالوی

برٹش گورنمنٹ سے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (الاقتصاد ص ۱۹)

Scanned with CamScanner

دارالاسلام، ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا مہدی سودان ہو یا خود حضرت سلطان شاہ ایران خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی و چڑہائی کرنا جائز نہیں ہے (الاقتصاد ص ۲۵) ان سے غدر کرنا اور جان مال سے تعرض کرنا صریح حرام ہے۔ (ص ۴۴)

اہلحدیث

یہ وہ لوگ ہیں جو تقریراً تحریراً حاضر و غائب خیر خواہی و فاداری گورنمنٹ کو دم بھرتے ہیں اور ان کی خدمت و معاونت میں سرگرم ہیں ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہلحدیث داخل ہیں۔ پنجاب کی برٹش گورنمنٹ نے بھی اس کی تصدیق و تائید کر دی ہے۔ (الاقتصاد ص ۴۸)

گورنمنٹ سے لڑنا یا ان لڑنے والوں کی کسی نوع کی مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے۔ (الاقتصاد ص ۴۹)

ان سے لڑنا شرعی جہاد نہیں بلکہ عناد و فساد کہلاتا ہے مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ شخص گنہگار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی و بدکردار تھے اکثر ان میں عوام کالانعام تھے بعض جو خواص اور علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین قرآن و حدیث سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ باخبر اور سمجھدار علماء اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ اس فتویٰ پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لئے مفسد لئے پھرتے تھے انہوں نے خوشی سے دستخط کئے۔ (الاقتصاد ص ۴۹)

مجاہدین کے بارے لکھا کہ فساد و بغاوت اور عناد پھیلا کر یہ لوگ حرام موت مرتے ہیں بہشتوں کی خوشیوں سے محروم رہتے ہیں ایسے فسادوں کو جہاد سمجھنا اور اس میں شہادت کی ہوس کرنا سراسر جہالت اور حماقت ہے۔ (ص ۱۷)

جاگیر

مشہور غیر مقلد عالم مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں "معتبر اور ثقہ راویوں کا

بیان ہے کہ اس (رسالہ الاقتصاد) کے معاوضہ میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر ملی تھی اور اس رسالہ کا پہلا حصہ پیش نظر ہے پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب وغریب نمونہ ہے۔ (پہلی اسلامی تحریک ۲۹)

ایک دوسرے غیر مقلد عالم مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی لکھتے ہیں ''مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی اور لفظ وہابی آپ کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی۔ (سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

مولانا محمد حسین صاحب کی شہادت

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو ہی سلام کر بیٹھتے ہیں کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے گروہ اہلحدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔

(اشاعت السنہ ۱۸۸۸ء)

نوٹ: یہ بات جو بٹالوی صاحب کو چودہویں صدی میں معلوم ہوئی علماء نے چوتھی صدی میں بھانپ لی تھی اور تقلید شخصی کے وجوب کا فتویٰ دیا تھا۔ یہی بات شاہ ولی اللہؒ نے لکھی ہے۔

دیکھئے بارہ سو سال تک تقلید کی برکت سے یہاں اسلام پھیلا لیکن ترک تقلید کے تجربہ پر ابھی چوتھی صدی ہی گزری تھی کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو کر کفر و ارتداد کی طرف اتنی تیزی سے بڑھے کہ ترک تقلید کا تجربہ کرنے والے خود چیخ اٹھے اور تسلیم کرنا

Scanned with CamScanner

پڑا کہ تقلید حفاظت اسلام کا عظیم حصار ہے۔

لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث کی الاٹمنٹ:۔ آج کل کے غیر مقلدین عوام کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ موجودہ سعودی حکومت والے ہمارے ہم مذہب ہیں وہاں ہمارا تسلط ہے۔ لیکن یہی بات جب مشہور بریلوی عالم مولانا فضل رسول بدایونی نے کہی کہ یہ لوگ وہابی یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم مذہب ہیں تو نواب صدیق حسن نے اس کو تہمت اور بہتان قرار دیا اور پوری جماعت غیر مقلدین نے متفقہ طور پر حکومت برطانیہ کو درخواست دی کہ ہمیں وہابی کہنے سے قانوناً منع کیا جاوے اور اہلحدیث کا نام الاٹ کیا جاوے:۔

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ۔ میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواست گار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے لہذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریزی کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بارہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے...... ہم کمال ادب وانکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے۔ اس درخواست پر فرقہ اہلحدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ (اشاعۃ السنہ ص ۲۴ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۲)

میاں صاحب حج کو گئے

میاں صاحب ۱۳۰۰ھ میں حج کے لئے چلے تو پہلے کمشنر دہلی کی کوٹھی کا طواف کیا اور ایک چٹھی لی "مولوی نذیر حسین دہلی کے بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک

وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد وہ چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔ ۱۰ راگست ۱۸۸۳ء الحیات بعد الممات ۱۴۰ ص ۱۳۸ عرب اترتے ہی پہلے جدہ میں برٹش کانسل کی کوٹھی پر حاضری دی چٹھیاں پیش کیں ص ۱۴۲ لیکن پھر بھی گرفتاری ہوئی اور اس نئے مذہب پر نوٹس لیا گیا۔ ہدایہ کا نام لے کر۔ دستخط بدل کر جان بچائی پھر بھی توبہ نامہ لکھنا پڑا اس وقت میاں صاحب نے کہا انگریزی حکومت گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۶۲)

جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ

ایک بہت بڑا دروازہ بنایا جس پر ایک طرف انگریزی میں دوسری طرف اردو میں لکھا۔

دل سے ہے یہ دعائے اہلحدیث

جشن جوبلی مبارک ہو۔ اور ایڈریس دیا

بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ گریٹ قیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا۔ ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں آپکی سلطنت میں جو نعمت مذہبی آزادی کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ اپنا خاص نصیبہ اٹھا رہا ہے وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے اس خصوصیت سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔ (اشاعۃ السنہ ص ۲۰۶ جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۷)

ایڈریس

اس طرح سر چارلس ایچی سن۔ لارڈ ڈفرن۔ لیڈی ڈفرن کو جو ایڈریس غیر مقلدین نے پیش کئے ان میں بھی لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث کی الائمنٹ پر ہزار زبان سے شکریے ادا کئے اشاعۃ السنہ ص ۲۵۳ تا ص ۲۵۶ جلد ۹ شمارہ ۸۔ ہم میں حضور کے وفادار جان نثار حضور کی رعایا مولوی نذیر حسین دہلوی۔ ابو سعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث ہند۔ مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر مولوی قطب الدین پیشوائے اہل روپڑ۔ مولوی عبداللہ غازی پور۔ مولوی محمد سعید بنارس۔ مولوی محمد ابراہیم آرہ۔ مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس۔

(اشاعۃ السنہ ص ۴۰ جلد نمبر ۱۱ شارہ نمبر ۲)

اہل قرآن اہل حدیث

دور برطانیہ سے پہلے یہ دونوں الفاظ اہل سنت والجماعت کے دو علمی طبقوں پر استعمال ہوتے تھے اہل قرآن سے مراد حفاظ و مفسرین اور اہل حدیث سے مراد حضرات محدثین تھے۔ لیکن دور برطانیہ میں اہل قرآن منکرین حدیث اور اہل حدیث منکرین فقہ کو کہا جانے لگا۔ یہ دونوں فرقے ہماری کتابوں سے اوتروا یا اھل القرآن (ترمذی) اھل القرآن ھم اھل اللہ خاصة (نسائی) (یا لفظ اہل حدیث وغیرہ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس وقت سے ہیں یہ ایسا ہی غلط استدلال ہے جیسے کوئی قادیانی یہ کہے کہ ہمارا ربوہ عیسیٰؑ کے زمانہ میں بھی تھا اور حضورؐ کے زمانہ میں بھی تھا۔

غیر مقلدین کی سند حدیث

میاں نذیر حسین دہلوی نے سند شاہ اسحاق سے لی باقی غیر مقلدین ان کے شاگرد ہیں الحیات بعد الممات ص ۴۳ ص ۶۰ ص ۶۱ و صفحات ص ۶۶۲ تا ص ۷۰۴۔

شاہ اسحاقؒ

کسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ نداند انکار اتباع ایشاں کند آں کس
ضال است۔
جو شخص چاروں مذہبوں کو حق نہ جانے اور ان کی تقلید سے انکار
کرے وہ گمراہ ہے۔
یعنی بعض صورتوں میں وہ کافر ہے اور مبتدع خبیث اور بعض صورتوں میں فاسق
ور لفظ ضال عام ہے کافر اور مبتدع اور فاسق کے لئے (تنبیہ الضالین ص ۳۷،۳۶)

میاں عبدالخالق صاحب شاگرد شاہ اسحاقؒ

ہرگز مقلد ایشاں (آئمہ اربعہ) راہرگز بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ
تقلید ایشاں را تقلید حدیث شریف است پس متبع حدیث را بدعتی
گفتن ضلال و موجب نکال است

ترجمہ: آئمہ اربعہ کے مقلد کو بدعتی نہ کہنا چاہیئے کیونکہ ان کی تقلید سنت کی
تقلید ہے اور سنت پر عمل کرنے والے کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور
تعزیر ضروری ہے۔ (مسائل ص ۹۳ مسئلہ نمبر ۶۲)

بلکہ فرمایا کہ مقلدین کو بدعتی کہنے والے کے نہ فرض قبول ہیں نہ نفل (ص ۹۳)
مفتی صدر الدین صاحب صدر یہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے
استاذ ہیں (الحطہ ص ۱۰)

کسیکہ مذہب یکے از آئمہ اربعہ اختیار کند آں متبع است سنت
رسول اللہ ﷺ وشخصے عامی بلکہ عالم را نیز کہ بمرتبہ اجتہاد نہ
رسیدہ باشد تقلید یکے از مجتہدان واجب ست و بالفعل مذاہب
اربعہ از مجتہدین است مشہور و متواتر ومقبول و مدون و منقول
است پس تقلید یکے را ازیں چہار آئمہ اختیار باید کرد و

منکران حقیت مذاہب اربعہ و بدعت گویندان تقلید ضال و مضل اندوھم ﴿اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ﴾

(تنبیہ الضالین ص ۴۵)

جو شخص آئمہ اربعہ میں سے کسی کا مقلد ہو وہ سنت نبوی ﷺ کا تابعدار ہے۔ پس عام شخص اور غیر مجتہد عالم پر مجتہد کی تقلید واجب ہے اور چاروں مذاہب مکمل طور پر مدوّن اور متواتر ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک مذہب کی (جو اس ملک میں متواتر ہو) تقلید کرے اور مذاہب اربعہ کے حق ہونے کا انکار کرنے والا اور ان مذاہب کو بدعتی کہنے والا خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ان لوگوں نے بہت سے لوگوں کو سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا ہے۔

یعنی یہ مصداق حدیث ضلوا فاضلوا کے ہیں۔

تصانیف

غیر مقلدین کا سب سے پہلا ترجمہ قرآن شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد نے لکھا۔ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام کا سب سے پہلا حاشیہ مولوی عبدالوہاب شاگرد نذیر حسین نے لکھا رد تقلید میں سب سے پہلی کتاب معیار الحق سید نذیر حسین نے لکھی۔ نماز کی سب سے پہلی کتاب دستور المتقی لکھی گئی۔ تاریخ اہل حدیث سب سے پہلے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے لکھی۔ ان کا کوئی ترجمہ تفسیر قرآن۔ ترجمہ و شرح حدیث۔ نماز کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہے جیسا کہ منکرین حدیث اور منکرین ختم نبوت کا کوئی ترجمہ قرآن۔ حدیث یا نماز کی کتاب یا مدرسہ۔ مسجد انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہیں۔

Scanned with CamScanner

شہروں میں

مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی سے پہلے صوبہ بہار میں۔ مولوی شمس الحق ڈیانوی سے پہلے پٹنہ میں مولانا عبدالعزیز مؤلف حسن البیان سے پہلے دربھنگہ میں مولوی عبدالغفور سے پہلے بنگال میں مولوی سعد اللہ سے پہلے آسام میں مولوی محمد حیات سے پہلے سندھ میں مولوی عبداللہ غزنوی سے پہلے امرتسر میں میاں نذیر حسین سے پہلے دہلی میں مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے پاک و ہند میں کوئی غیر مقلد موجود نہ تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔

نسب نامہ

آپ کسی منکر حدیث یا قادیانی سے پوچھیں کہ آپ کب سے اس مذہب میں آئے ہو وہ اولاً تو یہی بتائے گا کہ میں ہی بنا ہوں یا باپ اور بہت بڑھا تو دادا تک کا نام بتائے گا اس کے اوپر وہ نہیں بتا سکتا۔ یہی حال غیر مقلدین کا ہے غزنوی خاندان میں مولانا عبداللہ غزنوی سے پہلے لکھوی خاندان میں مولانا محمد صاحب لکھوی سے پہلے بھوپال میں نواب صدیق حسن خان سے پہلے کوئی غیر مقلد نہ تھا۔

مساجد

پنجاب میں ان کی پہلی مسجد چینیا نوالی مسجد بنی جس کا پہلا خطیب عبداللہ چکڑالوی تھا جو رات دن فقہ کے خلاف زہر اگلتا۔ آخر فقہ کی مخالفت کا وبال یہ پڑا کہ منکرین حدیث کا بانی بن گیا اپنی اس چھوٹی مسجد میں دوسرا خطیب مرزا غلام احمد قادیانی بنا یہ ان کی مساجد کا فیض ہے۔

مدرسہ

دہلی کا مشہور مدرسہ جہاں شاہ اسحاق صاحبؒ کا درس ہوتا تھا۔ اور عرب و عجم میں یہ مدرسہ مشہور تھا۔ جب شاہ صاحب کو برطانیہ نے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ تو اس

Scanned with CamScanner

مدرسے کی شہرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہاں نذیر حسین کو شاہ اسحاقؒ کا نائب مشہور کر کے یہاں بیٹھا دیا مدرسے کی شہرت اور شاہ اسحاقؒ کی شہرت کی وجہ سے ابتدأ کئی سالوں میں بہت سے لوگ داخل ہوئے۔ یہی سب سے پہلا مدرسہ تھا۔

غیر مقلدین کا طریقہ واردات

غیر مقلدین کا ابتدائی مدرسہ میاں نذیر حسین دہلوی کا مدرسہ تھا۔ وہاں احناف کے خلاف جو تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں۔ مولانا عبدالعلی صاحب جو میاں صاحب کے مدرسہ کے قریب رہتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے محلّہ میں ایک امام مسجد تھے جو میاں نذیر حسین کے مدرسہ کے مدرس تھے وہ ایک حنفی عورت کو اغواء کر کے لے آیا جس کا خاوند زندہ تھا محلّہ میں ایک اور غیر مقلد معمر مولوی صاحب رہتے تھے۔ اس عورت نے ان میاں جی کو پیغام بھیجا وہ آئے تو عورت نے کہا کہ میرا خاوند زندہ ہے یہ ظالم مجھے دھوکا سے لے آیا ہے خدا کے لئے مجھے اس ظالم کے پنجے سے نکلواؤ۔ میاں جی اسے تسلی دے کر چلے گئے۔ پھر مولوی صاحب نے میاں جی سے کہا کہ میرے پاس ایک عورت ہے اس سے مجھے بہت محبت ہے مگر اس کا خاوند زندہ ہے کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ وہ عورت میرے قابو میں رہے اور شریعت میں بھی جائز ہو میاں جی نے کہا یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں (یعنی ان کو مار ڈالنا جائز ہے) ان کا مال، مالِ غنیمت ہے ان کی بیویاں ہمارے لئے جائز ہیں آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے اس نے کہا بس مجھے یہی چاہیئے تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اور لوگوں کو پتہ چلا انہوں نے اس عورت کے خاوند کو بلایا عورت اس کے حوالے کی اور مولوی کی پٹائی کی ملخصاً (دہلی اور اس کے اطراف ص ۶۰، ۵۹ مولانا عبدالحی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) مولانا عبدالحی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ۔

جامع مسجد دہلی

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد جامع مسجد نماز کے واسطے گیا نماز کے بعد جا بجا وعظ ہونے لگا منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے

ہیں دل کھول کر تبرا کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے آج کوئی ہے جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو۔ سب جہنم میں جائیں گے اور ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر آیت کو دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں اہل دہلی کو ظالمین اور مشرکین سے ملاتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف ص ۶۸۔۶۹)

احترام مسجد

غیر مقلدین رات کے وقت مقلدین کی مسجدوں میں غلاظتیں اور گوشت کے سڑے ہوئے ٹکڑے اور دوسری ناپاک اشیاء پھینک جاتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف)

مساجد

اہل سنت والجماعت کی مساجد عبادت گاہ بھی تھیں اور درس جہاد بھی یہیں ملتا تھا انگریز ان سے بہت خائف تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مسجد میں درس جہاد بند ہو اور جہاد کا نام لینے والوں پر مقدمے چلائے جائیں۔ اب شیعہ کا امام باڑہ ہماری مسجد سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ قادیانی بھی الگ تھلگ تھے۔ غیر مقلدین ہماری مساجد میں نماز پڑھنے آتے اور فساد شروع کر دیتے تمہارا وضو غلط نماز باطل جمعہ بے کار عیدین غلط جنازے غلط کبھی ہدایہ عالمگیری کا مذاق اڑاتے۔ حنفیوں کو بدعتی و مشرک کہتے فقہ حنفی کو نھیق الحمیر اور فرطۃ البیر سے تشبیہ دیتے (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۲) مسائل فقہ کو بمنزلہ خنزیر قرار دیتے (ارشاد محمدی ج ۲ ص ۱۳) اور مساجد میں فساد ڈالتے تاکہ یہ لوگ یہیں لڑتے رہیں اور میدان جہاد میں نہ جائیں۔ اگر کوئی سمجھاتا تو اس سے گالم گلوچ اور ہاتھا پائی کرتے۔ حکومت کی طرف رجوع کرتے وفاداری کی چٹھیاں ساتھ لے جاتے اور عدالت میں مقدمہ دائر کر دیتے۔ الحیات بعد الممات میں ہے اس زمانہ میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی و فوجداری

میں دائر تھے ص ۶۱۱ تقلید اور عدم تقلید کی ناگوار بحث نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی ایک فریق دوسرے کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بہ کثرت مقدمات دائر ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو اس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لنڈن تک لڑا جس میں غیر مقلدین کامیاب رہے یعنی اہلحدیث (ص ۶۱۴) یہ ان کا اپنا اقرار ہے کہ غیر مقلدین کی تاریخ مساجد میں فساد برپا کرنے کشت وخون کرنے۔ غلاظت پھینکنے اور مسجدوں کو تالے لگوا کر عدالتوں میں جانے سے شروع ہوتی ہے جو لوگ جہاد کے بھگوڑے تھے انہوں نے مسجد جیسی عبادت گاہ کو میدان جنگ بنا دیا۔ اور اس فساد سے اتنے مقدمات ہوئے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

جامع الشواہد

اہل سنت والجماعت علماء ایک طرف تختہ دار پر لٹک رہے تھے۔ بہت سے کالے پانی بھیجے جا چکے تھے۔ جو کسی طرح بچے تھے ان کو غیر مقلدین نے عدالتوں میں حاضر کروا دیا۔ اس پر احناف نے ایک فتویٰ تیار کیا جس کا نام جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد رکھا۔ اس میں تحریر کیا کہ مساجد عبادت گاہ ہیں۔ میدان جنگ نہیں جو شخص بلاوجہ مسجد میں فساد برپا کرے اسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے اس فتویٰ کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ جس طرح چاہیں نماز پڑھیں مگر اپنی علیحدہ مساجد بنالیں تا کہ ہماری مساجد فتنہ سے محفوظ ہو جائیں۔ لیکن حکومت برطانیہ کو معلوم تھا اگر یہ لوگ حنفی مساجد میں جانے سے رک گئے تو وہ مساجد بھی درس جہاد کا مرکز بن جائیں گی اس لئے حکومت نے ان فتووں کو بے اثر کرنے کے لیے ایک معاہدہ فریقین سے لکھوایا کہ ہر مسجد میں ہر شخص نماز پڑھنے کا مجاز ہے۔ یہ معاہدہ نواب صدیق حسن کی کتاب

ترجمان وہابیہ کے آخر میں ص ۷۲،۷۱ پر درج ہے۔اس سے غیر مقلدوں کو مستقل ثانوی تحفظ مل گیا اور وہ ہماری مساجد میں فساد پھیلاتے رہے کاش۔جس طرح اہل سنت نے ہزاروں کافروں کو مسلمان اہل سنت و جماعت حنفی بنایا تھا اسطرح غیر مقلدین بھی سو دو سو سکھوں کو یا بیس پچاس ہندوؤں کو غیر مقلد بناتے لیکن یہ تو صرف مسلمانوں کو لڑانے کیلئے کھڑے ہوئے تھے تاکہ مسلمان اپنی طاقت خانہ جنگی میں ختم کرتے رہیں۔اور انگریز بہادر اپنی حکومت بے خوف وخطر کرتا رہا لیکن اب تو انگریز جا چکا۔ملک اپنا ہے حکومت اپنی ہے ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ انگریز کے یہاں آنے سے پہلے جس طرح سب لوگ امن چین سے رہتے تھے اس طرح اب بھی رہیں۔ وہی نماز وہی روزہ وہی حج رہے اور نئے مسئلے جو یہاں انگریز کے دور میں اٹھے ہیں۔ ان کو ختم کردیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین

دہلوی

اور معیار الحق

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام جو ایک عالمگیر دین ہے اس کو ساری دنیا میں پھیلانے کا سہرا اہل سنت و جماعت احناف کے سر رہا، اور کوئی فرقہ اس عالمگیر حیثیت کو پا ہی نہ سکا۔ پوری دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں خدا کا قرآن، رسول اقدس ﷺ کی مقدس تعلیمات اور فقہ اسلامی کی نشر و اشاعت اسی جماعت کی مرہون منت ہے، اور ان مقدس ہستیوں کے ہاتھوں پر لاکھوں کافروں نے اسلام قبول کیا وہ سب بھی اہل سنت والجماعت حنفی ہی کہلائے۔

اس حقیقت کا اعتراف نواب صدیق حسن خاں نے یوں فرمایا ہے:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

اس حقیقت کو علامہ شکیب ارسلان یوں بیان فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان، روس اور افغانستان کے مسلمان، چین کے مسلمان، ہندوستان کے مسلمان اور عرب کے اکثر مسلمان، شام و عراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں۔" (حاشیہ حسن المساعی ص ۶۹)

۱۹۱۱ء کی سرکاری مردم شماری کے اعدو شمار یہ ہیں:

"اثنا عشری ایک کروڑ ۳۷ لاکھ، زیدی ۳۰ لاکھ، حنبلی ۳۰ لاکھ، مالکی ایک کروڑ، شافعی دس کروڑ، حنفی ۳۷ کروڑ سے زائد۔" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۱۱ء میں اہل سنت والجماعت مقلدین کی تعداد ۴۸

کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد تھی جب کہ غیر مقلدین اس وقت تک کوئی قابل ذکر فرقہ نہیں تھا۔ اسی لیے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں نہ ان کا نام نہ شمار، چنانچہ غیر مقلدین کے مشہور عالم اور مورخ مولانا محمد شاہجہانپوری نے ۱۹۰۰ء میں اپنی کتاب الارشاد تحریر فرمائی اس میں لکھتے ہیں۔

"کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئیں بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا مؤحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے"۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳)

غیر مقلد مؤرخ کے بیان سے معلوم ہوا کہ:

یہ فرقہ ایک نیا (بدعتی) فرقہ ہے اور یہ واقعی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کیونکہ اسلامی لٹریچر میں طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ کی کتابیں تو ملتی ہیں جن میں ان کے محدثین، فقہاء، مفسرین، سلاطین اور دیگر علمی طبقات کا تذکرہ ہے مگر اسلامی لٹریچر طبقات غیر مقلدین نامی کتاب کے نام سے بالکل خالی ہے۔ مذاہب اربعہ کی کتب حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اسماء الرجال تو دستیاب ہیں مگر غیر مقلدین کی کوئی حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی موجود نہیں ہے، نہ دور برطانیہ سے پہلے کا ان کا ترجمۂ قرآن، نہ ترجمۂ حدیث، نہ نماز کی کتاب تو اس فرقہ کے نیا (بدعتی) ہونے میں کسی کافر کو بھی شک نہیں ہوسکتا۔

الغرض یہ ملک پاک و ہند (متحدہ ہندوستان) جس کے فتح ہونے کی پیشگوئی زبان رسالت مآب ﷺ نے فرمائی تھی۔ (دیکھو مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۸ ج ۲ ص ۲۲۹، ج ۲ ص ۳۶۹) اس فتح کی یہ پیشگوئی اہل سنت والجماعت احناف کے

ہاتھوں ہی پوری ہوئی اور اس ملک میں صدیوں تک اسلامی قانون یعنی فقہ حنفی کا نفاذ رہا........... جب انگریز کے منحوس قدم اس ملک میں آئے اور اسلامی حکومت ختم ہوئی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اہل سنت والجماعت احناف نے حکومت برطانیہ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں تو انگریز نے اپنی پالیسی یہ بنائی کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" ایک طرف انگریز احناف مجاہدین جنگ آزادی پر ظلم ڈھا رہا تھا۔ کتنوں کو پھانسی دیا کتنے کالے پانی بھیجے اس کے ساتھ ساتھ ملکہ وکٹوریہ نے آزادئ مذہب کا اشتہار دے دیا کہ مذہب حنفی سے آزاد ہو کر لامذہب اور غیر مقلد بن جاؤ تو حکومت برطانیہ کے خیر خواہ سمجھے جاؤ گے اور جو مذہب (حنفی) پر جما رہے گا وہ سرکار برطانیہ کا باغی شمار ہوگا۔ اس کی تفصیل نواب صدیق حسن خان کی کتاب ترجمان وہابیہ اور تعارف علماء اہل حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی

۱۲۲۰ھ میں صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے ایک گاؤں سورج گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پٹنہ میں حاصل کی۔ پھر دہلی آ گئے۔ یہاں حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کا طوطی بول رہا تھا۔ ملکی اور غیر ملکی ہزاروں لوگ کتاب وسنت کے اس سرچشمہ سے سیراب ہو رہے تھے۔ میاں نذیر حسین صاحب بھی یہاں پہنچے۔ لیکن استعداد عربی ہدایۃ النحو تک ہی محدود تھی۔ اس لیے اس مدرسہ میں باقاعدہ داخلہ نہ مل سکا۔ کبھی کبھار شاہ صاحب کے درس میں سماع کے لیے بیٹھ جاتے۔ علم میں اگرچہ کمی تھی مگر طبیعت میں بہت تیزی تھی۔ مذہبی چھیڑ چھاڑ کا مشغلہ رکھتے تھے تاکہ عوام میں رعب جم جائے۔ اگرچہ ذہن اسلاف سے باغی تھا جس کی بو شاہ اسحٰق صاحبؒ سونگھ چکے تھے چنانچہ ایک دن فرما ہی دیا کہ:

"اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے۔ بڑا تیز ہے"

(تحفۃ العرب والعجم ص ۶)

میاں نذیر حسین نے ازراہ تقیہ غیر مقلدین کے خلاف لکھنا شروع کر دیا اور چند رسائل لکھے۔ ورنہ اصل حقیقت وہی تھی جو حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتیؒ شاگرد شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ اور خلیفہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

سید نذیر حسین صاحب و حفیظ اللہ خاں صاحب و مولوی عبدالحق بنارسی پہلے خدمت مولانا محمد اسحٰق صاحب میں معتقدانہ حاضر ہوتے تھے اور اپنے تئیں پکا اہل سنت ظاہر کرتے تھے اور جو کوئی امام ابوحنیفہ پر طعن کرتا قرآن و حدیث سے جواب دینے کا دعویٰ کرتے اور غصے کے مارے منہ میں کف آجاتا۔ تاکہ آدمی ہم کو اہل سنت حنفی مذہب، متقی شاگرد میاں صاحب کا خیال کریں اور معتقد ہو جاویں جب یہ اعتقاد آدمیوں کے ذہن میں جما دیا بعد ہجرت جناب مغفور کے اور دہلی کے خالی ہونے کے علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا پر تقیہ نہ چھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن و حدیث سے عوام کا دل پھیر دیا اور عمل بالحدیث کے پردے میں صدہا آیات و احادیث کو رد کر دیا۔ (کشف الحجاب ص ۱۰)

نیز لکھتے ہیں:

''مولانا اسحٰق صاحب وعظ میں لامذہبوں (غیر مقلدوں) کو ضال مضل فرماتے تھے اور یہ گمراہ باہر نکل کر کہتے تھے میاں صاحب نے ظاہر میں کہہ دیا ہے، ورنہ مذہب میاں صاحب کا وہی ہے جو ہم کہتے ہیں اور ایسا ہی ایک اور جعل کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے نام سے اور بعضے مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے چھپواتے ہیں تاکہ عوام فریب کھاویں اور جانیں کہ یہ علماء بھی لامذہب تھے''۔ (کشف الحجاب ص ۹)

نیز لکھتے ہیں:

''مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابو حنیفہؒ طلب کیے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن ائمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہؓ کے مصروف ہے...... اور مطاعن صحابہ وفقہاء کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کو عبادت عظمیٰ قرار دیا ہے...... مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (حاشیہ کشف الحجاب ص ۸)

الغرض میاں صاحب نے تقیہ کی آڑ میں کتنے ہی لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میاں نذیر حسین کی شہرت سن کر میرا بھی ارادہ تھا کہ دورۂ حدیث ان سے پڑھوں۔ میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میاں صاحب چھاچھ تقسیم کر رہے ہیں جس سے میں سمجھ گیا کہ اسلام کی مثال تو احادیث میں دودھ سے آئی ہے مگر ان کے پاس دودھ نہیں چھاچھ ہے جسؔ کی صورت تو دودھ کی سی ہے مگر حقیقت سے خالی ہے۔ یہی حال ان کے مذہب کا ہے۔

مولوی عبدالمجید ہزاروی فرماتے ہیں کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے تھے کہ میرے چاروں طرف پھرتے ہیں ایسی خوابیں دیکھ کر میرا دل اچاٹ ہو گیا پھر مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث پڑھو چنانچہ مولانا سے پڑھنا شروع کر دیا تو یہ پریشانی ختم ہوئی اور دل کو فرحت نصیب ہوئی۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۰ ملخصاً)

الغرض میاں صاحب کے تقیہ نے کافی عرصے تک لوگوں کو دھوکے میں رکھا۔ آخر حکومتِ برطانیہ کے ایک پنشنر حافظ محمد یوسف کے کہنے سے میاں صاحب نے تقیہ کا

قاب اتارا اور کھل کر غیر مقلدیت پر عمل شروع کیا۔ (نقوش ابوالوفاء ص ۴۲،۴۱)

میاں نذیر حسین کے دھوکوں سے عوام کو بچانے کے لیے حضرت مولانا واب قطب الدینؒ صاحب مظاہر حق نے دو مختصر سے رسالے لکھے تنویر الحق اور توفیر حق تو میاں نذیر حسین کو ان پر بڑا پیچ وتاب اٹھا۔

معیار الحق

میاں نذیر حسین نے تنویر الحق کا جواب لکھنا شروع کیا لیکن اپنے میں اتنی ستعداد کہاں تھی؟ اس لیے محمد حسین نو مسلم کو ساتھ ملایا۔ (مدار الحق ص ۵۸)

اور محمد حسین بٹالوی تو اس کو اپنی کتاب ہی کہتا تھا۔

(اشاعۃ السنۃ ج ۲۳ ص ۳۳۷،۳۳۶)

۱۔ میاں صاحب کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کی طرف ایک غلط کتاب منسوب کردی القول السدید۔ (معیار الحق ص ۵۳)

۲۔ ابن حجرؒ کی عبارت کو علامہ شامیؒ کی عبارت قرار دے دیا۔

۳۔۴۔۵۔۶ امام ابن خلکان، ابن حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ، علامہ ابن طاہرؒ کی عبارات میں ایسی قطع و برید کی کہ گویا یہ حضرات امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو تابعی نہیں مانتے حالانکہ یہ سب امامؒ کی تابعیت کے قائل ہیں۔ (معیار الحق)

۷۔ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ قتادہ نے سائل سے کہا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) کو امام احمد سمجھ لے۔ (معیار ص ۲۶) جبکہ امام بخاریؒ جناب قتادہ کی وفات کے ۷۶ سال بعد پیدا ہوئے اور امام احمدؒ قتادہ کی وفات سے ۴۲ سال بعد پیدا ہوئے افسوس اس کم علمی پر اسلاف سے بغاوت۔

۸۔۹۔۱۰...... اسماء الرجال کے بارہ میں استعداد کا یہ حال تھا کہ ایک حدیث جس کا راوی سلیمان بن مہران الاعمش صحاح ستہ کا اجماعی شیخ تھا اس کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اس راوی کو سلیمان بن ارقم قرار دے دیا ص ۲۲۵ اور خالد بن حارث کو خالد

بن مخلد قرار دے دیا۔ اور ص ۲۳۴ پر ایک حدیث کا انکار کرنے کے لیے اسامہ بن زید اللیثی کو اسامہ بن زید العدوی قرار دے دیا۔ احادیث نبویہ کے انکار کا یہ طریقہ ابھی تک منکرین حدیث کو بھی نہیں سُوجھا کہ جہاں عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آ جائے وہاں عبداللہؓ بن مسعود کی بجائے رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی قرار دے کر حدیث کو ماننے سے انکار کر دیں۔

۱۱۔ ص ۲۱۹ پر حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں سار میلین او ثلاثۃ اور ترجمہ کیا ہے: دو تین کوس مسافت چلیں۔ حالانکہ ایک کوس تین میل کا ہوتا ہے۔ افسوس اس کم استعدادی پر بھی ان کو شیخ الکل کہا جاتا ہے

جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

تقلید

میاں صاحب نے تقلید کے ردّ میں یہ کتاب لکھی ہے اور تقلید کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔ تقلید کی یہ تقسیم خود ایک بدعت ہے جس پر میاں صاحب دلیل شرعی پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

رہی تقلید وقت لاعلمی کے سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اول:

واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے مجتہد اہل سنت کی لاعلی التعین چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے عقد الجید میں لکھا ہے: سمجھ لے کہ مجتہد کی پیروی دو قسم کی ہے: واجب اور حرام۔ سو ایک تو یہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث کو نہیں جانتا تو وہ بذات خود جستجو سے مسائل اور استنباط کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو اس کا یہی وظیفہ ہے کہ کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے فلانے مسئلے میں کیا حکم فرمایا ہے۔ جب فقیہ بتا دے تو اس کی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہ سب صورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت

کی طرف رجوع کرتی ہیں اگر چہ بطور دلالت کے ہی ہوں اور ایسی تقلید کی صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ تمام امتیں اپنی اپنی شریعتوں میں ایسی صورت پر متفق ہیں"۔ (عقد الجید مترجم اردو ص ۱۲۰، ۱۲۱، معیار الحق طبع اول ص ۴۲)

نیز فرماتے ہیں:

"جس آیت کے حکم سے تقلید ثابت ہوتی ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ لاعلمی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ﴾۔ یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے۔ وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الھمام فی التحریر (معیار الحق ص ۴۷)

گویا تقلید کا وجوب قرآن پاک اور تمام امتوں کے اجماع سے ثابت ہے اس وجوب کو مولانا محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۵، مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۲ مستری نور حسین گرجاکھی نے ارکان اسلام مولانا داود غزنوی نے کتاب داؤد غزنوی (ص ۳۷۵) پر تسلیم کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ تقلید کو واجب ماننے کے بعد وہ غیر مقلد تو نہ رہے بلکہ مقلد ہو گئے اور واجب کا تارک فاسق ہوتا ہے۔ واجب کو شرک کفر، حرام یا بدعت کہنے والا تو بہت ہی خطرے میں ہے آج جو لوگ جذبات میں آکر تقلید کو کتے کا پٹہ، مقلد کو جانور تک کہہ جاتے ہیں انہیں ضد چھوڑ کر قرآن پاک اور اجماع کو مان لینا چاہیئے۔

نوٹ ضروری

میاں نذیر حسین اور ان کے مذکورہ جماعتیوں نے اس تقلید میں جو لاعلی التعین کی قید لگائی ہے یہ ان کی اپنی بدعت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی طرف اس کی نسبت کرنا ان پر محض افتراء ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دیں کیونکہ یہ حرکت منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔

قسم دوم

مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعین کرلے کہ جبکہ امر اللہ تعالیٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریں گے اسی کے اتباع سے عہدۂ تکلیف سے فارغ ہو جائیں گے اور اس میں سہولت بھی پائی جاتی ہے، (معیار الحق ص ۴۲) تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولیٰ اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہے (معیار الحق ص ۸۰) اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃً تارک بنص ما آتاکم الرسول کا نہیں ہے بلکہ (نص کے مقتضاء عموم پر عمل کرنے والا ہے) عامل بمقتضائے عموم نص کے ہے۔ (معیار الحق ص ۸۹)

یہی بات مذکورہ پانچوں صاحبان بھی مانتے ہیں لیکن اس سے ان کے شیخ الکل کی اور پوری جماعت کی علمی استعداد سامنے آتی ہے۔ جب تقلید کی یہ قسم بھی نص سے ثابت ہے اور نص وجوب تقلید کی دلیل ہے تو اس تقلید سے بھی واجب ہی ادا ہوگا اور جب وجوب حکم شرعی ہے تو اس کو حکم شرعی کیوں نہ سمجھے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث کو حکم شرعی نہیں سمجھنا چاہیئے اور بخاری مسلم کی احادیث کو متفق علیہ سمجھنا کوئی حکم شرعی نہیں۔ یہاں مباح کا حکم اور اس کو شرعی نہ سمجھنے کی پخ خالصتاً میاں صاحب کی بدعت ہے کسی شرعی دلیل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

شاہ ولی اللہؒ

میاں صاحب نے تقلید کے مسئلہ کا بیان شاہ ولی اللہؒ سے شروع کیا تھا مگر دوسرے ہی قدم پر شاہ صاحب کو چھوڑ گئے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

”اگر ایک جاہل شخص ہندوستان یا ماوراء النہر کے کسی خطہ میں ہو اور اس کے قریب کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم نہ ہو نہ ان کے مسالک فقہ کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرے اور اس سے باہر جانا اس کے

لیے حرام ہو گا۔ اس لیے کہ اس وقت اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اپنے آپ کو دائرۂ شریعت سے نکال لے گا اور شتر بے مہار بن کر رہ جائے گا"۔

(فقہی اختلاف کی اصلیت ص ۲۷ ترجمہ الانصاف)

قسم سوم

"حرام و بدعت وہ تقلید ہے جو بطور تعیین کے بزعم وجوب کے ہو"

(معیار الحق ص ۴۲)

یہ قول خود بدعت ہے اور اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا مصداق ہے اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

قسم رابع

شرک: یہ تقلید ائمہ اربعہ کے مقلدین کی نہیں نہ ہی ان کے اصول میں اس کا ذکر ہے البتہ خود غیر مقلدین کا یہی حال ہے ان کو قرآن سناؤ۔ احادیث سناؤ ہرگز نہیں مانتے۔ ان کو ضعیف کہہ کر ٹالتے جاتے ہیں ہاں اپنے نفس کی اتباع کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے اور اسی سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

میاں صاحب نے یہ چار قسمیں تو گھر بیٹھ کر گھڑ لیں مگر جو بات لکھنی چاہیئے تھی وہ نہ لکھی کہ جو عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں پر اعتماد کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ کیونکہ ان کے مولویوں میں اجتہاد کی شرائط نہیں ہوتیں بلکہ اجتہاد کی جامع مانع تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ ہم اجتہادی مسائل میں ایسے امام کی تقلید کرتے ہیں جن کا مجتہد ہونا دلیل شرعی یعنی اجماع امت سے ثابت ہے اور وہ اجتہاد کی شرائط کے جامع تھے خود میاں نذیر حسین امام صاحبؒ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے۔ ان کے فضائل میں اور آیت کریمہ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ زینت بخش مراتب ان کے کی ہے" (معیار الحق ص ۵)

Scanned with CamScanner

ان دونوں تقلیدوں میں ایسا ہی فرق ہے کہ ایک مسجد کے لوگ اس امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ جس میں نماز کی شرائط مکمل طور پر موجود ہیں۔ اس کی اپنی نماز بھی درست ہے اور مقتدیوں کی بھی صحیح ہے۔ دوسری مسجد میں لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں جس میں نماز کی ایک شرط بھی نہیں ہے اس کا منہ قبلے سے پھرا ہوا۔ گندے مقام پر کھڑا ہے گندے جسم اور گندے کپڑوں سے نماز پڑھا رہا ہے نہ وضو کیا نہ غسل، ظاہر ہے کہ ایسے امام کی نہ اپنی نماز درست ہو گی نہ مقتدیوں کی وہ ضال بھی ہو گا اور مضل بھی، اس نااہل کی تقلید کے خلاف کتاب لکھنا چاہیئے تھا نہ کہ ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کے خلاف۔

لطیفہ

ایک دفعہ ایک لامذہب شیخ الحدیث صاحب ایک دکان پر گئے۔ وہاں ایک حنفی نوجوان کو پوچھا ”کیا تم مقلد ہو؟“ اس نے کہا ”جی ہاں، میں ان پڑھ ہوں ظاہر ہے کہ میرے پاس کسی عالم پر اعتماد کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اس لیے تقلید کے بغیر نہ نماز پڑھ سکتا ہوں نہ کوئی اور دینی کام سرانجام دے سکتا ہوں“ شیخ الحدیث صاحب نے کہا ”کس کی تقلید کرو گے؟“ اس نے کہا، ”آپ بھی عالم ہیں میں آپ پر اعتماد کر کے مسائل پوچھ لوں گا اور آپ کی تقلید کر لوں گا“۔ یہ بات سن کر شیخ الحدیث صاحب خاموش ہو گئے۔ وہ نوجوان تھوڑی دیر خاموش رہا کہ شیخ الحدیث صاحب اپنی تقلید سے مجھے منع کریں گے۔ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں گے مگر شیخ الحدیث خاموش رہے۔ اس نوجوان نے کہا کہ ”حضرت اگر میں کہہ دیتا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں تو سارا قرآن میرے خلاف پڑھا جاتا، کبھی ابوجہل کے متعلقہ آیات مجھ پر فٹ کی جاتیں، کبھی احبار و رھبان والی آیات میرے امام پر چسپاں کی جاتیں کبھی مجھے مشرک کہا جاتا، کبھی میرے امام کو قیاس کی وجہ سے شیطان کہا جاتا، کبھی تقلید کو کتے کا پٹہ کہا جاتا، کبھی میرے محمدی ہونے کا انکار کیا جاتا۔ مجھے نبی کا منکر، دین کا دشمن کہا

جاتا۔ مگر اب میں آپ کی تقلید کے لیے تیار ہو گیا ہوں۔ اب نہ کوئی آیت میرے خلاف پڑھی ہے اور نہ کوئی حدیث۔ معلوم ہوا کہ اصل اختلاف تقلید میں نہیں وہ تو آپ کے عوام میں بھی پائی جاتی ہے۔ صرف امام صاحبؒ سے حسد ہے کہ لوگ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟ ہماری کیوں نہیں کرتے؟ ہم جس طرح ڈاکٹر کو چھوڑ کر اناڑی سے دوا نہیں لیتے وکیل کو چھوڑ کر جاہل سے قانونی مشورہ نہیں لیتے۔ اسی طرح امام صاحب کے مقابلہ میں آپ کو نااہل سمجھتے ہیں اس لیے آپ کی تقلید نہیں کرتے۔

مسئلہ تقلید

تقلید کہتے ہیں کسی فن میں اہل فن پر اعماد و اعتبار کرنا کہ یہ دلیل کے موافق مسئلہ بیان کرتا ہے اور اس میں دلیل تفصیلی کا مطالبہ نہ کرنا محض اس ظن پر اعتماد کرنا کہ یہ مسئلہ خود نہیں گھڑتا بلکہ قرآن وحدیث کا جو مسئلہ عوام کی نظر سے پوشیدہ تھا اسکو صرف ظاہر کر کے بتاتا ہے۔

کن مسائل مین تقلید کی جاتی ہے؟

میاں صاحب خود قاضی عضد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ مسائل جن میں کسی کی تقلید چاہیئے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں نہ کہ منصوصہ۔ (معیار الحق ص ۳۸)

کون تقلید کرے اور کس کی کرے؟

میاں صاحب ملا علی قاریؒ کی شرح عین العلم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف دی ہے کہ علماء (براہ راست) کتاب وسنت پر عمل کریں اور ناواقف لوگ علماء کی تقلید کریں۔ (یعنی ان کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کریں)''

اور رسم العوارض کے حوالہ سے لکھتے ہیں ''جو مجتہد نہ ہو اس پر یہ واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے۔ بسبب اس آیت کے پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ اور بسبب اس مقولہ بعض مشائخ کے کہ جو کسی عالم کی پیروی کرے گا تو قیامت میں گرفت سے سالم رہے گا'' (معیار الحق ص ۷۶، ۷۵ طبع اول)

یہ تقلید کب سے شروع ہوئی؟

میاں صاحب کتابوں کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں "زمانہ صحابہؓ سے لے کر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدوں تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے تھے" (معیار الحق ص ۵۹)

سید بادشاہ سے نقل کرتے ہیں:

"صحابہؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک یہی حال اور مسلک چلا آیا کہ کبھی کسی کی تقلید کرتے کبھی کسی کی بدون انکار کے"۔ (ص ۵۷)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ اور تابعینؒ میں ایک شخص بھی غیر مقلد یا تقلید کا منکر نہ تھا۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ تقلید کا تعلق مسائل منصوصہ سے نہیں بلکہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید اور یہی طریقہ صحابہؓ، تابعینؒ اور بعد میں آج تک امت کے تواتر کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ اب ہر غیر مقلد یہ کہنے لگا ہے کہ ہمیں صرف قرآن حدیث اور اس کے فہم میں اپنا فہم سقیم کافی ہے کسی مجتہد کے فہم سلیم کی رہنمائی کی ہمیں ضرورت نہیں۔

طریقہ امتحان

آپ کو جو غیر مقلد ملے اس کو سادہ قرآن پاک اور حدیث کی ایک آدھ کتاب دے دیں اور کہیں کہ ہمیں نماز کا مکمل طریقہ سکھا دیں۔ نماز زبانی اور بدنی عبادت کا مجموعہ ہے۔ پہلے ہر ذکر اور عمل کا حکم پوچھیں کہ تکبیر تحریمہ اور تحریمہ کی رفع یدین کا حکم کیا ہے؟ فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا نفل؟ یہ حکم صاف طور پر قرآن حدیث میں دکھا دیں وہ قیامت تک نہیں دکھا سکے گا۔ اب تنگ آکر کہے گا کہ ہم کسی چیز کو فرض، واجب، سنت نہیں مانتے۔ یہ احکام بدعت ہیں آپ فوراً کہیں کہ اچھا آپ لکھ دیں کہ رکوع کی رفع یدین، امام کے پیچھے فاتحہ، سینے پر ہاتھ باندھنا، اونچی آواز سے آمین کہنا

نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت، نہ نفل جو لوگ ان کو فرض یا سنت وغیرہ کہتے ہیں وہ سب بدعتی ہیں۔ پھر اس سے پوچھیں کہ میں کسی مسجد کا امام نہیں ہوں، فرائض مقتدی بن کر پڑھتا ہوں اور سنتیں اور نفل اکیلا پڑھتا ہوں مجھے قرآن حدیث سے دکھائیں کہ مقتدی اور اکیلا نمازی تکبیر تحریمہ، ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین رکوع وسجدہ کی تکبیرات اور تسبیحات، تشہد، درود، دعا، سلام آہستہ آواز سے کہیں یا بلند آواز سے وہ جو جواب دے اسے کہہ دیں کہ یہ قرآن وحدیث میں دکھا دو۔ وہ ہرگز یہ صاف اور صریح الفاظ میں قرآن و حدیث میں نہ دکھا سکے گا اب اس سے لکھوالیں کہ میں نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا تھا میں تو صرف قرآن وحدیث سے نماز کا مکمل طریقہ بھی نہیں نکال سکتا اور آج تک سب نمازیں اپنے مولویوں کی تقلید میں پڑھی ہیں۔ یہ لکھوا کر اس سے پوچھے کہ جس کی تو نے تقلید کی ہے اس کا نام لکھا دیں۔ پھر اس کے مولوی سے بھی یہی طریقہ اختیار کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ مولوی بھی محض جھوٹا ہے وہ قرآن وحدیث سے مکمل نماز کبھی ثابت نہ کر سکے گا۔ اب جہاں غیر مقلد ملے فوراً کہہ دو کہ میاں قرآن وحدیث تمہیں بالکل نہیں آتا قرآن حدیث پر جھوٹ نہ بولا کرو۔

دوسرا طریقہ امتحان

یہ ہے کہ آپ تعلیم الاسلام یا بہشتی زیور یا اردو فتاویٰ عالمگیری لے کر بیٹھ جائیں اور ترتیب سے ایک ایک مسئلہ پڑھنا شروع کر دیں اور ان سے کہیں کہ ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں جس سے ہم اس مسئلے کو غلط مان کر چھوڑ دیں گے اب آپ صحیح مسئلہ کی صورت کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کرتے جائیں جب آپ ہماری ساری فقہ کو اس طرح غلط ثابت کر دیں گے اور ہر مسئلہ کے مقابلہ میں صحیح مسئلہ قرآن وحدیث سے دکھا دیں گے تو ہم آپ کا مسلک قبول کر لیں گے۔

Scanned with CamScanner

تیسرا طریقہ امتحان

آپ حدیث کی کتاب طحاوی شریف، مصنف ابن ابی شیبہ یا مصنف عبدالرزاق لے کر بیٹھ جائیں اور متعارض احادیث سنانا شروع کر دیں اوران سے کہیں کہ ان کا رفع تعارض کسی امتی کے قول یا اصول سے نہیں بلکہ صحیح، صریح، غیر معارض حدیث سے رفع کریں وہ ہرگز رفع نہ کرسکیں گے۔اب ایک ہی صورت ہوگی وہ مجتہد کی تقلید میں ان متعارض روایات سے راجح پر عمل کریں۔یہی تقلید ہے۔

آپ اس طریقہ سے اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث سے بالکل جاہل۔ہاں اسلاف سے بدگمانی اوران پر بدزبانی کرنے کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔شاید لعن اخر ھذہ الامۃ اولھا پر عمل کرنے کو عمل بالحدیث کہتے ہیں۔(یعنی قرب قیامت) اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر طعن تشنیع کریں گے۔

ان کی تقلید

یہ لوگ لغت میں ائمہ لغت پر اندھا اعتماد کرتے ہیں جو ان کی تقلید ہے۔اسماء الرجال، اصول حدیث اور احادیث کے صحت وضعف کے بارے میں امام شافعیؒ کے مقلد محدثین کی تقلید کرتے ہیں۔صرف ونحو میں ائمہ صرف ونحو کی تقلید سے ذرہ عار محسوس نہیں کرتے۔ڈاکٹر اور طبیب کی تقلید طریقہ علاج میں لازم جانتے ہیں۔قانونی مسائل میں ماہرین قانون کی تقلید کرتے ہیں لیکن دین کے معاملہ میں اپنے نااھل مولوی کی تقلید کرتے ہیں جبکہ اہل کو چھوڑ کر نااہل کی تقلید کرنا علامات قیامت میں سے ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ** (بخاری) جب نااہل کے سپرد کام کیا جائے تو قیامت یعنی بربادی اور تباہی کا انتظار کر۔یہ ایسا ہی ہے جیسے ڈاکٹری علاج موچی سے کرایا جائے، قانونی مشورہ جولاہے سے لیا جائے۔تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی پیروی کی

جائے فن حدیث میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے مقابلہ میں اسلم جیراجپوری اور پرویز کو ناقد اور محقق مانا جائے۔ میاں صاحب کا فرض تھا ان تقلیدوں کا فرق بیان کرتے اور اس فرق کی دلیل قرآن حدیث سے لاتے۔ آخر باقی تقلیدوں میں چار قسمیں کیوں نہ کیں صرف اس میں یہ تقسیم کس حدیث سے کی؟۔

جس طرح کوئی یہ کہے کہ لغت، صرف، نحو، بیان، اصول، قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو یہ حماقت ہے اس سے بڑھ کر یہ حماقت ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوتی تو قرآن وحدیث میں فقہ کی تعریفیں نہ ہوتیں۔

ایک دھوکا

غیر مقلد اپنے ذہن اور اپنی سوچ کو خدا اور رسول ﷺ کی سوچ اور معصوم سمجھتے ہیں اس لیے جو شخص ان کے فہم سے اختلاف کرے اس کو یہ نہیں کہتے کہ اس نے ہمارے فہم کو نہیں مانا بلکہ اس کو خدا، رسول ﷺ کا مخالف کہتے ہیں۔ ان کی سمجھ کے خلاف کسی امام کا فہم ہو۔ صحابی کی سوچ ہو، خلیفہ، راشدؓ کا فتویٰ ہو سب کو رسول ﷺ کا مخالف کہیں گے اور دھوکا یہ دیں گے کہ ایک طرف قول معصوم ہے دوسری طرف قول مجتہد، جس سے خطاء کا امکان بلکہ وقوع بھی ہے حالانکہ اتنی بات صاف ہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابیاں اتباع رسول معصوم ﷺ سے وابستہ ہیں مگر رسول پاک ﷺ کا دین ہم تک بواسطہ امت پہنچا ہے اب اگر اس پر امت کا اجماع ہے تو اجماع معصوم ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے مسائل حجت قاطعہ ہیں کہ معصوم کی بات معصوم واسطہ سے ہم تک پہنچ گئی لیکن اگر اس مسئلہ پر اجماع نہیں بلکہ مجتہدین میں اختلاف ہے تو یہ رحمت واسعہ ہے کہ صواب پر دو اجر اور خطاء پر ایک اجر اور عمل ہر حال میں مقبول۔ اس لیے مجتہد اور مقلد کو ذرہ بھر خطرہ نہیں ان کے اعمال مقبول ہیں اور اجر بھی یقینی ہے خواہ ایک اجر ملے یا دو۔ مجتہد اور غیر مقلد کا مقابلہ معصوم اور غیر معصوم کا مقابلہ نہیں بلکہ اہل اور نا اہل کا مقابلہ ہے اور نا اہل کا عمل

Scanned with CamScanner

مردود اور گناہ لازم ہے آپ نے فرمایا۔ من قال فی القران برأیہ فاصاب فقد اخطاء جس (نااہل) نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ صحیح بھی ہو تو بھی اسے گناہ ہوگا (کیونکہ یہ صحت اتفاقی ہے کسی دلیل پر مبنی نہیں) کتنا بڑا فرق ہے کہ مجتہد کو خطاء پر بھی اجر، غیر مقلد کا صواب بھی خطاء۔ جیسے غیر ڈاکٹر انجکشن لگائے تو بلاری ایکشن بھی مجرم اور جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو وہ بغیر ایکسیڈنٹ کرنے کے بھی قانونی مجرم ہے۔

الغرض میاں نذیر حسین نے معیار الحق کتاب لکھ کر مسلمانوں کو ایسی بے راہروی اور آوارہ گردی پر لگا دیا جس سے آج ہزاروں لوگ مرتد اور کم از کم فاسق بن گئے اہل سنت میں کئی فرقے بن گئے بلکہ اسی فتنہ ترک تقلید سے مرزائیت، انکار حدیث اور دین بیزاری کے فتنوں نے جنم لیا۔

انکار تقلید کے نتائج

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے جب تک اس ملک میں تقلید کا دور دورہ رہا۔ لوگ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں کفر سے اسلام کی طرف آتے رہے لیکن معیار الحق نے جو ترک تقلید کا سبق پڑھایا تو صرف پچیس سال میں اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ وہ سنیئے:

مولانا محمد حسین بٹالوی کی شہادت

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں بعض لا مذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت اور نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیوی کی وجہ سے فسق ظاہری سے بچتے

ہیں وہ فسق خفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا اور بھی بکثرت ہیں مگر دین داروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔ (اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء)

قاضی عبدالاحد خانپوری کی شہادت

اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء به الرسول (رسول کے لائے ہوئے دین) سے جاہل ہیں وہ اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ اور روافض کے۔ جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے دیکھو ملاحدہ نیچریہ جو کفار ہیں اور منافقین ہیں وہ بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہوئے اور انہیں کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروض کامل اور وافی مثل شیطان کے لے گئے پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعت کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنادیا اور جب ملاحدہ، زنادقہ، چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہیں کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنادیا اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہیں جہال اہل حدیث کے باب اور دہلیز میں داخل ہو کر کیا جو کیا۔ مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدۂ تشیع ظاہر کر کے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دیں پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلا دیں کوئی پروا نہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی

ہتک کرے مثل امام ابو حنیفہؒ کے جن کی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بد اعتقادی اور الحاد و زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے۔ اگر چہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے سبحان اللہ ماشبد اللیلۃ بالبارحۃ اور سر اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل سنت والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف ومستکبر ہوگئے ہیں فافهم وتدبر (کتاب التوحید والسنۃ ج ۱ص ۲۶۲) گویا ترک تقلید نے کفر، ارتداد، فسق، دین بیزاری، تفوق وتشتت میں اہل اسلام کو مبتلا کر دیا۔ اس دین بیزاری کی مثال تاریخ تقلید میں ہرگز نہیں ملے گی۔

غیر مقلدین کی کہانی

غیر مقلدین کی زبانی

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی کہانی غیر مقلدین کی زبانی

نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں ”زمانہ غدر ہندوستان میں ہمارے سب چھوٹے بڑے سرکار انگریزی کے خیر خواہ رہے۔ ترجمان وہابیہ ص ۵ ملخصاً اور اگر کوئی بدخواہ بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے۔ جما ہوا ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۵)

کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش اور آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی اور وجہ اس کی سوا اس کے کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب والے کو مسلمان ہو یا ہندو یا اور کچھ عطا فرمائی ہے۔ جس کا اشتہار بڑی دھوم دھام سے دربار قیصریٰ میں بمقام دھلی مجمع جملہ رؤسا و معززین ہند میں رعایا برایا کو سنایا گیا (ترجمان وہابیہ ص ۸) اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ صرف کتاب و سنت کی دلیلوں کو اپنا دستور العمل ٹھہراتے ہیں۔ اور اگلے بڑے بڑے مجتہدوں کی طرف منسوب ہونے سے عار کرتے ہیں۔

اور یہ آزادگی ہماری مذہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد قانون انگلشیہ نہ تعصب مذہبی۔ ہاں البتہ جو تقلید اگلے مولویوں کی واجب اور فرض کہتے ہیں وہ اگر تقلید محمد بن عبدالوہاب کی بھی کریں تو تعجب نہیں۔ اور جو اگلوں کی تقلید سے بھاگتا ہے وہ ان کی تقلید کیا کرے گا۔ (ترجمان وہابیہ ۲۰) تقلید کسی مذہب کی واجب نہیں...... آزادگی مذہب بھی عجیب نعمت ہے...... اور قید مذہب نیچریہ یا مذہب مقلدین یا مذہب مبتدعین یا مذہب حنفیہ یا مذہب بین بین ایک بڑی بلا ہے اور سبب عداوت حکومت انگلشیہ (ترجمان وہابیہ ۲۹) ہمیں مذہب کے نام سے چڑ ہے۔ ہم کو مذہبی جاننا بالکل ستانا ہے ہمارا تو یہ حال ہے کہ سب مذہبوں سے آزاد ہیں (ترجمان وہابیہ ۳۰)

یہ لوگ اپنے مذہب میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ جو رسائل و مسائل رد تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے ہیں۔ وہ شاہد عدل ہیں اس بات پر کہ مدعی اس طریقہ کے قید مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جس قدر رسائل بجواب ان مسائل کی طرف سے مقلدین مذہب کے لکھے گئے ہیں۔ وہ سب با آواز بلند پکارتے ہیں کہ ہم مذہب خاص کے مقید و مقلد ہیں۔ ہم پر پیروی فلاں وہماں فرض وواجب ہے۔ آزادگی سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگی مذہب خاص کا کرتے ہیں۔ مبارک رہے اب تامل کرنا چاہیے کہ دشمن سرکار کا وہ ہوگا جو کسی قید میں اسیر ہے یا وہ ہوگا جو آزاد وفقیر ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۲) یعنی بعض لوگوں نے سرکار کے کہنے پر مذہب حنفی نہیں چھوڑا وہ انگریز کے دشمن ہیں۔ ہم نے سرکار کی خدمت کے لیے اتنی بڑی قربانی دی کہ مذہب چھوڑ کر لا مذہب بن گئے اور سرکار برطانیہ کے دروازے کے فقیر بن گئے۔ ہم کیسے آپ سے مخالفت کر سکتے ہیں۔ ملکہ عالیہ معظمہ دام اقبالہا کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا (ترجمان وہابیہ ص ۴۵) اور حنفیوں کے بارہ میں لکھا ہے۔ یہ چاہتے ہیں وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو لندن میں چلی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادگی مذہب گورنمنٹ نے عطا کی ہے وہ اٹھ جائے اور امن عالم باقی نہ رہے سارے مسلمان وغیرہ ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب اپنا تعصب گورنمنٹ سے ظاہر کریں۔ اور جب موقع پاویں مثل زمانہ غدر کے فساد برپا کریں (ترجمان وہابیہ ص ۵۶) یعنی سب ایک مذہب کے ہو جاویں گے تو ان میں اتفاق ہو جائے گا اور یہ اتفاق کر کے حکومت برطانیہ سے جہاد کریں گے۔ ہم ان میں اتفاق نہیں ہونے دیں گے۔ تاکہ حکومت برطانیہ بے فکر ہو کر ہم پر اپنا سایہ برقرار رکھے۔

۱۸۷۵ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور نے بجواب سوال و

مسئلہ اس فتویٰ کے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمان ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیے یا نہیں یہ جواب دیا اور بیان کیا کہ جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا مقابلہ اس حاکم کے جس نے آزادی مذہب دے رکھی ہے از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف وممنوع ہے اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اور بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے۔ ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرتے ہیں، کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا مثل باغیوں کے ہیں...... اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف مسئلہ سنت و ایمان موحدین ہے۔...... بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان واسلام کے ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۶۱) الغرض تقلید شخصی کو چھوڑنے کی اصل غرض انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دینا تھا اور مسلمان مجاہدینؒ میں فروعی اختلاف پیدا کر کے لڑانا۔ ہر مسجد میں دنگا فساد کرانا اصل مقصد تھا۔ امام اعظمؒ کی تقلید شخصی کے حرام ہونے پر نہ کوئی آیت قرآنی پیش کر سکا ہے نہ حدیث نبوی اور نہ ہی اجماع امت۔ صرف اور صرف ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار کو دلیل بناتا ہے۔

اعتراف جرم

مولوی محمد مبارک غیر مقلد شاگرد خاص مولوی عطاءاللہ حنیف بھوجیانوی لکھتا ہے ”جماعت غربا اہلحدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے لیے رکھی گئی۔ صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہیدؒ کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ ۱۹۱۱ء میں مولوی عبدالوہاب ملتانی نے امام ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا (علما احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸) نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ”تقلید کسی مذہب کی اس کے نزدیک واجب نہیں...... وفاداری اور خیر سگالی اور خیر خواہی رفاہ عوام کے ان کو کوئی امر ملحوظ خاطر نہیں اور نہ اقرار وقول کو پورا

کرنا اور اپنے عہد و میثاق پر قائم رہنا ان کے دین میں سب فرضوں سے بڑا فرض ہے اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۹) یعنی تقلید امام واجب نہیں۔ انگریز کی اطاعت بڑا واجب ہے ہم جن کے مقلد ہیں ان کو اپنی جماعت حنفی تو کجا غیر حنفی بھی الامام الاعظم۔ (تذکرۃ الحفاظ ذہبی ج ۲ ص ۱۵۸)

فقیہ الملۃ والاسلام۔ (ذہبی ص ۸۴ خلاصہ خزرجی ص ۴۴۵)

احد آئمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب مذاہب المطبوعہ (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷) کہتے ہیں ان کو امام اعظمؒ کہنا شرک قرار پایا۔ مگر ملکہ وکٹوریہ کو ساری جماعت کی طرف سے (یہ القابات وخطابات دیگر) یہ ایڈریس دیا گیا۔ بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا۔ ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ آپ کی سلطنت میں جو نعمت مذہبی آزادگی کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ اپنا خاص نصیبہ اٹھا رہا ہے۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام واستحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

(اشاعت السنۃ ج ۹ ص ۲۰۶ شمارہ نمبر ۷)

Scanned with CamScanner

444
Blank

غیر مقلدین کے

سوالات

اور اعتراضات

کے جوابات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . امابعد!

سوال نمبر ۱

ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں قال ابو حنیفۃ لکھا ملتا ہے یہ کتاب امام صاحبؒ سے اڑھائی سو سال بعد لکھی گئی ہے اور کوئی سند بھی اس میں موجود نہیں جب کہ بخاری وغیرہ حدیث کی کتابوں میں سند موجود ہے۔ ہم کیسے یقین کریں کہ یہ بات امام صاحبؒ کی ہے؟

الجواب

جس طرح حدیث کی کتابیں دو طرح کی ہیں بخاری مسلم ترمذی وغیرہ میں سند ہے اور مشکوٰۃ، بلوغ المرام، جامع الاصول، جمع الفوائد، مجمع الزوائد وغیرہ میں سندیں نہیں کیونکہ یہ کتابیں بخاری وغیرہ سے مرتب کی گئی ہیں۔ اسی طرح امام محمدؒ قاضی ابو یوسفؒ، امام زفرؒ، امام حسینؒ بن زیاد وغیرہم کی کتابوں میں مسائل سندوں سے درج ہیں اور قدوری، کنز الدقائق، ہدایہ وغیرہ میں مسائل ان کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ ہدایہ کتاب کھول کر دیکھیں اس میں مسئلہ جو اصل متن ہے یہ لکیر کے نیچے ہے اور آگے اس مسئلہ کی شرح ہے یہ لکیر کے نیچے جو مسئلہ درج ہے یہ امام محمدؒ کی جامع الصغیر وغیرہ کتب سے لیا ہے۔ جیسے آپ تفسیر معارف القرآن دیکھیں اس میں پہلے آیت قرآنی درج ہے جو تواتر سے ثابت ہے اور قرآن سے لی گئی ہے، ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ کا درج کیا ہے اور خلاصہ تفسیر حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ہے اور نیچے معارف و مسائل یعنی شرح مفتی محمد شفیعؒ نے فرمائی ہے۔ اب کوئی دھوکے باز یہ کہے کہ معارف القرآن میں قرآن کی کوئی سند نہیں اور مفتی صاحب حضور ﷺ سے چودہ سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں حالانکہ یہ صدی معارف القرآن کی ہے نہ کہ قرآن کی، اسی طرح ہدایہ میں مسئلہ امام صاحبؒ کا ہے چوتھی صدی میں شرح اس مسئلہ کی کی گئی ہے۔ سائل کا یہ سوال شیعوں سے چوری کیا ہوا ہے۔ ورنہ ہدایہ شریف کی تحریر پر تقریباً ہزار سال گزر چکا

ہے کسی اہل سنت والجماعت محدث یا مفسر نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ ہدایہ میں مندرجہ مسائل امام صاحبؒ سے ثابت نہیں۔ یہ بات سب سے پہلے محمد حسین ٹھٹھوی شیعہ نے کہی۔ وہاں سے ثناء اللہ امرتسری نے اور یوسف جے پوری غیر مقلد نے چوری کر کے پھیلادی۔ اگر جرأت ہے تو کسی مسلمہ سنی محدث کی کتاب میں یہ سوال دکھادو۔ آخر کب تک رافضیوں کی قے چاٹتے رہو گے۔ صاحب ہدایہ اور امام اعظمؒ کے درمیان صرف ایک راوی امام محمدؒ موجود ہیں۔ بخاری میں ایک ہی ایسی حدیث دکھائیں جس میں امام بخاری اور حضور اکرم ﷺ تک صرف ایک راوی موجود ہو۔

غیر مقلدین سے سوالات

۱۔ ہاں ذرا یہ بتائیے کہ سند کا ہونا فرض ہے یا واجب؟ جواب دیتے وقت مسلم کی روایت کا خیال رکھنا کہ کانوا لایسألون من الاسناد۔ سند کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ بدعت حسنہ ہے۔

۲۔ قرآن پاک سمجھنے کے لیے آپ کو لغت کی ضرورت ہے کیا آپ لغت کے کسی ایک لفظ کی سند متصل بھی واضع لفظ تک پہنچا سکتے ہیں؟ قرآن پاک کی دس پہلی آیات کی سند ہی پیش فرمادیں۔

۳۔ صرف، نحو، منطق، بلاغت، بیان، جن علوم کی ضرورت کتاب وسنت کو سمجھنے میں پڑتی ہے ان کے قواعد کی سند بطریق محدثین آپ واضعین اصول تک پہنچا سکتے ہیں۔

۴۔ آج کل راویوں کے حالات کا دارومدار تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، خلاصۃ تہذیب، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال وغیرہ اسماء الرجال کی کتابوں پر ہے اور یہ سب کتابیں بے سند ہیں۔ آٹھویں صدی کا آدمی پہلی صدی کے آدمی کو ثقہ اور ضعیف کہہ رہا ہے اور درمیان میں سات سو سال کی کوئی سند نہیں۔ کیا ان کتابوں کا بھی انکار کر دو گے؟

سوال نمبر ۲

امام ابو حنیفہؒ سے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو بعض دفعہ امام شافعیؒ یا امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ کیوں دیتے ہیں؟

الجواب

بعض مسائل زمانہ کے لحاظ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں جیسے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آج جس طرح بن سنور کر عورتیں مساجد میں آتی ہیں اگر آنحضرتؐ کے زمانہ میں ایسا ہوتا تو آنحضرت ﷺ عورتوں کو مساجد میں آنے سے روک دیتے۔ (بخاری) اب دیکھئے آنحضرت ﷺ نے صراحۃً خود عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہیں روکا۔ لیکن صحابہؓ جو حضور ﷺ کے مزاج شناس ہیں انہوں نے حالات کے فساد کی بناء پر روک دیا اور وجہ یہ بتائی کہ یہ حالات حضور ﷺ دیکھتے تو وہ بھی روک دیتے۔ اسی طرح بعض مسائل میں مشائخ نے اتفاق فرمایا کہ اگر چہ امام صاحبؒ کا صریح قول تو وہ ہے کہ تعلیم قرآن پر تنخواہ لینا جائز نہیں۔ اس وقت اسلامی حکومت علماء کے وظائف مقرر کر دیتی تھی لیکن اب حکومت نے وظائف ختم کر دیئے ہیں۔ اگر اب تنخواہ کے جواز کا فتویٰ نہ دیا تو دین ضائع ہوگا۔ اگر ان حالات کا خود امام صاحبؒ مشاہدہ فرماتے تو وہ بھی جواز کا فتویٰ دیتے۔ کیونکہ ایسی ضرورت کے وقت خود ان کے قواعد بھی جواز بتاتے ہیں تو ان قواعد کو سامنے رکھ کر امام شافعیؒ یا امام مالکؒ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا۔ ایسے حالات کی تبدیلی سے اضطراراً ہوا جس کی گنجائش خود قواعد امام میں ہی تھی۔ اس قسم کے سطحی اختلاف کو آڑ بنا کر منکرین حدیث بھی شور مچایا کرتے ہیں کہ جب رسول پاک ﷺ نے عورتوں کو مساجد سے نہیں روکا تھا تو صحابہؓ نے کیوں روکا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سات لغات پر قرآن کی تلاوت کی اجازت خدا تعالیٰ سے حاصل کر لی تھی تو عہد عثمانیؓ میں صحابہؓ نے لغت قریش کے علاوہ باقی لغات پر قرآن پڑھنے سے کیوں روکا؟ اسی طرح جب رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ مؤذن وہ رکھنا جو اجرت نہ لے لیکن آج کل غیر مقلدین کی مساجد میں بھی تنخواہ دار مؤذن ہیں۔ کیا ایسے مجبوری کے حالات کے مسائل کو آڑ بنا کر عمل بالحدیث سے بھی انکار کرو گے؟ یا یہ وساوس صرف فقہ کے بارہ میں ہی ڈالے جاتے ہیں۔

مجموعہ رسائل جلد دوم کے عنوانات

سبیل الرسول پر ایک نظر

صلوٰۃ الرسول پر ایک نظر

نام نہاد جماعت المسلمین کے سوالوں کے جوابات

غیر مقلد علما سے چار سو سوالات

موضوع مکمل نماز

غلط اور صحیح سوالات کا معیار

تین رکعات وتر کا ثبوت

مناظرہ کوہاٹ کی چند جھلکیاں

فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینہ میں

غیر مقلدین کے شیخ کل فی الکل اور معیار الحق

فرقہ غیر مقلدین

غیر مقلدین کی کہانی غیر مقلدین کی زبانی

غیر مقلدین کے سوالات اور اعتراضات کے جوابات

Scanned with CamScanner

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

مجموعہ رسائل

جلد سوم

تالیف
مناظر اسلام
وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارہ خدّامِ احناف لاہور

Rah e Haq Ka Musafir

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل

جلد سوم

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پاکستان

فون: 042-6862816

Rah e Haq Ka Musafir

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... مجموعہ رسائل (جلد سوم)

تالیف .... مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

کمپوزنگ .... الرحمٰن کمپیوٹرز، 0300-4257988

ضخامت .... 440 صفحات

تاریخ اشاعت...... جولائی 2011ء

تعداد .... گیارہ سو

قیمت ....

ناشر .... ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

فون: 0300-4257988,0300-9496702

ڈسٹری بیوٹر

کتب خانہ صفدریہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، موبائل: 0300-4257988

چند ملنے کے پتے......

☆ جامعہ حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ عائشہ اردو بازار لاہور
☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
☆ مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ مکتبہ رشیدیہ اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی
☆ اسلامی کتب خانہ خیابان سرسید راولپنڈی
☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی
☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک

بسم الله الرحمن الرحيم

جدة : ١٢ شوال المكرم

اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

انتساب

مکتب دیوبند کے ان فقہاء کرام اور مفتیان عظام کے نام جن کے علم سے لاتعداد تشنگان علوم سیراب ہوئے۔

بالخصوص

امام الفقہا، قطب الارشاد حضرت مولانا

رشید احمد گنگوہیؒ

مناظر اعظم، رئیس المحققین صاحب السیف، حضرت مولانا

مفتی بشیر احمد پسروریؒ

امام فن اسماء الرجال محدث اعظم حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر دام اقبالہ

کے نام

(مولانا) محمد امین صفدر اوکاڑوی

فہرست مضامین

لفظ اهلحدیث کی بلرہ میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست

نوٹ 12

فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات 41

جنگ آزادی اور غیر مقلدین 48

کمشنر صاحب کا اعتراف 49

رسالہ الاقتصادی مسائل الجهاد 49

غیر مقلدوں کا دستر خوان

کافر کا ذبیحہ 56

ذبح 56

تسمیہ 56

بحری جانور 56

بحری مردہ 56

خارپشت 57

شکار 57

بندوق کا شکار 57

بجو 57

گھوڑا 57

نوٹ 58

بول و براز 58

نوٹ 58

رضاع کبیر 59

نمکین ایکٹ 59

تضاد 59

نوٹ 60

سرطان 60

تضاد 60

حقہ تمباکو 60

ڈاک خانہ کا سود 61

غیر مقلدین سے ایک سوال 61

تحقیق اور تقلید 61

تقلید جہالت 62

نوٹ ضروری 62

کتاب النکاح

بہتر عورت 64

جماع کے طریقے 65

خوشبو کا استعمال 65

نظر در باطن فرج 66

زنا کا میلہ 67

نظر بازی کے لیے رضاع 67

نظر بازی اجانب 67

فعل صحابہ 68

فضلات موذیہ 69

تین غیر مقلد ایک غیر مقلدہ 70

غیر مقلدین کی خانہ جنگی 71

زیارت قبور 74

نوٹ 78

خانہ جنگی 81

زیور کی زکوۃ 82

علما اور زکوۃ 82

مسجد 83

مدرسہ 83

سود 84

ہمشیرہ، صدقہ فطر، زکوۃ 85

غیر مقلدین کی غیر مستند نماز 89

غیر مقلدین کا عربی زبان سے کوئی مذہبی رشتہ نہیں ہے 90

غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط قرآن و حدیث سے ثابت کر

کے دکھلائیں	91
غیر مقلدین اپنی نماز کے ارکان مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں	91
غیر مقلدین کی نماز قرآن وحدیث سے ثابت نہیں	93
غیر مقلدین قرآن وحدیث سے جواب دیں	94
ثناء پر بحث	96
تسمیہ پر بحث	97
قرأت فاتحہ پر بحث	98
قرأت قرآن کی بحث	100
کافروں کی آیت	103
حدیث منازعت پر بحث	103
قرأۃ خلف الامام کی بحث	104
تحقیق مسئلہ آمین	108
غیر مقلدین کا عجیب فراڈ	113
سجدۂ سہو	114
بحث ماضی استمراری	114
احادیث کی بغاوت	116
غیر مقلدین کا سفید جھوٹ جھوٹ کی بھرمار	117
غیر مقلدین کی خیانت ومنافقت	117
رفع یدین کے نسخ کی بحث	118
غیر مقلدین باغی سنت ہیں	122
جلسۂ استراحت اختراع غیر مقلدین ہے	122
درمیانی اور آخری قعدہ پر غور کرو	124
درود ابراہیمی پر بحث	125
سلام پر بحث	125
تکمیل دین، تمکین دین، تدوین دین	135
تکمیل دین	136
وضاحت	136
والجماعت	137
تکمیل دین	137
تمکین دین	138
تدوین دین	138
اختلاف اور امتیاز	142
غیر مقلدین کی کتابیں	145
غیر مقلدین کی کتابیں	146
فتویٰ	149
قیاس	150
غیر مقلدین	151
قرآن وحدیث	151
مذاہب اربعہ	152
قربانی اور اہل حدیث	153
قربانی اور اہل حدیث	154
امت کا متواتر عمل	156
قربانی کے دن	159
پچاس ہزار روپے انعام کی حقیقت	163-64
اشتہار کی حقیقت	165
دھوکا دہی، پہلا دھوکا	167
دوسرا دھوکا	168
تیسرا دھوکا	168
چوتھا دھوکا	169
پانچواں دھوکا	169
چھٹا دھوکا	169
وعدہ پورا کرو	169
مذاہب اربعہ	170
رمضان المبارک اور مسنون تراویح	170
حضورؐ کا طرز عمل	172
ایک المیہ	173
بیس تراویح	174
عمل بالحدیث	175
امر فاروقی	177

Scanned with CamScanner

دور فاروقی	177
عہد عثمانی	178
دور مرتضویؓ	179
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	180
جمہور صحابہ کرامؓ	180
تابعین کرام	181
آٹھ رکعت	183
چند مغالطے	183
اسوۂ سرور کونین فی رفع الیدین	185
حضرت ابوبکر صدیقؓ	189
اصل بات	191
حضرت عمرؓ کی شہادت	192
حضرت عثمانؓ کی شہادت	194
حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت	194
عشرہ مبشرہ	195
بحث حدیث عبداللہ بن عمر بن خطابؓ	196
حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل	203
قول سے فیصلہ	203
حضرت ابن عمرؓ کی قولی احادیث	204
بحث حدیث حضرت مالک بن الحویرثؓ	206
بحث حدیث حضرت انسؓ	209
حکیم صاحب کا ایک اور فریب	211
ایک اور خیانت	211
بحث حدیث عبداللہ بن عباسؓ	211
سفید جھوٹ	212
فریب کی انتہاء	212
بحث حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ	213
حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	215
ایک زبردست جھوٹ	215
ایک اور فریب	215
اشعریوں کی نماز	216
بحث حدیث ابی ہریرہؓ	216

بحث حدیث عبید بن عمیرؓ	218
بحث حدیث براء بن عازبؓ	219
صحیح حدیث	219
مکمل اور مختصر متن کا مطلب	220
صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایک غلط افسانہ	221
حضرت قتادہؓ کی شہادت	222
سلیمان بن یسار	222
عمر اللیثیؓ	223
بے نظیر جہد	223
بحث حدیث حضرت وائل بن حجرؓ	223
ایک خیانت	224
ایک فریب	224
حق پوشی کا ایک نیا ریکارڈ	225
بحث حدیث ابوحمید الساعدیؓ ودیگر دس صحابہ	226
بحث حدیث حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وابن عباسؓ	230
باب دوم	234
ترک رفع یدین کے دلائل	234
فقہاء کا اجماع	244
تحقیق حدیث فما زالت تلک صلوته حتی لقی الله تعالیٰ	253
غیر مقلدین کے شیخ الاسلام و المسلمین پیر بدیع الدین شاہ راشدی (المعروف پیر جھنڈو) سے رفع یدین اور قرأۃ خلف الامام پر تحریری گفتگو	259
"الرسائل فی تحقیق المسائل" کا مختصر علمی جائزہ	271
غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین	285
مذہب اہل السنۃ والجماعۃ	286
ابتداء فرقہ غیر مقلدین	287
حضرت شیخ الہندؒ کا جواب	288
حضرت شیخ الہندؒ کی کرامت	290

Scanned with CamScanner

رفع یدین کی ابتداء 290
جواب رسالہ تحقیق مسئلہ رفع الیدین 292
جہاد فرقہ غیر مقلدین 293
غیر مقلدین کا عمل اور دعوے 296
رفع یدین کرنے، نہ کرنے کا حکم 297
غیر مقلدین، بے اصول فرقہ 301
ماللہ و ماعلیہ 302
غیر مقلدین کا جھوٹ 306
رفع یدین کانفرنس 307
غیر مقلدوں کا عوام کے سامنے جھوٹ 308
غیر مقلدوں کا آخری سہارا 309
غیر مقلدین کی ذلت آمیز شکست 312
غیر مقلدین حضرات سے چند سوالات 315
رسول اکرم ﷺ کی نماز 317
نماز میں ہاتھوں کا ناف کے نیچے رکھنا 318
بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا 318
امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا 318
آمین آہستہ کہنا 319
نماز میں تحریمہ کے بغیر رفع یدین نہ کرنا 319
دو رکعتوں کے درمیان جلسہ استراحت نہ کرنا 320
بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دلیاں پاؤں کھڑا کرنا 302
فجر کی سنتیں سورج کے طلوع ہونے کے بعد ادا کرنا 321
فجر کو سفیدی میں ادا کرنا 321
گرمیوں میں ظہر کا دیر سے پڑھنا 322
تین وتر 322
عیدین میں زائد چھ تکبیریں 323
بیس تراویح 323
حج کے مواقع کے سوا دو نمازوں کو
ایک وقت میں جمع نہ کرنا 324
نماز مغرب سے پہلے نفل نہ پڑھنا 325
نماز جنازہ گاہ میں 325
جنازہ غائبانہ 325

جنازہ اور مسجد 326
تکبیرات جنازہ 326
جنازہ دعا 327
دعا کا طریقہ 327
طریقہ نماز جنازہ 328
غیر مقلدین کے رسالہ
"مکتوب مفتوح" پر ایک نظر 329
مسئلہ تقلید کی وضاحت 330
فقہ سے متعلق چند ضروری باتیں 336
کتاب الحیل 366
معاریض کا بیان 368
فتح المقلدین روئیداد
مناظرہ ہارون آبلد 369
نوٹ 372
مناظرہ کیوں ہوا؟ 373
تفصیل مناظرہ ہارون آباد مابین
اہل سنت والجماعت وغیر مقلدین 377
موضوع مناظرہ 378
مناظر اہل اسلام اہل السنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی 378
غیر مقلد مناظر مولوی طالب الرحمٰن 378
حصہ دوم 383
قہر حق بر اصحاب ندائے حق 423
غیر مقلدین کی بوکھلاہٹ 423
چیلنج 425
تصویر کا دوسرا رخ 429
نوٹ 430

Scanned with CamScanner

لفظ اہلحدیث

کے بارہ میں ایک ضروری

وضاحت کی

درخواست

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

لفظ اہل حدیث کے بارہ میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست

معزز علمائے کرام۔ہم اہل حدیث کہلاتے ہیں اور ہمیں اس بات پر ناز بھی ہے۔مگر اس بارہ میں کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔

۱۔ اہل حدیث بمعنی طبقہ علمی کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح صرف،نحو،منطق، حساب،فقہ،تفسیر قرآن میں علمی مہارت رکھنے والوں کو اہل صرف،اہل نحو،اہل منطق، اہل حساب،اہل تفسیر،اہل قرآن کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں ان علوم کی اہلیت موجود ہے لیکن جو لوگ ان علوم میں نااہل ہوں ان پر یہ الفاظ استعمال نہیں ہو سکتے۔اسی طرح حضرات محدثین جو علمی طور پر علم حدیث کے ماہر ہیں وہ تو اہلیت کی بنا پر اہلحدیث کہلا سکتے ہیں۔لیکن جو لوگ اس علم کی اہلیت نہیں رکھتے وہ محدث یا اہلحدیث نہیں کہلا سکتے۔اور ظاہر ہے ہمارے فرقہ کا ہر فرد تو اسانید و متون اصول حدیث،اسماء الرجال وغیرہ میں بصیرت تامہ نہیں رکھتا تو جیسے کسی جاہل کو منطقی،مفسر،صرفی نحوی کہنا جائز نہیں اسی طرح ان پڑھوں کا اہل حدیث بمعنی محدث کہلانا غلط ہے۔

۲۔ اس طبقہ علمی کے لحاظ سے اہل حدیث (محدثین) کسی ایک فرقہ مذہبی سے متعلق نہیں جیسے اہل قرآن بمعنی مفسرین کسی ایک فرقہ سے متعلق نہیں جیسے زمخشری، بیضاوی مفسر ہیں مگر معتزلی ہیں۔قمی مفسر ہے مگر شیعہ ہے۔اس طرح ابو بکر بن دارم اہلحدیث اور محدث ہے مگر شیعہ ہے(تذکرۃ الحفاظ ص ۸۸۴)ابن جریج اہل حدیث اور محدث ہے مگر نوے عورتوں سے متعہ کرنے والا ہے(تذکرۃ الحفاظ،ص ۱۴۹) ابو احمد الزبیری اہلحدیث ہے مگر جلا بھنا شیعہ ہے(تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۳۲۲)محمد بن فضیل بن غزوان المحدث (اہل حدیث) الحافظ تھے مگر جلے بھنے شیعہ تھے۔(تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۲۹۰)محدث حاکم ابو عبداللہ اہل حدیث بھی محدث ہیں مگر تذکرۃ الحافظ

Scanned with CamScanner

میں رافضی خبیث لکھا ہے۔ اسماعیل بن علی السمان اہل حدیث کے امام تھے۔ مگر معتزلی تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۴۰) بہت سے محدثین حنفی تھے جن کے حالات میں محدثین نے الجواہر المضیۃ فی تراجم الحنفیہ اور الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ۔ اور مفتاح سعادۃ الدارین وغیرہ، مستقل اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ بہت سے محدثین شافعی، مالکی، حنبلی تھے جن کے حالات میں طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ، طبقات حنابلہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث معتزلی بھی ہوتے ہیں۔ شیعہ بھی خارجی بھی، قدری بھی، حنفی، شافعی، مالکی حنبلی بھی کیونکہ یہ علمی طبقہ ہے نہ کہ کسی فرقہ مذہبی کا نام ان حنفی، شافعی، محدثین نے اپنے طبقات کی کتابیں لکھی ہیں۔ شیعہ معتزلہ نے بھی ایسی کتابیں جن میں ان کے محدثین کا ذکر ہے لکھی ہیں۔ اسی طرح انگریز کے دور سے پہلے کے کسی مسلمہ محدث نے طبقات غیر مقلدین کوئی کتاب لکھی ہو تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ ضرور دیں۔

۴۔ اگر انگریز کے دور سے پہلے کسی مسلمہ غیر مقلد محدث نے اصول حدیث کی کوئی کتاب لکھی ہو جو نصاب میں متداول ہو تو اس کا پتہ دیں۔

۵۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی غیر مقلد نے جس کا محدث ہونا بھی مسلم ہو کوئی اسماء الرجال کی کتاب لکھی ہو تو اس کا نام اور پتہ ضرور دیں۔

۶۔ طبقہ علمی کے اعتبار سے محدثین نے اہل حدیث کو پانچ طبقوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) مبتدی یعنی طالب علم حدیث کا۔

(۲) محدث من تحمل روایۃ واعتنی درایۃ یعنی حدیث کی روایت اور درایت کا ماہر۔

(۳) الحافظ جس کو ایک ہزار حدیث سندا و متنا یاد ہو۔

(۴) الحجت جس کو تین لاکھ احادیث یاد ہوں۔

(۵) الحاکم جس کو تمام احادیث یاد ہوں (الحطہ ص ۱۵۱)

Scanned with CamScanner

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو اہل حدیث ہیں ان میں کوئی حاکم، حافظ، حجت، محدث تو کیا ہوتا کوئی مبتدی بھی نہیں۔

۷۔ یہ فرمائیے انگریز کے دور سے پہلے ہم غیر مقلدین میں کتنے حاکم گزرے ہیں۔ کتنے حجت اور کتنے حافظ حوالہ معتبر کتاب سے ہو۔

۸۔ اہلحدیث بمعنی فرقہ مذہبی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے مسلمان کا بچہ بھی مسلمان کہلاتا ہے۔ جوان بھی بوڑھا بھی، مرد بھی عورت بھی، جاہل بھی عالم بھی اس طرح کوئی فرقہ نام اہل منطق رکھ لے کہ ہر جاہل اور عالم بچہ اور بوڑھا اہل منطق کہلائے۔ اسی طرح کوئی فرقہ اہل حدیث کہ اس فرقہ کا بچہ بوڑھا، مرد عورت، عالم جاہل سب اہل حدیث کہلاتے ہوں ایسا کوئی فرقہ آنحضرت ﷺ کے دور مبارک سے انگریز کے اس ملک میں آنے سے پہلے نہیں پایا گیا۔ حضرات علمائے کرام خدا تعالیٰ آپ کے علم میں برکت دے یہ فرمائیے کہ

۹۔ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرقہ کا نام اہل حدیث رکھنا تو وہ آیت تحریر فرمائیں۔

نوٹ: ہمارے ایک مولوی صاحب نے مجھے قرآن پاک میں دو تین جگہ لفظ حدیث دکھایا تھا۔ مگر وہاں وہ کسی فرقہ مذہبی کا نام نہ تھا ایسے تو لفظ شیعہ بھی قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے کیا اس سے بھی فرقہ مذہبی منکرین حدیث مراد ہے اور کیا یہ فرقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ اسی طرح لفظ قرآن بھی کئی جگہ میں موجود ہے کیا اس سے فرقہ منکرین حدیث مراد ہے جو اپنے کو اہل قرآن کہلاتا ہے اسی طرح لفظ ربوہ قرآن پاک میں دو جگہ آیا ہے کوئی اس سے قادیانیوں کا شہر مراد لے جو جھنگ کے ضلع میں بنا ہے اور یہ دعوی کرے کہ یہ شہر عیسیٰؑ کے زمانہ سے ہے اگر لوگ منکرین صحابہ، منکرین حدیث اور منکرین ختم نبوت کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ اس قسم کے مضحکہ خیز استدلال کریں۔ اور ان کے استدلال کو ہم تفسیر بالرائے کی بدترین مثال

قرار دیتے ہیں۔ تو پھر ہمیں ایسی تفسیر بالرائے کا کیا حق ہے۔ معزز علمائے کرام کیا ہماری اس تفسیر کا حال بعینہ ایسا نہیں کہ ایک شخص نعیم نامی نے دعوی نبوت کر دیا اور اپنے دعوی کی دلیل میں یہ آیت پیش کیا کرتا تھا۔ ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ اور کہتا تھا کہ اس میں نعیم میرا نام ہے۔

ایک لطیفہ سن رکھا تھا کہ کسی گاؤں میں ایک میراثی نے سید ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ دوسرے سید صاحبان نے پنچایت میں دعویٰ کر دیا کہ یہ سید نہیں۔ پنچ صاحب نے فرمایا کہ آپ کے سید ہونے کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ مگر یہ میراثی تو میرے سامنے سید بنا ہے اس کے سید ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ہماری جماعت کے پنچوں نے ۱۸۸۸ء میں انگریز کو درخواست دی کہ ہمارا نام اہلحدیث ہو (مآثر صدیقی، سیرت ثنائی) تو اب ہمارے اہل حدیث ہونے میں کون بے وقوف شک کر سکتا ہے۔ ایک دن ہمارے ایک مولوی صاحب نے مجھے قرآن پاک میں سے ایک جگہ سے اہل کا لفظ دکھایا اور دوسری جگہ سے حدیث کا اور اس طرح فرقہ اہل حدیث کا ثبوت قرآن سے پیش کیا۔ میں نے پوچھا کیا قرآن میں لفظ غلام ہے اس نے کہا ''ہاں'' میں نے پوچھا لفظ احمد قرآن میں ہے اس نے کہا ''ہاں''۔ پھر میں نے پوچھا کیا لفظ نبی قرآن میں ہے اس نے کہا ہاں۔ اب میں نے پوچھا کوئی قادیانی ایک جگہ سے غلام دوسری جگہ سے احمد تیسری جگہ سے نبی دکھا کر کہے کہ قرآن میں ہمارے غلام احمد نبی کا ذکر ہے تو اس قادیانی اور آپ کے استدلال میں کیا فرق ہوگا۔ آپ تو قادیانیوں سے بھی تحریف قرآن میں آگے نکل گئے۔ معزز علمائے کرام میں اگرچہ اہل حدیث ہوں مگر یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے فرقہ کا ذکر قرآن پاک میں نہیں ہے۔ اور اپنے علما سے دست بستہ عرض گزار ہوں کہ وہ اپنے فرقہ کی قدامت ثابت کرنے کیلئے قرآن پاک کے ساتھ منکرین حدیث، منکرین صحابہ اور منکرین ختم نبوت والا سلوک روا نہ رکھیں یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن پاک میں سرے سے لفظ اہل

Scanned with CamScanner

حدیث ہی موجود نہیں۔ چہ جائیکہ ہمارے فرقہ کا ذکر ہو۔

۱۰۔ جب ہمارے علماء اس قسم کے استدلال کرتے ہیں تو کیا یہ بات غلط ہے۔ کہ اسلام دین فطرت ہے اور اسی دین فطرت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَاتَّبِعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً﴾ یہی دین حنیف ہے جس کی تکمیل کا اعلان آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اور اسی کی تدوین اور ترتیب حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہ نے فرمائی آپ چونکہ دین حنیف کے مرتب ہیں اس لیے اپ کی یہ کنیت باعتبار غلبہ وصف کے ہے جیسے ابو ہریرہ، ابوالخیر، ابوالبرکات اور آپ کی فقہ دین حنیف کی مظہر اتم ہے۔ حضرات علماء کرام نہایت مؤدبانہ گذارش ہے کہ۔

۱۱۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے علیکم بسنتی فرمایا ہے علیکم بالجماعۃ فرمایا کیا اسی طرح آپؐ نے کبھی علیکم بحدیثی بھی فرمایا ہے یا نہیں۔ اگر ایسی حدیث ہو تو پوری سند اور توثیق کے ساتھ پیش فرمائیں۔

۱۲۔ کیا آنحضرت ﷺ اپنے آپ کو اہل قرآن یا اہل حدیث کہلاتے تھے؟ پوری سند سے حدیث بیان فرمائیں۔

۱۳۔ کیا آنحضرت ﷺ اپنے مکتوبات شریف میں اپنے آپ کو اہل حدیث لکھواتے تھے تو وہ حدیث باسند پیش کریں۔

۱۴۔ کیا آنحضرت ﷺ نے اپنے خلفا اور صحابہؓ کو تاکید فرمائی تھی کہ تم اہل حدیث کہلوانا۔ سند صحیح پیش کریں۔

۱۵۔ حضرات علمائے کرام چند دن ہوئے سرائے سدھو ضلع ملتان سے محمد یعقوب خاں، سعید اقبال صاحب کی کتاب گستاخ اور بے ادب کون ہاتھ لگی۔ مصنف سے تو مجھے زیادہ واقفیت نہیں لیکن اس پر نظر ثانی مولانا ابوالحسن علی محمد صاحب سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مرتب فتاویٰ علماء اہلحدیث نے فرمائی ہے۔ جس سے اس کتاب کا مؤید اور مستند ہونا معلوم ہوا۔ اس کے ص ۸ پر ایک حدیث شریف پڑھی۔

Scanned with CamScanner

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے روز جب اہلحدیث حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے۔ تم اہل حدیث ہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (طبرانی) یہ حدیث پڑھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے طبرانی شریف میں اس کی سند تلاش کی جو مجھے نہیں مل سکی۔ آپ حضرات اس کی مکمل سند توثیق رَوات پیش فرمادیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس حدیث میں لفظ اہل حدیث سے طبقہ علمی مراد ہے یعنی محدث یا فرقہ مذہبی کا ذکر بھی ہے۔

۱۶۔ ایک دن ایک منکر حدیث نے مجھے مشکوٰۃ شریف سے یہ حدیث دکھائی اے اہل قرآن وتر پڑھو۔ اور کہا کہ دیکھو ہمارے فرقہ کا ذکر حدیث میں ہے۔ اور مجھ سے کہا تم بھی اہل حدیث کا لفظ حدیث نبویؐ میں دکھاؤ میں نے گھر آ کر وہی رسالہ جس کا ذکر نمبر ۱۴ میں ہوا ہے دیکھا تو اس کے ص ۸ پر یہ حدیث مل گئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی حتی کہ قیامت برپا ہوگی وہ جماعت اہل حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) میں یہ حدیث پڑھ کر بہت خوش ہوا مشکوٰۃ اور ترمذی اٹھا کر اس منکر حدیث کے پاس لے گیا اپنے ایک مولوی صاحب کو بھی بلایا کہ یہ حدیث تلاش کر دیں۔ تلاش بسیار کے بعد جب حدیث ملی تو اس میں سرے سے اہل حدیث کا لفظ ہی نہ تھا۔ ایک امتی کی رائے میں اصحاب الحدیث کا لفظ تھا لیکن ہمارے مولوی صاحب نے امتی کی رائے کو نبی پاک کی حدیث بنا ڈالا۔ کیا آنحضرت ﷺ پر اس طرح جھوٹ بولنا جائز ہے۔ فرمایئے اس کتاب کے مرتب اور مؤید کی قرآن وحدیث میں کیا سزا ہے۔

۱۷۔ اس رسالہ کے ص ۸ اور ۱۱ پر دو جگہ یہ حدیث لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز رسول اللہؐ کے سب سے زیادہ قریب اہلحدیث ہوں گے کیونکہ امت محمدیہ میں یہی لوگ رسول اللہؐ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے ہیں۔ (ابن حبان) لیکن جب اصل کتاب دیکھی گئی تو اہل

حدیث کا لفظ حدیث پاک میں نہیں بلکہ ابن حبان کی رائے میں تھا اور وہ بھی طبقہ علمی یعنی محدثین کے لیے نہ کسی فرقہ مذہبی کے لیے۔

۱۸۔ نیز اسی رسالہ کے ص ۸ پر حضرت ابو ہریرہؓ کا قول درج ہے۔

انا اول صاحب حدیث فی الدنیا (تاریخ بغداد) اس کی سند مع توثیق رواۃ پیش فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ حضرت ابو ہریرہ صاحب حدیث بمعنی محدث تھے یابمعنی ان پڑھ غیر مقلد اور یہ بھی فرمائیں کہ حضرت ابو ہریرہ کس سنہ میں اسلام لائے۔ اگر وہ پہلے اہل حدیث ہیں ان سے پہلے اسلام لانے والے خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بدر، اہل احد، مہاجرین، انصار اہل بیعت رضوان تو کسی معنی میں بھی اہل حدیث نہ رہے۔

۱۹۔ نیز اسی رسالہ ص کے ۸ پر حضرت ابو سعید خدریؓ کا قول درج ہے کہ اپنے شاگردوں کو فرمایا فانکم خلوفنا واھل حدیث بعدنا بحوالہ شرف اصحاب الحدیث ص ۲۱) اس قول کی سند اور اس کے راویوں کی توثیق بیان فرمائیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ بشرط صحت اس قوم میں اہل حدیث سے مراد محدث ہے یعنی طبقہ علمی یا ان پڑھ غیر مقلد اور منکرین فقہ مراد ہیں۔ جواب باحوالہ اور باسند بیان فرمائیں۔

۲۰۔ ہمارے بعض علماء کرام اہل حدیث کا ترجمہ غیر مقلد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل حدیث اور غیر مقلد ایک ہی چیز ہے اس معنی کا ثبوت کسی معتبر و مسلم کتاب سے دیں۔

۲۱۔ اگر ہر غیر مقلد اہل حدیث ہے تو قادیانی، منکرین حدیث نیچری معتزلہ شیعہ وغیرہ فرقوں کا ہر ہر فرد بھی اہل حدیث کہلا سکتا ہے یا نہیں کیونکہ یہ لوگ بھی غیر مقلدین کی طرح آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے کیا وجہ ہے کہ ہم تقلید نہ کریں تو اہل حدیث اور وہ تقلید چھوڑیں تو اہلحدیث نہ کہلائیں۔

۲۲۔ حضرات علمائے کرام علامہ حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں اور رامھر مزی نے المحدث الفاصل میں جو یہ اقوال درج کیے ہیں۔ ان

Scanned with CamScanner

میں لفظ اہلحدیث کن معنوں میں ہے۔ (۱) امام شعبہ بن الحجاج فرماتے ہیں۔ میں جب کسی اہلحدیث آدمی کو آتے دیکھتا تھا تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا۔ لیکن اب سب لوگوں سے زیادہ بغض مجھے اہل حدیث سے ہے اور محدث حرم شریف حضرت امام سفیان بن عیینہ کسی اہل حدیث کو دیکھتے تو فرماتے کہ تجھے دیکھ کر آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے حضرت عمرؓ تجھے دیکھتے تو سزا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے مبارک دور میں کوئی اہل حدیث نہ تھا۔ ورنہ اس کی خوب پٹائی فرماتے۔

۲۳۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ''اگر حدیث اچھی چیز ہوتی تو گھٹتی جاتی جیسا کہ ہر خیر کم ہوتی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اور کیا حکم ہے۔

۲۴۔ محدث عمرو بن الحارثؒ جو امام اللیث کے استاذ حدیث ہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حدیث پاک سے زیادہ اشرف علم نہیں دیکھا مگر اہلحدیث سے زیادہ سخیف العقل کسی کو نہیں پایا۔ اس کا کیا مطلب ہے اور اگر کوئی آج یہ بات کہے تو اس کا کیا حکم ہے۔ بدعتی ہے یا کافر؟

۲۵۔ ہمارے مناظر اعظم حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں کہ لقب اہلحدیث کے لیے علم حدیث ضروری نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱)

یہ اصطلاح کس آیت یا حدیث سے لی ہے اس کا حوالہ درکار ہے۔

۲۶۔ اگر مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کا یہ معنی درست ہے تو کیا مسلمان کہلانے کے لیے اسلام کا علم ضروری نہیں؟ اہل قرآن کہلانے کیلئے علم قرآن ضروری نہیں؟ اہل صرف ونحو کہلانے کے لیے صرف نحو کا علم ضروری نہیں یہ درست ہے یا یہ مذاق صرف حدیث پاک کے ساتھ ہی روا رکھا گیا ہے۔

۲۷۔ ہمارے اس نو ایجاد لقب اہل حدیث سے مراد وہ شخص ہے جو تمام متعارض حدیثوں پر عمل کرے۔ تو یہ تو مشاہدہ کے خلاف بھی ہے۔ اور اسطرح عمل بھی ناممکن ہے اور اگر کوئی طریقہ سب پر عمل کرنے کا حدیث میں ہو تو بیان فرمائیں۔

۲۸۔ یا اس لقب سے وہ شخص مراد ہے جو راجح احادیث پر عمل کرے وہ اہل

حدیث ہے تو تمام متعارض احادیث کے لیے ہر ہر حدیث کے بارہ میں کہ فلاں راجح ہے فلاں مرجوح تو یہ فیصلہ آپ نبی معصوم ﷺ سے ثابت کرتے ہیں یا امتیوں سے جو غیر معصوم ہیں۔

۲۹۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہم صحیح حدیثوں کو ترجیح دیتے ہیں اور ضعیف حدیثوں کو مرجوح کہتے ہیں تو فرمائیں کہ کیا ہر ہر حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ خود نبی معصوم ﷺ سے ثابت ہے یا غیر معصوم امتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور تقلید کی جاتی ہے۔

۳۰۔ آپ فرمائیں کہ ہر ہر حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ صراحۃً تو آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں البتہ جو حدیث صحیح کی تعریف کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ ضعیف تو صحیح حدیث اور ضعیف کی جامع مانع تعریف آنحضرت ﷺ کی صحیح حدیث سے بتائیں۔

۳۱۔ احادیث مقبولہ کی کتنی قسمیں ہیں اور احادیث مردودہ کی کتنی ان اقسام کی وضاحت کسی صحیح صریح حدیث سے بیان فرمائیں۔ یا یہ ساری قسمیں غیر معصوم امتیوں نے بنائی ہیں۔ تو ان اقسام میں ان امتیوں کی تقلید فرض ہے یا واجب یا مکروہ یا حرام۔

۳۲۔ کسی راوی پر جرح اور تعدیل کے جو قاعدے اصول حدیث کی کتابوں میں درج ہیں۔ کیا وہ سب نبی معصوم ﷺ سے ثابت ہیں تو ان کا ثبوت کسی صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔ اگر یہ قاعدے غیر معصوم امتیوں نے بنائے ہیں تو ان قاعدوں کی مدد سے احادیث کو صحیح یا ضعیف کہنے والا متبع حدیث تو نہ ہوا امتیوں کا مقلد ہوا۔

۳۳۔ کیا امتیوں کے ان بنائے ہوئے قاعدوں کو اگر کوئی نہ مانے تو اسے خدا یا رسول کا منکر تو نہیں کہا جائے گا۔؟

۳۴۔ حدیث کے سب راویوں کا ثقہ یا ضعیف ہونا نبی معصوم ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہے یا غیر معصوم امتیوں کے اقوال سے۔ ان اقوال کو تسلیم کر کے کسی حدیث

Scanned with CamScanner

کو صحیح یا ضعیف کہنا ان امتیوں کی تقلید ہے یا نہیں۔

۳۵۔ حضرت علماء کرام، اسماء الرجال کی جن کتابوں پر آج کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف کہنے کا دارومدار ہے مثلاً تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ، خلاصہ تہذیب الکمال لسان المیزان وغیرہ ان کتابوں میں نہ تو صاحب کتاب سے لیکر جارح یا معدل تک کوئی سند ہے نہ جارح اور معدل سے لیکر راوی تک کوئی سند ہے تو ان کتابوں میں درج اقوال کو محض صاحب کتاب سے حسن ظن کیوجہ سے تسلیم کر لینا یہ اس غیر معصوم امتی کی تقلید ہے یا نہیں؟۔

۳۶۔ ان کتابوں میں ۹۹% اقوال جرح تعدیل کے بلا دلیل ہیں یعنی ان کے ساتھ دلیل تفصیلی مذکورہ نہیں۔ یہ تسلیم القول بلا دلیل تقلید ہے یا نہیں۔

۳۷۔ ان کتابوں میں راویوں کے بارہ میں بہت اختلاف ہے ایک محدث ایک راوی کو امیر المومنین فی الحدیث کہتا ہے۔ دوسرا محدث اس راوی کو دجالوں میں سے ایک دجال کہتا ہے۔ تو اس اختلاف کا فیصلہ غیر معصوم امتی ہی کریں گے یا کیا؟

۳۸۔ ہمارے مولوی ثنأاللہ صاحب امرتسری نے ۲۹ جولائی ۱۹۲۷ء کو یہ چیلنج کیا تھا۔ کہ تمام محدثین اور مفسرین غیر مقلد تھے۔ کیا یہ دعوی اور چیلنج انگریز کے دور سے پہلے کسی مسلمہ محدث کی کتاب میں بھی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بات کسی شیعہ کی کتاب سے چوری کی ہے براہ نوازش کسی مسلم اہل سنت محدث سے یہ دعویٰ ثابت فرمائیں۔

۳۹۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جب یہ چیلنج فرمایا تھا تو اس وقت ۷/ اگست ۱۹۲۷ء کے اخبار العدل میں اس چیلنج کو منظور کر کے مولانا ثناء اللہ صاحب سے پوچھا تھا کہ آپ مجتہد محدث اور مفسر کے شرائط جو دلیل شرعی سے ثابت ہوں تحریر فرمائیں نیز ان کتب مسلمہ بین الفریقین کی فہرست بھی تحریر فرمائیں جن سے آپ ان محدثین و مفسرین کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا شرعی شہادتوں سے ثابت فرمائیں

Scanned with CamScanner

گے۔ لیکن سنا ہے کہ پھر ہمارے مولانا ثناء اللہ صاحب وفات تک اس مسئلہ پر خاموش ہی رہے اور اسی طرح اس دنیا سے تشریف لے گئے، حضرات علمائے کرام یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے مولانا پہلے چیلنج دیں پھر جب وہ چیلنج منظور کرلیا جائے تو صم بکم بن جائیں۔ حضرات علماء کرام اب ہی ہمت فرمائیں۔

۴۰۔ حضرات علمائے کرام عام طور پر ہمارے علماء فرمایا کرتے ہیں کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے کیا کسی صحیح صریح حدیث پاک میں یہ آیا ہے کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے۔ اگر ایسی حدیث ہو تو مع سند وتوثیق رواۃ بیان فرمائیں۔

۴۱۔ امام خطیب بغدادیؒ نے حدیث نقل فرمائی ہے۔

عن ابی هريرة عن النبی ﷺ انه قال سياتيكم منی احاديث مختلفة فما جاء كم موافقا لكتاب الله وسنتی فهو منی وماجاكم مخالفا لكتاب الله و سنتی فليس منی. (الکنایہ ص ۴۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ اور حدیث دو چیزیں ہیں بعض حدیثیں کتاب اللہ شریف کے موافق ہیں اور بعض مخالف اس طرح سنت اور حدیث دو چیزیں ہیں۔ بعض حدیثیں سنت کے موافق ہیں۔ اور بعض سنت کے مخالف ہیں۔ جب سنت اور حدیث میں اختلاف ہو تو سنت کے مخالف حدیث چھوڑ دی جائے گی۔

۴۲۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ دجال اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہیں احادیث سنایا کریں گے جو حدیثیں تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی۔ ان سے بچنا ورنہ وہ تمہیں گمراہ کریں گے اور فتنہ میں ڈال دیں گے۔ کیا اس پیش گوئی میں ہمارے ہی فرقہ کا تو ذکر نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

۴۳۔ کیا لغت کی کسی کتاب میں حدیث کا معنی بات بھی آتا ہے یا نہیں ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ میں معنی بات ہے۔ کیا اس معنی کے لحاظ سے اہل حدیث کا معنی باتونی درست ہے یا نہیں ہم اگر اپنے علما سے سوالات پوچھیں اور عرض کریں کہ جواب حدیث صحیح سے دیں تو وہ نبی کی حدیث کی بجائے بلا حوالہ حدیث اپنی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ جس سے انکا باتونی ہونا واضح ہے۔

۴۴۔ کیا حدیث کے معنی نئے کے بھی آتے ہیں یا نہیں حدیث ضد قدیم اور حدیث السن کے معنی نوعمر کے ہیں تو اہل حدیث کے معنی نئے فرقہ والے ہوئے چنانچہ ہماری معتبر کتابوں مآثر صدیق (۲) تفسیر ثنائی میں ذکر ہے کہ ۱۸۸۸ء سے انگریزی کاغذات میں ہمارا نام اہل حدیث رکھا گیا اور یہ دونوں معتبر شہادتیں ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ...﴾ کے موافق واجب القبول ہیں۔

۴۵۔ ہمارے علماء کرام (۱) مولانا عبدالجبار صاحب غزنویؒ (۲) مولانا عبدالتواب ملتانی (فتاویٰ علمائے حدیث) (۳) نواب صدیق حسن خان (الحطہ) (۴) مولانا ابویحییٰ شاہجہانپوری نے الارشاد الیٰ سبیل الرشاد (۵) مولانا فیض عالم صدیقی نے اختلاف امت کا المیہ (۶) مولانا عبدالرشید حنیف نے دادحق (۷) مولانا علی محمد سعیدی (فتاویٰ علمائے حدیث (۸) مولانا ثناء اللہ امرتسری (نقوش ابوالوفاء) ان آٹھ علمانے تسلیم کیا ہے کہ ہمارا فرقہ نیا ہے۔ اور یہ سب بزرگ مقبول الشہادت ہیں۔ یہ بھی اسی معنی کی تائید ہے۔

۴۶۔ ہماری تاریخ اہل حدیث نامی کتاب انگریزی حکومت کے دور میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے تحریر فرمائی جس میں شیخ رضی الدین لاہوریؒ سے لیکر شاہ محمد اسحاقؒ تک حنفی محدثین کا ذکر ہے۔ یہ لوگ انگریزی دور سے پہلے علم حدیث کے مینار تھے۔ غیر مقلدین میں سب سے پہلے میاں نذیر حسین دہلوی کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے رد تقلید میں سب سے پہلی کتاب معیار الحق لکھی اور نئے فرقے کی بنیاد رکھی۔

Scanned with CamScanner

۴۷۔ میاں صاحب کے خسر میاں عبدالخالق صاحب بھی لکھتے ہیں سو بانی مبانی اس فرقہ نواحداث کا عبدالحق بنارسی ہے۔ (تنبیہ الضالین)

۴۸۔ ہمارے مستند مؤرخ حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات نامی کتاب تالیف فرمائی۔ مولانا محمد حنیف یزدانی نے اس کو مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی سے شائع فرمایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا سب سے پہلا ترجمہ قرآن نواب وحید الزمان صاحب ۱۳۲۸ء نے تحریر فرمایا ص ۳۲ گویا دور برطانیہ سے پہلے ہمارا کوئی ترجمہ نہ تھا۔

۴۹۔ ہماری پہلی تفسیر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن ہے جو مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھی ص ۴۳۔ یہ وہی تفسیر ہے جس کی وجہ سے ہمارے ۸۰ علماء نے مولانا ثناء اللہ کو گمراہ اور اس کی تفسیر کو مرزائی فتنہ سے بڑا فتنہ قرار دیا (فیصلہ مکہ ص ۲) یہ وہی تفسیر ہے جس کے خلاف اربعین لکھی گئی اور یہ وہی تفسیر ہے جسے سلطان ابن مسعود نے گمراہ کن قرار دیا۔ (فیصلہ حجازیہ)

۵۰۔ ہم اپنے علما کرام سے عرض گزار ہیں کہ اسی کتاب میں درج ہے کہ ہندوستان میں اسلام ۹۳ھ میں آیا لیکن ۹۳ھ سے ۱۲۹۳ھ تک کے گیارہ سو سال کے زمانہ کا نہ کوئی ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث اور نہ نماز کی کتاب کچھ بھی نہیں ورنہ اس فہرست میں ضرور ان کا ذکر آتا۔ حیرانی ہے اس اسلامی دور میں تو گیارہ سو سال کی وسیع مدت میں ہم نماز کی کتاب نہ لکھ سکے۔ مگر ۱۲۹۳ھ کے بعد انگریزی دور میں صرف پون صدی میں ہماری جماعت (۱۰۱۶) ایک ہزار سولہ کتابیں شائع کر دے (ص ۹۹) آخر ایک نومولود فرقے کو یہ قارون کا خزانہ کہاں سے مل گیا تھا۔ جس سے اتنی کتابیں لکھوائی اور چھپوائی گئیں۔

۵۱۔ امید ہے ہمارے علمائے کرام یہ گتھی بھی سلجھائیں گے کہ انگریز نے مسلمانوں (احناف) سے حکومت چھینی۔ ان پر بے پناہ مظالم کئے۔ لیکن ہمارے فرقہ

جن کا انگریز کے دور سے پہلے ایک اخبار یا رسالہ بھی نہ تھا۔ انگریز کے دور میں ان کے ۲۸ رسالے، اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں دو روزنامے، ۸ ہفتہ وار اور ایک پندرہ رزہ اور ۱۷ ماہنامے تھے۔

۵۲۔ حضرات علمائے کرام یہ عقدہ بھی حل فرمائیں کہ انگریز کے دور سے پہلے یہاں اسلام پر گیارہ صدیاں گزر جائیں۔ مگر ہماری نماز کی کتاب تک نہ ہو لیکن انگریز کی حکومت آتے ہی ہمیں پورے نو (۹) پریس مل جائیں جیسا کہ کتاب مذکور کے ص ۱۰۷ پران کے ناموں اور مقاموں کی مکمل فہرست موجود ہے حیرانی ہے کہ اس نومولود فرقے کو اتنا سرمایہ کہاں سے مل گیا تھا۔

۵۳۔ حضرات علمائے کرام یہ کتاب ہماری جماعت کی علمی خدمات کے بیان کے لیے لکھی گئی ہے۔ انگریز کے دور سے پہلے پوری گیارہ صدیاں اسلام پر گزر چکی تھیں۔ مگر ہمارے کسی مدرسے کا نام نشان تک نہ تھا۔ مگر انگریز کا دور آیا تو ملک بھر میں ہمارے مدارس کا جال پھیل گیا۔ چنانچہ پورے ۲۲۲ مدارس کی فہرست اس کتاب میں درج کی گئی ہے آخر ایک نومولود فرقہ کو ملک کے طول وعرض میں اتنے مدارس کے چلانے کیلئے لاکھوں روپے کا سرمایہ کہاں سے ملتا تھا۔ یہ بھی فرمائیں کہ ان مدارس کے طلباء کی تعداد کیا تھی۔

۵۴۔ حضرات علمائے کرام پاک وہند کی پوری اسلامی تاریخ میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ کہیں ہمارا جلسہ ہوا ہو۔ لیکن انگریز کا دور اس ملک میں آیا اور ہمارے جلسے شروع ہوئے جن میں ۱۳۳۰ھ سے لے کر ۱۳۵۶ھ یعنی صرف ۲۶ سالوں میں ہماری پوری بیس آل انڈیا اہلحدیث کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن کی فہرست کتاب مذکور ص ۱۸۹ پر درج ہے۔ حضرات علمائے کرام جب سے پاکستان بنا ہے سعودی حکومت کی طرف سے کروڑوں روپے ہمیں مل رہے ہیں۔ مگر ۳۶ سالوں میں ایک آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس لاہور میں ہوئی ہے۔ وہ بھی ایسی ناکام ہوئی کہ اب حوصلہ ہی ٹوٹ

Scanned with CamScanner

گیا ہے۔ مگر ان ۲۰ ملک گیر کانفرنسوں کے لیے سرمایہ کن ذرائع سے حاصل کیا گیا تھا اور انگریز کے جانے کے بعد یہ سلسلہ کیوں رک گیا۔

۵۵۔ حضرات علمائے کرام ملک میں ایک آدھ ہماری کانفرنس ہوتو باوجود اس کے کہ کروڑوں روپیہ غیر ملکی ہمیں ملتا ہے۔ کوئی کتاب مفت تقسیم نہیں ہوتی بلکہ سعودیہ سے مفت آئی ہوئی کتابیں قیمتاً فروخت ہوتی ہیں ۔ مگر دور برطانیہ کی ان بیس کانفرنسوں میں چھیاسٹھ ہزار پانچ سو (۶۶۵۰۰) کتابیں مفت تقسیم کی گئیں جن کی فہرست کتاب مذکورہ کے (ص ۱۹۰۔۱۸۹) پر ہے۔ یہ عقدہ ضرور حل فرمائیں کہ اتنی کتابوں کے مفت تقسیم کرنے کے لیے سرمایہ کہاں سے آتا تھا۔ جب کہ ہماری جماعت کے افراد کی تعداد بھی چند ہزار نہ تھی۔

۵۶۔ اس مذکورہ کتاب میں ہماری مساجد کی فہرست نہیں دی گئی۔ کیونکہ انگریز کے دور میں اپنی علیحدہ مساجد بنانے کی طرف ہماری جماعت کی توجہ ہر گز نہیں تھی۔ کیونکہ حنفیوں کی مساجد میں جا کر لڑائی کر کے مساجد میں فساد کر کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا اصل مقصد تھا۔ کہ یہ لوگ اتفاق کر کے حکومت برطانیہ کے خلاف جہاد نہ کر سکیں۔ چنانچہ میاں نذیر صاحب دہلوی کی سوانح عمری الحیات بعد الممات ص ۶۱۱ تا ص ۶۱۴ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بکثرت دیوانی اور فوجداری مقدمات لڑے گئے اور پریوی کونسل لندن تک ہماری جماعت کامیاب رہی اس کامیابی کی تو بہت خوشی ہے مگر ان بکثرت مقدمات کی کامیابی کے لیے نومولود فرقے کے پاس اتنا سرمایہ کہاں سے آیا تھا کہ یہ نومولود فرقہ پریوی کونسل لندن تک کامیاب رہتا ہے۔

۵۷۔ حضرات ہمارے علمائے کرام نے ہمیں بتا رکھا ہے کہ حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی ہمارے ہم مذہب تھے ان کی کتاب غنیۃ الطالبین نہایت معتبر کتاب ہے۔ اس میں یہ حدیث ہے کہ شیطان کے ایک بچے کا نام حدیث ہے جو نمازیوں کے

Scanned with CamScanner

دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کا مشن بھی یہی ہے کہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈال ڈال کر پریشان کرتے ہیں اور کسی شخص کو سکون قلب سے نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ کیا ایسے لوگ جو لوگوں کو نماز پر لگانے کی بجائے نمازیوں کو پریشان کریں وہ اسی کی طرف منسوب ہو کر تو اہل حدیث نہیں کہلاتے کیونکہ اس کا مشن پورا کرتے ہیں۔

۵۸۔ حضرات قرآن وحدیث میں ذکر ہے کہ جب ملا اعلیٰ کی میٹنگ ہوتی تھی تو شیاطین قریب جاتے اور درمیان سے کوئی ایک آدھ بات اچک کر اس میں دس جھوٹ ملاتے اور لوگوں میں پھیلا دیتے بالکل اسی طرح ہمارے بعض لوگ بھی حدیثوں میں سے ایک آدھ حدیث اچک لیتے ہیں۔ باقی حدیثوں کا نام تک نہیں لیتے اور اس طرح فقہ ثقہ میں سے ایک آدھ بات اچک کر اس میں دس بیس جھوٹ ملا کر فقہ ثقہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور اس طرح نماز کے بارہ میں، درمیان سے کسی مسئلہ کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ مگر انہیں یہ کہا جائے کہ بات جب ختم ہوسکتی ہے کہ ایک طرف سے ترتیب کے ساتھ شروع کی جائے اس پر نہیں آتے اور شور مچا کر بھاگتے ہیں۔ چنانچہ

۵۹۔ ایک دن ایک شخص نے ہمارے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حدیث شریف کیا ہے؟ کیا مخلوق کو خدا کے دین میں اپنی طرف سے مسائل داخل کرنے کا حق ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حدیث قرآن پاک سے ہی ماخوذ اور قرآن پاک کی تفصیل اور تشریح ہے تو وہاں موجود پانچ سو آدمیوں نے اعلان کیا کہ ہم مشکوٰۃ شریف کے صرف دس صفحات بالترتیب پڑھتے ہیں۔ آپ ہر حدیث کا ماخذ قرآن کی آیت پڑھتے جائیں ہم سب اہلحدیث ہوجائیں گے ہمارے بیس کے قریب علماء تھے کسی کو ہمت نہ ہوئی بلکہ بعض نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کاش ہمارے علماء اتنی کم ہمتی نہ دکھاتے تو وہ لوگ اہلحدیث ہوجاتے۔

۶۰۔ ایک دن ہمارے علماء نے کہا کہ فقہ سب کی سب حدیث کے خلاف ہے۔ چنانچہ اہل فقہ نے کہا کہ آ ؤ ترتیب سے بات کرو۔ ہم صرف فتاویٰ عالمگیری کے پہلے دس صفحات پڑھتے ہیں ہم ترتیب وار ایک ایک مسئلہ پڑھیں گے آپ ترتیب وار ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کرتے جائیں۔ لیکن ہمارے علماء دم دبا کر بھاگ گئے۔ ہزاروں آدمیوں نے کہا کہ آپ بالترتیب فقہ کے کسی ایک باب مثلاً کتاب الطہارت کتاب المیراث، کتاب الحدود کو بطریق بالا حدیث کے مخالف ثابت کر دیں اور ان مسائل کے مقابلہ میں ہر ہر مسئلہ کا صحیح حکم حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے دکھا دیں۔ ہم فقہ کو چھوڑ دیں گے۔ مگر ہمارے علماء نے نہایت بزدلی کا ثبوت دیا اور شور مچا کر بھاگ گئے۔

۶۱۔ ایک دن ہمارے علاقہ کے ایک گاؤں میں یہ جھگڑا ہوا کہ حنفیوں کی نماز غلط ہے۔ حنفیوں نے کہا آپ بالترتیب نماز کا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھا دیں ہم وہی نماز پڑھیں گے لیکن وہ اس کے لیے بالکل تیار نہیں ہوئے تو لوگوں نے کہا ہماری نماز کا کہتے ہو ہوتی نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں تم مکمل نماز بتا دو پھر کہتے ہو ہمیں آتی نہیں۔ پھر لوگوں کے دلوں میں وسوسے کیوں ڈالتے ہو۔

۶۲۔ اسی طرح ایک دن جنازہ کی نماز کا جھگڑا ہمارے علماء نے ہی ڈالا۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ نماز جنازہ کی مکمل ترتیب اور مسائل آپ حدیث سے سنا دیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے مگر ہمارے علماء نے مکمل ترتیب سے انکار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلحدیث بمعنیٰ محدث تو یہ لوگ ہرگز نہیں ہاں بمعنیٰ باتونی بمعنیٰ نیا بمعنیٰ وسوسے ڈالنے والا اور حدیث نفس کا تابع ہوں تو ہوں (حضرات علمائے کرام ہمارے ان سوالوں کا جواب قرآن و حدیث سے دے کر ہمارے دلوں کو مطمئن فرمائیں اللہ آپ کو خوش رکھے ایک پریشان دل اہلحدیث)

۶۳۔ اگر احادیث راجحہ پر عمل کرنے والا اہل حدیث ہے تو حنفی یا دیگر مقلدین

اہل حدیث کیوں نہیں جوان احادیث پر عمل کرتے ہیں جن کو خیر القرون کے مجتہد نے راجح قرار دیا اور ہم ان احادیث پر عامل ہیں جن کو پندرہویں صدی کے کسی جاہل مرکب غیر مقلد نے جو مصدق ضلوا فاضلوا کا ہے راجح قرار دیا حالانکہ تابعین کی ترجیح قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

۶۴۔ حضرات علمائے کرام حضرات صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین جس طرح متصل احادیث روایت کرتے اور ان پر عمل بھی کرتے تھے اسی طرح صحابہؓ تابعین مرسل احادیث روایت کرتے اور خیر القرون کے تینوں زمانوں میں مرسلات، بلکہ بلاغات پر بھی بلانکیر عمل جاری تھا۔ حنفی حضرات حدیث متصل، مرسل، موقوف مدلس سب پر عمل کرتے ہیں مگر ان کو اہل حدیث نہیں کہا جاتا اور ہم نے حدیث کی کئی اقسام مثلاً مراسیل، موقوفات، مدالیس، جہالت خیر القرون، ان سب اقسام کی احادیث ماننے سے انکار کر دیا ہے عجب بات ہے کہ احناف ان سب قسموں کو مانیں تو بھی اہل حدیث نہ ہوں ہم اکثر اقسام کا انکار کریں پھر بھی اہلحدیث رہیں۔

۶۵۔ حدیث کے لفظ کا اطلاق حدیث مرفوع، موقوف، مقطوع، مرسل، مدلس سب پر ہوتا ہے مگر ہم بجائے سب اقسام کو ماننے کے صرف ایک قسم کو مانتے ہیں اور حنفی سب اقسام کو مانتے ہیں تو حنفی کامل اہل حدیث ہوئے اور ہم ۱/۵ اہل حدیث ہوئے۔

۶۶۔ ہم میں سے بعض لوگ اثری کہلاتے ہیں۔ اثر لغت میں کسی چیز کے بقیہ کو کہتے ہیں اور اثر کا اطلاق محدثین کی اصطلاح میں حدیث مرفوع، موقوف مقطوع سب پر ہوتا ہے۔ امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں، امام طبری نے تہذیب الآثار میں اور امام سیوطیؒ نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور میں تینوں اقسام کی احادیث درج کی ہیں۔ اسی طرح باجماع امت ادعیہ ماثورہ کا لفظ ان دعاؤں پر استعمال ہوتا ہے جو احادیث سے ثابت ہوں مگر ہمارے اثری سوائے پہلی قسم کے کوئی حدیث نہیں مانتے تو یہ اثری کہلانا خلاف اجماع ہے پھر کیا آنحضرت ﷺ نے اثری کہلانے کا حکم دیا یا

خود اپنے کو اثری لکھوایا۔

یا کسی صحابی کے اثری کہلانے پر خاموش رہے اگر ایسی حدیث ہو تو یہ سند تحریر فرمائیں اور اس کی صحت بھی تفصیلاً ثابت فرمائیں۔

۶۷۔ ہمارے بعض علماء یہ حدیث سنا کر ہمارا دل خوش کر دیتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا **اللھم ارحم خلفائی قلنا من خلفاء ک؟ قال الذین یروون احادیثی ویعلمونھا الناس.** ہمارا دل بھی بہت خوش رہا مگر تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ حدیث تو موضوع اور باطل ہے۔ چنانچہ حافظ زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ احمد بن عیسیٰ العلوی کی موضوعات میں سے ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۴۸) اور حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ھذا باطل (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۷) اس کی کوئی صحیح سند ہو تو مع توثیق روایت پیش فرمائیں۔

۶۸۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو یہ دعا تو محدثین کے لیے ہے۔ جو طبقہ علمی ہے نہ کہ اس سے مراد کوئی فرقہ مذہبی ہے۔

۶۹۔ کیا احادیث کے وہ راوی جو رافضی، خارجی، ناصبی، مرجیہ، قدریہ، معتزلہ، وہ بھی اس حدیث کی دعا میں شامل ہیں یا نہیں اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی راوی اور محدثین بھی اس دعا کے مستحق ہیں یا نہیں۔

۷۰۔ حضرات علمائے کرام ہم اس بات پر تو فخر کرتے ہیں کہ رفع یدین میں شوافع اور رافضی ہمارے ساتھ ہیں لیکن ترک تقلید میں شیعہ، منکرین حدیث، نیچری، قادیانی وغیرہ سب ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا یہ بات قابل فخر نہیں ہو سکتی۔

۷۱۔ ہمارے بعض حضرات اپنے آپ کو سلفی بھی لکھتے ہیں۔ کیا آنحضرت ﷺ نے سلفی کہلانے کا حکم دیا یا خود سلفی کہلاتے تھے۔ یا آپ کے سامنے صحابہؓ سلفی کہلاتے ہوں اور آپ خاموش رہے ہوں۔ تو ایسی حدیث شریف پش فرمائیں۔

۷۲۔ سلف صرف آنحضرت ﷺ کا نام ہے یا صحابہ، تابعین تبع تابعین بھی

سلف میں شامل ہیں۔ تو پھر یہ سلفی کہلانے والے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ارشادات کو کیوں نہیں مانتے۔

۷۳۔ ہمارے بعض عوام محمدی کہلواتے ہیں کیا آنحضرت ﷺ نے محمدی کہلانے کا حکم دیا یا آپ کے سامنے صحابہ محمدی کہلواتے تھے اور آپ اس پر خاموش رہے ہوں تو ایسی کوئی حدیث پاک بیان فرمائیں۔

۷۴۔ کیا حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین میں فرقہ محمدیہ کو گمراہ اور دوزخی فرقوں میں شمار کیا ہے یا نہیں۔

۷۵ جس طرح لوگ محمدی کہلاتے ہیں۔ اس طرح قادیانی احمدی کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ ان ناموں سے مغالطہ کھا جاتے ہیں کہ شاید ان ناموں میں محمد اور احمد سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں حالانکہ جس طرح احمدی نسبت آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا کی طرف ہے۔ کیونکہ وہ مرزا کی کتابوں کو ہی کتاب وسنت کی صحیح ترجمان مانتے ہیں۔ اس طرح محمدی سے مراد محمد جوناگڑھی کے ماننے والے ہیں۔ کیونکہ ان کا دین وایمان محمد جوناگڑھی کی ہی کتابیں ہیں۔ شمع محمدی، تفسیر محمدی، وضو محمدی، نماز محمدی، نکاحِ محمدی، حجِ محمدی، طریقہ محمدی وغیرہ محمد جوناگڑھی کی کتابوں پر ہی ایمان ہے۔ اس لیے محمدی ہیں۔

۷۶۔ حضرات علمائے کرام حنفیوں کو تیرہ سو (۱۳۰۰) سال ہو چکے ہیں وہ حنفی ہی کہلاتے ہیں۔ مگر ہمیں ۱۸۸۸ء سے ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی مگر کئی نام بدل چکے ہیں، مؤحد، محمدی، غیر مقلد، سلفی، اثری، غرباُ اہلحدیث، امامیہ تنظیم جماعت المسلمین، اہل حدیث، شبان اہلحدیث کیا یہ سب نام احادیث سے ثابت ہیں۔ تو برائے نوازش وہ صحیح احادیث پیش فرمائیں۔

۷۷۔ حضرات علمائے کرام ہمارے فرقہ کو بنے ہوئے ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری مگر یہ آپس میں سخت اختلافات کا شکار ہو گیا ہے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ہمارے فرقہ کے روح رواں تھے۔ مگر ہماری جماعت کے علماء ان کو دجال،

معتزلی، بے دین، واجب القتل، دو، دو آنے پر فتوے دینے والا، محدثین کی خدمات پر پانی پھیرنے والا، چھٹا ہوا نیچری اور چھپا ہوا مرزائی کہتے ہیں۔
(فیصلہ مکہ، اربعین، فیصلہ الحجازیہ کتاب التوحید والسنۃ وغیرہ)

(ب) مولانا محمد جونا گڑھی، مولانا عبدالستار امیر جماعت غربا اہلحدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس کا کفر مکے کے کافروں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔
(اخبار محمدی ص ۱۳، ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

(ج) مولانا عطاء اللہ حنیف کے شاگرد پروفیسر محمد مبارک پوری جماعت غرباء اہلحدیث کو مسیلمہ کذاب جیسے واجب القتل سمجھتے ہیں۔ (علمائے احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸) کیا ایک دوسرے کو کافر کہنے والے سب کے سب طائفہ منصورہ کے مصداق ہیں اور حق واحد ہے یا متعدد۔

۷۸۔ حضرات علمائے کرام ایک عجیب بات ہے کہ منکرین حدیث نے بہت سا لٹریچر شائع کر رکھا ہے اور اسی لٹریچر کے ذریعہ وہ اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم اس لٹریچر پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو وہ یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ہم اہل قرآن ہیں۔ اگر ہم پر اعتراض کرنا ہے تو قرآن پر اعتراض کرو۔ اب کون مسلمان قرآن پر اعتراض کرے ہاں ان لوگوں نے اپنے سارے لٹریچر کو خلاف قرآن تسلیم کر کے اپنی ساری کتابوں کو جھوٹا مان لیا۔ بالکل یہی حال اہل حدیثوں کا ہے۔ ہم اپنے علماء کی کتابیں اور لٹریچر رات دن تسلیم کرتے ہیں اور اس کو دین کی تبلیغ سمجھتے ہیں۔ لاکھوں روپے اس پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر جب ہمارے مخالفین ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو ہم فوراً ان سب کتابوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا مذہب صحیح حدیث ہے۔ اس طرح ہمارا اپنی تمام کتابوں کا انکار کر دینا اپنے مسلک کو باطل تسلیم کر لینا ہے۔

۷۹۔ حضرات علمائے کرام ہمارے نواب صدیق حسن خان صاحب نے محدث کی شرائط کے بیان میں یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت امام بخاریؒ کے سامنے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اہل حدیث (محدث) بننا چاہتا ہوں۔ امام بخاریؒ نے فرمایا اس فن میں قدم نہ رکھنا۔ جب تک یہ شرائط نہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ چار چیزیں حاصل کرنا۔

(۱) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور آپ کی شریعت کا علم۔

(۲) حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کی مقداروں کا علم۔

(۳) تابعین اور ان کے احوال کا علم۔

(۴) علماء دین اور ان کے تاریخی حالات۔

پھر یاد رکھو ان سب کے نام ان کی کنیت۔ ان کے ٹھکانے اور ان کا زمانہ حیات معلوم کرنا۔ ان کو ایسا ہی ضروری سمجھنا جیسے خطبہ میں خدا کی ثناء اور دعا میں وسیلہ۔ قرآن کی سورت کے ساتھ بسم اللہ اور نمازوں کے ساتھ تکبیر تحریمہ) پھر یہ پہچان کرنا کہ مسند حدیثیں کتنی ہیں مرسل کس قدر ہیں اور موقوفات کتنی ہیں۔ اپنی عمر کے چاروں زمانوں بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کو حدیث پر خرچ کرنا اور ہر حال میں حدیث کا دور کرنا۔ فراغت ہو یا مشغولیت۔ امیری ہو یا غریبی، پھر پہاڑوں، سمندروں، شہروں اور جنگلوں میں پھر کر یہ علم حاصل کرنا، جب کاغذ نہ ملے تو پتھروں پتوں اور چمڑوں پر حدیث لکھنا۔ اپنے سے چھوٹے، اپنے ہم عمر، اپنے سے بڑے اور اپنے باپ کے خط سے احادیث لینا۔ ان سب امور میں خدا تعالیٰ کی رضا مقصود رکھنا اور ان حدیثوں پر عمل کرنا جو کتاب اللہ کے موافق ہوں اور ان احادیث کو طلبا اور محبین حدیث میں پھیلانا اور کتاب میں تالیف کرنا اور تم اس کام کو پورا نہیں کر سکتے۔ جب تک کتابت، لغت، صرف اور نحو میں مہارت حاصل نہ کرو اور یہ سب محنت بیکار ہے اگر خدا کی توفیق سے قدرت، صحت حرص اور حفظ عطا نہ ہو اور جب یہ سب

Scanned with CamScanner

کچھ حاصل ہو جائے تو اس محدث کی نظر میں اپنے اہل، مال اولاد اور وطن کی وقعت نہیں رہتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کا چار چیزوں سے امتحان لیتے ہیں۔ شماتت[1] اعدا سے۔ سچے[2] دوستوں کی ملامت سے جہلا[3] کے طعن سے اور علماء[4] کے حسد سے۔ یعنی چاروں طرف سے دوست، دشمن، جاہل، عالم سب اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں اگر وہ آدمی ان پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ چار چیزوں سے دنیا میں اس کا اکرام فرماتے ہیں قناعت[1] عزت، ہیبت[2] نفس، لذت[3] علم اور شہرت[4] عام بقائے دوام سے اور چار چیزوں سے آخرت میں اکرام فرمائیں گے کہ اپنے[1] بھائیوں کی شفاعت کرو، میرے[2] عرش کے سایہ میں آرام کرو۔ رسول[3] پاک ﷺ کے حوض سے پیاس بجھاؤ اور[4] اعلیٰ علیین میں انبیاء کرام کے ساتھ جنت میں رہو۔ امام بخاریؒ نے فرمایا۔ بیٹا محدث کی شرائط میں نے اختصار سے بیان کر دی ہیں جو میں نے اپنے مشائخ حدیث سے تفصیلاً سنی تھیں اب اگر تو اتنی ہمت رکھتا ہے تو اس میں قدم رکھ یعنی اہل حدیث (محدث) بننے کی کوشش کر۔ وہ شخص کہتے ہیں میں ادب سے سر جھکا کر غور و فکر کرنے لگا۔ جب امام بخاریؒ نے میرا یہ حال دیکھا تو فرمایا اگر تو اس قدر مشقتیں برداشت نہیں کر سکتا تو فقہ کو لازم پکڑ لے یہ علم تجھے گھر بیٹھے حاصل ہو جائے گا۔ (کیونکہ امام بخاریؒ کے زمانہ میں ہر ہر گھر میں فقہ ہی رائج تھی) اور تجھے اس کے لیے سمندروں اور شہروں کا سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ (اور بلا مشقت حاصل ہونے سے فقہ کو بے قدر نہ سمجھنا) وہ فقہِ حدیث کا ہی ثمرہ اور پھل ہے۔ (اور فقیہ کو بہ نظر حقارت بھی نہ دیکھنا کیونکہ) آخرت میں فقیہ کا ثواب محدث سے ذرہ بھر بھی کم نہیں۔ اور نہ اس کی عزت اور شان محدث سے کم ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں امام بخاریؒ سے یہ سن کر میں نے اہل حدیث بننے کا ارادہ چھوڑ دیا اور فقہ میں محنت کی اور خدا تعالیٰ کی توفیق سے میں اپنے زمانے کا سر برآوردہ فقیہ بن گیا (الحطہ ص ۱۴۸ و ۱۵۰) حضرات علمائے کرام کیا آج ہمارے فرقے کا ہر فرد ان شرائط پر پورا اترتا ہے ہرگز نہیں تو امام بخاریؒ کے فرمان پر بھی ہمیں فقہ پر عمل کرنا

Scanned with CamScanner

چاہیے ورنہ ہم نہ محدثین کے ساتھ رہے نہ فقہا کے ساتھ ﴿لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء﴾ کا منظر رہے گا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

۸۰۔ امام بخاریؒ کے فرمان کے موافق تو جب ہم ان شرائط سے کورے ہیں تو ہم پر فقہاء کی تقلید لازم ہے۔ مگر ہمارے فرقہ کا حال یہ ہے کہ جاہل بھی اردو ترجمہ حدیث کا دیکھ کر فقہاء پر نقطہ چینی کرتے ہیں۔ میں نے کبھی اپنے بڑے سے بڑے شیخ الحدیث کو بھی نہیں دیکھا کہ ڈاکٹری کی کتاب کا اردو ترجمہ دیکھ کر خود اپنا علاج کرتا ہو چہ جائیکہ کوئی اتنا حوصلہ کرے کہ اردو ترجمہ دیکھ کر بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں کی غلطیاں پکڑے۔ ساری عمر ان ڈاکٹروں کے نسخوں کو بلا مطالبہ دلیل قبول کر کے ان کی تقلید میں گزارتا ہے۔ اجتہاد کا نام لیتے جان جاتی ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ہمارا بڑے سے بڑا عالم تعزیرات پاکستان کے اردو ترجمہ کا مطالعہ کر کے خود مقدمے کی پیروی کرتا ہو چہ جائیکہ اردو کتاب دیکھ کر چیف جسٹس صاحبان کے فیصلہ کو غلط قرار دے۔ اس طرح، صرف، نحو، بلاغت، معانی، بدیع اور منطق کے قواعد کو محض تقلیداً قبول کرتے ہیں۔ خلیل اور اخفش کی جوتیاں اٹھاتے زندگی گزر جاتی ہے مگر اجتہاد کا نام نہیں لیتے۔ مگر حضرات فقہاء پر ملامت کرنے میں ہمارا ہر جاہل تیار ہے۔ حدیث کی کتاب کا اردو ترجمہ لیا اور سب فقہا پر تبرا بازی شروع کر دی۔

۸۱۔ حضرات یہ بھی فرمائیں کہ امام بخاریؒ کی یہ بیان کردہ شرائط قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تو وہ آیت یا حدیث بیان فرمائیں یا یہ امتیوں کی بناوٹ ہے تو کیا امام بخاریؒ اور ان کے سب مشائخ حدیث بدعتی تھے۔

۸۲۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ سے یہ پوچھا گیا کہ مفتی کی کیا شرائط ہیں۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ شریف کا پورا عالم ہو کم از کم چار لاکھ احادیث صحیحہ کا عالم ہو۔

صحابہ، تابعین کے فتاویٰ میں بصیرت تامہ رکھتا ہو تو اس کو فتویٰ دینے کا حق ہے ورنہ نہیں۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲ بحوالہ قواعد فی علوم الفقہ ص ۵)

حضرات ظاہر ہے کہ جب وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں تو وہ دوسروں سے فتویٰ پوچھ کر تقلید کرے گا لیکن ہمارے فرقہ کا تو یہ حال ہے کہ چار لاکھ تو کیا چار حدیثوں کی سندوں کی بھی تفصیلی تحقیق نہیں جانتے اور نہ صرف یہ کہ تقلید سے باغی ہیں بلکہ آئمہ مجتہدین اور صحابہ سے زیادہ کتاب وسنت کا عالم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین اور صحابہ ان کی تقلید کرتے یہ ایسی ہی خواہش ہے کہ مریض یہ خواہش کرے کہ ڈاکٹر میری تقلید کرے اور ملزم یہ خواہش کرے کہ چیف جسٹس قانون فہمی میں میری تقلید کرے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

۸۳۔ امام ابوحفص فرماتے ہیں کہ جب میں جامعہ منصور میں مسند افتاء پر بیٹھا تو محدث ابواسحاق نے مجھے کہا کہ کیا تجھے چار لاکھ احادیث حفظ کرنے والا قول یاد ہے۔ میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا جب تجھے چار لاکھ حدیث حفظ ہی نہیں تو تو فتویٰ کیوں دیتا ہے۔ میں نے کہا میں اپنے قول پر فتویٰ ہی نہیں دیتا۔ میں تو اس مجتہد کے قول پر فتویٰ دیتا ہوں جو چار لاکھ سے بھی زیادہ حدیثوں کا حافظ تھا (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ جس کو چار لاکھ احادیث حفظ نہ ہوں وہ خود اجتہاد نہ کرے بلکہ مجتہد کے فتوے کی تقلید کرے یہی محدثین کا طریق ہے۔

۸۴۔ امام بخاریؒ کے استاد الاستاد اور امام احمدؒ کے استاد امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کسی آدمی کو ہرگز حلال نہیں کہ وہ خدا کے دین میں فتویٰ دے ہاں مگر وہ شخص کہ قرآن پاک کا عارف ہو اس کے ناسخ، منسوخ، محکم اور متشابہ، اس کی تاویل اور تنزیل اور مکی مدنی آیات سے پورا واقف ہو۔ اور یہ ساری باتیں احادیث رسول ﷺ کے بارہ میں بھی جانتا ہو اور علم لغت اور شعر میں بھی بصیرت تامہ رکھتا ہو۔ اور علماء کے اختلاف اور وجوہ اختلاف کو خوب جانتا ہو ایسے شخص کو فتویٰ دینا جائز ہے اور جو ایسا نہ ہوں اس کے لیے

Scanned with CamScanner

ہرگز حلال نہیں کہ فتویٰ دے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۱۶، الفقیہ والمتفقہ الخطیب)

۸۵۔ امام بخاریؒ کے پردادا استاد حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک فتویٰ دینے نہیں بیٹھا جب تک ستر شیوخ نے مجھے نہ کہا کہ تو فتویٰ کا اہل ہے۔

(اعلام الموقعین ج اص ۱۶)

۸۶۔ امام عبداللہ بن مبارک اور امام یحییٰ بن اکثم سے پوچھا گیا کہ فتویٰ کی اہلیت کیا ہے، فرمایا جب آدمی حدیث اور فقہ (رائے) دونوں میں بصیرت تامہ رکھتا ہو۔

(اعلام الموقعین)

ان محدثین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ ہر شخص فتویٰ کا اہل نہیں چہ جائیکہ ہر شخص مجتہدین کا جج بن بیٹھے اور مجتہدین کی غلطیاں چھانٹے اور ظاہر ہے جو اہل اجتہاد نہ ہو تقلید کرے لیکن ہمارے بعض جاہل بیوقوف بھی مجتہدین بنے ہوئے ہیں۔

۸۷۔ امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہؓ کی زیارت کی تھی فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ قضاء میں مضبوط فیصلہ لے تو اسے چاہیے کہ حضرت عمرؓ کے اقوال لے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۷) دیکھئے امام شعبیؒ حضرت عمرؓ کی تقلید شخصی کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ بھی قاضیوں کو جو یقیناً عالم تھے۔ لیکن ہماری جماعت کے جاہل بھی تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں۔

۸۸۔ حضرت مجاہدؒ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ اذا اختلف الناس فی شیئ فانظروا ماصنع عمر فخذوا بہ (اعلام الموقعین ج اص ۷)
دیکھیے حضرت مجاہد بھی حضرت عمرؓ کی تقلید شخصی کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۔ قال طاؤس ادرکت سبعین من اصحاب رسول اللہ ﷺ اذا تدارأوا فی شئی انتھوا الی قول ابن عباس (اعلام الموقعین ج اص ۸) دیکھئے یہ ۷۰ صحابہ قول ابن عباس کی تقلید کرتے تھے۔ اور کوئی ان پر انکار نہ کرتا تھا۔

۹۰۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ صرف حجۃ الوداع میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار تھی۔ اور ظاہر ہے کہ تمام صحابہ اس

حج میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ سب اہل زبان بھی تھے۔ مگر ان میں سے فتویٰ دینے والے صحابہ کی تعداد تقریباً ایک سوتیں تھی ان میں بھی اصل مفتی صرف سات تھے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۵)

ظاہر ہے کہ باقی تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ ان کی تقلید کرتے تھے اور عہد صحابہ میں کسی نے ان پر انکار نہیں کیا۔

۹۱۔ امام محمد بن جریرؒ فرماتے ہیں کہ ''آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے صرف عبداللہ بن مسعودؓ کے ایسے معروف اصحاب تھے۔ جو ان کے فتاویٰ اور مذہب کو مدون کرتے تھے۔ اور کسی صحابی کے فتاویٰ ان کے شاگردوں نے مرتب نہیں کئے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے مذہب کو خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے مذہب سے ملاتے، اگر کہیں اختلاف ہوتا تو اپنا قول چھوڑ کر حضرت عمرؓ کے قول کی تقلید کر لیتے (اعلام الموقعین ج ا ص ۷) امام اعمش فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ کے اقوال کی ہی تقلید کرتے ان دونوں سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۷)

حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو ان کا مذہب بھی مدون کیا گیا۔ مذہب حنفی کا ماخذ یہی مرتب اور مدوّن فتاویٰ تھے

۹۲۔ ہمارے بعض جہاں بھی یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم تمام مذاہب کو کتاب وسنت پر پیش کرتے ہیں۔ اور جو مسئلہ جس مذہب کا کتاب وسنت کے موافق ہوا سے قبول کر لیتے ہیں۔ اگر چہ یہ دعویٰ ہمارے ہر جاہل کا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے ہمارے علماء بھی اس دعویٰ پر پورا نہیں اتر سکتے۔ حنفی علماء نے مدتوں سے یہ اعلان شائع کر رکھا ہے کہ کوئی غیر مقلد عالم آئے ہم مختلف ابواب کے ایک سو مسائل رکھیں گے ان میں پہلے ہر مسئلہ کے بارہ میں چاروں مذاہب کے احکام پھر ہر مذہب کے مفصل دلائل اور وجوہ ترجیح بیان کر کے پھر کتاب وسنت سے صراحۃً ترجیح ثابت کرے مگر کوئی غیر مقلد اس پر آمادہ نہیں ہوا کیا اس قسم کے جھوٹے دعوے کرنا شرعاً جائز ہے۔

Scanned with CamScanner

۹۳۔ ہمارے بعض علماء آئمہ اربعہ کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے تقلید سے منع فرمایا۔ مگر جس طرح کی سند کا مطالبہ احناف سے کیا کرتے ہیں ان اقوال کی وہ سند بیان نہیں کرتے براہ نوازش ان اقوال کی سند مع توثیق روایت پیش فرمائیں۔

۹۴۔ وہ اقوال اگر بسند صحیح بھی ثابت ہوتے تو ان اقوال کے ساتھ آئمہ اربعہ نے کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی تو ان اقوال کو بلا مطالبہ دلیل قبول کر لینا تقلید ہے۔ کیا اس تقلید سے ترک تقلید پر استدلال درست ہے۔

۹۵۔ ہمارے علماء آئمہ اربعہ کے ان اقوال کو چھپاتے ہیں۔ جن میں آئمہ اربعہ نے مفتی اور مجتہد کی شرائط بیان کی ہیں اور جن میں وہ شرائط نہ ہوں ان کو فتویٰ دینے سے منع کیا ہے۔ ان دونوں قسم کے اقوال سے پتہ چلا کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک مجتہدین اپنی نظر واستدلال سے کتاب وسنت پر عمل کریں اور غیر مجتہدین تقلید کریں۔ اب جن اقوال کے مخاطب مجتہدین ہیں ان کو عوام پر چسپاں کرنا تلبیس حق بالباطل بھی ہے...... ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ﴾ پر بھی عمل ہے اور کتمان حق بھی ہے۔

۹۶۔ ہمارے علماء جب قرآن حدیث سے اپنی قدامت ثابت نہیں کر سکتے تو عجیب مضحکہ خیز استدلال کرتے ہیں۔ استدلال اکثر منکرین حدیث سے چوری کرتے ہیں۔ مثلاً منکرین حدیث کہتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے دور یعنی خیر القرون میں نہ صحاح ستہ تھی نہ مشکوٰۃ نہ بلوغ المرام نہ فتاویٰ ثنائیہ نہ فتاویٰ نذیریہ صرف اور صرف قرآن تھا۔ اس لیے وہ سب لوگ اہل قرآن تھے۔ یعنی منکرین حدیث اور ہمارے علما کہتے ہیں اس وقت نہ ہدایہ تھی نہ قدوری اس لیے سب اہل حدیث تھے۔ فرمائیے دونوں میں سے کس فریق کی دلیل وزنی ہے۔

۹۷۔ یہ بات کہ فلاں فرقہ کس دور کی پیداوار ہے۔ کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں ایک تاریخی مسئلہ ہے اور تاریخی طور پر ہمارے علماء اس کو تسلیم بھی کر چکے ہیں۔ مگر بعض جاہل کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قابل شہادت نہیں ہیں کیا وجہ ہے کہ امت محمدیہ کا خاص امتیاز ہی شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ) اور شهداء الله على الارض (مشکوٰۃ)

ہے۔ مگر جو غیر مقلد بن جاتا ہے وہ مردود الشہادت قرار پاتا ہے۔ کہ ان کی شہادات کو ہم قبول نہیں کرتے۔ تو وضاحت سے سمجھا دیجئے جن نکاحوں میں غیر مقلد گواہ ہیں وہ نکاح ہو گئے یا نہیں ووٹ بھی شہادت ہے اگر غیر مقلد مردود الشہادت ہو جاتا ہے تو اس کا ووٹ بھی کینسل ہو گا۔ پھر کیا کسی عدالت میں غیر مقلد کی شہادت قبول ہو گی یا نہیں۔ الیکشن کے امیدوار اور جج بننے کیلئے بھی مقبول الشہادۃ ہونا ضروری ہے۔ تو کیا غیر مقلدین کو ان سب مناسب سے شرعاً محروم سمجھا جائے گا۔

۹۸۔ حضرات علماء کرام اہل قرآن کا دعویٰ ہے قرآن ہمارا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں مگر اس دعویٰ پر دونوں فرقوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جب ہم اپنے علماء سے پوچھتے ہیں کہ یہ ہماری کتابیں کیسے ہیں تو ہمیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اصحاب صحاح ستہ آئمہ مجتہدین کی تقلید کو کفر شرک کہتے تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اس لیے یہ ہماری کتابیں ہیں لیکن یہ دلیل تو نہیں ایک دوسرا دعویٰ ہے جب ہم عرض کرتے ہیں کہ دلیل شرعی کے موافق ان کے اقرار یا معتبر تاریخی شہادتوں سے ان کا غیر مقلد ہونا ثابت کریں تو پھر موت کی سی خاموشی طاری ہو جاتی ہے آخر ہم لوگ آئمہ مجتہدین کو چھوڑ کر آپ کے علم پر لٹو ہوئے ہیں۔ مگر آپ ہمیں اتنا پریشان کیوں فرما رہے ہیں کہ کسی مسئلہ کا جواب حدیث صحیح صریح سے نہیں ہے۔

۹۹۔ حضرات علمائے کرام اگر یہ دعویٰ صحیح ہے کہ جو شخص تقلید نہ کرے اس کی کتاب ہماری کتاب ہے تو مرزا کادیانی، سرسید نیچری، پادری فانڈر سوامی دیانند، پنڈت شردمانند، ماسٹر رام چندر وغیرہ بھی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کے مقلد نہ تھے کیا ان کی کتابیں بھی ہماری معتبر کتابیں ہوں گی آپ لوگوں نے ہمیں کتابوں کے بارہ میں بہت پریشان کر رکھا ہے۔

۱۰۰۔ حضرات اصحاب صحاح ستہ کا غیر مقلد ہونا نہ ان کے اقرار سے ثابت نہ شرعی شہادت سے لیکن ان پر خواہ مخواہ غاصبانہ قبضہ کیا جا رہا ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب، نواب صدیق حسن خاں صاحب، مولانا وحید الزماں صاحب مولانا عنایت اللہ اثری

وزیر آبادی صاحب، حکیم فیض عالم صدیقی، مولانا عبدالاحد صاحب خانپوری، جناب بشیر احمد صاحب سیکرٹری جمعیت اہلحدیث ہند، پروفیسر محمد مبارک صاحب جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار اور تاریخی شہادتوں سے ثابت ہے۔ ان کی کتابوں کا انکار کرنا، ان کی کتابوں کو قرآن وحدیث کے خلاف کہہ کر ٹالا جاتا ہے۔ آخر یہ کیا ماجرا ہے۔ ہمیں تو یہ بتایا جاتا ہے کہ حنفیوں کی کتابیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں مگر حنفی اس غلط پروپیگنڈے سے ذرا بھر متاثر نہیں ہوئے۔ لیکن ہمیں رات دن یہ سبق پڑھایا جا رہا ہے کہ جب کوئی حنفی کسی اہلحدیث عالم کی کتاب پیش کرے فوراً کہہ دو ہم قرآن حدیث کے خلاف کسی کی کتاب نہیں مانتے۔ یہ ہمارا صریح اقرار نہیں ہے۔ کہ ہمارے ہر مولوی کی کتاب قرآن حدیث کے مخالف ہے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ پہلے اپنے علماء کی کتابوں کی خوب تشہیر کی جاتی ہے ان کو قرآن حدیث کا ترجمان کہا جاتا ہے لیکن جب کوئی حنفی اسے پیش کرے تو ان ساری کتابوں کو قرآن حدیث کے خلاف کہہ دیا جاتا ہے۔ حضرات شروع ہی سے ہر کتاب پر یہ لیبل کیوں نہیں لگایا جاتا کہ یہ اہلحدیث کی کتاب ہے یہ قرآن حدیث کے خلاف ہے۔ کوئی اہلحدیث اس پر اعتبار نہ کرے۔ ہم ہزاروں روپے کی کتابیں خرید لیتے ہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ یہ سب نا قابل اعتبار کتابیں ہیں۔

۱۰۱۔ حضرات ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ کسی امتی کو صدیق اکبر، فاروق اعظم، مناظر اعظم، امام اعظم، قائداعظم کہنا کفر وشرک ہے لیکن ہمارے علماء نے ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو سپاسنامہ پیش فرمایا اس کی پہلی سطر تھی، بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرہ ہند بارک اللہ فی سلطنطها اور کہا کہ ہمیں مذہبی آزادی سرف برطانیہ کی حکومت میں ہی حاصل ہے اور اس حکومت کے لیے ہمارے دلوں سے مبارک باد کی صدائیں نعرہ زن ہیں۔ حضرات آنحضرت ﷺ یہ اعلان فرمائیں هلک قیصر فلاقیصر بعده کا مگر ہم قیصرہ کیلئے مبارک باد کے نعرے اور اس کی حکومت کے لیے برکت کی دعائیں کریں۔

ناطقہ سر گریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

پھر بھی ہم اہلحدیث رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔

۱۰۲۔ حضرات مرزا قادیانی نے قادیاں میں بیٹھ کر حکومت برطانیہ کو خدا کی رحمت کہا لیکن ہمارے میاں نذیر حسین صاحب نے حرمین شریفین میں کھڑے ہو کر حکومت برطانیہ کو اپنی جماعت کے لیے رحمت کہا۔ (الحیات بعد الممات) فرمائیے کون زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔

۱۰۳۔ حضرات خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا۔ جب بھی مردم شماری ہوتی ہے حنفی صرف اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔ مگر شیعہ اپنے آپ کو شیعہ مسلمان۔ مرزائی احمدی مسلمان اور غیر مقلد اہلحدیث مسلمان لکھواتے ہیں۔ آخر مسلمان کے نام کو ناکافی کیوں سمجھا جاتا ہے۔

حضرات علمائے کرام آخر میں گذارش ہے کہ ہمارے ان سوالات کا جواب قرآن وحدیث اور ایسی معتبر کتابوں سے حوالہ دیا جائے جن کو ہماری ساری جماعت معتبر مانتی ہو عام طور پر ہمارے علماء بلا حوالہ جواب دیتے ہیں یا کسی غیر معتبر کتاب کا حوالہ لکھتے ہیں۔ اور جواب بھی تسلی بخش نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے سینکڑوں آدمی صحیح اور تسلی بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے مرزائی منکرین حدیث یا نیچری بن جاتے ہیں ہم آپ کو خداوند قدوس کی عظمت وجلال کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ ہمارے سوالات کا نہایت تسلی بخش جواب دے کر ہمارے ڈگمگاتے ہوئے ایمان کو سہارا دیں۔ ایسے پھسپھسے جوابات نہ ہوں کہ ہماری جماعت کا ہر فرد اس کتاب کو پڑھ کر کہے یہ ہماری معتبر کتاب نہیں۔ ہم اس کو نہیں مانتے اس لیے جواب کے لیے کوئی ایسی شخصیت قلم اٹھائے جو جماعت کی مسلمہ شخصیت ہو اور حوالے ایسی کتابوں کے ہوں جو جماعت کی مسلمہ ہوں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی یہ مسلک چھوڑ کر کسی اور طرف جانا پڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت دیں۔

Scanned with CamScanner

فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات

اس ملک میں آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، فقہ کو مخالف حدیث کہنا، اپنے کو موحد اور محمدی اور مقلدین آئمہ اربعہ کو مشرک اور بدعتی کہنا۔ تقلید سے چڑنا۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک کہنا بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا مثل روافض کے رفع یدین عندالرکوع کو ارکان نماز سے شمار کرنا، مثل خوارج کے آئمہ کو گالیاں دینا اور اجماع اور قیاس شرعی کا انکار کرنا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو مجسم مانتے ہیں کہ وہ عرش پر ہے اور جب عرش سے اترتا ہے تو عرش ایسے ہی خالی ہو جاتا ہے جیسے کرسی پر بیٹھا ہوا انسان کرسی سے اترے تو کرسی خالی رہ جاتی ہے اور خدا کو لامکان نہیں بلکہ مکان کا مکیں مانتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۰ و ۱۱)

۲۔ خدا تعالیٰ کے بارہ میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہوسکتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۷، ۹)

۳۔ یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ کی شکل میں ظاہر ہوا، اور ہندو کہتے ہیں کہ خنزیر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کو جواز مل گیا۔

۴۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں الاستہزا، السخریۃ والمکر، والخداع والکید کو بھی شمار کرتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۷)

۵۔ کہتے ہیں ذات باری تعالیٰ کو حوادث سے پاک سمجھنا باطل ہے۔ غزالی اور رازی کی خرافات ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۲)

۶۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رام چندر، لچھمن، کرشن، زراتشت، کنفیوس، مہاتما بدھ، سقراط اور فیثا غورث۔ یہ سب انبیائے صالحین میں سے ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ کہیں۔ آمنا بجمیع انبیاء ورسلہ لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون.

(ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

Scanned with CamScanner

۷۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی، علی اور ولی کا سماع عام لوگوں سے وسیع ہے۔ حتی کہ پوری زمین سے ہر جگہ دور ونزدیک سے وہ سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۵)

۸۔ اس عقیدے سے کوئی یارسول اللہؐ، یا علیؓ، یا غوث کہے تو شرک نہیں۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۴)

۹۔ نواب صدیق حسن خاں (اسی عقیدے سے) یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے قبلہ دیں مددے، کعبہ ایمان مددے، ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے (ج ا ص ۲۳) یہ فوت بھی ہو چکے تھے اور دور بھی تھے لیکن نواب صدیق حسن صاحب ان سے استمداد فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۔ نواب وحید الزماں نے کتاب لکھتے وقت یہ دعا کی۔ **اللھم ایدنی فی تالیف ھذا کتاب و اتمامہ باالا رواح المقدسۃ من الانبیاء** (ج ا ص ۳) گویا اس کتاب کی تالیف کے وقت رام چندر لچھمن، کرشن کی روحیں بھی مدد فرماتی رہی ہیں۔

۱۱۔ جو شخص سماع موتی کا انکار کرتا ہے وہ اہلحدیث ہرگز نہیں بلکہ معتزلی ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۶)

۱۲۔ اس فرقہ کے نزدیک قرآن پاک کی قطعیات کے مقابلہ میں خبر واحد پر عمل واجب ہے۔ جواب

۱۳۔ قرآن پاک کے اوقاف بدعت سیّئہ ہیں چنانچہ انہوں نے مسنون قرأت والا قرآن شائع کیا ہے۔

۱۴۔ احادیث نبویہ ﷺ کے وسیع ذخیرے سے صرف چھ کتابوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کی بھی اکثر احادیث کو ضعیف کہہ کر ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

۱۵۔ احادیث کی بہت سی اقسام میں سے صرف حدیث صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ باقی تمام اقسام حدیث کے حجت ہونے سے

Scanned with CamScanner

انکار کر جاتے ہیں۔

۱۶۔ غیر منسوخ احادیث کی اکثر اقسام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر منسوخ حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ (معیار الحق)

۱۷۔ اجماع امت میں اجماع صحابہ کو بھی ماننے کو تیار نہیں جیسے بیس رکعت تراویح، طلاق ثلاثہ، اذان جمعہ وغیرہ مگر اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الصحیح البخاری اور صحاح ستہ کے اجماع کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔

۱۸۔ قیاس شرعی اور اجتہاد کو خنزیر (ارشاد محمدی ج ۲ ص ۳، والتحقیق ص ۶۰) اور مثل بول و مردار (طریق محمدی) قرار دیتے ہیں۔ مگر اس خنزیر اور بول کے استعمال کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بھی بنا رکھا ہے۔

۱۹۔ فقہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر فرمایا ہے خبیث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی ایک کتاب کا نام ہے۔ اظہار الطیب والخبیث بتقابل الفقہ والحدیث المعروف شمع محمدی، نیز نواب صدیق حسن لکھتے ہیں سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغا بازیوں کی علم رائے ہے جو مسلمانوں میں پیغمبر برحق کے بعد پھیلا اور مہا جال ان سب خرابیوں کا بول چال فقہا اور مقلدوں کی ہے اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں اور بدعت اور شرک کے نشہ میں سرشار۔ (ترجمان وھابیہ ص ۲۴) اور خوب خیال کرو تو سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی مذہب کا مقلد کہتا ہے۔

(ترجمان وھابیہ ص ۲۵،۲۴)

۲۰۔ آئمہ اربعہ جو باجماع امت العلماء ورثة الانبیاء کے مصداق ہیں کو یہودیوں کے احبار و رہبان اور مشرکین کے آباؤ اجداد قرار دے کر انہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والا اور مقلدین کو مشرک اور یہودی قرار دیتے ہیں ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ...﴾ اور بل نتبع ماوجدنا علیه

آبا نا سے آئمہ اربعہ کی تقلید کا رد کرتے ہیں۔ ان کے مولوی محمد یسین نے اشعار الحق جواب تنویر الحق میں تمام مقلدین کو اخوان یزید، رافضی پلید، شیطان اور کافر لکھا ہے۔ اس طرح مولوی محی الدین نو مسلم لاہوری کتب فروش نے بھی الظفر المبین مطبوعہ ۷ رمضان ۱۲۹۷ھ ص ۱۸۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۲ پر آئمہ کی تقلید کو حرام اور شرک لکھا ہے۔ مقلدین کو مشرک اور کافر لکھا ہے حالانکہ ان کے ان فتووں کی زد سب سے پہلے اصحاب صحاح ستہ پر پڑتی ہے یعنی آئمہ اربعہ تو احبار رہبان اور اصحاب صحاح ستہ مثل ابوجہل و یہود کے ہیں۔

۲۱۔ ان کا عقیدہ ہے جو شخص امام العصر امام مہدی علیہ السلام سے سچی محبت رکھے اور امام مہدی کے ظہور سے پہلے مر جائے۔ امام مہدی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر کے امام مہدی کے حضور پیش کر کے کامیاب کرے گا یہ رجعت ہے۔

(دراسات ص ۲۱۹)

۲۲۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بارہ امام اور حضرۃ فاطمۃ الزہرا انبیاء علیھم السلام کی طرح معصوم ہیں۔ (دراسات اللبیب ص ۲۱۳)

۲۳۔ روافض کی طرح حدیث اصحابی کا النجوم کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قاضی ثناءُاللہ پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول میں اس کو حسن ثابت کیا ہے۔ (دراسات اللبیب)

۲۴۔ جس طرح شیعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے تمام ساتھیوں کو معاذ اللہ منافق اور غاصب قرار دیتے ہیں اور حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھیوں کو معاذ اللہ تقیہ باز قرار دیتے ہیں تا کہ ہر ایک کی بات کا انکار کیا جا سکے۔ اس طرح غیر مقلدین مجتہدین کی فقہ کو خرطۃ البیر اور تحقیق الحمیر سے تشبیہ دیتے ہیں (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۰۲) اور اپنے علماء کو مصداق ضلوا و اضلوا کا قرار دے کر ان کی سب کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین کے بارے میں

مزید جاننے کیلئے ہندوستان کے

مشہور حنفی عالم مولانا محمد ابوبکر

غازی پوری کی قلم سے شستہ تحریر

غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ

کا مطالعہ کریں

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

Scanned with CamScanner

جنگ آزادی

اور

غیر مقلدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ آزادی اور غیر مقلدین

غیر مقلدین نے ہر جگہ نفاق کا جہنم گرم کر دیا۔ مساجد میں لڑائیاں شروع کرا دیں انگریز حکومت نے جب دیکھا کہ غیر مقلدین نے مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کو تباہ کر دیا ہے تو اس نے موقع کو غنیمت جانا اور دہلی پر حملہ کر دیا جنرل بخت خاں نے علمائے دہلی سے جہاد کا فتویٰ مرتب کروایا یہ فتویٰ جنگ آزادی ص ۴۰۴ تا ۴۰۶ پر درج ہے۔ غیر مقلدین نے جنگ آزادی میں یہ کردار ادا کیا کہ ایک طرف تو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہتے اور فتویٰ جہاد پر دستخط کر دیے مگر دلی طور پر انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا پروفیسر ایوب قادری لکھتے ہیں۔ جو دستخط کرنے کے باوجود سرکار انگریزی کے وفادار رہے۔ انہوں نے انگریزوں کو چھپایا۔ جاسوسی کے فرائض سرانجام دیے اور تحریک آزادی کی مخالفت کی ان میں یہ حضرات ہیں۔

(۱) شیخ الکل شمس العلماء میاں سید محمد نذیر حسین۔

(۲) شمس العلماء مولوی ضیاء الدین۔

(۳) مولوی سید محبوب علی جعفری۔

(۴) مفتی صدر الدین آزردہ۔

(۵) مولوی حفیظ اللہ خاں۔ (جنگ آزادی ص ۴۰۹)

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔ جنرل بخت خاں وغیرہ باغی افسران نے علماء کو حکم دیا کہ اس فتویٰ پر اپنے دستخط کر دیں ورنہ سب قتل کر دیے جائیں گے پس سب نے بخوف جان کرہاً و جبراً دستخط کر دیے اگر وہ دستخط نہ کرتے تو اس وقت سب تلوار سے قتل کر دیے جاتے یا توپ سے اڑائے جاتے ان ہی سے مجبور ہو کر دستخط کرنے والے مولویوں میں سے مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین اور ان کے شاگردان مولوی محمد صدیق پشاوری اور مولوی عبداللہ

Scanned with CamScanner

مرحوم غزنوی تھے۔

(اشاعت السنۃ نمبرا، بحوالہ آثار رحمت ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، جنگ آزادی ص ۴۱۴، ۴۱۵)

نوٹ: یہ مولوی حفیظ اللہ خاں، میاں نذیر حسین کے سمدھی اور شاگرد تھے۔ ان کی صاحبزادی مولوی شریف حسین کو منسوب تھی۔ (جنگ آزادی نمبر ۴۱۴)

کمشنر صاحب کا اعتراف

ڈبلیو۔ جی۔ وائر فیلڈ قائمقام کمشنر دہلی لکھتے ہیں مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شہاب حسین اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانہ میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالت مجروحی میں انہوں نے انکا علاج کیا۔ ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔ (الحیات بعد الممات ص ۱۳۲) اس کے صلے میں میاں صاحب کو تیرہ سو روپے (۱۳۰۰) انعام ملا۔ (الحیات بعد الممات ص ۱۲۷)

رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد

میاں صاحب نے فتویٰ جہاد کے مقابلہ میں اپنے شاگرد محمد حسین بٹالوی سے رسالہ لکھوایا جس کی سب غیر مقلدین نے تائید کی اس میں انگریزوں کیخلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی، مذہبی دیوانے اور دوزخی قرار دیا اور اپنی جماعت کی انگریز کے ساتھ وفاداری کا بار بار اعلان کیا یہ رسالہ چھپا ہوا ملتا ہے۔ یہ رسالہ حکومت برطانیہ کو اتنا پسند آیا کہ مولانا محمد حسین صاحب کو انعام وکرام اور جاگیر سے سرفراز کیا گیا۔ مولوی مسعود عالم ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی انعام سے بھی سرفراز ہوئے'' اور پھر لکھتے ہیں معتبر اور ثقہ'' راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص ۲۹)

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں آپ نے (مولوی محمد حسین

بٹالوی) نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی (سیرت ثنائی ص ۳۷۲) ان غداروں کی غداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز کامیاب ہو گیا اور مسلمان ابتلائے مصائب ہوئے۔

(۱) ہزاروں علمائے اہل السنت والجماعت کو پھانسیاں دی گئیں۔ کالے پانی بھیجا گیا۔ حکومت کی طرف سے گرفتاریوں اور مقدموں کا یہ سلسلہ ۱۸۷۱ء تک برابر جاری رہا۔ ہزاروں خاندان تباہ کر دیے گئے۔

علی گڑھ کالج کے سالانہ جلسہ میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے سر عبدالرحیم نے فرمایا مسلمان جاگیرداروں اور زمینداروں کے تمام املاک گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کر لیں جو بنگال کی ایک چوتھائی تھیں۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ملت کے سینکڑوں شریف اور خوشحال خاندان نان شبینہ کے محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد بیکسی اور مفلسی میں دربدر پھرنے لگے (جنگ آزادی ص ۶۱) آخر مسلمان جہاد ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور انہوں نے مساجد میں خدا کو پکارنا شروع کر دیا۔ اب غیر مقلدین نے یہ کردار ادا کیا کہ جو حنفی علماء جنگ آزادی کے مقدموں سے بچ گئے تھے۔ ان کی مساجد میں مذہبی لڑائی کر کے مقدمہ کھڑا کیا جاتا اور انگریزی حکومت ہر مقدمے میں فیصلہ اپنے وفاداروں اور وظیفہ خواروں کے حق میں دیتی۔ چنانچہ میاں نذیر حسین کی سوانح حیات میں ہے "اس زمانہ میں احناف اور اہلحدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی اور فوجداری میں دائر تھے (الحیات بعد الممات ص ۶۱۱) انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بہ بکثرت مقدمات دائر ہوئے۔ اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لندن تک لڑا جس میں غیر مقلدین کامیاب رہے یعنی اہلحدیث (الحیات بعد الممات ص ۶۱۴) ان میں سے بعض مقدمات کی تفصیل میں مولوی ثناءاللہ امرتسری نے ایک مستقل کتاب فتوحات اہلحدیث شائع کی۔

ان مقدمات میں غیر مقلدین کو ۱۸۹۴ء تک گھسیٹا گیا۔ جن میں بعض کی

نہرست (الارشاد ص ۲۲، ۲۳) پر بھی درج ہے۔ آپ سوچیں گے ایک نومولود فرقے کو اتنے مقدمات کے لیے خرچ کہاں سے ملتا تھا۔ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ مقلدین کی جائیریں ضبط کر کے غیر مقلدین کو دی جاتی تھیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کی سوانح عمری (مآثر صدیقی ج ا ص ۴۷) پر ہے۔ کہ نواب شمس الامر کو اس خطاب کے علاوہ باون لاکھ روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب کو ایک لاکھ چوبیس ہزار/۱۲۴۰۰۰ روپے سالانہ حکومت برطانیہ سے ملتے تھے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۲۸)

چونکہ غیر مقلدین سرکاری سرمایہ کے بل بوتے پر مساجد میں فساد کرتے اور غریب مقلدین (جن کی قوت کچھ جنگ آزادی کی نظر ہو چکی تھی۔ باقی سرمایہ گورنمنٹ نے لوٹ لیا) کو پریشان کرتے جاسوسی کرتے اور مساجد میں عجیب و غریب عقائد کا مظاہرہ کرتے۔ آخر علماء اہلسنت والجماعت نے ان کے خلاف ایک فتویٰ بنام، جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد شائع کیا جس پر علمائے عرب و عجم میں سے ۹۵ مفتیان کرام کی مہریں ثبت تھیں۔ اس فتویٰ سے پریشان ہو کر انہوں نے حکومت برطانیہ کی چاپلوسی کی حد کر دی چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔

''اس گروہ اہلحدیث کے خیر خواہ وفادار، رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو اپنے قوی وکیل اشاعۃ السنۃ کے ذریعے سے جس کے نمبر ۱۰ جلد نمبر ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے۔ (اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ شمارہ نمبر ۹ ص ۲۶۲ جنگ آزادی ص ۶۶)

اس طرح ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ مسلمانان اہلحدیث کی طرف سے پیش کیا اس میں لکھا تھا۔ مذہبی آزادی اس گروہ کو

Scanned with CamScanner

خاص کر اس سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے۔ کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام واستحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک بادکی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۹ شمارہ نمبر ۷ ص ۲۰۵، جنگ آزادی ص ۶۷)

اس طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبکدوشی پر جماعت اہلحدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا۔ جس پر سب سے پہلے میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں اس کے بعد ابو سعید محمد حسین وکیل اہلحدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسری مولوی قطب الدین، پیشوائے اہل روپڑ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری، مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی محمد ابراہیم آرہ اور مولوی نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس کے دستخط ہیں۔

میاں نذیر حسین صاحب جب حج کو گئے تو حرم محترم میں آپ نے فرمایا ہندوستان میں اس وقت انگریزی حکومت ہے۔ وہاں ہر مذہب والا آزادی کے ساتھ اپنے شعار مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہے کوئی مسلمان نہ جمعہ سے روکا جاتا ہے نہ جماعت سے اور یہاں اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی حکومت میں ہم لوگ طواف کعبہ اور جمعہ و جماعت سے مجبور ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے۔

(الحیات بعد الممات ص ۱۶۱، ۱۶۲)

حضرات بالکل یہی بات مرزا کادیانی نے تریاق القلوب میں لکھی ہے لیکن مرزا نے یہ بات قادیاں میں بیٹھ کر کہی اور میاں نذیر حسین نے حرم شریف میں سوچو کس کو ثواب زیادہ ملے۔ سو ان عبارات سے یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گئی کہ یہ فرقہ انگریزی حکومت کا پیدا کیا ہوا ہے۔ کوئی اسلامی حکومت اس کے وجود کو برداشت نہیں کرتی تھی۔

فتویٰ جامع الشواہد کو بے اثر ثابت کرنے کے لیے غیر مقلدین نے پھر کمشنر

برطانوی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک صلح نامہ مرتب کروایا مگر وہ کوئی شرعی فتویٰ نہ تھا۔ اس لیے اس فتویٰ سے بچنے کے لیے انہوں نے حکومت برطانیہ کو درخواست دی کہ سرکاری کاغذات میں ہمارا نام اہل حدیث لکھا جائے اور وہابی کا لفظ منسوخ کیا جائے تا کہ یہ فتویٰ کسی عدالت یا پنچایت میں ہم پر لاگو ہی نہ ہو سکے چنانچہ یہ درخواست منظور کر لی گئی۔

(جنگ آزادی ص ۶۶)

اس دوران میں میاں نذیر حسین نے رد تقلید پر ایک کتاب معیار الحق لکھی۔ جس کا اکثر مواد روافض وغیرہ کی کتابوں سے لیا مگر اس پر عرب وعجم کے کسی ایک مسلمہ مفتی کی تصدیق بھی نہ لکھوا سکے۔ جب مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوریؒ نے اس کے استدلال کی خامیاں ظاہر کیں اور نقول کی خیانتیں ظاہر کیں تو غیر مقلدین یہ کہہ کر اس کتاب سے جان چھڑا گئے کہ ہم قرآن حدیث کے سوا کسی کتاب کو نہیں مانتے۔ خود میاں نذیر حسین جب حج کے لیے گئے تو اس مسئلہ پر توبہ نامہ لکھ کر آئے۔

پھر عوام میں فتنہ اور مساجد میں خانہ جنگی کے لیے ایک دس سوالوں کا اشتہار شائع کیا۔ جس کے جواب میں احناف کی طرف سے کئی کتابیں، ادلہ کاملہ، انفلاح الادلہ، اظہار الادلہ، عشرہ کاملہ، عشرہ مبشرہ، اشعار الاشاعرہ علی اشتہار العشرہ، انتصار الاسلام، لکھی گئیں مگر غیر مقلدین کسی کا جواب نہ دے سکے۔ اور ایک غیر مقلد نے چند سال بعد پھر اسی اشتہار کو دوبارہ شائع کر دیا اور یہ جھوٹ لکھا کہ اس اشتہار کا کوئی جواب احناف نہیں دے سکے۔ درحقیقت اس جھوٹ پر ان کی بنیاد ہے۔

اس دوسری دفعہ پھر ۳۴ سوالات کا ایک اشتہار احناف کی طرف سے شائع ہوا جس میں چونتیس مسائل پر غیر مقلدین کی مندرجہ شرائط پر حدیث کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ اشتہار الفتح المبین ص ۴۳۱، ۴۳۲ پر درج کر دیا گیا ہے لیکن غیر مقلدین آج تک جواب نہیں دے سکے۔ جب اس طرف سے لاجواب ہوئے تو ۱۲۹۰ھ میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اسلام میں پہلی دفعہ بیس رکعت تراویح کے خلاف فتویٰ دیا اور رمضان کا مبارک مہینہ بھی اس دن سے ذکر وفکر کی بجائے فتنہ وفساد کا مہینہ بنا دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

الظفر المبین جب غیر مقلدین نے دیکھا کہ علمی میدان میں وہ اب منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تو انہوں نے خیر القرون میں مرتب اور شائع ہونے والے مذہب کو غلط ثابت کرنے کے لیے یہ شور مچایا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے اور ساری جماعت نے مل کر فقہ و حدیث میں خیانتیں کر کے کچھ مواد اکٹھا کیا۔ لیکن جھوٹ اور خیانت کے اس پلندے کو کوئی نام نہاد لامذہب مولوی اپنے نام پر چھپوانے کو تیار نہ تھا۔ کیونکہ ان کے مولویوں پر پہلے بہت سی کتابیں قرض تھیں وہ سارا مواد محی الدین نامی تاجر کتب کے نام سے چھپا اس شخص کا اصلی نام ہری چند ولد دیوان چند قوم کھتری سکنہ علی پور ضلع گوجرانوالہ تھا۔ یہ شخص ابن سبا کی طرح برائے نام مسلمان بنا۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک بناتا رہا۔ اس نے وہ سارا مواد الظفر المبین کے نام سے شائع کیا۔ ان کے کسی مولوی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس کے اس پہلے ایڈیشن جو رمضان ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوا۔ پر ایک سطر بھی تصدیق کی لکھ دیں۔ اس شخص کا فقہ کے بارہ میں علم اتنا ہی تھا۔ جتنا سوامی دیانند کا علم قرآن پاک کے بارہ میں یا پنڈت شردھانند کا علم صحاح ستہ کے بارہ میں تھا۔ مگر عجیب بات یہ تھی کہ اہل حدیث نام رکھ کر بڑی بے دردی سے اکثر احادیث کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں احناف نے نصر المجتہدین، ظفر المقلدین، سیف المقلدین اور الفتح المبین کتابیں چھپوائیں۔ حضرت مولانا منصور علیخاں نے الفتح المبین، علماء اور مفتیان کرام کے سامنے پیش کی وقت کے ایک سو چار مفتی صاحبان نے اس کتاب کی توثیق و تصدیق فرمائی، علمائے احناف نے دونوں کتابیں الظفر المبین اور اس کا جواب الفتح المبین علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کر دیں۔ علمائے حرمین شریفین نے احناف کی کتاب الفتح المبین کی تائید و تصدیق فرمائی اور الظفر المبین کے بارہ میں لکھا کہ اس کا مؤلف ضال، مضل، فسادی کاذب اور شیطان ہے اور تعزیر بالقتل کا مستحق ہے۔

(الفتح المبین ص ۶۵۴ تا ص ۶۶۷)

غیر مقلدوں

کا

دستر خوان

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدوں کا دسترخوان

۱۔ کافر کا ذبیحہ

کافر غیر کتابی کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰، ص ۲۳۹، دلیل الطالب ص ۴۱۳) اس مسئلہ کی دلیل میں آیت قرآنی یا حدیث صحیح پیش کریں۔ شوکانی کی تقلید جائز نہیں۔

۲۔ ذبح

ذبح کا جو طریق فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ چار رگیں کاٹی جائیں ان کی صراحت قرآن حدیث میں ہے یا نہیں۔ اگر چاروں رگوں کے نام کی صراحت ہے تو آیت یا حدیث دکھائیں یا جھٹکے کا نام ذبح رکھیں۔ (عرف الجادی ص ۲۳۹)

۳۔ تسمیہ

غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجادی ص ۲۳۹) غیر مقلد اس مسئلہ میں امام بخاری کے مقلد ہیں، ہمارے ہاں تسمیہ تو ہے نکٹوں اور ناک والوں کی مثال ہے تضاد متروک التسمیہ اگر چہ ناسیا ہو حرام ہے۔ ش (ثنائیہ ص ۹۰، ۸۹ ج ۲)

۴۔ بحری جانور

وحق آنست کہ ہر حیوان بحری حلال است۔ بر ہر صورت کہ باشد۔

(عرف الجادی ص ۲۳۸)

۵۔ بحری مردہ

وہر چہ در بحر مردہ یافتہ شود بہر سبب کہ باشد حلال است، مادام کہ طافی نہ بود۔ (عرف الجادی ص ۲۳۸، بدور الاہلہ ص ۳۳۳) یعنی مینڈک خنزیر، کچھوا، کیکڑا، سانپ

انسان وغیرہ احلت لنا میتتان کے خلاف ہے۔ (الحدیث زجاجہ ج ۳ ص ۴۰۳)

۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الاہلہ ص ۳۴۸) کیڑے مکوڑے، مکھی، مچھر بھڑیں، چھپکلی وغیرہ۔ آنحضرتؐ کا تو یہ فرمان ہے کہ مکھی پانی وغیرہ میں گر پڑے تو غوطہ دیکر نکال دو۔ مگر غیر مقلدین پھینکنے کی بجائے منہ میں ڈالتے ہیں۔ اس دعویٰ کیلئے صریح آیت یا حدیث لائیے۔

۷۔ خار پشت

یعنی ساہی کھانا حلال ہے، حرمت کی حدیث ثابت نہیں۔ (عرف الجادی ص ۲۳۵، بدور الاہلہ ص ۳۵۱) صریح حدیث لاؤ۔

۸۔ شکار

پس صید جملہ جوارح مکلبہ حلال باشد (عرف الجادی ص ۲۳۸) یعنی کافر کتا ہو یا خنزیر۔ (زجاجہ ص ۲۹۱، ۲۹۲ ج ۳)

۹۔ بندوق کا شکار

جو جانور بندوق سے مر جائے اس کا کھانا جائز اور حلال ہے (بدور الاہلہ ص ۳۳۵، فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲، ج ا ص ۱۵۰) حالانکہ اس سے انہار دم نہیں ہوتا بلکہ موقوذہ ہے۔ اس کے جواز کے لیے صحیح حدیث یا آیت قرآنی پیش کریں۔

۱۰۔ بجو

بجو حلال ہے جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں یہ قول صحیح اور موافق حدیث رسولؐ ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۱، ص ۷۷)

۱۱۔ گھوڑا

گھوڑا حلال ہے (عرف الجادی ص ۲۳۶) اس کا قربانی کرنا بھی ثابت

Scanned with CamScanner

ہے بلکہ ضروری ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۲۸، ۱۲۷ ج ا)

نوٹ: فقہاء نے حلال جانور کے بعض اجزا مثلاً آلہ تناسل وغیرہ کھانا حرام لکھا ہے۔ غیر مقلدین فقہ کے اس مسئلہ کو نہیں مانتے وہ یا تو صریح حدیث دکھائیں کہ گھوڑا حلال ہے مگر اس کا آلہ تناسل حرام ہے یا اس کو کھائیں دیدہ باید۔

بول و براز

ماکول اللحم کا بول و براز (حلال جانور کا پیشاب پاخانہ) پاک ہے جس کپڑے پر لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۵۶، ج ا ص ۴۹)

یعنی شربت بنفشہ نہ ملا گھوڑے کا پیشاب پی لیا۔ اسپرو کی بجائے گھوڑے کی لید چبالی معجون فلاسفہ کی بجائے بھینسے کا گوبر اور ہاتھی کی لید اور پیشاب تو لبوب کبیر کا فائدہ دیتی ہوگی۔

۱۲۔ گوہ حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۳۶، نزجابہ ج ۳ ص ۳۱۱)

۱۳۔ منی ہر چند پاک است (عرف الجادی ص ۱۰) ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے۔ (فقہ محمدیہ ج ا ص ۴۶ حاشیہ صحیح مسلم) یہ فقہ محمدیہ محمد صاحب الظفر المبین کی ہے، کسٹرڈ، کلفیاں جو چاہیں بنائیں دو قول۔ عمل کا غالباً یہ طریقہ اچھا رہے گا کہ ایک دن مرد کھا لیا کرے دوسرے دن عورت، قرآن پاک تو کہتا ہے ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ﴾ (السجدہ) بخاری پر منی کو اذی فرمایا ہے لیکن غیر مقلد کہتے ہیں۔ والحق ان الاصل الطهارة (الروضة الندیہ ص ۱۳) اب غیر مقلد احل لکم الطیبات کہہ کر کھانا شروع کر دیں۔

نوٹ فقہاء ... ت ن چار وجوہ بیان کرتے ہیں۔ ا۔ نجاست ۲۔ نشہ ۳۔ استخباث ۴۔ استقذار غیر مقلدین کے نزدیک استخباث بھی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ منی کو پاک کہہ کر اس کی حرمت کی وجہ بیان کریں۔

Scanned with CamScanner

۱۵۔ رضاع کبیر

یجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیة لتجویز النظر ۔

(روضۃ الندیہ ص ۲۳۶، نزل الابرار ج ۲ ص ۷۷، عرف الجادی ص ۱۳۰)

نوجوان وہابن کا دودھ جب ایک ہاتھ لمبی ڈاڑھی والا پئے گا تو ڈاڑھی بہاں تک پہنچے گی پردے کا کام بھی دے گی، سنت کا ثواب علیحدہ ملا ہم خرما ثواب۔ ادھر بابا دودھ پی رہا ہے ادھر فرج کی رطوبت ڈاڑھی کو لگ رہی ہے وہ غیر مقلدہ چاٹ لے گی یہ بھی قید نہیں کہ دن میں کتنی بار پئے۔ لا رضاع بعد العفال۔

۱۶۔ نمکین ایکٹ

خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ خمر جل جاتی ہے۔ (نزل الابرار جلد ۱ ص ۵۰) اگر پیشاب پاخانہ میں آٹا گوندھ لیا جائے تو پھر کیا حکم ہے؟

۱۷۔ کچھوا، کوکرا اور گھونگھا حلال ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۰ و ۱۰۹ و ۱۳۳)

۹ ب:۔ بندوق کا شکار اگر تکبیر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور جانور قبل از ذبح مر جائے تو حلال ہے احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲) حلت شکار بندوق کا فتویٰ (میرا) ہی نہیں بلکہ نواب صاحب بھوپال قاضی شوکانی۔ سید عرفان وغیرہ مرحومین بھی قائل تھے آہ۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم   جنید و شبلی و عطار ہم مست

علاوہ دلائل نقلیہ کے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر شکار بندوق حرام قرار دیا جاوے تو آج کل شکار کی رسم ہی بند ہو جائے گی کیونکہ تیروں کا رواج ہی نہیں فافہم۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۵۰)

تضاد

بندوق کی گولی سے جو جانور مرے وہ موقوذہ ہے لہٰذا حرام ہے۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲، دلیل ج ۲ ص ۱۴۹)

نوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ (براہین پنجم) مگر بعد میں قول شاہ نعمت اللہ کا پیش کرتا تھا۔ ثناء اللہ کو تنبیہ بھی کر دی گئی کہ یہ مرقوط ہے اور لاتاکل من البندوق الا ماذکیت پھر بھی وہ شوکانی کی تقلید کر رہا ہے بتائیے یہ تقلید قسم چہارم میں داخل ہو کر حرام اور شرک بنی یا نہیں۔

۱۸۔ سرطان

سرطان کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس لیے بحکم ذرونی ماترکتکم حلال ہے۔ (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۹)

تضاد

آیت یحرم علیهم الخبائث کی بنا پر سرطان حرام ہے۔

(سیف بنارسی ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۰، ۱۰۹)

۱۹۔ حقہ تمباکو

حقہ تمباکو خواہ زردہ ہو کچی پتی ہو یا خمیرہ ہو یا بیڑی سگریٹ سب مفترات و مسکرات میں داخل ہیں ...... کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تمباکو نوش راسینہ سیاہ است
اگر باور نداری نے گواہ است

اجمع المسلمون علیٰ وجوب الحد علیٰ شاربها سوا شرب قلیلاً او کثیراً ولو قطرة واحدة. اس علت سے یہ شے محرمات میں شمار ہوگی۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۶)

تضاد

سوال: پان تمباکو خمیرہ پینا جائز ہے یا ناجائز اس پر جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اسراف میں داخل ہے یا نہیں۔

الجواب: ناجائز کہنے کی کوئی دلیل نہیں کسی کو ضرورت مفیدہ ہو تو اسراف بھی نہیں۔ (اہلحدیث ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ) منع کا فتوی ۱۷ صفر ۱۳۴۷ھ کا ہے۔

۲۰۔ ڈاک خانہ کا سود

اس کو بعض جائز کہتے ہیں بعض حرام۔ (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۸) کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن ش فرماتے ہیں یہ قطعی حرام ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۸) غیر مقلد کس قول پر عمل کریں گے۔ ہفتہ ہفتہ کا بٹوارہ کرلیں گے۔

۲۱۔ زید شراب کا کاروبار کرتا ہے اسے گھاٹا پڑ گیا۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کہتے ہیں اس کے مال سے کھانا جائز ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۴) ش کہتے ہیں ناجائز ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۴) غیر مقلد کدھر جائیں۔

غیر مقلدین سے ایک سوال

ایک جگہ دو صاحب جھگڑ رہے تھے ایک صاحب کہتا تھا میں براہ راست آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتا ہوں۔ تم امام ابو حنیفہؒ اور فقہاء کے واسطے سے حضورؐ کی پیروی کرتے ہو۔ میرا دین صحابہؓ والا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی بات مجھے پسند آئی۔ میں غیر مقلد ہونا چاہتا ہوں لیکن ان پڑھ ہوں نہ میں نے صحابہ کی طرح آنحضرت کو نماز پڑھتے دیکھا نہ خود حضورؐ سے سن کر صحابہؓ کی طرح حدیثیں یاد کیں نہ ہزاروں راویوں کے حالات کی چھان پھٹک کر سکتا ہوں مجھے کوئی اسلام پر عمل کرنے کا ایسا طریق بتائے جس میں سوائے نبی پاکؐ کے کسی پر اعتماد بھی نہ کرنا پڑے اور میں مکمل اسلام پر براہ راست صحابہ کی طرح عمل بھی کرلوں۔ کوئی صاحب فوراً یہ طریقہ بتائیں تاکہ میں نجات کے راستے پر آسکوں کہیں اپنی تقلید یا کسی اور امتی کا نام نہ لے دینا اور نہ اس پریشانی میں ڈالنا کہ ایک کی بجائے ہزاروں راویوں کا اعتماد حاصل کرنا پڑے۔ ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء ملخصاً

تحقیق اور تقلید

تحقیق کہتے ہیں معرفۃ الشیٔ بالدلیل کو اور تقلید کہتے ہیں معرفۃ الشیٔ بلا دلیل کو۔ اس لیے تقلید جہالت ہے (۱) معرفت بھی ہے اور جہالت بھی۔ جس کا علم بلا دلیل ہو جیسے خدا کا علم، رسول کا علم، اس کا کیا حکم ہوگا۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً. وَاجعلنا للمتقین اماماً میں کیا جہل اور شرک کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

تقلید جہالت

انما شفا العی السوال کے خلاف ہے۔ حضورؐ جہالت سے شفا فرمائیں۔ نذیر حسین وغیرہ نے کہا ہے کہ مطلق تقلید واجب۔ کیا جاہل رہنا واجب ہے یا مباح ہے یا شرک ہے۔

نوٹ ضروری

ان کے جواب میں کسی امتی کا قول پیش کر کے مشرک نہ بنیں۔ اور نہ قیاس کر کے شیطان بننے کی کوشش کریں۔

نوٹ: (ش) سے مراد شرف الدین کے فتوے ہیں

کتاب النکاح

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

(۱) غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے۔ نکاح کرسکتا ہے اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہوں (ظفر الملانی ص ۱۴۱ عرف الجادی ص ۱۱۱) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع ... سے استدلال کرتے ہیں

(۲) بیٹی:۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو۔

(عرف الجادی ص ۱۰۹)

(۳) قرآن پاک میں ہے فانکحوا ماطاب لکم من النساء یعنی نکاح کرو جو بہتر ہو تمہارے نزدیک عورتوں میں سے۔

بہتر عورت

وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث پ ۶ ص ۵۶ الحارقہ)

(۴) محل قائم رکھنے کا نسخہ:

عورت کو زیر ناف بال استرے سے صاف کرنے چاہئیں۔ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ)

(۵) گواہ شرط نہیں اگر حدیث لا نکاح الا بولی وشاھدی عدل صحیح ہوتی تو گواہ شرط ہوتے مگر یہ حدیث صحیح نہیں اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔

(عرف الجادی ص ۱۰۷)

۶۔جماع کے طریقے

امالو جامع اجنبية بالطريق الغير المعتاد (دُبرزنی) اوبا الحجر اولخشبة وهلكت فعليه ارش الجناية ولامهرولا عقر. (نزل الابرارج ۲ص ۵۷)

ترجمہ: اگرکسی غیرعورت سے دُبرزنی کی یا پتھراورلکڑی سے اس سے صحبت کی اوروہ مرگئی تواس جرم کانہ جرمانہ ہوگانہ مہر دیناہوگانہ خون بہا۔

قیاس توشیطان کا کام ہے۔مگر یہاں جماع کے طریقے بتانے میں توشیطان کے بھی کان کتر دیے کاش یہ بھی واضح فرمادیتے کہ وہ پتھر صاف ہو یانوکدار کتناموٹااورلمباہو لوہاخاردارہو یادھارداراورلکڑی کانٹےدارہو یاکیسی؟

(۷)استبراأازحیض

عورت جب حیض سے پاک ہوتو دیوار کے ساتھ پیٹ لگا کر کھڑی ہو جائے۔اورایک ٹانگ اس طرح اٹھائے جیسے کتاپیشاب کرتے وقت اٹھاتاہےاور روئی کے گالے فرج کے اندر بھرے پھران کونکالے اس طرح وہ پوری پاک ہوگی (لغات الحدیث استبرأ)۔آج کل روئی ۲۵/روپے سیر ہے۔جس شخص کی کفالت میں دس عورتیں ہوں وہ اڑھائی سو(۲۵۰/) کی توروئی لاکردے۔قیامت کے قریب تو پچاس پچاس عورتیں کفالت میں ہونگی۔

(۸)خوشبوکااستعمال

حائضہ حیض سے پاک ہوکر جب غسل کرے تب دھجی کاروئی کے ساتھ خوشبولگاکرشرم گاہ کےاندررکھ لے(فقہ محمدیہ ج ۱ص ۳۲) قبرکوخوشبولگانے والے قبر پرست،فرج کولگانے والے فرج پرست کیوں نہیں۔قرآن کوخوشبولگانابدعت اور حرام اورفرج پرعطرچھڑکناسنت۔

(۹) نظر در باطن فرج

ہمچین دلیلے بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ۔ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

شرم گاہ کے اندر جھانکنے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں

(۱۰) ودر جواز استمتاع از فخذین وظاہر الیقین ونحو آں خود ہیچ شک وشبہ نہ باشد، سنت صحیحہ بداں وارد گشتہ۔

(بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

رانوں میں صحبت کرنا۔ اور دُبر میں جائز ہے کوئی شک نہیں بلکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

(۱۱) وطی الازواج والاماء فی الدبر یہ اختلافی مسئلہ ہے اس پر انکار جائز نہیں ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸)

بیویوں اور لونڈیوں کے غیر فطری مقام کے استعمال پر انکار جائز نہیں۔

(۱۲) ولو ادخل ذکرہ فی دبر نفسہ لا یلزم الغسل۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج ۱ ص ۲۴)

اگر (غیر مقلد نے) اپنا آلہ تناسل اپنی ہی دُبر میں داخل کر لیا تو غُسل فرض نہیں۔

(۱۳) غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی شخص دبر آدمی میں وطی کرے تو غسل واجب نہیں (ہدیۃ المہدی ص ۳۴ پر صاف تصریح ہے کہ غسل کے واجب ہونے پر کوئی دلیل ہم نے نہیں دیکھی۔

(۱۴) متعہ یعنی کنجری بازی کا قطعی لائسنس:۔ ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک متعہ کی اباحت قرآن پاک کی قطعی آیت سے ثابت ہے اور حرمت ظنی ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۳۴) متعہ پر انکار جائز نہیں ہے (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸) آہ غیر مقلدوں کی حکومت میں یہی کچھ ہوگا کہ غیر مقلد عورتیں متعہ کے سائن بورڈ اٹھائے بازاروں میں گھوما کریں گی۔ اور کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

(۱۵) زنا کا میلہ

ہر کہ مکرہ شد بر زنا او را از نا جائز ست وحد غیر واجب .... وامکان اکراہ زن ظاہر ست اگرچہ مرد را ارادہ فعل نبود۔

جس کو زنا پر مجبور کیا جائے اس کو زنا کرنا جائز ہے اور کوئی حد واجب نہیں۔ عورت کی مجبوری تو ظاہر ہے۔ مرد بھی اگر کہے کہ میرا ارادہ نہ تھا مجھے مجبور کیا گیا تو مان لیا جائے گا۔ اگرچہ ارادہ زنا کا نہ ہو۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

دیکھو غیر مقلد عورتوں کو زنا کی کیسی چھٹی دے دی۔ وہ جب بھی پکڑی جائیں گی امکان اکراہ ظاہر ہے۔ اور مرد بھی یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میرا ارادہ بالکل نہ تھا لیکن عورت نے چھیڑ چھاڑ کی۔ قوت شہوت کی وجہ سے میں بے اختیار ہو گیا۔

(۱۶) نظر بازی محارم

وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماسوائے قُبل ودُبر۔

ظاہر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں بہن بیٹی وغیرہ کی قبل دُبر کے سوا پورا بدن دیکھنا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۵۲)

(۱۷) نظر بازی کے لیے رضاع

یجوزا رضاع الکبیر ولو کان ذالحیة لتجویز النظر.

(روضۃ الندیہ ص ۲۳۶، نزل الابارج ۲ ص ۷۷)

جائز ہے کہ عورت غیر مرد کو اپنا دودھ چھاتیوں سے پلائے اگرچہ وہ مرد ڈاڑھی والا ہوتا کہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو جائے۔

(۱۸) نظر بازی اجانب

و یجوز للمرأة النظر الی الرجال الاجانب و حدیث افعمیا وان انتما محمول علیٰ انه خاص بازواج

النبی ﷺ و کذالک یجوز للرجل النظر الی فرج امرأته

(نزل الابرار ج ۳ ص ۴۷)

عورت کو جائز ہے کہ غیر مردوں کو دیکھے البتہ ازواج مطہرات کو یہ منع تھا۔ اس طرح مرد کو جائز ہے کہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔

آہ یہ غیر مقلدہ اور غیر مقلد زور شہوت سے کتنے اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں نہ ان کو قرآن کی آیت نظر پڑتی ہے۔ ﴿قل للمومنات یغضض من ابصارهن﴾ نہ ان کو خدا کی پھٹکار کی آواز سنتی ہے۔ لعن الله الناظر والمنظور الیه

(۱۹) نظر بازی سے

وبالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح ست لاسیما چون فاعل خاشے از وقوع درفتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازیست باشد کہ دریں حین مندوب ست بلکہ گاہے واجب گردد منیکہ ترک معصیت جز بایں حرکت ممکن نشود (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(مرد) کا اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکالنا اور (عورت کا) کسی سخت چیز کے استعمال سے اپنی منی نکالنا بوقت ضرورت جائز ہے خاص طور پر جب نظر بازی یا کسی فتنہ یا گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو خواہ نظر باز کا اس وقت مشت زنی باعث ثواب ہے اور گناہ سے بچنا مشکل ہو تو مشت زنی واجب ہے۔

(۲۰) فعل صحابہؓ

بعض اہل علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ صحابہ بھی جب گھر سے باہر ہوتے تو مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۲۱) فضلات موذیہ

ودر مثل ایں کار ہرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن ست

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

دلیل یہ ہے کہ جس طرح جسم میں دوسرے فضلے (پیشاب پاخانہ) ہیں کہ نہ نکالے جائیں تو انسان کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح منی بھی ایک فضلہ ہے اس کے نکالنے میں کوئی جرم نہیں۔

(۲۲) بحد یا تعزیز:۔ پس حکم بحد یا تعزیز مستمنی بید باعصمت مسلم وتحریم ایلاش بے وجہ ہست۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

پس مشت زنی کرنے والے پر حد لگانا یا تعزیر بلاوجہ مسلمان کو دُکھ دینا ہے۔

(۲۳) **فلو زنا بامرأة تحل له امها وبنتها .**

(نزل الابرار ج ۳ ص ۲۱، فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۷۶، ستاریہ ج ۱ ص ۱۰۰، ج ۴ ص ۱۱۸)

کسی عورت سے زنا کرتا رہے تو بھی اس عورت کی ماں اور بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

(۲۴) **لوزنا ابنه بامرأة تحل لابيه وكذالك لوزنا ابوه بامرأته فتحل لابنه**

(نزل الابرار ج ۳ ص ۲۱)

اگر بیٹے نے ایک عورت سے زنا کیا تو یہ عورت باپ کے لئے حلال ہے اسی طرح اس کے برعکس بھی حلال ہے۔

باپ اور بیٹے کی مشترک بیوی۔ **ولو جامع احد زوجة ابيه سوا كان بالغا اوغير بالغ اوصغيرا اومراهقالم تحرم علىٰ ابيه.** (نزل الابرار ج ۳ ص ۲۸)

اگر کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا خواہ زنا کرنے والا بالغ ہو یا نابالغ یا قریب البلوغ تو وہ اپنے خاوند پر حرام نہیں ہوئی۔

بہت خوب نکاح اور زنا دونوں کی گاڑی چلتی رہے۔

Scanned with CamScanner

(۲۴) تین غیر مقلد ایک غیر مقلدہ

واذا اشترک ثلاثة فی وطی امة فی طهر ملکها کل واحد منهم فیه فجأت بولد وادعوه جمیعا فیقرع بینهم ومن استحقه با لقرعة فعلیه للآخرین ثلثاالدیة.

(نزل الابرار ج ۲ ص ۷۵)

ایک عورت (غیر مقلدہ) سے تین (غیر مقلد) باری باری صحبت کرتے رہے۔ اوران تینوں کی صحبت سے لڑکا پیدا ہوا تو لڑکے پر قرعہ اندازی ہوگی جس کے نام قرعہ نکل آیا اس کو بیٹا مل جائے گا اور باقی دو کو یہ بیٹا لینے والا دو تہائی دیت دے گا۔

یہ جزئیہ کسی حدیث سے دکھاؤ۔ بہت خوب متعہ کی اولاد بانٹنے کا طریقہ بھی سکھادیا۔

غیر مقلدین کی خانہ جنگی

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی خانہ جنگی

ہمارے لامذہب (غیر مقلد) بھی عجیب ذہنیت کے مالک ہیں۔ رات دن یہ راگ الاپتے ہیں کہ تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں حنفی شافعی، مالکی، حنبلی ان کے اختلافات بیان کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان اختلافات سے ہی تنگ آکر تقلید چھوڑی ہے اور بے چارے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اختلاف سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ جہاں اختلاف دیکھو۔ اس سے جان بچاؤ اور اس چیز کو چھوڑ دو۔ مگر عاقل اور فہیم لوگ جانتے ہیں کہ یہ محض ایک فریب ہے۔ ہم ان لامذہبوں سے پوچھتے ہیں کہ:

(۱) کیا فروعی اختلافات صحابہ میں تھا یا نہیں اگر تھا جیسا کہ کتب احادیث مثل مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ سے ظاہر ہے کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل میں اختلاف تھا تو کیا آپ کے اصول پر صحابہ کو چھوڑنے والے حق پر ہیں یا ماننے والے۔

(۲) نیز یہ فرمائیے کہ آپ کے مناظر اعظم شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں۔ اس لیے اصحاب کے حق میں سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۹۰) کہ یہ مسئلہ کسی حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے ثابت ہے؟

(۳) کیا فروعی مسائل میں حدیث میں اختلاف ہے یا نہیں۔ کتب احادیث کو دیکھنے والا جانتا ہے کہ یقیناً اختلاف ہے تو آپ کے اسی اصول پر تمام احادیث کا انکار کرنے والے حق پر ہیں یا اختلافی احادیث میں سے راجح احادیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۴) کیا محدثین میں احادیث کی صحت وضعف کے بیان میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے ایک محدث ایک حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ دوسرا محدث اسے ضعیف بلکہ موضوع تک کہہ جاتا ہے۔ تو کیا آپ کے اصول پر محدثین کا انکار کر دیا جائے گا۔

(۵) کیا اسماء الرجال میں راویوں کے ثقہ یا ضعیف ہونے کے بارہ میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے تو کیا آپ کے اصول پر اسماء الرجال کے سارے فن کو ترک کر دینا واجب ہے۔

(۶) کیا قرآن پاک بہت سی آیات کی تفسیر کے بارہ میں مختلف اقوال تفاسیر میں موجود ہیں یا نہیں؟۔ تفاسیر کو دیکھیں یقیناً ہیں تو کیا قرآن پاک کی ان آیات کا انکار کر دو گے جن کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

(۷) کیا قرآن پاک کی ساتوں قرأتوں میں اختلاف ہے یا نہیں ہے۔ اور یقیناً ہے تو کیا ان سب قرأتوں کا انکار کر دیا جائے گا؟

(۸) اور خدارا بتائیے کیا اس ملک میں شافعی بستے ہیں؟ مالکی آباد ہیں؟ حنبلی رہتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ کیا اس ملک میں کبھی حنفی شافعی مناظرہ ہوا کبھی مالکی حنبلی جھگڑا کھڑا ہوا کسی مالکی نے کوئی کتاب یا رسالہ حنفیوں کے خلاف لکھا؟ ہرگز نہیں تو جو اختلاف اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں اس کا ذکر کر کے لوگوں کو دین سے بیزار کرنا دین کی کونسی خدمت ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم اس اختلاف کی وجہ سے غیر مقلد ہوئے ہیں کتنا بڑا جھوٹ ہے اگر آپ کی یہ دلیل انکار تقلید کے لیے واقعی معقول ہے تو کیا منکرین حدیث کا کہنا کہ احادیث کے اختلافات کی وجہ سے منکر حدیث بنے ہیں۔ منکرین صحابہ کا کہنا کہ صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم نے صحابہ سے انکار کیا ہے ان کی دلیل اور آپ کی دلیل میں کیا فرق ہے۔ جب کہ وہ اختلاف موجود ہے اور آپ کا بیان کردہ اختلاف سرے سے موجود ہی نہیں (اس ملک میں)۔

(۹) اگر انکار تقلید کا سبب آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے تو غیر مقلدین اس ملک

میں پیدا ہونے چاہیے تھے جہاں چاروں مذاہب موجود ہیں۔ حرمین شریفین میں تقریباً بارہ سو سال سے آئمہ اربعہ کے مقلدین آباد ہیں۔ ان کے مدارس ہیں۔ ان کی مساجد ہیں۔ ہر گروہ کے مفتی صاحبان ہیں۔ مگر بارہ سو سال میں وہاں تو غیر مقلد فرقہ پیدا نہ ہوا۔ یہ لا مذہب فرقہ انگریز کی حکومت میں اس ملک میں پیدا ہوا جہاں آئمہ اربعہ کے اختلاف کا نام تک نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ پروپیگنڈہ سراسر جھوٹا ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم غیر مقلد ہوتے ہیں۔

(۱۰) پھر عجیب بات یہ ہے کہ آئمہ اربعہ کا اختلاف تو اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں مگر اس فرقہ پر نصف صدی بھی نہیں گزری تھی کہ یہ فرقہ عقائد کے اعتبار سے مرزائیوں، نیچریوں، منکرین حدیث اور دین بیزاروں میں بٹ گیا اور اعمال کے اعتبار سے محمدی، غزنوی، روپڑی، ثنائی، غربا اہلحدیث، جماعت المسلمین وغیرہ فرقوں میں بٹ گیا اور یہ اختلاف اسی ملک میں موجود ہے۔ ان کو چاہیے کہ ان اختلافات کو تقریروں میں بیان کر کے اپنے فرقوں کا جھوٹا ہونا بیان کریں۔

(۱) زیارت قبور

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں، قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ ممانعت اٹھ نہیں سکتی (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶، ۳۱۵) مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶) ایک مفتی اسے لعنتی کہتا ہے دوسرا عامل بالحدیث۔

(۲) امامت

مولانا ثنا اللہ فرماتے ہیں "جو حضور کو حاضر ناظر جانے اس کو امام بنانا جائز نہیں۔
(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۴)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مرزائی کی اقتداء جائز ہے بلکہ مولانا ثناء اللہ نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ (فیصلہ مکہ ص ۷ و ۳۶)

(۳) مولانا ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں محرم عاشورا کے دن اپنے بچوں کے لیے حلوا وغیرہ پکانا بند کرنا چاہیے یہ بدعت ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۷)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں پر وسعت کرنا حدیث صحیح سے ثابت ہے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۷)

(۴) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ اس کے قائل تھے کہ خواب میں معراج ہوا۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں (یہ خواب) کا معراج بالکل غلط ہے کسے باشد۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

(۵) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں۔ جو امام تعدیل ارکان نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں نہیں نہیں ہرگز ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

(۶) مولانا ثنأ اللہ صاحب فرماتے ہیں جس شخص نے فجر اور عصر کے فرض پڑھ لیے ہوں پھر اسے جماعت فجر عصر کی ملے تو شامل نہ ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ عصر اور فجر کی نماز میں بھی دوبارہ جماعت میں شریک ہوجائے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۷) مولانا ثنأ اللہ صاحب فرماتے ہیں جس نے مغرب کی نماز پہلے پڑھ لی ہو وہ پھر جماعت میں شریک ہو تو چار رکعت کی نیت کرے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں تین رکعت کی ہی نیت کرے کیونکہ تین نفل جائز ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۸) جمعہ کی اذان اول رائجہ بدعت ضلالت ہے نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عثمانی نہ سنت خلفاء۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۴)

یہ اذان سنت خلفا ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔ جمہور صحابہ پر حملے کرنا بڑی جرأت ہے۔ (ج ا ص ۴۳۵، ج ۲ ص ۱۷۹)

(۹) مولانا ثناءاللہ، جرابوں پر آنحضرت ﷺ نے مسح کیا ہے۔
(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۱)
مولانا شرف الدین، میاں نذیر حسین۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں۔
(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۲، ۴۴۳)

(۱۰) کل سفر تین میل کرنا ہو تو نماز قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۴) اگر کل سفر دس میل ہو تو قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۰) محدثین کے نزدیک بارہ میل سفر پر قصر کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ص ۴۶۳) جمہور، سلف اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اڑتالیس میل پر قصر کرے اس سے کم پر نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۶۲)

(۱۱) بے نماز کافر ہے واجب القتل ہے (ثنائیہ ص ۴۶۵) نہ کافر ہے نہ واجب القتل۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۶)

(۱۲) مسجد کا محراب بنانا یہود و نصاریٰ سے مشابہت اور بدعت ہے۔ (اربعین محمدی، محمد جوناگڑھی) مسجد میں محراب بنانے جائز ہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۷۶)

(۱۳) چار رکعتوں کے درمیانی قعدہ میں بھی درود شریف پڑھنے کا حکم حدیث میں ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۶) چار رکعتوں کے درمیانی التحیات میں درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۷)

(۱۴) جو شخص حالت جنابت میں ہو اس پر غسل فرض ہو وہ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتا (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۸) ایسی حالت جنابت میں قرآن پاک کی تلاوت کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۰، ۵۲۱)

(۱۵) سر ننگے نماز جائز ہے۔ سر ننگے نماز کو سنت سمجھنا بالکل غلط ہے بلکہ اس کی عادت خلاف سنت اور بے وقوفی ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

(۱۶) تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا منع ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳) اوقات نہی میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ تحیۃ المسجد صرف مستحب ہے اوقات نہی

میں نہ پڑھے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۲۴)

(۱۷) جو مقتدی رکوع میں آکر شریک ہو اس کی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۳۲، ۵۳۳) جو شخص رکوع میں آکر شریک ہوا احادیث صحیحہ کے مطابق اس کی وہ رکعت صحیح ہے۔ اعادہ نہ کرے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱)

(۱۸) عیدین کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے جو اس کے خلاف کرتا ہے خلاف سنت ہے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۳۵)

دو خطبے عیدین کے اور ان کے درمیان بیٹھنا خلاف سنت ہے۔

(ثنائیہ ج ا ص ۵۳۶)

(۱۹) رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا اس کے حکم میں سخت اختلاف ہے۔

(۱) یہ نماز کا رکن ہے۔ (جیسے دین اسلام کے پانچ ارکان ہیں یہ بھی نماز کا رکن ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۲) یہ رفع یدین نماز کے واجبات میں سے ہے جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز باطل ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۳) یہ رفع یدین سنت ہے اس کا تارک کافر ہے۔ خدا کا دشمن ہے نبی کا مخالف ہے امت محمدیہ سے خارج اور گمراہ ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۴) یہ رفع یدین نماز کی زینت ہے اس کا تارک اتباع سنت سے محروم ہے بدقسمت ہے اور چار رکعتوں میں سو نیکیوں سے محروم ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۵) یہ رفع یدین اتنی اہم ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے نجران کے ضدی عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اسی طرح نور حسین گرجاکھی نے تارکین رفع یدین کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۶) مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاحب تنویر العینین کے مسلک کو اپنا مسلک قرار دیا اگرچہ نامکمل نقل کیا ہے کہ رفع یدین کرنا ثواب کا کام ہے لیکن اگر کوئی ساری

Scanned with CamScanner

عمر بھی نہ کرے تو اس پر ملامت کرنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج ا ص ۱۰۱)

(۷) یہ رفع یدین مستحب ہے اس کے ترک میں ثواب نہیں ملتا جیسے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مامور بہ لیکن وضو ہونے کی صورت میں ترک وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے۔ مگر (وضو پر وضو) کرنے کا ثواب نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔ فافھم۔ (ثنائیہ ج ا ص ۶۰۸)

(۸) اس کو سنت یا مستحب سمجھنے کی نشانی یہ ہے کہ کبھی کیا کرے کبھی چھوڑ دیا کرے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۸۱)

(۹) نواب وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔ رفع یدین سنت ہے جیسے جوتا پہن کر مسجد میں جانا سنت ہے یا جوتے سمیت نماز پڑھنا سنت ہے۔ جہاں فساد کا خوف ہو لوگ ناراض ہوں ان کے سامنے نہ کرے۔ (ملخصاً تیسر المجازی ج ا ص ۱۵۶)

(۱۰) یہی نواب وحید الزمان صاحب ان اعمال کی فہرست بیان کرتے ہیں جن کے فاعل پر انکار کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ وہ اعمال یہ ہیں۔ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا، مردوں کا وسیلہ لینا، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بیوی کی دُبر زنی کرنا، متعہ کرنا کرانا۔ دو نمازوں کا اکٹھا کر کے پڑھنا، شطرنج کھیلنا گانا گانا، باجے بجانا، ختم دلانا، محفل میلاد کرنا، نماز میں رفع یدین کرنا، بلند آواز میں آمین کہنا، تشہد میں انگلی اٹھانا۔ (ہدیۃ المھدی ج ا ص ۱۱۸) اب رفع یدین متعہ اور دُبر زنی کے برابر ہوگئی۔

(۲۰) منی پاک ہے جیسے تھوک اور رینٹ پاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۳۳،۳۴)

منی پیشاب پاخانہ کی طرح ناپاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۴۲)

(۲۱) کافر اور مشرک کے روپیہ سے مسجد بنانا ناجائز ہے۔ ان کا روپیہ مسجد میں لگ ہی نہیں سکتا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۷)

نوٹ: آجکل غیر مقلدین کی ساری بناوٹ اور آبادی ہی سعودیہ کے پیسے سے ہے جو حنبلی مقلد ہیں اور مقلد مشرک ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

کوئی غیر مسلم مسجد کو ثواب اور دین کا کام سمجھ کر حلال کمائی سے امداد کرنا چاہے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۴۵ ج ۱ص ۵۲)

(۲۲) جس جگہ پہلے مسجد ہو اس مسجد کو گرا کر وہاں مدرسہ بلکہ بازار بنانا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۵۰) جو مکان شرعی مسجد بن جائے اس پر دکانیں یا (سوائے سجدہ گاہ کے اور کچھ بنانا جائز نہیں) (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۵۱)

(۲۳) مسجد کے لوٹے، رسی، بالٹی چٹائی، دری، جاجم، فرش اور اس کی مرمت و صفائی یا تعمیر میں عشر اور زکوٰۃ (اوساخ الناس) کا خرچ کرنا درست نہیں کیونکہ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصارف منصوصہ میں داخل نہیں (ج ۲ص ۵۴)

مسجد کی مرمت تعمیر یا ضروری سامان کا انتظام مصارف زکوٰۃ میں آجاتا ہے۔
(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۵۲،۵۱)

(۲۴) ایک شخص نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی وہ مسجد میں گیا تو عصر کی نماز کھڑی تھی۔ وہ ظہر کی نیت سے جماعت عصر میں شامل ہو گیا۔ اس کا یہ فعل نص صریح کے معارض ہے اس لیے غلط اور مردود ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۱۲۷، ۱۲۸)

وہ ظہر کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد میں عصر کی نماز الگ پڑھ لے یہی صورت بہتر ہے۔ (ج ۲ص ۱۲۹)

(۲۵) جمعہ کے دن زوال کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں۔
(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۱۳۳)

جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنی منع ہے۔
(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۱۳۳)

(۲۶) مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی حدیث سے مسکوت عنہ ہے اور اصل مسکوت عنہ میں جواز واباحت ہے پس جواز ثابت ہوا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۱۹۶) مسبوق کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے۔
(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۲۲۶)

(۲۷) کسی بریلوی حنفی کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ ان کے بعض عقائد واعمال

شرکیہ اور کفریہ ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۲۴۰) بریلویوں کی عارضی اقتدا میں نماز باجماعت ادا کر لینی چاہیے یہ لوگ اہل اسلام سے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۲۴۳)

(۲۸) عام غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے مگر ان کی آخری معتبر کتاب میں حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے کہ زیر بحث عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اور اس سے صرف ایک بار کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (خیر الکلام ص ۱۳۶) ان احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار نماز میں ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ (خیر الکلام ص ۵۳۶) یعنی ساری نماز ظہر میں صرف ایک مرتبہ فاتحہ ضروری ہے۔

(۲۹) عام طور پر لامذہب یہ کہا کرتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔ چنانچہ حافظ محمد گوندلوی لکھتا ہے ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فرعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے۔ پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرے۔ تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور ہماری تحقیق میں فاتحہ خلف الامام ہر نماز میں جہری ہو یا سری فرض ہے اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے (خیر الکلام ص ۳۲) امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ صحابہ اور تابعین ہیں۔ اہل حجاز میں امام مالک ہیں اہل عراق میں امام ثوری ہیں۔ اہل شام میں امام اوزاعی ہیں۔ اہل مصر میں امام لیث ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایسے شخص کی نماز کو باطل نہیں کہا جس نے جہری نماز میں امام کی اقتدا کی اور قرأت نہ کی۔ (خیر الکلام ص ۳۳)

مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانوی احسن الکلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ پونے چار سو صفحات کی یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔ ساری بنیاد اس پر کھڑی کی گئی ہے کہ اہل حدیث امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں

حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام بخاری سے لے کر محققین علمائے اہل حدیث تک کی کسی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا۔ (مقدمہ خیر الکلام ص ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے لیکر پندرھویں صدی عطا اللہ حنیف تک کسی محقق نے بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز نہیں کہا بے نماز کہنا تحقیق نہیں خلاف تحقیق ہے۔

(۳۰) عام طور پر غیر مقلدین سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ منع ہے کیونکہ بخاری مسلم کی حدیث ابن عمرؓ میں آ گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے کہ یہ رفع یدین یعنی سجدہ کی نبی ﷺ کی آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی آخری عمر میں داخل ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو بلکہ ابن عمر کا اس فعل کو قبول کرنا بعد روایت منع رفع الیدین عند السجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا...... بلاشبہ اس کا عامل محیی السنۃ المیتۃ ہے (یعنی مردہ سنت کو زندہ کرنے والا ہے) اور مستحق اجر سو شہید کا ہے اس کی مخالفت کرنے والا اور ناراض ہونے والا غالی اور معاند حق ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

(۳۱) پنجاب کے غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑتے ہیں اور سندھ کے بعض غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں۔

خانہ جنگی

(ا) اگر سونے کا بھی مکمل نصاب نہ ہو چاندی کا بھی مکمل نصاب نہ ہو اور دونوں مل کر ان کی قیمت نصاب کے برابر بن جاتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(ابو الحسن، نذیر حسین فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۵-۸۶)

(ب) سونے اور چاندی کو ایک جگہ ملا کر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی بلکہ ایسی صورت میں

زکوٰۃ معاف ہوگی۔

(محمد یونس مدرس مدرسہ میاں صاحب فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۶،۸۸)

(ج) اس بارہ میں حضور سے کچھ مروی نہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۹۱)

(۲) زیور کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے زیور پر زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ صحیح مسلک محققین کا یہی ہے۔ کہ زیور پر زکوٰۃ فرض ہے اس لیے حدیث کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۹۳) زیور مستعملہ میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا اختلاف قطعاً باطل ہے (ص ۹۶) شرف الدین فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۰۱) سعیدی واجب نہیں (ج ا ص ۵۹،) ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۰۰) عبدالرؤف رحمانی ج ۷ ص ۳۰۲)

(۳) مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (عرف الجادی) زکوٰۃ فرض ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۷۶)

(۴) عشر

عشر ہری زمینیں جن پر سرکار لگان لیتی ہے عشر واجب ہے

(عبداللہ غازی پوری ج ۷، ص ۱۲۶، ۱۲۷)

ان زمینوں پر نصف عشر واجب ہے۔ عبداللہ روپڑی (ج ۷ ص ۱۲۴)

ربع عشر واجب ہے۔ (ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۲۳، ص ۱۸۳، ص ۱۴۵)

(۵) علما اور زکوٰۃ

من جملہ فی سبلیل اللہ علماء کرام پر صرف کرنا بھی ہے اس لیے کہ انکا بھی اس مال میں حصہ ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں خواہ فقیر بلکہ اس راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ (ج ۷ ص ۲۲۴)

اصحاب اموال کا اپنے بچوں کو ایسے لوگوں سے تعلیم دلانا جن کی وہ تنخواہ اپنے اموال کی زکوٰۃ وعشر سے دیتے ہیں درست نہیں ایسے علماء جو دین کے کام میں مصروف ہوں معیشت کے لیے وقت نہ نکال سکیں مساکین میں شامل ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۹)

(۶) مسجد

(ا) زکوٰۃ وعشر نہ اپنی مسجد پر خرچ کرنا جائز ہے۔ نہ دوسری مسجد پر۔ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصرف میں داخل نہیں (ج ۱ ص ۱۷۸) اور زکوٰۃ کا مال بھی مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ مصارف زکوٰۃ ایک مشہور چیز ہے۔ مساجد زکوٰۃ کے مصارف سے ہرگز نہیں۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کو عام جان کر زکوٰۃ کے روپوں کو مسجد میں لگانا جائز بتاتے ہیں۔ ان کی زبردست غلطی ہے بغیر دلیل کے لڑتے ہیں نیز یہ زکوٰۃ اوساخ الناس ہے (شرف ج ۷ ص ۲۲۶) آیت شریف للفقرأ میں ''لام'' محض تملیک کے لیے ہے۔ اور مدارس ومساجد پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں۔

(محمد اسماعیل مدراسی ص ۲۳۳)

(ب) تعمیر مساجد میں صرف کرنا درست ہے (ج ۷ ص ۲۲۱) زکوٰۃ کے متعلق ایک قول ملتا ہے کہ مسجد میں لگانا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۸۶)

مدرسہ

(ا) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو دینا یا سامان فراہم کرنا جائز نہیں ہے ہاں مال زکوٰۃ غریب طلباء کو دینا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۱۳) نذیر حسین۔

(ب) جو شخص اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے لوگوں کو کہے کہ مال زکوٰۃ مدرسہ میں طلبا کو دینا یا مال زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا حرام و ناجائز ہے۔ وہ جھوٹا اور علم دین سے بے خبر و جاہل ہے اس کو اپنی ہٹ دھرمی و سینہ زوری سے توبہ کر کے خدائے قدوس غفور الرحیم کے دربار عالی میں دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی واجب و ضروری ہے (ج ۷ ص ۲۲۲) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو تنخواہ دینا یا سامان مدرسہ فراہم کرنا جائز نہیں (ج ۷ ص ۲۲۷) عبدالرحمٰن مبارکپوری۔

مدرسین کی تنخواہیں اور مناظرین اور مبلغین کا سفر کرایہ اور دیگر ضروری

اخراجات جیسے لاؤڈ سپیکر کا کرایہ اور مبلغین کا سفر خرچ اور زائد خدمت زکوٰۃ سے ہو سکتے ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۵۰)

لاؤڈ سپیکرز زکوٰۃ کی مد سے خرید کر وقف نہیں ہو سکتا۔ (ج ۷ ص ۲۵۰، ج ۷ ص ۳۲۴) کارخانہ، مکان، لاریاں اور آلات وغیرہ کی مالیت خواہ کتنی ہو اس پر زکوٰۃ نہیں (ج ۷ ص ۱۹۳) صدقہ فطر فرض عین ہے (ج ۷ ص ۱۹۹، ج ۷ ص ۲۹۳) لاصدقة الاعن ظهر غنى کے خلاف ہے۔

امام

امام زکوٰۃ صدقۃ الفطر امام یا اس کے نائب کے حوالہ کرنا چاہیے (ج ۷ ص ۳۱۰) سردار ہی زکوٰۃ کے لینے اور اس کے بانٹنے کا مالک ہے۔ خود سردار ہی تحصیل کرے یا اپنے نائب کے ذریعے تحصیل کراوے تو جو شخص تحصیلدار کو نہ دے اس سے جبراً لی جاوے گی (ج ۷ ص ۳۱۷) زکوٰۃ اور عید کا صدقہ دینے والا اور نکالنے والا اپنے طور پر غربا و مساکین وغیرہ کو نہ بانٹے بلکہ واجب ہے کہ اپنے سردار یا اس کے نائب کے حوالے کر دے یا سردار و نائب خود طلب کر کے اپنے طور پر تقسیم کرا دے۔ (ج ۷ ص ۳۱۳)

سود

سیونگ بنک کا سود لینے کا فتویٰ جماعت اہلحدیث میں سے مولوی عبدالواحد غزنوی نے دیا ہوا ہے۔ (ج ۷ ص ۳۰۵)

عُشر کِن پر

عشر صرف زمیندار اور مزارع پر ہے (لوہار، ترکھان، حجام دھوبی پر بعد نصاب بھی فرض نہیں) (ج ۷ ص ۱۳۶)

لوہار ترکھان وغیرہ کے دانے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی عشر فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۳۶)

ہمشیرہ!

صدقہ فطر و زکوٰۃ حقیقی ہمشیرہ کو باجازت امام دے سکتا ہے (ج ۷ ص ۲۷۹) گنے میں زکوٰۃ فرض ہے (ج ۷ ص ۱۴۹) گنا پونڈا سے رسول اللہ ﷺ نے عشر معاف کر دیا ہے۔ (ج ۷ ص ۱۶۳)

Scanned with CamScanner

امام

امام (مولوی عبدالستار) کوز کوٰۃ وصول کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے (ج ۷ ص ۲۶۳) تملیک زکوٰۃ میں لازم ہے (ج ۷ ص ۲۵۶) ضروری نہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۴)

کافر

کافر مصرف زکوٰۃ غریب مساکین ہیں اس میں مؤمن کافر کی تمیز نہیں (ج ۷ ص ۲۷۵) غیر مسلم کو فطرہ یا زکوٰۃ ہر گز نہیں دینی چاہیے اگر ان کو یہ اموال دیے گئے تو شرعاً یہ خیرات مردود ہے۔ (ج ۷ ص ۲۹۱)

حرام دو قسم پر ہے ایک کا حصول بالرضا ہوتا ہے جیسے زنا کی اجرت جوئے کا نفع وغیرہ دوسرا بالجبر جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ توبہ کے بعد حلال ہو جاتا ہے دوسری قسم کے متعلق نہیں (ج ۷ ص ۲۷۲) ثانیہ، پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ بالکل باطل ہے قطعاً حرام ہے حلت کی کوئی دلیل نہیں۔

(ج ۷ ص ۲۷۲ شرفیہ)

(۱) نماز میں آپ کے بدن پہ نجاست لگ گئی آپ نے نماز نہ توڑی۔
(تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۱۲ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷)

پس مصلی با نجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست۔

ترجمہ: نمازی کے بدن کو نجاست لگی ہو تو وہ گناہ گار ہے لیکن نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ) کیا معاذ اللہ آنحضرت ﷺ اس نماز سے گنہگار ہوئے؟

(۲) طہارت محمول و ملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست (بدور الاہلہ ص ۳۹) ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

نمازی کے لباس اور نمازی نے جو چیز اٹھائی ہو اس کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے (جیسے حنفی کہتے ہیں)

اذا القی علیٰ ظهر المصلی قذرا وجیفة لم تفسد علیه صلوته (بخاری ج ۱ ص ۳۷) نیز راجع تیسیر الباری۔

ابوال الابل والد واب والغنم ومرابضها وصلی ابو موسیٰ فی دار

البريد والسرقين والبرية الى جنبه فقال ههناوثم سواء (بخاری ص ۳۶)
یعنی لید اور گوبر نجس نہیں ہے تو یہ مقام اور جنگل کا صاف میدان دونوں برابر ہیں۔

(تیسر الباری ج ۱ ص ۲۰۸)

طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز۔ یہ بات درست نہیں (گندے لباس اور گندگی سر پر اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز بالکل صحیح ہے) (عرف الجادی ص ۲۱) نوٹ۔ عرف الجادی والا مشت زنی کو بھی واجب کہتا ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

ہمارے علما میں سے امام ابن حزم اور اصطغری کا بھی یہی قول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۸۳) باب الصلوٰۃ فی التیان ص ۵۲ گھٹنا ص ۵۳ وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماعدائے قبل و دبر (عرف الجادی ص ۵۲)

ظاہری دلائل سے محرم کی طرف قبل و دبر کے علاوہ دیکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

وہر کہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامہ ناپاک گذارد نمازش صحیح است (عرف الجادی ص ۲۲)

ہر وہ شخص کہ جس کا نماز میں کچھ ستر کھل گیا یا اس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

واما آنکہ نماز زن اگر چہ تنہا یا باز ناں یا باشوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم است۔ (بدور الاہلہ ص ۳۹)

عورت اکیلی یا عورتوں میں کھڑی ہو کر شوہر یا باپ بھائی، بیٹے کے ساتھ کھڑی ہو کر بالکل ننگی نماز پڑھ سکتی ہے (حنفی جو کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی) ہم یہ بات نہیں مانتے۔

مولوی ثناء اللہ کے نزدیک نوکر ج ۱ ص ۴۳۶، ج ۱ ص ۶۱۵ دکاندار ج ۱ ص ۶۰۳، فٹ بال کھلاڑی (ج ۱ ص ۶۳۲، ۶۳۱) نماز عصر نماز ظہر کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ اہل

Scanned with CamScanner

حدیث کے نزدیک بغیر عذر کے دو نمازیں ایک وقت میں اکٹھی پڑھ سکتا ہے۔

الجمع بين الصلوتين من غير عذر ولا سفر ولا مطر جائز هذا عند اهل الحديث (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۹) یعنی تین وقت رہ گئے۔ فجر، ظہر، مغرب

ماسوائے عورت (شرمگاہ) کے باقی سارے بدن پر محرمات (ماں بہن بیٹی وغیرہ سے مالش کروانا جائز ہے۔ بوڑھے کو بھی جوان کو بھی ضرورت شدید کے وقت محرمات کو عورت (شرمگاہ) کی طرف نظر کرنا اور مس کرانا (مالش کرانا) بھی جائز ہے جیسے طبیب کو جائز ہے (نذیریہ ج ۳ ص ۱۷۶) ضرورت کی تشریح۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو یا جو پر شہوت ہو۔ شہوت کے بارہ میں اپنے دانت پیس رہی ہو۔ تم ایسی عورت کرو جس کی فرج تنگ ہو۔ جو شہوت کے مارے دانت پر دانت رگڑ رہی ہو وہ عورت جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو۔ (وحید اللغات الحارقہ ج ۲ ص ۵۶) عورتوں کے لیے موئے زیر ناف اکھاڑنے سے استرہ سے مونڈنا اچھا ہے کیونکہ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے۔

(نذیریہ ج ۳ ص ۳۵۶)

غیر مقلدین حضرات کے اس پُرشور دعویٰ

کہ "ہم اہلحدیث ہیں" اور انکا عمل تمام

سنتوں پر اور تمام صحیح احادیث پر ہوتا ہے

اس دعویٰ کا رد مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

مدظلہ نے بڑے ہی خوب صورت انداز

میں فرمایا اس سلسلہ میں ان کی کتاب:

مسائل غیر مقلدین

کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں

کا مطالعہ فرمائیں

ناشر

ادارہ خدام احناف لاھور

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین
کی
غیر مستند
نماز

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی غیر مستند نماز

(۱) اسلام میں ایمان کے بعد سب سے بڑا مقام اور درجہ نماز کا ہے۔ تمام مسلمان فرقے نماز پڑھتے ہیں اور سب فرقوں نے اپنے طریقہ نماز پر نہایت مفصل کتابیں لکھی ہیں جو اس فرقہ میں مسلّم ہیں، ان کے مدارس میں داخل نصاب ہیں۔

مگر ایک غیر مقلدین کا فرقہ ایسا ہے جن کی ایسی کوئی مستند مسلّم داخل نصاب کتاب ہو۔ نہیں ہے۔

(۲) چونکہ ہمارے ملک کی قومی زبان اردو ہے، اس لئے ہر فرقہ نے اردو میں بھی اپنی کتابیں لکھیں تاکہ اردو دانوں کو نماز کا طریقہ اور تفصیل سکھائی جائے۔ جن میں سے اہل سنت والجماعت کے مدارس میں تعلیم الاسلام، بہشتی زیور نصابی حیثیت کی کتابیں ہیں۔

غیر مقلدین کا عربی زبان سے کوئی مذہبی رشتہ نہیں ہے

(۳) احناف کی عربی کتب فقہ عرب و عجم کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب ہیں۔ جن کا انکار دوپہر کے سورج کا انکار ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ احناف کی جڑیں عرب، اور شاخیں سب پر سایہ افگن ہیں عرب و عجم کا سواد اعظم اس شجرۂ طیبہ کے زیر سایہ اسلامی زندگی گزار رہا ہے۔

غیر مقلدین کے مذہب کا کوئی مسلّم متن عربی زبان میں نہیں ہے جو کسی عربی مدرسے میں داخل نصاب ہو ان کے مسائل کی کتابیں عموماً اردو میں ہیں جس سے واضح ہے کہ عرب سے ان کا کوئی مذہبی رشتہ نہیں ہے یہ سراپا ایک ہندوستانی فرقہ ہے جو اسی ملک میں پیدا ہوا یہیں پلا اور بس۔

(۴) پاک و ہند میں بھی دور وکٹوریہ سے قبل اس فرقہ کی نہ کوئی مسجد تھی نہ مدرسہ نہ کوئی کتاب نہ قبر، نہ کوئی اخبار نہ رسالہ نہ اشتہار۔ معلوم ہوا کہ اس کی پیدائش ہی غیر

مسلم حکومت ہی کی مرہون منت ہے۔

(۵) اس نومولود فرقے نے سواد اعظم کی نماز کے بارہ میں عوام کے دلوں میں وسوسے پیدا کرنے شروع کیے ہیں اور اپنی نماز کو یہ خالص نبوی نماز کہتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ خدا اور رسول کی براہ راست بات کے سوا کوئی بات دین میں قابل قبول نہیں اس لئے ضرورت ہے کہ یہ جھگڑا ختم ہو اور اردو دان حضرات کے سامنے اردو نصابی کتب اور عام پڑھے جانے والی عملی نماز کا تقابل ہو جائے۔

غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے ثابت کر کے دکھائیں

(۱) الفقہ علی مذاہب اربعہ میں چاروں آئمہ سب سے پہلے نماز کی مکمل شرائط عام فہم ترتیب سے یکجا بیان کرتے ہیں۔ ہماری نماز کی سات شرائط تعلیم الاسلام ص ۴۴ پر موجود ہیں، ہر اردو دان خود پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط سب اردو دانوں کے سامنے رکھ دیں۔ اگر وہ اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے نہ دکھا سکیں اور ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو آئندہ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنا بند کر دیں۔

(۲) سب کو معلوم ہے کہ صحاح ستہ والے فقہ کے چاروں اماموں کے بعد ہوئے ہیں۔ ان کا فرض تھا کہ ان غلط شرائط کو حدیث سے رد کرتے۔ تو اب غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ صحاح ستہ سے وہ حدیث دکھائیں جس کی بناپر تمام صحاح ستہ والوں نے ان شرائط کو باطل قرار دیا ہو، اور شرائط نماز لکھنے والوں کو بے دین کہا ہو۔

غیر مقلدین اپنی نماز کے ارکان مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں

(۳) سب آئمہ فقہ نے پھر نماز کے ارکان بیان فرمائے ہیں۔ ہم رکن کی تعریف، اس کے ثبوت کا طریق، اس کے تارک کا حکم، اور تعداد ارکان اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۱۲۳ ج ۳)

(۴) غیر مقلدین

(ا) یہ سب باتیں اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(ب) پھر ہماری تعریف، حکم وارکان کے غلط ہونے کو حدیث صحیح صریح، غیر معارض سے ثابت کریں گے اور اپنی تعریف، حکم، ارکان، ایک حدیث سے دکھائیں گے۔ یا ارکان ماننے والوں کا مشرک و بدعتی ہونا دکھائیں گے۔ اور لکھ کر دیں گے کہ کسی فرض کو ماننا خواہ وہ شرط ہو یا رکن ہو اور اس پر عمل کرنا بے دینی ہے۔ اور جن احادیث میں فرائض کے حساب وغیرہ کا ذکر ہے ہم ان سب کے منکر ہیں۔

(۵) اس کے بعد احناف واجب کی تعریف اس کا طریق ثبوت، اس کے تارک کا حکم، اور واجبات کی تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں گے۔

(تعلیم الاسلام ج ۳ ص ۱۲۸، ۲۹)

(۶) پھر غیر مقلدین ان چاروں کی تردید حدیث سے کریں گے۔ اور قرآن و حدیث سے یہ چاروں چیزیں صحیح ثابت کریں گے، یا ان کے قائلین کا بے دین ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے۔

(۷) پھر احناف سنت مؤکدہ کی تعریف، طریق ثبوت، تارک کا حکم، اور تعداد سنن اپنی نصابی کتب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۱۳۰ ج ۳)

(۸) ازاں بعد احناف نماز کے مستحبات، تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کا حکم، اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۳۰ ج ۳)

(۱۰) پھر غیر مقلدین ہماری مستحب کی تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کے حکم، اور تعداد کو قرآن و حدیث سے غلط ثابت کریں گے اور مستحب کی صحیح تعریف، طریق ثبوت، اس کے فاعل و تارک کا حکم اور تعداد قرآن و حدیث اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(۱۱) نماز کو مفسدات سے بچانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے احناف نماز کے مفسد

کی تعریف، حکم، اور تعداد اپنی نصابی مسلمہ کتاب سے دکھائیں گے۔

(تعلیم الاسلام ص ۱۶۷ ج ۴)

(۱۲) پھر غیر مقلدین اس تعریف، حکم اور تعداد کا غلط ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔ اور مفسد کی صحیح تعریف، حکم اور تعداد قرآن وحدیث سے اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(۱۳) پھر احناف مکروہات نماز، مکروہ کی تعریف، طریق ثبوت، حکم اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ج ۴ ص ۱۷۰۔۱۶۹)

(۱۴) پھر غیر مقلدین ہماری اس تعریف، طریق ثبوت، حکم، اور تمام مکروہات کو قرآن وحدیث سے غلط ثابت کریں گے۔ اور مکروہات کی صحیح تعریف، صحیح طریق ثبوت، صحیح حکم، اور صحیح تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھا کر پھر قرآن وحدیث سے دکھائیں گئے۔

غیر مقلدین کی نماز قرآن وحدیث سے ثابت نہیں

(۱۵) غیر مقلد مناظر دوران بحث قرآن وحدیث کی پابندی کرے گا۔ کوئی ایسا نام استعمال نہ کرے گا۔ جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر اسماء الرجال اصول جرح وتعدیل وہی پیش کرے گا۔ جنہیں اہل فن نے صرف قرآن کی آیات واحادیث سے لکھا ہو۔

(۱۶) اگر غیر مقلد مناظر اپنا نام۔ اپنی نماز کے شرائط، ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات مفسدات اور احکام اپنی مسلمہ نصابی کتاب اور صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا۔ تو اسے لکھ کر دینا ہوگا کہ میں اپنی نماز کی تفصیل اپنی مسلمہ نصابی کتاب اور قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں۔

اور اپنے دعویٰ عمل بالقرآن والحدیث میں بالکل جھوٹا ثابت ہوگیا ہوں۔

اسی طرح احناف کی نماز کی شرائط، ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات، ان کی

Scanned with CamScanner

تعریفات واحکام کو خلاف قرآن وحدیث ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں۔اور اس دعویٰ میں بالکل جھوٹا ثابت ہوا ہوں کہ حنفی نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ جب اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے اپنی نماز کی تفصیل بتانے سے غیر مقلدین عاجز رہیں تو ان کی عملی نماز پر بات شروع ہوگی۔وہ ہر جواب حدیث صحیح ،صریح ،غیر معارض سے دیں گے۔

غیر مقلدین قرآن وحدیث سے جواب دیں

(۱) نیت کے وقت دل میں، وقت، نماز، سنت، فرض وغیرہ کن کن امور کا ارادہ کرنا چاہیئے۔

(۲) آیت قرآن، قوله تعالىٰ ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى﴾، کا تعلق نماز سے ہے۔اور آیت ربک فکبر، کا تعلق بھی نماز سے ہے۔یا نہیں۔

(۳) ان دونوں آیات کے مطابق کوئی اللہ اکبر کے علاوہ اللہ اجل۔اللہ اعظم کہہ لے تو آیات کے موافق ہے یا مخالف۔

(۴) لفظ اللہ اکبر فرض ہے یا واجب یا سنت۔یہ حکم صریح حدیث میں دکھلائیں۔

(۵) تکبیر تحریمہ، منفرد اور مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے کہتے ہیں یہ کس حدیث میں ہے۔

(۶) تکبیر تحریمہ امام ہمیشہ بلند آواز سے کہتا ہے اس کی حدیث بتائیں۔

(۷) تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین احادیث سے ثابت ہے، مگر اس کا یہ حکم کہ یہ سنت مؤکدہ ہے یہ بھی حدیث سے ثابت ہے یا اجماع سے۔

(۸) ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ رکھنے کی حدیث عمیر بن عمران کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن آپ کا عمل اسی پر ہے۔ (مجمع الزوائد، ص ۱۰۲ ج ۲)

(۹) انگلیاں کھلی اور کشادہ رکھیں (ترمذی) یہ حدیث باطل ہے (آپ کا عمل اسی پر ہے) (کتاب العلل ابن ابی حاتم، ص ۱۶۲ ج ۱)

(۱۰) مرد کندھوں تک، عورت سینے تک ہاتھ اٹھائے (طبرانی) اس پر آپ کا عمل

کیوں نہیں محض قیاس پر عمل ہے۔

(۱۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی حدیث کہ آنحضرت ﷺ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے۔ مسلم، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، ابوداؤد طیالسی اور ابن حبان میں ہے ان سات کتابوں میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔ صرف ابن خزیمہ میں ہے، جس کا راوی مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے اسی منکر ومردود روایت پر آپ کا عمل ہے۔

(۱۲) فتاویٰ ثنائیہ، (ج ۱ ص ۵۳۴)۔ اور فتاویٰ علمائے حدیث، (ج ۳ ص ۹۵) پر آیت قرآنی ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلیل لی ہے جب کہ صحیح احادیث اور امت کا اجماع ہے کہ وانحر سے قربانی مراد ہے۔ احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف قرآن کے غلط معنی کرنا گناہ ہے یا ثواب......؟

(۱۳) اگر کہو کہ ہم دونوں معنی لیتے ہیں، قربانی کرنا بھی، اور سینے پر ہاتھ باندھنا بھی، تو قربانی آپ نماز کے بعد کرتے ہیں؟ بلکہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ بھی گھر ہی جا کر باندھا کریں۔

(۱۴) فتاوی ثنائیہ (ج ۱ ص ۴۴۳) اور فتاویٰ علمائے حدیث (ج ۳ ص ۹۱) پر لکھا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری مسلم...... میں ہیں...... حالانکہ بخاری و مسلم میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

(۱۵) مولانا نور حسین گرجاکھی نے لکھا ہے کہ حضرت وائل کی رفع یدین والی حدیث میں۔ مسلم، ابن ماجہ، دارقطنی، دارمی، ابوداؤد، جزء بخاری، مسند احمد، مشکوٰۃ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا لفظ ہے (اثبات رفع الیدین ص ۱۹) حالانکہ ان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔

(۱۶) مولوی محمد یوسف جے پوری غیر مقلد حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں کہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق آئمہ محدثین (صحیح ہے) ہدایہ ص ۳۵ ج ۱، شرح الوقایہ ص ۹۳ یہ محض جھوٹ ہے۔

(۱۷) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی احادیث باتفاق آئمہ محدثین ضعیف ہیں ہدایہ ص ۳۵۰ ج ۱، یہ بھی بالکل جھوٹ ہے نمبر ۱۶ و نمبر ۱۷ کی ہدایہ اور شرح الوقایہ کے متن کی اصل عربی عبارات تحریر کریں۔

حضرات دیکھئے:۔ اہلحدیث کہلانے والے ذمہ دار علماء کس بیبا کی سے قرآن، حدیث اور فقہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

(۱۸) فتاوی ثنائیہ ص ۴۴۴ ج ۱، پر ابن خزیمہ کی حدیث ضعیف کی سند اتار کر صحیح مسلم کی ایک سند جوڑ دی ہے جو بہت بڑا دھوکا ہے۔

(۱۹) سب انبیاء کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (مسند زید اور محلی ابن حزم میں. حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ سے ذکر ہے۔ اور آنحضرتؐ کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ کراچی ص ۳۹۰ ج ۱) اس کا سنت ہونا مسند احمد میں مذکور ہے مگر صرف احناف کی ضد سے غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔

(۲۰) علماء کرام کا اجماع واتفاق ہے کہ عورتیں نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔

(السعایہ ص ۱۵۶ ج ۲)

ثناء پر بحث

(۲۱) حضور ﷺ کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا، امام بن کر، (نسائی مترجم ص ۳۵۶ ج ۱) اور حضرت عمرؓ کا امام بن کر جہراً پڑھنا، مسلم اردو ص ۳ ج ۲ پر ہے۔ غیر مقلدین کس حدیث کی بناء پر ان پر عمل نہیں کرتے۔

(۲۲) مقتدی کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا، نسائی مترجم ص ۳۰۰ ج ۱ پر ثابت ہے، غیر مقلدین اس کے خلاف کس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۲۳) اکیلے نمازی کا ثناء آہستہ پڑھنا جیسا کہ غیر مقلدین کا عمل ہے، کس حدیث میں ہے۔

(۲۴) آنحضرتؐ کے بعد خلفاء راشدین میں سے کسی نے بھی سبحانک اللھم الخ کے علاوہ ثناء نہیں پڑھی، فرائض وسنن میں۔ معلوم ہوا کہ سنت قائمہ یہی ہے۔ مگر غیر مقلدین اس کو سنت قائمہ نہیں سمجھتے۔

(۲۵) اگر ثناء نماز میں جان بوجھ کر نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۲۶) اگر بھول کر ثناء کی جگہ التحیات الخ پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۲۷) ثناء میں جل ثناء ک کے الفاظ احادیث مشہورہ میں نہیں ہیں اس لئے فرائض میں نہ پڑھے۔ (ہدایہ ص ۲۶ ج ۱) ہاں مسند الفردوس میں ہیں۔ غیر مقلدین جنازہ میں باقی سبحانک اللھم حدیث سے ہمیں دکھادیں، جل ثناء ک وہ ہم سے دیکھ لیں۔

(۲۸) آنحضرتؐ قرأت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے (عبدالرزاق ص ۸۶ ج ۲) آپؐ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱) یہی سنت قائمہ ہے، دوسرے صیغوں پر عمل باقی نہ رہا۔

(۲۹) تعوذ کا منفرد، امام، مقتدی کے لئے آہستہ پڑھنا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۳۰) تعوذ فرض ہے یا سنت، اگر کوئی نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں جواب بحوالہ حدیث دیں۔

تسمیہ پر بحث

(۳۱) امام کا بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا صحیح احادیث میں ہے۔ (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱، مسند احمد ص ۱۱۴ ج ۳) اور امام کا بلند آواز سے تسمیہ پڑھنا بدعت

ہے۔(ترمذی ص ۶۲) غیر مقلدین سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

(۳۲) اکیلے نمازی کا بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳۳) نسائی مترجم ص ۳۰۸ ج ۱ کی تبویب سے ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر بھی نماز میں یہ بسم اللہ نہ پڑھے تو نماز درست ہے۔

قرأت فاتحہ پر بحث

(۳۴) اکیلا نمازی ہر نماز میں سورۃ فاتحہ اور سورت آہستہ پڑھتا ہے اس کی دلیل کونسی حدیث ہے۔

(۳۵) قرآن میں ہے ﴿فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل) جس طرح پانی کا ہر قطرہ پانی ہے۔اسی طرح قرآن کی ہر ایک آیت قرآن ہے۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ مطلق قرأۃ فرض ہے لیکن غیر مقلدین اس حکم قرآنی کو نہیں مانتے۔تو کیوں......؟

(۳۶) کیا خاص سورۃ فاتحہ کا فرض ہونا کسی صریح آیت قرآنی سے ثابت ہے۔

(۳۷) حضورؐ نے فرمایا جس نماز میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔(مسلم ص ۱۶۹ ج ۱) لیکن غیر مقلدین حضورؐ کے خلاف اس نماز کو باطل کہتے ہیں۔

(۳۸) آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں منادی کروائی جس میں ولو بفاتحۃ الکتاب ہے۔(ابوداؤد، کتاب القرأۃ) جو فرضیت فاتحہ کی نفی ہے۔لیکن غیر مقلدین اس منادی کو نہیں مانتے۔

(۳۹) آنحضرت ﷺ نے جتنی تاکید نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرمائی اتنی ہی کچھ زائد قرآن پڑھنے کی فرمائی، حکم بھی دیا۔(ابوداؤد ص ۱۱۸ ج ۳ و ابن حبان ص ۲۱۱ ج ۳ نماز کی نفی بھی فرمائی، فما زاد ابوداؤد ص ۱۱۸ ج او حاکم ص ۲۳۹ ج ۱، فصاعداً مسلم ص ۱۶۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، وسورۃ ترمذی ص ۶۱، ابن ماجہ ص ۶۰، اس لئے احناف جس طرح فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اسی طرح فَمَا زَادَ کو واجب کہتے ہیں۔غیر مقلدین نے اس کے وجوب کا انکار کر کے کئی احادیث سے بغاوت کر رکھی ہے۔

Scanned with CamScanner

(۴۰) امام احمدؒ نے فرمایا کہ ہم نے اہل اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جہر سے قرأۃ کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قرأت نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ ہیں، اور یہ آپؐ کے صحابہ اور تابعین ہیں، اور یہ امام مالکؒ ہیں اہل حجاز میں، امام ثوری ہیں اہل عراق میں، یہ امام اوزعی ہیں۔ اہل شام میں۔ اور یہ امام لیث ہیں اہل مصر، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کا امام قرأۃ کرے اور مقتدی قرآت نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (مغنی ابن قدامہ ص۶۰۲ ج۱)

لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین نے احناف کی نماز کو باطل قرار دینا شروع کیا۔ اس پر چیلنج بازیاں شروع کردیں، سینکڑوں اشتہارورسالے لکھے۔ اس کے جواب میں محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ نے احسن الکلام لکھی جس کے بعد غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ حافظ محمد گوندلوی اور مولانا ارشاد الحق اثری نے صاف لکھا'' امام بخاریؒ سے لے کر دور قریب کے محققین علمائے اہلحدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے وہ بے نماز ہیں (توضیح الکلام ص۴۳ ج۱) فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نماز ہونے کا فتویٰ امام شافعیؒ سے لیکر مؤلف خیر الکلام تک کسی ذمہ دار محقق عالم نے نہیں دیا۔

(توضیح الکلام ص۹۹ ج۱)

امام بخاری سے لیکر تمام محققین علماء اہلحدیث میں سے کسی نے نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز ہے۔ کافر ہے (توضیح الکلام ص۵۱۷ ج۱)

ص۴۳ پر ایسے لوگوں کو غیر ذمہ دار لوگ قرار دیا ہے...... اگرچہ ایک دو ذمہ دار علماء نے یہ لکھا ہے، مگر ان کے عوام سو فیصد اور علماء خدا سے زیادہ اپنے عوام سے ڈرتے ہیں۔ ۹۹۹ فی ہزار اسی غیر ذمہ داری پر قائم ہیں۔

Scanned with CamScanner

قرأت قرآن کی بحث

(۴۱) ان کے غیر ذمہ دار عوام وعلماء کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک سو تیرہ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا حرام ہے صرف ایک سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن پاک میں ایک بھی آیت موجود نہیں ہے۔ جس میں ان کا یہ دعویٰ موجود ہو۔ قرآن ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن ان کے غیر ذمہ دار حضرات ہی نہیں بلکہ ذمہ دار حضرات بھی اس غیر ذمہ دارانہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی ایک نہیں پوری پانچ آیات کو تختہ ستم بنا رہے ہیں۔

فَاقْرَؤُا مَاتَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ الخ یہ سورۃ المزمل کی آیت ہے، جو تہجد کے بارہ میں نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد)

اور آنحضرت ﷺ نے بھی اکیلے شخص کو جب نماز کا طریقہ سکھایا تو فرمایا

ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن (بخاری ومسلم)

رسول پاک ﷺ کی ان احادیث کو یہ نہیں مانتے۔

(۴۲) یہ کسی حدیث سے اس آیت کا شان نزول یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ اس آیت سے پہلے مقتدی فاتحہ نہیں پڑھتے تھے، باقی سورتیں پڑھتے تھے۔ اس آیت نے مقتدی پر فاتحہ فرض، اور باقی ایک سو تیرہ سورتیں حرام کر دیں۔

(۴۳) دوسری آیت ﴿وَلَقَدْ آتَیْنٰکَ سَبْعًامِنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ﴾ پیش کرتے ہیں اس کے نہ ترجمہ میں ان کا دعویٰ مندرجہ نمبر ۴۱ درج ہے۔ اور نہ ہی شان نزول کسی حدیث سے مثل نمبر ۴۲ ثابت۔

(۴۴) تیسری آیت ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی﴾ (النجم پ ۲۷) ہر انسان کو اس کی کوشش ہی کام آئے گی۔ نہ تو اس آیت کا ترجمہ کے لحاظ سے امام ومقتدی کی قرأت سے تعلق، اور اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکور نہ ہی مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ

شان نزول ہے۔

(۴۵) غیر مقلدین حضرات! قرآن کی ۱۱۳ سورتیں آپ بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے، امام کا سترہ اور خطیب کا خطبہ بھی سب کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہاں آپ کو یہ آیت یاد کیوں نہیں آتی۔

(۴۶) چوتھی آیت ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ...﴾ پیش کرتے ہیں اس کا نہ تو ترجمہ ان کے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ کو ثابت کرتا ہے، نہ مثل نمبر ۴۲ اس کا شان نزول یہ مسئلہ ہے۔

(۴۷) اور ذکر کیا صرف سورۃ فاتحہ ہے باقی ۱۱۳ سورتیں ذکر نہیں وہ آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ یہ چار آیات تو مولوی ارشاد الحق اثری اور اس کے استاد حافظ محمد گوندلوی نے پیش کی ہیں۔

(۴۸) پانچویں آیت ان کے امیر جماعت مولوی محمد اسماعیل سلفی نے پیش کی ہے۔ ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى﴾ (طہٰ) اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نہ اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکور، اور نہ مثل نمبر ۴۲ شان نزول، اور ایک سو تیرہ سورتوں سے سلفی صاحب بھی بقول ان کے ساری عمر منہ پھیرتے رہے، اب قبر میں سزا بھگت رہے ہوں گے۔

(۴۹) چھٹی آیت مولوی محمد صادق سرگودھوی نے پیش کی ہے ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (بنی اسرائیل) کسی کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا۔ اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ مثل نمبر ۴۱ اس میں دعویٰ مذکور نہ مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ شان نزول۔ نہ اس کا جواب کہ ۱۱۳ سورتوں، خطبے، اور سترے کا بوجھ امام کیوں اٹھا لیتا ہے۔

حضرات گرامی! یہ قرآن پاک کی گت بنائی جاتی ہے، جو مسئلہ قرآن میں نہ ہو اسے قرآن پاک کے ذمہ لگانا کتنا بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس فرقہ کے ذمہ دار علماء کا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔

(۵۰) ہاں قرآن پاک کی آیت ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ یعنی جب (نماز باجماعت میں امام سے) قرآن پڑھا جائے تو (اے مقتدیوں) تم توجہ کرو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(مغنی ابن قدامہ ص ۶۰۵ ج ۱۔ وفتاویٰ ابن تیمیہ ص ۴۱۲ ج ۲)

(۵۱) آنحضرت ﷺ نے جب نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا تو فرمایا؟ واذا قرأفا نصتو یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱۔ مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۱) حضرت ابوہریرۃؓ (ابن ماجہ ص ۶۱) حضرت انسؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن اسلم، اور حضرت زہری سے مروی ہے اور یہ شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن مغفلؓ اور بہت سے تابعین سے مروی ہے۔

الحمدللہ قرآن پاک کا سایہ ہمارے سر پر ہے۔ غیر مقلدین محض ضد کی بنا پر قرآنی حکم کا انکار کر رہے ہیں۔

(۵۲) جس طرح قرآن پاک سے غیر مقلدین کا یہ مسئلہ ثابت نہیں اسی طرح خیر القرون میں لکھی گئی کتب حدیث مؤطا امام مالکؒ، کتاب الآثار امام محمد، کتاب الآثار ابی یوسف، کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ، مسند امام اعظمؒ کسی کتاب سے ایک حدیث بھی اپنے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ پیش نہیں کر سکتے۔

(۵۳) اسی طرح کتب حدیث مابعد خیر القرون میں سے صحیحین میں بھی ان کے دعویٰ پر کوئی صحیح صریح دلیل نہیں۔

(۵۴) سنن سے ایک حدیث عبادۃؓ کی واقعہ فجر والی پیش کرتے ہیں۔ مگر وہ صحیح نہیں۔ اس میں محمد بن اسحاق کی تضعیف و تدلیس اور اصحاب مکحول سے مخالفت کی وجہ سے شذوذ و نکارت۔ مکحول کی تدلیس و ارسال نافع بن محمود کی جہالت و ستارت سب

عیب موجود ہیں۔

(۵۵) احناف کے نزدیک وہ قرآن کے خلاف اور اجماع کے خلاف ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ اور سنت مشہورہ قرأة الامام لہ قرأة کے خلاف ہے۔

الغرض جب تک غیر مقلدین اس کو صحیح متفق علیہ اور آیت و اذا قرئ القرآن الخ کے بعد کی ثابت نہ کریں۔ اس وقت تک انکا کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ دونوں باتیں وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

(۵۶) اس ضعیف و منکر حدیث میں بھی صرف جہری نماز کا ذکر ہے۔ جن گیارہ رکعتوں میں امام آہستہ قرآن پڑھتا ہے ان میں بھی مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔ یہ کسی ضعیف حدیث میں بھی صراحۃً نہیں آیا۔

کافروں کی آیت

(۵۷) غیر مقلدین سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ آیت و اذا قرئ القرآن الخ کو کیوں نہیں مانتے۔ تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ ہمارے لئے نہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت کردو، تو گالیاں بکنے لگتے ہیں۔

حدیث منازعت پر بحث

(۵۸) غیر مقلدین کے علامۃ العصر ناصر الدین البانی نے حدیث عبادہؓ واقعہ فجر والی کو اپنی کتاب صفۃ صلوٰۃ النبی میں منسوخ قرار دیا ہے۔ اور حدیث منازعت کو اس کا ناسخ قرار دیا ہے۔ یہ حدیث منازعت حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ ابن بحسینہؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ غیر مقلدین محض ضد اور نفسانیت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔

(۵۹) حدیث منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرأة خلف الامام کرنے والے پر حضورؐ ناراض ہوئے، اسے ڈانٹا۔ مگر غیر مقلدین کو حضورؐ کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں۔

Scanned with CamScanner

قرأۃ خلف الامام کی بحث

(۶۰) حدیث منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہری نمازوں میں تمام صحابہ وتابعین امام کے پیچھے قرأت چھوڑ گئے تھے۔ غیر مقلدین اس اجماع کو بھی نہیں مانتے۔

(۶۱) جس طرح ایک اذان پورے محلہ کے لئے کافی ہوتی ہے، ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہوتی ہے، امام کا سترہ سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ خطیب کا خطبہ سب حاضرین جمعہ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث کفایت سے ثابت ہے کہ امام کی قراۃ مقتدی کے لئے قراۃ ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت جابرؓ بن عبداللہ حضرت ابو درداءؓ حضرت انسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت نواس بن سمعان اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ مگر غیر مقلدین محض تعصب سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۶۲) اور جب کہا جاتا ہے کہ آپ اتنی احادیث کے مقابلہ میں ایک ہی صحیح حدیث پیش کریں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے قرأۃ ہرگز نہیں، وہ حدیث ان کے بعد کی ہو تو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

(۶۳) آج کل کے غیر مقلدین قرآن اور صحاح ستہ کی صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف کتاب القرأۃ بیہقی ص ۵۶ کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں **لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام**۔ لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند کا مدار زہری پر ہے۔ اور وہ عن سے روایت کر رہا ہے۔ مدلس کے عنعنہ کو غیر مقلدین ضعیف کہتے ہیں۔ پھر یہی زہری اسی کتاب القرأۃ میں روایت کرتے ہیں کہ صحابہ آیت واذا قری القرآن الخ کے نزول سے پہلے امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے اسی آیت نے آکر روک دیا۔ تو خود زہری نے اس کا منسوخ ہونا بتا دیا۔ زہری سے چودہ شاگرد حدیث لاصلوٰۃ الخ کے راوی ہیں۔ مگر یونس کے علاوہ کسی کی روایت میں خلف الامام کا لفظ نہیں ہے۔ اور یونس کے بھی تین شاگرد ہیں۔ ان میں سے دو یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔ صرف

عثمان بن ؓ کی روایت میں ہے۔اور عثمان بن عمر کے بھی دو شاگرد ہیں۔حسن بن مکرم یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔دوسرا شاگرد محمد بن یحییٰ الصفار ہے، ساری امت کے خلاف یہی یہ لفظ (خلف الامام) روایت کرتا ہے۔مولوی ارشاد الحق اثری نے اپنی تیرہ سو سے زائد صفحات کی کتاب کا پیٹ گالیوں سے تو بھرا ہے مگر محمد بن یحییٰ الصفار کی توثیق اسماء الرجال کی کسی مستند کتاب سے ثابت نہیں کر سکے، نہ قیامت تک ثابت کر سکیں گے۔

افسوس اس بے ثبوت روایت کو بہانہ بنا کر قرآن کا انکار کیا جا رہا ہے۔احادیث صحیحہ سے فرار ہے۔اجماع امت سے بیزار ہیں اور تمام احناف کو بے نماز کہتے ہیں۔

(۶۴) پھر اسی کتاب القرأۃ بیہقی ص ۳۶ اپر حضرت جابرؓ ص ۱۷ اپر حضرت ابو ہریرہؓ ص ۴۷ ابیہقی پر حضرت ابن عباسؓ سے احادیث مروی ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے مگر امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ان کے بعد والی احادیث کا محض حیلے، بہانوں سے انکار ہے۔

(۶۵) مولوی ارشاد الحق اثری نے اب ایک نئی حدیث تلاش کی ہے تاکہ قرآن کے مقابلہ کے لئے ہتھیار ہی مل جائے، پھر غیر مقلدین اہل حدیث زندہ باد کے نعروں سے قرآن پاک کو اپنی مسجد سے نکال کر بس کریں گے۔وہ جانتے ہیں کہ قرآن پاک احادیث مشہور اور اجماع امت کے مقابلہ کے لئے کم از کم متواتر حدیث چاہیے۔مگر یہ خبر واحد صحیح بھی نہیں، نہ اس میں ان کا پورا دعویٰ مذکور ہے۔نہ تو یہ ہے کہ امام کے پیچھے ۱۱۳ سورتیں پڑھنا حرام ہیں نہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ فرض ہے، جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے۔

(۶۶) الغرض نہ دعویٰ کی صراحت ہے، نہ ہی یہ حدیث صحیح ہے۔مکحول کی تدلیس، سعید بن عبدالعزیز کا اختلاط، عتبہ سے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی کا روایت نہ لینا اس کے علاوہ حویت بن احمد کی توثیق بطریق محدثین مستند کتب اسماء الرجال سے ثابت کرنے سے اثری صاحب اور ان کی ساری جماعت عاجز ہے۔اثری صاحب گالیوں کے دو ہزار صفحات اور لکھ سکتے ہیں، اور اذا خاصم فجر پر رات دن عمل کر

رہے ہیں مگر اسکی توثیق ثابت نہیں کر سکتے۔

ناظرین کرام! دیکھیے قرآن و حدیث کے نعرہ کے ساتھ کس طرح قرآن، احادیث اور اجماع سے بغاوت ہے۔

(۶۷) ہم نے پیر بدیع الدین آف جھنڈا، حافظ عبدالقادر روپڑی، پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کو مناظروں میں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری باجماعت نماز جو صدیق اکبرؓ کے پیچھے پڑھی تھی اس میں ثابت کر دیں کہ حضورؐ نے پہلی رکعت میں صدیق کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں صدیق اکبرؓ نے مقتدی بنکر فاتحہ پڑھی تھی، مگر وہ ہرگز ثابت نہ کر سکے۔

(۶۸) آنحضرت ﷺ کے معراج سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہو چکی تھی۔ نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ حضورؐ نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی کیا آپ کسی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ حضورؐ نے پہلے ان کو فاتحہ یاد کرائی تھی، پھر ان سب نے آپؐ کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی، ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ [1]

(۶۹) جب غیر مقلدین کو یہ یقین ہو گیا کہ ہم آیت و اذا قرئ القرآن الخ کے بعد کی ایک بھی صحیح صریح حدیث پیش کرنے سے عاجز ہیں تو انہوں نے وسوسے ڈالنے کا کام شروع کر دیا۔ و اذا قرئ القرآن کو رد کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں نہیں ہے۔ ہم سورۃ فاتحہ قرآن میں دکھاتے ہیں کہ فاتحہ قرآن میں ہے۔ وہ ایک قرآن بھی ایسا نہیں دکھا سکتے جس میں فاتحہ نہ ہو۔ ہم بخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ فاتحہ قرآن ہے وہ ایک حدیث ایسی نہیں دکھا سکتے جس میں حضورؐ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرآن نہیں۔ ہاں حدیث ہو یا نہ ہو ضد میں پکے ہیں۔

(۷۰) احادیث صحیحہ کو رد کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ حضورؐ نے قرأۃ سے منع فرمایا ہے فاتحہ قرأۃ نہیں، میں نے روپڑی صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ ایسی احادیث پیش کریں کہ فاتحہ قرأت نہیں بعد والی سورت ہی قرأت ہے، مگر وہ آج تک ایک

نوٹ: یاد رہے کہ؟ سورۃ فاتحہ حضورؐ سے پہلے کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ شکریہ۔

بھی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے ہاں ضد پر بدستور قائم ہیں۔

(۷۱) قرآن و حدیث میں مقتدی کو انصات کا حکم ہے روپڑی صاحب نے کہا آہستہ زبان اور ہونٹوں سے پڑھا جائے تو یہ انصات کے خلاف نہیں۔ ہم نے بخاری، مسلم سے دکھایا کہ حضرت ابن عباسؓ سے ثابت ہے کہ زبان کی حرکت یا ہونٹ کا ہلنا انصات کے خلاف ہے مگر روپڑی صاحب اپنی ضد پر قائم رہے صرف نعرے لگے، مسلک اہلحدیث زندہ باد۔

(۷۲) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت پوری شمار ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ (بحوالہ امام الکلام) مولوی ارشاد الحق اثری بھی مانتے ہیں کہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جائے گی۔ (توضیح الکلام ص ۱۴۲ ج ۱)

مگر غیر مقلدین پوری امت کے خلاف اس ضد پر ہیں کہ وہ رکعت نہیں ہوتی کسی مناظرہ میں وہ ایک بھی صحیح صریح حدیث پیش نہیں کر سکے کہ آنحضرتﷺ نے رکوع میں ملنے والے کو رکعت دہرانے کا حکم دیا ہو۔

فتاویٰ ستاریہ میں مولوی عبدالستار، امام جماعت غرباء اہلحدیث نے احادیث اور اجماع امت سے ثابت کیا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے۔ مگر غیر مقلدین ان سب احادیث اور اجماع کے منکر ہیں۔

کیا ہٹ دھرمی اسی کا نام نہیں؟

نہ تم طعنے ہمیں دیتے نہ یوں ہم فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

Scanned with CamScanner

تحقیق مسئلہ آمین

(۷۳) غیر مقلدین جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین ہمیشہ آہستہ کہتے ہیں، وہ ایک صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

(۷۴) غیر مقلدین مقتدی امام کے پیچھے ہمیشہ گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۷۵) چھ جہری رکعتوں میں اگر مقتدی رہ جائے اور جماعت کے بعد پوری کرے ان میں بھی وہ مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۷۶) جس جہری رکعت میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے آخر میں ملا ابھی اس نے الحمد للہ رب العالمین پڑھا پھر امام کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہتا ہے پھر باقی فاتحہ پڑھتا ہے۔ یہ دوران فاتحہ آمین کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔؟

(۷۷) آپ ﷺ نے کبھی مقتدیوں کو حکم نہیں دیا کہ میرے پیچھے ہمیشہ چھ رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہا کرو، اور گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے۔

(۷۸) نہ آپ ﷺ نے کبھی مقتدی بن کر ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی اونچی آواز سے آمین کہی۔

(۷۹) کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں آپ ﷺ کے پیچھے کسی ایک صحابی نے ایک نماز کی ایک ہی رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہی ہو۔ جو گونج والی حدیث ابن ماجہ کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں۔ وہ ضعیف بھی ہے۔ چنانچہ خود مولوی عبدالرؤف حاشیہ صلوٰۃ الرسول پر لکھتا ہے" یہ سند ضعیف ہے کیونکہ بشر بن رافع ضعیف ہے، اور ابو عبداللہ مجہول ہے ص ۲۳۹)

(۸۰) ضعیف ہونے کے باوجود قرآن پاک کے بھی خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال باطل کر دیئے جائیں گے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی آواز پہلی صف کا صرف قریبی

آدمی سنتا تھا۔ مگر مقتدی صحابہ کی آواز آپ ؐ کے مقابلہ میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ مسجد گونج جاتی تھی۔ اور معاذ اللہ صحابہ کی نمازیں باطل ہو جاتی تھیں۔

(۸۱) ضعیف، اور خلاف قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اجماع صحابہؓ و تابعین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اسی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے ترک الناس التامین، سب لوگوں نے امین (بالجہر) چھوڑ دی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں لوگ صحابہ و تابعین ہی تھے۔

(۸۲) ضعیف، خلاف قرآن، خلاف اجماع ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ گونج گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے، اور آپ ؐ کے زمانہ میں مسجد کچی تھی۔ کھجور کے تنے کھڑے کر کے اور کھجور کے پتے ڈالے ہوئے تھے اس میں گونج پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔

دیکھئے غیر مقلدین کس طرح خلاف قرآن، خلاف حدیث، خلاف اجماع خلاف عقل اور ضعیف روایات کے سہارے ملک بھر میں فتنہ پھیلاتے ہیں ان کا سرمایہ یہی کھوٹی پونجی ہے۔

(۸۳) ان کا امام گیارہ رکعت میں ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتا ہے اس کی حدیث لائیں۔

(۸۴) ان کا امام صرف چھ رکعت میں بلند آواز سے ہمیشہ آمین کہتا ہے۔ یہ صراحت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۸۵) پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک حدیث بھی نہیں کہ خلفاء راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ راشد نے کبھی امام یا مقتدی بن کر اونچی آمین کہی ہو۔

(۸۶) کسی ایک حدیث سے ثابت نہیں کہ خلفاء راشدین کے ہزاروں مقتدیوں میں سے کسی ایک نے تیس سال میں صرف ایک دن ایک نماز کی ایک رکعت میں اونچی آمین کہی ہو۔

(۸۷) حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداؤد سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے

کیونکہ اس میں سفیان مدلس، علاء بن صالح شیعہ محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ نہ دوام میں صریح ہے۔

(۸۸) ام الحصین والی حدیث کی سند میں نضر بن شمیل متعصب ہارون الاعور شیعہ غالی، اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف، ابو اسحاق مختلط، ابن ام الحصین مجہول ہے۔ ایسی حدیث ان کا سرمایہ ہے۔

(۸۹) قرآن پاک کی سورۃ یونس میں حضرت موسیٰ کی دعاء کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا...﴾ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ دوسرے دعا گو حضرت ہارون تھے اور ان کی دعا آمین تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آمین کو دعا فرمایا۔ اور صحیح بخاری ص ۱۰۷ ج اپر ہے، قال عطاً آمین دعا۔ لیکن غیر مقلدین نے خدا تعالیٰ کی بات اور اجماع مفسرین کا انکار کر دیا ہے، اور آمین کو دعا نہیں مانتے۔

(۹۰) اور دعا کا قانون قرآن پاک میں یوں آیا ہے؟

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً ...﴾ دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ آواز سے (اعراف)

﴿اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاۤءً خَفِيًّا﴾ زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا مانگی آہستہ آہستہ (مریم)

حدیث پاک میں قانون یہ ہے کہ آہستہ آواز سے دعاء کرنا۔ بلند آواز سے ستر دعاؤں کے برابر ہے۔ اخرجہ ابوالشیخ عن انسؓ مرفوعاً بسند صحیح، (فتح القدیر)

بس دو اور دو چار، کی طرح ثابت ہو گیا کہ آمین دعاء ہے، اور دعاء میں اصل اخفاء ہے اسی لئے امام ہو یا منفرد، یا مقتدی آمین آہستہ کہتا ہے۔

(۹۱) غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے ثابت کریں کہ آمین دعا نہیں، اور دعاء میں اصل جہر ہے۔

(۹۲) حضرت وائل بن حجرؓ نے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے ولا الضالین

کے بعد آمین آہستہ آواز سے کہی۔ (مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴۔ حاکم ص ۲۳۲ ج ۲)

قال الحاکم علی شرطھما واقرہ الذھبی

(۹۳) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بھی آہستہ آمین کہا کرتے تھے۔ (طحاوی، طبرانی)

(۹۴) قیاس بھی یہی کہتا ہے کہ آمین قرآن میں نہیں ہے۔ اس لئے قرآن کو اونچی آواز سے پڑھا جائے، اور آمین کو آہستہ آواز میں پڑھا جائے تاکہ کسی کو قرآن میں ہونے کا شبہ نہ ہو۔

(۹۵) پاک و ہند میں اسلام پر تیرہ صدیاں گذر رہی ہیں، مگر بارہ سو سال میں یہاں سب لوگ قرآن حدیث، تعامل خلفاء راشدین وصحابہ کے موافق آہستہ آمین کہا کرتے تھے، نہ بارہ سو سال میں اس کے خلاف کوئی رسالہ لکھا گیا، نہ مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ بارہ سو سال کے بعد کسی محدث، عالم، صوفی نہیں بلکہ فاخرالہ آبادی نے سب سے پہلے اس ملک میں آمین بالجہر کہی، چنانچہ مشہور غیر مقلد مورخ امام خان نوشہروی لکھتے ہیں۔ مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کی۔ (نقوش ابوالوفا ص ۳۴)

دیکھئے! قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین کے مسلک کو کس طرح تقلید کی بکارت کہہ کر قرآن وسنت سے بغاوت، اور اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ مولانا فاخر کون تھے؟ ان کے بارہ میں مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

؎ نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین حق کو پہچانا\
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

(فتاوی ثنائیہ ص ۱۰۳ ج ۱)

دوسری مرتبہ بلند آواز سے آمین۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ملازم، حافظ محمد یوسف نے کی۔ (نقوش ابوالوفا ص ۴۲)

یہ بعد میں مرزائی ہو گیا۔ اشاعۃ السنہ ص ۱۱۴ ج ۲۱ پر ہے کہ امرتسر میں سب

سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے حامی مؤید بن گئے۔

اسی طرح دور برطانیہ میں اس مسئلہ کو مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ غیر مقلد پاک و ہند میں ایک مسجد ایسی بتائیں جس میں دور انگریز سے پہلے بلند آواز سے آمین کہی جاتی ہو۔

(۹۶) قرآن پاک کے قانون، حدیث صحیح، سنت خلفاء راشدین، اور تعامل صحابہ کے خلاف اونچی آمین کی جو ضعیف حدیث غیر مقلدین پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں خود حضرت وائل بن حجرؓ وضاحت فرماتے ہیں "ما اراه الا يعلمنا.

(کتاب الکنی والاسماء ص ۱۹۶ ج ۱)

کہ یہ صرف نماز سکھانے کے لئے اونچی کہی گئی تھی۔ چنانچہ ہمارے مدارس میں بھی جب بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے تو ساری نماز ایک بچہ بلند آواز سے کہلاتا جاتا ہے۔ اور پیچھے لڑکے بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس ضعیف حدیث پر بھی ہمارا عمل موجود ہے۔ ہمیں کسی آیت یا حدیث کی مخالفت کا خطرہ نہیں۔

(۹۷) غیر مقلد مستری نور حسین نے لکھا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ آمین بالجہر ہی کہا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی یہی کہا کرتے تھے کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو۔

(بخاری ص ۱۰۸ ج ۱۔ رسالہ آمین بالجہر ص ۱۸)

یہ صحیح بخاری شریف پر صاف جھوٹ ہے۔ بخاری میں جہر کا لفظ ہرگز نہیں۔

(۹۸) حکیم صادق سیالکوٹی ایک حدیث لکھتے ہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قدر یہود آمین (اونچی سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور آواز سے نہیں چڑتے، بس تم بہت آمین کہنا (ابن ماجہ) اگر کوئی اونچی آمین کہے تو رسول کریمؐ کی اس سنت پاک سے ہرگز نہ چڑنا، اور نہ نفرت کرنا۔ کیونکہ آمین اونچی سے یہودیوں کی چڑھی اور وہ نفرت کرتے تھے۔ اور ہمیں یہود کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ (صلوٰۃ الرسول ۲۴۲)

دیکھو! کس طرح ساری امت کو یہودی بنا دیا۔ حالانکہ اولاً یہ تو حدیث ہی

صحیح نہیں۔ خود مولوی عبدالرؤف غیر مقلد حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ طلحہ بن عمرو کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (ص ۲۴۱)

پھر اس ضعیف حدیث میں بھی اونچی (جہر) کا لفظ ہرگز موجود نہیں ہے۔ اونچی کا لفظ ملانا حضورؐ پر سفید جھوٹ ہے۔

(۹۹) آپ غیر مقلدین کے مرد عورتیں جب اکیلے نماز پڑھیں، اور نماز ظہر، عصر میں امام و مقتدی بلند آواز سے آمین نہیں کہتے، کیا یہود سے کوئی ساز باز کی ہوئی ہے۔

(۱۰۰) چونکہ آمین بالجہر کی حدیث صحیح نہیں۔ عوام کے سامنے ایک عجیب فراڈ کیا۔

غیر مقلدین کا عجیب فراڈ

کہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث آمین بالجہر کے بارہ میں لکھ کر حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا کہ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔

(اہلحدیث کے مسائل امتیازی ص ۷۹)

حالانکہ نہ ان تینوں کتابوں میں یہ حدیث ہے، نہ ہی ان لوگوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱۰۱) مولوی یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں، ہدایہ ص ۳۶۵ ج ا شرح وقایہ ص ۹۷، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہدایہ اور شرح وقایہ کی اصل عربی عبارات پیش کریں۔

(۱۰۲) مولوی یوسف ہی حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں کہ ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (ہدایہ ص ۳۶۳ ج ۱) کیا عجیب جھوٹ ہے، ہدایہ چھٹی صدی کی کتاب ہے اور ابن ہمام نویں صدی کے بزرگ ہیں۔ وہ تین سو سال پہلے کی کتاب میں یہ کیسے لکھ گئے۔

Scanned with CamScanner

(۱۰۳) حکیم محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔اس روز سے لے کر آج تک مسجد نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے۔ (صلوۃ الرسول ص ۲۴۰) یہ بالکل جھوٹ ہے، خلافت راشدہ، خلافت اموی، عباسی، خوارزمی، سلجوقی، ترکی میں وہاں آہستہ آمین صدیوں تک رہی ہے۔

سجدۂ سہو

(۱۰۴) اگر امام بھول کر فجر مغرب، عشاء کی رکعتوں میں آہستہ قرأۃ کرے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

(۱۰۵) اگر امام بھول کر سرّی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

(۱۰۶) اگر سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورت پڑھنا بھول گیا، رکوع کر لیا، تو سجدۂ سہو لازم ہو گا یا نہیں۔

(۱۰۷) ایک شخص نے بھول کر پہلے قل ھو اللہ الخ پڑھ لی، پھر فاتحہ، اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

(۱۰۸) جہر اور سر کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔سب کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں، اور ہو سکے تو براہ کرم گالیوں سے پرہیز کریں۔

بحث ماضی استمراری

(۱۰۹) آنحضرتؐ ظہر میں واللیل اذا یغشی الخ پڑھا کرتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری۔ (مسلم شریف ج ۱۔ص ۱۵۴)

(۱۱۰) آنحضرتؐ فجر میں ق والقرآن المجید پڑھا کرتے تھے۔کان یقرا ماضی استمراری حضورؐ فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون والاخلاص پڑھتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری ص ۲ حضورؐ فجر کی سنتوں میں قولوا امنا باللہ پڑھا کرتے تھے کان یقرأ ماضی استمراری ص ۳۔ کیا یہی سورتیں ان نمازوں میں مقرر ہیں یا اور بھی پڑھ سکتا ہے کیا ماضی استمراری دوام کے لئے آیا کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ کو بے شمار دفعہ مغرب کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے سنا۔ (ترمذی)

کیا ان رکعتوں میں جہراً پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ آپ جو مغرب کی سنتوں میں آہستہ قرأت کرتے ہیں اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں؟

(۱۱۲) آنحضرت کھڑے ہوکر پیشاب فرماتے تھے۔ (بخاری ص ۳۵ ج ۱)

حائضہ بیوی کو گود میں سہارا لگا کر قرآن پڑھا کرتے (ماضی استمراری بخاری ص ۴۴ ج ۱) حائضہ بیوی سے مباشرت فرمایا کرتے، ماضی استمراری۔

(بخاری ص ۴۴ ج ۱)

آپ ﷺ روزہ میں بیوی سے بوس و کنار فرمایا کرتے تھے، کان یقبل۔

(بخاری ص ۲۵۸ ج ۱)

آپ ﷺ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیا کرتے تھے (مشکوٰۃ، کان یقبل، کان یرقد وھو جنب۔ (بخاری شریف ص ۴۲ ج ۱)

یہ افعال رسولؐ ماضی استمراری سے ثابت ہیں ان کے منع یا منسوخ ہونے کی کوئی حدیث پیش کریں، ورنہ ان پر سنت مؤکدہ کی طرح عمل کریں، اور ان کے تارکین کو سنت کے تارک کہہ کر چیلنج بازیاں شروع کریں۔

(۱۱۳) ماضی استمراری کی اصل وضع ایک دفعہ کے فعل کیلئے ہے۔

(نووی ص ۲۵۴ ج ۱) مجمع البحار ص ۲۳۵ ج ۳، مسلک الختام ص ۵۶۷ ج ۱)

اس سے مواظبت بطور نص ثابت نہیں ہوتی، ہاں قرائن اجتہادیہ سے کہیں مجتہد دوام مراد لیتا ہے۔ کہیں دوام مراد نہیں لیتا۔ احناف کے ہاں سب قرائن سے بڑا قرینہ تعامل خلفاء راشدین، یا تعامل خیر القرون بلانکیر ہے۔ اگر فعل رسولؐ ماضی استمراری سے بھی ثابت ہو ان کے بعد اگر تعامل جاری ہوا تو وہ قرینہ عمل پر مواظبت کا ہوگا، اور اگر تعامل جاری نہ رہا تو وہ قرینہ ترک پر مواظبت کا ہوگا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا افعال نمبر ۱۱۲ میں گزرا۔

Scanned with CamScanner

(۱۱۴) رکوع کی تکبیر منفرد اور مقتدی آہستہ کہیں، اور امام بلند آواز سے اس کی صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۱۵) پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا حکم موجود (طبرانی عن ابن عباسؓ) منع کہیں نہیں فعل احادیث تواتر قدر مشترک کے درجہ میں موجود ہیں جن کے معارض کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں، اور امت کا اجماع تعامل بلانکیر موجود ان تین باتوں کو مدنظر رکھ کر ساری امت اسے سنت کہتی ہے۔

(۱۱۶) چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ (بخاری ص ۱۱۰ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ روایت عمیر بن حبیب، حدیث ابن عباسؓ، (ابن ماجہ ص ۶۲) حدیث جابر بن عبداللہ، مسند احمد حدیث ابن عمرؓ مشکل الآثار طحاوی، حدیث ابوہریرہؓ کتاب العلل، دار قطنی۔ ان پانچوں احادیث میں ماضی استمراری ہے، مگر شیعہ ان پر عامل ہیں اور غیر مقلد باغی ہیں۔

احادیث کی بغاوت

(۱۱۷) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا آنحضرتؐ سے۔

(۱) حضرت مالک بن الحویرث۔ (نسائی)

(۲) حضرت وائل ابن حجرؓ۔ (ابوداؤد، دار قطنی، موطا امام محمد)

(۳) حضرت انسؓ (ابویعلی بسند صحیح)

(۴) ابن عمرؓ (طبرانی بسند صحیح)

(۵) ابوہریرۃ، ابن ماجہ۔ ابن عباسؓ ابوداؤد۔ یہ چھ اور پچھلی پانچ گیارہ احادیث سے سجدہ کے وقت رفع یدین ثابت ہے۔ اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل غیر مقلدین کے پاس نہیں ہے۔ ترک کی حدیث ایک ابن عمرؓ کی ہے۔ جو خود متعارض ہے، غیر مقلدین ایک متعارض حدیث کی بنا پر گیارہ احادیث پر عمل سے باغی ہیں۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین کا سفید جھوٹ

جھوٹ کی بھرمار

(۱۱۸) کہ تمام صحابہؓ بلا استثناء ساری عمر رفع یدین کرتے رہے، جو محض جھوٹ ہے۔

(۱۱۹) کبھی کہتے ہیں کہ ہر رفع یدین، پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضور ﷺ نے وعدہ دیا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۱۲۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو دارالعلم کوفہ میں آباد ہوئے۔ ان کی رفع یدین کی حدیث تو سناتے ہیں۔ مگر یہ بالکل نہیں بتاتے کہ حضرت علیؓ خود رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (طحاوی، موطا امام محمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی)

اور نہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ اصحاب علیؓ (جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی) میں سے ایک بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔ (ابن ابی شیبۃ) اور یہ بھی نہیں بتاتے تھے کہ اہل کوفہ کا عمل قدیماً وحدیثاً ترک رفع یدین پر ہی رہا ہے۔ (التعلیق المجد ص ۹۱ ج ۳) اور امام مروزیؒ فرماتے ہیں" لانعلم مصراً من امصار ترکوا باجماعھم رفع الیدین عندالخفض والرفع الا اھل الکوفہ۔ (التعلیق المجد ص ۹۱) یعنی اہل کوفہ میں تو ہمیشہ عمل ترک رفع یدین پر رہا ایک مثال بھی رفع یدین کی نہیں ملتی۔ نہ اہل کوفہ صحابہ سے نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے۔ ہاں دوسرے شہروں میں ترک رفع یدین پر اجماع نہ تھا، کبھی کبھار کوئی کر ہی بیٹھتا تھا۔ اگرچہ اس پر فوراً اعتراض ہو جاتا۔

غیر مقلدین کی خیانت ومنافقت

سنن ابی داؤد کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث اثبات رفع یدین کی نقل کی۔ حالانکہ ان کی صحیح حدیث بخاری ص ۱۱۰ ج ۱۔ صحیح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ جامع ترمذی ص ۶۴ پر موجود ہے، جس میں رفع یدین کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہاں رفع یدین کا ذکر کرنے والا راوی یحیٰی بن ایوب ہے جو ضعیف ہے (میزان) اس لئے حفاظ کے خلاف اس کی یہ حدیث منکر ہے۔ اس منکر حدیث کو تو ذکر

کیا مگر اس میں بھی ساری عمر رفع یدین کا ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد ابوداؤد میں ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت جابر بن سمرۃ کی ترک رفع یدین کی احادیث تھیں جن کو نقل ہی نہیں کیا۔ خیانت اہلحدیث کی نشانی نہیں بلکہ منافق کی علامت ہے۔ اور پھر سنن نسائی سے حضرت وائلؓ کی ضعیف حدیث رفع یدین کی نقل کر دی۔ جس میں رفع یدین کے باقی رہنے کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث کو چھوڑ دیا یہ ایسا ہی دھوکا ہے جیسے کوئی عیسائی بیت المقدس والی حدیث نقل کر دے اور بیت اللہ والی کا نام نہ لے۔

اور ایک جھوٹ غیر مقلدین یہ بھی بولتے ہیں کہ! ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ جزء رفع یدین میں یہ تعداد مذکور ہے نہ ہی وہ رسالہ قابل اعتماد ہے۔ یہ بات حضرت وائلؓ کی دوسری آمد کے ضمن میں ہے جب کہ ابوداؤد میں دوسری آمد کے وقت صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

رفع یدین کے نسخ کی بحث

غیر مقلدین نے بعض علماء کے نامکمل حوالے نقل کر کے آخر میں ملا علی قاری حنفی کا نعرہ حق کا عنوان لکھ کر موضوعات کبیر کے حوالہ سے کہ رفع یدین نہ کرنے کی سب حدیثیں باطل ہیں۔ اپنے خیال میں میدان فتح کر لیا ہے لیکن یہ اتنا بڑا فریب ہے جس کی مثال کسی کافر کی کتاب میں بھی نہیں ملی۔ ملا علی قاری نے اس قول کی پرزور تردید فرمائی ہے اور پوری چوبیس سطروں میں ترک رفع یدین کی احادیث ذکر کی ہیں۔ بلکہ رفع یدین کو منسوخ ثابت کیا ہے۔

یہ جھوٹی روایات پڑھ سن کر ان کی فطرت ہی ایسی جھوٹ پسند ہو گئی ہے کہ اب وہ سچ کو برداشت ہی نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ خانہ خدا میں بیٹھ کر ترک رفع یدین کی (اور دیگر) تمام صحیح احادیث کا پوری جرأت سے انکار کرتے ہیں اور منکرین حدیث سے بڑھ کر ان احادیث کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۱۲۱) مولوی محمد یوسف ج پوری حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں۔ تصدیق

Scanned with CamScanner

احادیث رفع الیدین قبل رکوع و بعد رکوع۔ (ہدایہ ص ۳۸۴ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۱۰۲) یہ دونوں حوالے محض جھوٹ ہیں۔

(۱۲۲) نماز الت صحیح الاسناد ہے ص ۳۸۶ ج اصاف جھوٹ اصل عربی عبارت پیش کرو۔

(۱۲۳) رفع یدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔
(ہدایہ ص ۳۸۹ ج ۱) جھوٹ۔

(۱۲۴) رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۰۲) (ہدایہ ص ۳۸۶ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۵) حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے رفع یدین صحیح ثابت ہے (ہدایہ ص ۳۸۶ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۶) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ حلال نہیں۔ (ہدایہ ص ۳۸۹ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۷) رکوع سے پہلے ایک تکبیر ہے یا دو۔ اگر غیر مقلد دو تکبیریں کہیں، ایک رفع یدین کے ساتھ، دوسری رکوع کے ساتھ، تو یہ حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث بخاری میں چار رکعت کی بائیس تکبیریں مذکور ہیں۔

(۱۲۸) اگر ایک تکبیر ہے تو وہ صرف رکوع کی ہے یکبر عن کل خفض ورفع اسی لئے اس کو تکبیر انتقال کہتے ہیں تو رفع یدین بغیر تکبیر کے رہ گئی۔ بغیر ذکر کے ہاتھ اٹھانا کوئی عبادت نہیں۔

نوٹ: مندرجہ بالا سوالات میں سے سوال نمبر ۱۲۱ و نمبر ۱۲۶ میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ ہدایہ اور شرح وقایہ کے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں عربی میں ہیں ان کے متن کی اصل عربی پیش کریں۔ جس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے؟ تو ہم فی عبارت ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔

حضرات گرامی: ۔ایک ہی مسئلہ میں اتنے جھوٹ اور فریب آپ کسی اور فرقہ میں نہیں دکھا سکتے۔

افسوس: افسوس ہے کہ یہ سب کچھ قرآن و حدیث کے نام پر ہو رہا ہے۔ ہمارے جو دوست ان کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ فرقہ قرآن و حدیث کا خادم ہے۔ وہ ان کے جھوٹ اور فریب پر غور و فکر کریں، جو قرآن و حدیث کے نام پر ہو رہا ہے۔ ۱۲ محمد امین عفی عنہ

(۱۲۹) رکوع کا ذکر ایک مرتبہ کہنا جائز ہے یا نہیں، کیونکہ بخاری و مسلم میں تعداد کا کوئی ذکر نہیں۔

(۱۳۰) کم از کم تین مرتبہ کہنے کی حدیث ضعیف ہے۔ عون کا ابن مسعودؓ سے سماع نہیں اور اسحاق ابن یزید مجہول ہے۔

(۱۳۱) دس مرتبہ پڑھنے کی روایت نسائی میں ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں وہیب بن مانوس مستور ہے۔

(۱۳۲) آپ ﷺ نے حکم صرف سبحان ربی العظیم کا دیا ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۱۳۳) اگر کوئی رکوع میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو نماز جائز ہے۔

(نسائی مترجم ص ۳۵۰ ج ۱)

(۱۳۴) اگر کوئی بھول کر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

(۱۳۵) نسائی مترجم ص ۳۴۹ ج ۱۔ ابوداؤد مترجم ص ۳۴۰ ج ۱ پر رکوع کا ذکر بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ اس پر آپ کا عمل کیوں نہیں۔

(۱۳۶) آپ جو ہمیشہ رکوع کے اذکار آہستہ پڑھتے ہیں اس کی صریح حدیث کہاں ہے۔

(۱۳۷) رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے کسی نے بھول کر کوئی آیت پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

(۱۳۸) نسائی شریف میں رکوع کے چھ قسم کے اذکار ہیں۔ کیا آپ ﷺ نے سب پر مواظبت فرمائی یا کسی ایک پر بھی مواظبت نہیں فرمائی۔ ہمیں کیا حکم دیا۔

(۱۳۹) حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے رکوع کی چوتھی دعا بحوالہ بخاری و مسلم ذکر کی ہے۔ حالانکہ وہ نہ بخاری میں ہے۔ نہ ہی مسلم میں۔ اگر ہے تو پیش کریں؟

(۱۴۰) رکوع سے اٹھتے وقت امام ذکر بلند آواز سے، مقتدی و منفرد آہستہ کہیں، اس فرق کی کیا دلیل ہے۔ پیش کریں۔

(۱۴۱) بعض غیر مقلدین قومہ میں ہاتھ باندھتے ہیں۔ اور بعض چھوڑ دیتے ہیں

دونوں کس حدیث پر عامل ہیں۔

(۱۴۲) مقتدی کا قومہ کی دعا بلند آواز سے پڑھنا، نسائی شریف میں موجود ہے، غیر مقلدین کا عمل اس کے خلاف ہے۔

(۱۴۳) قومہ کے اذکار فرض ہیں یا واجب یا سنت، صریح حکم حدیث میں دکھائیں۔

(۱۴۴) سجدوں کی تکبیرات، تسبیحات امام بلند آواز سے کہتا ہے، مقتدی، منفرد آہستہ کہتے ہیں یہ فرق کس حدیث میں ہے۔

(۱۴۵) سجدہ کی تسبیحات کتنی مرتبہ پڑھنی چاہئیں، اس کی کوئی صحیح حدیث بتائیں۔

(۱۴۶) نسائی مترجم ص ۳۷۷ ج ۱ پر ہے کہ سجدہ میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو جائز ہے۔ اس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں۔

(۱۴۷) حکیم صادق صاحب نے سجدوں سے درجات کی بلندی کے عنوان کے تحت ایک حدیث لکھی ہے۔ **علیک بکثرة السجود** الخ۔ حالانکہ یہ الفاظ حدیث رسول نہیں۔ صادق صاحب نے اپنی طرف سے ملا دیئے ہیں۔

(۱۴۸) سجدوں کے درمیان ہاتھ باندھے یا کھلے رکھے تو کہاں رکھے۔ صاف صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۴۹) مسند احمد ص ۳۱۷ ج ۴ پر گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے مگر ساتھ ہی اشارہ سبابہ بین السجدتین ہے۔ جس پر آپ کا عمل نہیں؟

(۱۵۰) بین السجدتین جو ذکر آپ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں، اس کے آہستہ پڑھنے کی کونسی حدیث ہے۔

(۱۵۱) یہ ذکر بین السجدتین فرض ہے، واجب ہے، یا سنت۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو نماز اس کی ناقص ہوگئی یا باطل۔

(۱۵۲) امام بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲، اور فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۴۸ ج ۳ پر احادیث اور آئمہ اربعہ سے ثابت کیا ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ غیر مقلدین ان احادیث اور اجماع کے خلاف محض قیاس سے کہتے ہیں کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۵۳) رکوع وسجدہ کے اذکار عربی میں کہنا ضروری ہیں اگر کوئی اور زبان میں کہے تو پھر اس کی نماز ناقص ہوگئی یا باطل۔

(۱۵۴) ایک شخص ایک سجدہ کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا، دوسری رکعت کے رکوع میں یاد آیا۔ اب وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

غیر مقلدین باغی سنت ہیں

فتاویٰ علماء حدیث ص ۳۰۶ ج ۴ پر لکھا ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بلاشک صحیح ہے، یہ حضورؐ کی آخری عمر کا فعل ہے۔ بلاشبہ اس کا عامل مردہ سنت کو زندہ کرنے والا، اور مستحق اجر سو شہید کا ہے۔ غیر مقلدین اس سنت سے باغی ہیں۔

(۱۵۵) وتر کے قومہ میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا، اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ کرنا کس حدیث میں ہے

جلسہ استراحت اختراع غیر مقلدین ہے

(۱۵۶) کیا کسی صحیح صریح حدیث میں ہے کہ؟ جلسہ استراحت سنت مؤکدہ ہے؟

(۱۵۷) کیا جلسہ استراحت میں کوئی ذکر بھی مسنون ہے اقم الصلوٰۃ لذکری کے خلاف ہے یا نہیں۔

(۱۵۸) کیا جلسہ استراحت کے بعد تکبیر کہہ کر اٹھنا بھی کسی حدیث سے ثابت ہے؟ جب ثابت ہی نہیں تو یہ سنت یا مستحب نہ ہوا، کیونکہ یہ خفض و اقع میں تکبیر ہے (بخاری شریف) اور تکبیرات کی تعداد بائیس ہے۔

(۱۵۹) حضورؐ نے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا، (بخاری ص ۹۸۶ ج ۱).

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی ساری قوم کو جب حضورؐ کی نماز کا طریقہ سکھایا اس نے نہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین سکھائی اور نہ ہی جلسہ استراحت سکھایا۔ (مسند احمد ص ۳۴۳ ج ۵)

Scanned with CamScanner

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضورؐ کے صحابہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

حضرت نعمان بن ابی عیاش فرماتے ہیں، میں نے بہت سے صحابہؓ کی زیارت کی، ان میں سے کوئی بھی جلسہ استراحت نہیں کرتا تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ، ابن عمیرؒ، ابراہیم نخعی، کوئی بھی جلسہ استراحت نہ کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۴ ج ۱)

ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بوڑھے عمرو بن سلمہ کے علاوہ کسی کو جلسہ استراحت کرتے نہیں دیکھا۔ (بخاری ص ۱۱۳ ج ۱)

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام محمدؒ، اوزاعی، اور ثوری بھی جلسہ استراحت کے قائل نہ تھے۔ (تمہید، کتاب الحجہ ص ۳۱۷ ج ۱)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ سنت یہی ہے کہ جلسہ استراحت نہ کرے سیدھا کھڑا ہو، ہاں بڑھاپے وغیرہ کے عذر سے کوئی سیدھا نہ اٹھ سکے تو وہ باعث عذر جلسہ استراحت کر کے اٹھے۔ (کتاب الحجہ ص ۳۱۵ ج ۱)

ناصر البانی غیر مقلد جس کا ذکر فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۷۶ ج ۳ پر ہے، وہ بھی فرماتے ہیں کہ جلسہ استراحت مشروع نہیں، صرف حاجت کے لئے ہے۔

(ارداء الغلیل ص ۸۳ ج ۲)

(۱۶۰) مولوی یوسف نے حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵ پر جو لکھا ہے کہ جلسہ استراحت نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ ص ۱۰۱) یہ بالکل جھوٹ ہے۔ شرح وقایہ کے متن کی اصل عبارت پیش کرو اور ایک صد روپیہ انعام لو؟

(۱۶۱) شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہر رکعت تعوذ سے شروع کرو (صفۃ صلوٰۃ النبی ص ۱۲۷) یہ آنحضرتؐ کی کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۱۶۲) دو رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت، اگر بھول کر آدمی کھڑا ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا ہو گا یا کیا؟

Scanned with CamScanner

درمیانی اور آخری قعدہ پر غور کرو

(۱۶۳) وتر کی نماز میں جو غیر مقلدین یہ تشہد نہیں بیٹھتے، وہ فرض کے تارک ہیں یا سنت کے یا واجب کے۔؟

(۱۶۴) حکیم صادق نے جو حدیث وتر کے بارہ میں لا یقعد والی لکھی ہے، اس میں سیبان ضعیف ہے، ابان منفرد ہے، قتادہ مدلس ہے اور مستدرک کے اکثر نسخوں میں یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، اس لئے مولوی عبدالرؤف غیر مقلد کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ۔اس روایت کا ان الفاظ سے مروی ہونا محل نظر ہے۔ (حاشیہ صلوٰۃ الرسول ص ۳۹۱) امام بیہقی نے بھی اس کو خطا قرار دیا ہے۔ص ۲۸ ج ۳۔البانی بھی شاذ کہتے ہیں۔ (ارواء الغلیل)

(۱۶۵) ایک شخص نے بھول کر درمیانی قعدہ میں تشہد کی بجائے الحمد شریف پڑھ لی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر یاد آیا اب موافق حدیث وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

(۱۶۶) درمیانی قعدے میں تشہد فرض ہے یا سنت، اور کہاں تک پڑھے۔شیخ البانی کہتے ہیں کہ درود بھی پڑھے۔اور عبداللہ روپڑی کہتے ہیں کہ درود نہ پڑھے، کس کا مسئلہ حدیث کے موافق ہے۔کس پر عمل کیا جائے۔

(۱۶۷) آخری قعدہ فرض ہے یا واجب یا سنت، اگر کوئی آخری قعدہ چھوڑ کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو اب وہ کیا کرے۔

(۱۶۸) آخری قعدہ کر کے تشہد پڑھ کر بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا۔اب وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

(۱۶۹) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے، یا واجب یا سنت۔

(۱۷۰) نسائی شریف مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، پر تقریری حدیث میں تشہد بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے، آپ کا اس پر عمل نہیں؟

(۱۷۱) اگر آخری قعدہ میں بھول کر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ کر سلام پھیر دیا، اب کیا کرے۔

Scanned with CamScanner

(۱۷۲) آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے، یا واجب، یا سنت

درود ابراہیمی پر بحث

(۱۷۳) کیا صحاح ستہ کی کسی صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی ہی خاص ہے۔ نسائی مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، کی تقریری حدیث سے درود کا جہراً پڑھنا ثابت ہے۔ آپ کا اس پر عمل کیوں نہیں؟

(۱۷۴) آپ کا امام، مقتدی، منفرد، سب نماز میں درود آہستہ پڑھتے ہیں۔ اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں۔

(۱۷۵) اگر کوئی شخص درود پڑھے بغیر سلام پھیر دے، تو اب نماز دوبارہ پڑھے، یا کیا؟

(۱۷۶) کوئی شخص درود ابراہیمی کی بجائے کوئی اور ماثور درود پڑھ لے، تو نماز پر کیا اثر پڑے گا۔

(۱۷۷) درود کے بعد دعا مانگنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔ صریح حکم حدیث سے دکھائیں۔

(۱۷۸) یہ دعا عربی زبان میں ضروری ہے۔ یا غیر ماثور دعا بھی مانگ سکتا ہے حدیث سے جواب دیں۔

(۱۷۹) نسائی مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، کی تقریری حدیث سے اس دعا کا بلند آواز سے مانگنا ثابت ہے۔ جس کو آپ نے چھوڑ رکھا ہے۔

(۱۸۰) اگر کوئی شخص یہ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگے تو کس حدیث سے اس کو منع کیا جائے یا کس سے ثابت کیا جائے۔

سلام پر بحث

(۱۸۱) نماز کے آخر میں دونوں طرف سلام پھیرنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔

(۱۸۲) امام مقتدی اور منفرد سلام کے وقت دل میں کیا نیت کریں۔

(۱۸۳) امام بلند آواز سے مقتدی و منفرد آہستہ آواز سے سلام پھیریں۔ یہ صراحت

Scanned with CamScanner

کس حدیث میں ہے۔

(۱۸۴) فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۱۴ ج ۳، پر ہے" ۔نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں اس پر قولی، فعلی، اور اثری بہت سی دلیلیں ہیں۔اور عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔آج کل غیر مقلدین ان قولی، فعلی دلیلوں سے باغی ہو کر دعا کا صاف انکار کر گئے ہیں۔

(۱۸۵) کسی غیر عورت سے بوس وکنار کر کے نماز پڑھ لے سب کچھ معاف ہو جاتا ہے۔(بخاری شریف ص ۷۵ ج ۱) کیا آپ اپنی صاحبزادیوں کو اس پر عمل کرنے، کروانے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۱۸۶) حضور ﷺ فرماتے؟ عورت سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتیں آپ سجدہ میں جاتے وقت اس کے پاؤں بھی دباتے۔ (مسلم ص ۱۹۸ ج ۱)

(۱۸۷) آپ ﷺ نے فرمایا حائضہ عورت سامنے ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (ابوداؤد ص ۲۸۳ مترجم ج ۱) حضرت عائشہؓ حالت حیض میں سامنے لیٹتی (ابوداؤد ص ۲۸۴، ج ۱) حضرت میمونہ حیض میں پہلو میں........ (بخاری ص ۷۴ ج ۱، مسلم ص ۱۹۸ ج ۱)

(۱۸۸) عورتیں نماز میں امام کی شرمگاہ کو دیکھتی رہیں، تو ان کی نماز نہیں ٹوٹتی (بخاری ص ۶۹۰ ج ۲) اگر مرد، عورت کی شرمگاہ دیکھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۸۹) حضور نماز میں بیوی کے پاؤں کو ہاتھ لگا لیتے، آپ نماز پڑھتے تو بیوی آپ کی پنڈلیوں کو ہاتھ لگا لیتی، اور نماز نہ ٹوٹتی۔اگر نمازی عورت کے کسی اور حصے کو ہاتھ لگا لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۰) آپ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیتے، اس سے وضو نہ ٹوٹتا، اگر مرد نماز پڑھتی عورت کا بوسہ لے تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔جواب حدیث صریح سے دیں۔

(۱۹۱) اگر اس کے برعکس مرد نماز پڑھ رہا تھا، عورت نے بوسہ لیا۔تو مرد کی نماز

ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۲) نمازی کی نظر اپنی شرم گاہ پر پڑ گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۳) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے گود میں پیشاب کر دیا۔نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۴) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے دودھ چوسنا شروع کر دیا۔نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۵) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) لیکن آپؐ نے خود نماز پڑھائی تو سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی۔(مسلم، ص ۱۹۶ ج ۱، ابوداؤد، نسائی) بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے۔

(۱۹۶) آپؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(مسلم ص ۱۹۷، ج ۱)

(۱۹۷) آنحضرت ﷺ پر حالت نماز میں اونٹنی کا بچہ دان ڈالدیا گیا۔اس پر باب یوں باندھتے ہیں۔جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈالدیا جائے تو نماز نہیں بگڑے گی۔اور عبداللہ بن عمرؓ جب نماز کے اندر اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو اس کپڑے کو اتار کر ڈال دیتے، اور نماز پڑھے جاتے۔اور سعید ابن المسیبؒ اور عامر شعبیؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے، اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہو یا منی لگی ہو۔تب بھی نماز نہ لوٹائے۔ (بخاری مترجم ص ۱۹۶ ج ۱، باب نمبر ۱۶۷)

(۱۹۸) آنحضرت ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہؓ کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری و مسلم) اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی یا کسی اور پاک جانور کا فرض یا نفل نماز میں اٹھانا درست ہے۔اور امام و مقتدی اور منفرد سب کے لئے جائز ہے اور مالکیہ نے اس کا جواز نفل نماز سے خاص کیا ہے لیکن یہ لغو ہے، کیونکہ خود حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ امام تھے

اور امامہؓ کو اٹھائے ہوئے تھے۔

بعض مالکیہ نے کہا ہے یہ حدیث منسوخ ہے۔ بعض نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا۔ مگر یہ سب باتیں باطل اور مردود ہیں اور حدیث سے اس امر کا جواز ثابت ہے کہ قواعد شرعیہ کے یہ امر خلاف نہیں۔ کیونکہ آدمی پاک ہے۔ اور بچے کے بدن اور کپڑے کو پاک سمجھنا چاہیئے جب تک نجاست پر کوئی دلیل نہ ہو۔

(حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۱۷ و ص ۱۱۸ ج ۲)

(۱۹۹) آپ کے مذہب میں کتا اور خنزیر پاک ہیں (عرف الجادی ص ۱۰) پھر ان کو اٹھا کر نماز پڑھنا کس حدیث کے خلاف ہے۔

(۲۰۰) آپ کے مذہب میں تو نمازی جس چیز کو اٹھائے اس کا پاک ہونا بھی ضروری نہیں (بدور الاہلہ) آپ کے نزدیک تو کتا اور خنزیر پیشاب پاخانے میں لت پت ہو تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(۲۰۱) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے اوڑھنی کھینچ لی، تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۲۰۲) حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے کہ حضرت معاذؓ اور حضرت عمرؓ نماز میں جوئیں مارا کرتے تھے۔ (ص ۳۶۷ و ص ۳۶۸ ج ۲)

(۲۰۳) حدیث کی کتاب میں ہے کہ ابراہیم، قتادہ، حکم، عطاء نے فرمایا کہ کوئی سرے سے تکبیر تحریمہ ہی نہ کہے تو نماز جائز ہے۔ (عبدالرزاق ص ۷۲ و ص ۷۳ ج ۲)

(۲۰۴) حدیث کی کتاب میں ہے کہ عطاء نے کہا۔ اعوذ باالله من الشیطان الرجیم ۝ نہ پڑھے تو بھی نماز جائز ہے۔ (عبدالرزاق ص ۸۷ ج ۲)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اکیلا آدمی بھی سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہ دہرائے۔ (ص ۹۵ ج ۲)

(۲۰۵) حضرت عمرؓ نے مغرب کی پہلی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھی اور سجدۂ سہو کر لیا۔ (ص ۱۲۳ ج ۲) حضرت معمرؒ، قتادہ، اور حضرت حماد فرماتے ہیں کوئی تشہد نہ پڑھے تو نماز درست ہے، (ص ۲۰۵ ج ۲) حضرت ابو برزہ اسلمی خچر کو ہاتھ میں پکڑ کر نماز پڑھا

کرتے تھے۔ (ص۲۶۲ ج ۲)

(۲۰۶) نمازی لاٹھی سے جانور کو بھگا دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ص۲۶۲ ج ۲)

(۲۰۷) نمازی نماز میں کنکریاں جمع کر کے یا لکیریں لگا کر گنتی کرتا رہا تو کوئی مضائقہ نہیں (ص۳۲۹ ج ۲) حضرت سعید بن جبیرؒ نفل نماز میں پانی وغیرہ پی لیا کرتے تھے۔ حضرت طاؤس بھی جائز کہتے تھے۔ (ص۳۳۳ ج ۲)

(۲۰۸) حرام زادہ نماز میں امام بن سکتا ہے۔ (ص۲۹۶، ص۲۹۷ ج ۲)

(۲۰۹) آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبویؐ کچی تھی یا پکی۔

(۲۱۰) آپؐ نے مسجد نبوی کا نام مسجد قدس رکھا تھا، یا مسجد مبارک، یا مسجد اہل حدیث۔

(۲۱۱) علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ حضرت علیؓ مسجد میں محراب دیکھتے تو اس کو توڑ ڈالتے، مسجد میں محراب بنانا خلاف سنت ہے۔ اب اکثر لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا ہے۔ الا ماشاء اللہ ایک جماعت اہل حدیث نے چند مسجدیں مطابق سنت کے بنائی ہیں۔ جن میں نہ محراب ہے نہ منبر۔ (لغات الحدیث ص۴۴، کتاب الحاء)

(۲۱۲) احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد کا فرش کچا تھا۔ پیشانی پر مٹی لگ جاتی تھی۔ کیا مسجد کا پکا فرش بنانا حدیث میں صراحۃً آیا ہے۔

(۲۱۳) کیا آنحضرتؐ نے مسجد میں کائی کی صفیں اور ان پر قالین بچھوائے تھے۔

(۲۱۴) آنحضرتؐ نے مسجد کے کتنے مینار بنوائے تھے، ان کی بلندی کتنی تھی۔

(۲۱۵) آنحضرتؐ نے مسجد کے ساتھ کتنے استنجاء خانے اور کتنے غسل خانے بنوائے تھے۔

(۲۱۶) آنحضرتؐ نے وضو کی جگہ مسجد میں کس طرف بنوائی تھی۔

(۲۱۷) آپؐ نے مسجد میں کس قسم کا پنکھا لگوایا تھا۔

(۲۱۸) آپؐ نے فرمایا ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے، مسجد میں گھنٹی والے کلاک لگانے کا حدیث میں کیا حکم ہے۔

(۲۱۹) آنحضرت ﷺ ایک مد پانی سے وضو کیا کرتے تھے اس سے زیادہ پانی

Scanned with CamScanner

خرچ کرنا اسراف ہے یا نہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتلائیں۔

(۲۲۰) آپؐ ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے۔ غسل میں اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف ہے، یا نہیں۔

(۲۲۱) مد اور صاع کی مقدار ہمارے وزن کے موافق حدیث سے کتنی ثابت ہے۔

(۲۲۲) قرآن وحدیث سے عام مکان اور مسجد میں مابہ الامتیاز کیا کیا چیزیں ثابت ہیں۔

(۲۲۳) آپؐ کے زمانے میں کتنی روشنی ہوتی تھی، اس سے زائد روشنی اسراف ہے یا نہیں۔

(۲۲۴) آپؐ کے زمانہ میں حبشیوں نے جنگلی کھیل کھیلا تھا۔ اب آپ کی مسجد میں یہ سنت زندہ ہے یا مردہ۔

(۲۲۵) آپ نے جوتا دونوں پاؤں کے درمیان رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جو لوگ مسجد سے باہر جوتے اتارتے ہیں، یا آگے رکھتے ہیں، وہ اس حدیث کے مخالف ہیں یا نہیں۔

(۲۲۶) کیا جس طرح حدیث میں من رغب عن سنتی فلیس منی آیا ہے اسی طرح کسی حدیث میں، من رغب عن حدیثی فلیس منی بھی آیا ہے۔

(۲۲۷) جس طرح حدیث میں من احب سنتی فقد احبنی آیا ہے۔ کیا کسی حدیث میں احب حدیثی فقد احبنی بھی آیا ہے۔

(۲۲۸) کیا جس طرح حدیث میں علیکم بسنتی آیا ہے۔ کسی حدیث میں علیکم بحدیثی بھی آیا ہے۔

(۲۲۹) جس طرح سنت پر عمل کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر حدیث میں آیا ہے کیا کسی حدیث میں، حدیث پر عمل کرنے کا ثواب بھی آیا ہے۔

(۲۳۰) جس طرح حدیث میں سنت اور حدیث کا الگ الگ ہونا آیا ہے کیا کسی حدیث میں حدیث اور سنت کا ایک ہونا بھی آیا ہے۔

(۲۳۱) جس طرح صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۱ پر حدیث کا نام لیکر گمراہ کرنے والوں پر فتنہ ڈالنے والوں کو کذاب و دجال کہا ہے، کیا کسی حدیث میں سنت کے عاملین کو بھی ایسا

کہا گیا ہے۔

(۲۳۲) غنیۃ الطالبین میں، ایک حدیث میں شیطان کے بچے کا نام حدیث آیا ہے۔ کیا غیر مقلد وہی تو نہیں؟

(۲۳۳) حدیث میں اجماع کے منکر کو گمراہ و دوزخی کہا گیا ہے۔ کیا کسی حدیث میں اجماع کے ماننے والوں کو بھی دوزخی اور گمراہ کہا گیا ہے۔

(۲۳۴) جس طرح قرآن و حدیث میں فقہ کی تعریف ہے، کیا کسی آیت یا حدیث میں فقہ کی مذمت ہے۔

(۲۳۵) منکرین حدیث بہت سے سوالات کرتے ہیں کہ معاذ اللہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے قول و فعل میں تضاد تھا۔ اس تضاد کو اپنے قیاس سے نہیں احادیث سے رفع فرمائیں، تا کہ لوگ حدیث سے بدظن نہ ہوں۔ آپ کا حکم تھا کہ رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف پشت کرو نہ منہ مگر آپ خود قبلہ رو ہو کر قضائے حاجت فرماتے تھے۔

(۲۳۶) آپ کا حکم تھا کہ تین سے کم پتھروں سے استنجاء نہ کرو، مگر خود دو پتھروں سے کیا۔

(۲۳۷) آپ لوگوں کو بیوی کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، مگر خود اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

(۲۳۸) آپ بار بار فرماتے تھے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر خود گوشت کھا کر وضو نہیں کرتے تھے۔

(۲۳۹) آپ کا حکم تو یہ تھا کہ جنبی شخص وضو کر کے سوئے، مگر خود پانی کو چھوئے بغیر سو جایا کرتے تھے۔

(۲۴۰) آپ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنے کا حکم دیتے تھے، مگر خود اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(۲۴۱) آپ عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے، مگر خود نماز پڑھتے تھے۔

(۲۴۲) آپ لوگوں کو نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، اور خود گوشہ چشم سے دائیں بائیں دیکھا کرتے تھے۔

(۲۴۳) آپؐ جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانے سے منع فرمایا کرتے تھے مگر خود گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے۔

(۲۴۴) آپؐ فرمایا کرتے تھے، جو روزہ کی حالت میں سینگی لگوائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر خود روزہ میں سینگی لگوائی۔ یہ سوالات ترمذی میں موجود ہیں، ان کے جوابات آپ صحیح صریح احادیث کے حوالہ سے پیش کریں۔

(۲۴۵) آنحضرت ﷺ نے جس طرح اپنے صحابہ کو اہل قرآن فرمایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) کیا کسی صحیح حدیث میں صحابہ کو اہل حدیث فرمایا تھا۔

(۲۴۶) مولوی ثناءاللہ صاحب، اور مولوی عنایت اللہ اثری مرزائیوں کے پیچھے نماز کو جائز بھی کہتے تھے اور پڑھ بھی لیتے تھے، یہ کس حدیث پر عمل تھا۔ (فیصلہ مکہ الجرالبلیغ)

(۲۴۷) آنحضرتؐ نے بنو قریظہ کے راستے میں عصر پڑھنے والوں میں دونوں میں سے کسی کے اجتہاد کو غلط نہ فرمایا نہ کسی پر اعتراض کیا، غیر مقلدین کس حدیث کی بنا پر مجتہدین کو شیطان کہتے ہیں۔

(۲۴۸) آنحضرتؐ کی حدیث کے مطابق مجتہد کو ہر حال میں اجر ملتا ہے، صواب پر دو، خطاء پر ایک، پھر مجتہدین کو گالیاں دینا کس حدیث پر عمل ہے۔

(۲۴۹) مولوی محمد یوسف غیر مقلد حقیقۃ الفقہ میں فرماتے ہیں۔ گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ (ہدایۃ، ص ۱۸ و ص ۱۹۳ ج ۱)

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ ہدایہ شریف میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۵۰) دیگر ص ۱۹۴، پر لکھتے ہیں کہ۔ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ (ہدایہ ص ۱۰ ج ۱)

حالانکہ ہدایہ کی اصل عبارت (عربی) یہ ہے لایجوز المسح علی العمامۃ، پگڑی پر مسح جائز نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

(۲۵۱) دیگر ص ۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ۔ تیمم ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۴۲ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۵۷) اور ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ۔ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف اور موقوف ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۴۲ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۵۶) یہ چاروں جھوٹ ہیں۔ ہدایہ میں تو لکھا ہے کہ تیمم دو ضرب سے ہے۔ ایک چہرے کیلئے اور دوسری دونوں بازوؤں کے لئے۔ یہی آنحضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

پھر ص ۲۱۴ پر لکھتے ہیں کہ۔ آنحضرت ﷺ کا عمل دوام غلس میں تھا (ہدایہ ص ۲۹۲ ج ۱) حالانکہ اصل عربی عبارت یہ ہے۔ ویستحب الاسفار بالفجر لقوله عليه السلام اسفر وابا الفجر فانه اعظم للاجر اور مستحب ہے روشنی میں فجر کی نماز پڑھنا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا حکم یہی ہے کہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھو، اس کا ثواب بہت ہے۔

نیز لکھتے ہیں۔ ترجیع حدیث سے ثابت ہے۔ (ہدایہ ص ۲۹۲ ج ۱) حالانکہ ہدایہ میں اس کے برعکس (یوں) ہے، لاترجيع فيه .لنا انه لا ترجيع في المشاهير، یعنی اذان میں ترجیع نہیں، کیونکہ احادیث مشہورہ میں ترجیع ثابت نہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ اقامت ایک ایک بار ہے (شرح وقایہ) حالانکہ اصل کتاب میں ہے کہ اقامت اذان کے مثل ہے، کیونکہ فرشتے نے اذان اور اقامت ایک جیسی ہی سکھائی تھی۔ اسی کتاب حقیقۃ الفقہ (جو پوری دنیا کے جھوٹوں سے بھری ہوئی ہے) میں یہ جھوٹ بھی درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۲۵۲) سجدہ سہو، دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے۔

(ہدایہ ص ۵۸۴ ج ا شرح وقایہ ص ۱۳۹)

(۲۵۳) سجدہ سہو میں ایک سلام پھیرنے والا بدعتی ہے (ہدایہ ص ۵۸۵ ج ۱) یہ سب جھوٹ ہیں۔ آپ خود یہ کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ ان کتابوں میں

ان کے برعکس لکھا ہے۔ غلط باتوں کو ان مستند کتابوں سے منسوب کر کے عوام کو بدھو بناتے ہیں۔

نیز لکھتے ہیں کہ۔ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔

(ہدایہ ص ۵۶۳ ج ا۔ شرح وقایہ ص ۱۳۴)

(۲۵۴) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۳۴)

(۲۵۵) تراویح مع وتر حدیث سے گیارہ ثابت ہیں۔

(ہدایہ ص ۵۶۳ ج ا، شرح وقایہ ص ۱۳۴)

(۲۵۶) تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں، اور بیس رکعت مستحب ہیں۔ (شرح وقایہ ص ۱۳۴)

یہ چاروں نمبر محض جھوٹ ہیں، وہاں صرف بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے۔ ان چاروں عبارات کی اصل عربی متن کتاب میں دکھادیں تو یکصد روپیہ فی عبارت انعام لیں۔

(۲۵۷) مزید لکھتا ہے کہ۔ صبح کے فرض کے بعد سنتیں پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص ۵۴۲ ج ا شرح وقایہ ص ۸۴)

دونوں کتابوں پر جھوٹ ہے، ان کی عربی عبارت، متن سے دکھانے والے کو میں دوصد روپیہ انعام دوں گا۔ ہے کوئی مرد مجاہد جو ہمارے اس چیلنج کو قبول کر کے انعام حاصل کرے، آگے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ۔ صبح کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ لیٹے۔

(ہدایہ شریف ص ۵۴۱ ج ا)

بالکل جھوٹ ہے۔ ہدایہ شریف کے متن میں اصلی عربی عبارت دکھانے والیکو یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ہم عوام غیر مقلدین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے نام نہاد علماء وعلامہ حضرات کو مجبور کریں کہ وہ ہمارے اس چیلنج کو قبول کریں، تاکہ امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی ہوسکے، والسلام۔

Scanned with CamScanner

تکمیل دین

تمکین دین

تدوین دین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تکمیل دین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین. امابعد

معزز قارئین! اس دنیا میں بہت سے دین پائے جاتے ہیں مگر ان میں سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں (۳۔۱۹) سو یہی مسلمانی حکمبرداری ﴿وَمَن یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَفِی الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ (۸۵:۳) اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور وہ آخرت میں خراب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں کئی فرقے ملتے ہیں۔ مگر ان میں نجات پانے والے صرف اہل سنت والجماعت ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا ماانا علیه واصحابی یعنی نجات وہ پائیں گے جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہوں گے اور فرمایا میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا (ترمذی) اور فرمایا جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (بخاری) اور ایک روایت میں تو آپ ؐ نے تارک سنت کو ملعون فرمایا (مشکوٰۃ) اہل سنت و الجماعت کے علاوہ باقی فرقوں کو آپ نے دوزخی فرمایا (ابوداؤد) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے آیت کریمہ یوم تبیض وجوہ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ ؐ نے فرمایا کہ جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہونگے وہ اہلسنت والجماعت ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی یہی ارشاد فرمایا (الدر المنثور ج ۲ ص ۶۳) اور آپ ؐ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۶۲)

ضاحت

آپ ؐ نے فرمایا میرے امتیو! میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ (موطا ص ۷۰۲)

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے۔ جو ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے۔ اور لفظی الہام یا وحی متلو ہے اور آپؐ نے اس کتاب پر خود اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے اللہ تعالیٰ ہی کی زیر نگرانی عمل کر کے جو عملی نمونہ پیش فرمایا اس کو سنت کہتے ہیں۔ اس سے اہل سنت کا معنی بھی سمجھ آ گیا کہ جو لوگ قرآن پاک پر اپنی خود رائی سے نہیں بلکہ رسول اقدس ﷺ کے عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں وہ اہل سنت کہلاتے۔ کیونکہ الفاظ قرآن کے ہوں اور نمونہ عمل حضور کا ہو یہی سنت ہے۔

والجماعت

جس طرح قرآن پاک کو صحیح سمجھنے کے لیے صرف عربی دانی کافی نہیں اس کی صحیح تفسیر آپ کی عملی زندگی ہے۔ اس طرح آپؐ نے آنے والی امت کی پوری رہنمائی کے لیے صحابہ کرامؓ کی ایک عظیم جماعت تیار فرمائی جنہوں نے آپؐ کی نگرانی میں آپ کی سنتوں پر عمل کیا۔ اور بعد میں آنیوالوں کے لیے یہ حضرات سنت کے عملی نمونے قرار پائے جو نہ صرف یہ کہ نبی پاک کی نگرانی میں تیار ہوئے بلکہ خداوند قدوس نے بھی مکمل نگرانی فرمائی اور رضی اللہ عنہم ورضوعنہ (اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے) کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ آپؐ نے تاکیدی حکم دیا کہ علیکم بالجماعۃ اس جماعت کو لازم پکڑو اور جماعت سے کٹنے والوں کو شیطان کا لقمہ فرمایا اور اس بکری سے تشبیہ دی جو چرواہے کی نگرانی اور ریوڑ سے نکل کر کسی بھیڑیئے کا نوالہ بن جائے (احمد) شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

فاهل السنة والجماعة هم المتبعون للنص والاجماع (منہاج السنۃ ج ۳ ص ۲۷۲) یعنی اہل سنت وہ لوگ ہیں جو نص (کتاب وسنت) اور اجماع کی تابعداری کرتے ہیں۔

تکمیل دین

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل کتاب میں دین کی تکمیل کا اعلان فرمایا

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ نمبر۳) آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

تمکین دین

آپؐ جو کامل دین اسلام لے کر آئے پوری دنیا کے لیے تھا۔عرب میں تو آپؐ کی حیات طیبہ میں دین پھیل گیا.......... باقی عجم میں آپؐ کے صحابہؓ جو آپ ہی کی سنت کے نمونے تھے۔ان کے ذریعے دین پھیلا اور اس کی پیش گوئی خود قرآن پاک میں فرمادی گئی تھی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کردے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جمادے گا ان کے لیے دین انکا جو پسند کردیا واسطے ان کے اور دیگا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو یہی لوگ ہیں نافرمان (النور۔۵۵) چنانچہ جس دین کی تکمیل آپ پر ہوئی تھی۔وہ صحابہ کرامؓ کی محنتوں اور کوششوں سے دنیا میں مضبوطی کیساتھ جم گیا۔یہی وہ مقدس جماعت ہے۔جن کا ذکر خیر ہمارے نام میں والجماعت کے لفظ میں آ گیا ہے۔اہلسنت کے علاوہ کسی اہل بدعت کے نام میں نہ والجماعت ہے نہ اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔

تدوین دین

قرآن پاک کی مکمل عملی تفسیر سنت تھی اس سنت کے کامل نمونے صحابہ کرامؓ تھے جو خدا اور رسول کی زیر نگرانی تیار ہوئے ان کے ذریعے آپؐ کی سنت پوری دنیا میں پھیل گئی۔آپؐ آفتاب ہدایت تھے اور آپ کے صحابہؓ ستارے تھے ان کے ذریعے دین دنیا میں پھیل گیا۔ان مقدسین کی زندگیاں جہاد میں گذر گئیں۔ان کو یہ فرصت نہ ملی کہ آپ کی سنت کو مدون و مرتب فرمادیتے۔لیکن یہ ایک اہم ضرورت تھی کہ جو دین

قیامت تک کے لیے آیا ہے۔ اس کو آسان اور عام فہم ترتیب میں پوری تفصیل سے مدون کر دیا جائے تا کہ قیامت تک کے مسلمان اپنے محبوب پیغمبرؐ کی سنتوں پر آسانی سے عمل کریں چنانچہ یہ کام صحابہ کرامؓ کے ہی آخری دور میں شروع ہو گیا اور تدوین کا پہلا سہرا سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے سر بندھا اور اس کی پیش گوئی بھی اشارۃً کتاب وسنت میں موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سنتے ہو تم لوگ تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔ پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا۔ سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے (محمد: ۳۸) علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس حکمت اور مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں۔ فرض کیجئے تم اگر بخل کرو اور اس کے حکم سے روگردانی کرو گے۔ وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہو گی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خرچ کرے گی بہر کیف اللہ کی حکمت و مصلحت تو پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے حدیث میں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''اسکی قوم'' اور فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔ الحمدللہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں کہ جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک حضور کی پیشنگوئی کے موافق یہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی۔ ہزار ہا علماء وآئمہ سے قطع نظر کر کے تنہا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا وجود ہی اس پیش گوئی ۔

صدق پر کافی شہادت ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اولین مصداق امام صاحب ہی ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ امیین (اہل عرب) کے ذکر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں اور اٹھایا اس رسول کو (عرب کے علاوہ) ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے بڑا زبردست حکمت والا یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ (الجمعہ ۳۔۴) علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے عرب پیدا کیے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب آپ سے ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...﴾ کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو اس کی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیش گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ النعمان ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر ۷)..........

چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق سیدنا امام اعظم نے دین کی تدوین فرمائی چونکہ قرآن پاک میں اسلام کا دوسرا نام حنیف ہے جس کی تکمیل آنحضرتؐ پر تمکین صحابہ کرام کے ذریعے اور تدوین میں اولیت کا شرف امام صاحبؒ کو حاصل ہوا اس لیے پوری امت میں بالاتفاق آپ کی وصفی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی یعنی دین حنیف کے پہلے مدون آپ کا اسم گرامی نعمان ہے۔ ابن حجرؒ نے نعمان کے تین معنی لکھے ہیں۔ نعمان نعمت سے اسم مبالغہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تکمیل دین کو اتمام نعمت فرمایا تو سب سے بڑی نعمت کی تدوین جس سے ہوئی وہ واقعی اسم بامسمیٰ نعمان ہیں۔

(۲) نعمان ایک گھاس ہوتی ہے جس کی خوشبو دور دور تک پھیلتی ہے۔ امام عالی مقام کے ذریعہ عالمگیر نبیؐ کی عالمگیر سنت کی خوشبو پوری دنیا میں پھیلی کسی اور امام کا مذہب اس کا عشر عشیر بھی نہیں پھیلا۔ اس لیے بھی آپ اسم بامسمیٰ نعمان ہیں۔

(۳) نعمان اس خون کو کہتے ہیں جس پر زندگی کا مدار ہے جو جسم کے ایک ایک

بال تک پہنچا ہے۔ آپ نے پیارے نبیؐ کی پیاری سنت کی ایسی تفصیل فرمائی کہ انسان کی پیدائش سے موت تک زندگی کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کا حل سنت سے تلاش کرلیا اس معنی میں بھی آپ نعمان ہیں۔ نیز آپ کی فقہ بعد والوں کے لیے قوام کا کام دیتی ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ سب نے اس سے استفادہ کیا اس معنی میں بھی آپ اسم بامسمّی نعمان ہیں آپ کا لقب امام اعظمؒ ہے کیونکہ رسول اقدسؐ نے فرمایا۔ اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اھل فارس لو کان الاسلام فی الثریالتنا وله رجال من اهل فارس (تاریخ ابونعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ص ۹۷)

اسلام میں بڑا حصہ اہل فارس کا ہے۔ اگر دین ثریا ستارے میں بھی ہوگا تو اہل فارس اسے لے آئیں گے ظاہر ہے کہ جن کا اسلام میں نصیب اعظم ہے ان کا امام بھی اعظم ہے صحابہ کے بعد سب نے آپ کو اعظم مانا اور دنیا میں سواد اعظم آج تک آپ کے مقلدین کا ہے الغرض رسول پاکؐ آفتاب ہدایت صحابہؓ نجوم ہدایت اور ثریا ستارے تک پہنچنے والے امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں اہلسنت میں ہماری نسبت آفتاب ہدایت کے ساتھ جڑی والجماعت میں نجوم ہدایت کے ساتھ اور حنفی میں ستاروں تک پہنچنے والے ثریا جاہ وامام کے ساتھ۔ نبی پاکؐ دین کے لانے والے صحابہؓ دین کے پھیلانے والے۔ آئمہ اربعہ دین کے لکھوانے والے صحابہؓ نے یقیناً وہی دین پھیلایا جو نبیؐ والا تھا۔ اور آئمہ نے وہی دین لکھوایا جو صحابہ والا تھا۔ ہمارا یہ نام اہل سنت والجماعت حنفی ہمارے مذہب کی متصل سند ہے جو مشاہد اور متواتر تعامل پر مبنی ہے۔ نبی کی سنت کو صحابہ نے مشاہدہ سے لیا اور اس پر تواتر سے عمل جاری ہوا اور امام صاحبؒ نے صحابہؓ کا مشاہدہ فرمایا ان کے متواتر عمل کو کتابوں میں مدون کرایا اور عملاً پوری دنیا میں اس کو متواتر کردیا۔ ہر جگہ سنت پر عمل جاری ہوگیا۔ جس طرح ہمارا یہ نام رسول پاک تک متصل سند ہے اسی طرح اس نام میں جامعیت بھی ہے اہل سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو مانتے ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت، قیاس.........اس نام میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے سنت میں الفاظ قرآن کے اور

نمونہ عمل رسول خدا ﷺ کا والجماعت میں اجماع اور حنفی میں قیاس

فقہ حنفی کے چار اساس کتاب، سنت، اجماع، قیاس

اب اس متصل اور مستند مسلک کے بارہ میں نام نہاد اہل حدیث کا تبصرہ بھی پڑھ لیں۔ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عیسائی اور مرزائی جو کافر ہیں وہ تو اپنی نسبت اپنے نبی کی طرف کر کے عیسائی کہلائیں اور آپ مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنی نسبت امام کی طرف کریں۔ اور حنفی کہلائیں کیا عیسائی اور مرزائی اچھے نہ رہے۔ جنہوں نے کم از کم اپنی نسبت تو اپنے نبی کی طرف کی۔ (اصلی اہلسنت ص ۳) مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

اصلی باپ کے ہوتے ہوئے پھر کسی اور طرف منسوب ہونا کس شریعت کا مسئلہ ہے۔ جب حضور ہمارے روحانی باپ ہیں تو باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنے کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کا نہیں یا وہ غلط کار ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے باپ کی نسبت توڑتا ہے وہ کفر کرتا ہے نیز اس پر جنت حرام ہے۔ (ص ۴ ملخصاً) مکرم ناظرین آپ نے عمل بالحدیث کی تابانی دیکھی گویا تمام حنفی، مالکی شافعی، حنبلی محدثین فقہاء، مفسرین اولیاء اللہ نبی کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ عیسائیوں اور مرزائیوں سے بدتر ہیں ان میں سے کوئی بھی اپنے باپ کا نہیں وہ سب کافر ہیں ان پر جنت حرام ہے۔ قربان جایئے اس عمل بالحدیث کے تھوڑا سا ستا کر پھر فرماتے ہیں۔ اسلام کا کوئی ایڈیشن یا کوئی قسم از قسم سوشلزم و جمہوریت نہیں جیسا کہ شافعیت اور حنفیت بھی اسلام کی قسمیں نہیں۔ سوشلزم یا جمہوریت، حنفیت ہو یا شافعیت، دیوبندیت ہو یا بریلویت یہ سب اسلام میں اضافے ہیں۔ جن کا اسلام بالکل متحمل نہیں (ص ۱۳) حضرات عمل بالحدیث کی برکات دیکھیے اب دنیا میں کہیں اسلام نظر آتا ہے؟

اختلاف اور امتیاز

صحابہ کرامؓ میں اس پر اتفاق تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے افضل ہیں

اس لیے کوئی ابوبکری نہیں کہلایا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کے بارہ میں بھی اختلاف نہیں ہوا اس لیے کوئی عمری نہ کہلایا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بارہ میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ جمہور صحابہؓ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ سے افضل کہتے تھے وہ امتیاز کے لیے عثمانی کہلائے۔ جو حضرت علی کو افضل کہتے تھے وہ علوی کہلائے۔ بعض تابعین کا عثمانی وعلوی کہلانا بخاری ص ۴۳۳ ج ا پر ہے شاید پروفیسر صاحب ان کے بارہ میں بھی فرمائیں گے کہ وہ نبی کو چھوڑ کر ان سب فتووں کے مستحق ہو گئے۔ جن کا تجربہ حنفیوں پر کیا ہے۔ قرآن پاک کی قرأتوں میں اختلاف ہوا تو امتیازی نام قاری عاصم کی قرأت اور امام حمزہ کی قرأت رکھے گئے اس کا کسی نے یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ خدا کا قرآن نہیں قاری عاصم کا گھڑا ہوا ہے احادیث میں اختلاف ہو تو کہنے لگے یہ بخاری کی حدیث ہے وہ ابوداؤد کی۔ اس پر بھی کوئی کفر کا گولہ نہیں پھینکا گیا۔ بالکل یہی حال فقہ کے اختلاف کے وقت حنفی شافعی کہلانے کا ہے۔ ہم عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مسلمان، اہل بدعت خوارج ومعتزلہ کے مقابلہ میں اہلسنت، شافعی، مالکی، حنبلی کے مقابلہ میں حنفی کہتے ہیں۔ جیسے ہم بھارتی کے مقابلہ میں پاکستانی، سرحدی کے مقابلہ میں پنجابی، لاہوری کے مقابلہ میں اوکاڑوی کہتے ہیں۔ اوکاڑوی پنجاب اور پاکستان کو مان کر کہا جاتا ہے۔ نہ کہ چھوڑ کر۔ بیچارے پروفیسر صاحب کا یہ حال ہے کہ لفظ یا کا استعمال بھی صحیح نہیں جانتا۔ یہ لفظ ایک جنس کے درمیان آتا ہے جیسے آج نومبر ہے یا دسمبر پیر ہے یا منگل، تو محمدی ہے یا موسوی حنفی ہے یا شافعی اور یہ کہنا غلط اور مضحکہ خیز ہے کہ تو پاکستانی ہے یا پنجابی، آج نومبر ہے یا منگل۔ تو محمدی ہے یا حنفی .... جو لوگ اردو کے ایک لفظ کا استعمال صحیح نہ کرسکیں وہ کتاب وسنت کو خاک سمجھیں گے اللہ تعالیٰ اہلسنت والجماعت کو وساوس سے محفوظ فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ جاننے کیلئے ایک نہایت دلچسپ کتاب اور ایک ایسا آئینہ جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ نظر آتا ہے

غیر مقلدین کی ڈائری

از قلم

مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین

کی

کتابیں

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی کتابیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس لامذہب فرقہ کی دنیا میں نہ کوئی اصول کی کتاب ہے۔ نہ فروع کی مدون کتاب جس پر سب غیر مقلدین کا اتفاق ہو۔ یہ لوگ مقلدین کو ابوجہل جیسے مشرک، یہود و نصاریٰ جیسے کافر بھی کہتے۔ اور ان کے اصول کی کتابوں سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذاہب اربعہ کو شیطانی راستے، ان کی فقہ کو خنزیر اور مردار سے بھی بدتر کہتے رہتے ہیں۔ اور اپنے دستر خوان کی رونق بھی اسی خنزیر و مردار سے قائم کرتے ہیں۔ اپنے عوام کا لانعام کے سامنے قرآن و حدیث کا نام لیکر ان کو دھوکا دیتے ہیں۔ اگرچہ لامذہب عوام اس جواب پر پھولے نہیں سماتے۔ مگر ہم جب ان سے ان کے اصول و فروع کا سوال کرتے ہیں۔ کہ آیت قرآنی اور ایسی حدیث صحیح، غیر معارض سے یہ مسائل ثابت کرو جس کی صحت میں کلام نہ ہو۔ تو حال یہ ہوتا ہے۔

میاں تم تو کہتے تھے کہ ہم سپر چیریں گے
کو نہ تک زور کیا تب بھی نہ ٹوٹا پاپڑ

قرآن و حدیث کا نام سب لیتے ہیں۔ حتی کہ آپ کے بڑے بھائی متنبّی قادیان بھی قرآن و حدیث کی گردان کرتے تھے۔

عوام کو کہتے ہیں کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں۔ ہم جب پوچھتے ہیں کہ اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ چھ حضرات، ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک وبدعت، اور چاروں اماموں کی فقہ کو مردار اور خنزیر کہتے تھے۔ فقہ کو کوک شاستر کہتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ دلیل نہیں بلکہ ایک دوسرا غلط دعویٰ ہے۔ یہ چھ (٦) ائمہ، ائمہ اربعہ کے بعد ہوئے ہیں ان کی کتابوں سے تقلید کے شرک و حرام ہونے کا باب نکال کر دکھادو اور ائمہ اربعہ کی فقہ کے خنزیر و مردار کے مثل ہونے کا باب دکھادو تاکہ پتہ چلے کہ ان کے اقرار سے مقلدین آئمہ اربعہ کا مشرک، بدعتی، دوزخی، ابدی جہنمی ہونا ثابت

Scanned with CamScanner

ہے اور مستند تاریخی شہادتوں سے بھی یہ ثابت کریں کیونکہ اسلام میں ثبوت کیلئے اقرار شہادت ہی معتبر ہے۔

ہاں اگر آپ کا دعویٰ درست ہے کہ ہماری کتابیں وہ ہیں جو ان بزرگوں نے لکھی ہوں جو تقلید کے منکر ہوں تو ہم نواب صدیق حسن، وحید الزماں، نور الحسن، امام خاں نوشہروی، نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، داؤد غزنوی محی الدین لاہوری وغیرہ کا غیر مقلد ہونا۔ بلکہ غلام احمد پرویز اسلم جیراجپوری سرسید چکڑالوی، غلام احمد قادیانی کا غیر مقلد ہونا اقرار یا بینہ سے ثابت کردیتے ہیں تو ان سب کی کتابیں تو یقیناً آپ کی ہوئیں۔ اور کتب احادیث کے بارہ میں آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ ان کے مؤلف ایسے ہوں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں اس لیے ہر حدیث کی کتاب ہماری ہے تو کیا پہلے قرآن آپ اہل قرآن کو دے کر دستبردار ہو جائیں گے۔ پھر موطا امام محمد طحاوی زجاجۃ المصابیح وغیرہ حدیث کی کتابیں بھی آپ کی ہوئیں ان سے انکار کرنے والا منکر حدیث ہوا نہ کہ اہل حدیث۔

بہرحال آپ اپنی کتابوں کی وہ فہرست دیں۔ جن کا معتبر ہونا قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں نام بنام صراحۃً مذکور ہو اور جو عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ سے آج تک داخل نصاب رہی ہوں۔

لامذہب لوگ رات دن مقلدین کو کتاب وسنت کا مخالف بھی کہتے ہیں۔ مگر ان کی کتابوں کے سوا چارہ بھی نہیں۔ فتح الباری، نووی سے سرقہ شدہ مسائل کو کتاب و سنت کے مسائل کہتے ہیں ادھر صدیق حسن نذیر حسین، وحید الزماں وغیرہ کی تمام کتابوں کو کتاب وسنت کے مخالف قرار دے کر مردود قرار دے دیا ہے گویا آئمہ مجتہدین کو تو مصداق ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ...﴾ کا مصداق قرار دیا تھا۔ اپنے تمام علماء کو مصداق ضلو فاضلوا کا بنا دیا۔ مرزائی، منکرین حدیث اور ان لامذہبوں نے اپنے مذہب کی تمام کتابوں کو غلط باطل اور

Scanned with CamScanner

مصداق ﴿یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ...﴾ کا قرار دیا ہے۔ صدیق حسن یہ کہتا ہے کہ یہ سب نبی معصوم کے مسائل ہیں۔ لامذہب کہتے ہیں۔ بالکل جھوٹ یہ سب صدیق حسن کے اپنے گھڑے ہوئے مسائل ہیں۔ اور ان مسائل کو نبی معصوم کے مسائل کہنے والے سب من کذب علی معتمدا (الحدیث) کے مصداق ہیں۔ ایک اور زبردست فریب چونکہ ان کے مولوی پہلے حنفی تھے پھر انگریز سے جاگیریں اور وظائف لے کر لامذہب بن گئے اب ان کی کتاب کا حوالہ دیں تو فوراً عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ یہ کتابیں ان کی وہ ہیں جو حنفی ہوتے وقت لکھی تھیں حالانکہ کتابوں میں حنفی فقہ کے مسائل نہیں بلکہ ان کی تردید ہوتی ہے۔

نے فروعت محکم آمد نے اصول

شرمت باید از خدا و از رسول

الغرض غیر مقلدین کا کوئی مذہب نہ مکمل نہ مرتب نہ قابل تبلیغ، جتنے غیر مقلد اتنے ہی ان کے اجتہادات اتنے ہی مذاہب۔ مگر مکمل مسلک ایک کے پاس بھی نہیں یہ اپنے جس مولوی کا نام بھی لیں۔ آپ ان سے یہ پوچھیں کہ اس مولوی اور اس کی لکھی ہوئی کتابوں پر آپ سب کا اعتماد ہے۔ ہے تو وہ مکمل جماعتی تصدیق لاؤ۔ اگر اس مولوی اور اس کی کتابوں پر خود تمہیں اعتماد نہیں ہے تو دوسروں کو دعوت کیوں دے رہے ہو۔ جب تم لوگوں نے اپنی جاہل عوام۔ بلکہ چکڑالوی، جیراجپوری، لاجپوری، جے پوری، روپڑی کو حق دے دیا ہے کہ وہ براہ راست استنباط کریں تو آئمہ مجتہدین سے یہ حق کیوں چھینا جا رہا ہے اگر آپ کہیں کہ وہ استنباط کریں۔ مگر کسی کو دعوت نہ دیں تو غیر مقلدوں کو تقریر تحریر بلکہ تعلیم و تدریس کا حق بھی نہ رہا۔ ان جاہل لامذہبوں کو دوسروں کے اذہان پر ڈاکہ ڈالنے کا کیا حق ہے خصوصاً جب وہ مصداق ضلوا فاضلوا کا ہیں اہلحدیث زمانہ کی اتباع سنت کی تو یہ حقیقت ہے کہ ان کی نماز کا امام قادیانی بابی، بہائی، رافضی، پکے منافق و مرتد بھی ہو سکتے ہیں۔ (چاند پوری العدل ص ۲۵۳

فروری ۱۹۲۹) کسی بات کا اناپ شناپ غلط سلط جواب لکھنا بے بنیاد دعاوی اور جھوٹ در جھوٹ بولتے جانا مرزا صاحب کا کمال تھا یا پھر مولانا ثناء اللہ کی ہمت ہے۔ ان کے بعد تبرائیوں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا)

افسوس کہ دنیا میں مرزائیوں، رافضیوں تک کی اصولی امتیازی کتابیں موجود ہیں۔ جن میں ان کے خاص امتیازی مسائل مذکور ہیں اور ان کی جماعت ان کتابوں پر اعتماد کرتی ہے۔ لیکن غیر مقلدین ایک بھی ایسی اصولی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔

فتویٰ

ایک مسلمان شیر فروش کی دکان پر ایک گاہک دودھ لینے گیا خریدار نے بچہ اٹھایا ہوا تھا اس نے پیشاب کر دیا۔ جس کے چند قطرے دودھ میں پڑے۔ دودھ کا رنگ بو، مزا کچھ نہیں بدلا اس دودھ کا کیا حکم ہے۔ امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔

(اخبار اہلحدیث ۱۳ رمضان ۱۳۲۷ھ)

آئمہ اربعہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ جو تبرائی غیر مقلد آئمہ اربعہ کو مخرب دین۔ دین کے ٹکڑے کرنے والے اور برا خیال کرے اس کا کیا حکم ہے جو شخص آئمہ اربعہ کے مقلدین کو اہل سنت والجماعت سے خارج، مشرک، ناری جہنمی یہودو نصاریٰ کی مثل کہے۔ اس تبرائی غیر مقلد کا کیا حکم ہے۔

(۱) قرآن شریف کی کیا تعریف ہے نص صریح قطعی الدلالت جواب میں پیش کیجئے علمائے اصول کا قول پیش نہ فرمائیں ورنہ بقول آپ کے آپ کو مشرک بننا پڑے گا۔

(۲) احکام شرعیہ کتنے ہیں ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے منکر یا تارک کا کیا حکم ہے اس کے لیے بھی نص صریح مطلوب ہے۔ فقہاء یا محدثین کی تقلید کا پٹہ گلے میں نہ ڈالنا۔

(۳) دلائل شرعیہ کتنے ہیں ہر ایک کی تعریف (قرآن، حدیث صحیح، اجماع، اجتہاد) اور اس کے منکر اور تارک کا حکم نص صریح قطعی الدلالۃ سے بیان فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

(۴) دلالت کی منطقی اقسام، مطابقی، التزامی تضمنی یا دلالت کی اصولی تقسیم، عبارت اشارت، اقتضاء، دلالت یا بیان کی اقسام، تغییر، تبدیل، تفسیر تقریر ضرورت وغیرہ کے قائل ہوں تو ہر ایک کی تعریف اور حکم نص تصریح سے بیان کریں اور اگر نہ مانتے ہوں تو جو لوگ ایسی دلالتوں کے قائل ہیں۔ قرآن وحدیث میں انکا کیا حکم ہے۔

(۵) تقلید کا کوئی فرد جائز بھی ہے یا نہیں اگر ایجاب جزئی ہے تو کس نص سے اور سلب کی ہے تو کس نص سے۔

(۶) ثبوت شی بقاء شی کو مستلزم ہے یا نہیں اگر ہے تو کونسی نص صریح قطعی الدلالت ہے اگر نہیں تو رفع یدین کے دوام اور سنیت کی کونسی نص صریح ہے۔

(۷) جن مسائل کا ثبوت بالتصریح قرآن وحدیث میں نہیں ملتا ان کے ثابت کرنے کے لیے کیا طریقہ ہے۔

(۸) قیاس کرنے کیلئے کسی مجتہد کا ہونا ضروری ہے یا ہر مولوی غیر مقلد قیاس کر سکتا ہے۔

(۹) اگر قیاس کرنے کے لیے مجتہد یا کم از کم مولوی کی ضرورت ہے تو اس مجتہد یا مولوی کی شرائط کتاب وسنت سے لکھیں۔

(۱۰) استنباط واجتہاد کے لیے قرآن وحدیث میں کچھ قواعد واصول بھی ہیں۔ یا نہیں ہیں تو کیا کسی کتاب میں درج ہیں۔

قیاس

ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ باب اثبات المقائسۃ فی الفقہ میں فرماتے ہیں۔ **قال اللہ تبارک وتعالیٰ فجزاء مثل ماقتل من النعم هذا تمثیل الشی بعدله مثله و شبهه و نظیره وهونفس القیاس عند الفقها**۔ وطی حلال کا قیاس۔ وطی حرام پر بخاری باب اذا عرض نبغی الولد۔ روزہ کا ٹوٹنا اور مکی حج اور فرض۔

سوال

ایک حدیث صحیح، صریح غیر معارض مرفوع ایسی پیش کریں جس میں آنحضرت ﷺ کا یہ حکم موجود ہو کہ نماز وتر کی دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدے میں جانا سنت ہے لیکن فاتحہ کی دعا، بین السجدتین کی دعا۔ درود کے بعد والی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنا اور پھر ہاتھ منہ پر پھیرنا منع اور حرام ہے۔

ہم مسلمان جب دھرم بھکشو، راجپال، سوامی دیانند، مرزا قادیانی کی گالیوں سے نہیں ڈرے تو محمد جوناگڑھی جیسے شاتم سے کب ڈرنے لگے۔ پہلے وہ خود اپنا عقیدہ بیان کریں کہ امام اعظم کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

غیر مقلدین

نے اس وقت امت میں فتنہ ڈالا جب شدھی تحریک زوروں پر تھی۔ دوسری طرف قادیانی مجاہدین کا خاکہ اڑ رہا تھا تیسری طرف نیچری معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کا مذاق اڑا رہے تھے۔ چکڑالوی انکار حدیث کی تحریک چلا رہے تھے الغرض کفر وارتداد کی آندھی زوروں پر تھی اور مسلمان سلطنت سے محروم ہو چکے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی مساجد میں انتشار وافتراق کا جہنم گرم کر کے غیر مقلد امت محمدیہ میں فتنہ وفساد برپا کر رہے تھے۔

قرآن وحدیث

چودہ سو سال سے ہیں۔ صحابہؓ نے بھی پڑھے۔ آئمہ مجتہدین، مفسرین نے بھی رازی، غزالی مجدد الف ثانی نے بھی مگر یہ راز کہ قرآن میں اجرائے نبوت اور وفات مسیح کے عقیدے مذکور ہیں مرزا پر منکشف ہوئے اسی طرح آئمہ مجتہدین کی تقلید کفر، شرک اور حرام ہے یہ راز ثناء اللہ پر منکشف ہوئے۔ ہر غیر مقلد رازی اور غزالی ابو حنیفہ سے قرآن کو زیادہ سمجھتا ہے۔

مذاہب اربعہ

غیر مقلدین کے نزدیک نص حدیث شیطانی مذاہب ہیں (بحوالہ ابن ماجہ) آئمہ اربعہ اول من قاس ابلیس کے مصداق ہیں اور احبار و رہبان والی آیات کے مصداق ہیں اور مقلدین یہود و نصاریٰ کی طرح مشرک ابو جہل کی طرح کافر ہیں خصوصاً حنفیہ مرجۂ ہیں بنص حدیث اسلام میں انکا کوئی حصہ نہیں۔ شاید ان چار لکیروں سے نیچری، مرزائی، چکڑالوی غیر مقلد مراد ہوں۔

Scanned with CamScanner

قربانی

اور

اہل حدیث

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

قربانی اور اہل حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کا وجود اگرچہ ہر امت میں ثابت ہے۔ مگر تمام روئے زمین پر قربانی کرنا اسلام کا امتیازی نشان ہے۔ یہود صرف ہیکل یروشلم میں قربانی کے قائل ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرجانا ہی ہم سب کی طرف سے قربانی کا بدل ہے۔ جب کہ قرآن پاک نے اس غلط افواہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرنا تو کجا صلیب پر چڑھنا ہی ثابت نہیں رسول اقدس ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی۔ کسی بھی سال ترک نہیں فرمائی۔

• گذشتہ صدی سے بعض لوگوں میں دین میں خود رائی کا مرض پیدا ہو گیا تو کئی اسلامی مسائل ان کا تختہ مشق بنے۔ چنانچہ قربانی کا مسئلہ بھی اس کی زد میں آ گیا۔ بعض منکرین حدیث نے قربانی کی مخالفت میں لکھا تو اہلسنت والجماعت نے ان کے ہر مغالطہ کا جواب دیا۔ ہمارے اہل حدیث حضرات کو بھی اس معرکہ میں فقہاء کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ فتاویٰ علمائے حدیث میں آئمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کی عبارات سے قربانی کا ثبوت پیش کر کے مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر اب بھی ان (منکرین قربانی) کو اپنے اس ادعا پر ناز ہے تو پھر ہمیں بھی اپنے ان فقہا کا پتہ دیں جو قربانی کے مشروع اور مسنون ہونے کے قائل نہیں کہ کون ہیں کتنے ہیں؟ سنی ہیں یا شیعہ ...... ﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

لاؤ تو صحیح ذرا میں بھی دیکھ لوں کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

اللہ تعالیٰ سمجھ دے نہ مانیں تو آئمہ اربعہ کو بھی جواب دے دیں ماننے پر آئیں تو شیعہ فقیہ بھی برہان بن جائے۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ بالا فقہاء اسلام کا یہ اجماع و اتفاق قربانی کے مشروع

ومسنون ہونے پر خود ایک مستقل اور ناقابل انکار شہادت ہے کیونکہ ان فقہاء کرام کا زمانہ عہد نبوت اور عہد صحابہؓ سے اتنا قریب تھا۔ کہ وہ بڑی آسانی سے شرعی احکام ومسائل پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل معلوم کر سکتے تھے کہ تحقیق وتفحص کے تمام ذرائع موجود تھے۔ دیکھیے آئمہ اربعہ کے زمانہ ولادت و وفات کا نقشہ یہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ۔ ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ۔ امام مالک ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ امام شافعیؒ ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ امام احمدؒ ولادت ۱۶۴ھ اور وفات ۲۴۱ھ مثلاً امام مالکؒ نے اسی مسئلہ قربانی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث صرف دو راویوں کے واسطہ سے نقل فرمائی ہے۔ یعنی مالکؒ نے ابن زبیر مکی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث سنی (موطا ص ۴۹۶) .... امام ابوحنیفہؒ تو امام مالک سے تیرہ برس بڑے ہیں آپ کا مولد ومسکن شہر کوفہ رہا جو حضرت علیؓ کا دار الخلافہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی ولادت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے درمیان صرف چالیس برس کا فاصلہ ہے۔ امام موصوف کے زمانہ میں ایسے لوگ ہزار در ہزار موجود تھے جنہوں نے خلفائے راشدینؓ کا عہد اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور صحابہ کرامؓ کی صحبت پائی تھی۔

ایسے میں ان فقہاء کے بارے میں کوئی یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان کو یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل آڑے آسکتی تھی کہ قربانی کا یہ طرز عمل کب سے اور کیسے رائج ہوا اور کس نے اسے رواج دیا۔

یہی حالت پہلی اور دوسری صدی ہجری کے تمام فقہاء کی ہے ان سب کا زمانہ عہد نبوتؐ اور عہد صحابہؓ سے اتنا قریب تھا کہ ان کے لیے سنت اور بدعت کے درمیان تفریق کرنا کوئی بڑا مشکل امر نہ تھا اور وہ آسانی کے ساتھ اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوسکتے تھے کہ جو عمل سنت نہ ہو اسے سنت باور کر بیٹھیں۔

امت کا متواتر عمل

قربانی کے مشروع و مسنون عمل ہونے پر اس شہادت کے علاوہ ایک اور اہم ترین شہادت امت مسلمہ کے متواتر عمل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور اسکی قربانی جس روز سے شروع فرمائی اس روز سے وہ امت مسلمہ میں عملاً رواج پا گئی اور اس تاریخ سے آج تک دنیا کے تمام اطراف و اکناف میں مسلمان ہر سال مسلسل اس پر عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے چودہ سو سالہ تسلسل میں کبھی ایک سال کا انقطاع بھی واقع نہیں ہوا ہے۔ ہر نسل نے پہلی نسل سے اس کو سنت المسلمین کے طور پر لیا اور اپنے سے بعد والی نسل کی طرف اسے منتقل کیا ہے۔ یہ ایک ایسا متواتر عمل ہے جس کی زنجیر ہمارے عہد سے رسول اللہ ﷺ کے عہد تک اسطرح مسلسل قائم ہے کہ اس کی ایک کڑی بھی کہیں سے غائب نہیں ہوئی۔ دراصل یہ ویسا ہی تواتر ہے جس تواتر کے برتے ہم نے قرآن کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مانا ہے اور عرب کے درّیتیم محمد بن عبداللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول تسلیم کیا ہے۔ کوئی فتنہ اگر اس تواتر کو بھی مشکوک قرار دینے کی ٹھان لے تو پھر اسلام میں کونسی چیز شک سے محفوظ رہ سکتی ہے

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

مختصر یہ کہ قربانی کی اصل نوعیت یہ ہرگز نہیں کہ ہماری تاریخ کا کوئی دور ایسا گزرا ہو جس میں کسی معتمد فقیہ نے قربانی ایسی سنت مؤکدہ کو مشکوک ٹھہرایا (والحمد للہ علی ذلک)

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۳۱ ج ۱۳)

مزید تحریر فرماتے ہیں۔

تحقیق گزیدہ حضرات نے انکار سنت کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسلام کے ان مسائل و احکام میں بھی تشکیک پیدا کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جن میں مسلمانوں کے درمیان ابتدا سے لے کر آج تک اتفاق موجود ہے گویا ان حضرات کے نزدیک

دین کی اصل خدمت اور ملت اسلامیہ کی صحیح خیر خواہی بس یہ رہ گئی ہے کہ متفق علیہ مسائل کو بھی کسی نہ کسی طریقے سے اختلافی بنا دیا جائے اور دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہ چھوڑا جائے جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہو کہ سب مسلمانوں کے نزدیک یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴ اج ۱۳)

حضرات منکرین قربانی کو جو فہمائش کی گئی ہے بے شک برحق ہے۔ لیکن اگر یہ حضرات خود اس قانون پر کاربند ہو جائیں تو امت کے کتنے اختلافات مٹ سکتے ہیں خود ان حضرات نے ہی تو یہ راستہ دکھایا۔ چنانچہ ذیل میں ہم ان چند مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں جن میں ان حضرات نے عملی متواترات سے انحراف کیا ہے۔

(۱) امت میں قرآن کے اوقاف عملاً قربانی کے عمل سے بہت زیادہ متواتر تھے لیکن ان حضرات نے قرآن پاک چھپوایا جس کا نام رکھا ''مسنون قرأت والا قرآن'' اور اس سے تمام اوقاف حذف کر دیے۔

(۲) اسلام میں تقلید کا عمل پہلے دن سے آج تک متواتر ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق میں صحابہ و تابعین کے ہزارہا فتاویٰ بلا ذکر دلیل درج ہیں لوگوں نے بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کیا نہ فتویٰ دینے والوں کو ابلیس کہا گیا نہ عمل کرنے والوں کو مشرک کہا گیا۔ ان حضرات نے اس تواتر سے اعراض کیا۔

(۳) جمعۃ المبارک سے قبل دو اذانیں امت میں یقیناً قربانی کے عمل سے زیادہ متواتر ہیں۔ مگر فتاویٰ ستاریہ میں پہلی اذان کو بدعت قرار دیا گیا۔

(۴) رمضان المبارک میں بیس تراویح پڑھنا امت میں یقیناً قربانی کے تواتر سے زیادہ متواتر ہے۔ مگر آج اسلام کی اہم خدمت بیس رکعت تراویح کے خلاف چیلنج بازی کو ہی سمجھا جا رہا ہے۔

(۵) باریک جرابوں پر مسح آئمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ یہ امت کے عملی تواتر کے خلاف ہے مگر یہ حضرات باریک جرابوں پر مسح کر کے اپنا وضو اور

نمازیں خراب کر لیتے ہیں۔

(۶) جس طرح متعہ کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے اسی طرح تین طلاقیں خواہ کسی طرح دی جائیں اس کے بعد بیوی کے حرام ہونے پر بھی آئمہ اربعہ کا اجماع ہے مگر ان حضرات نے تین کے ایک ہونے میں اجماع سے اختلاف کیا۔

(۷) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ استفاضہ (تواتر) سے ثابت ہے کہ آیت واذا قرئ القرآن نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے لیے ہے۔

(۸) ساری امت کا اتفاق ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں شامل ہے مگر ان کے عوام اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۹) آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ مقتدی رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کی وہ رکعت پوری شمار ہوتی ہے۔ مگر یہ حضرات اس رکعت کو شمار نہیں کرتے۔

(۱۰) پوری امت کا اتفاق ہے کہ قربانی کے حصہ داروں میں اگر ایک مرزائی ہو تو کسی کی قربانی جائز نہیں ہوگی مگر ان حضرات نے فتویٰ دے دیا اگر حصہ داروں میں مرزائی شریک ہو تو قربانی جائز ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۸۹)

الغرض جو شکوہ غیر مقلدین کو منکرین حدیث سے ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کو ہی عمل بالقرآن سمجھتے ہیں۔ یہی شکوہ اہلسنت والجماعت کو غیر مقلدین سے ہے۔ کہ جو مسائل اور احکام فقہاء اور عوام میں متواتر چلے آرہے ہیں ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا کام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔

قربانی کے جانور کے بارہ میں حدیث میں مسنہ کا لفظ آیا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

فتاویٰ نذیریہ میں ہے۔

مسنہ ہر جانور میں سے ثنی کو کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کی ہو۔ دوسرا شروع اور گائے بھینس میں سے جو دو سال کی ہو تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو

Scanned with CamScanner

چھٹا شروع ہو۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۵۲ فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۲۴)

اس فتویٰ پر مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری اور میاں نذیر حسین کے علاوہ سات اور غیر مقلدین کے دستخط ہیں اور علامہ شوکانیؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اب غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسنہ کا یہ معنی فقہاء نے بیان کیا ہے لغت میں اس کا معنی ہے دوندا یعنی جس کے دو دانت گر گئے ہوں۔

عرض یہ ہے اگر آپ نے مسنہ میں فقہاء کا بیان کردہ معنی چھوڑ کر لغت کا سہارا لیا ہے تو اگر کوئی شخص ''صلوٰۃ'' کا لغوی معنی دعا ہی لے یا حج کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہی لے اور ارادے کو ہی حج سمجھے اور زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکی ہے لے اور ان الفاظ کے شرعی معنی کا لحاظ نہ کرے تو پھر آپ ان کو فقہاء کی طرف آنے کی دعوت کیونکر دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو غلط راستہ آپ ہی دکھا رہے ہیں کیونکہ اس مسئلہ میں تو آپ بھی فقہاء سے بگڑ گئے ہیں۔

قربانی کے دن

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ دس تاریخ کو ہی قربانی کرتے تھے اور اسی دن قربانی کرنے کا ثواب زیادہ ہے اور اس پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کے دن فرمایا کہ تین دن بعد قربانی کا گوشت گھر نہ رکھنا۔ یہ حدیث تقریباً سولہ صحابہؓ سے مروی ہے اور متواتر ہے۔ اس حدیث سے جمہور امت نے یہی سمجھا کہ جب چوتھے دن گوشت کی ایک بوٹی رکھنے کی بھی اجازت نہیں تو پورا بکرا قربان کرنا کیسے جائز ہوگا معلوم ہوا قربانی کے تین ہی دن ہیں۔

۱۔ مالک عن نافع عن عبداللہ ابن عمر قال الاضحی یومان بعد یوم الاضحی (موطا ص ۴۹۷)

مالک اور نافع کی سنہری سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے قربانی کے تین دن ہیں ۱۰، ۱۱، ۱۲۔

۲۔ مالک انه بلغه عن علی بن ابی طالب مثل ذلک موطا (موطا ص ۴۹۷ وصلی فی المحلی ج ۷ ص ۳۲۰)

امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ بھی قربانی کے تین دن فرماتے تھے ابن حزم نے المحلی میں اس کی سند بیان کی ہے۔

منکرین حدیث نے اعتراض کیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ قربانی نہیں کرتے تھے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرات مقلدین لکھتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اپنی زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی تھی تو وہ تین دن تک قربانی کے قائل کس لیے تھے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۴ ج ۱۳)

اس فتویٰ میں صاف تسلیم کیا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تین دن قربانی کے قائل تھے (۴۔۵۔۶۔۷) امام ابن حزم نے حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی قربانی کے تین دن روایت کیے ہیں۔

(المحلی ج ۷ ص ۳۷۷)

ہمارے غیر مقلدین دوستوں کا شیوہ یہ ہے کہ معروف روایات پر جو تعامل جاری ہے اس کو مٹانے کے لیے منکر روایات کا سہارا لیا کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہوا۔ تین دن کی قربانی کی بنیاد مذکورہ متواتر روایات پر تھی دور صحابہؓ میں تمام مراکز اسلام مکہ مکرمہ میں ابن عباسؓ، مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں حضرت انسؓ اس پر فتویٰ دیتے تھے۔ کہیں بھی کسی نے منکر روایت کا سہارا لے کر اس فتویٰ کی مخالفت نہیں کی۔ مگر ہمارے غیر مقلدین حضرات اس لیے یہ ایک منکر حدیث لے اُڑے کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں یعنی ان میں روزہ نہ رکھیں یہ مضمون تقریباً چودہ صحابہؓ نے روایت فرمایا ہے اس کے خلاف

حضرت جبیر بن معطم کی روایت میں ایک راوی سلیمان بن موسیٰ الاشدق نے کھانے کی بجائے لفظ ذبح بیان کر دیا۔ غیر مقلدین میں سے جو علم حدیث سے معمولی مناسبت بھی رکھتے ہیں وہ اس کو صحیح نہیں مانتے چنانچہ ان کے سابقہ مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی اس کو ضعیف کہتے ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۸) اور سابق امیر جماعت اہلحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی فرماتے ہیں اس کے ہر طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاوی، علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹) اور دوسری جگہ تو غصے میں آپے سے باہر ہو کر فرماتے ہیں بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیرؓ بن معطم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جبیرؓ بن معطم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں۔ (ص ۱۷۱ ج ۱۳)

الغرض چوتھے دن قربانی کرنا رسول اقدس ﷺ سے تو کجا کسی ایک صحابی سے بھی بسند صحیح ثابت نہیں۔ پھر تکبیرات تشریق تو ۹ تاریخ کو بھی کہی جاتی ہیں تو ۹ تاریخ کو بھی قربانی کرنی چاہیے ہاں ان کے مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی نے تو یہ رسالہ لکھا ہے ایام النحر من عاشر ذالحجۃ الی آخر الشھر جس کا خلاصہ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۵ ج ۱۳ تا ص ۱۸۰ ج ۱۳ پر درج ہے کہ قربانی کے دن بیس یا اکیس ہیں۔ جب تک محرم کا چاند نظر نہ آئے قربانی کر سکتا ہے۔ ضد کی بات الگ ہے ورنہ ان کے مفتی صاحبان بھی چوتھے دن کی قربانی کو پسند نہیں فرماتے حتی کہ ان کے مفتی ابوالبرکات احمد صاحب فرماتے ہیں جس کو پہلے دن قربانی میسر ہو اور وہ نہ کرے اور وہ قربانی کو باندھ رکھے اس کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۵۵) اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے آخر وقت نماز پڑھنے کی عادت بنالیں تو نماز تو ہو جائے گی لیکن منافقانہ نماز ہوگی۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۶ ج ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔ آمین!

غیر مقلد مولف حکیم صادق سیالکوٹی

کی کتاب

سبیل الرسول پر ایک نظر

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ کے قلم سے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اس کا ضرور مطالعہ فرماویں۔

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

Scanned with CamScanner

پچاس ہزار روپے انعام کی حقیقت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . امابعد!

مولوی اشرف سلیم غیر مقلد نے فیصل آباد میں اہل سنت والجماعت کو بے نماز بے نماز کہنے کی مہم شروع کر رکھی تھی اور اس طرح علاقہ بھر میں بدامنی کی فضاء قائم کردی تھی۔ آخر بعض حضرات نے ان سے تین سوالات پوچھے:

۱۔ جس طرح اہل سنت والجماعت آیت قرآن واذ قری القران کا شان نزول صحابہؓ، تابعینؒ اور اجماع سے نماز میں قرآۃ نہ پڑھنا ثابت کرتے ہیں آپ بھی قرآن مجید کی ایک آیت جو اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو اس کا شان نزول صحابہ، تابعینؒ اور اجماع امت سے یہ ثابت کردیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے جو مقتدی نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی اور قرآن پاک کی باقی ایک سو تیرہ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہیں تو ہم آپ کو مبلغ دس ہزار روپے انعام دیں گے۔

۲۔ جس طرح اہل سنت والجماعت ثلاثی عالی سند سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قرأت کرنے والے مقتدی کو ڈانٹا۔ اس سے ناراض ہوئے آپ بھی کسی ثلاثی عالی سند سے ثابت کریں کہ رسول اقدس ﷺ نے فاتحہ نہ پڑھنے والے مقتدی کو ڈانٹا ہو۔ اس سے ناراض ہوئے ہوں اور وہ حدیث، حدیث ابوہریرہؓ کے بعد کی ہو، تو ہم آپ کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

۳۔ اگر آپ کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کردیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری نماز باجماعت میں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی، خود مقتدی بن کر فاتحہ پڑھی تھی تو ہم مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

اشرف سلیم صاحب ایک سوال کا بھی صحیح جواب نہ دے سکے۔ خود ان کے مقتدیوں نے سمجھایا کہ فرقہ واریت کو نہ بھڑکایا کرو اب تک تم بڑی شیخیاں اور شوخیاں کرتے رہے اب ان سوالات کے موافق آیت پیش کر کے انعام کیوں نہیں لیتے؟

اس نے کہا چندہ اکٹھا کرو، میں ان سوالات کا جواب بشکل اشتہار دوں گا چنانچہ اس چندے سے یہ اشتہار شائع کیا مگر اس میں ایک سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ البتہ ضروری اطلاع کے تحت وعدہ کیا کہ جواب دیا جائے گا مگر آج پانچ سال گزر رہے ہیں ابھی تک لوگ انہیں وہ وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ ان سوالات کا جواب دو، وعدہ پورا کرو، وعدہ خلافی منافق کی نشانی ہے مگر وہ ان لاجواب سوالات کا جواب نہ خود دے سکا نہ کسی اور سے دلا سکا۔ ویسے ہی اپنی جماعت کو ذلیل کیا۔

اشتہار کی حقیقت

۱۔ اس اشتہار میں آیت ﴿اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ...﴾ نقل کی اور ﴿وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ...﴾ نقل نہ کیا اور ثابت کر دیا کہ یہ لوگ قرآن بھی پورا نہیں جانتے۔ اگر ان کو یہ آیت پوری یاد ہوتی تو مجتہدین کی تقلید کرتے کبھی غیر مقلد نہ رہتے۔

۲۔ سورۃ المزمل کی ایک آیت نقل کی یہ سورت باعتبار نزول نمبر ۵ پر ہے الفاتحہ نمبر ۷ اور اعراف نمبر ۳۹ پر پھر کسی حدیث یا قول صحابی سے یہ بھی ثابت نہیں کر سکا کہ یہ آیت قراۃ خلف الامام کے لیے نازل ہوئی ہے۔ نہ یہ ہی بتایا کہ قرآن صرف سورت فاتحہ ہے یا مکمل ۱۱۴ سورتیں۔ الغرض یہ آیت تہجد کے لیے نازل ہوئی جو جماعت سے نہیں اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہے۔ جماعت کے ساتھ اس کا تعلق نہیں

۳۔ بائیں کونے پر ایک حدیث **لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام** (بیہقی) لکھی جس کو نہ روپڑی صاحب ڈبر شکر گنج کے مناظرہ میں صحیح ثابت کر سکے، نہ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری مہتہ جھیڈو (چشتیاں) کے مناظرہ میں صحیح ثابت کر سکا نہ اشرف سلیم میں یہ جرأت ہوئی کہ اس کو صحیح ثابت کر سکے۔ نہ ہی پیر بدیع الدین پیر جھنڈا ماتلی سندھ کے مناظرہ میں اسے صحیح ثابت کر سکا۔ اس حدیث کے ہر راوی کا عادل ضابطہ ہونا ثابت کرو۔ خصوصاً ابو ابراہیم محمد بن یحییٰ الصفار۔ اور اس کے شاگردوں کی ثقاہت ثابت کرو۔ ابو ابراہیم کا استاد عثمان بن عمر ہے اس کی روایت کتاب القراۃ ص ۲۲ پر ہے جس میں خلف الامام کا لفظ نہیں۔ عثمان بن عمر کا

استاد یونس ہے۔ اس کی حدیث صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۹ اور کتاب القرأۃ ص ۱۲، ص ۱۳ پر ہے جس میں خلف الامام کا لفظ ہی نہیں اور یونس کو زہریؒ کی روایت میں وہم بھی ہو جاتا تھا۔ (تقریب ص ۳۹۱) یونس کا استاد زہری ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد زہری کی ایسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ (ابکار المنن ص ۴۳ ص ۶۰، ص ۶۴، ص ۱۷۱) نیز اسی کتاب القرأۃ ص ۹۲ ص ۹۵ میں ہے کہ امام زہریؒ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کو خلاف قرآن سمجھتے تھے۔

نیز زہری کے چودہ ثقہ شاگردوں میں سے ایک بھی اس حدیث میں خلف الامام کا لفظ بیان نہیں کرتا۔ بلکہ زہری کے کئی شاگرد خلف الامام کی بجائے فصاعداً بیان کرتے ہیں جو یقیناً صحیح ہے پس یہ لفظ شاذ ہوا۔

نوٹ: یہ ضعیف روایت کتاب القرأت ص ۵۶ پر ہے۔ اس کے بعد ص ۸۶ تا ص ۱۰۶ میں یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جس طرح لوگ نمازوں میں باتیں کر لیتے تھے اسی طرح مقتدی قرأت بھی کر لیتے تھے۔ پھر آیت و اذا قریٔ القرآن نے مقتدی کو قرأت سے روک دیا۔ پھر بہت سی احادیث ترک قرأت خلف الامام کی لکھی ہیں جن میں ص ۱۳۶، ص ۱۳۸، ص ۱۷۱، ص ۱۷۳ پر خاص فاتحہ کے لفظ والی احادیث ہیں کہ مقتدی نہ پڑھے۔ اگر بالفرض اشرف سلیم کی پیش کردہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو آیت کے نزول سے پہلے کی ہے یہ حدیث پیش کرنا اور بعد کے زمانہ والی حدیث پیش نہ کرنا ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی یہودی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی حدیث پیش کرے اور بعد میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی آیت اور حدیث پیش نہ کرے کوئی متعہ والا بخاری سے متعہ والی احادیث پیش کرے اور متعہ سے منع کی احادیث پیش نہ کرے۔ کوئی شرابی بعض صحابہؓ کے شراب پینے والی روایات پیش کرے اور منع والی احادیث پیش نہ کرے۔ کوئی شخص نماز میں باتیں کرنے والی احادیث پیش کرے اور باتوں سے منع کی احادیث پیش نہ کرے۔ الغرض نہ تو اشرف سلیم صاحب اس حدیث کو صحیح ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ

Scanned with CamScanner

حدیث آیت واذا قرئ القرآن کے بعد کی ہے یہ حدیث غیر مقلدین کے دلائل کی سب سے اعلیٰ حدیث تھی جو نہ صحیح ہے اور نہ محکم۔

خلاصہ یہ ہے کہ اشرف سلیم اور اس کی ساری جماعت نہ ان تین سوالات کا جواب دے سکی نہ آیت واذا قرئ القرآن کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث صریح غیر معارض پیش کرسکی کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض اور باقی قرآن پڑھنا حرام ہے البتہ اپنے جاہلوں کو خوش کرنے کے لیے یہ اشتہار شائع کیا۔ تاکہ کسی طرح سے غیر مقلدیت کے جنازے کو کندھا دیا جاسکے۔

یہ چیلنج جس دن چھپا اور فیصل آباد میں لگا۔ اسی دن عصر کے وقت ہمارے علماء حدیث کی کتابیں لے کر اشرف سلیم کو حدیث دکھانے گئے مگر اس نے حدیث دیکھنے سے انکار کردیا ہمارے علماء نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ کے پاس انعام دینے کے لیے پچاس ہزار روپیہ نہیں تو بھی ہم محض خدا تعالیٰ کی رضا اور سنت نبویؐ کے احیاء کے لیے آپ کو حدیث دکھاتے ہیں اس پر بھی اس نے حدیث دیکھنے سے انکار کردیا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا اگر تم بلا معاوضہ بھی حدیث نہ دیکھو گے تو آپ منکر حدیث منکر رسول ہیں ہم آپ کی پٹائی کریں گے۔ مگر اس نے مار کھالی اور نبی ﷺ کی حدیث کو دیکھنا گوارا نہ کیا۔ بعد میں اس پٹائی کا غصہ اس طرح نکالا کہ گھر میں بیٹھ کر عورتوں کی طرح گالیوں کا اشتہار مرتب کیا اور اذا حدث کذب اور اذا اخاصم فجر پر پورا پورا عمل کیا جب اس گالی گلوچ سے شہر کی فضاء بہت مکدر ہوگئی تو جناب ڈی سی صاحب کے سامنے توبہ نامہ لکھ دیا۔

دھوکا دہی، پہلا دھوکا

اس اشتہار میں پہلا دھوکا یہ کیا کہ متواتر حدیث میں ہے: البینة علی المدعی کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور باقی قرآن پڑھنا حرام ہے تو دلیل ان کے ذمہ تھی۔ اس نے دلیل کا مطالبہ قرأت نہ پڑھنے والوں سے کر کے متواتر حدیث کا انکار کردیا۔

مثال نمبر ۱

یہ ایسا ہی مطالبہ ہے جیسے کوئی رافضی یہ مطالبہ غیر مقلدین سے کرے کہ ایک صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث پیش کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ کہنے سے منع کیا ہو تو ہم آپ کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ تو کیا آپ پیش کر سکیں گے؟

مثال نمبر ۲

یا کوئی بریلوی آپ سے مطالبہ کرے کہ آپ ایک ہی صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث ایسی پیش کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص میت کے ایصال ثواب کے لیے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو تو ہم آپ کو پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ غیر مقلد ذرا پیش کر دیں۔

دوسرا دھوکا

سب جانتے ہیں کہ دین اسلام کامل ہے اس لیے رسول اقدس ﷺ جب بھی مسئلہ بیان فرماتے تو مکمل مسئلہ بیان فرماتے۔ قرآن پاک کی تلاوت پر ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب بیان فرمایا تو یہ سارے قرآن کا مسئلہ تھا فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ حائضہ اور جنبی کو قرآن کی تلاوت سے ممانعت فرمائی تو پورے قرآن کی فرمائی خواہ فاتحہ ہو یا اور سورت۔ اسی طرح آپ ؐ نے نماز کے بارہ میں امام ہو، مقتدی ہو، منفرد ہو پورے قرآن کا مسئلہ بتایا مگر اشرف سلیم نے قرآن کی ۱۱۳ سورتوں کے حکم کا ذکر ہی نہ کیا۔ یہ انکار قرآن کی بدترین صورت ہے۔

تیسرا دھوکا

اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ دلائل شرعیہ چار ہیں۔ کتاب اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اور قیاس شرعی۔ تو سائل کو کسی دلیل کے خاص کرنے کا

کوئی شرعی اور قانونی جواز نہ تھا۔ سوال یوں کرتا کہ آپ اپنے شرعی مسئلہ کو چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت کر دیں۔

چوتھا دھوکا

اہل السنت والجماعت چار دلائل کو مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اہل سنت کے خلاف رافضیوں کی تقلید میں اجماع کا انکار کیا کرتے ہیں اور خارجیوں کی طرح قیاس شرعی کا انکار کیا کرتے ہیں مگر اشرف سلیم نے تو مطالبہ دلیل کے وقت قرآن پاک کو بھی دلائل سے خارج کر دیا ذکر تک نہیں لایا۔

پانچواں دھوکا

منکرین حدیث حدیث کی تمام اقسام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اشرف سلیم نے بھی صرف حدیث کی ایک قسم کے علاوہ باقی تمام قسم کی احادیث کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس لیے اس سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح میں ہی منحصر ہے مگر وہ آج تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکا اس کی یہ شرط دین میں اضافہ ہے۔

چھٹا دھوکا

جب اسے کہا گیا کہ تم اپنی پیش کردہ حدیث کو اس اپنی شرط کے موافق ثابت کر دو تو بھی بھاگ گیا۔

وعدہ پورا کرو

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مسئلہ فیصل آباد کی عدالت میں زیر بحث آ گیا جس میں اہل سنت والجماعت نے صحیح مسلم شریف کی حدیث واذا قرأ فانصتوا پیش کی۔ مفصل بحث کے بعد فاضل عدالت نے اس حدیث کو صحیح قرار دے دیا اور لکھا کہ

یہ موافق شرط ہے۔ اب تو خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے پچاس ہزار روپیہ اہل سنت کو دینا چاہیئے ورنہ یہ قرض ذمہ رہا تو جنازہ جائز نہ ہوگا۔

نوٹ: (۱) جہاں بھی کوئی غیر مقلد یہ اشتہار پھیلا کر فرقہ واریت کو ہوا دے اور بدامنی پیدا کرے تو اہل سنت امن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسٹام پر اس غیر مقلد سے تحریری وعدہ لیں کہ اگر ہم جج صاحب کا فیصلہ دکھا دیں تو میں پچاس ہزار روپیہ ادا کر دوں گا پھر ہم سے رابطہ کریں ہم فیصلہ کی نقل لے آئیں گے۔

نوٹ: (۲) اس اشتہار میں اشرف سلیم نے مان لیا کہ حنفی پوری دنیا میں آباد ہیں اور خصوصاً عربستان میں بھی حنفی آباد ہیں۔ جب کہ غیر مقلد پاک و ہند کے بعض علاقوں کے سوا دنیا میں کہیں موجود نہیں۔

نوٹ: (۳) اشرف سلیم صاحب نے خالق کائنات کی قسم کھا کر لکھا ہے کہ کوئی مقلد ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔ حدیث پیش ہو چکی خاص فیصل آباد کے جج نے اس کے صحیح ہونے کا فیصلہ سنا دیا۔ اس پر جو ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ اشتہار پر اشرف سلیم کا یہ پتہ درج ہے خطیب جامع مرکزی محمدی اہل حدیث رضا آباد نمبر ۳ فیصل آباد۔ اب غیر مقلدوں نے نہ صرف اسے مسجد سے نکال دیا بلکہ پورے فیصل آباد کے علاقہ سے بھگا دیا۔ یہ تو دنیا کا عذاب تھا اور خدا کے نام کی جھوٹی قسم کا عذاب آخرت میں بھی اس کے لیے تیار ہے۔

مذاہب اربعہ

اشرف سلیم نے اپنا تعارف یہ کروایا ہے۔ فاضل مذاہب اربعہ، مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ان چاروں مذاہب کو مذہب مانتا ہے مگر غیر مقلدیت کو وہ خود بھی کوئی مذہب نہیں سمجھتا۔ ورنہ وہ فاضل مذاہب خمسہ لکھتا۔ اس مشتہر نے مذاہب اربعہ کا لفظ لکھ کر اس فرقہ شاذہ کو مذاہب سے نکال کر لامذہب قرار دے دیا ہے۔ یہ بھی دنیا کا ایک عذاب ہے۔ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

رمضان المبارک اور مسنون نماز تراویح

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم امابعد.

حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فضل و کرم سے رمضان المبارک کو عجیب بابرکت مہینہ بنایا ہے۔ یہ مہینہ گویا عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔ اس ماہ مقدس کی برکات کا اندازہ لگانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اس ماہ مقدس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ والے ان مبارک گھڑیوں کو غنیمت سمجھتے ہیں اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کہ شائد آئندہ سال ہمیں یہ مقدس گھڑیاں نصیب ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ والوں کے ہاں اس ماہ مقدس میں خوب چہل پہل رہتی ہے۔ اعتکاف ہے، تلاوت قرآن ہے، لاکھوں کی تعداد میں درود شریف کا ورد ہے۔ رات بھر نوافل ہیں۔ لوگ اس کی برکات سے جھولیاں بھرتے اور کمائی کرتے ہیں۔

حضورؐ کا طرز عمل

عن عائشة کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل شهر رمضان شد مئزره ثم لم یات فراشه حتی ینسلغ

(شعب الایمان للبیهقی ج ۲، ص ۳۱۰)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی کمر ہمت کس لیتے اور جب رمضان المبارک گزر نہ جاتا آپ بستر پر تشریف نہ لاتے۔

عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان تغیر لونه و کثرت صلواته وابتهل فی الدعاء واشفق منه (شعب الایمان للبیهقی ج ۳، ص ۳۱۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک آتا تو آپ کا رنگ مبارک بدل جاتا آپ بکثرت نوافل پڑھتے۔ خوب گڑگڑا کر دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے۔

اور آخری عشرہ میں تو آپ بہت ہی زیادہ مستعدی ظاہر فرماتے۔

عن عائشةؓ قالت کان النبیﷺ اذا دخل العشر شدمئزره واحیی لیله و ایقظ اهله.

(بخاری ج۱ ص۲۷۱ مسلم ج۱ ص۳۷۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آجاتا تو نبی علیہ السلام پوری پوری مستعدی ظاہر فرماتے رات کو زندہ کرتے (ساری رات عبادت میں گزارتے) اور ازواج مطہرات کو بھی جگاتے۔

عن عائشةؓ کان رسول اللهﷺ یجتهد فی عشر الاواخر مالا یجتهد فی غیره. (مسلم ج۱ ص۳۷۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں (عبادت) میں جتنی کوشش فرماتے، اتنی دوسرے عشروں میں نہ فرماتے۔

یہ ہے ہمارے پاک پیغمبرﷺ کی رمضان المبارک کی عبادت کا حال جس کی کچھ جھلک آج بھی اللہ والوں کے ہاں ملتی ہیں۔

ایک المیہ

رمضان کی خیر و برکت تو شروع سے آرہی ہے لیکن تقریباً ایک صدی سے رمضان کے مبارک مہینہ میں ایک المیہ کا ظہور بھی ہونے لگا ہے۔ ہمارے زمانہ کے جدید مدعیان بالحدیث کا سارا رمضان اس میں گزرتا ہے کہ رمضان المبارک میں غیر رمضان سے زیادہ عبادت کرنا بدعت ہے، گناہ ہے اور آخری عشرہ میں دوسرے عشروں سے دو رکعت بھی زیادہ پڑھ لینا بدعت اور حرام ہے، پورا رمضان المبارک اسی عبادت سے روکنے میں گزرتا ہے، ہزاروں اشتہارات، سینکڑوں رسالے اس عبادت کے خلاف چھپتے ہیں خود تو بے چارے رمضان المبارک کی برکات سے محروم ہیں، دوسروں کو بھی ان بحثوں میں الجھا کر رکھتے ہیں اور نام اہل حدیث ہے۔ آپ جو سارا مہینہ آٹھ تراویح اور ایک وتر پڑھاتے ہیں ان ۹ رکعات کی بھی کوئی حدیث نہیں۔ آپ جب کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد

Scanned with CamScanner

ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ نہ تو اس پر آپ کوئی حدیث پیش کرتے ہیں اور نہ ہی آپ رمضان کے علاوہ گیارہ مہینے اس اہتمام سے تراویح پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے یہ نماز نفل ہوتی ہے اور بارہویں مہینہ میں یہی نماز سنت موکدہ ہو جاتی ہے۔ گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ بارہویں مہینے اول رات بھی اس کا وقت ہے گیارہ مہینے یہ گھر پر پڑھنی افضل ہے بارہویں مہینے جماعت سے۔ یہ باتیں آپ کی حدیث نفس سے ثابت ہیں نہ کہ حدیث رسولؐ سے۔ جب یہ باتیں حدیث رسول سے آپ ثابت نہیں کر سکتے تو نہ آپ محمدی رہے اور نہ اہل حدیث۔ ان ساری ۹ باتوں میں نہ آپ لوگوں کو حدیث رسول دکھاتے ہیں اور نہ ہی لوگوں سے حدیث رسولؐ کا مطالبہ کرتے ہیں اگر بالفرض دسویں مسئلہ تعداد رکعات میں آپ کے پاس بیس رکعات تراویح کے بدعت اور حرام ہونے کی کوئی حدیث بھی ہوتی تو جب آپ ۱۰ / ۹ غیر محمدی اور ۱۰ / ۹ غیر اہل حدیث ہیں بلکہ ۱۰ / ۱۰ تو یہ عمل بالحدیث کا شور تو بالکل غلط نکلا، ہاں آپ کو عامل بحدیث نفس کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ آپ حضرات آٹھ رکعات تراویح باجماعت پورا مہینہ مسجد میں عشاء کے فوراً بعد کو جو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بیس رکعات تراویح کو بدعت اور حرام کہتے ہیں، اس میں بھی آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں بلکہ آج تک سنت مؤکدہ، بدعت، حرام، حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کی جامع مانع تعریف بھی یہ لوگ قرآن و حدیث سے بیان نہیں کر سکے۔ ضرورت کے وقت امتیوں کے اصول فقہ یا اصول حدیث سے چوری کر لی جاتی ہے، پھر بھی محمدی اور اہل حدیث ہی رہتے ہیں۔

بیس تراویح

(۱) عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہؐ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۲۹۴)

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال خرج النبی ﷺ ذات لیلة فی رمضان فصلی بالناس اربعة و عشرین رکعة و اوتر بثلاثة.

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ کو چوبیس رکعت (۴ فرض ۲۰ تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

ان دونوں احادیث کو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ نے نہ صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف لیکن امت کی تلقی بالقبول سے یہ صحیح ہے۔ اور پوری امت بیس رکعت کی برکات سے جھولیاں بھر رہی ہے کیونکہ اس مہینہ میں نفل کا ثواب بھی فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ ہزاروں اشتہارات چھپاتے ہیں اور مسلمانوں کو ان برکات سے محروم کرتے ہیں۔ ہزاروں اشتہارات کے نتیجہ میں اگر ایک آدمی کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھ کر جماعت سے نکل جائے تو عید کی سی خوشی منائی جاتی ہے اس کو مبارک بادیاں دی جاتی ہیں گویا وہ نیا مسلمان ہوا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو بیس سے زائد تراویح پڑھتے ہیں، بدعتی کہا جاتا ہے۔

عمل بالحدیث

رمضان المبارک کی برکات سے محروم رہنے اور محروم کرنے کے عمل کا نام عمل بالحدیث رکھا ہے۔ آپ ان سے بات کریں تو وہ صاف کہتے ہیں کہ ہم نبی پاکؐ کے سوا کسی کو نہیں مانتے ہم صرف اور صرف محمدی ہیں، ہم نہ ابوبکری، ہیں نہ عمری، نہ حنفی، نہ شافعی۔ ہمارے ہر ہر عمل پر نبی پاک ﷺ کی مہر ہے۔

(۱) جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ساری عمر میں صرف اور صرف تین رات اور وہ بھی آخری عشرہ میں باجماعت تراویح پڑھائی ہیں اور بس آپ لوگ جو حدیث کے خلاف سارا رمضان تراویح باجماعت پڑھتے ہیں۔ اس میں تو آپ محمدی نہیں کیا ہیں؟ کیوں کہ اس پر مواظبت صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے نہ کہ نبیؐ سے۔

آپ زندگی بھر میں صرف تین رات جماعت سے تراویح پڑھ کر ساری عمر آرام سے گھر بیٹھیں تا کہ باقی لوگ سکون کے ساتھ رمضان المبارک کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔

(۲) نیز آپ لوگ ہر سال پورا مہینہ مسجد میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔ یہ تو تمہارے اصول پر محمدی طریقہ نہیں، کیونکہ آپؐ نے تو (نماز تراویح کے آخری یعنی تیسرے دن) فرمادیا تھا:

فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا الصلوة المکتوبة. (بخاری ج۱ص۱۰۱۔ مسلم ص۲۶۶، ج۱)

لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بلاشبہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کو اپنے گھر میں نماز بہتر ہے۔

(۳) اس نماز کا نام تراویح رسول پاک ﷺ نے رکھا ہے یا صحابہ کرامؓ نے۔ اس نماز کو تراویح کہنے والا محمدی ہے یا کچھ اور؟۔

(۴) آپ لوگ جو پورا مہینہ عشاء کے ساتھ ہی رات کے اول وقت میں نماز تراویح پڑھتے ہیں اس کا ثبوت بھی حدیث میں نہیں اس میں بھی آپ محمدی رہے نہ اہل حدیث۔

(۵) آپ جو پورا ماہ رمضان نماز وتر باجماعت پڑھتے ہیں اس میں بھی آپ محمدی ہیں نہ اہل حدیث۔

(۶) آپؐ نے نماز تراویح میں خود نہ پورا قرآن ختم کیا نہ ہی ختم کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی بعض مساجد میں جو تراویح میں قرآن پاک ختم ہوتا ہے، بلکہ بعض مساجد میں قرآن ختم کرنے کے لیے نماز میں قرآن اٹھا کر پڑھا جاتا ہے اس کی ورق گردانی ہوتی ہے اس عمل میں آپ حضرات نہ ہی محمدی نہ ہی اہل حدیث۔ بیس تراویح کی احادیث کو غیر مقلد نہ صحیح کہہ سکتے ہیں اور نہ ضعیف۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امت کا اجماعی عمل ان پر ہے یا نہیں تو پوری امت کا ان احادیث پر عمل ہے اور امت کا اجماع ہے کہ تلقی بالقبول سے حدیث صحیح ہوجاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

امر فاروقی

(۳) عن یحیی بن سعید ابن عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بهم عشرین رکعة.

حضرت عمر بن الخطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۲۹۳)

دور فاروقی

(۴) وروی مالک من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عشرین

حضرت سائب فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح تھیں۔ اس کی سند بخاری شریف میں دو جگہ ہے۔

(۵) عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر (معرفۃ السنن والاثار بیہقی)

حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۶) محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمرؓ بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة یطیلون فیها القراءة و یوترون بثلاث الخ. (قیام اللیل ص ۹۱)

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ زمانہ فاروقی میں لوگ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۷) عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة و یوترون بثلاث.

حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیئیس رکعات رمضان میں ادا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

(۸) عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بهم عشرین رکعة.

(ابوداؤد ج ۱، ص ۲۰۲ سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۰، ج ۱)

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

(۹) عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل فی رمضان فصلی بهم عشرین رکعة.

(کنز العمال ج ۸، ۲۶۴)

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھاؤں پس بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

امام بیہقیؒ، علامہ باجیؒ، قسطلانیؒ، ابن قدامہؒ، ابن حجر مکیؒ، طحطاویؒ، ابن ہمامؒ، صاحب بحرؒ، سب بالاتفاق فرمارہے ہیں کہ عہد فاروقی میں بیس تراویح پر ہی استقرار ہوا، یہی متوارث ہیں۔ دور برطانیہ سے پہلے کسی ایک محدث یا فقیہ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور سنیت کے لیے مواظبت شرط ہے تو یہی بیس رکعت سنت فاروقی ہوئیں۔ یہ حضرت عمرؓ ہی ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا اور فرمایا اللہ کے دین میں سب سے مضبوط عمرؓ ہیں۔ اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مہاجرین وانصار کا بدعتی ہونا لازم آتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اُبی ابن کعب بیس تراویح مہاجرین وانصار میں پڑھاتے تھے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا۔

(فتاویٰ ج ۲۳، ص ۱۱۲)

عہد عثمانی

(۱۰) حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے

لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶) عہد عثمانی میں ایک اور صرف ایک مسلمان کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جو آٹھ تراویح پڑھ کے جماعت سے نکل جاتا ہو یا کسی ایک شخص نے بیس تراویح کو بدعت کہا ہو۔

دور مرتضویؓ

(۱۱) عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علیؓ قال دعی القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة قال و کان علیؓ یوتر بهم۔

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور وتر کی جماعت خود حضرت علیؓ کراتے تھے۔

(بیہقی ۲۔۴۹۶)

(۱۲) عن ابی الحسناء ان علیاؓ امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة.

حضرت ابو الحسناء فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو پانچ تراویح بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت علیؓ خود نبی علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جس نے بدعت ایجاد کی اس کا نہ فرض قبول نہ نفل۔ (بخاری ج ۲، ص ۱۰۸۴۔ مسلم ج ۱، ص ۱۴۴) اور حضرت علیؓ نے اذان کے بعد ایک مؤذن کو عشاء کے لیے تثویب کہتے سنا تو فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو (بحر الرائق) اور ایک شخص کو عیدگاہ میں نماز عید سے قبل نفل پڑھتے دیکھا تو اسے ڈانٹا۔ اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو اس کا حکم کیوں دیتے؟ دور برطانیہ سے پہلے کسی ایک محدث یا فقیہ کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے دور مرتضوی میں بیس تراویح پڑھائے جانے کا انکار کیا ہو۔ کوئی شخص اس زمانہ میں ایک شخص کا نام پیش نہیں کر سکتا جو آٹھ رکعت پڑھ کر جماعت سے نکل جاتا ہو۔ یہ بھی

Scanned with CamScanner

یادرہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیس رکعت والی نماز کا نام تراویح حضرت علیؓ نے بیان فرمایا، کسی خلیفہ راشد یا کسی ایک صحابی نے آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ پورے ذخیرہ حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(۱۳) عن زید بن وهب قال کان عبدالله یصلی بنافی شهر رمضان فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلث (قیام اللیل ص ۱۵۷)

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہم کو رمضان میں تراویح پڑھا کر فارغ ہوتے ابھی رات ہی ہوتی تھی،

امام اعمش فرماتے ہیں وہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ سنت پر اکتفا کرنا بدعت پر محنت کرنے سے بہت اچھا ہے۔ (حاکم ۱) اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو وہ کیوں پڑھاتے؟

جمہور صحابہ کرامؓ

(۱۴) ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان۔

امام ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم (۹۶ ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک لوگ رمضان میں پانچ تروتحے (بیس رکعات) پڑھتے تھے۔ (کتاب الآثار ابی یوسف)

حضرت امام صاحبؒ نے بھی تراویح کا لفظ صرف اور صرف بیس رکعت کے ساتھ ہی روایت فرمایا ہے آٹھ رکعت کے ساتھ کہیں روایت نہیں فرمایا۔

(۱۵) عن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی

بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة و یوتر بثلاث۔

عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ لوگوں کو رمضان میں مدینہ منورہ میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳)

عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلثة و عشرین رکعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲۔ص ۳۹۳)

حضرت عطاء (۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے ہی پایا۔

تابعین کرام

حضرت سوید بن غفلہ جو عمر میں آنحضرت ﷺ سے صرف تین سال چھوٹے ہیں، وہ امامت کراتے تھے، حضرت ابوالخصیب فرماتے ہیں:

کان یومنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة.

حضرت سوید بن غفلہ رمضان میں ہمیں باجماعت پانچ ترویحے بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔ (بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶)

عن ابی البختری انه کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان و یوتر بثلاث.

حضرت ابو البختری سے مروی ہے کہ وہ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے تھے۔

عن سعید بن ابی عبید ان علی بن ربیعة کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلاث.

(ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۳۹۳)

حضرت سعید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ علی بن ربیعہ پانچ
ترویحے یعنی بیس تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے۔

جب آئمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرما دیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے، چنانچہ استاذ العلماء سید المحققین حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ علامہ ابن خلدون سے نقل فرماتے ہیں: ''دیار و امصار میں انہیں آئمہ اربعہ پر تقلید ٹھہر گئی۔ اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہو گئے۔ اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کر دیے اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہو گئیں اور لوگ رتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے باز رہ گئے اور اس امر کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں اجتہاد ایسے شخص کی طرف مستند نہ ہو جائے جو اس کا اہل نہ ہو یا اس کی رائے یا دین قابلِ وثوق نہ ہو، لہٰذا علمائے زمانہ نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کر دیا اور اس کے دشوار ہونے کی تصریح کر دیں۔ اور انہیں مجتہدین کی تقلید کے لیے جن کے لوگ مقلد ہو رہے تھے لوگوں کو ہدایت کرنے لگے اور چونکہ تداول تقلید (غیر شخصی) میں تلاعب ہے، لہٰذا کبھی ان کی اور کبھی ان کی تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کرنے لگے اور صرف نقل مذاہب باقی رہ گئی اور بعض صحت صحیح اصول اور اتصال سند بالروایہ ہر مقلد اپنے اپنے مجتہد کی تقلید کرنے لگا اور فقہ سے آج اس امر کے کچھ اور مطلب نہیں اور فی زمانناً مدعی اجتہاد مردود اور اس کی تقلید مہجور ہے اور اہل اسلام ان ہی آئمہ اربعہ کی تقلید پر قائم ہو گئے'' (آثار خیر ص ۱۴۴)

اور یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے کہ آئمہ اربعہ کے متون فقہ میں آٹھ رکعت تراویح کا نام و نشان تک نہیں اور آئمہ اربعہ کے متون فقہ کے کسی متن میں بیس رکعت تراویح کو بدعت یا حرام نہیں لکھا۔ اور صحابہ کرام سے لے کر دور برطانیہ تک کسی اسلامی فرقہ کی ایک مسجد کا پتہ نہیں دیا جا سکتا کہ کبھی ایک سال بھی پورا مہینہ

آٹھ رکعت تراویح پڑھی گئی ہو یا صحابہ کرامؓ سے لے کر دور برطانیہ تک ایک اور صرف ایک مسلمان کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا، جو آٹھ تراویح پڑھ کر جماعت سے نکل کر بھاگ جاتا ہو، معلوم ہوا کہ بیس تراویح امت میں متوارث ہے۔

آٹھ رکعت

آٹھ رکعت پڑھ کر جو لوگ جماعت سے نکل جاتے ہیں وہ رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں دو سنتوں کو پامال کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ ظہر کی چار مؤکدہ سنتوں کی بجائے آپ نے کبھی دو سنتیں پڑھی ہیں۔ اور اگر کوئی پڑھے تو کبھی اس کا دل مانے گا کہ میں نے پوری سنت ادا کر لی ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ آٹھ رکعت پڑھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا یا سننا سنت ہے جو آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور اس سنت سے بھی محروم رہتے ہیں۔

چند مغالطے

جو لوگ اس سنت کے تارک ہیں اور اس سنت کو مٹانے میں سارا زور علم وقلم خرچ کرتے ہیں وہ جن باتوں سے مغالطہ دیتے ہیں ان کی پوری وضاحت تو اس مضمون میں ممکن نہیں اس لیے رئیس المناظرین عمدۃ المحققین حضرت مولانا خیر محمد جالندھری برد اللہ مضجعہ کے مضمون کا مطالعہ ضروری ہے جو آثار خیر صفحہ ۲۲۱ سے صفحہ ۲۷۹ تک ہے۔ مختصراً گزارش ہے کہ صحاح ستہ میں سے ایک حدیث حضرت عائشہؓ کی پیش کرتے ہیں کہ آپؐ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حدیث نماز تہجد کے بارے میں ہے۔ تاریخ الخلفاء کے مطابق ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے تراویح کی جماعت شروع کرائی اور سیدہ عائشہؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی۔ اماں جان خود نبی علیہ السلام سے

یہ حدیث روایت فرماتی ہیں کہ جس نے اس دین میں بدعت جاری کی وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم) مگر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اماں جان نے بیالیس سال میں ایک دفعہ بھی اس تہجد والی حدیث کو بیس تراویح والوں کے خلاف پیش فرمایا ہو۔ اب دو ہی راستے ہیں۔ یا تو یہ مان لیا جائے کہ اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔ اماں جان یہی سمجھتی تھیں یا یہ مان لیا جائے کہ اماں جان اس حدیث کو ۲۰ تراویح کے خلاف ہی سمجھتی تھیں لیکن ان کے دل میں سنت کی محبت اور بدعت سے نفرت اتنی بھی نہ تھی جتنی آج کل کے ان پڑھ غیر مقلد میں ہے۔ یہ تو رافضی ہی کی سوچ ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث حضرت جابرؓ کی پیش کر کے مغالطہ دیتے ہیں۔ اولاً تو وہ صحیح نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں مواظبت کا ذکر نہیں جو سنیت کے لیے شرط ہے۔ ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی اور آپ نے خود زبان رسول ﷺ سے یہ ارشاد گرامی سنا تھا کہ شر الامور محدثا تھا و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار (نسائی) کہ سب سے برے کام بدعات ہیں ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے مگر پھر بھی کم از کم پچپن سال حضرت جابرؓ یہ بدعت دیکھتے رہے اور سنت کی حدیث آپ کے پاس تھی اس کو سب سے چھپایا۔ صرف عیسیٰ بن جاریہ کے کان میں سنائی جو ضعیف ہے اور اس نے یہ امانت ایک شیعہ یعقوب بن عبداللہ کو دے دی اور بس۔ حضرت جابرؓ کا بیس تراویح والوں کے خلاف اس حدیث کو پیش کرنا تو کیا ثابت ہوتا، سرے سے یہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ جب سب لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے تو حضرت جابرؓ آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے۔ ایاز قدر خویش شناس۔ غیر مقلد اپنی علمی اوقات پہچانیں۔ صحابہ کرام سے بڑے علامہ بننے کے دعوے نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سنت پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

اسوۃ سید الکونین فی ترک رفع الیدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم، جناب کی تحریر سے آپ کے مندرجہ ذیل دعاوی سامنے آئے۔

۱۔ آنحضرت ﷺ اپنی پوری زندگی تک رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے رہے۔ (ص ۱۰،۱۱)

۲۔ اس سلسلہ میں چار سو احادیث موجود ہیں (ص ۱۲) ان میں عشرہ مبشرہ کی احادیث بھی ہیں۔

۳۔ یہ رفع یدین سنت ہے۔ اس کا ترک فساد ہے اس لیے رفع یدین کی سنت کو زندہ کرنا ان فاسد نمازوں کے مقابلہ میں سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ص ۱۳)

۴۔ رفع یدین کرنے کی حدیثیں صحیح ہیں اور رفع یدین نہ کرنے کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

مکرمی!

(۱) اب آپ کا فرض تھا کہ ان چار سو احادیث میں سے صرف ایک حدیث صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ پیش فرما دیتے جس میں صراحتاً اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونا مذکور ہوتا اور اس رفع یدین کے تارک کی نماز کا فاسد ہونا مذکور ہوتا۔ لیکن آپ اس میں سو فیصد ناکام اور نامراد رہے ہیں اس لیے سو شہید کے مرتبہ کا خواب غلط نکلا۔

(۲) آپ ان چار سو احادیث میں سے ایک بھی صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ حدیث پیش نہیں کر سکے جس میں ان مواقع پر رفع یدین کرنا ساری عمر ثابت ہو۔

(۳) مکرمی ذرا ان چار سو صحابہ کے اسمائے گرامی ہی تحریر فرما دیتے اور حدیث کی جن کتابوں میں ان کی احادیث ہیں ان کی نشان دہی فرما دیں، بڑی نوازش ہوگی۔

(۴) مکرمی جب آپ ایک حدیث سے بھی اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونے کا حکم نہیں دکھا سکتے تو آپ کو جان لینا چاہئے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کا

Scanned with CamScanner

نام لے لے کر اس کو سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہتے ہیں وہ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

(۵) ہم یہ کہتے ہیں کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم صراحتاً نہ کتاب اللہ شریف میں مذکور ہے اور نہ ہی حدیث صحیح میں، بس بموجب حدیث معاذؓ ہم نے مجتہد کی طرف رجوع کیا تو مجتہد اعظم امام ابوحنیفہؒ نے بتادیا کہ یہ رفع یدین نہ سنت مؤکدہ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ ہے۔

(۶) پھر آپ کا فرض تھا کہ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی جامع مانع تعریف قرآن حدیث سے نقل کرتے، غیر معصوم امتیوں کی اصولِ فقہ سے سرقہ نہ ہو لیکن آپ یہ تعریف نہیں لکھ سکے۔

(۷) آپ نے جو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور نہ کرنے کی ضعیف، کیا یہ دعویٰ کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے یا امتیوں کے اقوال پر مدار ہے؟ ظاہر ہے کہ اس دعویٰ پر آپ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے، غیر معصوم بلکہ جانبدار امتیوں کی باتیں ہیں جن کو تسلیم کرنا آپ کے مذہب میں شرک ہے۔

(۸) جب یہاں امتیوں سے ہی فیصلہ لینا ہے تو ہم نے خیر القرون کے مجتہد کی طرف رجوع کیا اور ایسے امور میں جو صراحتاً کتاب وسنت میں نہ ہوں، مجتہد کی طرف رجوع کرنا حدیث معاذؓ سے ثابت ہے اور جناب نے خیر القرون کے بعد کے مقلدین شوافع کی طرف رجوع کیا، جن کی طرف رجوع کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

(۹) حکیم صاحب، آپ کا فرض ہے کہ حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کی تعریف قرآن وحدیث سے لکھیں۔ غیر معصوم امتیوں کی اصول فقہ سے سرقہ نہ فرمائیں، پھر ان تعریفوں پر ان احادیث کی پرکھ ہو جائے گی۔

(۱۰) ہماری پیش کردہ حدیث ابن مسعودؓ پر جو کچھ آپ نے لکھا، وہ بے دلیل لکھا ہے، جب آپ صحیح اور ضعیف حدیث کی تعریف لکھیں گے تو انشاء اللہ بات واضح ہو جائے گی۔

(۱۱) ہاں عاصم بن کلیب راوی کو ضعیف کہا ہے مگر اس کا ضعف اسماء الرجال کی کتابوں سے ثابت نہیں کیا۔ ہاں ذرا یہ بھی فرمایئے آپ نے ص ۱۱ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث رفع یدین کے سلسلہ میں پیش فرمائی ہے اس کی سند جزء بخاری، ابوداؤد میں دیکھیں۔ یہی عاصم بن کلیب ہے اور ص ۱۲ پر جزء بخاری سے جو نقل کیا ہے کہ ایک صحابی بھی ایسا نہ تھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو، اس مفروضے کی بنیاد جس سند پر رکھی گئی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب موجود ہے۔ آپ کی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث جو ابن خزیمہ کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے، اس سند کا مدار بھی عاصم بن کلیب پر ہے۔ ذرا انصاف کو آواز دو کہ وہ کہاں ہے؟

(۱۲) آپ نے ہماری پیش کردہ روایت حدیث براء بن عازبؓ پر جو بحث کی ہے، اس کا جواب تو آپ جب حدیث صحیح اور ضعیف کی تعریف لکھیں گے، پھر واضح ہو گا لیکن اس وقت آپ نے اس کے راوی یزید بن ابی زیاد کو مورد الزام ٹھہرایا ہے مگر آپ نے خود ص ۱۰ پر رفع یدین کی احادیث بیان کرتے ہوئے حضرت براء کی جو حدیث پیش کی ہے اس کی سند میں بھی تو یہی راوی ہے، وہاں یہ کیسے حجت بن گیا، کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

(۱۳) آپ نے ص ۱۰ پر جو حدیث براءؓ نقل فرمائی ہے وہ نصف نقل فرمائی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ پر عمل فرمایا ہے۔ اب اس روایت کو مکمل با سند تحریر فرمائیں اور اس کی سند کے راوی ابراہیم بن بشار اور یزید بن ابی زیاد کا مکمل ترجمہ پوری دیانت داری سے اسماء الرجال کی کتابوں سے نقل فرمائیں۔

(۱۴) جناب نے بار بار یہ لکھا ہے کہ ماضی استمراری دوام کے لیے آتی ہے مگر اس پر کوئی دلیل نہیں دی۔

(۱) مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ وضو کے بعد اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیتے کان یقبل بعض ازواجہ کیا یہ آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل تھا۔ اور وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا وضو کی سنتوں میں شامل ہے اور اس بوسہ لینے والے کو سو

Scanned with CamScanner

شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا اور بغیر بوسہ لیے وضو فاسد بھی ہو جائے گا؟

(ب) اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت فرماتے، کان یباشر ایک روایت میں ہے کان ینام و ھو جنب بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیوی حالت حیض میں ہوتی، آپ ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر تلاوت فرماتے، یہاں ہر جگہ ماضی استمراری ہے تو کیا روزہ میں مباشرت، حالت جنابت میں سونا، حالت حیض میں بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کرنا، آپ کے دائمی افعال تھے اور یہ تینوں کام روزہ، جنابت اور حیض کی سنتوں میں شامل ہیں اور ان افعال پر سو شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا؟ ذرا اس ماضی استمراری کی بحث نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ پر پڑھ لیں۔

اب ہم آپ کی چار سو حدیثوں میں سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس احادیث کو دیکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ

آپ کا فرض تھا کہ اس حدیث کو مکمل سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو صحیح ثابت کرتے، مگر آپ ایسا کیوں کرتے؟

(ا) اس کی سند کا پہلا راوی وہی ہے جس کو تذکرۃ الحفاظ میں رافضی خبیث لکھا ہے

(ب) دوسرے راوی الصفار کا سماع آپ اس کے استاد السلمی سے ثابت نہ کر سکتے تھے اگر ہمت ہے تو کر کے دکھاؤ۔

(ج) پھر یہ سلمی خود متکلم فیہ راوی ہے۔

(د) یہ سلمی صاحب جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو النعمان محمد بن الفضل بصری کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے رفع یدین رکوع والی کی، میں نے اس سے پوچھا "ماھذا؟" یہ کیا ہے؟ یعنی سلمی جو بغداد کے رہنے والے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں نہ بغداد میں نہ مکہ میں نہ مدینہ میں کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، اپنی زندگی میں بصرہ میں صرف ایک شخص کو رفع یدین کرتے

دیکھا اور اس کی ساری نماز میں یہ رکوع والی رفع یدین ہی نئی چیز نظر آئی اس لیے اس نے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ صاحب جس نے رفع یدین کی تھی اس کے بارے میں ابن حبان (جن کا قول آپ نے بھی نقل کیا ہے) کہتے ہیں "کہ اس کا حافظہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ وہ جو حدیث بیان کرتا اسے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے" (تہذیب التہذیب ص ۴۰۴ ج ۹) الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا، جس کا دماغ چل گیا تھا۔

(ہ) اب اس چلے ہوئے دماغ والے آدمی نے جو سند بنا کر سنائی وہ بھی سنیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے رکوع والی رفع یدین کی، تو میں نے بھی اس سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ گویا اسے بھی ساری زندگی میں ایک ہی آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ حماد بن زید کا وصال ۱۷۹ھ میں بصرہ میں ہوا۔ گویا دوسری صدی کے نصف آخر میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا۔

(و) حماد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایوب سختیانی (وفات ۱۳۱ھ) کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری صدی کے نصف اول میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ہی ایک شخص رفع یدین کرنے والا تھا۔

(ز) وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے رکوع والی رفع یدین کی اور میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے پتہ چلا کہ دوسری صدی کے ربع اول میں صرف ایک حضرت عطاء نے رفع یدین کی۔

(ح) وہ کہتے ہیں میں نے ابن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ گویا پہلی صدی کے نصف آخر میں صرف ابن زبیر نے رفع یدین کی، اسی لیے ان سے پوچھا گیا یہ کیا ہے۔

(ط) ابوداؤد میں میمون مکی نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ میں نے صرف ابن زبیر کو

رفع یدین کرتے دیکھا اور کسی کو بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

(ی) آپ نے ص ۱۱ پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس کا عنوان دے کر یہ روایت نقل کی ہے، اس میں میمون مکی کا مندرجہ بالا بیان تھا جو آپ نے نقل نہیں کیا جو آپ کی خیانت اور بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔

(ک) ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی ایسی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لیے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے رفع یدین کی۔ آپ نے ساری روایت میں سے صرف یہ آخری جملہ لکھا اور اس میں تمام عمر اور ہمیشہ رفع یدین کرنے کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا لیے اور حضرت صدیق اکبرؓ پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے۔

(ل) اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ خیر القرون میں پوری تین صدیوں میں صرف چار پانچ آدمی رکوع کی رفع یدین کرنے والے تھے اور تین صدیوں تک یہ رفع یدین ایک ایسی منکر بات تھی کہ جب کوئی کر بیٹھتا، فوراً لوگ پکڑ کر پوچھتے کہ یہ کیا ہے؟

اصل بات

محمد بن فضل کا چونکہ حافظہ درست نہیں رہا تھا، اس نے بصرہ سے رفع یدین کا رخ مکہ کی طرف موڑا اور حضرت عطاء، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کی سند سے رفع یدین بیان کر دی۔ اصل بات یہ ہے کہ محدث عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ اہل مکہ میں رفع یدین ابن جریج سے شروع ہوئی۔ ابن جریج پرلے درجہ کے مدلس تھے۔ وہ نماز کی سند حضرت عطاء، حضرت زبیر، حضرت صدیق اکبر کے واسطہ سے حضور تک پہنچاتے، اس میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہ کرتے لیکن سننے والے سمجھتے کہ یہ چونکہ خود رفع یدین کرتے ہیں اس لیے یہ رفع یدین کی سند ہے۔ محمد بن فضل عارم

Scanned with CamScanner

نے اپنے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ابن جریج والی روایت کو رفع یدین کا ذکر ملا کر بیان کر دیا۔ یہ صرف حافظہ کی خرابی کا کرشمہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

(ن) یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا (تذکرۃ الحافظ) یہ ہی مکہ میں رفع یدین کے بانی ہیں اور انہوں نے حضرت عطاء سے صرف رکوع کی ہی نہیں بلکہ سجدہ کے بعد کی رفع یدین کی بھی روایت کی ہے (مصنف عبدالرزاق ص ۷۰ ج ۲) شیعوں نے ابن جریج کے دونوں مسئلوں کو قبول کر لیا، وہ متعہ کے بھی قائل ہیں اور رکوع سجود کی رفع یدین کے بھی۔ غیر مقلدین نے اس کے فتویٰ متعہ کو بھی قبول کر لیا (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۲ ج ۱، نزل الابرار ص ۳ ج ۲) اور رکوع کی رفع یدین کو قبول کر لیا مگر سجدہ کی رفع یدین کو قبول نہ کیا:

در کفر ہم ثابت نہ ء زنار را رسوا مکن

(س) پھر اس حدیث میں نہ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا تو آپ کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟

(ع) پھر اسی دارقطنی اور بیہقی میں اس روایت کے بعد والے باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت موجود ہے کہ میں نے نبی اقدس ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، یہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب دونوں روایتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ (اگر بالفرض پہلی حدیث صحیح ہو) آنحضرت ﷺ نے رفع یدین کی۔ باقی رہی نہ رہی، اس سے وہ حدیث خاموش ہے۔ ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے مگر اس دوسری حدیث نے اس قیاس کو رد کر دیا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی چھوڑ دی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی چھوڑ دی تھی۔ الحمدللہ احناف نے بھی چھوڑ دی، یہ تو آپ کے پہلے استدلال کا حال ہے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

حضرت عمرؓ کی شہادت کے عنوان سے ص ۴ پر جو حدیث آپ نے نقل کی ہے، اس پر آپ نے تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(ا) جزء بخاری، جزء بخاری میں نہ یہ متن ہے نہ ہی اس کی کوئی سند۔

(ب) جزء سبکی اس میں بھی نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ متن۔

(ج) دار قطنی کی سنن میں بھی یہ حدیث نہیں۔ ہاں غرائب مالک میں امام دار قطنیؒ نے یہ بتایا ہے کہ یہ روایت ابن عمر کی ہے، عمرؓ کی نہیں، آپ نے غرائب کی یہ عبارت نقل نہیں کی جو بہت بڑی بد دیانتی ہے کیونکہ ابن شہاب سے اس کو الزبیدی، معمر، الاوزاعی، محمد بن اسحاق، سفیان بن حسین، عقیل بن خالد، شعیب بن ابی حمزہ، سفیان بن عیینہ، یونس بن یزید، یحیٰی بن سعید الانصاری، مالک نے عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمر کا نام نہیں لیا (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۸ ج ۱) اور امام مالک نے اس کو ابن وہب، ابن القاسم، یحیٰی بن سعید، ابن ابی اویس، عبدالرحمٰن بن مہدی، جویریہ بن اسماء، ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن المبارک، بشر بن عمر، عثمان بن عمر، عبداللہ بن یوسف التنیسی، خالد بن مخلد، مکی بن ابراہیم، محمد بن الحسن، خارجہ بن مصعب، عبداللہ، قتیبہ بن سعید، سب نے عن زید عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمرؓ کا نام نہیں لیا۔ (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۹ ج ۱) ان بیس محدثین کے خلاف صرف خلف بن ایوب نے عن مالک عن الزهری عن سالم عن ابن عمر عن عمر کہا ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں لم یتابع خلف علی زیادة عمر اب یہ خلف راوی کون ہے، علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام یحیٰی ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیثوں سے بچنا چاہئے، یہ اہل سنت سے تعصب اور بغض رکھتا تھا۔ (میزان الاعتدال ص ۶۵۹ ج ۱) جس کی سند کا یہ حال ہو اسے کسی طرح بھی صحیح حدیث ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

پھر آپ نے جو لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میں نے حضورؐ کو ہمیشہ یہ رفع یدین کرتے دیکھا، یہ ہمیشہ کا لفظ حدیث میں ہر گز نہیں، آپ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ پر یہ بہتان باندھا ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت عمرؓ یہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۶۴، ج ۱، ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۸) ایک ایک

استدلال میں جھوٹ، خیانت اور فریب کا ریکارڈ جو جناب نے قائم فرمایا ہے، اس پر تو مرزا قادیانی بھی مات کھا گیا ہے۔

حضرت عثمان کی شہادت

حضرت عثمان کی شہادت کی سرخی آپ نے ص ۴ پر جمائی ہے اور چار کتابوں کا حوالہ دیا ہے، بیہقی، حاکم، تعلیق المغنی، سبکی۔ ان چاروں کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی نہ اس کی کوئی سند موجود ہے اور نہ ہی یہ متن موجود ہے، جس میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہو کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو رکوع کے وقت ساری عمر ہمیشہ رفع یدین کرتے دیکھا، اگر آپ میں حیا اور صداقت کا ایک ذرہ بھی ہے تو حضرت عثمانؓ سے مرفوعاً یہ متن مکمل سند اور توثیق کے ساتھ لکھ کر بھیجیں۔ آہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ اذافاتک الحیاء فاصنع ماشئت (الحدیث)

حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت

آپ نے ص ۴ و ۵ پر حضرت علیؓ کی شہادت کا عنوان دیا ہے، مگر جو حدیث نقل کی ہے اس کا مدار عبدالرحمٰن بن ابی الزناد پر ہے۔ یہ راوی ثقہ تھا، لیکن جب بغداد آیا تو اس کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۲۰۱) ترمذیؒ نے باب المسح علی الخفین میں امام مالکؒ اور امام بخاریؒ سے اس کی تضعیف کا اشارہ نقل فرمایا ہے۔ امام احمد، ابو حاتم اور ابن مہدی نے اس کی روایت ترک کر دی تھی، اور عجب بات یہ ہے کہ اس سے رفع یدین کی روایت کرنے والا راوی، سلیمان بن داؤد بھی بغدادی ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۳۳) تو یہ حدیث زمانہ اختلاط کی ہے اور کوئی راوی ابن ابی الزناد کا متابع نہیں، پس اصول حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح نہیں۔

(ب) پھر اس حدیث میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ کا نہ ہمیشہ کا لفظ، جناب نے ترجمہ میں جو ہمیشہ کا لفظ لکھا ہے، یہ حضرت علیؓ پر بہتان ہے اور اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا مصداق ہے۔

(ج) پھر اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا ثابت ہوتا۔ ساری عمر کرتے رہے یا چھوڑ دی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے، اسی قیاس پر آپ کا مذہب قائم ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ قیاس حدیث کے خلاف ہے، چنانچہ دارقطنی نے کتاب العلل میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ بے شک آنحضرت نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے حضرت علیؓ نے رفع یدین کرنے کی حدیث بھی روایت کی، اور چھوڑنے کی بھی اور خود اپنا عمل ہمیشہ ترک رفع یدین پر رکھا۔ چنانچہ ''موطا امام محمدؒ ص ۹۰ و ۹۱'' پر دو سندوں سے حدیث موجود ہے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور امام طحاویؒ نے ''شرح معانی الآثار ص ۱۳۲ ج ۱'' پر یہ روایت نقل کر کے فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ کا رفع یدین کی حدیث کو روایت کرنا، پھر خود رفع یدین کو چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک رفع یدین منسوخ ہو چکی تھی۔ محدث ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی حضرت علیؓ سے ترک رفع یدین روایت کی ہے۔ (ص ۲۳۶ ج ۱) اور پھر یہ بھی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب اہل کوفہ کی تعداد پچاس ہزار سے زائد تھی اور حضرت علیؓ کے اصحاب کی تعداد بھی کئی ہزار تھی۔

عشرہ مبشرہ

پھر جناب نے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان چھ مقدس ہستیوں پر بھی یہ بہتان باندھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں، ہم نے آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ اس پر آپ نے تنویر، تعلیق المغنی، تلخیص الحبیر،

سفر السعادت، تحفۃ الاحوذی اور جزء بکی چھ کتابوں کے حوالے دے کر، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کی مثال کو پورا کیا ہے۔ کیا آپ ان کتابوں یا دنیا بھر میں حدیث کی کسی کتاب سے ان روایتوں کی مکمل سند مع توثیق روایت پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ آپ کا مذہب بھی کیسا یتیم ہے جس کا سہارا کوئی ضعیف روایت بھی نہیں بنتی، اس کے ترجمہ میں بھی جھوٹ ملانا پڑتا ہے۔ کتنی بڑی بڑی مقدس ہستیوں پر بہتان باندھنا پڑتا ہے۔ کتنی صحیح روایتوں کو چھپانا پڑتا ہے اب جرأت کرو ان دس حدیثوں کو سنداً صحیح ثابت کردو۔ ان کے متن میں سنت مؤکدہ اور تمام عمر رفع یدین کرنے کے الفاظ دکھادو۔ ورنہ جھوٹ، فریب اور کتمان حق سے توبہ کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کو قبول کرلو۔

بحث حدیث عبداللہ بن عمر بن خطابؓ

۱۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں، ربیع (بصری) لیث (کوفی) طاؤس (یمنی) سالم (مدنی) ابوزبیر (مکی) اور محارب بن دثار (کوفی) (اور نافع مدنی) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ (جزاء بخاری ص ۱۷۹)

جواب ا۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ حج کے موقع کا ہو سکتا ہے، جہاں مکی، مدنی، کوفی، یمنی، بصری سب اکٹھے ہوتے ہیں۔

۲۔ بہر حال حج کے موقع پر ان سات شخصوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو ان میں سے حضرت سالم مدنی اور حضرت محارب بن دثار قاضی کوفہ نے سوال کر دیا۔ ماھذا؟ (مسند احمد ص ۴۵ ج ۲ ص ۱۴۵ ج ۲) ظاہر ہے کہ ساری نماز میں رفع یدین بوقت رکوع اور بوقت قیام رکعت سوم ہی انوکھی بات دیکھی اسی لیے اس کا سوال کیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین کا بالکل رواج نہ تھا اور اس کی پوزیشن ایسی ہی تھی جیسے کوئی متواتر قرأت کی تلاوت کرتا تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا اور اگر متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو فوراً سننے والا

پوچھتا، ماھذا یہ کیا ہے؟ الغرض ترکِ رفع تعاملاً متواتر تھی اور رفع یدین عملاً شاذ۔

۳۔ حضرت قاضی محارب بن دثار کوفی تھے، انہوں نے کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، مگر حضرت سالمؒ تو مدنی تھے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فرزند تھے اُن کا سوال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مدینہ میں بھی کوئی رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ بلکہ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بھی یہ عادت نہ تھی۔ ورنہ بیٹا تو اعتراض نہ کرتا، کبھی ایک مرتبہ کی ہوگی اور ان سب نے دیکھ لیا، ورنہ عادت نہ تھی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی، جب اعتراض ہوا تو حدیث سنادی۔ اصول محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرد قابل حجت کیسے ہوسکتا ہے، اسی لیے امام ابوداوٗدؒ نے فرمایا ہے کہ لیس بمر فوع۔ کہ یہ مرفوع نہیں۔

۵۔ حضرت سالم بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ورنہ ''ماھذا'' کیوں فرماتے؟ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث سنائی تو ایک آدھ بار انہوں نے بھی کی تو جابر نے سوال کیا، فرماتے ہیں فسالت عن ذالک (طحاوی ص ۱۵۳ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ عہد تابعین میں رفع یدین کی پوزیشن یہی تھی، جو متواتر قرأت کے خلاف کسی شاذ قرأت کی ہوتی ہے۔ ساری نماز میں اگر کوئی قابل اعتراض بات تھی تو یہی رفع یدین تھی۔

۶۔ جس طرح ابن عمرؓ سے اس کے مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہیں اور اس حدیث کے سرے سے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے چہ جائیکہ اس کو متواتر کہا جائے، اسی طرح سالم سے اس کو صحیح سند سے صرف زہری روایت کرتے ہیں اس لیے اس کو متواتر کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔ جو لوگ عوام میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ حدیث رفع یدین متواتر ہے اور متواتر کا تارک کافر ہوتا ہے، انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وضو میں آنحضرت ﷺ کا مسواک فرمانا محدثین کے نزدیک متواتر ہے مگر پھر بھی

Scanned with CamScanner

اس کا تارک نہ کافر ہے اور نہ بے وضو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ دوہری اقامت حضرت بلالؓ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۹۴ ج ۱) مگر لامذہب غیر مقلدین کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح نمازوں میں امام کا جہری فاتحہ سے بسم اللہ شریف کا آہستہ پڑھنا آنحضرت ﷺ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۱۳۹ ج ۱) مگر غیر مقلدوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح جوتے پہن کر نماز پڑھنا متواتر ثابت ہے (طحاوی ص ۳۴۳ ج ۱) مگر غیر مقلدین نہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور نہ مستحب اور اس رفع یدین کا حال تواتر کا نہیں بلکہ عملاً شذوذ کا سا حال ہے۔

۷۔ امام زہریؒ عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم امام زہری کے بارے میں لکھتے ہیں ''ابن شہاب (زہری) منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی صحیح، مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں...... ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلاواسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مرچکے تھے۔ مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھے پھر شیعہ ہوگیا (تتمۃ المنتہی ص ۱۲۸) عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے'' (صدیقہ کائنات ص ۱۰۷ و ۱۰۸) یہی غیر مقلد محقق اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے، علم حدیث کی خدمت میں زہری کا مقام بہت بلند ہے مگر اکثر اس کی روایات گمراہ کن ہیں اور پھر اسے شیعہ لکھا ہے (اختلاف امت کا المیہ ص ۱۲۷)

۸۔ امام زہریؒ سے اس حدیث کو گیارہ شاگردوں نے روایت کیا (۱) امام مالک (۲) الزبیدی (۳) معمر (۴) اوزاعی (۵) محمد بن اسحاق (۶) سفیان بن حسین (۷) عقیل بن خالد (۸) شعیب بن ابی حمزہ (۹) سفیان بن عیینہ (۱۰) یونس بن یزید (۱۱) یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ۔

(التمہید لابن عبدالبر ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۱۲۲ ج ۲)

امام مالکؒ سے تقریباً ۲۶ راویوں نے اس کو روایت کیا: (۱) یحییٰ بن یحییٰ (۲) یحییٰ بن بکیر (۳) القعنبی (۴) ابو مصعب سعید بن ابی مریم (۵) سعید بن عفیر (۶) امام شافعی (۷) ابن وہب (۸) ابو القاسم (۹) یحییٰ بن سعید (۱۰) ابن اویس (۱۱) عبدالرحمٰن بن مہدی (۱۲) جویریہ بن اسماء (۱۳) ابراہیم بن طہمان (۱۴) ابن المبارک (۱۵) بشر بن عمر (۱۶) عثمان بن عمر (۱۷) عبداللہ بن یوسف (۱۸) خالد بن مخلد (۱۹) مکی بن ابراہیم (۲۰) محمد بن الحسن (۲۱) خارجہ بن مصعب (۲۲) عبدالملک بن زیاد (۲۳) النصیبی عبداللہ بن نافع الصائغ (۲۴) ابو قرہ موسیٰ بن طارق (۲۵) مطرف بن عبداللہ (۲۶) قتیبہ بن سعید رحمہم اللہ (ایضاً)

الغرض اس دور میں یہ حدیث شہرت کو پہنچی۔ ۱۰ راوی امام مالک کے ہم استاد تھے اور ۱۶ ان کے شاگرد، اس لیے امام مالک کی رائے ہی پیش کی جاتی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد پوری نماز میں کسی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کو میں بالکل نہیں پہچانتا۔ امام ابن القاسم تلمیذ خاص امام مالکؒ فرماتے ہیں، امام مالکؒ کے نزدیک نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا بالکل ضعیف تھا (المدونۃ الکبریٰ ۷۱ ج ۱) امام مالکؒ کے نہ پہچاننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس حدیث کو نہ جانتے تھے کیونکہ اس حدیث کو انہوں نے اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ اپنے استاد سے سنا اور خود ۱۶ شاگردوں کو یہ حدیث سنائی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ کسی ایسے آدمی کو میں نہیں پہچانتا جو اس پر عمل کرتا ہو۔ امام مالکؒ مدینہ منورہ کے امام ہیں۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں بھی تشریف لے گئے اور یہ دونوں وہ مقدس شہر ہیں جہاں دنیائے اسلام سے ہر مذہب و مسلک کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ امام مالکؒ کی یہ شہادت نہایت وقیع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں رفع یدین بعد تکبیر تحریمہ بالکل متروک تھی۔ امام مالکؒ کی اس شہادت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے یہ ۲۶ راوی بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، کیونکہ امام مالکؒ ان سب کو

جانتے تھے، اگر ان میں سے کوئی رفع یدین کرتا ہوتا تو امام مالکؒ کبھی یہ نہ فرماتے کہ میں اس رفع یدین کو پہچانتا تک نہیں۔

۹۔ امام مالکؒ نے جو اس کو ضعیف فرمایا اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔

(ا) اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے جو موجب ضعف ہے

(ب) اس کے متن میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہوتا ہے۔

(ج) یہ خیر القرون کے متواتر تعامل کے خلاف عملاً شاذ ہے اور شذوذ موجب ضعف ہے۔

اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا بھی صحیح سند اور ماضی استمراری کے ساتھ ثابت ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی، فتح الباری ص ۱۸۵ ج ۲، معارف السنن ص ۴۷۴ ج ۲ بحوالہ مشکل الآثار طحاوی) اور بخاری ج ۱، ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص، ۱۶۸، وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ جب دونوں سندیں صحیح ہیں تو اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو دونوں میں تعارض مان کر دونوں کو ساقط مانا جائے پھر بھی اصل تو عدم رفع ہی ہے، اس لیے سجدوں کے وقت رفع یدین کا نہ کرنا ہی معمول بہا رہا۔

اسی طرح اس حدیث میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے۔ (مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، ابوعوانہ ص ۹۰ ج ۲، المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱، الخلافیات بیہقی) یہاں بھی تطبیق کی یہی صورت ہے کہ رفع یدین کی اور پھر چھوڑ دی اس لیے ہم نے بھی چھوڑ دی۔ اور اگر بالفرض کوئی تعارض ہی مانے تو بھی اصل عدم رفع ہی ہو گی۔

ہاں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین تمام احادیث میں ہے اور اس کے چھوڑنے کی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لیے اس کو کسی نے نہیں چھوڑا۔ خلاصہ تمام متون کا یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے سجدوں کے ساتھ بھی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، سب نے چھوڑ

Scanned with CamScanner

دی۔ اسی طرح رکوع کی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، ہم نے بھی چھوڑ دی۔ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اور چھوڑی نہیں، ہم نے بھی نہیں چھوڑی۔

۱۱۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا جب امام اوزاعیؒ کے ساتھ رفع یدین پر مناظرہ ہوا تو امام اوزاعیؒ نے یہی حدیث پیش کی ''امام سفیان بن عیینہ محدث الحرم المکی فرماتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں ملے، امام اوزاعیؒ نے امام اعظم سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے؟ امام اعظمؒ نے فرمایا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ امام اوزاعیؒ نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں، مجھے زہری نے اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا روایت بیان کی مجھ سے حماد نے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ واسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر شروع نماز میں، پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اما اوزاعیؒ نے کہا میں زہری، سالم اور ابن عمر کی سند پیش کرتا ہوں اور آپ حماد، ابراہیم کی سند بیان کرتے ہیں، امام صاحبؒ نے فرمایا کہ امام حماد زہری سے بڑے فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اگرچہ علقمہ سے شرف صحبت میں بڑھے ہوئے ہیں مگر علقمہ **تفقہ فی الدین** میں حضرت ابن عمرؓ سے کم نہیں، ہاں ابن عمرؓ شرف صحابیت میں ممتاز ہیں اور اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ تو عبداللہ ہیں ہی۔ تو امام اوزاعیؒ خاموش ہو گئے۔ (مسند امام اعظم ص ۱۲۱)

امام صاحبؒ نے امام اوزاعیؒ کی توجہ اس نکتہ کی طرف مرکوز کرائی کہ محدث اور فقیہ کے فرق کو ملحوظ رکھو۔ محدث ہر قسم کی احادیث کو جمع کرتا ہے، صحیح ہوں یا ضعیف، ناسخ ہوں یا منسوخ۔ اس کے برعکس فقیہ صرف ان احادیث کو لیتا ہے جس پر عمل جاری

ہو، امام اوزاعیؒ اس سے قبل تو رفع یدین کے حامی تھے۔ (الاستذکار ص ۱۲۶ ج ۲) مگر پھر اس کو منسوخ سمجھنے لگے، چنانچہ ابن سلیمان نے جب امام اوزاعیؒ سے پوچھا کہ نماز کی ہر اس تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا جو قیام میں ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، یہ پہلے دور کی بات ہے (جزء رفع یدین بخاری ص ۱۸۳) امام مالکؒ نے تحریمہ کے بعد کی رفع یدین کو ضعیف فرمایا امام صاحبؒ نے لایصح۔ بات دونوں کی ایک ہے مگر غیر مقلدین امام مالکؒ کو تو معاف کر دیتے ہیں لیکن امام صاحبؒ پر خوب جرح کرتے ہیں کہ کتنی حدیثیں صحیح ہیں، امام صاحبؒ نے کیوں فرمایا، کوئی حدیث صحیح نہیں۔ دراصل وہ ابن صلاح دورانی شوافع کی بنائی ہوئی صحیح حدیث کی تعریف کو لیتے ہیں اور خیر القرون میں جو صحیح کی تعریف تھی اس کو جانتے نہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ روایات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے، ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو غیر معروف ہیں جن کو نہ فقہاء جانتے ہیں، نہ کتاب وسنت کے موافق ہیں۔ پس تم ان شاذ حدیثوں سے بچو اور ان حدیثوں پر عمل کرو جن پر جماعت کا عمل ہے جن کو فقہاء پہچانتے ہیں اور جو کتاب وسنت کے موافق ہوں (الرد علی سیر الاوزاعی ص ۳۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس حدیث پر عمل جاری نہ رہا ہو اور فقہاء اس کو نہ جانتے ہوں، وہ شاذ ہے اور شاذ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہوتی ہے۔ سابقہ بحث سے یہ تو معلوم ہوا کہ خیر القرون کا متواتر تعامل اس حدیث کے خلاف عدم رفع پر تھا۔

امام ابوبکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وصال ۱۹۳ھ ہے، آپ نے کئی تعلیمی سفر بھی کیے، کئی حج بھی کیے، کوفہ، بصرہ مکہ، مدینہ کے متعدد اسفار کیے، فرماتے ہیں مارایت فقیھا بفعلہ یرفع یدیہ فی غیر تکبیرۃ الاولی (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے کسی ایک فقیہ کو بھی نہیں دیکھا جو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتا ہو۔ تو یہ لوگ امام صاحب کی حدیث صحیح کی تعریف نہیں جانتے۔

الغرض حدیث ابن عمرؓ میں رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے اور ترک کا بھی ذکر ہے۔ اس اختلاف کا حل غیر مقلدین کے اصول پر تو یہ ہے کہ وہ کسی صحیح صریح

حدیث میں رفع یدین کے لیے سنت مؤکدہ کا لفظ دکھا دیں یا کسی صحیح صریح حدیث سے دکھا دیں کہ رفع یدین کرنے کی حدیث صحیح ہے اور نہ کرنے کی ضعیف ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیر معصوم امتی کا قول حجت نہیں اور یہ دونوں باتیں قیامت تک غیر مقلدین حدیث میں نہیں دکھا سکتے۔ ہمارے مسلک میں کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے تو اجماع اور اجتہاد کی طرف رجوع ہوتا ہے، ہم نے جب ان کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت امام مالکؒ نے بتایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو نہیں پہچانتا، جس سے معلوم ہوا کہ عمل ترک رفع یدین پر جاری رہا، نہ کہ رفع یدین پر اور خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظمؒ نے بھی ترک رفع یدین کو ہی اختیار فرمایا، اور مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی غیر مجتہد کا قول شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے اور کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) محدث اعظم امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو رفع یدین کے راوی ہیں، ان کا خود رفع یدین چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) رہا ان کا رفع یدین کرنا تو یہ ایک آدھ دفعہ کا فعل تھا جب تک ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا محقق نہ ہوا تھا، کیونکہ اگر رفع یدین کرنا آپ کی عادت ہوتی تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت سالمؒ جو رات دن آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، وہ اس رفع یدین کے بارے میں ماھذا؟ کہہ کر تعجب کا اظہار نہ فرماتے۔

قول سے فیصلہ

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیثوں میں بھی

تعارض ہے اور آپ کے عمل میں بھی، اور تعارض کے وقت دونوں قسم کی روایات ساقط ہو جائیں گی تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی عدم رفع یدین ہی رہے گا تاہم ایسی حالت میں مزید اطمینان کے لیے دیکھا جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس بارے میں کوئی قولی حدیث بھی ہے یا نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کی قولی احادیث

(۱) **عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال ترفع الایدی فی سبعة مواطن فی افتتاح الصلوة و عند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات و بالمزدلفة وعند الجمرتین.**

یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے جب رفع یدین کا ذکر فرمایا تو نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر فرمایا اور چھ مقامات حج کا ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔

(کنز العمال ص ۳۰۶ ج ۷)

(۳) **عن ابن عمر قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلوة واللہ انها لبدعة مارایت رسول اللہ ﷺ فعل هذا قط**

(رواہ ابن عدی فی الکامل ج ۲، ص ۹ میزان الاعتدال ص ۳۱۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بے شک تمہارا نماز کے اندر رفع یدین کرنا خدا کی قسم، یہ بدعت ہے، میں نے آنحضرت ﷺ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

نوٹ: یہ بدعت فرمانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا بسم اللہ بالجہر کو

بدعت فرمانا، یا صحابہ کا قنوت فجر کو بدعت فرمانا، یا حضرت ام المومنین عائشہؓ کا نماز ضحیٰ کو بدعت فرمانا۔ یعنی ان افعال پر مواظبت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں اس لیے مواظبت بدعت ہے۔

اگر غیر مقلدین میں دم خم ہے تو وہ حضرت ابن عمرؓ سے رکوع کی رفع یدین کی کوئی قولی حدیث پیش کریں۔ بہرحال احادیث قولیہ تعارض سے پاک ہیں، پس معلوم ہوا کہ صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہی باقی رہی ہے۔ حکیم صاحب نے حدیث ابن عمرؓ کا ترجمہ کرتے وقت ہمیشہ کا لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے۔ کان کی مفصل بحث جولف ہذا ہے، اس کے موافق ترجمہ یہ کرنا چاہئے تھا کہ ایک دفعہ رفع یدین کی۔

دوسرا فریب یہ کیا کہ یہ حدیث رفع یدین کے بقاو نسخ سے ساکت تھی۔ جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے اکثر کتابوں میں ترک رفع یدین کی احادیث ہیں جو احتمال نسخ کو راجح قرار دیتی ہیں۔ ان کی طرف اشارہ تک نہ کیا بلکہ ان احادیث کے خلاف اپنے قیاس محض سے ''ہمیشہ'' کا لفظ ترجمہ میں زیادہ کر دیا۔

تیسرا فریب یہ کیا کہ اُن ہی کتابوں سے ترک رفع یدین کی صحیح اور حسن احادیث کو تو چھوڑا مگر ایک موضوع اور بناوٹی حدیث حتی لقی اللہ سے اپنے غلط ترجمہ ''ہمیشہ'' کو ثابت کرنا چاہا۔ اور دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ کیا کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے۔

چوتھا فریب حضرت علی بن المدینی کا قول جو حتی لقی اللہ کے متعلق نہیں تھا، اسے حتی لقی اللہ کے بعد نقل کر کے عوام کو فریب دیا کہ امام علی ابن المدینی کا یہ قول اس موضوع اور بناوٹی حدیث پر عمل کرنے کو لازم قرار دیتا ہے۔

پانچواں فریب جب غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیر معصوم امتی کا قول حجت نہیں تو اگر یہ قول اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، تو آپ کے مذہب میں شرک تقلیدی ہے اور اگر ہمارے سامنے بطور الزام پیش کیا ہے، تو ہم خود قول ابن عمر، فعل ابن عمر، اجماع اہل مدینہ بر ترک رفع یدین اور خیر القرون کے مجتہد

امام اعظمؒ کی ترجیحات کے مقابلہ میں ایسے اقوال کو حجت نہیں مانتے۔

نوٹ: نہایت افسوس کی بات ہے کہ حکیم صاحب نے یہ سب کچھ مستری نور حسین گرجاکھی کی اندھی تقلید میں کیا۔ افسوس ہے کہ مجتہد خیر القرون جو عارف بصیر ہے، اس کی تقلید کو تو حکیم صاحب شرک کہیں اور چودھویں صدی کے مستری کی تقلید کو ایمان مانیں۔ ﴿اَتَستَبدِلُونَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیرٌ﴾ کیا تم لیتے ہو گھٹیا کو بڑھیا کے بدلے؟

بحث حدیث حضرت مالک بن الحویرثؓ

۱۔ حکیم صاحب نے حضرت ابو قلابہ کی شہادت کے تحت آٹھ کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے، حالانکہ ان آٹھ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی ہمیشہ کا لفظ نہیں ہے۔ نہ ہی اس حدیث میں سنت مؤکدہ یا مستحب کا لفظ موجود ہے۔ نہ ہی حضرت مالک بن الحویرثؓ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے پاس رہے، بلکہ (صحیح بخاری ص ۸۸ و ص ۹۵ ج ۱) پر صراحت ہے کہ وہ صرف بیس رات آنحضرت ﷺ کے پاس رہے۔ یہ حضرت نہ مہاجرین میں سے ہیں، نہ انصار میں سے، نہ اہل بدر و اُحد یا اہل بیعت رضوان والوں سے، ان حاضر باش صحابہ کے مقابلے میں غیر مقلدین ان بیس رات کے مسافر کو ترجیح دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ بعد میں بصرہ میں مقیم رہے۔ بصرہ میں ہزاروں اہل سنت والجماعت محدثین موجود تھے، مگر یہ رفع یدین والی حدیث آپ سے کسی ایک سنی نے بھی روایت نہیں کی اس کو روایت کرنے والے ایک تو ابو قلابہ ہیں جو ناصبیت کی طرف مائل ہیں۔ (تقریب ص ۱۷۴) دوسرے نصر بن عاصم ہیں جو خارجی ہیں (تہذیب) آخر اتنی بڑی سنت کو روایت کرنے کے لیے کوئی بھی اہل سنت بصرہ میں کیوں نہیں؟

۳۔ ابو قلابہ پر لے درجہ کے مدلس تھے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں امام شهير من علماء التابعين ثقة فی نفسه الا انه يدلس عمن لحقهم وعمن لم يلحقهم وكان له صحف يحدث منها و يدلس. (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۲۶)

۴۔ ابو قلابہ کے دو شاگرد ہیں۔ ایک ایوب سختیانی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، ثقة ثبت حجة من كبار الفقهاء والعباد (تقریب ص ۴۱) ایوب کی روایت صحیح بخاری ج ا ص ۱۰۳ پر ہے جس میں رفع یدین کا ذکر نہیں۔ دوسرا شاگرد خالد الحذاء ہے۔ ثقة يرسل وقد اشار حماد بن زيد الى ان حفظه تغير لما قدم من الشام (تقریب ص ۹۰) اور اس نے یہ حدیث رفع یدین کی شام سے آنے کے بعد ہی روایت کی ہے، جب کہ اس کا حافظہ صحیح نہیں تھا اور ایوب جیسے حافظ کی مخالفت کر رہا ہے، ایسی روایت ہر گز حجت نہیں۔

۵۔ خالد الحذاء کے چار شاگرد ہیں۔

(۱) ہشیم بن بشیر ہیں جن کی روایت (صحیح بخاری ص ۱۱۳ ج ۱) پر ہے، اس میں سرے سے رفع یدین کا ذکر ہی نہیں۔

(۲) ابن علیہ ہیں وہ خالد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ابو قلابہ نے رفع یدین کی۔ نہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور نہ آنحضرت ﷺ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶ ج ۱)

(۳) تیسرے شاگرد صہیب ہیں، ان کی روایت میں ابو قلابہ کے رفع یدین کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں، بلکہ خالد کہتے ہیں، میں نے ابو قلابہ سے پوچھا ماهذا یعنی رفع اليدين فی الصلوة یعنی یہ نماز کے اندر رفع یدین کرنے کا کیا مسئلہ ہے تو انہوں نے کہا تعظیم (حلیۃ الاولیاء ص ۲۸۱ ج ۲ لابی نعیم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رفع یدین کرنے کا رواج نہیں تھا۔ اسی لیے یہ ماهذا کی تعبیر اختیار کی گئی۔

(۴) چوتھے شاگرد خالد بن عبداللہ الطحان ہیں، یہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے کو ذکر کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ ثقہ ہیں مگر تین ہم

Scanned with CamScanner

استادوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دراصل ابوقلابہ کا فعل تھا۔ خالد الحذاء کے وہم کی وجہ سے اور ابوقلابہ کی تدلیس کی وجہ سے یہ مرفوع حدیث بن گئی۔ اگر احناف کی کسی دلیل میں اس قسم کے عیوب ہوتے تو غیر مقلدین آسمان سر پر اٹھا لیتے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت دو باتوں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے خلاف ہے۔

(ا) حدیث عبداللہ بن عمرؓ میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور حدیث مالک بن الحویرث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے اور حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے نسائی ص ۱۶۵ ج ۱، ص ۱۷۲ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲، فتح الباری ص ۱۷۷ ج ۲) لیکن حکیم صاحب نے حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث نقل کرتے وقت ان دونوں باتوں کو چھپایا ہے، یہ کتمان یا یہود کا طرز تھا یا شیعہ کی عادت یا پھر حکیم صاحب کی ہمت۔ حکیم صاحب! ہمیشہ رفع یدین کرنے کا لفظ حدیث میں نہیں تھا، آپ نے اپنی طرف سے اضافہ فرما لیا اور کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور سجود کے وقت رفع یدین کرنا حدیث میں تھا، اس کو آپ نے چھپا لیا۔ کیونکہ اگر آپ مکمل بات لکھ دیتے تو آپ کو ص ۸ کی عبارت یوں لکھنی پڑتی "یہ صحابہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے ہیں، اس حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین کے ساتھ کان یرفع یدیہ موجود ہے جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے، یعنی آپ نے کوئی نماز بھی ایسی نہ پڑھی جس میں سجدوں کے وقت رفع یدین نہ کیا ہو" پھر تو آپ کی جماعت آپ کا بائیکاٹ کرتی اور آپ کو کوئی امام باڑہ تلاش کرنا پڑتا، جہاں ہر نماز میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہوتی ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

حکیم صاحب آپ کی جماعت کی طرف سے ایک مجموعہ فتاوی علمائے حدیث ۱۴ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، جس کی تعریفوں کے پل باندھے جا رہے ہیں، اس میں حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث جس میں رفع یدین عندالسجود کا ذکر ہے کے بارے میں لکھا ہے، ''حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں...... یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو۔ احتمالات سے نسخ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع یدین کو قبول کرنا، بعد روایت منع رفع یدین عندالسجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا۔ اس رفع یدین کے عامل صحابہ کرام سے حضرت ابن عمرو، ابن عباس اور تابعین سے طاؤس اور نافع اور عطا مجھے معلوم ہیں...... بلاشبہ اس کا عامل محی السنة المیتة ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے''

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۵ و ۳۰۶ ج ۴)

حکیم صاحب، ہمت کیجئے۔ تعجب ہے کہ یہ سو شہید کا ثواب شیعہ ہی لے جائیں اور آپ محروم ہی رہیں۔ حکیم صاحب دیکھا آپ کے فتاویٰ علمائے حدیث نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو حدیث مالک بن الحویرثؓ سے منسوخ قرار دیا۔ آپ نے منسوخ کو پرزور طریقہ سے مکمل پیش کیا مگر ناسخ کو نامکمل پیش کیا۔

بحث حدیث حضرت انسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت انس بن مالکؓ کی شہادت لکھی ہے۔

۱۔ اولاً تو یہ حدیث موقوف ہے حضرت انسؓ کے تین شاگرد ہیں۔ عاصم بن الاحول (جزء بخاری ص ۶۲ و ص ۱۳۸) یحیٰ بن اسحاق (جزء بخاری ص ۱۸۰) حمید الطویل (جزء بخاری ص ۴۰، ابن ماجہ ص ۶۲، دار قطنی ص ۲۹۰ ج ۱) ان تینوں میں

سے پہلے دونوں ثقہ راوی اس حدیث کو موقوف روایت کرتے ہیں، صرف حمید الطّویل اس کو مرفوع کرتا ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ آپ کے مشہور غیر مقلد عالم مولوی عطاء اللہ حنیف فرماتے ہیں، یہ حدیث ہرگز دلیل بننے کے قابل نہیں، کیونکہ حمید الطّویل طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے جس کی حدیث سے دلیل لینا جائز نہیں۔ (التعلیقات السّلفیہ علی النسائی ص ۱۲۹ ج ۱) یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی فرمائی ہے۔ (طبقات المدلسین ص ۱۲) حکیم صاحب نے یہ حدیث دارقطنی کے حوالہ سے لکھی ہے مگر وہاں صاف لکھا ہے قال الدارقطنی لم یروہ عن حمید مرفوعا غیر عبدالوھاب والصواب من فعل انس (دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱) امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ حدیث ان (محدثین) کے نزدیک خطاء ہے کیونکہ عبدالوہاب کے علاوہ کسی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور حفاظ حدیث اس کو موقوف کرتے ہیں۔

(طحاوی شرح معانی الاثار ص ۱۵۶ ج ۱)

۲۔ پھر حمید الطّویل کے چھ شاگرد ہیں جو اس کو موقوف روایت کرتے ہیں (۱) عبدالاعلیٰ (جزء بخاری ص ۱۴۸) (۲) یحیٰی بن سعید (جزء بخاری ص ۱۷۷) (۳) معاذ بن معاذ (ابن ابی شیبہ ص ۱۳۳ ج ۱) (۴) خالد بن عبداللہ الوسطی (۵) عبداللہ بن معاذ (۶) یزید بن ہارون (تاریخ بغداد ص ۳۸۶ ج ۲) اور صرف عبدالوہاب ان چھ کے خلاف اس کو مرفوع کرتا ہے۔ اس کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا (تقریب التہذیب ص ۲۲۲) پس یہ حدیث ہرگز مرفوع نہیں (۳) اس حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱، مسند ابی یعلیٰ ص ۸۸ ج ۲، محلیٰ ابن حزم ص ۲۹۶ ج ۲) چونکہ حدیث شریف کا یہ حصہ حکیم صاحب کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے حکیم صاحب اس کو چھپا گئے، حکیم صاحب کے یہ کرتوت اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اس قسم کے فریب کیے بغیر اپنا مسلک ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکیم صاحب کا ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں: حضرت انسؓ نے کان پر رفع فرمایا کہ واضح کردیا کہ آنحضرت ﷺ نے دس سال میں ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں رفع یدین نہ کیا ہو (تخریج زیلعی ص ۲۱۴ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۸۲، التعلیق المغنی ص ۱۱۰) حالانکہ یہ عبارت ان تینوں کتابوں میں کسی ایک میں بھی نہیں، یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال پادری فانڈر اور سوامی دیانند کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔

ایک اور خیانت

اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار رفع یدین رکوع وسجود کا ثابت ہوا، باقی رہی یا نہ رہی اس سے یہ حدیث خاموش ہے۔

عن انسؓ قال رأیت رسول اللہ ﷺ کبر حتیٰ حاذی بابهامیه اذنیه ثم رکع حتی استقر کل مفصل منه فی موضعه ثم رفع رأسهٗ حتیٰ استقر کل مفصلٍ منه فی موضعه ثم انحط بالتکبیر فسبقت رکبتاه یدیه

(الدارقطنی ص ۳۴۵ ج ۱، بیہقی ص ۹۹ ج ۲)

یعنی جب رکوع میں جانے کی تکبیر کہتے تو آپ کی تکبیر ختم ہونے سے پہلے ہاتھ گھٹنوں پر پہنچ جاتے۔ ظاہر ہے کہ رفع یدین نہ کرتے تھے، تحریمہ کے سوا رفع یدین باقی نہ رہی۔

بحث حدیث عبداللہ بن عباسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سرخی دے کر یہ حدیث لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جن کو سینہ مبارک سے لگا کر حضور ﷺ نے دعا فرمائی) فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء بخاری ص ۱۳، ابن ماجہ ص ۶۲)

سفید جھوٹ

حکیم صاحب ہم نے یہ محاورہ پڑھ رکھا تھا، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ آپ نے اس کو پورا کر ہی دکھایا۔ شاباش ایں کار از تو آید و نامرادی چنیں کنند۔

جزء بخاری میں یہ حدیث ہرگز سند کے ساتھ موجود نہیں۔ حکیم صاحب آپ کا ضمیر کیوں مردہ ہو چکا ہے؟

فریب کی انتہاء

حکیم صاحب نے اس حدیث کا دوسرا حوالہ ابن ماجہ ص ۶۲ کا دیا ہے، وہاں بھی حدیث ان الفاظ میں نہیں ہے، وہاں یہ الفاظ ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ چونکہ حکیم صاحب ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے، نہ دوسری رکعت کے شروع میں نہ چوتھی رکعت کے شروع میں، نہ سجدوں میں جاتے ہوئے، نہ سجدوں سے اٹھتے ہوئے۔ اس حدیث کے موافق حکیم صاحب کو چار رکعت میں ۲۸ مرتبہ رفع یدین کرنی چاہیے، مگر آپ صرف دس مرتبہ کرتے ہیں۔ اس لیے آپ نے ترجمہ ایسا پر فریب کیا کہ چار رکعتوں میں صرف آٹھ دفع رفع یدین ہو، بیس دفعہ کی رفع یدین کو چھپا لیا گیا۔ حکیم صاحب اس پر آپ کو یہ نوٹ دینا چاہیے تھا کہ حضرت ابن عباسؓ نے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا (کان یرفع) سے فرمایا جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی جماعت آپ سے راضی رہتی یا ناراض ہو جاتی مگر شیعہ تو آپ کو اپنا مجتہد تسلیم کر لیتے۔

حکیم صاحب ہمارے نزدیک تو یہ حدیث صحیح ہی نہیں کیونکہ راوی عمر بن ریاح نہایت درجہ کا ضعیف ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ایک آدھ مرتبہ اس سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ثبوت نکلتا۔ اس کے باقی رہنے کا اس میں کوئی ذکر نہیں، البتہ ابن عباسؓ کی صحیح حدیث دلیل ہے کہ یہ رفع یدین باقی نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن حین تفتتح الصلوۃ** (ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۲۸، طحاوی

ج ا،ص ۴۱۶، طبرانی ج ۱۱،ص ۳۸۵) نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں سند جید (نزل الابرار من اذکار سید الابرار ص ۴۴) نوٹ یہ کتاب علامہ وحید الزمان کی کتاب کے علاوہ ہے) علامہ عزیزی فرماتے ہیں، حدیث صحیح (شرح جامع الصغیر ص ۲۵۸ ج ۲) اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نماز اور حج کی رفع یدین کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کی جائے اور حج میں ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کی جائے۔ حکیم صاحب آپ نے بالکل اسی طرح کا فریب کیا جس طرح روافض حضرت ابن عباسؓ سے جواز متعہ کا فتویٰ تو نقل کرتے ہیں مگر ان کا بعد کا عدم جواز کا فتویٰ نقل نہیں کرتے۔ حکیم صاحب آپ نے جھوٹی حدیث پر عمل کرنا ہے تو شیعہ کی طرح ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین شروع کر دیں اور صحیح حدیث پر عمل کرنا ہے تو پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیں۔

بحث حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث دو طریق سے ہے: ایک ابو الزبیر کا طریق جس کا حکیم صاحب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جابرؓ اور حضورؐ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، یہ ہمیشہ کا لفظ کسی حدیث میں موجود ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ ابن ماجہ میں، نہ بیہقی میں، نہ جزء سبکی میں۔ یہ ان چاروں کتابوں پر جھوٹ ہے۔

۲۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں "اس حدیث میں بھی کان یرفع موجود ہے، لیکن یہ لفظ نہ بیہقی میں ہے، نہ ابن ماجہ میں، ہاں جزء بخاری میں بغیر کسی سند کے یہ لفظ مذکور ہے، جو حجت نہیں۔

۳۔ اس سند کا ایک راوی ابو حذیفہ ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں ضعیفہ الترمذی (میزان الاعتدال ج ۴،ص ۲۲۱) دوسرا راوی ابراہیم بن طہمان ہے، محدث سلیمانی فرماتے ہیں کہ اس نے جو حدیث ابو الزبیر کے واسطہ سے حضرت جابرؓ سے رفع یدین کی روایت کی ہے، محدثین اس کا انکار کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۳۰ ج ۱) تیسرا راوی ابو الزبیر ہے جو پرلے درجہ کا مدلس ہے اور یہاں وہ عن سے

روایت کرتا ہے، اس لیے حدیث صحیح نہیں۔

۴۔ حکیم صاحب نے اس حدیث کے دوسرے طریق کا نام تک نہیں لیا، جس میں واقعی سند کے ساتھ کان یرفع ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو صحابہ حضورؐ کے ساتھ تھے، وکان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع کل تکبیرة من الصلوة (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳، تاریخ کبیر امام بخاری ص ۱۰۵ ج ۴ ق ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲) حکیم صاحب! دیکھئے یہاں کان یرفع یدیه بھی ہے جو آپ کے نزدیک دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ثبوت بھی ہے۔ مگر آپ کی جماعت اس پر عمل نہیں کرتی۔

حکیم صاحب! اصل بات یہ ہے کہ اولاً تو یہ حدیث صحیح نہیں، پھر اس میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ ہمیشہ کا ذکر، ایک نماز کا واقعہ ہے جس میں عموم نہیں، یہ ہر تکبیر کی رفع یدین باقی رہی یا نہیں، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ جب اپنے ساتھیوں کو نماز سکھاتے تو صرف تکبیر کی تعلیم دیتے عن جابر بن عبدالله انه کان یعلمهم التکبیر فی الصلوة قال کان یامرنا ان نکبر کلما خفضنا ورفعنا (موطا امام مالک ص ۲۶، موطا امام محمد ص ۸۹) یعنی حضرت جابرؓ حکم فرمایا کرتے تھے کہ نماز کے اندر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام تک) ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہا کرو۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حضرت جابرؓ نماز میں صرف تکبیر کہتے اور اسی کا حکم فرماتے۔ ان کی آخری نمازوں میں رفع یدین کا ذکر نہیں ملتا، حکیم صاحب کا یہ انداز ایسا ہی دھوکا ہے جیسے شیعہ حضرت جابرؓ سے صحیح بخاری کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ ہم متعہ کیا کرتے تھے لیکن بعد میں اسکو ترک کر دینا ذکر نہیں کرتے۔

حکیم صاحب! آپ کے اس طرز سے ہمیں یقین ہو رہا ہے کہ آپ حق کے متلاشی نہیں، حلق تازہ رکھنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے میں ماہر ہیں، کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی حضرت جابرؓ کی طرح صرف تکبروں والی نماز شروع کر دیں گے اور لوگوں کو بھی اسی نماز کا حکم دیا کریں گے؟

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

حکیم صاحب نے یہ حدیث جزء بخاری، دار قطنی اور بیہقی کے حوالہ سے ذکر کی ہے، جزء بخاری میں تو بغیر کسی سند کے محض نام ذکر کیا ہے، اگر اس کی صحیح سند ہوتی تو امام بخاریؒ ضرور ذکر فرماتے۔ دار قطنی میں اس روایت کے بعد اس کے مرفوع موقوف ہونے کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بیہقی نے موقوفاً بھی نقل کیا ہے، مگر حکیم صاحب نقل میں خیانت کر گئے ہیں۔

ایک زبردست جھوٹ

حکیم صاحب نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ اعلان فرمایا ''اے لوگو! تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو کیونکہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جانے اور سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے'' یہ بالکل جھوٹ ہے، ان الفاظ میں اعلان نہ دارمی میں ہے، نہ دار قطنی میں، نہ بیہقی میں ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ کسی اور کتاب میں۔

ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں، اس حدیث میں بھی **کان یرفع** جو دوام کے لیے ہے، جزء بخاری میں تو بے سند ذکر ہے، جن کتابوں میں یہ سند کے ساتھ مذکور ہے، ان میں سے کسی کتاب میں **کان یرفع** موجود نہیں۔

نوٹ: اگرچہ بیہقی اور دار قطنی نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور ابن حزم نے محلیٰ میں موقوف کو ہی ترجیح دی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ موقوف بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی صحیح حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں بلکہ **یکبر کلما رکع و کلما رفع و کلما سجد** کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵ و ۳۹۳ و ۴۴۰) اس میں رفع یدین کا اضافہ صرف اور صرف حماد بن سلمہ نے کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ تھے، مگر آخری عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب

ص ۸۲)اور کوئی ان کا متابع موجود نہیں، پس یہ روایت موقوفاً بھی صحیح نہیں۔

اشعریوں کی نماز

اشعریوں کی نماز دیکھنی ہو تو مسند احمد میں دیکھ لیتے۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے تمام مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو عام اعلان کر کے اکٹھا کیا کہ آؤ تمہیں آنحضرت ﷺ کی نماز سکھاؤں آپ نے سب کو نماز اس طرح پڑھائی کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی، پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور تکبیر کہہ کر رکوع میں گئے، سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رکوع سے اٹھے، اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا، لوگو یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت ﷺ ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے۔

(رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰ و ۱۲۱ ج ۱)

اگر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس رفع یدین کی کوئی حدیث ہوتی تو آپ کبھی خاموش نہ بیٹھتے اور کبھی یہ برداشت نہ فرماتے کہ میرا سارا قبیلہ بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت کے نماز پڑھ کر نبی کی سنتوں کی مخالفت کرتا رہے اور میں وہ حدیثیں چھپا کر بیٹھا رہوں، آخر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ میں سنت کی اتباع واشاعت کا جذبہ یقیناً حکیم صاحب سے زیادہ ہوگا۔ کیا ہم حکیم صاحب سے امید رکھیں کہ وہ بھی حضورؐ والی نماز بغیر رفع یدین وبغیر جلسہ واستراحت کے اپنے قبیلے اور اپنی جماعت میں اعلان کر کر کے رائج کریں یا کم از کم نبی کی نماز کی مخالفت چھوڑ دیں؟

بحث حدیث ابی ہریرہؓ

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت ابو داؤد کے حوالہ سے پیش کی ہے، اس کا یہ ترجمہ لکھا ہے کہ ’’آنحضرت ﷺ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے‘‘ یہ ہمیشہ کا لفظ نہ ابو داؤد شریف میں ہے، نہ کسی اور کتاب میں، حکیم صاحب اپنے مذہب کی پاسداری کے لیے جب کوئی صحیح دلیل نہیں پاتے تو جھوٹ سے اپنی اور اپنی جماعت کی

تسلی کرتے ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے، مگر اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں، اس میں رفع یدین کا ذکر ابن جریج نے بڑھایا ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ میں رہ کر نوے عورتوں سے متعہ کیا اور روزانہ رات کو زیتون کے تیل سے حقنہ کرواتا تھا تاکہ قوت جماع بحال رہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص ۱۶۹)

۳۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ابن جریج سے رفع یدین کا ذکر کرنے والا یحیٰی بن ایوب ہے جس کو کئی محدثین نے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۶۲) امام عبداللہ بن المبارک اور عبد الرزاق دونوں ابن جریج سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ تکبیر کا ذکر کرتے ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں، یہی صحیح ہے (زیلعی ص ۴۱۴ ج ۱) پس ثقات کے خلاف ضعیف راوی کا رفع یدین کا ذکر کرنا، اس حدیث کے منکر ہونے کی دلیل ہے۔

۴۔ پھر اگر حکیم صاحب کو رفع یدین کی حدیث ہی پسند ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے رکوع کے ساتھ ساتھ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۲، مسند احمد ص ۱۳۲ ج ۲) لیکن اس حدیث کو حکیم صاحب چھپا گئے۔ اگر بالفرض یہ حدیثیں صحیح بھی ہوتیں تو ان سے ایک آدھ بار رفع یدین کرنے کا ذکر ہے وہ رفع یدین باقی رہی یا نہ رہی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، لیکن (صحیح بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ۱) پر حضرت ابو ہریرہؓ کی نہایت صحیح حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے اور قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز ہے حتی فارق الدنیا (بخاری ص ۱۱۰ ج ۱) اور خود حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے بعد جو نماز پڑھا کرتے تھے اس میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، چنانچہ امام مالکؒ امام جعفر القاریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، جب پہلی تکبیر سے نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور پھر ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادہ حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا کی قسم میری یہ نماز رسول اکرم ﷺ کے بہت مشابہ ہے۔ (موطا امام محمد ص ۹۰) پس معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے علاوہ کوئی رفع یدین نماز میں باقی نہیں رہی۔ حکیم صاحب کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے بعد تکبیروں سے نماز پڑھ کر قسم کھایا کریں گے کہ رسول اکرم ﷺ والی نماز یہی ہے یا حدیث پر عمل کی بجائے اپنی ضد پر ہی قائم رہیں گے؟

بحث حدیث عبید بن عمیرؓ

عبید بن عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے (جزء بخاری ص ۳) جزء بخاری میں نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ کوئی ایسا متن جس میں ہمیشہ کا لفظ ہو۔ یہ حکیم صاحب کا خالص فریب ہے، جن لوگوں نے اس حدیث کو سند سے روایت کیا ہے ان کتابوں سے حکیم صاحب نے نقل نہیں کی کیونکہ ان کے خلاف تھی۔ **کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلوة** (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب الضعفاء للعقیلی ص ۳۸۲ ج ۱، کتاب المجروحین ابن حبان ص ۳۰۴ ج ۱، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ص 218 ج ۲، تاریخ بغداد ص ۴۰۰ ج ۱۱ و ص ۲۵۳ ج ۴) اس کی سند میں رفدۃ بن قضاعۃ نہایت ضعیف راوی ہے۔ لیکن حکیم صاحب کا سرمایہ ہی یہ چند کھوٹے سکے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے جس کی بنیاد چند ضعیف روایتوں اور جھوٹ اور فریب پر رکھی گئی ہے۔ حکیم صاحب! اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ آپ نے استدلال میں پیش کی ہے تو شیعوں کے ساتھ مل کر ہر تکبیر کے ساتھ رفع

یدین شروع کر دیں اور ابن عمرؓ کی بخاری والی حدیث کو غلط قرار دیں جو اس کے خلاف بین السجدتین رفع یدین سے روکتی ہے۔ کیا ایسے ایسے فریب کرنے پر آپ کا ضمیر بھی آپ کو ملامت نہیں کرتا؟

بحث حدیث براء بن عازبؓ

حکیم صاحب نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی اپنی دلیل میں پیش کی ہے۔ حیرانی ہے کہ حکیم صاحب کی ذہنی ساخت کیوں الٹی ہے کہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر نہایت ضعیف حدیث کو پیش کیا، اس میں بھی خیانت کی۔ پہلے اس حدیث کی اصل کیفیت مطالعہ فرمائیں، پھر حکیم صاحب کی روایت کا حال پڑھیں۔

صحیح حدیث

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں، میں نے جناب رسول اقدس ﷺ کو دیکھا، آپ نے رفع یدین کیا، جب نماز شروع کی، پھر رفع یدین نہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱)

حکیم صاحب کی بیان کردہ حدیث

۱۔ حضرت براء بن عازبؓ کوفہ میں آباد ہوئے اور وہیں مسجد اعظم کوفہ میں آپ نے یہ حدیث پاک سنائی، جس مجلس میں حضرت کعب بن عجرہؓ بھی موجود تھے۔ (دار قطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۲۔ حضرت براء بن عازبؓ سے یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کی جو جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ نے اسی مسجد میں ۲۰ انصاری صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ (جامع ترمذی ص ۱۸۳ ج ۲) اور یہ وہی مسجد اعظم ہے جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تشریف فرما ہوئے جن میں ۲۴ بدری صحابہ تھے۔ (معارف السنن ص ۴۹۰ ج ۲)

۳۔ ان عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عمل بھی اسی حدیث کے موافق ترک رفع یدین کا تھا۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱)

Scanned with CamScanner

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے اس حدیث کو تین شاگردوں نے روایت کیا۔ (۱) ان کے صاحبزادہ عیسیٰ (۲) حضرت حکم بن عتیبہ (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۱۶ طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) اور (۳) یزید بن ابی زیاد (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲، ابوداؤد ص ۱۱۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، مسند حمیدی ص ۳۱۶ ج ۲، السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۷ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۵۔ یزید بن زیاد سے دس شاگردوں نے اسی مکمل متن کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا (۱) سفیان بن عیینہ (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲) (۲) سفیان ثوری (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) (۳) شریک (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱) (۴) ہشیم (مسند ابو یعلی ص ۱۹۴ ج ۱) (۵) اسماعیل بن زکریا (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۶) شعبہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۷) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۸) اسرائیل (عمدۃ القاری بحوالہ خلافیات بیہقی) (۹) حمزہ الزیات (عمدۃ القاری بحوالہ اوسط طبرانی) (۱۰) عبداللہ بن ادریس (مسند ابو یعلی ص ۱۹۵ ج ۱) ان دس شاگردوں نے مکمل متن سے روایت کیا ہے، ان کے علاوہ چھ شاگردوں نے اس سے مختصر روایت کیا ہے۔ (۱) علی بن عاصم (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۲) خالد بن عبداللہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۳) اسباط بن محمد (مسند احمد ص ۳۰۱ ج ۴) (۴) الجراح والد وکیع (کتاب العلل احمد ص ۱۷۱ ج ۱) (۵) صالح بن عمر (مسند ابو یعلی ص ۹۵ ج ۱) (۶) زہیر (جزء بخاری بے سند)

مکمل اور مختصر متن کا مطلب

حضرت براء بن عازب ؓ کی حدیث کا مکمل متن دو مسئلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

(۲) نماز میں ہاتھ کتنی بار اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے وقت اٹھائے جائیں، اس کے بعد ساری نماز میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، جس

Scanned with CamScanner

حدیث میں ایک سے زائد مسئلے ہوں، محدثین کبھی تو اس کو مکمل بیان کرتے ہیں اور کبھی ایک آدھ مسئلہ بتانا مقصود ہوتا ہے تو مختصراً وہی ایک مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں ہوا کہ دس شاگردوں نے تو مکمل طور پر دونوں مسئلے روایت فرما دیے اور چھ شاگردوں نے وقتی ضرورت کے تحت صرف پہلا مسئلہ روایت کر دیا اور یہ کوئی عیب نہیں، ورنہ صحیح بخاری تو اس طرز سے بھری پڑی ہے۔

صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایک غلط افسانہ

سفیان بن عیینہ نہایت ثقہ محدث تھے، وہ پہلے تو اس حدیث کو اسی مکمل متن سے روایت فرماتے رہے، مگر آخری عمر میں وہ خلط حفظ کے مریض ہو گئے تھے، اس لیے اپنے استاد یزید بن ابی زیاد کے پندرہ شاگردوں کے خلاف عجیب باتیں کرنے لگے۔ الحمیدی (جو اہل کوفہ کے خلاف سخت تعصب کا شکار ہیں) اور محمد بن الحسن البربھاری (جو سخت ضعیف ہے) کا بیان ہے کہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں مقیم تھے تو حدیث مختصر صرف پہلا مسئلہ بیان کرتے تھے اور جملہ **لا یعود** جس کا تعلق دوسرے مسئلے سے ہے، بیان نہیں کرتے تھے۔ پھر جب میں کوفہ میں مقیم ہوا تو وہ کوفہ والوں کے کہنے سے **لا یعود** کہنے لگے۔ اور ابراہیم بن بشار الرمادی (جو سفیان کے ذمہ ایسی باتیں لگا دیتا تھا جو سفیان بیان نہ کرتے تھے) کا بیان ہے کہ سفیان نے کہا یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں تھا تو رفع یدین کرنے کی حدیث بیان کرتا تھا اور جب کوفہ گیا تو ترک رفع یدین کی حدیث بیان کرنے لگا۔

اس سارے افسانے کی بنیاد اس پر ہے کہ سفیان بن عیینہ اور یزید بن ابی زیاد دونوں پہلے مکہ میں مقیم تھے اور پھر دونوں کوفہ میں مقیم ہو گئے، حالانکہ یہ بات تاریخی طور

پر غلط ہے، یزید بن ابی زیاد ۴۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶ھ میں کوفہ میں ہی فوت ہوئے۔ان کا مکہ میں قیام پذیر ہونا تاریخ سے ثابت ہی نہیں۔اور امام سفیان بن عیینہ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۳ھ تک کوفہ میں رہے پھر مکہ تشریف لے گئے اور ۱۹۸ھ میں مکہ میں ہی وصال فرمایا۔ (معارف السنن ص ۴۹۱ ج ۲)

الغرض جب امام سفیان بن عیینہ مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہوئے، اس وقت یزید بن ابی زیاد کو فوت ہوئے ستائیس سال ہو چکے تھے۔اس افسانہ کے مطابق یزید بن ابی زیاد نے وصال کے ۲۷ سال بعد قبر سے نکل کر مکہ میں رفع یدین کرنیکی حدیث سنائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ زندوں نے اس پر عمل بلکہ رفع یدین کی روایت بھی چھوڑ دی تھی، اس لیے ایک مردہ کو ۲۷ سال بعد قبر سے اٹھنا پڑا تا کہ حکیم صاحب بے دلیل نہ رہ جائیں۔

الغرض ۱۸ سندوں کے خلاف صحیح حدیث کو چھوڑ کر اس افسانے کو حکیم صاحب نے حدیث بنالیا اور اس رفع یدین والی حدیث کے افسانے کو کسی ایک بھی سنی محدث نے اپنی سند سے روایت نہیں کیا۔اس کو سب نے حاکم سے روایت کیا جس کا غالی شیعہ ہونا خود نواب صدیق حسن غیر مقلد نے ابجد العلوم میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت قتادہؒ کی شہادت

حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''قتادہؒ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے'' (ترمذی ص ۳۶) یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے، حضرت قتادہؒ صحابی سے کوئی ایسی حدیث ترمذی شریف میں موجود نہیں، جب روایت ہی نہیں تو ہمیشہ اور کان یرفع کا لفظ کہاں سے آئے گا۔حکیم صاحب آخر آپ کب تک جھوٹ پر عمل اور اس کی اشاعت کرتے رہیں گے؟

سلیمان بن یسار

سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین

کرتے تھے۔

حکیم صاحب سلیمان بن یسار طبقہ ثالثہ کے راوی ہیں، انہوں نے تو حضورؐ کا زمانہ ہی نہیں پایا (تقریب التھذیب ص ۱۳۶) اور ہمیشہ کا لفظ بھی بالکل جھوٹ ہے۔

عمر اللیثی

حکیم صاحب لکھتے ہیں ''ان سے بھی اسی قسم کی حدیث آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یہ بھی محض فریب ہے۔ نہ عمر اللیثی نامی کوئی صحابی ہیں اور نہ ہی اس مضمون کی رفع یدین کی کوئی حدیث ان سے مروی ہے۔

بحث حدیث حضرت وائل بن حجرؓ

حکیم صاحب نے حضرت وائلؓ کی شہادت ص ۱۱ پر تحریر کی ہے۔

بے نظیر جھوٹ

حکیم صاحب نے اس حدیث میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں اور گیارہ کتابوں، صحیح مسلم، ابن ماجہ، دارمی، دار قطنی، ابو داؤد، جزء بخاریؒ، مسند احمد، بیہقی، کتاب الام، جزء سبکی، مشکوٰۃ کا حوالہ دیا ہے مگر ان میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا کوئی ذکر نہیں، حکیم صاحب نے آنحضرت ﷺ اور ان گیارہ کتابوں پر جھوٹ بولا ہے، ایک ہی سانس میں بارہ جھوٹ، یہ حوصلہ تو سوامی دیانند کا بھی نہیں تھا، آپ سے پہلے مستری نور حسین گرجاکھی نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین میں یہ جھوٹ بولا تھا، اس کی اندھی تقلید میں جناب نے بھی ہمت کر لی، حکیم صاحب اپنی جماعت کے علاوہ کسی قادیانی، ہندو، عیسائی، مجوسی یا دہریے کی کتاب میں ایسے جھوٹ کی مثال آپ کو ملی ہو کہ ایک ہی حوالہ میں بارہ جھوٹ بولے ہوں تو اس کا حوالہ ضرور دیں۔ اپنا تو ناقص خیال ہے کہ جھوٹ کا جو ریکارڈ آپ نے قائم فرمایا، شاید ہی کوئی اس کو توڑنے کی ہمت کرے۔

ایک خیانت

حضرت وائلؓ کی حدیث کے کئی طریق ہیں، مسلم اور ابوداؤد میں، محمد بن حجادہ کا طریق ہے۔ ابوعوانہ فرماتے ہیں وہ غالی شیعہ تھا (میزان الاعتدال ص ۴۹۸ ج ۳) اور شیعہ سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں اس لیے ابوداؤد میں اس کی حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر بھی موجود ہے، (ص ۱۱۲ ج ۱) لیکن حکیم صاحب نے سجدوں کی رفع یدین کے ذکر کو چھپایا، ورنہ حکیم صاحب اور ان کی جماعت کی اپنی نماز خلاف سنت ہوئی جارہی ہے اور حکیم صاحب کو اپنا مسلک چھوڑ کر شیعہ بننا پڑتا۔

ایک فریب

حضرت وائلؓ دو مرتبہ آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، جب پہلی مرتبہ حاضر ہوئے تو رکوع اور سجدہ کی رفع یدین کا ذکر فرمایا، لیکن جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے اپنا مشاہدہ صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کے بارے میں بیان فرمایا اور بس۔ **ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوۃ** (ابوداؤد ص ۱۱۲ ج ۱) اگر اس دوسری آمد میں حضرت وائل بن حجرؓ پہلی تکبیر کے بعد رکوع اور سجدہ کی رفع یدین دیکھتے تو اس کو بھی ضرور بیان کرتے، جیسا کہ پہلی آمد کا حال بیان کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری آمد کے وقت تمام صحابہ بلا استثناء صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے حکیم صاحب نے فریب یہ کیا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی پہلی آمد والی حدیث تو نامکمل نقل کر دی اور دوسری آمد والی حدیث کو چھپا گئے۔ حق تو یہ ہے کہ حق پوشی کے کردار میں حکیم صاحب بے نظیر واقع ہوئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حق پوشی کا ایک نیا ریکارڈ

کسی حدیث کے معمول بہ اور غیر معمول بہ ہونے کا اصل پیمانہ خیر القرون ہے، جس حدیث پر خیر القرون میں بلا نکیر عمل جاری رہا ہو، آپ بھی اس پر عمل کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں اور جس حدیث پر خیر القرون میں نکیر ہوئی ہو، بعد والوں کے لفظی ہیر پھیر سے وہ معمول بہ نہیں بن سکتی۔ اب رفع یدین کے بارے میں عموماً اور حدیث وائل بن حجرؓ کے بارے میں خصوصاً خیر القرون کے تاثرات مطالعہ فرمائیں۔

حضرت حصین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں اور عمرو بن مرۃ امام ابراہیم نخعیؒ کے پاس حاضر ہوئے تو عمرو نے کہا مجھے علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ کو پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا میں نہیں جانتا، شاید حضرت وائلؓ نے اس ایک ہی دن آنحضرت ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور یاد رکھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضور ﷺ کے باقی صحابہ نے اس کو یاد نہ رکھا۔ میں نے کسی صحابی سے بھی حضرت کا رفع یدین کرنا نہیں سنا، سوائے اس کے نہیں کہ صحابہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (موطا امام محمد ص ۹۲) حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعیؒ کو حضرت وائلؓ کی رفع یدین والی حدیث سنائی تو فرمایا اگر حضرت وائلؓ نے آنحضرت ﷺ کو ایک دفعہ رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسوں مرتبہ دیکھا کہ آپ یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) حضرت عمرو بن مرۃ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین کی حدیث سن کر امام ابراہیم نخعی غصہ میں آ گئے اور فرمایا (بڑا تعجب ہے) وائلؓ نے تو رفع یدین دیکھ لی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ نے نہ دیکھی؟ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) اور امام ابراہیمؒ نے فرمایا انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوۃ (دار قطنی ص ۱۹۱ ج

۱)یعنی رفع یدین صرف پہلی تکبیر کے وقت ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں رفع یدین پر عمل کرنا تو کجا رفع یدین کی حدیث سن کر لوگ غصہ میں آجاتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ جن کے استاد صحابہ، خود تابعی، شاگرد تبع تابعین، فرما رہے ہیں کہ رفع یدین کرنا نہ سنا نہ دیکھا۔ یعنی خیر القرون میں رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرأت کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی۔ کہ اگر کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو لوگ انکار کرتے، اگر حکیم صاحب یہ طریق بھی حضرت وائلؓ کا بیان فرما دیتے تو پتہ چلتا کہ یہ حدیث خیر القرون میں متروک العمل تھی اور خیر القرون کے تواتر عملی کے خلاف تھی۔

حضرت وائل بن حجرؓ نے قولی حدیث میں بھی صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہی کیا ہے: عن وائل بن حجرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمراۃ تجعل یدیھا حذاء ثدییھا (رواہ الطبرانی) یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا اے ابن حجر تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کر اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔

اگر حکیم صاحب حضرت وائلؓ کی حدیث کے بارے میں یہ سب باتیں تفصیل سے بیان فرما دیتے تو انہیں پتہ چلتا کہ خیر القرون میں رفع یدین متروک العمل تھی۔

بحث حدیث ابوحمید الساعدیؓ و دیگر دس صحابہ

۱۔ اس حدیث کو غیر مقلد بڑی زبردست دلیل سمجھتے ہیں اور حکیم صاحب نے بھی بڑے فخر سے بیان کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی مجلس میں وہ دیگر دس صحابہ کون تھے؟ ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں اور اس مجلس کا حال کس نے آنکھوں سے دیکھ کر بیان کیا؟ جس روایت کو حکیم صاحب نے بیان کیا اس مجلس کا حال بیان کرنے والا محمد بن عمرو بن عطاء ہے جو بیان کرتا ہے کہ اس مجلس میں دس

Scanned with CamScanner

صحابہ تھے، لیکن ان دس صحابہ میں سے صرف ایک صحابی ابوقتادہ کا نام وہ بتا سکا ہے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: فان محمد بن عمرو بن عطاء لم یسمع ذالک الحدیث من ابی حمیدو لا ممن ذکرہ معہ فی ذالک (الحدیث) (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی یہ حدیث نہ محمد بن عمرو بن عطاء نے براہ راست حضرت ابو حمید سے سنی اور نہ ان صحابہ سے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے، امام ابن ابی حاتم بھی فرماتے ہیں قال ابی فصار الحدیث مرسلا (کتاب العلل ص ۱۶۳) یہ حدیث مرسل ہے۔

امام طحاوی مزید فرماتے ہیں وہ حدیث جو محمد بن عمرو بن عطاء نے روایت کی ہے وہ غیر معروف اور غیر متصل ہے، کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ ابوحمید کی مجلس میں ابوقتادہ حاضر تھے، حالانکہ ابوقتادہ بہت عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (طحاوی ص ۱۷۹ ج ۱)

موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوقتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں کہیں (طحاوی ص ۳۳۳ ج ۱) یہی بات ابن ابی شیبہ ص ۱۱۶ ج ۴، بیہقی ص ۳۶ ج ۴، تاریخ بغداد ص ۱۶۱، ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۹ ج ۶، یہی روایت امام شعبیؒ سے ہے (الجوہر النقی ص ۳۶ ج ۴) ہاں واقدی کذاب ان کی وفات ۵۴ھ میں بتاتا ہے جو غلط ہے، امام ہشیم بن عدی فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے (البدایہ والنہایہ ص ۶۸ ج ۸) اور محمد بن عمرو بن عطاء کی پیدائش تقریباً ۴۰ھ ہے۔ شاید حضرت ابوقتادہ وصال کے کئی سال بعد قبر سے نکل کر مجلس رفع یدین میں حاضر ہو گئے ہوں، باقی جن نو صحابہ کا نام محمد بن عمرو بن عطاء نے نہیں بتایا ان سے ملاقات خدا جانے کیسے ہوئی ہو گی۔

۲۔ اس لیے محمد بن عمرو بن عطاء خود اس بارے میں خاصا مضطرب ہے۔ وہ کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱) کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (طحاوی ص ۱۷۸ ج ۱) تو اس کا مدار ایک

مجہول آدمی پر ہوا۔

۳۔ کبھی کہتا ہے، میں نے عباس بن سہل سے انہوں نے ابوحمید سے سنا (ابوداؤد ص ۱۱۴ ج ۱) کبھی کہتا ہے، میں نے مالک سے، اس نے عباس بن سہل سے، اس نے ابو حمید سے۔ (بیہقی ص ۱۰۱ ج ۲) اور یہ اضطراب بھی ضعیف روایت کا موجب ہے۔

۴۔ اگر اس مجلس کا حال بیان کرنے والا عباس بن سہل کو مان لیں تو وہ عمر میں محمد بن عمرو سے بھی چھوٹا ہے کیونکہ محمد بن عمرو تو طبقہ ثالثہ کا ہے (تقریب ص ۳۱۲) اور عباس بن سہل طبقہ رابعہ کا ہے (تقریب ص ۱۶۵) پھر یہ بھی یقین نہیں کہ راوی عباس ہے یا عیاش۔ اگر دوسرا ہے تو بھی مجہول ہے۔

۵۔ بعض نے ان دس صحابہ میں سلمان فارسی کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ سلمان فارسی ان کی پیدائش سے بہت پہلے ۳۴ھ میں وفات پا چکے تھے۔ اور بعض نے ان دس صحابہ میں حضرت ابومسعود بدریؓ کو بھی شمار کیا ہے۔ یہ ۳۸ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ بعض نے ان میں محمد بن مسلمہؓ کو بھی شریک کیا ہے جو ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں وصال فرما چکے ہیں۔ بعض نے اس میں ابواسیدؓ کو بھی شمار کیا ہے جو صحیح قول کے موافق ۳۰ میں وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ ۳۷ھ میں شہید ہو گئے تھے۔ حکیم صاحب آپ نے ان دس صحابہ کا نام اسی لیے ذکر نہیں کیا کہ تاریخ دان لوگ حیران ہوں گے کہ مسئلہ رفع یدین کتنا اہم ہے جس کے لیے ایسی انوکھی مجلس بٹھائی جا رہی ہے، مسئلہ رفع یدین کی تصدیق و تائید کے لیے زندوں کو ناکافی سمجھا گیا ہے، پندرہ پندرہ بیس بیس سال کے وفات یافتہ بزرگوں کو قبروں سے بلا کر رفع یدین کی تصدیق کرائی جا رہی ہے۔ حکیم صاحب آپ حق چھپانے کی بجائے ان دس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کسی صحیح سند سے پیش فرمائیں، ان کی تاریخ وفات اور مجلس کی تاریخ انعقاد کا پتہ دیں تو ان شاء اللہ اور بہت سی کرامات کے ظہور کی امید ہے۔

۶۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی حدیث صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر موجود ہے جس

میں نہ تو دس صحابہ کی موجودگی کا ذکر ہے کہ مندرجہ بالا اعتراضات وارد ہوں، ہاں اس میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے، رکوع کے ساتھ رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث میں دس صحابہ اور رکوع کی رفع یدین کا ذکر عبدالحمید بن جعفرؒ نے شامل کیا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں وہ ضعیف ہے (ص ۱۵۶ ج ا و ۱۷۹ ج ا) امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (ضعفاء صغیر ص ۴۸) کیا حکیم صاحب سے ہم یہ امید رکھیں کہ وہ اس ضعیف حدیث کی بجائے (صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ا) پر درج ابو حمید ساعدی کی حدیث کے موافق صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے ساتھ نماز شروع کر دیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح احادیث پر عمل ان کی قسمت میں نہیں۔

۷۔ حکیم صاحب! آپ نے حدیث کا ترجمہ بڑا گول مول کیا ہے، اگر آپ صحیح ترجمہ جانتے تو اس حدیث کو پیش نہ کرتے۔ حکیم صاحب آپ کی مجلس میں، میں یہ دعویٰ کروں کہ فلاں بیماری کے بارے میں، میں آپ سے زیادہ نسخے جانتا ہوں تو آپ اور آپ کی مجلس کے سب لوگ میری اس بات کا یہی مطلب سمجھیں گے کہ اس کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہے جو ہمارے علم میں نہیں، پھر اگر میں وہ نسخہ بتاؤں اور وہ نسخہ آپ پہلے نہ جانتے ہوں تو آپ میری تصدیق کریں گے کہ آپ کا دعویٰ سچا ہے، واقعی یہ نسخہ ہمیں پہلے معلوم نہیں۔ اور اگر وہ نسخہ پہلے آپ کو معلوم ہو تو آپ تصدیق کی بجائے میری تکذیب کریں گے کہ بالکل غلط، یہ نسخہ تو ہم جانتے ہیں۔ اب سمجھیں کہ ایک مجلس میں جس میں دس صحابہ اور کئی تابعین موجود ہیں، حضرت ابو حمید الساعدیؓ ایک دعویٰ کرتے ہیں انا اعلمکم بصلوة رسول اللہ ﷺ یعنی عملی طور پر اگرچہ میری اور آپ کی نماز میں کوئی فرق نہیں، لیکن علمی طور پر مجھے بعض مسائل کی تم سے زیادہ واقفیت ہے جو میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔ ان لوگوں نے کہا فرمائیے، وہ کون سا مسئلہ ہے؟ تو آپ نے رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا، واقعی آپ نے سچ فرمایا کہ یہ مسئلہ صرف آپ کے ہی علم میں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہ میں رفع یدین عندالرکوع و تیسری

رکعت کے شروع والی ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل تو کجا اتنی بڑی مجلس جس میں دس صحابہ بھی تھے، ان کو اس مسئلے کا علم بھی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نہ صحابہ سے سنا، نہ اس پر کسی کو عمل کرتے دیکھا۔ اب حدیث کا خلاصہ یہ ہی نکلا کہ کسی زمانہ میں یہ رفع یدین حضرت نے کی تو تھی مگر پھر ایسی متروک ہوئی کہ بعض متاخر الاسلام صحابہ کو اس کا علم تک نہ تھا۔

بحث حدیث حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وابن عباسؓ

حکیم صاحب نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ترجمہ لکھا ہے۔

۱۔ **پہلی خیانت:** حکیم صاحب نے اس حدیث میں لفظ حین یرکع کا ترجمہ یہ کیا ہے، ''رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت'' مگر اس کے ساتھ حین یسجد بھی تھا جس کا ترجمہ ان کے طریقہ پر یہ تھا ''سجدہ جانے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے وقت'' لیکن حکیم صاحب نے حین یسجد کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ حدیث کے اس حصہ پر نہ ان کا عمل ہے اور نہ ہی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ گویا ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ...﴾ پر عمل ہے۔ کیا تم بعض پر عمل کرتے ہو (جو دل کو بھائے) اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

۲۔ **دوسری خیانت:** حدیث میں لفظ و حین ینهض للقیام اس کا ترجمہ تو یہ تھا کہ جب بھی کھڑے ہوتے، رفع یدین فرماتے، خواہ دوسری رکعت میں کھڑے ہوں یا تیسری رکعت میں یا چوتھی رکعت میں، لیکن چونکہ حکیم صاحب دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہیں کرتے اور نہ ہی اس حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں، اس لیے حین ینهض للقیام کا ترجمہ یہ کر دیا ''اور دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت''

۳۔ **تیسری خیانت:** حکیم صاحب نے ترجمہ میں یہ نہیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے کس نے دیکھا؟ اس کا نام میمون مکی ہے جو طبقہ ثالثہ کا

Scanned with CamScanner

شخص ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں الثالثة الطبقة الوسطی من التابعین کا لحسن البصری و ابن سیرین (تقریب ص ۱۰) یہ یعنی تابعین کا درمیانی طبقہ ہے جن کی بہت سے صحابہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ شخص تابعی ہے اور مکہ کا رہنے والا ہے جہاں ہر سال حج کے موقعہ پر تمام اسلامی دنیا سے ہر مسلک کے لوگ آتے ہیں، صحابہ بھی، تابعین بھی تبع تابعین بھی۔ ان سب کے مسلک سے واقف ہے، گویا پوری اسلامی دنیا کے مسلک کو جاننے والا ہے۔

۴۔ **چوتھی خیانت:** حکیم صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ کر میمون مکی نے کیا کہا۔ جس حدیث کا ترجمہ حکیم صاحب کر رہے تھے، اس حدیث کے عین درمیان سے ایک پوری سطر کا ترجمہ کھا گئے، وہ یہ ہے کہ جب میمون مکی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو رفع یدین کر کے نماز پڑھتے دیکھا تو فرماتے ہیں میں چل کر ابن عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا، آج میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو ایسی انوکھی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ آج تک کسی ایک آدمی کو بھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، اور اس رفع یدین کا ذکر کیا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حضرت میمون مکی کے الفاظ پر غور فرمائیں، آپ نے بہت سے صحابہ کو دیکھا مگر سوائے عبداللہ بن زبیر کے کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے بہت سے تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے بہت سے تبع تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تبع تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے پوری دنیائے اسلام سے آنے والے حاجیوں کو نمازیں پڑھتے دیکھا مگر کسی علاقے کے کسی ایک حاجی کو بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ یہ ہے پورے خیر القرون میں ترک رفع یدین پر عملی تواتر۔ لاکھوں میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ اگر حکیم صاحب یہ تفصیل بیان فرما دیتے تو ان کی ساری تحریر بے اثر ہو کر رہ جاتی۔ لیکن شاید "لا دین لمن لا دیانة له ولا ایمان لمن لا امانة له" جیسی احادیث پر عمل کرنا آپ گناہ سمجھتے ہوں گے۔

(بددیانتی اور خیانت مومن کا کام نہیں)

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تفردات سب صحابہ کے مقابلہ میں اہل سنت الجماعت نے قبول نہیں کیے۔ مثلاً آپ عیدین سے پہلے اذان واقامت کے بھی قائل تھے۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے بھی قائل تھے (معارف السنن ص ۴۶۰ ج ۲) شاید حکیم صاحب حضرت ابن زبیرؓ کے ان افعال پر بھی عمل شروع فرمادیں گے۔

۶۔ حکیم صاحب! آپ کو یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اولاد رفع یدین پر عامل نہیں رہی۔ محمد بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبادؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نماز میں رفع وخفض پر رفع یدین کرنے لگا، حضرت عبادؒ نے فرمایا ''اے میرے بھتیجے تو نماز میں ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتا ہے حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ صرف ابتداء نماز میں ہی رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے، حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے'' (اخرجہ بیہقی فی الخلافیات، بسط الیدین ص ۵۳ بحوالہ المواھب اللطیفہ)

۷۔ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے اور یہی عادت صحابہ وتابعین کی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر بھی پیشاب فرمایا، اس پر عام عمل جاری نہ تھا بلکہ اگر کوئی ایسا کرتا تو بعض لوگ انکار کرتے۔ ایسے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والی حدیث سنادیتے۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے، بلکہ اعتراض کرنے والے کو روکنا مقصود ہوتا، اسی طرح ترک رفع یدین متواتر معمول بہ تھا، لیکن ابن عباسؓ نے یہ بتایا کہ یہ بھی ثابت ہے۔

۸۔ حکیم صاحب، اسی طرح کی حدیث ساتھ ہی ابوداؤد میں ہے۔ نضر بن کثیر کہتے ہیں کہ میرے پہلو میں مسجد خیف میں عبداللہ بن طاؤس یمنی نے سجدہ کے بعد رفع یدین کی تو میں نے اس کو امر منکر سمجھا۔ وہیب بن خالد نے اسے کہا کہ تو ایسا کام کرتا ہے جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا، تو اس نے بھی ابن عباسؓ سے حدیث سنادی (ابو داؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حکیم صاحب اس پر عمل شروع فرمائیں گے یا نہیں؟

آخر میں حکیم صاحب نے چار سو احادیث کا رعب ڈالا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ ہم اس سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس حدیثوں کا مطالبہ کرتے ہیں جن میں صراحتاً سنت مؤکدہ کا حکم ہو اور حضورؐ کے ساری عمر رفع یدین کرنے کی صراحت ہو۔

اس کے بعد حکیم صاحب نے علامہ سندھی، امام بخاری، مروزی، شیخ جیلانی، شاہ ولی اللہ، مولانا عبدالحی کے اقوال پیش کیے جو ان کے مذہب میں حرام اور شرک ہیں کیونکہ کسی غیر معصوم امتی کا قول ان کے ہاں شرک تقلیدی ہے۔

۱۔ سندھیؒ کا سنت صحیحہ متواترہ کہنا درست نہیں، کسی ایک صحیح خبر واحد میں ہی سنت مؤکدہ کا لفظ دکھا دو۔

۲۔ امام بخاریؒ کا یہ قول حضرت ابراہیم نخعی، میمون مکی، حضرت وائل بن حجر کے خلاف ہے۔ جمہور صحابہ رفع یدین کے تارک تھے۔ اس لیے امام بخاریؒ کے اس قول کو خود ان کے شاگرد امام ترمذی نے قبول نہیں کیا۔

۳۔ امام محمد بن نصر کا یہ قول حافظ نے صحیح نقل نہیں کیا۔ صحیح یہ ہے کہ اہل کوفہ بالاجماع رفع یدین کے تارک ہیں اور باقی شہروں کے کچھ لوگ رفع یدین کرتے ہیں، یہ بھی محمد بن نصر کے زمانہ کا حال ہے۔ خیر القرون کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔

۴۔ امام کے زمانہ کے بارے میں عدۃ کا ترجمہ سب کر کے آپ نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ خیر القرون بھی نہیں۔

۵۔ حضرت جیلانی مقلد ہیں، آپ کے نزدیک معاذ اللہ مشرک۔ کیا مشرک رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی؟

۶۔ شاہ ولی اللہؒ کی عبارت نہایت ناتمام نقل کی ہے۔ شاہ صاحبؒ پہلے ایسا لکھ گئے، پھر رسول اقدس ﷺ نے حالت کشفی میں فرمایا، ''بے شک مذہب حنفی نہایت ستھرا طریقہ ہے اور میری سنت کے سب سے زیادہ موافق ہے'' (فیوض الحرمین)

حکیم صاحب! جس طرح آپ کی قسمت میں ضعیف حدیثیں آئی ہیں، ایسے ہی آپ کی قسمت میں شاذ اقوال آئے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا دعویٰ رفع یدین

کے سنت مؤکدہ متواترہ ہونے کا ہے، مگر آپ اور آپ کی ساری جماعت

(ا) ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش نہیں کر سکی جس میں آنحضرت ﷺ نے اس متنازعہ فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ فرمایا ہو۔

(ب) اسی طرح آپ فقہ حنفی کے متون معتبرہ سے ایک بھی مفتیٰ بہ قول پیش نہیں کر سکتے، جس میں متنازع فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ کہا گیا ہو۔

باب دوم

ترک رفع یدین کے دلائل

حدیث (ا)

سفیان بن عیینة قال اجتمع ابو حنیفة والا وزاعی فی دارالحناطین بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفة مابالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الرکوع و عند الرفع منه فقال ابو حنیفة لا جل انه لم یصح عن رسول الله ﷺ فیه شئی قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله ﷺ انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة و عند الرکوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والا سود عن ابن مسعودؓ ان رسول الله ﷺ کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ولا یعود لشئی من ذالک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن سالم عن ابیه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفة کان حماد افقه من انزهری و کان ابراهیم افقه من سالم

Scanned with CamScanner

و علقمة ليس بدون ابن عمر في الفقه و ان كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالا سود له فضل كثير و عبدالله هو عبدالله فسكت الا وزاعى .

(مسند الامام الاعظم ص ۵۰)

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں اکٹھے ہوئے امام اوزاعی نے کہا تم اہل عراق رکوع کے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے، امام صاحبؒ نے فرمایا کیونکہ اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے (بلا معارضہ) کچھ صحیح ثابت نہیں۔ امام اوزاعیؒ نے کہا کیسے صحیح نہیں۔ زہری سالم ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی حماد نے ابراہیم نخعیؒ سے، انہوں نے علقمہ واسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر پہلی تکبیر کے وقت اور نماز میں پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا، میں نے حدیث بیان کی، زہری سے اس نے سالم سے اس نے ابن عمر سے اور آپ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے ابراہیم سے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا حماد زہری سے زیادہ فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور علقمہ فقہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے کم نہ تھے، اگرچہ وہ فضل صحابیت میں بڑھے ہوئے ہیں اور اسود کی بڑی فضیلت ہے اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں، پس اوزاعی لاجواب ہو گئے۔

(۱) سیدنا امام اعظمؒ نے اس سند کی خوبی یہ بتائی کہ اس سند کا ہر راوی اپنے اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے تو اس سند کا کیا کہنا جب کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمادیا **من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین** تو جس سند کے سارے راوی افقہ الناس اور خیر الناس ہوں، اس کی ترجیح میں کیا شبہ؟ اور حق یہ ہے کہ مخالفین کے پاس ایسی کوئی سند نہیں، جس کی سند کا ہر راوی افقہ الناس ہو۔

(۲) امام صاحبؒ فرماتے ہیں، میں نے حماد سے سنا میں جب ابراہیم کو دیکھتا تو جو بھی ان کی سیرت کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت ہو بہو حضرت علقمہ کی سیرت ہے اور جو علقمہ کو دیکھتا، کہتا کہ اس کی سیرت عین عبداللہ بن مسعود کی سیرت ہے جو حضرت عبداللہ کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کامل عکس ہے (مسند الامام الاعظم ص ۱۸۹) صحاح ستہ کے راویوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے راوی وہ ہیں جو اپنے استاد سے کثیر الملازمت اور تام الضبط ہوں اور اس کے راوی تو اس سے بھی اعلیٰ مقام پر ہیں کہ پوری سیرت من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہیں، مخالفین کو کوئی ایک سند بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی۔

(۳) اس سند کے سارے راوی خیر القرون کے ہیں، صحابہ یا تابعین اور خیر القرون کی خیریت احادیث میں منصوص ہے۔

(۴) اس حدیث کی ساری سند کوفی ہے اور سب اہل کوفہ کا ترک رفع یدین پر اجماع ہے **وھو قول سفیان واھل الکوفہ** (ترمذی ص ۵۹ ج ۱) یہ قول سفیان اور سب اہل کوفہ کا ہے، مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ فرماتے ہیں: ”یہی قول ابوحنیفہ، سفیان ثوری، حسن بن حی اور کوفہ کے تمام متقدمین اور متاخرین فقہاء کا ہے“ (التعلیق الممجد ص ۹۱)

(۵) یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا امام محمد ص ۹۴) حضرت اسود اور حضرت علقمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱) حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بھی

پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)
امام حمادؒ اور امام ابو حنیفہؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (کتاب الآثار امام محمد)

حدیث (۲)

عن عبداللہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ (ترمذی ص ۵۹ ج ۱، نسائی ج ۱ ص ۱۲۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۹، (ایچ ایم سعید) مسند احمد ص ۳۸۸ ج ۱ و ۴۴۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا، میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں؟ پس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء نماز میں ایک ہی مرتبہ۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث حسن ہے۔ اس ترک رفع یدین کے قائل بے شمار اہل علم ہیں، جن میں صحابہ کرام اور تابعین ہیں، یہ مذہب امام سفیان ثوری اور تمام اہل کوفہ کا ہے" (ترمذی ص ۵۹ ج ۱)

کوفہ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی معیت میں چالیس لوگ آباد ہوئے جو صحابہ اور تابعین تھے (تاریخ طبری ص ۱۴۱ ج ۴) حضرت سعدؓ کے ساتھ ۹۹ بدری صحابہ تھے اور تین سو دس بیعت رضوان والے تھے (الفتوحات الاسلامیہ ص ۸۳ ج ۱، تاریخ ابن اثیر ص ۱۷۴ ج ۲) مورخ عجلی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار اور پچاس صحابہ اقامت پذیر ہوئے (فتح القدیر ص ۲۷ ج ۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی محنت سے چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء تیار ہو گئے تھے (مقدمہ) باب مدینۃ العلم خلیفہ راشد حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو فرمایا، اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعودؓ پر رحمتیں نازل فرمائے کہ اس شہر کو علم سے بھر دیا ہے۔

(مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۰) اور فرمایا اصحاب ابن مسعودؓ اس بستی کے چراغ ہیں (مناقب موفق ص ۱۴۰ ج ۲) اور پھر جب حضرت علیؓ نے اس شہر کو دارالخلافہ بنالیا تو ہزاروں اصحاب علیؓ بھی یہاں آباد ہوئے۔ حضرت مسروق تابعی فرماتے ہیں، میں نے پایا کہ تمام صحابہ کا علم چھ صحابہ میں جمع ہو گیا،

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
(۳) حضرت عمرؓ (۴) حضرت زید بن ثابتؓ
(۵) حضرت ابوالدرداءؓ (۶) حضرت ابی بن کعبؓ۔

پھر میں نے پایا کہ ان چھ کا علم دو صحابہ میں جمع ہو گیا، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبقات ابن سعد ص ۵۲ ج ۲) اور ان دونوں کا علم کوفہ میں جمع ہو گیا تو کوفہ گویا تمام صحابہ کے علم کا جامع تھا۔ اس شہر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی نماز یہ ہے کہ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی جائے، پھر نماز میں رفع یدین نہ کی جائے اور کسی ایک فرد نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا بلکہ سب نے اسی پر عمل کیا، چنانچہ ابو سحاق تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھی نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱) یعنی یہ ہزاروں ساتھی جن میں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ اور چار ہزار تابعی محدثین، چار سو تابعی فقہاء اور ہزاروں مجاہدین اسلام شامل تھے، رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے، اس کی سند کے پانچوں راوی امام وکیع بن الجراح، امام سفیان ثوری، عاصم بن کلیب، عبدالرحمٰن بن الاسود اور علقمہ سب کے سب اسی حدیث کے موافق نماز پڑھتے اور رفع یدین نہ کرتے تھے (معارف السنن ص ۴۸۵ ج ۲) اب اس کے خلاف غیر مقلدوں کی راگنی بھی سنئے۔

حضرت رسول اقدس ﷺ قرآن جاننے والوں میں حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ کو اول نمبر قرار دیتے ہیں (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱، مسلم ص ۲۹۳ ج ۲) لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ معاذ اللہ قرآن کے منکر تھے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ ناپسند کرتا ہوں جس کو ابن مسعودؓ ناپسند کریں (مجمع الزوائد ص ۲۹۰ ج ۲) لیکن غیر مقلدین حضرت ابن مسعودؓ کی بتائی ہوئی صلوۃ الرسول کو بھی پسند نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، عبداللہ بن مسعودؓ کے عہد کو مضبوطی سے پکڑو۔ (ترمذی ص ۲۲۱ ج ۲)

لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس حدث کو ہرگز قبول نہ کرو۔ الناطق بالحق والصواب حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ علم کا بھرپور خزانہ ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴ ج ۱)

مگر غیر مقلد کہتا ہے کہ ان کو نہ قرآن کا علم تھا نہ نماز کا۔ بہر حال اس حدیث پر ایک بھی بادلیل مفسر جرح نہیں کی جا سکی۔ حکیم صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے، لیکن حکیم صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ خود انہوں نے اپنے دلائل میں ابوداؤد کی جو روایت حضرت وائلؓ سے پیش کی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ کیا صحیح بخاری ص ۸۶۸ ج ۲ میں عاصم بن کلیب کا تعلیق کو جو امام بخاریؒ نے اصح فرمایا ہے، اس کو حکیم صاحب غلط قرار دیں گے؟ صحیح مسلم ص ۱۹۷ ج ۲ و ص ۳۵۰ ج ۲ وص ۱۴۱ ج ۲ پر جو عاصم بن کلیب کی احادیث ہیں، ان کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرو گے؟ امام نسائی نے اسے ثقہ اور امام ابو داؤد نے اسے افضل اہل الکوفہ کہا ہے (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵) ترمذی میں اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے (ص ۵۹ و ص ۲۱۰ ج ۱) حکیم صاحب جس حدیث پر ہزاروں صحابہ تابعین کا عمل ہو، اس کو ضعیف کہنا چاند پر تھوکنا ہے۔

حدیث (۳)

عن عبداللہؓ قال صلیت مع النبی ﷺ وابی بکر و

Scanned with CamScanner

عمر رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا ایدیھم الا عند الاستفتاح .

(دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱، بیہقی ص ۷۹ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، پس ان سب حضرات نے رفع الیدین نہ کیا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث میں ایک یہ خوبی ہے کہ عدم رفع یدین والی نماز آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز تھی، کیونکہ آپ کے بعد مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی عدم رفع یدین والی نماز پڑھاتے رہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی نماز پڑھاتے رہے، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے، اسحاق ابن ابی اسرائیل، محمد بن جابر السحیمی، حماد، ابراہیم، علقمہ اور عبداللہ بن مسعودؓ سب اسی حدیث کے مطابق عدم رفع یدین والی نماز پڑھتے تھے، یہ سب کوفی راوی ہیں اور اسحاق بن ابی اسرائیل بھی فرماتے ہیں وبہ ناخذ . یعنی ہم سب اس پر عمل کرتے ہیں۔ (دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱)

بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہنے کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، محمد بن جابر کا جوانی میں حافظہ قوی تھا، بڑھاپے میں وہ نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ خراب ہو گیا تو، ان کی اس زمانہ کی حدیثیں واقعی ضعیف ہیں، لیکن یہ حدیث اس زمانہ کی ہے جب ان کا حافظ نہایت قوی تھا، کیونکہ اس حدیث میں ان سے راوی اسحاق بن اسرائیل ہے۔ یہ محمد بن جابر کو بہت فضیلت دیتے تھے اور محمد بن جابر سے بڑے بڑے محدثین ایوب، ابن عون، الثوری، الشعبہ، ابن عیینہ روایت کرتے تھے (نصب الرایہ ص ۳۹۷ ج ۱) اور خاص اس حدیث کے بارے میں بہ ناخذ فرماتے ہیں اور یہ کہنا کہ محمد بن جابر اس سند سے مرفوع کرنے میں منفرد ہے، اول تو یہ کوئی جرح نہیں، کیونکہ حماد کے شاگردوں کی محمد

بن جابر نے مخالفت نہیں کی بلکہ امام صاحبؒ اس سند سے اس کو مرفوع کر رہے ہیں، دیکھو حدیث نمبرا۔ پس اس حدیث پر کوئی صحیح بادلیل اور مفسر جرح نہیں ہے۔

حدیث (۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی چوتھی حدیث حضرت وائل بن حجرؓ کی بحث میں گزر چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون میں رفع یدین ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل کرنا تو کجا یہ مسئلہ سننا بھی ناگوار تھا، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۵)

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے جو کوفی سند اور مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۶)

مالک عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة. (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں خبر مقدم ہے جو دلیل حصر ہے جیسے ایاک نعبد کا ترجمہ یہ ہے، ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی اور کسی کی نہیں کرتے۔ اس طرح یہ حدیث ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے۔ اسی لیے امام مالکؒ نے پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

نوٹ: اس حدیث کے سب راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور سب اپنے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدث ہیں۔ ایک راوی بھی کسی دوسرے شہر کا نہیں ہے اور اہل مدینہ کا عمل ترک رفع یدین پر تھا، چنانچہ مدینہ منورہ کے امام، امام مالکؒ

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلوۃ (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) یعنی پہلی تکبیر کے بعد نماز کی کسی اونچ نیچ میں رفع یدین کو بالکل نہیں پہچانتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں نہ کوئی مدینہ منورہ کا رہنے والا رفع یدین کرتا تھا، نہ کوئی روضہ پاک کی زیارت کے لیے باہر سے آنے والا، ورنہ حضرت امام مالکؒ کو اس رفع یدین کی ضرور پہچان ہوتی۔ تو گویا اس حدیث نمبر ۶ کے عمل پر اہل مدینہ کا اجماع ہے۔

حدیث (۷)

حدثنا الحمیدی (قال حدثنا سفیان) (مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی سے یہ واسطہ رہ گیا ہے، ہم نے مسند حمیدی مطبوعہ کے حاشیے، مسند ابوعوانہ کی سند اور دو قلمی نسخوں سے یہ نقل کیا ہے) ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال رایت رسول اللہ ﷺ یفتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا اراد ان یرکع و بعد مایرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.

(مسند الحمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، نسخہ قلمی کندیاں خانقاہ سراجیہ ص ۷۹، نسخہ قلمی موسیٰ زئی شریف ص ۷۹، مسند ابوعوانہ ص ۹۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اقدس ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کی اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کی۔

اس حدیث کے پہلے دو راوی مکہ مکرمہ کے محدث ہیں اور اس کے بعد کے تینوں راوی مدینہ منورہ کے محدث ہیں۔ اور حضرت ابن زبیر کی حدیث کی بحث

میں یہ ثابت ہو چکا کہ خیر القرون میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین متروک تھی اور چھٹی حدیث کے تحت آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدینہ منورہ میں بھی رفع یدین متروک تھی۔ پس مکہ مدینہ والوں کا عمل اسی حدیث پر ہوا۔

حدیث (۸)

عن عبداللہ بن عون الخراز عن مالک عن الزھری عن سالم عن عبداللہ بن عمرؓ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود اخرجہ البیھقی الخلافیات (نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱) شیخ عابد سندھی محدث مدنی المواھب اللطیفہ میں فرماتے ہیں ھذا الحدیث عندی صحیح لا محالۃ. (معارف السنن ص ۴۹۸ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں بے شک نبی اقدس ﷺ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس لیے مدینہ منورہ کے محدث شیخ عابد سندھی فرماتے ہیں یہ حدیث لامحالہ صحیح ہے۔ اس پر کوئی بادلیل مفسر جرح نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل بھی اس حدیث کے موافق تھا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین کیا کرتے تھے (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱، وابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۸) عبدالعزیز بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر اس کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا محمد ص ۹۳) عطیہ عوفی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع

یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (بیہقی)

فقہاء کا اجماع

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنے، پھر فقیہ کے پاس لے جائے، او کما قال (ابن ماجہ) جب ایک فقیہ کے پاس جانا آنحضرت ﷺ کی دعا کا مستحق بنا دیتا ہے، تو صحابہ کے اجماع کی طرف جانا رسول اقدس ﷺ کی کتنی دعاؤں کا مستحق بنا دے گا۔ حضرت ابوبکر بن عیاش جو خیر القرون میں ہی ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور خیر القرون میں ہی ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے، خیر القرون کے فقہاء کا اجماع یوں بیان فرماتے ہیں **ما رایت فقیها قط یفعله یرفع یدیه فی غیر التکبیرة الاولیٰ** (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے ہرگز ہرگز کسی ایک بھی فقیہ کو کبھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے حج کے سفر بھی کیے، تعلیمی سفر بھی کیے لیکن آپ کی ساری زندگی کا مشاہدہ یہی تھا کہ خیر القرون کے فقہاء کا اجماع ترک رفع یدین پر تھا۔

حدیث (۹۔۱۰۔۱۱)

یہ تینوں حضرت ابن عمرؓ کی حدیثیں پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات کا خلاصہ یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سجدہ کی رفع یدین کی، پھر فرمایا، کہ سجدہ کی رفع یدین باقی نہیں رہی پھر فرمایا حضورؐ نے رکوع کی رفع یدین کی پھر فرمایا کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کے علاوہ کوئی رفع یدین باقی نہیں رہی، اور اسی پر خیر القرون میں کوفہ بصرہ، مکہ، مدینہ میں عمل جاری تھا۔

حدیث (۱۲)

مالک عن ابی جعفر القاری عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة و یکبر فی کل خفض ورفع و یقول انی اشبهکم بصلوة رسول الله ﷺ

(الاستذکار والتمہید لابن عبدالبر معارف السنن ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت ابوہریرۃؓ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے اور ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے تھے اور فرماتے، میں آنحضرت ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

اس حدیث کے تین ہی راوی ہیں، ایک صحابی، ایک تابعی، ایک تبع تابعی، تینوں خیر القرون کے ہیں، تینوں ہی راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ اور امام مالکؒ کے حوالہ سے گزر چکا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ترک رفع یدین پر ہی تھا۔ یہ سند نہایت عالی اور نہایت صحیح ہے۔

حدیث (۱۳) حضرت براء بن عازبؓ کی اس حدیث کی بحث میں گزر چکی۔

حدیث (۱۴) حضرت عباد بن الزبیر کی حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۶) اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبدالله قال كان رسول الله ﷺ یکبر فی کل وضع و رفع و قیام و قعود و ابوبکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم

(نسائی ص ۱۱۴ ج ۱ باب التکبیر للسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ ہر اونچ نیچ میں اور قیام قعود میں صرف تکبیر کہتے تھے، اور یہی طریقہ نماز حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی آخری نماز جو بعد میں خلفائے راشدین بھی مسجد نبوی میں پڑھاتے رہے، اس میں ہر اونچ نیچ قیام قعود میں صرف تکبیر تھی، رفع یدین نہیں تھی، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

Scanned with CamScanner

حدیث (۱۷)

عن الا سود قال صلیت مع عمرؓ فلم یکن یرفع یدیه فی شئی من صلوته الاحین افتتح الصلوة ورایت الشعبی و ابراهیم وابا اسحاق لا یرفعون ایدیهم الا حین یفتتحون الصلوة (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)

حضرت اسود تابعی فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی وہ نماز کی پہلی تکبیر کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور میں نے شعبی، ابراہیم اور ابواسحاق کو دیکھا وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، مگر پہلی تکبیر کے وقت۔

حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت راشدہ میں تقریباً ۱۲ سال مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے رہے، ہزاروں مہاجرین و انصار نے آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حج کے مواقع پر ہر جگہ کے لوگ آ کر حضرت کے پیچھے نمازیں پڑھتے، لیکن کسی ایک آدمی نے بھی حضرت عمرؓ کی نماز کو نہ خلاف سنت کہا، نہ انہیں رفع یدین کی تبلیغ کی، نہ کسی نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے نہ ہی ابراہیم نخعی اور ابواسحاق کرتے تھے۔

حدیث (۱۸)

اخرج الدارقطنی فی علله عن عبد الرحیم بن سلیمان عن ابی النهشل عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن علیؓ عن النبی ﷺ انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلوة ثم لا یعود برفع

(ذب زبابات الدراسات ص ۶۱۴ ج ۱)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، پھر نہیں کرتے تھے، حضرت علیؓ کا عمل بھی اسی حدیث کے مطابق تھا اور آپ کے ہزاروں ساتھی بھی اسی پر عامل تھے۔

حدیث (۱۹) حضرت ابو مالک اشعریؓ کی حدیث ابو موسیؓ کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۲۰)

عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة. (صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۵۰ ج ۱، نسائی ص ۱۷۶ ج ۱، طحاوی ۳۰۹ ج ۱، مسند احمد ص ۹۳ ج ۵)

حضرت جابر بن سمرة سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے) تو آپ نے بڑی ناراضگی سے فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوتی ہیں، نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم** یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام پھیرنے تک نماز کا اندرونہ ہے، اس کو فی الصلوۃ کہتے ہیں، پس نماز کے اندر رکوع، سجود، یا دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا نماز کے اندر رفع یدین کرنا ہے، اس رفع یدین پر آنحضرت ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، اس کو شریر گھوڑوں کے فعل سے تشبیہ بھی دی اور اس کو نماز کے سکون کے خلاف بھی فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے مشہور محدث شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، **رواہ مسلم و یفید النسخ** (شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ رفع یدین چھوڑ چکے اور آپ کے حاضر باش صحابہ بھی چھوڑ چکے تھے، ہاں بعض صحابہ لاعلمی کی وجہ سے کر رہے تھے، آپؐ نے ان کو سختی سے ڈانٹ کر

Scanned with CamScanner

روک دیا۔ چنانچہ سب صحابہ رک گئے، جیسا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ جب وہ دوبارہ تشریف لائے تو بلا استثناء سب صحابہ کو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پایا اور جیسا کہ میمون مکی کی روایت میں پتہ چلا کہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین رفع یدین کے تارک تھے اور جیسا کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ میں نے نہ کسی صحابی کو رفع یدین کرتے دیکھا نہ سنا، بلکہ حضرت امام نخعیؒ نے تو اس حدیث کے موافق ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ۲۰ مرتبہ بصرہ کا علمی سفر کیا ۵۵ حج کیے، ۶ سال مستقل مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے، آپ بھی آنحضرت ﷺ کی طرح اس رفع یدین سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے، چنانچہ ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام صاحبؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور رفع یدین کی تو سلام کے بعد آپ نے فرمایا ابو مقاتل تو بھی شاید پنکھوں والوں میں سے ہے۔ عبداللہ بن مبارک حضرت سفیان ثوری کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ڈرتے تھے کہ رفع یدین پر ٹوکیں گے (التمہید ص ۶۶ ج ۳) حضرت امام ابوحفص کبیر کے زمانہ میں ایک شخص نے رفع یدین کی تو اس کی شکایت خلیفہ تک پہنچی تو اس کی پٹائی ہوئی، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی (غیر مقلدوں کی کتاب الارشاد الی سبیل الارشاد ص ۳۰۹) شیخ ابوعمر مالکیؒ نے فرمایا کہ میں رفع یدین نہیں کرتا کیونکہ رفع یدین آج کل بالکل متروک ہے اور رفع یدین کرنے میں جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے اور ایک مباح کام میں امّت کی مخالفت کرنا، دین کے پیشواؤں کو زیب نہیں دیتا (التمہید قلمی ص ۶۷) امام احمدؒ بیٹھے تھے کہ ایک مسافر آیا، اس نے امام احمدؒ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگے، ہمارے علاقہ میں تو کوئی بھی رفع یدین نہیں کرتا (التمہید ص ۶۵ ج ۳) شیخ ابوبکر المضبری چھٹی صدی کے اکابر علماء سے تھے، اس نے ایک مسجد میں رفع یدین کی۔ رئیس ابوثمنہ نے دیکھا تو کہا، یہ کیوں ہماری مسجد میں آیا، اس کو قتل کر کے سمندر میں پھینک دو (تفسیر قرطبی ص ۲۷۹ ج ۲۹) شیخ ابوالحسن سندھی کو رفع یدین کرنے پر قاضی نے جیل بھیج

دیا تھا (تراجم الشیوخ شیخ عابد سندھی امیر یمانی اوران کے ساتھی رفع یدین کی وجہ سے قید کیے گئے۔ (البدر الطالع ۱۳۴ ج ۲)

الغرض رفع یدین خیر القرون میں بھی متروک تھی اور رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرآن کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی اوراس کے بعد بھی آج تک دنیا میں ۹۹ فیصد اہل سنت والجماعت حنفی ہیں جنکا عمل ترک رفع یدین ہے، چنانچہ پاک وہند میں بارہ سو سال سے سب حنفی ہی تھے جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سوانح عمری نقش ابوالوفا میں لکھا ہے کہ "سب سے پہلے انگریز حکومت کے ایک پنشنر حافظ محمد یوسف نے رفع یدین امرتسر میں شروع کی۔ پھر اسی گورنمنٹ ملازم نے میاں نذیر حسین کو رفع یدین پر لگایا"

غیر مقلدین کی حالت پر افسوس ہے کہ ترک رفع یدین کی وہ حدیثیں جن کے موافق صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا متواتر عمل ہے، ان کو ضعیف کہہ کہہ کر عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

ضروری **نوٹ**: بعض لامذہب عوام کو یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ ہماری احادیث زیادہ ہیں، اس لیے جس طرف زیادہ تعداد ہو اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ یہ ان کا خالص فریب ہے اور ان کو یہ فریب کرنے کا موقع اس لیے ملتا ہے کہ پہلے وہ اپنا مسلک چھپاتے ہیں، اسے پورا واضح نہیں کرتے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے۔

رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے تو غیر مقلدوں کی دلیل وہ حدیث بنے گی جس میں چاروں باتیں صراحتاً آجائیں۔ ایسی حدیث ایک بھی دنیا میں موجود نہیں۔ یہ لامذہب دھوکا کرتے ہیں جیسا حکیم فیروز

پوری نے کیا کہ:

۱۔ جن حدیثوں میں تمام تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے، ان کی اصل عربی عبارت نہیں لکھتے اور غلط ترجمہ کر کے ان کو اپنی دلیل شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے حضرت صدیقؓ کی جو حدیث پیش کی، اس میں نہ تیسری رکعت کی رفع یدین کا سنت ہونا مذکور، نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور نہ سجدوں کے وقت رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور۔ گویا روپے میں سے بارہ آنے بالکل غائب اور ایک چونی وہ بھی کھوٹی۔ اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا۔ اس کے برعکس ہم نے حضرت صدیقؓ کی جو روایت پیش کی کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، ہمارے دعویٰ پر کامل دلیل ہے۔

۳۔ حضرت عمرؓ کی روایت بھی محض وہم۔ اس میں بھی نہ تیسری رکعت کے وقت رفع یدین کے سنت ہونے کا ذکر نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح نہ ہی سجدوں کے وقت رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح۔ ہماری دلیل میں ہمارا پوا دعویٰ موجود۔

۴۔ حضرت علیؓ کی روایت میں نہ یہ صراحت کہ سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت نہ یہ صراحت کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے بلکہ اس کے الفاظ اذا قام من السجدتین کا صاف مطلب یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کرے۔ اس کے برعکس ہماری طرف سے جو حدیث حضرت علیؓ کی پیش ہوئی، اس میں ہمارا پورا مسلک ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت، نہ کرنا

بھی اور رکوع کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ کرنا بھی، پھر ان کی حدیث کو اپنے دلائل میں شمار کرنا ایک خالص دھوکا ہے۔ ہاں ان کی جو احادیث ہم پیش کرتے ہیں ان میں ہمارا مسلک پورا واضح ہے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں تو سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے، اس کو حذف کر کے اپنے دلائل میں ملانا خالص بددیانتی ہے۔ پھر تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا سنت ہونا بھی مذکور نہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی بھی صراحت نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت وائلؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عبید بن عمیر کی احادیث سے سجدوں کی رفع یدین یا ہر تکبیر کی رفع یدین کو حذف کر کے اپنے دلائل میں شمار کرنا خالص بددیانتی ہے۔ اب بتایئے آپ کے پاس کیا رہ گیا ہے؟

حکیم صاحب!

دھوکے فریب کو چھوڑ کر اپنے دعویٰ کے مکمل پہلوؤں پر صرف ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں۔ حکیم صاحب! یہ مسئلہ اتنا مشکل نہ تھا جس کو آپ نے چیستاں بنا رکھا ہے، مسئلہ کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ رفع یدین کا آنحضرت ﷺ نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا اور اس کا چھوڑنا ایک بھی حدیث میں ثابت نہیں، جب آنحضرت ﷺ نے اس رفع یدین کو نہیں چھوڑا تو ہم نے بھی نہیں چھوڑا اور آپ نے بھی نہیں چھوڑا۔

(۲) سجدہ کے وقت رفع یدین کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں، ہاں آپؐ نے اس پر عمل فرمایا، حضرت مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۱۶۵ ج ا و مسند احمد) وائل بن حجر (ابوداؤد ص ۱۱۲ ج ۱) ابن عباس، عمیر بن حبیب، ابو ہریرۃؓ (ابن ماجہ ص ۶۲) ابوحمید الساعدی، ابن زبیرؓ (ابو داؤد ج ۱، ص ۱۱۱ و ۱۱۲) انسؓ (ابن شیبہ ج ۱، ص ۲۶۶)، جابرؓ

(مسند احمد) ابن عمرؓ (مشکل الآثار طحاوی) ان دس صحابہ نے ماضی استمراری کے صیغوں سے سجود کی رفع یدین روایت کی ہے۔ اس کے راویوں میں متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ ان دس کے مقابلہ میں صرف ابن عمرؓ کی ایک متعارض حدیث **لایفعل ذالک فی السجود** آتا ہے اور ایک ضعیف حدیث میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے، لیکن آپ نے بھی ان دس حدیثوں پر عمل ان دو کی وجہ سے چھوڑ دیا اور ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

(۳) اختلاف رکوع والی رفع یدین میں ہے۔ اب اگر رکوع کی رفع یدین کا ثبوت پہلی تکبیر کی رفع یدین کی طرح مل جائے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا ہو اور عملی طور پر ساری عمر رفع یدین کی ہو اور کوئی حدیث اس کے چھوڑنے کی نہ ہو، تو پھر تو یہ پہلی تکبیر کی طرح ہو گی لیکن ظاہر ہے کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسی صحیح حدیث ملی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین کیا ہو، بلکہ تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین کا چھوڑنا احادیث میں مذکور ہے تو جب آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دی، خلفاء راشدین نے چھوڑ دی، جمہور صحابہ تابعین، تبع تابعین نے چھوڑ دی تو اب آپ کو چھوڑنے میں کیا عذر ہے؟ حکیم صاحب آپ نے اور آپ کی جماعت نے جو اس سنت کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور ہر مسجد میں فساد برپا کر رکھا ہے جو یقیناً سنت سے دشمنی کی بدترین مثال ہے اور احناف کا اس سنت کو زندہ کرنا سنت نبی ﷺ سے محبت کی دلیل ہے تو یقیناً احناف کو اس سنت پر عمل کرنیکی وجہ سے بنص حدیث سو شہیدوں کا ثواب مل رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

تحقیق حدیث

فمازالت تلک صلوته حتی لقی اللہ تعالیٰ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدرؒ

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

(۱) اخرج البیھقی فی الخلافیات (کذا فی مختصر الخلافیات ص ۷۶ ج ۱) عن ابی عبداللّٰہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قریش بن خزیمۃ الھروی عن عبداللّٰہ بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبداللّٰہ بن حَمْدَان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبہ عن نافع عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ کان اذا فتتح الصلوۃ رفع یدیہ واذا رکع و اذا رفع راسہ من الرکوع وکان لا یفعل ذالک فی السجود فما ذالت تلک صلوتہ حتی لقی اللّٰہ تعالیٰ۔

(۱) اس سند کے پہلے راوی امام بیہقیؒ ہیں جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں اور احناف کے خلاف سخت تعصب رکھتے تھے اور تقلید امام شافعیؒ میں اتنے سخت تھے کہ ابومحمد الجوینی جیسے عظیم محدث نے جب امام شافعیؒ کی تقلید چھوڑ کر خود اجتہاد کا ارادہ فرمایا تو امام بیہقیؒ نے انہیں خط لکھ کر منع کیا آپ کیلئے تقلید امام شافعیؒ کو چھوڑنا ہرگز جائز نہیں (طبقات الشافعیہ) یہی وہ تقلید شخصی ہے جس کو لا مذہب غیر مقلدین شرک کہتے ہیں۔ دین کے حصے بخرے قرار دیتے ہیں۔ لعنت اور جانوروں کا طریقہ قرار دیتے ہیں۔ ابو جہل اور یہود و نصاریٰ کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ تو کیا ایسی سند جس کی ابتداء ایسے راوی سے ہو وہ صحیح ہوتی ہے؟ پھر بیہقی بھی اس کو سنن کبریٰ میں نہیں لائے۔

Scanned with CamScanner

(۲) اس سند کے دوسرے راوی ابوعبداللہ الحافظ امام حاکم ہیں۔ جس طرح امام زمخشری فن تفسیر کے مسلمہ امام ہیں مگر عقیدۃً معتزلی ہیں اس لیے ان کی جو بات اعتزال کی تائید میں ہوگی، وہ تسلیم نہیں کی جائے گی۔ اس طرح امام حاکم فن حدیث کے امام ہیں مگر تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۶۲ پر ان کا مذہب رافضی خبیث لکھا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد ان کو غالی شیعہ لکھتے ہیں تو ان کی وہ بات جو شیعیت کی تائید میں ہوگی وہ حجت نہ ہوگی رفع یدین بھی شیعہ کا مسئلہ ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ ان کی کتاب مستدرک حاکم میں، بعض موضوعات تک بھری ہوئی ہیں۔ (تلخیص المستدرک للذہبی ص ۱۶۰ ج ۳) لیکن یہ حدیث وہ اپنی کتاب میں نہیں لا سکے کیونکہ ان موضوعات سے بھی یہ بڑھ کر نا قابل التفات تھی۔

(۳) تیسرا راوی جعفر بن محمد بن نصر ہے، حاکم نے عن سے روایت کی ہے، اس کی عدالت، حفظ اور اتصال ثابت کریں۔

(۴) چوتھا راوی عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الہروی ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۵۸۲ ج ۳) اتهمه السليماني بوضع الاحاديث یہ شدید جرح ہے اسی لیے اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے اس سے حدیث روایت نہیں کی۔ خطیب کے عدم علم کا نہ علامہ ذہبی نے اعتبار کیا ہے اور نہ حافظ ابن حجر نے لسان المیز ان میں۔ اسماء الرجال کے ان دونوں مسلمہ آئمہ کے خلاف پیر بدیع الدین پیر جھنڈا کا اس کو صالح الحدیث (جلاء العینین ص ۱۲۹) کہنا تعصب کی انتہاء اور وضع احادیث کی سر پرستی ہے، اللہ تعالیٰ ضد اور نفسانیت سے محفوظ فرمائیں۔

(۵) اس سند کا پانچواں راوی عبداللہ بن احمد الدجی ہے۔ اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے اس سے حدیث روایت نہیں کی اس لیے اس کا عادل اور ضابط ہونا کتب اسماء الرجال سے ثابت کیا جائے۔

(۶) اس سند کا چھٹا راوی الحسن بن عبداللہ بن حمدان الرقی ہے، اس سے بھی

اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے حدیث روایت نہیں کی، اس کا عادل ضابط ہونا بھی کتب اسماء الرجال سے ثابت کیا جائے۔

(۷) اس سند کا ساتواں راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں وہ قوی نہیں، امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں، پرلے درجہ کا جھوٹا اور جھوٹی حدیث بنالیتا تھا۔ دارقطنی اسے متروک کہتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی تمام حدیثیں غیر محفوظ ہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۶۸ ج ۳) وہ من اکذب الناس سب انسانوں سے زیادہ جھوٹا تھا۔ پرلے درجہ کا جھوٹا اور جھوٹی احادیث روایت کرنے والا تھا (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۲۸۶) علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ کذاب وضاع۔ (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۶۷)

نوٹ: ایسی جھوٹی حدیث کو اللہ کے نبی کی طرف منسوب کرنا، اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا ہے، مگر پیر بدیع الدین المعروف پیر جھنڈا نے اس جھوٹی حدیث کو قابل عمل ثابت کرنے کے لیے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ راوی عصمہ بن محمد شیخ من اھل خراسان ہے۔ اور نہایت افسوس کی بات ہے، شیخ فیض الرحمٰن الثوری (غیر مقلد) اور شیخ ارشاد الحق اثری (غیر مقلد) بھی اس پر خاموش رہے ہیں (جلاء العینین ص ۱۲۸) حالانکہ سند میں وضاحت ہے کہ یہ عصمہ بن محمد انصاری ہے اور جس کا نام پیر جھنڈا لے رہے ہیں اس کا انصاری ہونا، یہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ اور جس کا حال ہم نے لکھا ہے وہ انصاری ہے، دوسرے سند میں وہ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر رہا ہے، اور میزان الاعتدال وغیرہ میں صراحت ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا شاگرد محمد بن عصمہ انصاری ہے۔ سارے لامذہب مل کر موسیٰ بن عقبہ کے شاگردوں میں شیخ خراسان کا نام نہیں دکھا سکتے۔ پھر خیالی پلاؤ پکا کر ایک جھوٹی حدیث کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کر کے انہوں نے ثابت کر دیا کہ اس یتیم لامذہب فرقہ کی پونجی اس قسم کی موضوع احادیث ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۸) اس کے آٹھویں راوی موسیٰ بن عقبہ ہیں، یہ صحاح ستہ کے راوی اور مغازی کے امام ہیں۔ان کی روایت تعلیقاً (صحیح بخاری ۱۰۲ ج ۱ اور مسند أ السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۰ ج ۲) پر ہے، یہاں اس کا شاگرد ابراہیم بن طہمان ہے جو صحاح ستہ کا راوی ہے مگر وہاں یہ جملہ فماذالت تلک صلوته حتی لقی اللہ ہرگز موجود نہیں۔یہ سب عصمہ بن محمد انصاری کی جعل سازی ہے۔

(۹) اس حدیث کو نافع سے عبید اللہ، ایوب، مالک، ابن جریج، اللیث، صالح بن کیسان، زید بن واقد، موسیٰ بن عقبہ، عمر بن زید (جزء بخاری مع جلاء العینین ص ۱۵۶) مگر ان میں سے کسی کی صحیح روایت میں یہ جملہ موجود نہیں۔

(۱۰) رفع یدین والی نافع کی روایت عند المحققین موقوف ہے۔خود امام بخاریؒ کو بھی دبی زبان سے مختصراً کہہ کر اس کا اقرار کرنا پڑا۔خصوصاً موسیٰ بن عقبہ والی روایت کا، اور امام ابوداؤد نے تو صاف فرمایا کہ نافع کی حدیث مرفوع نہیں بلکہ ابن عمرؓ پر موقوف ہے نافع کی صحیح السند روایت بھی موقوف ہے، اس جھوٹی حدیث کو مرفوع کر دینا عصمہ بن محمد انصاری کی ہی کارستانی ہے۔

(۱۱) لامذہب غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ اس رفع یدین کا ثبوت چارصد اخبار و آثار میں ہے۔مگر یہ جملہ صرف اس جھوٹی روایت میں ہے۔لامذہبوں کا دعویٰ ہے کہ اس رفع یدین کی حدیث متواتر ہے اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو اس جھوٹے جملے کی یہی پوزیشن ہوگی جیسا کہ قرآن پاک کی متواتر آیت ﴿اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ...﴾ ہے۔اس میں بعض جھوٹے راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا علی والائمة بالکل اس اضافہ اور فما زالت کے اضافہ کی ایک ہی پوزیشن ہے۔

(۱۲) حدیث پاک کے صحیح الفاظ وہ ہیں جو (صحیح بخاری ص ۱۱۰ ج ۱) پر حضرت ابوہریرہؓ سے اور موطا امام مالکؒ میں علی بن الحسین سے مرسلاً مروی ہیں کہ آنحضرتؐ

ہر خفض اور رفع کے وقت تکبیر کہتے تھے اور یہ نماز آپ کی آخر عمر تک رہی۔

الحمدللہ احناف اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ہر خفض و رفع پر صرف تکبیر کہتے ہیں مگر لا مذہب غیر مقلدین کو احادیث صحیحہ پر عمل کی توفیق نہیں۔

(۱۳) علامہ نیموی نے آثار السنن ص ۱۰۰ ج ا پر اس فما زالت والی حدیث پر لکھا وھو حدیث ضعیف بل موضوع اور حاشیہ تعلیق الحسن میں اس کا موضوع ہونا دلائل سے ثابت فرمایا غیر مقلدوں کے مایہ ناز محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری اس کے جواب سے بالکل عاجز رہے کہ ہمارا اصل استدلال اس حدیث سے ہے ہی نہیں (الابکار المنن ص ۲۰۳ ج ا عبداللہ روپڑی بھی رسالہ آمین رفع یدین میں اس کے جواب سے بالکل عاجز رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام والمسلمین

پیر بدیع الدین شاہ راشدی

(المعروف پیر جھنڈو) سے

رفع یدین اور قرأۃ

خلف الامام پر

تحریری گفتگو

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب پیر بدیع الدین شاہ صاحب المعروف پیر جھنڈا۔

وعلیکم السلام:

آپ کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ دل نہیں مانتا کہ جواب جناب نے خود لکھا ہو گا کیونکہ آپ کی شخصیت کے لحاظ سے یہ مہمل جواب کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۔ حدیث ابن مسعودؓ بطریق محمد بن جابر کو امام بخاریؒ نے جزء رفع یدین میں ذکر فرمایا ہے اور دو جواب دیئے ہیں

(ا) حدیث الثوری اصح عند اھل العلم جس کا مفاد یہ ہے کہ حدیث ابن مسعودؓ جو ثوری کے طریق سے ہے، جو میرے پرچہ میں نمبر ے پر ہے، اصح ہے۔ مگر آپ نے امام بخاریؒ کے اس فیصلہ سے بغاوت کی ہے اور یہیں سے پتہ چلا کہ ثوری کا طریق محمد بن جابر کے طریق کے مقابلہ میں اصح ہے تو محمد بن جابر کا طریق صحیح ہوا۔ اصح کا مقابلہ موضوع سے کرنا علمی بے مائیگی نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ کے فیصلہ سے بغاوت کر کے خود اصول حدیث کے مطابق اس کی پرکھ شروع کی مگر میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب کی عبارات نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا جو آپ کے علمی وقار کو زیبا نہیں ہے۔

۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اصول حدیث اور فن حدیث کسی پختہ کار محدث سے حاصل نہیں کیا ورنہ اس قسم کے کچے جوابات نہ لکھتے، محمد بن جابر پر جرح کرتے وقت اصول حدیث کو آپ نے بالکل بالائے طاق رکھ دیا۔ راوی کے ثقہ ہونے کے لیے بنیادی طور پر دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ عادل ہو اور ضابط ہو۔ محمد بن جابر کی عدالت پر کوئی جرح نہیں، ضبط پر صرف یہ جرح ہے کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ خود آپ نے بھی یہی لکھا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی پہلے زمانے کی حدیثیں بالکل صحیح ہیں، اس سند میں راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہے جس کا مبسوط ترجمہ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۴۸۴ پر ہے۔ یہ جس زمانہ میں محمد بن جابر سے روایت کرتا تھا

اس وقت اس کے حافظہ کا حال خود اس کی زبانی سن لیجئے۔ علامہ زیلعی فرماتے ہیں۔

فاحسن منه قول ابن عدی کان اسحاق بن ابی اسرائیل یفضل محمد بن جابر علی جماعة شیوخ هم افضل منه واوثق و قد روی عنه الکبار ایوب وابن عون وهشام بن حسان والثوری والشعبة وابن عیینة و غیرهم. (نصب الرایہ ج ۱، ص ۳۹۷)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث اسحاق بن ابراہیم نے اس دور میں روایت کی ہے جب اس کا حافظہ شعبہ اور سفیانین سے بھی افضل تھا۔ اس دور کی حدیث کو آپ کس اصول سے ضعیف کہہ سکتے ہیں۔

۴۔ شاہ صاحب، نہایت افسوس سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنی کتاب جلاء العینین (ص ۱۸۸ و ۱۸۹) پر اس حدیث کو دار قطنی کی سند سے نقل کیا ہے مگر دار قطنی میں اسحاق بن ابی اسرائیل کا جو قول تھا به ناخذ کہ ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں، اس کو آپ نے نقل نہیں کیا۔ افسوس کہ آپ کو لا دین لمن لا دیانة له پیش نظر رہتی۔ اسحاق بن ابی اسرائیل راوی حدیث نے محمد بن جابر کی بھی توثیق کی اور اس حدیث پر خیر القرون کے تعامل سے بھی اس کی تائید کردی مگر آپ نے ازراہ تعصب ان باتوں کو ظاہر نہیں کیا۔

۵۔ جناب نے جلاء العینین کے حاشیہ سے مولوی ارشاد الحق اثری کے یہ حوالے بھی نقل کیے ہیں کہ ابن الجوزی، قیرانی، شوکانی وغیرہ نے اس کو موضوع کہا ہے۔ شاہ صاحب، ان کا یہ قول بے دلیل ہے اور اخذ قول الغیر بلاحجة تقلید کی تعریف ہے۔ آپ اس پر ایمان لا کر شرک تقلیدی میں گر پڑے ہیں۔ کسی نے کہا ہے:

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

۶۔ دوسری روایت ابن الزبیرؓ کا جواب دیا ہے کہ بے سند ہے اور مولانا عبدالحئی ایک امتی کے قول کو نقل کر کے پھر شرک تقلیدی سر پر رکھ لیا ہے۔ شاہ صاحب ایسی حدیث کو اصول حدیث میں تعلیق کہتے ہیں آپ لوگ تعلیقات بخاری کو حجت مانتے ہیں تو تعلیقات فقہاء کو کیوں حجت نہیں مانتے جبکہ فقہاء کا درجہ محدثین سے بلند ہے، شاہ صاحب غیر معصوم امتیوں کو چھوڑیں۔ نبی معصوم ﷺ سے کوئی حدیث نقل فرمائیں کہ صحیح بخاری کی تعلیقات حجت ہیں مگر فقہاء کی تعلیقات حجت نہیں۔ آپ کا اپنی جماعت پر بڑا احسان ہوگا۔

۷۔ اس کے معارضہ میں آپ نے جزء رفع یدین بخاری کا اثر مولانا عبدالحئی کے حوالے سے لکھا ہے، حالانکہ آپ کو جزء رفع یدین سے لکھنا تھا۔ یہ اثر جلاء العینین ص ۱۳۵ پر ہے۔ اس کی سند میں آپ نے پہلی خیانت تو یہ کی ہے کہ مطبوعہ جزء رفع الیدین میں۔

(ا) پہلا راوی مقاتل تھا، آپ نے محمد بن مقاتل بنا ڈالا جو نہایت افسوس ناک حرکت ہے۔

(ب) اس کا استاد عبداللہ ہے جس کے باپ کا نام معلوم نہیں، اس طبقہ میں کئی عبداللہ ہیں۔ بعض ثقہ بعض ضعیف۔ آپ اس کی تعیین سند سے دکھائیں۔

(ج) اس کی سند کا راوی شریک ہے۔ ذرا میزان الاعتدال سے اس کا ترجمہ بھی لکھ بھیجیں۔

(د) اس سند میں لیث ہے۔ ذرا اس کا حال بھی میزان الاعتدال سے لکھ بھیجیں۔

(ہ) دوسری سند ص ۶۲ جلاء العینین پر ہے وہاں بھی سند میں شریک اور لیث ہیں۔

۸۔ اس کے معارضہ میں آپ نے عبدالرزاق کا قول بھی پیش کیا ہے جو ابن جریج کے حوالہ سے ہے، یہ ابن جریج وہی ہے جس نے مکہ میں رفع یدین بھی شروع کی اور نوّے عورتوں سے متعہ بھی کیا۔ آپ نے نہ تو ابن جریج کا متعہ والا مسئلہ لیا اور رفع

یدین کا مسئلہ بھی آدھا لیا کیونکہ وہ عطا سے سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کرتا ہے۔
(دیکھو اپنی کتاب جلاء العینین ص ۲۲)

شاہ صاحب!

در کفر ہم ثابت نئ ے زنار رار سوا مکن

۹۔ آپ نے ابوداؤد کے حوالہ سے جو حدیث معارضہ میں نقل کی ہے اس میں میمون مکی نے کیا ہی صاف بات کہی ہے کہ میں نے ابن زبیر کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا کہ کسی کو ایسی رفع یدین والی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ عہد صحابہ وتابعین میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین والی نماز کو کوئی جانتا نہ تھا۔ جیسے کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو لوگ اعتراض کرتے۔ ایسے ہی رفع یدین پر عمل جاری نہ تھا اور ترک رفع یدین عہد صحابہ وتابعین میں تعاملاً متواتر تھی اور رفع یدین شاذ یا منکر۔ شاہ صاحب آپ کی پیش کردہ روایت نے ثابت کر دیا ہے کہ مکہ والے خیر القرون میں رفع یدین والی نماز کو جانتے بھی نہ تھے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

۱۰۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے ابو بکر بن عیاش کو ضعیف کہہ دیا ہے حالانکہ ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری کا راوی ہے۔ امام بخاری نے ص ۱۸۶ ج ۱، ص ۲۳۲ ج ۱ ص ۲۶۹ ج ۱، ص ۲۶۳، ص ۲۷۴ ج ۱، ص ۴۹۶ ج ۱، ص ۶۵۵ ج ۲، ص ۷۲۵ ج ۲، ص ۷۴۸ ج ۲، ص ۸۸۹ ج ۲، ص ۹۰۳ ج ۲، ص ۹۵۲ ج ۲، ص ۹۵۴ ج ۲، ص ۹۶۳ ج ۲ پر اس کی حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے اس راوی پر جرح کر کے بخاری پر جرح کی ابتداء کی ہے۔ براہ نوازش جلد اعلان کرو کہ بخاری کی ان سب احادیث کو جھوٹا مانتے ہیں۔

۱۱۔ آپ نے اصول حدیث سے ہٹ کر ربیع، لیث، طاؤس، سالم نافع، ابو

زبیر، محارب بن دثار کو ابو بکر عیاش کے مخالف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان سب کا استاد اس حدیث میں ایک نہیں۔ کیا آپ ایک ہی سند دکھا سکیں گے کہ یہ آٹھوں ایک استاد کے شاگرد ہیں، ہرگز نہیں، پھر مخالفت ثقات کا قاعدہ کسی محدث سے دوبارہ پڑھیں۔

۱۲۔ تعجب ہے کہ صحیح بات آپ کو کیوں سمجھ نہیں آئی۔ پہلے ساتوں شاگرد ابن عمرؓ کے ہیں۔ ان میں سے چھ شاگرد اس رفع یدین کی حدیث کو موقوفاً بیان کرتے ہیں اور اکیلا سالم مرفوعاً بیان کرتا ہے تو ابن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث کا مرفوع ہونا مخالفت ثقات کی وجہ سے غلط ہے۔

۱۳۔ آپ نے ابن عمرؓ کی پتھر مارنے والی روایت کا ذکر کیا ہے، اس روایت کا مدار ولید بن مسلم پر ہے۔ اس میں ولید بن مسلم کے شاگرد تین ہیں۔ امام احمد، عیسیٰ بن ابی عمران اور الحمیدی۔ امام احمد کی روایت جو اثرم نے نقل کی ہے، اس میں صرف لا یرفع یدیہ کا لفظ ہے۔ محل مذکور نہیں، امام احمد سے جب عبدالرزاق (جو مائل التشیع ہے) نے روایت کی تو اپنی طرف سے تشریح کرتے ہوئے لا یرفع یدیہ کے بعد فی الصلوۃ ملا دیا۔ عیسیٰ بن ابی عمران نے اپنی طرف سے یرفع یدیہ کی تشریح کلما خفض و رفع سے کردی۔ مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، دار قطنی ص ۲۸۹ ج ۱) امام بخاریؒ نے اس کو حمیدی سے ہی نقل کیا مگر متن گو بالکل بدل دیا اور تشریح اذا رکع واذا رفع سے کردی۔ اب اصلی روایت میں تو کوئی تشریح نہیں تھی، اس سے آپ کا استدلال صحیح نہیں اور اگر تشریحات کو لینا ہے تو آپ خود بھی پتھر کھانے کے لیے تیار رہیں کیونکہ کلما خفض و رفع میں سجدہ میں جانا اور اٹھنا اور دوسری، تیسری چوتھی رکعت میں اٹھنا بھی شامل ہے، آج ہی کسی شیعہ کو ہر مسجد میں ملازم رکھیں جو آپ کو سجدوں اور دوسری، تیسری، چوتھی، رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرنے کی وجہ سے پتھر مارا کرے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ "دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت"۔

۱۴۔ نمبر ۴ کے جواب میں جان چھڑائی ہے، حضرت ابو بکرؓ کی حدیث دیکھیں اور

ترجمہ پر شبہ ہو تو فتاویٰ ستاریہ جلد اول کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی موطا والی روایت جو مالک عن نافع عن ابن عمر کی سنہری سند سے ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ان عبداللہ بن عمرؓ کان اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأة الا مام واذا صلی وحده فلیقرأ وقال وکان ابن عمرؓ لا یقرا خلف الامام. (موطا ص ۲۹)

نمازی تین ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ منفرد، امام، مقتدی۔ منفرد بھی فاتحہ و سورۃ پڑھتا ہے، امام بھی فاتحہ و سورۃ پڑھتا ہے۔ یہی امام کی قرأۃ (فاتحہ و سورۃ) مقتدی کے لیے کافی ہے اور یہی قراءۃ فاتحہ و سورۃ ابن عمرؓ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے جو اس کی معنوی تحریف کی ہے تو اس روایت میں منفرد اور امام کے لیے بھی قراءۃ کا لفظ ہے، وہاں بھی سورۃ ہی مراد لو۔ فاتحہ کو امام و منفرد کی نماز سے بھی خارج کر دو۔ خود موطا ص ۲۷ پر ابن عمرؓ سے قراءۃ کی تشریح فاتحہ اور سورۃ سے موجود ہے وہ بھی یہی سنہری سند ہے اور موطا امام مالک ص ۴ پر اسی سنہری سند سے ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اذا فاتتک الرکعة فاتتک السجدة جس کا مطلب یہی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے اور مدرک رکوع نے نہ فاتحہ پڑھی نہ سورۃ اور نہ ہی امام کی فاتحہ سنی اور نہ سورۃ سنی۔ کیا آپ اسی سنہری سند سے حضرت ابن عمرؓ کا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ثابت کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔

۱۶۔ ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، نہ ہی امام کے پیچھے فاتحہ و سورۃ پڑھتے تھے اور رکوع والی رکعت کو پورا شمار کرتے تھے۔ آپ فرمائیں اگر کوئی شخص مثلاً ابن عمرؓ رفع یدین کریں مگر امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھیں اور رکوع والی رکعت کو شمار کر لیں تو آپ کے مذہب پر تو رفع یدین کرنے کے بعد بھی معاذ اللہ بے نماز ہی رہے۔

۱۷۔ آپ کی خاطر تھوڑی سی تفصیل کرتا ہوں۔ اگرچہ ہدایت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ضدیوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قراءۃ یہود کا دستور تھا، قرآن کی آیت واذاقری القرآن نے آکر اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ (الدر المنثور) آپ میں اگر علمیت ہے تو آپ بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت ایسی پیش فرمائیں کہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا یہود کا شیوہ تھا، فلاں آیت نے آکر اس کو منسوخ کیا اور پڑھنے کو فرض قرار دیا۔ لیکن:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

۱۸۔ کتاب القراءۃ بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ سے چھ سندوں سے مرفوع حدیث موجود ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے، آپ ایک ہی سند پیش کریں کہ ابن عمرؓ نے مرفوع حدیث بیان فرمائی ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ فرض اور سورۃ حرام ہے۔ ہاں یاد رکھنا کسی کتاب میں ابن عمرو کو غلطی سے ابن عمر لکھا گیا ہو تو اس کو غلطی ہی سمجھنا۔

۱۹۔ آپ نے سنہری سند کے معارضہ میں جو دو روایتیں نقل کی ہیں پہلی روایت میں تو مقتدی کا ذکر ہی نہیں۔ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا دو اور دو۔ اس نے کہا چار روٹیاں۔ اس مثال کو آپ نے پورا کر دیا ہے۔ دوسری روایت کے راویوں ابو جعفر اور یحییٰ البکار کا ترجمہ ذرا میزان الاعتدال سے نقل فرمائیں اور اپنی علمیت کا ماتم کریں کہ سنہری سند کے مقابل ایسی سندوں کو لاتے ہو۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو۔

۲۰۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور دلیل دے رہے ہیں ما کانوا یرون باسا۔ کیا اس کلمہ سے فرضیت ثابت ہوتی ہے؟ شاید اس کے استدلال کا یہی حال رہا تو حدیث لاباس ببول ما یوکل لحمہ سے حلال جانوروں کے پیشاب کا پینا بھی آپ فرض ثابت کر دیں گے۔

۲۱۔ آپ کی اس روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے تو معلوم ہو گیا کہ صحابہؓ میں ایک

بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کا قائل نہ تھا۔ آپ کو دعویٰ اور دلیل کی مطابقت کا بھی علم نہیں۔

معشوق ما خورد سال است ناز نداند ہنوز
دست چپ از دست راست باز نداند ہنوز

۲۲۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے فرض ہونے اور مازاد علی الفاتحہ کے حرام ہونے پر آپ کوئی قرآن کی آیت پیش نہیں کر سکے، نہ کوئی حدیث متواتر صریح پیش کر سکے ہیں۔ بلکہ بخاری مسلم سے کوئی صحیح صریح خبر واحد بھی پیش نہیں کر سکے۔ نسائی، ابو داؤد اور ترمذی سے ایک روایت پیش کی ہے مگر نسائی میں یہ جملہ سرے سے موجود ہی نہیں کہ جو مقتدی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ آپ نے نسائی پر جھوٹ بولا ہے (ب) اس کی سند میں نافع بن محمود ہے۔ ذرا اس کے بارہ میں بھی میزان الاعتدال دیکھ لیتے تو طبیعت صاف ہو جاتی کہ اس راوی نے یہی ایک حدیث بیان کی ہے اور وہ بھی معلول ہے۔ یہ راوی لا یعرف ہے۔ آخر آپ کتمان حق کیوں کرتے ہیں۔ (ج) پھر اس کے بعد متصلاً امام نسائی باب باندھتے ہیں باب تاویل قولہ تعالیٰ ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون﴾ اور واذا قرئ جو مجہول کا صیغہ ہے اس کی وضاحت صحیح حدیث سے فرما رہے ہیں۔ اذا قرأ فانصتوا یعنی آیت میں آنحضرت ﷺ کے نزدیک واذا قرئ کا مخاطب امام ہے اور حکم انصتوا کے مخاطب مقتدی ہیں۔ اور اس آیت اور حدیث کو امام نسائی حدیث عبادہ کے بعد لا کر بتا رہے ہیں کہ جس قرأت کا ذکر حدیث عبادہ میں تھا یعنی فاتحہ پڑھنے کا، وہی قراءت یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا اس آیت اور حدیث سے منسوخ ہوا ہے۔ بعض جاہل لا مذہب کہا کرتے ہیں کہ فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ تو یاد رہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے بعد ہوتا ہے۔ اگر ان کی بات صحیح ہوتی تو امام نسائی آیت اور اذا قرأ فانصتوا کو پہلے لاتے اور حدیث عبادہ کو بعد میں، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ کا مسئلہ تو ثابت نہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

۲۳۔ آپ نے ابو داؤد شریف کا ذکر کیا ہے، وہاں بھی یہ خیانت کی ہے کہ ابو داؤد کی مکمل بحث کو نقل نہیں کیا۔ اس حدیث کا دارو مدار مکحول پر ہے۔ مکحول کے چھ شاگرد ہیں جن میں سے چار اس کو مکحول عن عبادہ مرسلاً روایت کرتے ہیں، پانچواں شاگرد مکحول عن نافع عن عبادہ ذکر کرتا ہے اور یہ نافع مجہول ہے۔ چھٹا شاگرد محمد بن اسحاق مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ بیان کرتا ہے اور جملہ تعلیلیہ **فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرا بھا** کا اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے۔ یہاں مخالفت ثقات والا قاعدہ آپ کو یاد نہیں، اگر بالفرض محمد بن اسحاق ثقہ ہوتا تو بھی یہ روایت شاذ ہوتی اور جب ضعیف ہے تو منکر ہوئی۔ جس حدیث میں کذاب دجال راوی ہوں، مستور و مجہول راوی ہوں، شذوذ نکارت جیسی تمام علل حدیث سے پر ہو، اس کو معرض استدلال میں پیش کرنا آپ ہی کی ہمت ہے۔ شاید محمد بن اسحاق کے لیے میزان الاعتدال آپ کو نظر نہیں آئی۔

۲۴۔ پھر ابو داؤد نے اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث منازعت ذکر کر کے اس کا نسخ واضح کر دیا اور حدیث منازعت کو بعد میں لا کر اس تحریف کا دروازہ ہی بند کر دیا کہ فاتحہ مستثنیٰ ہے۔

۲۵۔ ترمذی کے ذکر میں بھی آپ نے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ آپ نے خود اپنے جواب کے ص ۷ پر لکھا ہے مدلسین کی روایت عن کے ساتھ مقبول نہیں جب تک سماع کی تصریح نہ کرے۔ کیا اس سند میں محمد بن اسحاق مدلس نہیں جو عن سے روایت کر رہا ہے؟ کیا اس سند میں مکحول مدلس نہیں جو عن سے روایت کر رہا ہے؟ کیا یہ قاعدے صرف احناف پر استعمال کرنے کے لیے ہیں؟ اپنی دلیل کے وقت نظر کیوں نہیں آتے؟ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح لینے کے باٹ اور اور دینے کے باٹ اور نہ رکھو۔ **ویل للمطففین** کو پیش نظر رکھا کرو۔

۲۶۔ جلدی سے یہ نہ کہہ دینا کہ مسند احمد، دار قطنی، بیہقی میں تحدیث ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ترمذی، نسائی، ابو داؤد کی سندیں معنعن ہیں

Scanned with CamScanner

اور صحیح نہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھنا کہ محمد بن اسحاق کے اس راویت میں بارہ شاگرد ہیں جن میں سے گیارہ عن سے روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہے، ایک شاگرد اس سے پوری جماعت کے مخالف تحدیث کا ذکر کرتا ہے تو وہ روایت مخالفت ثقات کی وجہ سے خود شاذ مردود ہوئی۔ پھر میزان الاعتدال دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ محمد بن اسحاق تو حدثنی کہہ کر بھی تدلیس کر جاتا ہے۔

۲۷۔ پھر امام ترمذیؒ نے اس کے بعد حدیث منازعت لا کر اس کا نسخ واضح کر دیا ہے اور آخر باب میں حضرت جابرؓ کا ارشاد جو مرفوع حکمی ہے لا کر استثناء کی جڑ ہی کاٹ دی ہے۔

۲۸۔ پھر اس حدیث میں جہر کا ذکر ہے جو جہری رکعتیں صرف چھ ہیں، باقی گیارہ سری رکعتوں کے لیے تو آپ نے کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں لکھی۔ افسوس آپ کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے۔

۲۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع الیدین کی حدیث کئی طرق سے مروی ہے۔ (ا) مناظرہ با اوزاعی جس کی سند کا ذکر آپ نے جلاء العینین ص ۱۱، ۱۲ پر کیا ہے لیکن متن کا ذکر بالکل نہیں کیا جو آپ کی علمی خیانت ہے اور یہ خیانت آپ کی عادت بن چکی ہے۔ اسی جلاء العینین ص ۲۰، ۲۱ اور ص ۲۵ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کا ذکر کیا ہے اس میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر تھا وہ چونکہ آپ کے خلاف تھا اس کو حذف کر دیا۔ اسی جلاء العینین ص ۵۳ پر مسند حمیدی سے سند تو نقل کر دی مگر مسند حمیدی کا متن نقل نہیں کیا کیونکہ آپ کے خلاف تھا۔ آپ جیسے لوگوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

۳۰۔ محدث حارثی پر حاسدین نے جو بے دلیل جرح کی وہ تو آپ کو نظر پڑ گئی مگر تذکرۃ الحفاظ ص ۸۵۴ ج ۳ کی یہ عبارت آپ کی نظر سے اوجھل رہی۔

و فیها مات عالم ماوراء النهر و محدثه الامام العلامة ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری الملقب بالاستاذ جامع مسند ابی حنیفة الامام تذکرة الحفاظ ص ۱۰۲۹ ج ۳ پر بھی ومن ابی عبد الله الحارثی الاستاذ لکھا ہے یہ آپ کو نظر نہیں آیا۔ اور یہ مناظرہ جامع المسانید اور کتب فقہ میں حد شہرت کو پہنچ چکا ہے۔

(۲) دوسرا طریق عاصم بن کلیب کا ہے اس کے جواب میں آپ ایک بھی معقول جرح نہیں کر سکے صرف چند لوگوں کے بے دلیل اقوال نقل کر کے دل کو طفل تسلی دی ہے اور شرک تقلیدی میں گر پڑے ہو۔ آخر وکیع جیسے محدث جلیل پر یہ تہمت لگادی ہے کہ انہوں نے خود یہ جملہ لا یعلحدیث رسول میں ملا دیا ہے اور اس کی بنیاد وکیع کے تفرد پر رکھی حالانکہ یہ سب بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ حق پوشی آپ کی عادت بن گئی ہے۔ وکیع یہاں متفرد نہیں بلکہ عبداللہ بن المبارک، (نسائی) معاویہ، خالد بن عمرو، ابو حذیفہ چاروں اس کے متابع ہیں۔ پھر اس کو تفرد یا ادراج قرار دینا کس قدر غلط ہے، الغرض اس صحیح حدیث پر آپ کوئی صحیح اعتراض نہیں کر سکے اور صحیح حدیث کو ماننا بھی آپ کی قسمت میں نہیں ہے، اسی وکیع کو اثبت بھی مانا ہے۔ (جلاء العینین ص ۱۶۰)

(۳) حدیث ابن مسعودؓ کا تیسرا طریق ابراہیم نخعی والا ہے جس کا ذکر جلاء العینین ص ۱۱۶، ۱۱۷ پر آپ نے کیا ہے جس سے ترک رفع یدین کا تواتر ثابت ہوتا ہے۔ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد نہ کبھی کسی کو رفع یدین کرتے دیکھا نہ سنا۔ اس پر بھی کوئی مدلل اعتراض آپ نہیں کر سکے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا چوتھا طریق محمد بن جابر والا ہے جس کی بحث نمبر ا پر گزر چکی ہے ان سب کا خلاصہ یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ جس نماز پر امت کو چھوڑ کر گئے ہیں وہ ترک رفع یدین والی تھی۔ حضرت کے بعد یہی نماز صدیق اکبرؓ اور عمرؓ پڑھاتے رہے یہی وہ نماز تھی جس پر سب صحابہ عامل تھے، خود ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب کا عمل بھی اسی پر تھا۔

Scanned with CamScanner

”الرسائل فی تحقیق المسائل“ کا مختصر علمی جائزہ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

• برادران اسلام، پاک و ہند میں اسلام اہل سنت حنفی حضرات کے ذریعہ آیا۔ احناف نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا۔ ان کو نماز سکھائی۔ یاد رہے جس طرح خود نماز عملی تواتر سے ثابت ہے، اسی طرح نماز میں ترک رفع یدین بھی عملاً متواتر ہے۔ اسلام کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ حنفی نماز کو باطل، بے ثبوت یا غلط کہا گیا ہو۔ بارہ سو سال تک یہاں سب مسلمان یہی نماز پڑھتے رہے۔ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ یکا یک اسلامی حکومت کا زوال اور انگریزی اقتدار کا آنا تھا کہ حنفی اسلام کو بھی غلط کہا گیا اور حنفی نماز کو بھی۔ انگریز کے دور میں اس ملک میں رفع یدین والی نماز شروع ہوئی، لیکن ابھی یہ فرقہ نیا تھا اس لئے ذرا پھونک پھونک کر قدم رکھتا تھا چنانچہ میاں نذیر حسین صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ علمائے حقانی پر پوشیدہ نہ رہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۶۱ ج ۳) ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا (ایضا صفحہ ۳/۱۵۴) تارک اس کا لائق ملامت اور عتاب کے نہیں ہوتا اگرچہ عمر بھر نہ کرے (ایضا ۳/۱۵۱) بلکہ نواب وحید الزمان صاحب نے رفع یدین والی نماز کو جوتے پہن کر نماز پڑھنے کے برابر قرار دیا (حاشیہ بخاری صفحہ) اور یہاں تک لکھا کہ رفع یدین کا مسئلہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے جیسے متعہ کرنے نہ کرنے کا، میلاد منانے نہ منانے کا اور بیوی اور لونڈی کے غیر فطری مقام کو استعمال کرنے نہ کرنے کا (ہدیۃ المہدی صفحہ ۱/۱۱۸) یہ ان کا مذہب تھا لیکن جب سے ان کو غیر ملکی سرمایہ ملنے لگا تو ان کا مذہب بھی بدل گیا۔ اسی مسئلہ رفع

Scanned with CamScanner

یدین پر چودہ سے زائد مجاہدین نے کتاب لکھی جس کا نام الرسائل فی تحقیق المسائل ہے۔اس میں پہلے ۹۳ صفحات کا عنوان اسلامی تعلیمات ہے جس میں صفحہ ۲۰ پر احناف کی نماز کا مذاق اور فقہ میں ہر برائی کا جواز بتا کر سنی نمازیوں کو دوبارہ دعوت اسلام دی گئی ہے۔ص ۱۱۸ تک دوسرا حصہ حقوق مومن ہیں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایمان اور اسلام صرف اس فرقہ شاذہ غیر مقلدین ہی کے پاس ہے۔ پھر ص ۱۱۹ سے لیکر ص ۲۱۸ تک تمام سنت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ رفع یدین کے سنت ہونے کی تمہید ہے اس میں سنت کے تارک کو کافر، دوزخی، لعنتی، گمراہ، ان سے نکاح حرام، اس کے لئے دعائے استغفار حرام قرار دیا ہے دیکھئے صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۸ وغیرہ۔

پھر صفحہ ۲۱۹ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین سنت نبویہ ہے۔آپ نے ہمیشہ رفع یدین کی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر ۳۸۰ صفحہ تک اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی بالکل ناکام کوشش کی ہے۔ پھر آخر کتاب تک ان احادیث صحیحہ کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے جن پر اکثریت امت کا متواتر عمل ہے۔میرے سامنے اس کتاب کی طبع سوم ہے جس کی دو مرتبہ ترمیم و اصلاح ہو چکی ہے جس پر ان کے مشہور اخبارات کے تبصرے اور علماء کی تقریظات موجود ہیں۔ یہ ان کی پوری جماعت کی مسلمہ ومصدقہ کتاب ہے۔

(۱) ہر عقل مند جانتا ہے کہ مدعی کو سب سے پہلے اپنا مکمل دعویٰ لکھنا چاہئے لیکن اس ۵۱۱ صفحات کی کتاب میں ان کا مکمل دعویٰ کہیں موجود نہیں۔ ہاں ان کا عمل جو ان کے ہر گھر اور ان کی ہر مسجد میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ لوگ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور رکوع جاتے اور اس سے اٹھ کر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ اور سجدوں سے پہلے، ان کے درمیان اور ان کے بعد کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ مکمل مسئلہ حضور ﷺ کی قولی فعلی متواتر احادیث سے

ثابت۔ پہلے پچاس صحابہ کا نام لیتے تھے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں، اس کے راوی ہیں۔ اب ترمیم واصلاح کے بعد ۴۴ رہ گئے ہیں۔ یہ بھی جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام صحابہ، تمام تابعین اور تمام تبع تابعین اسی طریقہ سے ہمیشہ نماز پڑھتے تھے۔

(۲) دوسرا ان کا فرض تھا کہ وہ سنت مؤکدہ کی جامع مانع تعریف کرتے کیونکہ ہر ثابت فعل سنت نہیں ہوتا۔ دیکھئے وضو میں کلی کرنا سنت ہے مگر وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا ثابت تو ہے، سنت نہیں۔ نماز میں ثناء پڑھنا سنت ہے مگر نماز میں بچے کو اٹھانا یا نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھولنا ثابت ہے، سنت نہیں۔ روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے مگر کان یباشر و ھو صائم۔ بیوی سے مباشرت روزہ کی سنتوں میں سے نہیں۔ اب کوئی شخص وضو کے بعد بوسہ لینے، نماز میں دروازہ کھولنے اور روزہ میں مباشرت کو سنت کہے، ان کے تارک کو دوزخی، کافر، گمراہ، لعنتی قرار دے تو وہ مجاہد اسلام بن جائے۔ اسی لئے ان مجاہدین نے سنت کی تعریف نہیں کی تاکہ لوگوں پہ راز نہ کھل جائے کہ رفع یدین کا ثبوت تو وضو کے بعد بوسہ اور روزہ میں مباشرت جیسا بھی نہیں کیونکہ ان کا ثبوت ہے اور ان کے منع اور ترک کی احادیث نہیں جبکہ رفع یدین کے دوام کا کوئی ثبوت نہیں اور اس کا منع اور ترک احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے۔

(۳) ان حضرات کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، کسی مجتہد کی تقلید کو بھی شرک مانتے ہیں مگر اس کتاب میں یہ مجاہدین اس دعویٰ سے دست بردار رہے ہیں کیونکہ جن احادیث کو صحیح کہا ہے، ان کی صحت نہ قرآن سے ثابت کی نہ حدیث سے بلکہ مابعد خیر القرون کے غیر مجتہد امتیوں کے بے دلیل اقوال بلکہ بعض جگہ خلاف دلیل رائے کی اندھی تقلید کی ہے اور جن احادیث کی صحت کا انکار کیا ہے، اس میں بھی ایسے لوگوں کی رائے کو من وسلویٰ سمجھ کر قبول کیا ہے اور اپنے مذہب کے مطابق شرک میں ایسے ڈوبے ہیں کہ قیامت تک ساری غیر مقلد جماعت ان کو تلاش بھی نہیں کرسکتی چہ جائیکہ ان کو شرک کی نجاست سے نکال سکے۔

Scanned with CamScanner

اثبات دعویٰ میں ذلت آمیز ناکامی

اس طبع سوم میں اپنی روایات کو انہوں نے ۲۳۹ نمبروں میں پیش کیا ہے۔

(۱) ان میں ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے جبکہ قولی حدیث پیش کرنے پر رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دس ہزار روپے انعام کا چیلنج دیا گیا تھا اس میں یہ لوگ سو فیصد ناکام رہے ہیں۔

(۲) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکیں گے۔

(۳) دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع کی رفع یدین کے منع یا دائمی ترک کی ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے، ہاں اپنے دائمی عمل کے خلاف حضرت علی کی حدیث تقریباً آٹھ نمبروں میں پیش کی کہ حضرت علی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(۴) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث جو دوام رفع یدین پر نص ہو، پیش نہیں کر سکے جبکہ اس پر ان کو دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔

(۵) بیچارے عوام کو نبی پاک اور صحابہ کے نام سے دھوکا دینے کے لئے صفحہ نمبر ۳۷۷ اور ۳۷۸ پر ۴۴ صحابہ کے نام درج کر دئے جن میں سے حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت طلحہ، حضرت ابودرداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان، زبیر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابومسعود انصاری، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت زید بن ثابت، حضرت سعید بن زید، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عبداللہ بن جابر البیاضی، حضرت ابوامامہ الباہلی، حضرت عمران بن حصین سے ان کا مکمل دعویٰ کسی ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں۔ ایک ہی سانس میں ۱۹ صحابہ کا نام لے کر یہ صریح دھوکا۔ اتنا حوصلہ پادری فاونڈر نے بھی نہ کیا تھا مگر ان مجاہدین اور ان کے

مقرظین کا حوصلہ واقعی قابل داد ہے۔ فریب دہی کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

(۶) الاصابہ صفحہ ۱۴۴ ج ۱ حضرت بریدہ ص ۴۷۹ ج ۲ حضرت عدی بن عجلان صفحہ ۵۸۰ ج ۱ حضرت زیاد بن حارث کے بارہ میں ہے کہ یہ صحابی نہیں تھے مگر ان مجاہدین نے ان کو صحابی بنا ہی دیا۔ ایسا فریب تو ماسٹر رام چندر کو بھی نہ سوجھا تھا۔

(۷) حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو اسید، حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابو قتادہ کا ذکر حدیث ابو حمید الساعدی میں ہے۔ یہ حدیث نہ صحیح ہے نہ دوام رفع یدین پر نص صریح بلکہ اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ایک ایسی مجلس جس میں دس صحابہؓ اور تابعین موجود ہیں، کسی کو رفع یدین کا علم بھی نہ تھا۔ عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے متروک عمل کو سنت قرار دینا ان مجاہدین کا ہی کارنامہ ہے۔ کاش یہ لوگ سنت کی تعریف ہی جان لیتے۔

(۸) باقی آٹھ یا نو صفحات کی روایات کو ان مجاہدین نے خود ہی نقل نہیں کیا کیونکہ وہ ان کے نزدیک بھی نہ صحیح ہیں نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ دوام پر نص صریح۔ پھر صرف ان کا نام لکھ کر عوام کو دھوکا میں ڈالنا کونسی دینی خدمت تھی۔

(۹) اگرچہ نمبر ۲۳۹ ہیں مگر روایات صرف آٹھ صحابہ کی ہیں۔ ۹۵ نمبر صرف ایک حدیث ابن عمر کو دیئے ہیں۔ ۲۷ نمبر صرف مالک بن الحویرث کی روایت کو دیئے ہیں جو حضرت کی خدمت میں صرف بیس دن رات رہے۔ (بخاری ص ۸۸ ج ۱) ۴۳ نمبر حضرت وائل کی حدیث کو دیئے ہیں۔ یہ بھی مسافر صحابی ہیں آپ کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہے۔ تین احادیث کو ۱۶۴ نمبر دیئے۔ عوام کو ایسا فریب سوامی دیانند بھی نہ دے سکا تھا۔ اس کے چمپئن صرف یہی مجاہدین ہیں۔ ان میں بھی کسی حدیث میں مکمل دعویٰ نہ ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی دوام پر نص صریح۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(۱۰) حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی حدیث بیہقی سے نقل کی ہیں وہیں الجوہر النقی میں دونوں کا ضعف درج تھا۔ مگر مجاہدین اور مقرظین نے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔

Scanned with CamScanner

نہ ہی یہ صحیح نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ ہی دوام پر نص صریح۔ ہاں ان سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ رفع یدین ایسا متروک عمل تھا کہ خیر القرون میں اس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

احادیث صحیحہ کا انکار کی عبرت ناک جسارت

کتاب کے چوتھے حصے میں اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی نص صریح جو دوام پر دال ہو، پیش نہ کر سکے۔ اس ناکامی کا اتنا شدید ردعمل تھا کہ احادیث نبویہ ﷺ کا وہ پوسٹ مارٹم کیا کہ ایسی جسارت کھلے منکرین حدیث اور قادیانیوں میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

پہلا دھوکا تو یہ دیا کہ یہ ترک رفع یدین کی احادیث ہماری پیش کردہ احادیث کے خلاف ہیں۔ اس طرح احادیث نبویہ میں ٹکراؤ کی پالیسی بنائی گئی حالانکہ پہلے فتاویٰ علمائے حدیث کے حوالہ سے گزرا کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں۔ ہاں یہ اپنی پیش کردہ احادیث کا جو یہ جھوٹا مطلب نکالتے ہیں کہ حضور اقدسؐ ہمیشہ وصال تک رفع یدین کرتے رہے۔ ان کی اس جھوٹی بات کہ یہ احادیث واقعتاً خلاف ہیں۔ اب ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ ایسا جھوٹ چھوڑ دیں جس سے احادیث صحیحہ کا انکار کرنا پڑتا ہے مگر ہائے افسوس، ان سنگدل لوگوں نے اپنے جھوٹ کو چھوڑنے کی بجائے رسول اقدس ﷺ کی احادیث صحیحہ کا بے دردی سے انکار کیا۔

(۱) حدیث جابر بن سمرہ جس میں اس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے اور محدث حرم مکہ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث نسخ رفع یدین کی دلیل ہے (شرح نقایہ) اس کا یہ جواب دیا کہ بعض محدثین اس کو فلاں باب میں لائے ہیں حالانکہ فرمان رسول کے موافق فہم حدیث میں فہم فقیہ کا اعتبار ہے نہ کہ فہم محدث کا۔ رب حامل فقه غير فقيه (الحديث)

(۲) صفحہ ۱۰۹ پر یہ جھوٹ لکھا کہ شرح نقایہ صفحہ ۶ پر ہے کہ پہلا درجہ بخاری مسلم کا ہے۔ یہ شرح نقایہ میں کہیں نہیں لکھا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی جو قولی حدیث تھی، اس کا انکار یوں کیا کہ اس کی سند میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہیں۔ یہ کذاب اور ضعیف ہیں حالانکہ ان کی دو سندوں میں یہ راوی ہیں ہی نہیں مگر انکار حدیث کی جرأت دیکھو کہ حدیث کا انکار کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۴) صفحہ ۴۱۶ پر جو ابن عباس کی حدیث ہے، اس کی دو سندیں نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر تھیں۔ ایک کا تو جواب ہی نہیں دیا اور دوسری کے بارہ میں کہا گیا کہ اس کا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کذاب ہے مگر اس کے ثقہ ہونے کے اقوال چھوڑ دیئے۔ کان بصیرا بالحدیث والرجال۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی ایک حدیث بھی منکر نہیں۔ یہاں تو یہ خیانت کی اور پھر لکھا کہ اس سند کا دوسرا راوی محمد بن عمران ابن لیلیٰ نہایت ضعیف ہے، وہ ردی الحفظ ہے، فاحش الخطاء ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الوہم ہے، اس کی اکثر روایات منکر ہیں (تہذیب) اس محمد بن عمران کا ترجمہ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۸۱ ج ۹ پر ہے۔ وہاں ان مذکورہ الفاظ میں سے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ دیکھئے حدیث رسول کا انکار کرنے کے لئے کتنے جھوٹ لکھے۔ صرف اس لئے کہ یہ حدیث ان کے اس جھوٹ کے خلاف تھی کہ حضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔

(۵) صفحہ ۴۱۷ پر حضرت عبداللہ بن عباس کے فتویٰ کے بارے میں لکھا کہ یہ محض الزام ہے جبکہ نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر دو سندوں سے موجود ہے۔

(۶) مسند حمیدی اور صحیح ابوعوانہ کی صحیح صریح حدیث کا صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس پر غیر معصوم غیر مجتہد امتی نے یہ باب نہیں باندھا۔ نبی پاک ﷺ کے مقابلے میں ایسے امتیوں کی تقلید کرتے ہیں اور نام اہل حدیث ہے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کو مجاہدین نے ۹۵ نمبر دیے ہیں۔ ہم نے صحیح سند پیش کی کہ وہ تو خود رفع یدین نہ کرتے تھے تو اس کا انکار کر دیا کہ سند میں ابوبکر بن

Scanned with CamScanner

عیاش اور حصین بن عبدالرحمان دونوں ضعیف ہیں حالانکہ یہ دونوں راوی اکٹھے صحیح بخاری ص ۷۲۵ ج ۲ کی سند میں موجود ہیں۔ کیا صحیح بخاری کی اس حدیث کا بھی انکار کرو گے؟

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ پر ہے۔ اس کی سند پر کوئی اعتراض نہیں کر سکے مگر حدیث پھر بھی نہیں مانی۔

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا مروی ہے۔ اس صحیح حدیث کا انکار کرنے کے لئے یہ بہانہ بنایا کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور نصب الرایہ صفحہ ۳۹۷ ج ۱ کا حوالہ دیا یہ نہایت ناقص حوالہ ہے۔ محمد بن جابر نہایت ثقہ راوی تھا، آخر عمر میں اس کا حافظہ نہایت کمزور ہو گیا اس لئے ضعیف ہو گیا۔ اس لئے اس نے جو احادیث اس وقت بیان کیں جب اس کا حافظہ قوی تھا، وہ صحیح ہیں اور بعد والی ضعیف ہیں۔ یہ حدیث اس سے اسحاق بن ابی اسرائیل نے روایت کی ہے جب محمد بن جابر کا حافظہ سفیانین سے بھی قوی تھا۔ اسی لئے اسحاق نے کہا وبہ ناخذ ہم سب اسی حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ اب اس حدیث کے صحیح ہونے میں کیا شک؟ مگر انکار حدیث کا شوق ہے بلکہ احادیث صحیحہ کا انکار جہاد قرار پا چکا ہے۔

(۱۰) حضرت فاروق اعظمؓ کا رفع یدین نہ کرنا دو سندوں سے لکھا تھا، ان کو ماننے سے انکار کر دیا کہ پہلی سند میں حمانی مجہول ہے جبکہ یہ حمانی ہرگز مجہول نہیں ہے اور پھر امام ابوبکر بن ابی شیبہ اس کے متابع بھی ہیں لیکن جب اصول ہی یہ ہو کہ میں نہ مانوں تو ایسے لوگ خود نبی پاک کو نہیں مانتے، ان کی احادیث کی کیا بات ہے۔

(۱۱) ان صحیح احادیث کا انکار کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا ایک اثر صفحہ ۴۲۷ پر پیش کیا ہے کہ آپؓ نے مسجد نبوی میں رفع یدین کی تعلیم دی اور سب صحابہ نے اس کی تصدیق کی۔ اس کی نہ تو امام بیہقی سے لے کر ابن وہب تک کوئی سند، پھر سلیمان بن کیسان اور عبداللہ بن القاسم کی ملاقات بھی حضرت عمر سے ثابت نہیں۔ پھر اس میں

رکوع کی رفع یدین کا صراحتاً ذکر بھی نہیں۔ اس ظلم کے ساتھ یہ زیادتی بھی یاد رکھیں کہ فقال للقوم اس میں حضرت عمر کا مقولہ تھا۔ ان مجاہدین نے فقال القوم بنا کر قوم کا مقولہ بنا دیا اور سب صحابہ کی رفع یدین ثابت کر ڈالی۔ افسوس ایک اپنے جھوٹ کی لاج رکھنے کے لئے نہ صحابہ کو معاف کیا جاتا ہے نہ خلفاء کو۔

(۱۲) صفحہ ۴۲۹ اور ۴۳۱ پر دو حدیثوں کو اس لیے ضعیف کہا کہ ان کی سند میں عاصم بن کلیب ہے حالانکہ ان مجاہدین نے اسی کتاب میں عاصم بن کلیب کی سند سے ۳۹ نمبر درج کئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر عاصم بن کلیب سچا راوی ہے تو سچی احادیث کا انکار کیوں کیا اور اگر واقعی جھوٹا ہے تو حضور پر ۳۹ جھوٹ باندھ کر یہ مجاہدین دوزخ کے کس طبقے میں پہنچے اور کتنے سادہ لوگوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبے؟

(۱۳) نہایت صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے تمام ساتھی جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی، وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اس صحیح سند کے بارہ میں یہ بے حوالہ جھوٹ بول دیا گیا کہ ابن حجر نے کہا ہے ابواسحاق کوفی قابل اعتماد راوی نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۱۴ ج ۱ نمبر ۹۹ دیکھیں۔ یہ نہایت ثقہ راوی ہے۔ اس صحیح سند کا انکار صرف اس لئے کیا کہ یہ جو جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین رفع یدین کیا کرتے تھے، اس کی قلعی نہ کھل جائے۔

(۱۴) نہایت صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وفات ۱۹۳ھ ہے انہوں نے اس خیر القرون میں کسی بھی سمجھ دار کو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ اس سے ترک رفع یدین کا متواتر عمل ہونا واضح تھا اور ان کا جھوٹ ظاہر ہو رہا تھا۔ اس لئے ابوبکر بن عیاش پر ہی ہاتھ صاف کر دیئے کہ وہ قابل اعتماد نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۵۰ پر ان کا ترجمہ ہے اور صحیح بخاری صفحہ ۱۸۶، ۲۳۲، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۷۴، ۴۰۴، ۴۹۶، ۷۲۵، ۷۷۹، ۹۰۳، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۶۳، ۱۰۵۲، ۱۱۱۸ پر ابوبکر بن عیاش سے حدیث لی گئی ہے مگر مجاہدین نے ضعیف بنا ہی ڈالا۔

(۱۵) حضرت براء بن عازب کی ترک رفع یدین کی حدیث دو سندوں سے مروی ہے۔ دونوں سندیں حسن لذاتہ کے درجہ پر ہیں اور مل کر صحیح لغیرہ بن جاتی ہیں۔ یہ حدیث کسی حدیث کے خلاف نہیں۔ یہ صحیح حدیث خیر القرون کے تواتر عملی کے موافق ہے مگر چونکہ ان مجاہدین کے اس جھوٹ کے خلاف ہے کہ رفع یدین حضور ﷺ کی دائمی سنت ہے، آپ نے وصال تک ایک نماز بھی رفع یدین کے بغیر نہیں پڑھی، ان مجاہدین کو چاہئے تھا کہ اس جھوٹ کو پھینک دیتے۔اور نبی پاک ﷺ کی احادیث اور خیر امت کے تواتر عملی ترک رفع یدین کو سینے سے لگا لیتے مگر یہ مجاہدین اور ان کے مقرظین نبی پاک کی احادیث اور تواتر عملی کو چھوڑ سکتے ہیں مگر اس جھوٹ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ یزید بن ابی زیاد پر برس پڑے جن کا اہل صدق میں سے ہونا مسلم ج ۱ ص ۴ پر درج ہے لیکن تعصب کا یہ حال ہے کہ اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ پر نمبر ۳۵ پر حضرت براء بن عازب کا نام لکھا ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے البتہ اس کے ساتھ اس سند میں ابراہیم بن بشار رمادی کذاب بھی ہے مگر یہ سند مقبول ہے اور وہ دونوں سندیں مردود۔ کیا کوئی شرعی عقلی یا اخلاقی ضابطہ ایسا ہے کہ یزید بن ابی زیاد کی جو حدیث دوسری سند سے بھی مؤید ہو تواتر عملی سے بھی مؤید ہو، وہ تو ضعیف ہو اور جو حدیث کذاب راوی سے دو صحیح سندوں اور تواتر عملی کے خلاف ہو، وہ مقبول ہو۔

(۱۶) پانچ صحیح سندوں سے یہ ثابت ہے کہ امام ابراہیم نخعی نے جب حضرت وائل کی حدیث رفع یدین کی سنی تو انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ انہوں نے ایسا دیکھا ہوگا۔ ورنہ صحابہ اور تابعین کا تواتر عملی ترک رفع یدین پر ہے۔ یہ پانچ روایات ان مجاہدین کے جھوٹ کا سر توڑ رہی تھیں اس لئے ان کا انکار کر دیا اور بہانہ یہ بنایا کہ حضرت وائل جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو بھی سب کو رفع یدین کرتے دیکھا مگر یاد رہے یہ بھی فریب ہے۔ حضرت وائل کی دوسری آمد میں کسی صحیح سند میں رکوع کی رفع یدین کی صراحت نہیں۔ ابوداؤد شریف میں عند افتتاح الصلوۃ کی صراحت ہے۔ ان چودہ مجاہدین

نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ اپنے جھوٹ پر قائم رہنے کے لئے صحیح حدیث میں خیانت کی اور دیگر صحیح احادیث کا انکار کیا۔

(۱۷) صفحہ ۴۴۰ پر پھر حصین بن عبدالرحمان کو ضعیف قرار دیا مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۴۴ نمبر ۱۹ پر اسی حصین سے استدلال کیا۔

(۱۸) صفحہ ۴۴۳ پر حضرت ابوہریرہ کی نہایت عالی سند سے حدیث ترک رفع یدین کی تھی جس کی سند پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ تو مرفوع حدیث کو دو موقوف آثار سے رد کر دیا جو دونوں ضعیف ہیں۔ پہلی میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے اور دوسری سند میں قیس بن عمرو غیر معروف ہے۔ ان ضعیف آثار سے نہایت عالی سند مرفوع حدیث کو رد کر دیا۔ العجب۔

(۱۹) صفحہ ۴۴۵ پر امام زین العابدین پر بے سند جھوٹ بول دیا کہ وہ اس رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔

(۲۰) ان مجاہدین نے صفحہ ۴۵۷ اور ۴۵۸ پر حضرت عمیر کی حدیث کو رفدہ بن قضاعہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث پر ان کا عمل نہیں مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۲۳ پر عمیر لیثی کو شمار کیا ہے جبکہ اس کی سند میں یہی رفدہ بن قضاعہ ہے۔ ایک ہی راوی ایک جگہ جھوٹا اور ایک جگہ سچا بڑی ڈھٹائی ہے۔

(۲۱) صفحہ ۴۶۱ اور ۴۶۲ پر ایک حدیث جس میں ترک رفع یدین کا تواتر عملی ثابت ہے اور ان کے جھوٹ کا ستیاناس کرتی ہے، اس کو ضعیف کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۳۰ پر حضرت عقبہ بن عامر کا نام درج فرمایا۔ اس کی سند طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۱۷ پر ہے جس میں عبداللہ بن لہیعہ بھی ہے اور اس سند میں مشرح بن عاہان بھی ہے جس نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے حملہ کیا تھا اور جو عقبہ سے منکر روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ (تہذیب صفحہ ۱۵۵ ج ۱۰) کیا اسی بات کا نام انصاف ہے؟ ہائے احادیث صحیحہ کو محض اپنے جھوٹ کی ضد میں کس ڈھٹائی سے رد کیا جا رہا ہے۔

(۲۲) ص ۴۶۳، ۴۶۴ پر ایک حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف تھی اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے جبکہ صفحہ ۳۲۴ نمبر ۱۲۴ میں حجاج کی سند سے خود استدلال کیا ہے نیز تذکرۃ الحفاظ میں اس کو حجاج بن ارطاۃ الامام لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۸۶)

(۲۳) صفحہ ۴۷۰ پر ایک صحیح سند والی حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف ہے اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں قتادہ مدلس ہے اس لئے حدیث صحیح نہیں جبکہ اسی قتادہ سے اسی کتاب میں ان مجاہدین نے ۲۳ جگہ میں حدیث لی ہے، لیکن پھر بھی اس صحیح حدیث کو رد کرنے پر ان مجاہدین کے ضمیر نے ان کو کبھی ملامت نہیں کی بلکہ حدیث کے رد کرنے کو اپنا فخر وکمال سمجھتے ہیں۔ کاش ان کو اگر خوف خدا نہ تھا رسول پاک سے شرم نہ تھی تو انسانوں سے ہی حیا کرتے۔

(۲۴) صفحہ ۴۷۶ پر ان مجاہدین نے ایک صحیح حدیث کو اس لئے رد کر دیا کہ اس سند میں حمید الطویل ہے مگر اپنے دلائل میں ص ۲۵۷، ۳۴۰، ۳۵۱ اور ۳۵۵ پر اسی راوی کی احادیث قبول کر لی ہیں۔ حضرات دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو اس جھوٹ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائیں جس جھوٹ کے لئے بے دردی سے احادیث رسول کا انکار کر رہے ہیں۔

حضرات، خدارا ان کے جھوٹوں سے اپنا ایمان بچایئے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی رفع یدین کے ساتھ پڑھی، جو جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام عشرہ ومبشرہ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام اکابر صحابہ رفع یدین کرتے تھے، یہ محض جھوٹ ہے۔ ترک رفع یدین والی نماز احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے اور دور نبوت سے لے کر آج تک امت کی اکثریت اسی طریقہ پر نماز پڑھتی آ رہی ہے۔ بڑے رافضی قرآن کے خلاف شاذ ومتروک قرأتوں کے ذریعہ وسوسے ڈالتے ہیں اور یہ چھوٹے رافضی نبی پاک سے جو نماز عملی تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی، اس کے خلاف وسوسے ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کے ایمان وعمل کی حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

Scanned with CamScanner

284 Blank

غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه و ازواجه اجمعين O

امابعد۔

دین برحق، دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری کامل اور سچا دین ہے اور ساری دنیا کے لیے راہ نجات ہے۔ یہ دین اہل السنۃ والجماعۃ اور خصوصاً احناف کی محنتوں سے ساری دنیا میں پھیلا۔ پاک و ہند کے فاتح، یہاں اسلام لانے والے، اسلام پھیلانے والے، اسلام قبول کرنے والے، سب اہل سنت والجماعت اور حنفی المذہب تھے۔ یہ مذہب سیدنا امام اعظمؒ نے مرتب فرمایا۔ آپ نے اپنا طریقہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے سامنے یوں بیان فرمایا: ''میں سب سے پہلے کتاب اللہ شریف پر عمل کرتا ہوں، پھر سنت مقدسہ ومطہرہ پر، پھر حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر، پھر باقی صحابہ کے فیصلوں پر، اور آخر میں اجتہاد و قیاس پر، یعنی ان کے ذریعہ خدا اور رسول کا پوشیدہ حکم تلاش کرتا ہوں'' (المیزان الکبریٰ الشعرانی ص ٦٦ ج ١)

یادرہے کہ اہل السنۃ والجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ اجتہاد و قیاس سے مجتہد کوئی اپنا ذاتی حکم نہیں گھڑتا، بلکہ خدا اور رسول ﷺ کے حکم ہی کو تلاش کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے، ائمہ مجتہدین کا اعلان یہی ہے **القياس مظهر لا مثبت**'' (نورالانوار ص ٢٢٨)

معلوم ہوا کہ جس طرح نماز با جماعت میں سب مقتدی ایک امام کی تابعداری میں خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں، اسی طرح مقلدین اپنے ایک امام کی رہنمائی میں خدا اور رسول کی ہی اطاعت کرتے ہیں۔ اس ملک پاک وہند میں سلاطین اسلام اور رعایا، علماء اور عوام، سب حنفی تھے۔ اس لیے اتفاق واتحاد کی فضا قائم تھی۔ تقریباً بارہ سو سال تک اس ملک میں نہ مناظرے ہوئے، نہ چیلنج بازیاں۔

Scanned with CamScanner

ابتداء فرقہ غیر مقلدین

یہاں کی مساجد خالص عبادت گاہیں تھیں نہ کہ میدان جنگ۔ جب انگریز نے یہ ملک فتح کیا تو اس نے دیکھا کہ مساجد میں جس طرح درس نماز ہوتا ہے، اسی طرح درس جہاد بھی ہوتا ہے، اور جہاد سے انگریز بہت پریشان تھا۔ اس نے سوچا کہ جب تک مساجد میں فساد نہ کرایا جائے، اس وقت تک درس جہاد بند نہیں ہو سکتا، چنانچہ ایسے فرقہ کی ضرورت محسوس کی جو فقہ حنفی پر نکتہ چینی کرے، اور خاص طور پر احناف کی نماز کو غلط کہے۔

چنانچہ اسی مقصد کے لیے غیر مقلدین کا فرقہ پیدا کیا گیا، جس کے دو ہی مقصد تھے:

(۱) انگریزوں سے جہاد حرام (۲) مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔

چنانچہ پہلے مقصد کے لیے مولانا محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے اپنی ساری جماعت کی طرف سے رد جہاد میں رسالہ لکھا، جس کا نام ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' رکھا اور انگریز سے جاگیر بھی لی۔ اور نواب صدیق حسن خان نے رسالہ، ترجمان وہابیہ لکھا اور انگریز سے ریاست کی نوابی اور خطاب حاصل کیے۔ یہ دونوں رسالے، رسائل اہل حدیث جلد اول میں موجود ہیں، اور پوری تفصیل رسالہ انگریز اور اہل حدیث میں ہے۔

دوسرے مقصد کے لیے مولانا بٹالوی نے اپنے ساتھیوں کو ملا کر ایک اشتہار دس سوالات پر مشتمل شائع کیا اور تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ مسلمانوں میں انتشار کا نیا طریقہ اختیار کیا۔ اشتہار میں لکھا ''حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح، جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لیے پیش کی جائے، نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت وحدیث دس روپیہ بطور انعام دوں گا''۔

Scanned with CamScanner

عوام کو ورغلانے کے لیے اس قسم کے انعامی چیلنج کا اشتہار قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام میں کہیں نہیں ملا۔ ہاں اس قسم کے چیلنج کا بانی مرزا قادیانی ہے۔ اس کے لٹریچر میں غلط شرائط لگا کر انعامی چیلنج دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ اس اشتہار کو ملک کے طول وعرض میں پھیلایا گیا، ہر مسجد اور ہر گھر میں نفاق کا جہنم گرم کر دیا گیا۔

کسی سچے نبی کی تعلیمات میں ہمیں آج تک اس کی مثال نہیں ملی۔ علمائے اہل سنت جانتے تھے کہ مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ وہ کہتے تھے کہ مسلمانوں میں اتفاق واتحاد ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ کافروں سے جہاد ہو رہا ہو، وہ اسلامی حکومت چھین رہے ہوں، اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، مگر غیر مقلدین حضرات نے مسلمانوں میں انتشار کا نام، اتباع حدیث اور تحقیق رکھ دیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کا جواب

چنانچہ اس فتنہ کو دبانے کے لیے حضرت شیخ الہندؒ نے اس اشتہار کے جواب میں چھوٹا سا رسالہ لکھا، جس کا نام ''ادلہ کاملہ'' رکھا۔ جس میں یہ بتایا کہ یہ زمانہ ان لڑائیوں کا نہیں، مسلمانوں کو لڑانے کی بجائے ان کو ملانے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی بتایا کہ مشتہر صاحب، آپ کا انداز تحقیق کا انداز نہیں ہے، نہ ہی مسلمانوں کو لڑانے میں اتباع حدیث ہے، بلکہ آپ کا علمی حدود اربعہ فقط یہ ہے کہ قرآن پاک سے صرف متشابہات آپ کے حصہ میں آئی ہیں اور حدیث سے صرف متعارضات اور آپ کے فرقے کی ابتداء اکابر اہل اسلام سے بدگمانی اور انتہاء ان پر بدزبانی ہے۔ گویا، لعن آخر هذه الامة اولها. جناب بٹالوی صاحب نے اس اشتہار سے امت میں انتشار کی ابتداء کی۔ لیکن وہ نہ مناظرہ کے طریقہ سے واقف تھے، نہ ہی علم حدیث کو جانتے تھے، کیونکہ جس طرح مقدمہ عدالت میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے، دوسرا مدعا علیہ، اور عدالت مدعی سے گواہ کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعا علیہ کو جرح کا حق دیتی

ہے، اسی طرح ایک مناظر مدعی ہوتا ہے جس کا فرض اپنے دعوے کو دلیل سے ثابت کرنا ہے۔ دوسرا مناظر سائل ہوتا ہے جو اس کے دلائل پر جرح کرتا ہے۔ مسئلہ رفع یدین میں غیر مقلدین مدعی ہیں نہ کہ سائل۔

آنحضرت ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ گواہ (دلیل) مدعی کے ذمہ ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔ (الحدیث، بیہقی شریف)

''ہمارا چیلنج ہے کہ ایک آیت قرآنی یا حدیث صحیح، صریح، متفق علیہ، قطعی الدلالۃ پیش کریں، جس میں رفع یدین نہ کرنا آنحضرت ﷺ کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے ذکر ہو تو فی آیت وحدیث دس روپے انعام لیں''۔

یہ ایک ایسا ہی سوال ہے کہ کوئی شیعہ بٹالوی صاحب کو چیلنج دے کہ آپ ایک آیت قرآنی یا ایک حدیث صحیح، صریح متفق علیہ، قطعی الدلالہ پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ کہنے سے منع کیا ہو، تو ہم فی آیت وحدیث دس روپے انعام دیں گے۔

اس وقت بٹالوی صاحب بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کریں گے، بلکہ کہیں گے کہ جو شخص کام کرے دلیل اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔

الغرض! حضرت شیخ الہندؒ نے جواب میں ان سے سوال کیا، کیونکہ مدعی وہ تھے۔ آپ ہم سے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہیں جو در بارہ عدم رفع صریح بھی ہو۔ جناب من! ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح، حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہیں۔ اگر ہو تو لائیے، اور دس کی جگہ بیس لے جائیے؟ ورنہ کچھ تو شرمائیے۔ اور یہ بھی نہ ہو تو آپ آخری وقت نبوی ﷺ ہی میں کسی نص سے آپ کا رفع یدین کرنا ثابت کیجئے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر کسی کے سامنے منہ نہ کیجئے۔ (ادلہ کاملہ ص ۳)

حضرت کا یہ سوال آج تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے جس کو نہ اتار

سکے، نہ انشاء اللہ اتار سکیں گے۔ یہ جتنی بھی احادیث پیش کرتے ہیں، ان میں نہ ہمیشہ کا ذکر ہے، نہ ہی آخر عمر کا بطور نص کے ذکر ہے

حضرت شیخ الہندؒ کے اس رسالہ کے جواب میں غیر مقلدین کی پوری جماعت کی طرف سے محمد احسن امروہی کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام مصباح الادلہ تھا۔ اس میں آیات و احادیث کی بجائے گالیوں کی بھرمار تھی۔

حضرت شیخ الہندؒ نے پھر ایضاح الادلہ تحریر فرمائی جس میں فرمایا کہ اگرچہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کو اہل زبان مجتہدین سے بہتر سمجھ لیتے ہیں مگر ان کی پوری جماعت میری اردو کی کتاب بھی نہ سمجھ سکی، جب وہ میری کتاب کو سمجھ ہی نہیں سکے تو جواب کیا خاک لکھیں گے۔ اس لیے میں اپنی اردو کی کتاب کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں، تا کہ وہ سمجھ جائیں اور سمجھنے کے بعد کوئی جواب لکھیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کی کرامت

حضرت شیخ الہندؒ کی یہ مسلمہ کرامت ہے کہ جس محمد احسن امروہی غیر مقلد نے بے سمجھے جواب میں گالیاں لکھیں، وہ قادیانی ہو کر مرا، اس کا دین بھی برباد ہوا اور دنیا بھی، کہ آخر عمر میں دو دو آنے کی بھیک پر گزراوقات تھی۔۔ (مجموعہ اشتہارات مرزا ج ا ص ۳۳۷) خسر الدنیا والاخرة کاش کوئی عبرت حاصل کرتا۔ ایضاح الادلہ کا جواب اب تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے۔ اور یہ اس وقت تک رہے گا جب تک کوئی بھی غیر مقلد اس کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔

رفع یدین کی ابتداء

اگرچہ اس ملک میں اسلام اوائل ساتویں صدی عیسوی میں آ گیا تھا مگر پورے پنجاب میں سب سے پہلے رفع یدین ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ پورے گیارہ سو سال تک یہاں رفع یدین کو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ یہ پہلی مرتبہ رفع یدین کرنے والا نہ حاجی تھا نہ عالم، ایک غریب شخص تھا جو پیٹ پالنے کے لیئے کتابیں بیچتا تھا۔ اس نے پہلے

امرتسر میں، پھر مظفر گڑھ، پھر دہلی میں رفع یدین کر کے جا بجا شور پیدا کیا۔ (نقوش ابوالوفا ص ۳۹ و ۴۰) اور اب فوراً اس کو نوازا گیا، اور سرکار برطانیہ نے ملازمت عطا فرمائی، اس کا نام محمد یوسف تھا، پھر یہ بھی مرزائی ہو گیا۔

حضرات! ۱۸۶۰ء وہی زمانہ ہے جس میں انگریز حکومت مسلمانوں کو وحشیانہ سزائیں دے رہی تھی۔ اس وقت میاں نذیر حسین دہلوی کے مدرسے کا مدرس یہ فتویٰ دے رہا تھا۔ ''یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم (واجب القتل) ہیں، ان کا مال، مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے.................. بھوپال میں عبداللہ نابینا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں اور مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۶)

جامع مسجد دہلی، جو حنفی سلاطین کی بنائی ہوئی تھی اور احناف کا مرکز تھا، اس جگہ (مسجد) میں انگریز کے سہارے غیر مقلد وعظ کرتے تھے۔ مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں، یہ بزرگ حنفیوں کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔ دل کھول کر تبرا کرتے ہیں، اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ آج کون ہے جس نے ہدایہ شریف پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو، سب جہنم میں جائیں گے۔ (ایضاً ص ۶۲)

ایک غیر مقلد مصنف لکھتا ہے ''اس زمانے میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی و فوجداری میں دائر تھے...... تقلید و عدم تقلید کی بحث ناگوار نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ ایک فریق دوسرے کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے، اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو اس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لنڈن تک لڑا جس میں اہل حدیث کامیاب رہے"

(الحیات بعد الممات ص ۶۱۱ تا ۶۱۴)

غیر مقلدین کے مورخ محمد شاہ جہان پوری (۱۳۱۹ھ ۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں

"کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جن سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں، بنگلہ کے لوگ ان کو رفع یدینی بھی کہتے ہیں۔" (الارشاد ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ ۱۸۶۰ء سے ۱۹۰۰ء تک چالیس سال کے عرصہ میں بھی رفع یدین شاذ و نادر ہی کہیں کیا جاتا تھا۔ اور قاعدہ ہے "النادر کالمعدوم" کہ نادر چیز مثل معدوم کے ہوتی ہے۔

جواب رسالہ تحقیق مسئلہ رفع الیدین

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین کا جواب تقریباً پندرہ مجاہدین غیر مقلدین نے اپنی سر توڑ کوشش اور پوری پوری جدوجہد کے بعد پانچ سال کی مدت میں تیار فرمایا جو ۱۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے اپنے ان پڑھ عوام کو تو یہ باور کرایا ہے کہ ہم نے ۲۵۵ احادیث جمع کر دی ہیں۔

(۱) مگر ان میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں انکا مکمل عمل موجود ہو کہ تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت موکدہ ہے اور دوسری و چوتھی رکعت

کے شروع میں منع اور حرام ہے۔اسی طرح رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین سنت موکدہ ہےاور سجدوں کےاول وآخر میں منع اور حرام ہے۔

(۲) ہمارے رسالہ میں فما زالت والی حدیث پیش کرنے والے کو دس ہزار روپے نقد انعام کا وعدہ دیا گیا تھا مگر اس سے بھی پندرہ مجاہدین غیر مقلدین عاجز رہے اور انشاء اللہ العزیز عاجز ہی رہیں گے۔ جناب خالد گرجاکھی نے اپنے جزء رفع یدین میں روایت کا نمبر ۴۰۲ تک پہنچایا، مگر مندرجہ بالا تینوں چیلنج وہ بھی قبول نہ کر سکا۔حافظ محمد گوندلوی نے التحقیق الراسخ لکھی، حافظ عبد المنان نور پوری مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا رسالہ مسئلہ رفع الیدین ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔حکیم محمود کا رسالہ شمس الضحیٰ ہے مگر کسی ایک نے بھی یہ تین مطالبے پورے نہ کئے۔

جہاد فرقہ غیر مقلدین

(۱) ان مجاہدین نے پہلا جہاد تو یہ کیا کہ خدا پر جھوٹ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ میں رفع یدین کا حکم دیا ہے۔

(۲) دوسرا جہاد یہ کیا کہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا کہ آپ ﷺ ہمیشہ ہمارے طریقے کے مطابق رفع یدین کرتے رہے۔

(۳) تیسرا جہاد ص ۳۸۲ پر ۴۹ صحابہ کرام کے نام لکھے، جن میں سے ۳۵ صحابہؓ کی کوئی روایت کسی ضعیف سند سے بھی پوری کتاب میں درج نہ کی، ان کا نام محض جھوٹ موٹ لکھ دیا۔

(۴) چوتھا جہاد، صرف چودہ صحابہؓ کی روایات کو ۲۵۵ نمبروں مین ذکر کیا۔

(۵) پانچواں جہاد، ان چودہ صحابہ میں سے دس صحابہؓ کی احادیث میں سجدوں یا ہر تکبیر کی رفع یدین کا ذکر تھا ان کو کاٹ دیا۔باقی چار کی احادیث میں نہ سند کی صحت ثابت، نہ دوام کی صراحت دکھائی، نہ معارض احادیث کا جواب دے کر معارضہ رفع فرمایا۔

(۶) چھٹا جہاد، حدیث کے راویوں پر شدید حملہ کیا۔

Scanned with CamScanner

۱۔ ابوبکر بن عیاش جس کی روایت صحیح بخاری میں اٹھارہ جگہ ہے، اس کو ص ۴۴۰ و ۴۳۲ پر ضعیف بنادیا۔

۲۔ قتادہ کے عنعنہ کو ص ۴۷۹ پر ضعیف کہا۔ حالانکہ صحیح بخاری میں اس کے ۲۶ عنعنے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ خود الرسائل میں ان مجاہدین نے بیس جگہ اس کے عنعنے کو قبول فرمالیا۔

۳۔ عاصم بن کلیب جس کا ذکر بخاری میں ص ۸۶۸ ج ۲ پر، مسلم میں ص ۱۹۷ ج ۲ و ص ۳۵۰ ج ۲ و ص ۲۱۴ ج ۲ پر ہے۔ ترمذی نے اس کی احادیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ خود الرسائل کی پوری چالیس سندوں میں یہ راوی موجود ہے مگر ص ۴۳۸ اور ص ۴۴۰ پر اسے ضعیف بناڈالا۔

۴۔ ہماری ایک حدیث کو عنعنہ مدلس کی وجہ سے ضعیف کہا اور اپنی ساٹھ سندوں میں مدلس کا عنعنہ موجود ہے، اس کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

۵۔ حمید عن انس، ان کو ص ۴۸۵ پر ضعیف کہا، مگر خود چار جگہ اس کی روایت قبول کرلی۔

۶۔ حصین بن عبدالرحمٰن کو ص ۴۳۰ اور ص ۴۴۹ پر ضعیف کہا، مگر ص ۱۸۴ پر خود انہوں نے استدلال کیا ہے۔

۷۔ عبداللہ بن لھیعہ کو ص ۴۷۱ پر ضعیف کہا مگر ص ۲۱۶ پر جو عقبہ کا قول لکھا، اس کی سند میں ابن لھیعہ بھی ہے اور اس کے ساتھ مشرح بن عاہان بھی ضعیف راوی ہے۔

۸۔ ص ۴۴۱ پر ابو اسحاق کی حدیث کو رد کر دیا جبکہ ص ۱۷۳ پر خود اس سے استدلال کیا۔

۹۔ یحییٰ ابن آدم اور قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو صحاح ستہ والوں کے اجماعی شیخ ہیں، ان کو ص ۴۳۶ و ص ۴۴۵ پر ضعیف کہہ دیا۔

۱۰۔ رفدہ بن قضاعہ اور یزید بن ابی زیاد کو ضعیف بھی کہا، ص ۴۶۶ و ص ۴۴۴

اور ص ۳۸۳ پر ان کا حوالہ بھی اپنے دلائل میں پیش کر دیا۔

ان پندرہ مجاہدین نے انکار حدیث اور انصاف کے خون کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اس کی مثال ہمیں کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اگر الرسائل فی تحقیق المسائل اور جزء رفع یدین خالد گرجاکھی میں مندرجہ تمام روایات کو بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس سے رفع یدین پر مواظبت و دوام ثابت ہوتا ہو، آخری وقت نبوی ﷺ میں ہی رفع یدین کا ثبوت ہو تو ان میں سے ایک حدیث میں بھی مکمل دعویٰ موجود نہیں ہے۔

ان تمام روایات سے زیادہ سے زیادہ ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کرنے کی صراحت ملتی ہے۔ جیسے پہلی رات کا چاند طلوع ہو تو کروڑہا لوگ بھی اس کے طلوع کی خبر دیں تو چاند ایک ہی طلوع ہوا، اور ایک بار ہی طلوع ہوا نہ کہ کئی مرتبہ، پس ان تمام روایات واحادیث سے ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کا ثبوت تو صراحتاً ہوگا۔ ہاں یہ رفع یدین باقی رہی یا باقی نہ رہی، اس سے یہ احادیث بالکل خاموش ہیں۔

البتہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کا باقی رہنا اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کے بعد نماز کے اندر رفع یدین کا بقا زیادہ سے زیادہ استصحاب حال یا قیاس جلی سے ہو گا اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو قیاس حدیث سے ٹکرائے، وہ مردود ہے۔ ان کے اس قیاس کو کہ جب حضورؐ نے رفع یدین کی ہے تو کرتے ہی رہے ہوں گے، ان احادیث نے ٹھکرایا جن سے آنحضرت ﷺ، خلفائے راشدین، جمہور صحابہؓ اور امت کی اکثریت کا ترک رفع یدین کرنا تواتر عملی کے ساتھ واضح ہے۔ پھر یاد رہے کہ ہماری پیش کردہ احادیث ان کی احادیث سے ہرگز معارض نہیں کیونکہ وہ بقائے رفع یدین سے ساکت ہیں اور یہ ترک رفع یدین پر نص ناطق۔ اور ظاہر ہے کہ ساکت اور ناطق میں کوئی معارضہ نہیں ہوتا۔

سب اہل السنت والجماعت نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے

ہیں۔ یہ رفع یدین حکم رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، فعل رسول اللہ ﷺ سے بھی، اس رفع یدین کی حدیث تواتر قدر مشترک تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے ساتھ تکبیر بھی شامل ہے، اور پوری امت کا اجماعی تعامل بھی اسی پر ہے چونکہ یہاں کوئی نص یا تعامل اس سے معارض نہیں، اس میں نہ اجتہاد کی گنجائش، نہ تقلید کی ضرورت، نہ بحث کی حاجت۔ پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ عام نماز میں اس طرح رفع یدین پر مواظبت ہرگز ثابت نہیں۔ حدیث کی کتابوں میں پہلی تکبیر کی رفع یدین بلا معارضہ ثابت ہے اور اسکے بعد کی رفع یدین میں احادیث تعامل امت ان سے معارض ہیں۔

اہل السنہ والجماعۃ احناف چار رکعت نماز میں ایک دفعہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے ہیں، جبکہ غیر مقلدین چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا عمل اور دعوے

(۱) غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور نے نہ کبھی یہاں رفع یدین کی بلکہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہاں تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہاں رفع یدین کرنے کا حکم بھی دیا اور ساری عمر یہاں رفع یدین کرتے بھی رہے۔

(۲) ہر رکعت میں سجدے دو ہوتے ہیں اور ایک رکوع۔ وہ دونوں سجدوں کے اول و آخر کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور خود بھی کبھی رفع یدین نہیں کی اور رکوع کے اول و آخر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان جگہوں میں رفع یدین کا حکم بھی دیا اور ساری زندگی کرتے بھی رہے۔

۱۔ غیر مقلدین کے اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے چنانچہ تحقیق رفع الیدین میں قولی حدیث پیش کرنے والے کو انعامی کی طرز پر دس ہزار روپے انعام کا وعدہ دیا تھا مگر ان کے مجاہدین ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۲۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۳۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی فعلی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۴۔ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۵۔ سجدوں سے پہلے اور بعد رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۶۔ رفع یدین کرنے کے حکم میں ان میں سخت اختلاف ہے۔ اس اختلاف کو کسی آیت یا حدیث سے رفع نہ کر سکے۔

رفع یدین کرنے، نہ کرنے کا حکم

(۱) رکوع کے اول و آخر اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے کا حکم کیا ہے؟ ان کے جماعتی فتاویٰ علمائے حدیث میں اس کو مستحب لکھا ہے۔

(ص ۱۵۳ ج ۳، ص ۱۵۶ ج ۳)

(۲) میاں نذیر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ ''علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا وغیرہ تعصب اور جہالت سے خالی نہیں، کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں'' (ایضاً ص ۱۶۱ ج ۳)

(۳) مولانا عبد الجبار غزنوی والد مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں (اگرچہ عمر بھر نہ کرے) (ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۲ ج ۳)

(۴) مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں ''اس کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک آدمی پہلے ہی سے باوضو ہو، لیکن زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے پھر وضو کر لے، اسی لیے رفع یدین کا ترک، ترک ثواب ہے نہ ترک فعل سنت فافہم'' (فتاویٰ ثنائیہ ص ۶۰۸، ۶۰۹ ج ۱) اور فرماتے کہ رفع یدین نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۵۴ ج ۳)

Scanned with CamScanner

نوٹ: رفع یدین پر وضو جتنا ثواب ہمیں حدیث میں نہیں ملا۔

(۵) حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے پہلے تو رفع یدین کو چہرے کے غازے (سرخی پاؤڈر) سے تشبیہ دی، پھر مسواک سے ملا کر کہا کہ جیسے مسواک کرنے سے ستر گنا ثواب بڑھ جاتا ہے، اتنا ہی رفع یدین کا ثواب ہے۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۵، ۲۷۶)

نوٹ: مسواک کے ۷۰ گنا ثواب کی تو ایک ضعیف حدیث ہے (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۲) مگر اس رفع یدین کے ثواب کے ۷۰ گنا کی کوئی ضعیف حدیث بھی ہمیں نہیں ملی۔

(۶) علامہ وحید الزمان صاحب نے اس رفع یدین کو جوتا پہن کر نماز پڑھنے جیسی سنت قرار دیا ہے۔ (تیسیر الباری ص ۱۵۶ ج ۱)

یعنی جو یہ رفع یدین کرتا ہے وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے والے جیسا ہے اور جو رفع یدین نہیں کرتا وہ جوتا اتار کر نماز پڑھنے والے کی طرح اور یہ بھی لکھا ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر سے روکنے والے کو ایسا ہی گناہ ہوگا جیسا گانے بجانے سے روکنے والے اور محفل میلاد اور رسمی فاتحہ سے روکنے والے کو ہوتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸ ج ۱)

ہاں جن جگہوں میں یہ رفع یدین نہیں کرتے وہاں رفع یدین حرام ہے یا مکروہ، نماز باطل ہوگی یا ناقص؟ یہ حکم ان کی کسی مسلمہ کتاب میں نہیں ملا۔ یہ حکم باحوالہ ضرور لکھیں تاکہ مکمل حکم معلوم ہو سکے۔

آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے:

(۱) حدیث مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۵۶ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، ابو عوانہ ص ۹۵ ج ۲)

(۲) حدیث وائل بن حجرؓ (ابو داؤد ص ۳۷ ج ۱، طیالسی، طحاوی شریف، دار قطنی، موطا امام محمد)

(۳) حدیث انس بن مالکؓ (ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دار قطنی ص ۱۰۸ ج ۱) سند کے راوی سب صحیح ہیں۔

(۴) حدیث ابو ہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب العلل دار قطنی)

(۵) عمیر بن حبیبؓ (ابن ماجہ ص ۶۲)

(۶) حدیث جابر بن عبداللہؓ (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳)

(۷) حدیث عبداللہ ابن الزبیرؓ (ابوداؤد ص ۴۷ ج ۱، مسند احمد ص ۲۵۵ و ۲۸۹ ج ۱)

(۸) حدیث عبداللہ بن عباسؓ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۹) حدیث عبداللہ بن عمرؓ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲)

ان نو صحابہ کی احادیث میں سجدوں کے وقت آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ماضی استمراری کا صیغہ بھی ہے۔ متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ لیکن اب غیر مقلدین کی اکثریت ان احادیث پر عمل نہیں کرتی (تو پھر بھلا کیا کریں) وہ ایک حدیث عبداللہ بن عمر کی صرف زہری کی سند سے پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے اور ایک نہایت ضعیف حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری کی پیش کرتے ہیں کہ حضور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، لیکن یہ محض بہانہ ہے۔ یہ حدیث ان نو کے خلاف نہیں ہے۔ وہاں ہے کہ سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور یہاں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ دونوں میں فرق ہے۔ توجہ فرمائیں۔

حضرات غیر مقلدین میں سے مولانا ابو حفص عثمانی نے پورا رسالہ لکھا ہے فضل الودود فی تحقیق رفع الیدین للسجود۔ اسی طرح ابی محمد عبدالحق الہاشمی (دراصل نوناری) نے فتح الودود فی تحقیق رفع الیدین عند السجود نامی رسالہ لکھا ہے۔

حضرات غیر مقلدین کی جماعتی مرکزی اور مسلمہ کتاب فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ ج ۴ پر ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کی حدیث بلاشک صحیح ہے۔ یہ رفع یدین منسوخ نہیں، بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے۔ کیونکہ اس کا راوی

مالک بن الحویرث مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی ہے جس سے نسخ ثابت ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع کو قبول کرنا بعد روایت منع کے رفع یدین عند السجود کے اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا..... بلا ... ں کا عامل محی السنۃ المیتۃ ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے۔ جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس رفع یدین سے ناراض ہو اور اس کے عامل کو فرقہ مبتدعہ رافضیہ سے تشبیہ دے، باوجودیکہ اس کو یہ حدیث صحیح بھی معلوم ہو تو وہ شخص معاند حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو رسول سے کٹا اور مؤمنین کے راستے سے ہٹا، ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ (ملخصاً فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ و ۳۰۷ ج ۴)

عجیب بات ہے کہ غیر مقلدین ہر رکعت نماز میں ان نو احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو محمدی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان احادیث کے موافق اگر کوئی شخص ہر رکعت میں چار جگہ یعنی ہر سجدہ سے پہلے اور بعد میں ہمیشہ رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ ان احادیث پر عمل کرنے والے کو کتنا گناہ ہوگا اور ان احادیث پر عمل چھوڑنے والوں کو کتنا اجر ملے گا؟

آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آپؐ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد) اور بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ۱ پر ہے کہ حضورؐ چار رکعت میں بائیس تکبیریں کہتے تھے، لیکن غیر مقلدین بائیس تکبیروں میں سے صرف چھ تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں۔ حضرت علی اور ابوحمید الساعدی کی حدیث میں اذا قام من السجدتین کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ دو سجدوں کے بعد نمازی دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنی چاہیے جبکہ غیر مقلدین ان دونوں حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں جب کہ حضرت علی کی حدیث الرسائل میں دس نمبروں میں اور ابوحمید کی حدیث پچیس نمبروں

میں لکھی ہے۔ گویا غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وقت کی رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وسن کی رفع یدین۔ کے منع کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کرتے، نہ صحیح نہ ضعیف۔ پھر بھی اتنی احادیث کی مخالفت کر کے ان کے محمدی اور اہل حدیث ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ وضاحت بحوالہ حدیث فرمائیں کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہمیشہ رفع یدین کرنے والے کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

غیر مقلدیت، بے اصول فرقہ

غیر مقلدین کا فرقہ ایک بے اصول فرقہ ہے۔ جس طرح مرزائیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، مودودیوں، اسراریوں کا کوئی نہ اصول تفسیر ہے نہ اصول حدیث، نہ اصول فقہ، یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ امام شافعی کی تقلید کو تو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ مگر ابن حجر، ابن حزم، نووی کو اربابا من دون اللہ مان رکھا ہے۔ اصول حدیث ہوں یا اصول تفسیر، اصول فقہ ہوں یا اصول جرح وتعدیل، یہ سب اہل فن کے اجتہاد پر مبنی ہیں، اس لیے ان میں یقیناً دو قسم کے اصول ہیں۔ ایک قسم اجماعی ہے جن پر اہل سنت والجماعت کے اہل فن کا اتفاق ہے ان کو ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ ہم اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے ہیں غیر مقلدین چونکہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں مانتے، اس لیے غیر مقلدین ان اصولوں سے استدلال میں مدد نہیں لے سکیں گے۔ دوسری قسم وہ اصول ہیں جن میں اہل فن کا اختلاف ہے۔ ان اصولوں میں ہم حنفی اصول کے پابند ہیں، کیونکہ اجتہادیات میں ہم مذہب حنفی کو راجح مانتے ہیں۔

چنانچہ درمختار شریف میں ہے واما نحن فعلینا باتباع ما رجحوہ وما صححوہ اور ہم لوگوں پر تو پیروی اس قول کی لازم ہے جس کو علماء مرجحین اور علمائے مصححین نے ترجیح دی ہے۔ (غایۃ الاوطار ص ۳۴ ج ۱)

ان اختلافی اصولوں اور اختلافی مسائل میں ہم شوافع، موالک، حنابلہ اور خود احناف کے غیر مفتیٰ بہ اور غیر معمول بہ مسائل و اصولوں کو مرجوح مانتے ہیں۔ اس لیے ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ درمختار شریف میں ہے وان الحکم و الفتوی بالقول المرجوح جھل و خرق للا جماع . اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا قول مرجوح پر جہالت اور اجماع کو پھاڑنا ہے یعنی حرام اور باطل ہے۔

(غایۃ الاوطار ص ۳۱ ج ۱)

غیر مقلدین چونکہ قیاس کو دلیل شرعی نہیں مانتے، ان کو ان اصولوں کے پیش کرنے کا بھی حق نہیں۔

مالہ و ماعلیہ

بحث میں اگر مقصود اظہار صواب (تحقیق حق) ہو تو اس کو مناظرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۹)

اگر مقصد تحقیق کی بجائے محض الزام ہو تو اس کو مجادلہ کہتے ہیں۔ اور بحث برائے بحث ہی مقصود ہو، نہ تحقیق حق مقصود ہو نہ الزام خصم، اسے مکابرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۱۲)

الحمدللہ! ملک بھر میں غیر مقلدین اپنے مذہب کو دلائل حقہ سے ثابت کرنے سے عاجز آ چکے ہیں، اس لیے اکثر مکابرہ سے کام لیتے ہیں اور بعض جگہ مجادلہ سے محض الزام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ لکھ دیں کہ ہم مناظرہ یعنی تحقیق حق میں شکست کھا چکے ہیں تو ہم انہیں اجازت دیں گے کہ وہ بطور الزام حنفی مذہب کے مفتیٰ بہا اور معمول بہا اقوال ہمارے مقابلے میں پیش کر سکیں گے۔ شوافع کے اصول اور غیر مفتیٰ بہا اور غیر معمول بہا اقوال پیش کر کے جہالت اور حرام کاری میں مبتلا نہ ہوں۔

اور الزام کے وقت ہم کو بھی حق ہوگا کہ تقلید سلف سے ہٹ کر جو فرقے بھی وجود میں آئے ہیں، مثلاً مرزائی، نیچری، چکڑالوی، مودودی، اسراری، طاہری، ان

سب کے اقوال بطور الزام ان کے خلاف پیش کریں، کیونکہ ان سب میں قدر مشترک ترک تقلید ہے۔

(۱) غیر مقلد عوام کو کہا کرتے ہیں کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں اور سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی احادیث صحیح ہیں۔

(۳) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔

یہ تینوں فیصلے نہ ہمیں قرآن میں ملے ہیں، نہ حدیث میں۔ اگر وہ یہ تینوں فیصلے ہمیں حضور ﷺ کی حدیث صحیح میں دکھا دیں تو ہم مان لیں گے کہ وہ محمدی بھی ہیں اور اہل حدیث بھی، ورنہ ہم ان کو دعویٰ محمدی اور اہل حدیث میں جھوٹا سمجھیں گے، اور اگر وہ یہ فیصلے حدیث سے نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہ دکھا سکیں گے تو لکھ دیں کہ ہم آج تک جھوٹ بولتے رہے۔ ہم نہ محمدی ہیں نہ ہی اہل حدیث۔ پھر وہ اجماع خیر القرون وائمہ اربعہ یا فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے یہ فیصلے دکھا دیں تو ہم تحریر لکھ دیں گے کہ وہ اپنے فیصلے تحقیقی دلائل (قرآن وحدیث) سے ثابت نہیں کر سکے، البتہ اجماع ائمہ اربعہ اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے ہمیں الزام دینے میں کامیاب ہو گئے، لیکن وہ قیامت تک ایسا بھی نہیں کر سکیں گے۔

گویا مناظرہ تو کیا وہ مجادلہ میں بھی ناکام ہیں۔ ہاں احناف اور شوافع کے درمیان جو اختلافی اصول ہیں، ان سے استدلال کا ان کو ہرگز حق نہ ہوگا کیونکہ ان سے استدلال نہ تو تحقیقی جواب ہے کہ اس کے تحقیقی دلائل صرف قرآن وحدیث ہیں اور نہ ہی الزامی جواب، کیونکہ الزامی جواب مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے اور ہماری کتب اصول فقہ میں ان کو کہیں تسلیم نہیں کیا گیا (بحیثیت مذہب) تو ان سے ہم پر الزام قائم

Scanned with CamScanner

نہ ہوگا، ہاں وہ استدلال کرنے والے مشرک بن جائیں گے اس لیے غیر مقلدین نہ اپنے قیاسی جواب دیں کہ ان کے نزدیک یہ کار شیطانی ہے، نہ امتیوں کے اقوال پیش کر کے مشرک بنیں نہ بے سند اقوال لکھ کر بے دین بنیں، نہ خاموش رہ کر گونگے شیطان، یہ سب ان کے مسلمات پر ہے۔

غیر مقلدین حضرات کی ہر مسجد میں ایک اشتہار اثبات رفع یدین کا لگا ہوتا ہے اس میں یہ دعویٰ ہے کہ ان کا رفع یدین کا یہ مکمل عمل قرآن پاک کی دو آیات سے ثابت ہے۔

پہلی آیت: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ ساری امت نے اس آیت کا مطلب احادیث صحیحہ اور اجماع کی روشنی میں یہی بیان کیا ہے کہ اپنے رب کی نماز (عید) پڑھ اور (اس کے بعد) قربانی کر۔ مگر اشرف سلیم نے قربانی کی بجائے رفع یدین مراد لی ہے، جو روایت بیان کی اس سے ظاہر ہے:

(۱) آنحضرت ﷺ کو نحر کا معنیٰ نہیں آتا تھا اس لیے حضرت جبرائیل سے پوچھا۔

(۲) جبرئیل نے فرمایا کہ اس آیت میں نحر سے مراد قربانی ہی نہیں، انها ليست بنحرة۔

(۳) اشرف سلیم نے جو اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ قربانی ہی مراد نہیں، بالکل غلط ہے۔

(۴) ابن ابی حاتمؒ اور ابن کثیرؒ میں یہ الفاظ بھی ہیں: اذا سجدت یعنی جب سجدہ کرو پھر بھی رفع یدین کرو۔ یہ الفاظ مولوی جی نے چھوڑ دیئے۔ کیونکہ ان کے مذہب اور عمل کے خلاف تھے۔

(۵) مستدرک کا حوالہ دیا۔ مگر اسی صفحہ پر علامہ ذہبی نے تلخیص میں لکھا تھا کہ اسرائیل صاحب عجیب ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور دوسرا راوی اصبغ ہے جو شیعہ اور متروک الحدیث ہے۔ (تلخیص المستدرک ص ۵۳۸ ج ۲)

(۶) ذہبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اصبغ بڑا ہی جھوٹا اور متروک تھا اور رجعت کا قائل تھا"

(میزان ص ۲۷۱ ج ۱)

(۷) بیہقی نے اس کے بعد لکھا تھا کہ یہ روایت کی گئی ہے مگر اعتماد پچھلی روایات پر ہے، یعنی یہ نا قابل اعتماد ہے۔ (ص۷۶ ج ۲)

مولوی صاحب یہ جملہ بھی کھا گئے (۸۔۹۔10) ابن ابی حاتم وابن کثیر، فتح البیان کے حوالے دیئے۔ حالانکہ ابن کثیر نے صاف لکھا کہ "یہ روایت سخت منکر ہے" اور آخر میں لکھتے ہیں کہ "یہ سب اقوال سخت ہیں، صحیح صرف یہی قول ہے کہ نحر سے مراد قربانی ہے۔ (ص۵۵۸ ج۵۵۹ ج ۴)

درمنثور اور اکلیل کے حوالے دیئے ہیں۔ دونوں علامہ سیوطیؒ کی ہیں۔ جب کہ خود سیوطی نے اکلیل میں اس روایت کے شروع میں بھی ضعیف لکھا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث شدید منکر ہے۔ بلکہ ابن الجوزیؒ نے اس کو موضوعات میں لکھا ہے۔ (اکلیل ص ۲۲۹)

(۸) وغیرہم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ میزان میں اسرائیل بن ابی حاتم کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ "یہ مقاتل کے حوالہ سے جھوٹی احادیث بیان کیا کرتا تھا۔ اور ان جھوٹی حدیثوں کی مثال میں یہی روایت ذکر کی ہے"

(۹) اشرف سلیم صاحب نے یہ لکھا ہے "قربانی ہی مراد نہیں" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت وانحر سے قربانی، اور رفع یدین مراد لیتے ہیں۔ لیکن وہ قربانی نماز کے بعد کرتے ہیں اور رفع یدین نماز کے اندر۔ یا تو سب غیر مقلدین جنہوں نے اس اشتہار کو مسجد کی زینت بنا رکھا ہے، قربانی بھی نماز کے اندر رکوع کے وقت کیا کریں، یا پھر رفع یدین بھی نماز سے فارغ ہو کر گھر جا کر کرلیا کریں۔ ایک دلیل میں اتنے دھوکے، قرآن پر جھوٹ، جبرئیل پر جھوٹ، فرشتوں پر جھوٹ، کتابوں سے نقل میں خیانت اس کی مثال ہمیں کافروں کی کتابوں میں بھی نہیں ملی، ایسے گندے اور جھوٹے اشتہار کو مسجد میں لگانا، غیر مقلدوں کو ہی زیب دیتا ہے ورنہ ایسے جھوٹے اشتہار کسی گرجے اور مندر میں بھی نہیں دیکھے۔

Scanned with CamScanner

دوسری آیت: قرآنی دلیل نمبر۲ کے تحت لکھا ہے ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اس آیت کا رفع یدین کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ ہی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کو رفع یدین کی زینت سے خالی رکھنا، صرف تیسری رکعت کو زینت دینا اور دونوں سجدوں کو زینت سے خالی رکھنا صرف رکوع کو زینت دینا، نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا یہ شان نزول بتایا ہے، نہ ہی کبھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس آیت کو رفع یدین متنازعہ فیہ کے لیے پیش فرمایا ہے۔

غیر مقلدین غور فرمالیں کہ شیعوں کی نماز غیر مقلدین سے زیادہ زینت والی ہے، ہر رکعت مزین، ہر سجدہ مزین، ہر سلام مزین، آیت کا تعلق لباس سے ہے۔

الغرض! یہ بھی قرآن پاک پر جھوٹ ہے، جو فرقہ ابتداء ہی قرآن پاک پر جھوٹ سے کرے اور ان جھوٹوں سے اپنی مساجد کو مزین کرے، اس کو بھلا سچ کی توفیق کیسے ملے۔

غیر مقلدین کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رفع یدین کے پورے عمل پر چار سو احادیث وآثار ثابت ہیں۔ (اشتہار، نیز صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۴)

یہ محض جھوٹ ہے۔ ان چار سو صحابہ کی یہ چار سو روایات کسی کتاب میں صحیح سند سے نہیں ہیں۔ یاد رہے جھوٹ منافق کی نشانی ہے۔

غیر مقلدین کا جھوٹ

(۱۰) غیر مقلدوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ”رفع یدین کے اس مکمل عمل کی حدیث ۵۰ صحابہ نے روایت کی ہے جن میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اس پر اشرف سلیم صاحب نے جزء رفع یدین بخاری کا حوالہ دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ صحیح بخاری شریف، امام بخاری سے تقریباً نوے ہزار لوگوں نے پڑھی، امت میں یہ کتاب متواتر ہے لیکن جزء رفع یدین اور جزء القراۃ دونوں ناقابل اعتماد رسالے ہیں، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی راوی (محمود ابن اسحاق

الخزاعی) ہے جس کا ثقہ ہونا بطریق محدثین ہرگز ثابت نہیں اور نہ ہی کوئی غیر مقلد ثابت کرسکتا ہے۔

(۱۱) اس میں شک نہیں کہ خلفائے راشدین کا مقام سب صحابہ سے بلند ہے لیکن خلفائے راشدین سے نہ تو رفع یدین کے مکمل عمل پر آنحضرت ﷺ سے ساری عمر رفع یدین کرنے کی حدیث ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ خلفائے راشدین خود ساری عمر رفع یدین کرتے رہے۔ یہ حضور ﷺ پر جھوٹ ہے اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر بھی۔

(۱۲) حضرات عشرہ مبشرہ میں سے باقی حضرات حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم نے بھی نہ آنحضرت ﷺ سے رفع یدین روایت کی، نہ خود ان کا ساری عمر رفع یدین کرنا کسی سند سے ثابت ہے، یہ بھی حضورؐ اور عشرہ مبشرہ پر جھوٹ ہے۔

رفع یدین کانفرنس

صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر ہے کہ "حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی محفوظ نماز کا ذکر فرمایا جس میں صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہے اور بس۔ اس سے معلوم ہوا کہ اور کسی جگہ کی رفع یدین باقی نہ رہی۔

اس صحیح حدیث کے خلاف ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ "حضرت ابوحمید الساعدیؓ نے دس صحابہ کی موجودگی میں فرمایا، میں تم سب سے زیادہ حضورؐ کی نماز کو جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کونسا مسئلہ ایسا جانتے ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ تو انہوں نے رکوع کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ کہا (یعنی یہ مسئلہ آپ ہی جانتے ہیں، ہمیں اس کا علم نہیں تھا) اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا کہ رکوع کی رفع یدین پر عمل کہاں، صحابہ کی اکثریت اس کو جانتی تک نہ تھی،

Scanned with CamScanner

اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے۔ (میزان)

(۱۳) جب ان دس صحابہؓ کے نام پوچھے جاتے ہیں تو دس کی بجائے اٹھارہ نام بتائے جاتے ہیں، اور وہ یہ ہیں ابوقتادہ، ابواسید، محمد بن مسلمہ، ابو ہریرۃ، سہل بن سعد، امام حسن بن علی، زید بن ثابت، عقبہ بن عامر، ابومسعود، عبداللہ ابن عمر، سلمان، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، عائشہ، بریدہ، عمار بن یاسر، ام درداء اور ابوحمید۔ لیکن ان کا کسی محفل میں جمع ہونا محض بے دلیل اور بے ثبوت ہے، کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

(۱۴) بلکہ ان میں بعض ایسے نام ہیں جن کی وجہ سے اس واقعہ کا بالکل جھوٹا ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہے اس کی پیدائش ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی عمر کم از کم دس سال کی ہو تو اس مجلس کا حال بیان کر سکتا ہے، یعنی کم از کم یہ مجلس ۵۰ھ میں منعقد ہوئی ہو گی، جب کہ سلیمان فارسی ۳۴ھ، ابومسعود بدری ۳۸ھ محمد بن مسلمہ ۴۱ھ، ابواسید ۳۰ھ، عمار بن یاسر ۳۷ھ، ابو قتادہ قبل ۴۰، امام حسن بن علی ۴۹ھ زید بن ثابت ۴۵ھ، ان دس میں سے یہ آٹھ تو مجلس کے انعقاد سے کئی سال پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ کیا زندہ صحابہ میں سے کوئی بھی رفع یدین کو نہیں جانتا تھا کہ مردہ کانفرنس قائم کی گئی اور پندرہ بیس سال پرانی قبریں اکھاڑی گئیں۔ حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت ثابت، نہ ہی انکا اپنا دائمی عمل۔

(۱۵) ان پچاس ناموں میں ابی بن کعبؓ، ابودرداء، عمرو بن عاص، قتادہ، زیاد بن حارث، عدی بن عجلان، عبداللہ بن جابر، حکم بن عمیر، وائل بن ثابت **اور عبداللہ** بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی نام درج کرتے ہیں حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت اور نہ ان کا عمل، سب جھوٹ ہے۔

(۱۶) اشرف سلیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ سب کے سب رفع یدین کرتے تھے۔ یہ محض بے سند جھوٹ ہے۔

غیر مقلدوں کا عوام کے سامنے جھوٹ

(۱۷) رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ پر تو محض جھوٹ ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت عقبہ بن عامر کا قول طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۱۷ پر ہے مگر وہاں اشارے کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا، اسی طرح کنز العمال میں اور مجمع الزوائد میں اشارے کا ذکر ہے۔

(۱۸) یہ قول اشارے والا بھی کسی صحیح سند سے ثابت نہیں، اس کی سند میں ایک تو ابن لھیعہ ہے جس کو خود انہوں نے الرسائل ص ۱۷۴ پر ضعیف قرار دیا ہے اور ص ۲۱۶ پر اس سے استدلال کیا ہے۔

(۱۹) دوسرا راوی مشرح بن عاھان ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ عقبہ سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔ اس نے حجاج کے لشکر میں شامل ہو کر خانہ کعبہ پر گولہ باری کی تھی۔ (تہذیب ص ۱۵۵ ج ۱۰)

(۲۰) اگر صحیح بھی ہوتا تو اس کا فائدہ شیعوں کو غیر مقلدوں سے بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ زیادہ جگہوں پر رفع یدین کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں۔

(۲۱) کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔

غیر مقلدین کا آخری سہارا

حضرت شیخ الہندؒ نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ دوام رفع یدین کرنا کسی نص صریح سے ثابت کر دیں۔ امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنا، اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا ہے۔ خواہ خود جھوٹ بولے، خواہ کسی کا جھوٹ حضورؐ کے ذمہ لگا دے۔

آج کل کے غیر مقلدین بلا استثناء تقریر و تحریر میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ آپؐ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی اس رفع یدین کے ساتھ ادا فرمائی۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ جھکنے اٹھنے کے وقت تکبیر کے ذکر کے ساتھ تو حتی فارق الدنیا کا لفظ صحیح بخاری ص ۱۱۰ پر حضرت ابو ہریرہؓ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے جو دوام تکبیر پر نص صریح، صحیح ہے کہ حضرت آخر عمر تک تکبیر کہتے رہے۔

مگر رفع یدین متنازعہ فیہ کے بارے میں یہ ثابت نہیں۔

آخر غیر مقلدین نے بیہقی کے حوالہ سے ایک جھوٹی حدیث پیش کر ہی دی جس میں فما زالت صلوته حتی لقی اللہ کے الفاظ ہیں۔ مگر اس کا پہلا راوی ابو عبداللہ الحافظ غالی شیعہ ہے (میزان ج ۳، ص ۶۰۸) دوسرا راوی جعفر بن محمد بن نصر کی توثیق ثابت نہیں ہے۔ تیسرا راوی عبدالرحمٰن بن قریش متہم بالوضع ہے (میزان ج ۳، ص ۵۸۲) یعنی اتنا بڑا جھوٹا انسان کہ جب بھی جھوٹ بولتا ہے حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے۔ چوتھے اور پانچویں راوی عبداللہ بن احمد الدجی، اور الحسن بن عبداللہ حمدان کی بھی توثیق ثابت نہیں ہے۔

چھٹا راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے جس کو محدثین نے کذاب اور واضع احادیث قرار دیا ہے (میزان ج ۳، ص ۶۸) کہ یہ بھی جھوٹ گھڑ گھڑ کر آنحضورﷺ کے ذمہ لگاتا تھا۔ یہ ہے غیر مقلدین کے مذہب کا سرمایہ جس کی سند کا ایک راوی غالی شیعہ، تین مجہول اور دو کذاب ہیں۔ چنانچہ جب یہ روایت پیش کی تو علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ بناوٹی ہے۔ مگر غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دیئے کہ ہمارا استدلال اس حدیث پر مبنی نہیں جب محدث اعظم نے ہتھیار ڈال دیے تو اب ہی اس جھوٹی حدیث کو پیش کرنے سے توبہ کر لیتے۔ مگر یہی تو جھوٹے مذہب کا آخری سہارا ہے، آخر ان کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھرے مجمع میں مناظرہ جلال پور (پیروالہ) میں یہ حدیث پیش کر دی۔ وہاں ان کے (شیعہ) ثالث نے بھی یہ تحریر لکھ دی کہ جب مولوی ثناء اللہ نے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتﷺ آخر دم تک رفع یدین کرتے رہے تو مولوی غلام محمد صاحب نے اس حدیث کے راویوں سے عصمہ ابن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک، اور عبدالرحمان بن قریش بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے واضع الحدیث کے ساتھ متہم بتایا، میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ (سیرت ثنائی ص ۴۳۶)

غیر مقلدین پر اب ہر طرف سے پھٹکار برس رہی تھی کہ جس روایت کو شیعہ تک جھوٹی تسلیم کرلیں (تو پھر ایسے مذہب کا تو اللہ ہی حافظ ہے) تمہیں مجمع عام میں حضورؐ پر جھوٹ بولتے ذرّہ برابر شرم نہ آئی، خدا کا خوف تو دل سے نکل گیا تھا، آنکھوں میں انسانوں کی شرم ہی رکھتے۔ مگر اب بھی طریقہ یہ ہے کہ ان کا مولوی سٹیج پر بیٹھ کر حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے اور چند نوجوانوں کو پیسے دے کر نعرے لگوائے جاتے ہیں۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

مناظرہ چک بخشو میں ان کے شیخ الحدیث عبداللہ امجد چھتوی نے یہی حدیث پیش کردی، چودھری محمد اسلم صاحب ایڈوکیٹ ثالث تھے۔ میں نے روایت کی سند کا حال بیان کر کے آخر میں کہا کہ اس قسم کی دو حدیثیں اور بھی کتابوں میں ہیں۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کی، اس کی نماز نہیں ہوتی، مگر ان دونوں کی سندں میں ایک ایک راوی جھوٹا ہے۔ اس لیے ہم ان احادیث کو بھی دلائل میں پیش نہیں کرتے، اب میں صرف اس لیے دکھا رہا ہوں کہ عبداللہ چھتوی صاحب وہ اصول ہمیں دکھلا دیں جس کی بنا پر یہ دونوں حدیثیں جن کی سند کا ایک ایک راوی جھوٹا ہے، وہ تو جھوٹی رہیں، مگر جس کی سند میں ایک غالی شیعہ، دو کذاب اور تین راوی مجہول ہوں، وہ سچی ثابت ہو جائے۔ وکیل صاحب نے چھتوی سے جواب پوچھا! تو کہنے لگا کہ "آپ کہتے ہیں کہ یہ ثابت کردو کہ آنحضرت ﷺ نے آخری عمر تک رفع یدین کی ہے۔ مگر میں تو یہ بھی ثابت نہیں کرسکتا کہ حضور ﷺ نے آخری عمر میں نماز ہی پڑھی ہو۔

پھر چھتوی صاحب سے کہا گیا کہ آپ قرآن و حدیث کے سوا کچھ اور نہیں مانتے، لیکن آپ اس رفع یدین کو سنت کہتے ہیں، آپ یہ حکم ہی قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں۔ تو اس نے کہا کہ میں اس رفع یدین کو کبھی سنت نہیں کہوں گا اور میدان سے بھاگ نکلا۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین کی ذلت آمیز شکست

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دو چیلنج تھے۔ پہلا چیلنج ملاحظہ ہو

ایک جھوٹی حدیث غیر مقلدین بیہقی کے حوالہ سے رفع یدین کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ "فما ذالت تلک صلوته حتی لقی الله تعالی" آپ آخر عمر تک رفع یدین والی نماز پڑھتے رہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمان قریش ہے۔ علامہ سلیمانی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ج ۲، ص ۵۸۲)

اس سند کا دوسرا راوی عصمہ بن محمد الانصاری ہے، اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں "کذاب، یضع الحدیث" (میزان ج ۳، ص ۲۸) یعنی بڑا جھوٹا ہے، جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ وہ باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا بھی بالکل حرام ہے۔ اگر کوئی غیر مقلد اس کو صحیح ثابت کردے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے، ہے کوئی مرد میدان جو ہمت کرے۔ دیدہ باید (ص ۱۹)

اس چیلنج کا شائع ہونا تھا کہ غیر مقلد نوجوانوں نے اپنے مولویوں کے ناک میں دم کر دیا، وہ ایک ہاتھ میں حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول اٹھاتے، جس کے ذریعہ یہ جھوٹی حدیث ہر غیر مقلد کے گھر پہنچ چکی ہے، دوسرے ہاتھ میں رسالہ تحقیق رفع یدین لیتے کہ اس کو صحیح ثابت کرنے سے ہزار روپیہ ملے گا، اور ہمارا مذہب بھی سچا ثابت ہوگا ورنہ سب جان لیں گے کہ جس مذہب کا صادق ہی اتنا جھوٹا ہو کہ نبی پاک ﷺ کے ذمہ جھوٹ لکھ کر گھر گھر پہنچادے وہاں پھر غیر صادقوں کا کیا حال ہو گا۔ گوجرانوالہ میں تو اور ہی مصیبت تھی کہ مستری نور حسین نے بھی یہ جھوٹی حدیث اپنے رسالہ کے ذریعہ ہر گھر پہنچا دی تھی۔ نوجوان رو رو کر مولویوں کو کہتے تھے کہ "ہمارے نور نے کیا ظلمت پھیلا دی"۔ آخر پندرہ مجاہدین اٹھے، جن میں۔

(۱) مولانا عبدالحمید صاحب، صدر مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۲) مولانا عطاالرحمان اشرف، جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ۔

(۳) مولانا فاروق اصغر صارم صاحب (مبعوث دارالافتاء سعودی عرب) مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۴) مولانا غلام اللہ ضیاء صاحب جھنگوی، مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۵) مولانا ابوزکریا صاحب شیخوپوری۔

(۶) مولانا صوفی محمد اکبر صاحب خطیب جامع مسجد ناصر کان روڈ (بختے والا) گوجرانوالہ۔

(۷) مولانا حافظ محمد طیب صاحب بھٹوی، مدرس جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۸) حافظ قاری محمد اکرام صاحب، جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۹) جناب محمد خالد صاحب بی اے سی ٹی سرفراز کالونی گوجرانوالہ۔

(۱۰) مولانا رحمت اللہ فقیر صاحب۔ ہموں گکھڑ سیالکوٹ۔

(۱۱) مولانا محمد ادریس صاحب، خطیب جامع مسجد اہل حدیث، حضرت کیلیا نوالہ (ضلع گوجرانوالہ)

(۱۲) جناب ادریس بن صدیق، فاضل ادارہ تعلیم وتحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

(۱۳) ڈاکٹر ایچ ایم یوسف، اسم اعظم والے، تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۱۴) رانا محمد اقبال ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ۔

(۱۵) جناب محمد اعظم، نائب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ وخطیب جامع مسجد رحمانیہ گوجرانوالہ، شامل ہیں۔

ان سب حضرات نے تقریباً پانچ سال کی طویل مدت میں چھوٹے سائز والے ۳۲ صفحات کے رسالے کا جواب بڑے سائز کے تقریبا پانچ صد صفحات میں لکھا مگر جس حدیث کو صحیح ثابت کرنے بیٹھے تھے، اس کو صحیح ثابت نہ کر سکے۔ شیخ الحدیث صاحبان کی شیخی کرکری ہوگئی، اسم اعظم بھی اس مردہ نعش میں جان نہ ڈال سکا اور وہ

یہی کہتے رہے کہ:

جو آرزو تھی اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

ہائے اس مذہب کی بے بسی قابل دید ہے۔ یہ مذہب صرف، مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعروں پر قائم ہے، لاڑکانہ کے مناظرے میں جہاں بیر محب اللہ شاہ آف پیر جھنڈا جیسے وسیع المطالعہ غیر مقلد علماء بھی موجود تھے، میں نے کہا کہ اگر آپ اس حدیث کو صحیح ثابت کر دیں تو میں باوضو ہوں، اسی وقت دو نفل رفع یدین کے ساتھ پڑھوں گا اور ساری عمر کے لیے یہی عمل جاری رکھوں گا۔

بے چارے پڑھے لکھے غیر مقلد تقریباً دو گھنٹے اپنے مولویوں کی منتیں کرتے رہے کہ خدا کے واسطے اس حدیث کو صحیح ثابت کردو۔ مگر وہ کیا کر سکتے تھے۔ مردہ کو زندہ کرنا تو شاید ممکن ہوتا، مگر اس حدیث کو سچا کرنا محال ہے۔

افسوس ہے کہ اس کے باوجود یہ جھوٹی حدیث حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے ذریعہ غیر مقلدین کے گھر گھر پڑھی جا رہی ہے اور اشرف سلیم کے اشتہار اثبات رفع یدین کے ذریعہ ہر مسجد میں لگی ہوئی ہے، کئی سال سے یہ جھوٹی حدیث غیر مقلد کے ہر گھر میں پڑھی جا رہی ہے۔ اب مولوی محمد عبدالرؤف نے صلوۃ الرسول کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ مجھے یہ حدیث سنن بیہقی میں نہیں ملی۔

علی کل حال یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن قریش ابن خزیمہ ہے اور یہ متہم بالوضع ہے۔ (حاشیہ صلوۃ الرسول ص ۲۷۳)

غیر مقلدین کے بڑے اور چھوٹے سب کی عادت ہے کہ جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس کو ضعیف کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر یہ جھوٹی حدیث ان کے مذہب کا آخری سہارا ہے جس کو یہ لوگ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ محمد خالد گھر جاکھی کے والد مستری نور حسین گھر جاکھی نے رسالہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین کے ص ۸ پر عنوان لکھا: "رسول خدا ﷺ کا وفات تک رفع یدین کرنا"

پھر یہی جھوٹی حدیث لکھ کر حدیث کی کتابوں میں سے مسند احمد، بیہقی کا حولہ دے دیا۔

غیر مقلدین حضرات سے چند سوالات

ہمارے غیر مقلد دوست کہا کرتے ہیں کہ ہماری نماز کا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح متفق علیہ غیر معارض سے ثابت ہے جس میں قیاس اور اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔ اس لیے وہ مندرجہ ذیل مسائل کی احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ پیش فرمائیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کا فرض ہونا (۲) اکیلے نمازی اور مقتدی کا ہمیشہ تکبیر تحریمہ آہستہ کہنا (۳) نماز میں ثنا کا سنت مؤکدہ ہونا (۴) امام کا ہمیشہ ثناء آہستہ پڑھنا جبکہ حضرت عمرؓ نے امام بن کر ثناء اونچی آواز سے پڑھی (۵) مقتدی کا ثناء ہمیشہ آہستہ پڑھنا جبکہ نسائی میں مقتدی کا حضورؐ کے پیچھے ثناء بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے (۶) اکیلے نمازی کا ثناء ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھنا (۷) ثناء کے بعد تعوذ کی ترتیب (۸) تعوذ کا سنت ہونا (۹) امام مقتدی اور منفرد سب کا تعوذ آہستہ آواز سے پڑھنا (۱۰) تحریمہ کے وقت ہاتھ ہمیشہ کندھوں تک اٹھانا (۱۱) قیام کا فرض ہونا صرف فرائض میں (۱۲) سنت ونفل میں قیام کا سنت ہونا (۱۳) قیام میں ہمیشہ ہاتھ سینے پر باندھنا (۱۴) نوافل میں ہاتھ سینہ پر باندھنا (بیٹھنے کی حالت میں) (۱۵) تعوذ تسمیہ کی ترتیب (۱۶) بسم اللہ کا سنت مؤکدہ ہونا (۱۷) اکیلے نمازی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۸) مقتدی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۹) امام کا ہمیشہ تسمیہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۰) سورۃ فاتحہ کا اکیلے نمازی پر فرض ہونا (۲۱) سورۃ فاتحہ کا امام پر فرض ہونا (۲۲) سورۃ فاتحہ کا مقتدی پر فرض ہونا (۲۳) اکیلے نمازی کا سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۴) بعض مقتدیوں کا فاتحہ امام کی فاتحہ سے پہلے پڑھنا (۲۵) بعض مقتدیوں کا امام کے سورۃ کے ختم کے بعد فاتحہ پڑھنا (۲۶) امام کا گیارہ رکعتوں میں فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۷) امام کا چھ رکعتوں میں فاتحہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۸) فاتحہ کے بعد آمین

کا سنت مؤکدہ ہونا (۲۹) اکیلے نمازی کا ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہنا (۳۰) مقتدی کا ہمیشہ گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہنا (۳۱) جہری رکعتوں میں جو مقتدی امام کی سورۃ کے وقت ملے اس کا اپنی فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا۔ (۳۲) جہری رکعتوں کو جو مقتدی امام کے بعد پورا کرے ان میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۳) جو مقتدی جہری رکعت میں امام کی فاتحہ کے آخر میں ملے اس کا اپنی فاتحہ کے درمیان اونچی آواز سے اور اپنی فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا۔ (۳۴) امام کا گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۵) آمین کے بعد اکیلے نمازی پر زائد قرآن کا نہ فرض ہونا، نہ واجب ہونا بلکہ صرف سنت ہونا (۳۶) امام پر بھی سورۃ کا لازم نہ ہونا (۳۷) مقتدی پر ہر نماز میں قرآن کی ۱۱۳ سورتوں میں سے کچھ پڑھنا، حرام ہونا (۳۸) رکوع سے پہلے تکبیر کا سنت مؤکدہ ہونا (۳۹) تکبیر کب شروع کرے اور کہاں ختم کرے (۴۰) رکوع سے پہلے ہمیشہ بغیر تکبیر کے رفع یدین کرنا (۴۱) اس تکبیر کا اکیلے اور مقتدی کا آہستہ کہنا (۴۲) رکوع کا فرض ہونا۔

نوٹ: آپ حضرات نے اگر ان سوالات کا جواب احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے دیا تو ہم مان لیں گے کہ آپ کی نماز حدیث سے ثابت ہے، آپ سچے اہل حدیث ہیں۔ ہم بھی حنبلی مذہب چھوڑ کر آپ کے ساتھ مل جائیں گے اور سعودی حنبلی حکومت کو مشرک مان لیں گے۔ اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو ہم یقین کر لیں گے کہ آپ بالکل جھوٹے اہل حدیث ہیں۔ جب آپ کی نماز پنجگانہ بھی احادیث سے ثابت نہیں تو زندگی کے باقی مسائل میں آپ کو کہاں سے احادیث ملیں گی۔ فرقہ غیر مقلدین کی نئی شاخ مسعودی فرقہ کی نماز بھی ہرگز حدیث سے ثابت نہیں۔ وہ بھی ان سوالات کا جواب احادیث صریحہ صحیحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے سکتے ہیں تو دیں، لیکن یہ سب اس سے عاجز رہیں گے۔ کیونکہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی نماز

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

نماز میں ہاتھوں کا ناف کے نیچے رکھنا

عن ابی جحیفة ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنة وضع فی الصلوٰة تحت السرة (ابوداؤد ص ۶۷، دارقطنی ص ۲۸۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں ہاتھ کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا مسنون طریقہ ہے۔

نوٹ: یہ روایت ابوداؤد کے مشہور تین نسخوں میں سے ابن اعرابی کے نسخہ میں موجود ہے۔ (بحوالہ اعلاء السنن صفحہ ۱۶۶)

بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا

عن انس قال صلیت مع رسول اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر وعثمان فلم اسمع احدا منھم یقرا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. (مسلم ج ۱ ص ۱۷۲ سطر ۶)

ترجمہ۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الا مام لیوتم بہ فاذا کبر فکبر وا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولو االلھم ربنا لک الحمد. (نسائی ج ۱ ص ۱۴۶ سطر ۲۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

کہ امام اسی لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے ۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنالک الحمد کہو۔

عن ابی موسی الاشعری قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فعلمنا سنتنا وبین لنا صلوتنا فقال اذا کبر الامام فکبروا و اذا قرء فانصتوا.

(صحیح ابوعوانہ ص۱۲۳ ج ۲ ۔ واللفظ لمسلم ج ۱ ص ۱۹۴)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی اور ہمیں نماز کا طریقہ بتلایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

آمین آہستہ کہنا

عن وائل ابن حجر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین واخفی بھا.

(مسند امام احمد ص ۳۱۶ ج ۴ ۔ دارقطنی ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: وائل ابن حجر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا تو آہستہ آواز سے آمین فرمایا۔

نماز میں تحریمہ کے بغیر رفع یدین نہ کرنا

عن علقمۃ عن عبد اللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول

اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد.

(نسائی ص ۱۵۸ اج ۱ سطر ۱۶)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کیا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارہ میں مطلع نہ کروں؟ چنانچہ کھڑے ہوئے اور ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر آخر تک ایسا نہ کیا۔

عن عبداللہ عن النبی ﷺ انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود. (طحاوی ج ۱ ص ۱۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے پھر (پوری نماز میں) کہیں ایسا نہ کرتے۔

دو رکعتوں کے درمیان جلسہ استراحت نہ کرنا

عن ابی هریرةؓ قال کان النبی ﷺ ینهض فی الصلوة علی صدور قدمیه. (ترمذی ج ۱ ص ۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہو جاتے۔

بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں پاؤں کھڑا کرنا

عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوة بالتکبیر (الی ان قالت) و کان یفترش رجله الیسری و ینصب رجله الیمنی. (مسلم ج ۱ ص ۱۹۴۔۱۹۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر سے نماز کا آغاز کرتے (ان کے مفصل بیان کے آخر میں ہے کہ) آپ بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر دیتے۔

Scanned with CamScanner

فجر کی سنتیں سورج کے طلوع ہونے کے بعد ادا کرنا

عن ابی سعید الخدریؓ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا صلوة بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتی تغیب الشمس.

(بخاری ج ۱ ص ۸۲ـ۸۳)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔

عن ابی ہریرةؓ قال رسول اللہ من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلھا بعد ماتطلع الشمس. (ترمذی ج ۱ ص ۹۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو اس کو چاہئے کہ ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

فجر کو سفیدی میں ادا کرنا

عن رافع بن خدیجؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر. (ترمذی ص ۴۱)

ترجمہ: رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کو روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ ایسا کرنا ثواب کے لئے بہت سودمند ہے۔

عن محمود بن لبید عن رجال من قومه من الانصار ان رسول اللہ ﷺ قال ما اسفرتم بالصبح فانه اعظم بالاجر. (نسائی ص ۹۴)

ترجمہ: محمود بن ولید اپنی قوم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم فجر کو جس قدر روشنی میں پڑھو گے، ثواب میں زیادتی ہوگی۔

گرمیوں میں ظہر کا دیر سے پڑھنا

عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ابردوا بالظھر فان شدة الحر من فیح جھنم (بخاری ص ۷۷ ج ۱ سطر ۵)

ترجمہ: حضرت ابو سعیدؓ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

عن انس بن مالکؓ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا کان الحر ابرد بالصلوة واذا کان البرد عجل. (نسائی ص ۷۷)

ترجمہ: انس ابن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گرمی میں نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھتے اور سردی میں جلدی کرتے۔

تین وتر

عن عبداللہ ابن عباسؓ انہ رقد عند رسول اللہ ﷺ (الی ان قال) ثم اوتر بثلاث. (مسلم ص ۲۶ ج ۱)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے تھے (اس طویل بیان کے آخر میں کہتے ہیں کہ) آپ نے پھر تین وتر پڑھے۔

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یوتر ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾. (ترمذی ص ۱۰۶، نسائی ص ۲۵۱، ابن ماجہ ص ۸۳)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ

رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ (تین سورتوں سے) وتر پڑھا کرتے تھے۔

عیدین میں زائد چھ تکبیریں

ان سعید ابن العاص سأل ابا موسٰی الاشعری وحذیفة ابن الیمان کیف کان رسول اللہ ﷺ یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابوموسی کان یکبر اربعا تکبیرة علی الجنائز فقال حذیفة صدق فقال ابو موسی کذالک کنت اکبر فی البصرة حیث کنت علیھم. (ابوداؤد ص ۱۲۳)

ترجمہ: سعید ابن العاص نے ابوموسیٰ اشعری اور حذیفہ بن الیمان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں کس طرح تکبیر کرتے تھے۔ تو ابوموسیٰ الاشعری نے کہا کہ جنازہ کی تکبیروں کی طرح ہر رکعت میں چار تکبیریں کرتے (پہلی رکعت میں تین تکبیریں زائد اور تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت میں تین تکبیریں زائد اور ایک تکبیر رکوع کی) اس پر حذیفہ نے ان کی تصدیق کی۔ ابوموسیٰ اشعری نے مزید کہا کہ میں بصرہ میں تھا اسی طریقہ سے تکبیریں کرتا تھا جب وہاں کا حاکم تھا۔

بیس تراویح

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعة. (موطا امام مالک ص ۴۰)

ترجمہ: یزید بن رومان سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب کے

زمانہ میں لوگ رمضان کی راتوں میں تیئیس رکعتیں پڑھتے (بیس تراویح اور تین وتر)

وروى مالك من طريق يزيد ابن خصيفة عن السائب يزيد عشرين ركعة.

(فتح الباری ج ۵ ص ۱۵۷ و علیہ سکت الحافظ)

فى الموطا من طريق يزيد ابن خصيفة عن السائب ابن يزيد انها عشرون ركعة. (نیل الاوطار ج ۲، ص ۲۸۹ و ۲۹۹)

و روى محمد ابن نصر المروزى من طريق مالك عن يزيد ابن خصيفة عن السائب ابن يزيد عشرين ركعة. (قیام اللیل)

ان روایات کے بعینہ راوی بخاری ص ۳۱۲ پر موجود ہیں۔

عن حسن بن عبدالعزيز بن رفيع قال كان ابى بن كعب يصلى بالناس فى رمضان بالمدينة عشرين ركعة ويوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۳ جز ۲)

ترجمہ: حسن بن عبدالعزیز رفیع سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حج کے مواقع کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہ کرنا

عن عبدالله بن مسعودؓ قال مارأيت رسول الله ﷺ الا لميقاتها الا صلوتين صلوة المغرب و العشاء بجمع وصلى لفجر يومئذ قبل ميقاتها وفى رواية قبل وقتها بغلس. (مسلم ج ۱ ص ۲۱۷)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

اپنے وقت کے بغیر کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے یعنی مغرب اور عشاء جن کو مزدلفہ میں (ایک ہی وقت میں) پڑھا اور اس دن فجر کو اپنے وقت سے پہلے پڑھا۔

نماز مغرب سے پہلے نفل نہ پڑھنا

عن طاوس قال سئل ابن عمرؓ عن الركعتين قبل المغرب فقال مارايت احدا على عهد رسول الله ﷺ يصليها. (ابوداؤد ص ۱۸۲)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا میں نے عہد نبوی میں یہ دو رکعتیں پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔

نماز جنازہ جنازہ گاہ میں

عن ابی هريرةؓ ان النبی ﷺ صف بهم بالمصلى فكبر عليه اربعا. (بخاری ۱۔۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ گاہ میں صفیں بنوائیں اور (نجاشی) کے جنازہ پر تکبیریں کہیں۔

جنازہ غائبانہ

عن عمران بن حصين ان رسول الله ﷺ وهم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه (ابن حبان وفی رواية وما نحن نحسب الا انها موضوعة بين يديه.

(مسند ۴۔۴۴۶)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے (نجاشی) کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہم سب صحابہ یہی گمان

کرتے تھے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔
(یعنی یہ جنازہ غائبانہ نہ تھا)

جنازہ اور مسجد

عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ جنازة فی المسجد فلاشئی له. (ابن ابی شیبہ ۳۔۳۶۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کو کوئی اجر نہیں ملتا۔

تکبیرات جنازہ

عن ابراهیم قال قبض رسول اللهﷺ والناس مختلفون فی التکبیر علی الجنائز لا تشاء ان تسمع رجلا یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر سبعا واخر یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر خمسا و اخر یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر اربعا الا سمعة فاختلفوا فی ذلک فکانوا علی ذالک حتی قبض ابو بکر فلما ولی عمر رای اختلاف الناس فی ذلک شق ذلک علیه جدا فارسل الی رجال من اصحاب رسول اللهﷺ فقال انکم معاشر اصحاب رسول اللهﷺ متی تختلفون علی الناس یختلفون من بعدکم ومتی تجتمعون علی امر یجتمع الناس علیه فانظروا امرا تجتمعون علیه فکانما ایقظهم فقالوا نعم ما رایت یا امیر المؤمنین فاشرعلینا فقال عمرؓ بل اشیروا علی فانما انا بشر مثلکم

فتراجعوا الامر بینهم فاجمعوا امره علی ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل تکبیر فی الاضحی والفطر اربع تکبیرات فاجمع امرهم علی ذلک

(طحاوی مترجم ۱۔۴۴۷)

ترجمہ: امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک تکبیر جنازہ کے متعلق اختلاف تھا۔ کوئی کہتا کہ میں نے آپ کو سات تکبیریں کہتے سنا۔ کوئی کہتا میں نے آپ کو پانچ تکبیریں کہتے سنا۔ کوئی کہتا میں نے آپ کو چار تکبیریں کہتے سنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات تک لوگوں میں یہی اختلاف رہا۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپ پر یہ اختلاف بہت شاق گزرا آپ نے فرمایا کہ تم اصحاب رسول ہو، تم اختلاف کرو گے تو بعد والے بھی اختلاف کریں گے اور گر تم نے اتفاق کرلیا تو تمہارے بعد والے بھی اتفاق کریں گے چنانچہ آپ نے اکابر صحابہ کو جمع فرمایا اور فرمایا اس بارے میں اتفاق کرو۔ چنانچہ پوری بحث وتمحیص کے بعد سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ نماز جنازہ چار ہی تکبیروں سے ہوا کرے گا اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر بھی فی رکعت چار تکبیریں ہی ہوا کریں گی۔

جنازہ دعا

عن ابی هریرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو خلوص سے دعا کرو۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۴۶ طبع نور محمد دہلی)

دعا کا طریقہ

عن فضالة بن عبيد يقول سمع رسول الله رجلا يدعوا في صلوته لم يمجد الله ولم يصل على النبي ﷺ فقال رسول الله ﷺ عجل هذا ثم دعاه فقال له اولغيره اذا صلى احدكم فليبدا بتمجيد ربه والثناء عليه ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يدعوا بما شاء.

(ابوداؤد مترجم ۱۔۵۵۲)

ترجمہ: حضرت فضالہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا اس نے نہ اللہ کی ثنا کی نہ نبی پر درود پڑھا۔ آپ نے فرمایا اس نے جلد بازی کی۔ پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا جب نماز پڑھو پہلے اللہ کی ثنا کرو پھر نبی پاک پر درود پڑھو پھر جو چاہے مانگو۔

طریقہ نماز جنازہ

عن الشعبي قال التكبيرة الاولى على الميت ثناء على الله و الثانية صلاة على النبي ﷺ و الثالثة دعاء للميت و الرابعة تسليم.

(عبدالرزاق ۳۔۴۹۱، ابن ابی شیبہ ۳۔۲۹۵)

ترجمہ: امام شعبی فرماتے ہیں نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل وجلالہ پر ثنا ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد نبی ﷺ پر درود ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا ہے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہے۔

Scanned with CamScanner

غیر مقلدین کے رسالہ

"مکتوب مفتوح"

پر ایک نظر

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ تقلید کی وضاحت

یہ ایک مسلمہ اور تاریخی حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریز کے دور حکومت سے قبل غیر مقلدین کا وجود نہ تھا۔ دور برطانیہ میں اس ملک میں تقلید اور ترک تقلید پر بحث و مناظرہ کا آغاز ہوا اور رد تقلید پر پہلی کتاب معیار الحق نذیر حسین دہلوی نے تحریر فرمائی اور آج تک روافض، منکرین حدیث، منکرین فقہ، مودودی، کیپٹن عثمانی وغیرہ تقلید کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں اور عوام کو پریشان کر رہے ہیں۔ ہم ان غیر مقلدوں سے چند علمی سوالات کے ذریعہ یہ مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں، امید ہے کہ وہ ضرور ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ سوالات سے پہلے گزارش ہے کہ آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دیتے ہیں۔ اس لیے جواب میں یا تو کوئی صریح آیت پیش فرمائیں یا صحیح صریح غیر معارض حدیث، ان دو کے علاوہ کوئی بات ہوئی تو جواب کالعدم سمجھا جائے گا۔

۱۔ تقلید کی تعریف: تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۶۰ ج ۱، ص ۲۶۵ ج ۱) یہ تعریف قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے ثابت ہے؟

۲۔ اس تعریف کے مطابق خدا یا رسول ﷺ کی بات کو بلا تحقیق دلیل مان لینا تقلید ہے یا نہیں؟

۳۔ اس تعریف کے موافق محدث کی رائے کو ماننا کہ یہ حدیث صحیح ہے، وہ ضعیف ہے، تقلید ہے یا نہیں؟

۴۔ کسی محدث کا کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف کہنا، اس کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں؟

Scanned with CamScanner

۵۔ اصول حدیث کے قاعدے خدا اور رسول کے بنائے ہوئے ہیں یا امتیوں کے گھڑے ہوئے ہیں، اور ان کو ماننا تقلید ہے یا نہیں

۶۔ تقلید کا حکم میاں نذیر حسین دہلوی ۱۳۲۰ھ، مولانا محمد حسین بٹالوی ۱۳۳۸ھ، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی ۱۳۹۴ھ، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ۱۹۴۸ء، مولانا نور حسین گھر جاکھی، مولانا محمد داود غزنوی، سب حضرات فرماتے ہیں کہ "مطلق تقلید کسی مجتہد کی اہل سنت سے واجب ہے" (معیار الحق ص ۴۱، اشاعۃ السنہ ص ۱۲۶ ج ۲۳، تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۵، نقوش ابو الوفا ص ۲۵۶، ارکان اسلام ص ۹۲، داؤد غزنوی ص ۳۷۵) تقلید کی کیا تعریف ہے اور واجب کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟

۷۔ اس تقلید کے واجب ہونے کی دلیل کونسی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث ہے؟

۸۔ کیا اجتہاد دلیل شرعی ہے؟ اجتہاد کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے بیان فرمائیں۔

۹۔ اجتہادی مسائل کون سے مسائل ہوتے ہیں، ان کی تعریف قرآن وحدیث سے بیان فرمائیں۔

۱۰۔ مجتہد کی شرائط قرآن وحدیث میں کیا ہیں؟

۱۱۔ صحابہ اور تابعین کے ہزاروں فتاویٰ جو کتب حدیث مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق میں موجود ہیں وہ سب احادیث رسول ہیں یا بعض فتاویٰ اجتہادی بھی ہیں۔

۱۲۔ مجتہد پر اپنے اجتہادی مسئلہ کی دلیل تفصیلی بیان کرنا فرض ہے یا واجب؟ کس دلیل سے؟

۱۳۔ عامی پر اجتہادی مسئلہ میں مجتہد سے دلیل تفصیلی کا مطالبہ کرنا فرض ہے یا واجب؟

Scanned with CamScanner

۱۴۔ فرض اور واجب کے تارک کا قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟ کافر ہے یا فاسق یا کیا؟

۱۵۔ جن صحابہ وتابعین نے اپنے اجتہادی مسائل کے ساتھ دلیل تفصیلی بیان نہیں کی وہ کس درجہ کے گنہگار تھے؟ فرض کے تارک تھے یا واجب کے؟

۱۶۔ جن صحابہ اور تابعین نے اجتہادی مسئلہ میں مجتہد صحابی سے دلیل تفصیلی کا مطالبہ نہیں کیا وہ سب لوگ فرض یا واجب کے تارک ہونے کی وجہ سے کس درجہ کے گنہگار تھے؟

۱۷۔ آپ کے مندرجہ بالا بزرگوں کے نزدیک تقلید واجب ہے، جو لوگ اس واجب کو بدعت یا حرام یا شرک کہتے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ کس درجہ کے گنہگار ہیں؟

۱۸۔ تقلید مجتہد کو حرام کہنے والوں کی دلیل قرآن وحدیث سے کیا ہے؟

۱۹۔ اگر تقلید شرک ہے تو شرک کی جامع مانع تعریف کریں اور اس کی دلیل میں آیت یا حدیث بتائیں۔

۲۰۔ بعض جذباتی لوگ کہتے ہیں کہ تقلید کتے کے پٹے کو کہتے ہیں، اس کی دلیل قرآن وحدیث میں کیا ہے؟

۲۱۔ جن علماء نے تقلید کو واجب کہا ہے، ان کے نزدیک کتے کا پٹہ گلے میں ڈالنا واجب ہے یا نہیں؟

۲۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ تقلید جہالت کا نام ہے تو کیا مندرجہ بالا علماء کے نزدیک جاہل رہنا واجب ہے؟

۲۳۔ تقلید کی ماہیت میں عدم علم بالدلیل داخل ہے یا عدم مطالبہ دلیل خاص تفصیلی مجتہد کا؟

۲۴۔ کیا تقلید واجب ہے؟ اور واجب کا ترک حرام ہے تو آپ کے مندرجہ بالا

علماء کے نزدیک دلیل کی تحقیق حرام ہوئی یا نہ؟ جو دلیل کی تحقیق کو حرام کہے وہ کس درجہ کا گنہگار ہے؟

۲۵۔ آپ کے مندرجہ بالا چھ علماء نے تقلید شخصی کو مباح کہا ہے، حوالہ جات وہی ہیں نمبر ۶ میں گزرے۔ مباح کی کیا تعریف ہے اور تقلید شخصی کے مباح ہونے کی دلیل قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

۲۶۔ یہودی اپنے احبار و رہبان کی جو تقلید کرتے تھے وہ اجتہادی مسائل میں تھی یا کفریہ مسائل میں؟

۲۷۔ کیا ان احبار رہبان کا مجتہد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

۲۸۔ یہ یہودی اپنے احبار رہبان کی تقلید شخصی کرتے تھے یا تقلید مطلق؟ قرآن وحدیث سے واضح فرمائیں۔

۲۹۔ جیسے اب تقلید شخصی کرنے والے اپنے مجتہد کی طرف نسبت کر کے حنفی، شافعی وغیرہ کہلاتے ہیں، وہ یہودی اپنے کو منسوب کر کے کیا کہا کرتے تھے؟ ان کی نسبتیں قرآن وحدیث سے واضح کریں۔

۳۰۔ اتباع اور تقلید ہم معنی ہیں یا قرآن وحدیث نے ان میں کوئی فرق بیان فرمایا ہے؟

۳۱۔ مشرکین اپنے آباء کی جو اتباع کرتے تھے، بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا وہ بے دلیل تھی یا بادلیل؟

۳۲۔ کیا مشرکین کے آباء مجتہد تھے؟ اور مشرکین اجتہادی مسائل میں ان کی تقلید کرتے تھے؟

۳۳۔ مشرکین اپنے آباء کی تقلید مطلق کرتے تھے یا شخصی؟ اگر شخصی کرتے تھے تو ان میں کتنے فرقے تھے اور ان کے نام کیا کیا تھے؟ نسبتی نام قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

۳۴۔ اگر یہود کے احبار اور مشرکین کے آباء مجتہد تھے تو کیا ان کو بھی صواب پر

دو اجر اور خطا پر ایک اجر ملتا تھا؟

۳۵۔ مذہب حنفی میں بعض مسائل میں فتویٰ حضرت امام اعظمؒ کے قول پر ہے، بعض میں صاحبین کے قول پر بعض میں امام حسن یا زفر کے قول پر یہ تقلید مطلق ہے یا تقلید شخصی؟

۳۶۔ اصول حدیث میں اختلاف کی صورت میں صرف شافعی اصولوں کو ماننا اور حنفی اصولوں کا انکار کرنا، یہ تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق؟

۳۷۔ کتب حدیث میں سے بخاری کو ماننا کتاب الآثار کو نہ ماننا، موطا امام مالک کو ماننا اور موطا امام محمد کو نہ ماننا، ترمذی کو ماننا طحاوی کو نہ ماننا، مشکوٰۃ المصابیح کو ماننا اور زجاجۃ المصابیح کو نہ ماننا، بلوغ المرام کو ماننا اور مستدلات حنفیہ کو نہ ماننا، تقلید مطلق ہے یا شخصی؟

۳۸۔ کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کے بارے میں غیر مقلد صرف اپنے فرقے کے مولوی کی مانتے ہیں، حنفی محدثین کی بات کو بالکل نہیں مانتے، یہ تقلید شخصی ہے یا مطلق؟

۳۹۔ غیر مقلدین صرف اپنے فرقے کے مولویوں کے بتائے ہوئے مسئلہ پر اعتماد کرتے ہیں، دوسرے فرقوں کے علماء پر بالکل اعتماد نہیں کرتے، یہ تقلید شخصی ہے یا مطلق؟

۴۰۔ اجتہادی مسئلہ میں مجتہد کی طرف نسبت کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلانے کو جو غیر مقلد کفر اور شرک کہتے ہیں، ان کے پاس قرآن یا حدیث کی کون سے دلیل ہے؟

۴۱۔ مسلمان دو حال سے خالی نہیں، مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کا اہل ہوگا یا نہیں۔ اول صورت میں وہ مجتہد کہلائے گا، دوسری صورت میں جب وہ خود اجتہاد نہیں کر سکتا تو بھی دو حال سے خالی نہ ہوگا یا کسی مجتہد کی تقلید کرے گا یا نہ اجتہاد کرے گا نہ تقلید، اول صورت میں وہ مقلد ہے دوسری صورت میں غیر مقلد، جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہے، دوسرے مقتدی، تیسرے امام کے مخالف جماعت کے ثواب سے محروم اول (امام) مجتہد کی جگہ ہے۔ مقلد مقتدی کی جگہ اور تیسرا غیر مقلد۔ اسی طرح

ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے دوسرے رعایا اور بعض باغی۔ بعض ڈاکٹر ہوتے ہیں، بعض مریض ان سے علاج کرا کے صحت یاب ہو جاتے ہیں اور بعض مریض علاج کرانے کی بجائے ڈاکٹر کو گالیاں بکتے ہیں اور بیماری کو بڑھاتے بڑھاتے مرجاتے ہیں۔ اس لیے کسی کو غیر مقلد ثابت کرنے کے لیے دو باتوں کا ثبوت ضروری ہے (۱) وہ اجتہاد کا اہل نہ تھا (۲) وہ نااہل ہو کر تقلید بھی نہ کرتا تھا۔

۴۲۔ کتنے صحابہ تھے جو نہ اجتہاد کر سکتے تھے نہ تقلید کرتے تھے بلکہ اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید کو شرک کہتے تھے؟

۴۳۔ تابعین اور تبع تابعین میں ایسے لوگ کون کون تھے؟

۴۴۔ محدثین کے حالات میں چار قسم کی کتابیں خود محدثین نے تحریر فرمائی ہیں۔ طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔ ان نسبتوں سے ظاہر ہے کہ یہ سب تقلید شخصی کرنے والے تھے، کیا یہ سب مشرک اور بدعتی تھے؟

۴۵۔ کسی محدث نے طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب لکھی ہو تو اس کا پتہ دیں کہ کہاں سے ملتی ہے؟

۴۶۔ اصحاب صحاح ستہ کو بعض لوگ بے دلیل غیر مقلد کہتے ہیں اور بہت سے جاہل بلا مطالبہ دلیل ان کی بات مان کر ان کو غیر مقلد سمجھتے ہیں، کیا یہ تقلید ہے یا نہیں؟

۴۷۔ اصحاب صحاح ستہ جن کا غیر مقلد ہونا نہ ان کے اقرار سے ثابت ہے نہ شرعی شہادت سے، ان کی کتابوں کو غیر مقلدین اپنی کتابیں کہتے ہیں اور نواب صدیق حسن، نواب وحید الزمان، مولانا عبدالواحد خانپوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ علماء جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا شرعی شہادتوں سے ثابت ہے، ان کی کتابوں کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اس پر حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

۴۸۔ علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کے مسائل لکھتے ہیں۔ اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المھدی، نزل الابرار، نہج المقبول، بدور الاہلہ،

Scanned with CamScanner

الروضۃ الندیہ، فقہ محمدیہ، عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اور عوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے، علماء کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث کے خالص مسائل ہیں، ان میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں یہ عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں۔ یہ مسائل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن وحدیث کے مسائل کے منکر ہیں اور عوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔ صرف ایک ایسی کتاب پیش کریں جو پاک وہند کے کسی غیر مقلد عالم نے لکھی ہو اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، قانون، وراثت وغیرہ کے مکمل مسائل ہوں اور ہر ہر جزئی مسئلہ پر صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کی ہو اور عوام غیر مقلدین کا اتفاق ہو کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں قرآن وحدیث کے علاوہ یا اس کے خلاف کوئی مسئلہ نہیں۔ ایسی کتاب کا ضرور مکمل پتہ دیں کہ کہاں سے دستیاب ہے؟

۴۹۔ غیر مقلدین کا آپس میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہے، ہاں ایک بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے کسی غیر مقلد عالم نے ایک بھی ایسی کتاب نہیں لکھی، جس میں دین کے مکمل مسائل ہوں اور ہر ہر جزئی مسئلہ صریح آیات واحادیث سے ثابت ہو۔ اکثر کتابیں نامکمل بھی ہیں، بے دلیل بھی ہیں اور ایسے شرمناک مسائل سے پُر ہیں کہ غیر مقلدین پریشان ہیں کہ کاش ان کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

فقہ سے متعلق چند ضروری باتیں

فقہ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کریں اسے فقیہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن اس دنیا میں جو لوگ قرآن پاک کے مخالف ہیں اور لوگوں کو قرآن پاک سے بدظن کرنے کے لیے متواتر قرآن پاک کو چھوڑ کر شاذ وضعیف قراءتوں پر اعتراضات کرتے ہیں اور منکرین حدیث سنت رسولؐ

سے بدظن کرنے کے لیے بعض شاذ وضعیف روایات کو لے کر کبھی قرآن کے خلاف کہتے ہیں کبھی ننگ انسانیت کہتے ہیں اسی طرح فقہ کے مخالفین کا حال ہے، جس طرح حدیث کی کتابوں میں بعض احادیث صحیح بعض منسوخ بعض ماؤل اور بعض ضعیف و متروک ہوتی ہیں، اسی طرح فقہ کی شروح وفتاویٰ پر جو علماء کے لیے لکھے گئے ہیں، ان میں بعض اقوال مفتی بہا اور معمول بہا ہوتے ہیں ان کو مذہب حنفی کہتے ہیں، بعض مرجوح عنہ بعض ماؤل اور بعض شاذ متروک ہوتے ہیں۔ اس لیے فقہ حنفی پر اعتراضات کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ:

ا۔ پہلے یہ ثابت کرے کہ جس قول پر وہ اعتراض کر رہا ہے، وہ مفتی بہ (مضبوط) قول ہے اور احناف کا اس پر بلانکیر عمل جاری ہے۔ ورنہ ضعیف و متروک اقوال پر اعتراض کرنے سے مذہب حنفی پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جیسا کہ شاذ و متروک قراءتوں پر اعتراض کرنے سے قرآن پاک پر کوئی اعتراض نہیں اور شاذ متروک احادیث پر اعتراض کرنے سے سنت متواترہ ہرگز متاثر نہ ہوگی۔ بلکہ اعتراض کرنے والے کی حماقت اور جہالت ثابت ہوگی کہ جب مسلمان ان شاذ قراتوں کی تلاوت ہی نہیں کرتے، ان متروک احادیث پر عمل نہیں کرتے تو اعتراض کیا اور کن پر؟

۲۔ فقہ کے اصول چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس شرعی۔ کتب فقہ کی شروح میں وضاحت ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن سے ثابت ہے، فلاں حدیث سے فلاں اجماع سے فلاں قیاس سے۔ اس لیے سائل کو پہلے مدعی کا دعویٰ بیان کرنا ہوگا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو کس نام سے پیش کیا ہے؟ اگر قرآن کے نام سے پیش کیا ہے تو قرآنی دلیل کا مطالبہ کرو۔ اگر حدیث کے نام سے پیش کیا ہے تو حدیث کا مطالبہ کرو۔ اگر اجماع اور قیاس کے نام سے پیش کیا ہے تو اس کا مطالبہ کرو۔ الغرض جس طرح منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث کا ہر مسئلہ قرآن پاک کی صریح آیت سے ثابت کرو اور ان کا یہ سوال غلط ہے، اسی طرح فقہ کے بارے

Scanned with CamScanner

میں کسی خاص دلیل کا مطالبہ غلط ہے، ہاں مطلق دلیل کا مطالبہ صحیح ہے، مجیب کو حق ہے کہ وہ ادلہ اربعہ میں سے جس دلیل سے چاہے، ثابت کرے۔

۳۔ سائل کو یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ فقہاء نے آج تک اس مسئلہ کی ادلہ اربعہ سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

۴۔ اور یہ مفتیٰ بہ معمول بہ قول فلاں آیت یا فلاں حدیث صحیح صریح غیر معارض کے صراحتاً خلاف ہے اور اس آیت یا حدیث کے بارے میں فقہاء نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔

عام طور پر غیر مقلدین کا یہ طریقہ ہے کہ مسائل ذکر کرتے وقت مفتیٰ بہ اور معمول بہ قول چھوڑ کر غیر مفتی بہ اور متروک قول پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کے خلاف بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں لکھتے، بس اتنا لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور اگر کہیں کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے بھی ہیں تو ایک تو وہ دلیل چھپا جاتے ہیں جو فقہاء نے اس مسئلہ کی بیان کی ہے اور جس آیت یا حدیث کو اس نے اپنی غلط فہمی یا کج فہمی اور بدفہمی کی وجہ سے فقہ کے خلاف سمجھا ہے اس کی جو وضاحت فقہاء نے فرمائی ہے اس کو بھی چھپا جاتے ہیں اور یہ کتمان اور چھپانا قرآن پاک کی تصریح کے مطابق یہود کی عادت تھی اگر وہ مسئلہ اسی انداز میں لکھیں جس طرح فقہاء نے لکھا اور اس کے دلائل جو فقہاء نے بیان کیے ہیں، ان کو بھی بیان کرتے تو معلوم ہوتا کہ فقہاء ان اعتراضات کے جوابات سے معترض کے پیدا ہونے سے بھی پہلے فارغ ہو چکے ہیں۔

صاحب مکتوب مفتوح اس اعلان کے ساتھ اسٹیج پر آئے ہیں کہ وہ بائیس سال حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ہیں، لیکن کتاب دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یا تو انہیں حدیث وفقہ کی ہوا بھی نہیں لگی یا بددیانتی اور دجل وفریب کا یہ شخص مجسمہ ہے۔

اصل کام تو یہ تھا کہ وہ عالمگیری، درمختار وغیرہ کا بالترتیب خلاف قرآن و حدیث ہونا

ثابت کرتے اور پھر اس طرح مفصل کتابیں لکھتے، مگر لاکھوں مسائل میں سے صرف چالیس مسائل پر وہ اعتراض کر سکے ہیں جس میں صرف ان کی روایتی بد دیانتی اور جہالت کا دخل ہے۔

لکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کے مندرجہ ذیل مسائل قرآن و سنت کے صریحاً خلاف اور ننگ انسانیت مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا جائے اور ان پر عمل کرنے کی ممکنہ صورتیں بھی واضح کی جائیں۔ بینوا و توجروا.

اس سے یہ تو مفتی صاحب نے مان لیا کہ جن چالیس مسائل پر میں نے اعتراض کیا ہے ان پر احناف کا عمل نہیں ہے، اسی لیے عمل کی ممکنہ صورتیں پوچھ رہے ہیں۔ یہ فقہ کے متروک مسائل ہیں تو اب اعتراض کن پر؟ عوام ان پر عامل نہیں تو کیا اعتراض؟ اور علماء ان پر فتویٰ نہیں دیتے، ان پر کیا اعتراض؟

پھر یہ بھی جھوٹ بول دیا گیا کہ یہ مسائل قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف ہیں مگر ایک مسئلہ کے خلاف بھی صریح آیت لکھی نہ صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھی، نہ یہ ہی ثابت کیا کہ ننگ انسانیت کیسے ہیں؟

مسئلہ نمبر ۱

حشفہ یا اس کی برابر عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر داخل کیا تو اگر جماع کی لذت پائے تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں ہوگا (گویا ہندو بنا رہے ہے) (ردالمختار ص ۱۵۲ ج ۱)

(۱) اس مسئلہ کو نقل کرنے میں بد دیانتی کی ہے، پہلی جہالت تو یہ ہے کہ مفتی صاحب کو درمختار اور ردالمختار کا فرق معلوم نہیں۔ یہ مسئلہ درمختار میں ہے اور مفتی صاحب اسے ردالمختار کے حوالہ سے لکھ رہے ہیں۔

(۲) پوری عبارت یہ ہے (اولج حشفة) او قدرها (ملفوفة بخرقة ان وجد لذة) الجماع (وجب) الغسل (والا لا) على الاصح والا حوط الوجوب (درمختار ص ۱۱۱ ج ۱) یعنی حشفہ اور اس کی مقدار کپڑا لپیٹ کر داخل کیا اگر

جماع کی لذت پائی تو غسل فرض ہو گیا۔ (کیونکہ حدیث پاک میں ہے **اذا التقی الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل** (ردالمحتار) یعنی جب دونوں ختنے کے مقام چھو جائیں اور حشفہ غائب ہو گیا اور لذت کے احساس کی وجہ سے شرمگاہیں بھی چھو گئیں تو غسل فرض ہو گیا) اور اگر حشفہ تو غائب ہوا مگر کپڑے کی موٹائی کی وجہ سے لذت محسوس نہ ہوئی تو شرمگاہوں کا مس نہ پایا گیا۔ اس لیے کہ حدیث کی دونوں شرطوں میں سے ایک شرط نہ پائی جانے سے علی الاصح یعنی صحیح مذہب پر غسل واجب نہیں ہونا چاہئے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ ایک شرط کی وجہ سے واجب ہی کہا جائے پس غسل واجب ہو گا۔

(۳) یہ تو ہمارا مسئلہ تھا کہ ایسی حالت میں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کو واجب کہا جائے، لیکن مفتی صاحب اپنے گھر میں دیکھیں، مولانا وحید الزمان اپنی رائے نہیں بلکہ نبی کی فقہ کا مسئلہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ولو لف الحشفة بخرقة ثم اولجها فان وجد لذة الجماع اغتسل والا لا (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱)

اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹا پھر داخل کیا اگر جماع کی لذت پائی تو غسل کرے ورنہ نہیں۔

(۴) مفتی صاحب، جناب نے تبصرہ فرمایا ہے کہ ہندو بنا رہے ہے، یہ ہندو تو آپ کو اپنے گھر میں مل گیا، پھر اس نے اس کو فقہ النبی کہا ہے، ذرا یہ مسئلہ صراحتاً حدیث سے دکھا دیں؟ یا غیر مقلد بننے کے بعد کیا نبی پر جھوٹ بولنا آپ کے مذہب میں جائز ہو جاتا ہے؟ کتاب کا پورا نام ہے "نزل الابرار من فقہ النبی المختار"

(۵) مفتی صاحب! یہاں تو کپڑا لپیٹنے کا ذکر ہے، صحیح بخاری میں تو کئی صحابہ کا مذہب ہے کہ بغیر کپڑے کے بھی بالکل ننگے اگر دخول کر لیں تو غسل لازم نہیں، اور خود امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (بخاری ص ۴۳ ج ۱)

Scanned with CamScanner

مفتی صاحب، آپ کے فرمان کے موافق تو بعض صحابہؓ اور امام بخاریؒ بڑے ہندو ہوں گے۔ (معاذ اللہ)

(۶) مفتی صاحب ایک مسئلہ میں آپ کو کتنی بد دیانتیاں کرنا پڑیں، ہمارا مسئلہ پورا نہ لکھا جو یقیناً ایک خیانت ہے اور خیانت حدیث میں منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔ اپنا مسلک بھی چھپایا اور امام بخاریؒ اور بعض صحابہ کا مسلک بھی چھپایا اور کتمان قرآن پاک کے موافق یہود کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔ اور پھر احناف کو ہندو بنانے کی کوشش کی مگر کسی نے سچ کہا ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔ اس لیے یہ لقب ہم عطائے تو بلقائے تو کہہ کر واپس بھیج رہے ہیں اور سب حضرات کہہ رہے ہیں حق بحقدار رسید۔ ہم آپ کا حق چھین کر کیوں خائن اور غاصب کہلائیں۔

مسئلہ نمبر ۲

چارپائے، مردہ عورت یا کم سن لڑکی کے ساتھ جماع کیا تو غسل واجب نہ ہو گا، نہ وضو ٹوٹے گا، اگرچہ حشفہ غائب ہو جائے۔ (یعنی جنبی پاک کا پاک ہے)
(ردالمختار ص ۱۵۴ ج ۱)

(۱) اگر مفتی صاحب لوگوں کو یہ فریب دینا چاہتے ہیں کہ فقہ حنفی میں چوپائے سے بدکاری جائز ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت چوپائے سے بدفعلی کرے یا کرائے تو تعزیر واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی ص ۱۵۵ ج ۳)

(۲) مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مسائل قرآن حدیث کے خلاف ہیں اس لیے ان کا فرض ہے کہ وہ کوئی آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ چوپائے یا مردہ سے بدفعلی کرنے پر بلا انزال غسل فرض ہے ورنہ ان مسائل کو قرآن حدیث کے خلاف کہنا قرآن و حدیث پر جھوٹ ہے۔

(۳) یہ تو چوپائے، مردہ عورت کا ذکر ہے، آپ کے مولوی محمد سعید بنارسی تو لکھتے ہیں " کہ حضرت عثمانؓ اور داؤد ظاہری اور امام بخاری اور بعض تابعین فرماتے ہیں کہ

اگر بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا۔" (ہدایت قلوب قاسیہ ص ۳۶) اور نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں "یہ مذہب حضرت عثمان اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر، ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کا ہے (الروضۃ الندیہ ص ۴۴ ج ۱) یہ مذہب امام بخاری کا ہے (ہدیۃ المھدی ص ۲۴ ج ۳) کیا ان حضرات کو آپ ساری عمر کا جنبی ہی قرار دیں گے؟

(۴) ذرا اپنے عقیدہ کے مطابق فقہ نبوی کا بھی مسئلہ پڑھ لیں "اگر چوپائے کی شرمگاہ یا جانور یا آدمی کی دبر میں عضو مخصوص داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ اور اگر مردہ عورت کی شرمگاہ میں داخل کرے تو راجح یہی ہے کہ غسل واجب نہیں" (نزل الابرار ص ۲۳ ج ۱) کیا فقہ نبویؐ میں بھی جنبی پاک کا پاک ہی رہتا ہے۔

(۵) کیا واقعی یہ مسائل حدیث صحیح سے ثابت ہیں یا وحید الزمان غیر مقلد نے اس کو فقہ نبوی کہہ کر حضورؐ پر جھوٹ بولا ہے؟

(۶) مفتی صاحب، ایک حدیث میں ہے انما الماء من الماء (الحدیث) کہ غسل انزال کے بعد فرض ہوتا ہے، دوسری حدیث ہے کہ جب عورت کو دخول ہو جائے، غسل فرض ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔ یہ دونوں حدیثیں بظاہر متعارض ہیں، اس لیے اس تعارض کو رفع کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت پڑی۔ احناف کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ حتی الوسع تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ اصل سبب وجوب غسل کا انزال ہی ہے انما الماء من الماء لیکن کبھی انزال حقیقتاً ہوتا ہے اور کبھی حکماً۔ حکماً انزال یہ ہے کہ اپنی ہم جنس کے ساتھ جو مشتھاۃ (محل جماع اور قابل شہوت ہو) سے جماع کرے تو ہم جنس ہونے کی وجہ سے دخول ہی کامل شہوت ہے اس لیے اس کامل شہوت کو قائم مقام انزال کے قرار دیا گیا، جیسا کہ اذا مس الختان والی حدیث ہے۔ غیر ہم جنس جانور یا مردہ جو محل شہوت نہیں رہا، یہاں محض دخول کمال شہوت نہیں بلکہ انزال کمال شہوت ہے۔ اس لیے انزال سے قبل غسل لازم نہ

ہوگا، انزال کے بعد لازم ہوگا۔ انما الماء من الماء (الحدیث) کے موافق ہے۔

(۷) اور صغیرہ اتنی چھوٹی کہ دخول ہو ہی نہ سکے، وہاں انزال سے پہلے غسل فرض نہ ہوگا اور جس میں دخول ہوسکتا ہے وہاں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔ مفتی صاحب نے قہستانی کی ضعیف اور مرجوح روایت ذکر کردی اور ردالمحتار ص ۱۱۲ ج ۱، بحرالرائق ص ۶۱ ج ۱، مراقی الفلاح ص ۵۷، طحطاوی ص ۵۷ پر ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اس پر غسل فرض ہے۔ مفتی صاحب بددیانتی نہ کرو، لا دین لمن لا دیانة له (الحدیث) کو یاد رکھو۔

مسئلہ نمبر ۳

انگلی یا غیرِ مرد مثلاً جن بندر، گدھا، مخنث اور مردہ کا ذکر بھی داخل کرے تو غسل کی حاجت نہیں (مگر اس کی ترکیب بھی امت کو بتایئے) (ردالمحتار ص ۱۵۲ ج ۱)

مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف کہا ہے مگر

(۱) ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے۔ محض قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲) اب بقول خود فقہ نبوی کا مسئلہ بھی سن لیں، نواب وحید الزمان فرماتے ہیں "اگر کسی نے انگلی شرمگاہ میں داخل کی یا آلہ احتقان داخل کیا یا غیر آدمی (مثلا ہاتھی، گھوڑے، گدھے، زیبرے وغیرہ) کا آلہ تناسل داخل کیا یا مخنث یا مردہ یا چھوٹے بچے کا عضو مخصوص داخل کیا یا لکڑی کا عضو مخصوص بنا کر داخل کیا خواہ پیشاب گاہ میں یا پاخانہ کی جگہ میں تو قول مختار کے مطابق غسل واجب نہیں۔" (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱)

(۳) مولانا آپ نے اپنے گھر میں یہ ترکیب یقیناً سمجھادی ہوگی ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالا تفعَلُوْنَ﴾ کا الزام سر پر نہ لیں۔

(۴) مفتی صاحب ہمیں ترکیب بتانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے ہاں اس پر تعزیر ہے۔ الاستمناء حرام و فیه التعزیر (درمختار ص ۱۵۶ ج ۳)

(۵) ہاں آپ پر ترکیب بتانا ضروری ہے کیونکہ آپ کے مذہب میں مشت زنی یا

Scanned with CamScanner

انگلی چلانے پر نہ حد ہے نہ تعزیر بلکہ بعض اوقات واجب ہے اور صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے (عرف الجادی ص ۲۰۷) واجب کی ترکیب بتانا بھی واجب ہوگی۔

(۶) پھر ہمارا مسئلہ بھی آپ نے غلط لکھا ہے۔ ردالمحتار ص ۱۱۲ ج ۱ پر ہے کہ عورت اگر شہوت کے لیے انگلی داخل کرے تو غسل فرض ہے۔ بہت افسوس کہ اس روایتی بد دیانتی کا نام آپ نے عمل بالحدیث رکھا ہے۔ باقی تفصیل مسئلہ نمبر ۲ میں گزر گئی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴

کنواری عورت سے جماع کرے اور کنوارپن زائل نہ ہو تو بھی غسل واجب نہیں۔ (ردالمحتار ص ۱۵۴ ج ۱)

(۱) فقہ حنفی اور بقول غیر مقلدین فقہ نبوی میں مسئلہ کا فرق ملاحظہ فرمائیں۔

فقہ حنفی: اگر کنواری کے پاس آیا اور کنوار پٹی زائل نہ ہوئی تو غسل فرض نہیں کیونکہ التقائے ختانین نہیں پایا گیا۔ ہاں اگر وہ عورت حاملہ ہو جائے تو یہ دلیل انزال کی ہے، اس لیے غسل فرض ہوگا اور غسل سے پہلے پڑھی ہوئی نمازیں دہرانی ہوں گی۔ (درمختار ص ۱۱۲ ج ۱)

فقہ نبوی: اگر کنواری کے پاس آیا، اس کی کنوار پٹی باقی رہی مگر حاملہ ہوگئی تو بھی نہ غسل فرض ہے نہ نمازیں دہرانا۔ (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱)

مولوی صاحب، دونوں مسئلوں کو بار بار پڑھیں اور شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیں۔

(۲) مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کے خلاف کہہ کر قرآن و حدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ کوئی صریح آیت و حدیث پیش نہ کی۔

مسئلہ نمبر ۵

کتا نجس العین نہیں، پانی میں گر پڑے منہ داخل نہ کیا ہو تو پاک ہے۔

(عالمگیری ص ۱۰)

مفتی صاحب فقہ نبوی بھی پڑھیں۔

(۱) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں " کتے کے گوشت، ہڈی، خون، بال، پسینہ میں کسی چیز کی نجاست ثابت نہیں " (بدور الاہلہ ص ۱۶)

(۲) کتے کا پیشاب بھی پاک ہے (ہدیۃ المھدی ص ۸۷ ج ۳)

(۳) کتے اور خنزیر کے لعاب بھی راجح قول پر پاک ہیں۔

(نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱)

(۴) کتے کا پاخانہ بھی راجح قول پر پاک ہے۔ (ایضا)

(۵) کتا پاک ہے اور اس کا تھوک بھی محققین کے نزدیک پاک ہے۔

(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۶) مفتی صاحب آپ کے مذہب کا مسئلہ ہے کہ کتا پانی میں گر جائے اور اس کا منہ بھی پانی میں ہو پھر بھی پانی پاک ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۷) یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایک بھی آیت یا حدیث پیش نہ کی، جس کا ترجمہ یہ ہو کہ " کتا نجس العین ہے "۔

مسئلہ نمبر ۶

نکسیر پھوٹ پڑے تو پیشانی اور ناک پر سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ (رد المحتار ص ۱۹۴)

(۱) مفتی صاحب آپ کے مذہب میں خون بھی پاک ہے اور حلال جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے اور فاتحہ قرآن نہیں، پھر آپ کو کیا اعتراض؟۔

(۲) ہمارے ہاں پیشاب اور خون ناپاک ہے اور ان سے قرآن پاک لکھنا ایسا ہی حرام ہے جیسے مردار حرام، خمر حرام، خنزیر حرام (در المختار ص ۱۹۴ ج ۱) اور قرآن پاک کا استخفاف اور بے ادبی کرنا ایسا کفر ہے جیسے نبی کو قتل کرنا، خانہ کعبہ گرا دینا، بت کو سجدہ کرنا (رد المحتار ص ۲۸۴ ج ۳) قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا تک ناجائز (در مختار) یہ سب حالت اختیار کے مسائل ہیں۔

حالت اضطرار جس طرح قرآن پاک نے مردار، خون، خنزیر کو حرام قطعی قرار دیا ہے، البتہ حالت اضطراری میں ان کے کھانے کی اجازت دی ہے کیا ایسی اضطراری حالت میں فاتحہ بوجہ نکسیر خون سے لکھنی جائز ہے، شامی میں لکھا ہے کہ ایسا کام کہیں منقول نہیں۔ اور ہمارا ظاہر مذہب منع کا ہے جواز کا قول ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ مفتی صاحب اگر بغیر حالت اضطرار بیان کیے کوئی کہے کہ قرآن میں خنزیر، مردار اور خون کو حلال لکھا ہے تو یہ قرآن پر جھوٹ ہے یا نہیں، یقیناً جھوٹ ہے اور ایسا ہی تم نے فقہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۳) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس میں اختلاف تھا، حالت اضطرار میں بھی اور ظاہر مذہب بھی منع کا ہے، آپ نے بددیانتی کی۔

(۴) یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے نہ کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش کی کہ حالت اضطرار میں حرام کی اجازت بالکل نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر ۷

کتا نجس العین نہیں، پانی میں گر پڑے تو خیر سلا۔ لیکن مسلمان کی میت گر پڑے تو تمام پانی ناپاک ہوگیا۔ (عالم گیری ص ۱۰)

یہ مفتی صاحب کا سفید جھوٹ ہے، عالمگیری میں تو یہ مسئلہ ہے کہ مرا ہوا کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ (عالمگیری ص ۱۹ ج ۱) جبکہ فتاویٰ ثنائیہ اور فتاویٰ علماء حدیث میں ہے کہ کتا کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں پاک رہتا ہے۔ اور مسلمان میت کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر غسل دینے سے قبل کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ (عموماً نجاست وغیرہ تلخی موت سے نکل جاتی ہے) اور غسل کے بعد گرے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایک آیت یا حدیث پیش نہ کر سکا کہ میت غسل سے قبل کنوئیں میں گر پڑے تو کنواں پاک رہتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸

اپنی دبر میں انگلی داخل کرے پوری غائب نہ کرے تو وضو سلامت ہے۔

(ردالمحتار ص ۱۴۸ ج ۱)

(۱) یہاں بھی مفتی صاحب نے بد دیانتی کی ہے ردالمحتار میں ہے "صحیح یہ ہے کہ اگر انگلی پر رطوبت یا بدبو لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (کیونکہ حدیث میں ہے "الوضوء مما خرج" تری یا بدبو سے نجاست نکلنے کا یقین ہو گیا) اور انگلی حقنہ کے حکم میں ہے، پھر لکھا ہے اگر اس پر تری یا بدبو نہ بھی ہو تو احتیاطاً وضو کر لے۔

(ردالمحتار ص ۱۰۱ ج ۱)

(۲) مفتی صاب اس مسئلے کے خلاف کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش کریں ورنہ فقہ کی دشمنی میں رات دن قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے سے توبہ کر لیں۔

مسئلہ نمبر ۹

اگر چوہا کنوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس سے تیس تک ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر چوہے کی دم کاٹ کر گرا دے تو تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ (عالمگیری ص ۱۰ ج ۱)

جواب: دونوں مسئلوں میں ایک ایک قید تھی جو مفتی صاحب نے گرا دی۔ پہلے میں یہ قید تھی کہ چوہا پھولا پھٹا نہ ہو اور دم کے ساتھ جو خون نجس ہے اس سے تمام کنواں ناپاک ہو گا اور اگر دم کو موم لگا دی کہ خون ساتھ نہیں تو حکم چوہے والا ہی رہے گا۔ جب خون نجس ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فاطمہ بنت جیش کو دھونے کا حکم دیا۔ "فاغسلی عنک الدم" (بخاری) یہ مسئلہ تو حدیث کا ہے، آپ کو کیا اعتراض ہے؟

مسئلہ نمبر ۱۰

شراب میں روٹی بھگوئی، پھر شراب سرکہ بن گئی تو روٹی پاک ہے۔

(عالمگیری ص ۴۳ ج ۱)

Scanned with CamScanner

جواب: (۱) جب شراب ہی سرکہ بن گئی تو روٹی کے ناپاک رہنے کی کیا وجہ، کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ سرکہ تو پاک ہو جاتا ہے مگر روٹی ناپاک رہ جاتی ہے۔

جواب: (۲) ذرا فقہ نبوی آپ کی بھی دیکھو "وہ روٹی جس میں شراب کی میل ڈالی جائے پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ (ص ۵۰ نزل الابرار ج۱)

(۳) صحیح بخاری شریف میں صاف لکھا ہے کہ مچھلی خمر میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دو، تھوری دیر بعد کھا لو۔

مسئلہ نمبر ۱۱

شراب میں چوہی گر گئی۔ پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو تناول فرمائیے (عالمگیری ص ۲۳ ج ۱)

"**نعم الادام الخل**" حضور ﷺ نے فرمایا بہترین سالن سرکہ ہے۔

(مسلم)

فقہ نبوی (۱) مفتی صاحب یہاں آپ سرکے کا رونا رو رہے ہیں آپ کی فقہ میں تو خود شراب ہی پاک ہے۔ (نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱، کنز الحقائق ص ۱۶، عرف الجادی ص ۱۰، بدور الاہلہ ص ۱۵)

(۲) آپ کے ہاں تو چوہا نکالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ "اگر چوہیا شراب میں گری اور سب سرکہ بن جائے تو سب کچھ پاک ہے" (نزل الابرار ص ۵۴ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۱۲

(۱) عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ (ردالمختار ص ۱۵۴ ج ۱)

الجواب: آپ اپنا مذہب سنیں: عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱، تیسیر الباری ص ۲۰۷ ج ۱، نیز دیکھو نووی شرح مسلم ص ۱۴۰ ج ۱، اہل حدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء ۱۲ ستمبر ۱۹۱۹ء) آپ نے

جھوٹ بولا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن حدیث کے خلاف ہے کیونکہ کوئی آیت وحدیث پیش نہیں کر سکے۔

(ب) اگر اپنی ہی دبر میں اپنا آلہ تناسل داخل کرلیا تو جب تک انزال نہ ہو غسل فرض نہ ہوگا۔ (یعنی صرف انزال پر کنٹرول رکھے باقی سب خیر ہے۔ معاذاللہ فقہ کے نام پر یہ بے حیائی۔ (درمختار ص ۵۰ ج ۱)

جواب: (۱) ذرا اپنی فقہ نبوی پڑھو۔ ''**ولو ادخل ذکرہ فی دبر نفسہ لایلزم الغسل الا بالا نزال** (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱) اگر اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرلیا تو بغیر انزال کے غسل لازم نہیں۔ فرمایئے کنٹرول ہے یا نہیں؟ یہ تو ہے غسل نہ ہونے کا مسئلہ کیونکہ شامی میں لکھا ہے کہ یہ بہیمہ اور مردہ سے بھی شہوت کا کم داعی ہے اس لیے کمال شہوت انزال سے ہوگا۔

(۲) رہی یہ بات کہ کیا یہ فعل جائز بھی ہے؟ تو شامی نے اسے چوپائے سے بد فعلی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس پر تعزیر واجب ہے اور ویسے بھی یہ استمناء کی ایک قسم ہے جو حرام ہے اور اس پر تعزیر ہے، البتہ آپ کے نزدیک جب استمناء بعض صورتوں میں واجب ہے تو اس کے وجوب میں کیا شبہ ہے؟ ورنہ استمناء اور اس فعل میں فرق کسی آیت یا حدیث سے واضح کریں۔

مسئلہ نمبر ۱۳

نجاست والے عضو کو زبان کے ساتھ چاٹ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے (مگر زبان) عالمگیری۔

الجواب: (۱) فقہا یہ بتاتے ہیں کہ تھوک پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے، جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے (استدراک الحسن ص ۱۵۰ ج ۱) آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ تھوک نہ پاک ہے نہ پاک کرنے والا ہے۔

(۲) نجاست کا چاٹنا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ (بہشتی زیور)

(۳) گنا وغیرہ چوستے وقت بعض اوقات خون دانت سے نکل آتا ہے۔ پانی ساتھ نہیں پھر اس کو چاٹ چاٹ کر مجبوراً تھوکتے ہیں۔ جب اثر خون کا ختم ہو جائے تو منہ پاک ہو گیا۔ اسی طرح سفر میں بعض لوگوں کو قے آ جاتی ہے ہونٹ اور منہ ناپاک ہو جاتا ہے، پھر مجبوراً پانی نہ ہونے کی وجہ سے تھوک تھوک کر ہی منہ صاف کر لیا جاتا ہے۔ سفر میں کسی کے ہاتھ میں سوئی چبھ گئی اور خون نکل پڑا پانی وغیرہ پاس نہیں تو اس پر تھوک تھوک کر بند اور صاف کر لیا جاتا ہے۔ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کر دیں کہ اس طرح منہ پاک نہیں ہوتا ہم ضد نہیں کریں گے، مان لیں گے۔

مسئلہ نمبر ۱۴

درہم برابر نجاست غلیظہ معاف ہے (گندگی سے پیار) عالمگیری ص ۲۳ ج ۱)

الجواب: (۱) پہلے تو یہ سمجھیں کہ منی، خمر، خون، مردار، خنزیر جن کو ہم نجاست غلیظہ کہتے ہیں یہ سب چیزیں آپ کے نزدیک تو ویسے ہی پاک ہیں، یہ سب چیزیں درہم تو کیا پورے جسم اور کپڑوں پر بھی لگی ہوں تو آپ کے کپڑے اور بدن پاک ہے۔

(۲) ہمارے ہاں معافی صرف فساد نماز سے ہے ورنہ اس حال میں نماز مکروہ تحریمی ہے (درمختار) اس طرح نماز پڑھنے سے گنہگار ہوگا۔ (عمدۃ الرعایہ ص ۱۵۰ ج ۱) نماز کی نیت باندھنے کے بعد ایک درہم نجاست کا علم ہو جائے تو نیت توڑ کر اسے دھولے (فتاویٰ غیاثیہ ص ۱۳ ا اور مکروہ تحریمہ ہونا اجماعاً ہے۔ (طحطاوی ص ۹۰) یعنی ہمارے ہاں نماز فاسد نہیں ہوتی اتنی معافی ہے ورنہ اس کا دھونا واجب ہے، نماز مکروہ تحریمی ہے، اس کو لوٹانا واجب ہے۔ وہ شخص گنہگار بھی ہے۔ ہمارا مسئلہ بیان کرنے میں بددیانتی کی ہے۔

(۳) اب ذرا اپنا مذہب جو قرآن و حدیث کے نام سے پیش کیا کرتے ہو سن لو۔ پس مصلی با نجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست (بدور الاہلہ ص ۳۸) آپ تو صرف ایک درہم کو رو رہے تھے یہاں تو پورا چھ فٹ لمبا دو فٹ چوڑا بدن بھی ناپاک ہو

تو اس کی نماز باطل نہیں ہو رہی۔

(۴) طہارت محمول وملبوس راشرط صحت نماز گردانیدن کماینبغی نیست (بدور الاہلہ ص ۳۹) ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز (عرف الجاوی ص ۲۱) نہ بدن کا پاک ہونا شرط نہ لباس کا نہ جگہ کا۔ مفتی صاحب یہ مسائل آپ کے بڑوں نے قرآن و حدیث کے نام سے پیش فرمائے ہیں۔ ان کا انکار آپ کے نزدیک قرآن وحدیث کے انکار کے مترادف ہوگا، ان کا انکار ذرا سنبھل کے کرنا کیونکہ ان کے انکار کے دو ہی نتیجے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اپنے اکابر کو قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والا مان لیں اور دوسرا یہ کہ وہ آپ کو قرآن وحدیث کا منکر قرار دیں۔

(۵) اب اس مسئلہ درہم کا ماخذ بھی آپ نے نہیں بیان کیا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ استنجاء کی جگہ پتھروں سے صاف نہیں ہوتی بلکہ نجس رہتی ہے جو نماز کے حق میں معاف ہے۔ (شرح مسلم ۱۳۶) اس کا بیان قدر درہم سے کر دیا گیا ہے (ہدایہ ص ۵۸ شامی ص ۲۳۱ ج ۱) اور یہ اندازہ بھی امام صاحبؒ کا نہیں بلکہ ایک ضعیف حدیث میں بھی ہے (دار قطنی) قتادہؒ اور حمادؒ سے بھی لفظ درہم مروی ہے (عبدالرزاق) امام نخعیؒ سے بھی مروی ہے۔ (کتاب الآثار)

(۶) مفتی صاحب جناب نے ہمارا مسئلہ بھی ادھورا بیان کیا، ہماری دلیل بھی ذکر نہ کی اور قرآن وحدیث پر بھی جھوٹ بولا کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے نہ وہ آیت آپ نے پیش کی نہ حدیث۔

مسئلہ نمبر ۱۵

چوتھائی کپڑے کے برابر نجاست خفیفہ بھی معاف ہے۔ (ہدایہ ص ۱۴)

(۱) مفتی صاحب جن کو ہم نجاست خفیفہ کہتے ہیں وہ آپ کے ہاں تو سب پاک ہیں اس لیے چوتھائی کی قید کی بھی کوئی ضرورت نہیں، پورا کپڑا الٹ پٹ ہو جائے

Scanned with CamScanner

تو پھر بھی پاک ہے تو آپ کا چوتھائی والوں پر اعتراض کیوں؟

(۲) پھر ہمارا مسئلہ بھی پورا نہیں لکھا، علامہ ابن الھمام فرماتے ہیں "والصلوٰة مکروھة مع مالا یمنع" (فتح القدیر ص۸۱ ج۱) اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ "کان ابو حنیفة یکرھه" (کتاب الآثار ص۱۵) آپ کے ہاں تو مکروہ بھی نہیں۔

(۳) یہاں بھی آپ نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بول دیا مگر وہ آیت یا حدیث پیش نہ کی جو اس مسئلہ کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶

کتے کے دانتوں کا ہار پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (ایضاً)

(۱) جب آپ کے مذہب میں کتے کی ہڈی پاک ہے تو دانت کس دلیل سے ناپاک ہیں؟

(۲) ہاتھی بھی حرام ہے اور کتا بھی جب ہاتھی دانت کا استعمال ہار وغیرہ میں جائز ہے تو کتے کے دانت کا استعمال بھی اسی حکم میں کیوں نہیں؟

(۳) آپ نے نہ آیت پیش کی ہے نہ حدیث کہ کتے کے دانتوں کا ہار پہننا حرام ہے، پہننے والے کی نماز جائز نہیں، ہاں ذرا نواب صاحب کی کتاب کا یہ کلیہ بھی یاد رکھنا کہ "الاصل الطھارة" (الروضة الندیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷

چوہیا کو ہمراہ لے کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۳۲ ج۱)

(۱) آپ نے تو قرآن وحدیث کے نام سے خنزیر کو بھی پاک مان لیا ہے (عرف الجادی ص۱۰، کنز الحقائق ص۱۳، بدور الاہلہ ص۱۶) اور پاک چیز کو ساتھ لے کر نماز پڑھنا کسی حدیث میں منع نہیں تو چوہیا پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

(۲) ہاں آپ صریح آیت یا صحیح حدیث پیش فرما دیں کہ چوہیا پاس آ جائے تو نماز نہیں ہوتی، ہم اس مسئلہ کو غلط مان لیں گے۔

Scanned with CamScanner

مسئلہ نمبر ۱۸

دباغت سے کتے کی کھال پاک ہوجاتی ہے۔ (درمختار ص۱۸۹ ج ۱)

(۱) آپ کے نزدیک تو کتا بھی خنزیر بھی، مردار بھی پاک ہے۔ پھر کھال ناپاک ہی نہیں کہ دباغت کی ضرورت ہو۔

(۲) حدیث میں ہے "**ایما اھاب دبغ فقد طھر**" جس چمڑے کو دباغت دی گئی وہ پاک ہوگیا، ہم نے اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے کو مستثنیٰ کیا ہے، خنزیر نجس العین ہے وہ دباغت کو قبول ہی نہیں کرتا اور انسان کی کرامت وعزت بحال رکھنے کے لیے دباغت سے ہی منع کر دیا ہے مگر آپ کے نزدیک تو خنزیر اور انسان کا استثناء بھی نہیں۔ (نزل الابرار ص۳۰ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۱۹

(۱) کتے کو شرعی طریقے سے ذبح کرلیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوجاتی ہے (اسلامی ممالک میں اس نفع مند صنعت کو جاری کریں) آپ کے ہاں تو کتا مردار ہو جب بھی پاک ہے، پھر ذبح پر آپ کو کیا اعتراض؟

(۲) ہدایہ میں اس کی وجہ لکھی ہے کہ "**لا نہ یعمل عمل الدباغ فی ازالۃ الرطوبات النجسیۃ** (رواہ النسائی) اور **ذکاۃ کل مسک دباغہ**" (حاکم) آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ ذبح دباغت نہیں۔ ہم تسلیم کرلیں گے۔

مسئلہ نمبر ۲۰

اور ذبح کر لینے سے کتے کا گوشت بھی پاک ہوجاتا ہے (**سبحان اللہ** افریقی مسلمانوں کی غذائی قلت دور کرنے کا پاک حنفی منصوبہ (درمختار ص۱۸۹ ج ۱)

(۱) مفتی صاحب اگر صرف پاک ہونا، غذا بھی ہے تو آپ کو ذبح کی کیا فکر، آپ کے ہاں تو مردار بھی پاک ہے۔ خنزیر بھی پاک ہے، منی بھی پاک ہے، خمر بھی پاک ہے، شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے، کتے کا پیشاب بھی پاک ہے، آپ افریقی

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کا فکر نہ کریں پہلے اپنی غذائی قلت دور فرمالیں۔

(۲) ہمارا ضعیف قول آپ نے نقل کیا اور صحیح قول چھوڑ دیا۔ یہ روایتی بد دیانتی کیا قبر تک آپ کے ساتھ ہی جائے گی؟ صحیح قول کے مطابق گوشت پاک نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح ص ۹۷، حاشیہ ہدایہ ص ۲۵ ج ۱، فتح القدیر ص ۳۹ ج ۱، کبیری ص ۱۴۴)

(۳) آپ نے قرآن وحدیث کے نام سے جو فقہ نبوی مرتب کی ہے اس میں بھی یہی مسئلہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ (کتا، چیتا، لومڑی، ہاتھی، گدھا) سب جانوروں کا گوشت ذبح سے پاک ہو جاتا ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) ابھی غذائی قلت دور ہوئی یا نہیں؟

مسئلہ نمبر ۲۱

کتے کی کھال کا ڈول اور مصلیٰ بنایا جا سکتا ہے (پھر ایسے پاک مصلوں اور ڈولوں کو مساجد میں اور کنوئیں پر استعمال کیا کیجئے۔ (درمختار ص ۱۹۲ ج ۶)

جواب: (۱) آپ کے نزدیک تو کتا پاک ہے، خون بھی پاک ہے، مردار بھی پاک ہے۔ اس لیے آپ کے مذہب میں تو مردار کتے کی خون آلود کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے ورنہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ پاک چیز کا مصلیٰ اور ڈول بنانا منع ہے۔

(۲) جب کہ ہمارے نزدیک بلا دباغت کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا ہرگز جائز نہیں۔

(۳) جب حدیث کے مطابق کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو پاک کھال کا مصلیٰ بنانا کسی آیت یا حدیث میں منع ہے۔

(۴) آپ کی نام نہاد فقہ نبوی میں بھی یہی مسئلہ ہے ''کتے کی کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے''۔
(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۵) آپ نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے کہ قرآن وحدیث میں پاک

کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا منع کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲

کتا ساتھ اٹھا کر نماز پڑھنا درست ہے (براہ کرم برطانیہ کے مسلمانوں کو یہ فتویٰ سنا دیجئے کہ وہ غریب کتا پرستی کا شوق پورا کرسکیں۔ (درمختار ص۱۹۲ ج ۱)

(۱) زندہ کتا نجس العین ہے یا نہیں، اس بارے میں احادیث میں اختلاف ہے، جن احادیث سے کتے کی بیع کا منع ہونا بلکہ کتے کو رکھنا ہی منع ہے ان سے اس کا نجس العین ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن جن آیات واحادیث سے کتے کے شکار کا حلال ہونا، رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کا جواز نکلتا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کتا نجس العین نہیں، یہی زیادہ صحیح قول ہے۔

(۲) ہاں اس کا خون، پیشاب، پاخانہ اور لعاب احناف کے ہاں نجاست غلیظہ ہے اور غیر مقلدین کے ہاں پاک۔

(۳) جس طرح پاک بچہ نمازی کی کمر پر چڑھ جائے جیسے سیدنا امام حسینؓ آنحضرت ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے تھے یا کسی ضرورت کی بنا پر (عمل قلیل سے) بچے کو اٹھالے جس طرح آنحضرت ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ بنت عاصؓ کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایسے ہی کوئی پاک جانور نمازی کی پشت پر سوار ہو جائے یا کسی ضرورت سے اسے اٹھالے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث امامہؓ کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: **علی صحة صلوٰة من حمل آدمیا و کذا من حمل حیوانا طاهراً.** (شرح مسلم)

(۴) آپ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، یہ آپ کا قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے، ورنہ صریح آیت یا صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں، جس میں یہ ہو کہ کسی ضرورت کے وقت پاک جانور کے اٹھانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۵) آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ برطانوی مسلمانوں کی کتا پرستی کا شوق پورا ہو۔ کیا

Scanned with CamScanner

واقعی برطانیہ کے مسلمان کتا پرست ہیں، خدا پرست نہیں؟

(۶) کیا کسی چیز کو نماز میں اٹھانا اس کی پرستش ہے اور کیا معاذ اللہ آنحضرت ﷺ امامہ پرست تھے؟

(۷) آپ کے وحید الزمان فرماتے ہیں کہ ''کتے کو اٹھا کر نماز پڑھی جائے تو نماز فاسد نہیں'' (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) ہاں اس مسئلہ میں احناف اور آپ کے مذہب میں کئی فرق ہیں۔

(۸) شامی میں بدائع سے نقل کیا ہے کہ کتے کا منہ باندھا ہو کیونکہ اس کا لعاب ناپاک ہے اگر اس کا لعاب نمازی کے بدن یا کپڑوں کو لگ گیا تو نماز نہیں ہو گی، مگر آپ کے مذہب میں کتے کا لعاب پاک ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) اس لیے کتا قے بھی نمازی غیر مقلد پر کرتا رہا۔ کتے کا لعاب نمازی کے جسم اور کپڑوں پر بہتا رہا، پھر بھی کتا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (آپ کے مذہب میں)

(۹) آپ کے ہاں محققین کے نزدیک کتے کا پیشاب یا پاخانہ بھی پاک ہے (نزل الابرار ص ۵۰ ج ۱) اسلئے کتا اپنے پیشاب پاخانے میں لت پت ہو اور غیر مقلد نمازی اٹھالے اور وہ کتا غیر مقلد نمازی پر مزید پاخانہ پیشاب کرتا رہے تو بھی غیر مقلد کی نماز درست ہے۔

(۱۰) کتا خون میں لت پت ہے، غیر مقلد کے مذہب میں خون پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ص ۴۹) اس لیئے غیر مقلد خون میں لت پت کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تب بھی نماز جائز ہے، جبکہ ان (۸، ۹، ۱۰، ۱۱) صورتوں میں احناف کے نزدیک نماز درست نہیں۔

(۱۱) غیر مقلد کے مذہب میں کتے کا گوشت اور ہڈی بھی پاک ہے، اس لیے کتے کا گوشت جیب میں ڈال کر اور کتے کی ہڈیوں کا ہار گلے میں ڈال کر غیر مقلد نماز پڑھے تو جائز ہے، مفتی صاحب آپ کی کتا پرستی کتنی قابل ہے؟

(۱۲) اگر مفتی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ وحید الزمان اور نواب صاحب نے یہ مسائل لکھ کر حضور ﷺ پر جھوٹ بولا ہے اور آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے والا

قطعی جہنمی ہے اور جن غیر مقلدین نے ان کی تردید نہیں کی، وہ گونگے شیطان ہیں تو صاف الفاظ میں اس کا جھوٹا جہنمی ہونا لکھ کر مندرجہ بالا چیزوں کا ناپاک ہونا ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح حدیث سے ثابت فرمادیں۔

مسئلہ نمبر ۲۳

شامی میں استحقاق امامت کی اٹھارہ شرائط ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کی بیوی مقابلۃً زیادہ خوب صورت ہو۔ (درمختار ص ۵۲۱ ج ۱، ص ۳۷۵ ج ۱)

جواب: (۱) نہ شامی میں امامت کے اٹھارہ شرائط ہیں اور نہ ہی بیوی کی خوبصورتی کا مسئلہ شرائط امامت میں سے ہے۔

(۲) نزل الابرار ص ۹۶ پر ۱۸ کی بجائے ۲۲ کا ذکر ہے جن میں نمبر ۱۳ پر احسن زوجۃ کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۳) مفتی صاحب علم فقہ سے بالکل جاہل ہیں، شرط وہ ہوتی ہے کہ "اذا فات الشرط فات المشروط" کسی فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ نہیں لکھا کہ اگر امام کی بیوی خوبصورت نہ ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز بوجہ فوت شرط باطل ہے۔

(۴) کپڑے کا بقدر ستر عورت ہونا شرط نماز ہے خواہ کسی رنگ کا ہو مگر سفید حضور ﷺ کو زیادہ محبوب تھا اس لیے اولیٰ ہے۔ اب کوئی جاہل یہ مسئلہ پڑھ کر کہ سفید کپڑا اولیٰ ہے اس کو شرط سمجھ کر یوں کہہ دے کہ سفید کپڑے کے علاوہ ہر کپڑے میں نماز باطل ہے تو ایسا احمق غیر مقلدوں میں سے ہی ہو سکتا ہے کوئی عقل مند تو اس کی جہالت میں شک نہ کرے گا۔

(۵) اولیت امامت کے مسائل میں ہے کہ اگر کسی جگہ امامت میں جھگڑا ہو جائے تو سب سے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ ان میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے۔ اگر وہ سب امیدوار فقہ، علم سنت، ہجرت، پرہیز گاری، حسن اخلاق، تہجد گزاری، خوش خلقی شرافت نسب، حسن صوت میں برابر ہوں، امامت کا اجر حاصل کرنے کے متمنی ہوں تو ان سب باتوں کے بعد اولیٰ اس کو قرار دیا جائے گا جس کی بیوی خوبصورت، نیک سیرت ہو، کیونکہ ایسی بیوی سے خاوند کو محبت ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے

Scanned with CamScanner

کہ "خیارکم خیارکم لنسائہ" (مشکوٰۃ) اور یہ بھی فرمایا "خیرکم خیرکم لاھلہ" تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہو۔ کیونکہ جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہوگا، محبت رکھے گا وہ عادتاً غیر محرم عورتوں کی طرف نظر نہ اٹھائے گا اور پاک دامن ہوگا اور بدصورتی اور بدسیرتی عورت میں ہو تو خاوند اپنی عورت سے نفرت کرے گا اور عادتاً دوسری عورتوں کی طرف نظر رکھے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیک صورت اور نیک سیرت عورت کا خاوند عادتاً اس سے محبت اور نیک سلوک کی وجہ سے خیر ہوگا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا "لیؤمکم خیارکم" (ابن عساکر) یعنی بہتر لوگ تمہاری امامت کرائیں، اب فرمایئے دلیل کے دونوں مقدمے حدیث سے ثابت ہیں کہ امام بہتر کو بناؤ اور بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے بہتر ہو اور اس بہتری کی بنیاد بیوی کا حسن صورت اور حسن سیرۃ ہے۔

(۶) آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ وہ کونسی آیت یا حدیث صحیح ہے کہ امام اس کو بناؤ جس کی بیوی بدصورت اور بدکردار ہو۔ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے کا نام آپ نے عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔ اعاذنا اللہ منہا.

مسئلہ نمبر ۲۴

اور یہ بھی کہ امام بڑے سر والا اور چھوٹے عضو مخصوص والا ہو کیا خوب، فقہ حنفی کے روپ میں حسن پرستی اور عضو پیمائی کا تماشا۔ (درمختار ص ۱۲۵ ج ۱، ص ۳۷۵ ج ۱)

جواب: وہاں عضو مخصوص کا نہ صرف یہ کہ ذکر نہیں بلکہ اس کی تردید ہے، مفتی صاحب بلاوجہ ہی فقہائے احناف کے عضو مخصوص سے جا لپٹے ہیں، وہاں صرف عضو کا لفظ ہے اور شامی میں وضاحت ہے کہ عضو مخصوص ہرگز مراد نہیں۔ پھر کیا مراد ہے؟ آپ کے غیر مقلد نواب وحید الزمان نے احناف کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اکبر راسا واصغر قدما اور یہی وضاحت عرف میں بھی ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں "سر وڈے سرداراں دے تے وڈے پیر گنواراں دے" یعنی یہ اعتدال

کے ساتھ سر بڑے ہوں اور اعضاء متناسب ہو، کمال عقل کی دلیل ہے اور اعضاء میں فتور اختلال مزاج کی دلیل ہے۔ اس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حدیث پاک اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ جتنی جماعت بڑی ہوگی، اتنا اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ جماعت کی کثرت میں جہاں اور اسباب ہیں وہاں سب سے بڑا سبب امام کا عقل مند ہونا بھی ہے۔ وہ عقل مند ہوگا تو لوگوں کو ساتھ ملائے گا، اگر کم عقل ہوگا تو جماعت میں افتراق وانتشار پھیلائے گا۔ تو مسئلہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ زیادہ عقل والا امام جو جماعت کی کثرت کا باعث ہو، اس امام سے بہتر ہے جو کم عقل ہو اور لوگ اس کے رویے سے تارک جماعت بن جائیں۔

اب آپ کا فرض ہے کہ کوئی ایک آیت یا حدیث صحیح پیش کرو جس کا معنی یہ ہو کہ امام وہ بہتر ہے جو کم عقل ہو اور لوگوں کو لڑانے والا ہو، ورنہ تمہارا یہ کہنا کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵

فارسی میں ایمان لانا، تکبیر کہنا، سلام کہنا، تکبیر تحریمہ کہنا اور نماز کے تمام اذکار پڑھنا حتی کہ فارسی میں قراءت کرنا سب جائز ہے۔ (درمختار ص ۳۲۵ ج ۱)

الجواب: (۱) معترض نے اپنی طرف سے مسئلہ کا خلاصہ گھڑ لیا ہے، یہاں قید عجز کی موجود ہے کہ جو عربی زبان سے عاجز ہو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ غیر عربی میں قراءۃ اور اذکار ادا کر لے۔

(۲) جو عربی زبان پر قادر ہو اس کے لیے غیر عربی میں قراءت کے پہلے امام صاحبؒ قائل تھے بعد میں رجوع فرما لیا۔ (ہدایہ، شامی) مرجوع عنہ قول منسوخ کے حکم میں ہوتا ہے۔ اب مفتی صاحب کا عجز قابل داد ہے کہ منسوخات پر اعتراض کر رہے ہیں جیسے منسوخ احادیث قبلہ بیت المقدس، متعہ، کلام در نماز وغیرہ کی احادیث پیش کر کے عوام کو دھوکا میں ڈال رہے ہیں۔

(۳) قرأۃ کے علاوہ باقی اذکار کا جواز ہے مگر اصل عربی میں ہیں مثلاً تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے اس کا معنی ادا کرے تو فرضیت تو ادا ہو جائے گی، مگر ترک واجب کا گناہ ہوگا (شامی) تو خلاصہ یہ نکلا کہ لفظ اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا واجب ہے فرض نہیں۔ آپ اگر ایک آیت یا حدیث پیش کریں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا فرض ہے، واجب نہیں تو ہم ضد نہیں کریں گے، مان لیں گے، کہ یہ فقہ کا مسئلہ حدیث کے خلاف ہے۔

(۴) آپ ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث پیش فرمائیں کہ غیر عربی میں ایمان لانے والے مسلمان نہیں، غیر عربی میں سلام کرنا جائز نہیں یا کوئی ذکر و دعا غیر عربی میں جائز نہیں؟

مسئلہ نمبر ۲۶

نظم عربی بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے (نور الانوار ص ۹) عربی اور فارسی اہل جنت کی زبان ہے (درمختار ص ۳۳۵ ج ۱) سبحان اللہ فارسی کے یہ فضائل، اس لیے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عربی تھے اور امام اعظم فارسی۔

الجواب: (۱) سوال نمبر ۲۷ میں مفتی صاحب نے حضور کو امام اعظم کہا تھا، اب امام ابو حنیفہؒ کو۔ غور فرماویں شاید رجوع فرما لیا ہے۔

(۲) نظم عربی ہر بندے کے لیے حجاب نہیں صرف اس کے لیے بن سکتا ہے جو قرآن پاک کی بلاغت اور مسجع مقفی عبارات پر دھیان لگائے اور اصل ذات و صفات الٰہی سے توجہ ہٹالے۔ پھر یہ توجیہ اس قول پر مبنی ہے جس سے امامؒ نے رجوع فرمالیا تو اب یہ توجیہ بھی مرجوع عنہ قرار پائی۔

(۳) یہ درست ہے کہ آنحضرت ﷺ عربی النسل ہیں اور امام اعظم فارسی النسل ہیں، اور آنحضرت ﷺ کے فرمان "**اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اہل فارس لو کان السلام فی الثریا لتنا ولہ رجال من اہل فارس**"

(ک ت ص ۹۷ بحوالہ حلیۃ الاولیاء) کے کامل مصداق ہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ''وہ (اہل فارس) میری سنت کے تابع دار اور میرے آثار کے پیرو کار ہوں گے'' اسی لیے تمام امت آپ کو امام اعظم کہتی ہے جن کی تقلید میں دنیا کے لوگ حضورؐ کی سنتوں کی پیروی کرر ہے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۷

امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشید کی خاطر عیدین میں بارہ تکبیرات پڑھیں۔
(ردالمحتار ص ۷۸۰)

(۱) اولاً تو بصیغہ مجہول اس کا تذکرہ ہے اور ساتھ صراحت ہے کہ مذہب چھ تکبیرات کا ہی ہے اور خلیفہ کا ایسا حکم جس پر عمل کرنے میں گناہ نہ ہو اس کو ماننا ضروری ہے اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حاکم ایسا حکم صرف اس کے وقت حکومت تک رہتا ہے ، پھر ختم ہو جاتا ہے (ردالمحتار ص ۵۵۰ ج ۱) آپ اگر کوئی آیت یا حدیث پیش کر دیں کہ خلیفہ کی امور غیر واجبہ میں نافرمانی واجب ہے تو آپ کا بڑا کرم ہوگا اور انتظار رہے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۸

جس نے اپنی محرم ، ماں ، بہن ، بیٹی سے نکاح کر کے ہم بستری کی ، اس پر کوئی حد نہ ہوگی۔ (ہدایہ ص ۵۱۶ ج ۲)

(۱) ہدایہ میں ان سب کے ساتھ نکاح کرنے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام لکھا ہے (کتاب النکاح)

(۲) نکاح کرنا تو کجا صرف ماں بہن بیٹی سے نکاح کو جائز کہنے والا مرتد اور واجب القتل ہے۔ (فتح القدیر ص ۱۴۲ ج ۵ ، طحاوی ص ۹۶ ج ۲)

(۳) ایسا نکاح باطل ہے جس طرح حدیث پاک میں ہے ''ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل'' (ترمذی)

(۴) اس کے بعد صحبت حرام ہے مگر یہ موجب حد ہے یا موجب تعزیر؟ اس میں

اختلاف ہے کیونکہ نکاح باطل کے بعد صحبت کے بارے میں صراحتاً کوئی حد حدیث میں موجود نہیں اس لیے امام صاحبؒ اس پر تعزیر واجب قرار دیتے ہیں۔ "ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امراۃ لا تحل لہ (درمختار ص ۱۷۹ ج ۳)
اور یہ قتل تک ہے۔

اس اختلاف میں بعض ائمہ قیاس پر عامل ہیں کہ نکاح باطل شبہ نہیں ہوسکتا۔ امام صاحبؒ قیاس کو چھوڑ کر حدیث کو لے رہے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث سے شبہ ثابت ہو رہا ہے اور حدیث واجماع امت سے ثابت ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔
(ترمذی، ابن ماجہ الروضۃ الندیہ)

نوٹ: شاید مفتی صاحب جاہلوں کو یہ دھوکا دیں کہ حد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ گناہ ہے نہ سزا ہے تو یہ خالص فریب ہے، مفتی صاحب سے عرض ہے کہ وہ کسی صریح حدیث سے پیشاب پینے، پاخانہ کھانے، خنزیر کھانے، مردار کھانے، سود کھانے وغیرہ پر حد دکھا دیں؟ اگر شرعاً ان پر کوئی حد نہیں تو یہ سب کچھ برملا کھانا پینا شروع کر دیں اور اپنی جماعت کو بھی کھلائیں۔

مسئلہ نمبر ۲۹

اس لیے کہ آدم کی تمام بیٹیاں نکاح کے مقصد میں برابر سودمند ہیں (ماں، بہن اور بیٹی کی کیا تمیز) کمیونسٹ دہریے بھی یہی راگ الاپتے ہیں ان پر اس قدر غصہ کیوں؟

(۱) اگر مقصود کا مطلب یہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سب کی تخلیق کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہے تو اس کا منکر آپ کے سوا کون ہے؟ اور یہ کس آیت اور حدیث کے خلاف ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سے نکاح جائز ہے تو یہ آپ کا صاحب ہدایہ پر بہتان اور افتراء ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۰

کوئی عورت نابالغ بچے کے ساتھ یا دیوانے کے ساتھ شوق و رغبت کے

ساتھ زنا کرے تو اس پر بھی کوئی حد نہیں (کیسا رنگین مذہب ہے) ہدایہ ص ۵۱۸ ج ۲)

(۱) مفتی صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی غیر مقلد عورتیں نابالغوں اور دیوانوں سے بہت شوق ورغبت رکھتی ہیں تا کہ حد نہ لگے۔

(۲) نابالغ اور دیوانہ تو مرفوع القلم ہے۔ یہ زنا ایک ہی فعل ہے جس کا فاعل بچہ اور دیوانہ ہے اور مفعولہ عورت ہے۔ جب اصل فاعل پر حد ساقط ہو گئی تو مفعولہ پر بھی سقوط حد کے لیے سبب بن گیا اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے، ہاں تعزیر واجب ہو جاتی ہے، آخرت کی سزا بھی لازم ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱

امام وقت قتل کے سوا جو گناہ بھی چاہیں کر لیں ان پر کوئی حد نہیں (ٹھیک ہے ان پر حد لگا کر آپ گداگری کہاں سے کریں گے) (ہدایہ ص ۵۲ ج ۳)

جواب: ہدایہ میں آگے وضاحت موجود تھی کہ قصاص میں حق عبد ہے اس کا مطالبہ کرنے والا وہ صاحب حق موجود ہے جو مطالبہ کر سکتا ہے لیکن حدود حقوق اللہ میں سے ہیں اور ان کے نافذ کرنے میں سب سے بڑا مسلمان حاکم خدا کا نائب ہے، وہ حدود دوسروں پر نافذ کرتا ہے لیکن اگر وہ نائب خود حد توڑ دے کہ اس سے اوپر کوئی حد نافذ کرنے والا نہ ہو تو اس کو خود خدا تعالیٰ ہی سزا دیں گے، آپ کسی صریح آیت یا صحیح حدیث سے ثابت کر دیں کہ ایسے حاکم پر کون حدود نافذ کرے، ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۳۲

زنا کرنے کے لیے عورت کرایہ پر لی اور منہ کالا کر لیا تو ایسی صورت میں کوئی حد نہیں (معاذ اللہ کیسا روپ اور کیسی فحاشی) (عالمگیری ص ۲۲۸ ج ۲)

جواب: (۱) مفتی صاحب نے روایتی بددیانتی سے کام لیا ہے، درمختار میں صراحتاً ہے ''والحق وجوب الحد'' (ص ۵۷ ج ۳) حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔ معترض کو یہ حق بات کیوں نظر نہ آئی؟ اور عالمگیری والے غیر مفتیٰ بہ قول میں بھی آگے

صراحت ہے "یوجعان عقوبة ویحبسان یتوبا" (عالمگیری ص ۱۴۹ ج ۲) یعنی ان دونوں کو سخت سزا دی جائے گی اور دونوں کو اتنا عرصہ قید رکھا جائے گا کہ وہ توبہ کر لیں (ان کی توبہ کا یقین حاکم کو ہو جائے)

(۲) آپ کے مذہب میں تو غیر مقلد عورت متعہ کرواتی رہے تو حد یا تعزیر تو کیا زبان سے انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المھدی ص ۱۱۸ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۳۳

شراب کی تلچھٹ پینا حرام نہیں مکروہ ہے اور سرکہ میں ملا لیں تو کراہت بھی ختم۔ (عالمگیری)

جواب: عالمگیری میں ہے "یکرہ شرب دردی الخمر" (ص ۴۱۲ ج ۵) اور آپ کی نزل الابرار میں ہے "کرہ شرب دردی الخمر" (ص ۸۹ ج ۳) بتائیے ہمارے اور تمہارے مسئلہ میں کیا فرق ہے، تمہارے نزدیک تو یہ مسئلہ فقہ نبوی کا ہے اور فرمائیے کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے اور یہ میل سرکہ میں مل گئی تو سرکہ بن گئی۔ (عالمگیری ص ۴۱۲ ج ۵) اب سرکہ حلال ہے "نعم الا دام الخل" (مسلم) آپ سرکہ کے حرام ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کریں، آپ کو شراب کی تلچھٹ سے کیا کام؟ آپ خالص خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر کھا لیں تو درست ہے (نزل الابرار ص ۸۹ ج ۳) اور خالص خمر میں مچھلی ڈال کر تھوڑی دیر دھوپ میں رکھ دیں اور کھائیں (سالن تیار ہے) (بخاری)

مسئلہ نمبر ۳۴

نبیذ مطبوخ شراب بھی حلال ہے۔ (عالمگیری ص ۴۱۳ ج ۵)

جواب: خدا جانے مفتی صاحب نے شراب کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ اصل عبارت میں خمر کا لفظ ہی نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۵

البختج ایک خاص قسم کی شراب ہے جس کو امام ابو یوسفؒ نے ہارون

Scanned with CamScanner

الرشید کو پینے کی اجازت دی تھی اس لئے اس کو ابو یوسفی بھی کہنے لگے (عالمگیری) حالانکہ اسکی اباحت کا فتویٰ امام ابراہیم نخعیؒ نے بھی دیا تھا۔ جیسا نسائی ج ۲، ص ۳۳۵ پر ہے۔ اماموں کو تو معاف کرو۔

جواب: یہاں بھی خمر کا کوئی لفظ نہیں خدا جانے مفتی صاحب نے شراب کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے، ہاں عالمگیری ص ۴۱۲، ۴۱۳ ج ۵ پر **البختج** ایک مشروب کا ذکر ہے جسے مثلث بھی کہتے ہیں جس کے پینے کا ثبوت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ صحابہ مثلث پیا کرتے تھے۔ (بخاری)

مسئلہ نمبر ۳۶

فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الحیل میں اللہ کے فرائض سے جان چھڑانے کے بے شمار حیلے بتائے گئے ہیں ان سب کا قرآن وحدیث سے ثبوت دیں۔

جواب: کتاب الحیل عالمگیری ص ۳۸۹ ج ۶ سے لے کر ص ۴۳۶ ج ۶ تک ہے اس کی پہلی فصل میں ہے:

ہمارے علماء کے مذہب میں ہر حیلہ جس سے آدمی دوسرے کا حق مٹائے یا اس میں شبہ ڈالے یا امر باطل کو مشتبہ بصدق وصواب کرنے کا وسیلہ کرے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور ہر حیلہ جس سے آدمی اپنے آپ کو حرام سے چھڑوائے یا اس وسیلہ سے حلال تک پہنچ جاوے تو یہ امر نیک ہے"۔ (عالمگیری ص ۳۹۰ ج ۶) بتائیے اس میں کونسی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے؟ (۲) مفتی صاحب کو شاید حیلہ کی تعریف ہی یاد نہیں ہے "**الحیلة اسم من الاحتیال وھی التی تحول المرء عما یکرھه الی مایحبه** (کتاب التعریفات ص ۴۲) یہ خفیہ تدبیر کبھی جائز ہوتی ہے کبھی ناجائز ہوتی ہے۔ جائز حیلہ کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو فرمایا کہ اپنی بیوی کو سو لکڑیاں مارنے کی بجائے سو تنکوں کا جھاڑو مارو۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے دو صاع ردی کھجوروں کے بدلے ایک

صاع اچھی کھجوریں لے لیں، آپؐ نے فرمایا یہ ناجائز ہے اور اس کے جواز کا حیلہ بتایا کہ جو کھجوریں تمہارے پاس ہیں ان کو درہموں کے عوض بیچ دو، اور اتنے درہموں کی اچھی کھجوریں لے لو۔ ہمارے ہاں بھی ایسے ہی حیلے ہیں۔

حرام حیلے وہ ہیں جو اصحاب سبت مچھلیاں پکڑنے کے لیے حیلے کرتے تھے وغیرہ۔

جائز اور ناجائز حیلے میں فرق نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کتیا کے دودھ اور بکری کے دودھ میں فرق نہ کرے۔

کتاب الحیل

غیر مقلدین کے اصاغر سے اکابر تک عوام کو فریب دینے کے لیے یہ بھی شور مچاتے ہیں کہ فقہ میں بہت حیلے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ پروپیگنڈہ وہ لوگ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات میں حیات علم اور قدرت کی صفات مانتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو الا ستھزاء، السخرية والمكر والخداع والكيد جیسی صفات سے بھی متصف مانتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ٹھٹھے باز، مسخرہ، مکار، فریب کار، دھوکے باز ہے۔ حیلہ عربی لفظ ہے اس کی تعریف یہ ہے "**الحيلة اسم من الا حتيال وهي التي تحول المرء عما يكرهه الى ما يحبه**" (کتاب التعریفات ص ۴۲)

یہ خفیہ تدبیر اگر ابطال حق یا اثبات باطل کے لیے ہو تو حرام ہے۔ اگر مقصود احقاق حق اور ابطال باطل ہو تو واجب ہے۔ اگر مکروہ سے بچنے کے لیے حیلہ کرے تو مستحب ہے۔ اگر ترک ممدوح کے لیے حیلہ کرے تو مکروہ ہے، الغرض حیلہ کا لفظ جائز ناجائز دونوں پر استعمال ہوتا ہے مگر حرام وحلال کا فرق واضح ہے جیسے سجدہ کا لفظ خدا اور بت دونوں کے سجدہ پر استعمال ہوتا ہے مگر ایمان اور کفر کا فرق واضح ہے۔

ایک اور وضاحت: احناف کے ہاں جواز اور نفاذ میں تلازم نہیں اس لیے بعض اوقات ایک چیز کا جواز نہ بھی ہو تو نفاذ ہو جاتا ہے جیسے حالتِ حیض میں طلاق کا

Scanned with CamScanner

جواز نہیں مگر طلاق دے دی تو نفاذ ہو جائے گا، ایک ہی دفعہ تین طلاق کا جواز نہیں، گناہ ہے مگر دینے سے واقع ہو جائیں گی۔ حلالہ کی شرط سے نکاح کرنا گناہ ہے مگر عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی، اس لیے یہ فرق کرنا بھی ضروری ہے کہ فقہ حنفی بعض جگہ صرف نفاذ حکم کی قائل ہے مگر اس کے جواز کا بہتان بھی فقہ پر لگا دیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں دونوں قسم کے حیلوں کا ذکر ہے "خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث" حضرت ایوب علیہ السلام نے حالت ابتلاء میں اپنی پاک دامن بیوی کو غصہ سے سو چھڑیاں مارنے کی قسم کھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ نے حکم دیا کہ اے ایوب قسم میں جھوٹے نہ ہونا، سو شاخیں ایک جگہ باندھ کر اس طرح مارو کہ سب اس کے بدن سے لگ جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک تدبیر تھی اور ایک ضعیف الخلقہ شخص کو زنا کے سو کوڑے مارنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے بھی ایسا حکم فرمایا تھا (لغات الحدیث، ز) کیا اب قرآن کو بھی حیلے بتانے والا کہو گے؟ اور حرام حیلے کا ذکر بھی قرآن میں ہے کہ اصحاب سبت مچھلیاں پکڑنے کے لیے گڑھے کھودتے تھے، جب مچھلیاں ان میں آجاتیں تو پکڑ لیتے یہ حیلہ حرام ہے۔ حدیث پاک میں بھی دونوں قسم کے حیلوں کا ذکر ہے۔ حضرت بلالؓ نے دو صاع ردی کھجوروں کے بدلے ایک صاع اچھی کھجور لی، یہ سود بنتا ہے، حضرت ﷺ نے اس سود سے بچنے کا حیلہ تعلیم فرمایا کہ اپنی کھجوریں پیسوں سے بیچو پھر اس رقم کی اچھی کھجوریں لے لو اور حرام حیلے کا بھی ذکر ہے کہ بنی اسرائیل پر اونٹ کی چربی کو حرام کیا تھا، انہوں نے چربی پگھلا کر بیچنی شروع کر دی اور قیمت کھا لیتے، یہ حرام ہے، اس لیے غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ ہر حیلہ فقہ کے الفاظ میں لکھ کر اس کے خلاف ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں ورنہ ان کو بلا وجہ قرآن وحدیث کے خلاف کہنا، قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے اور فقہ ثقہ پر بھی۔ خدا تعالیٰ تمہیں اس جھوٹ سے توبہ کی توفیق دیں۔

معاریض کا بیان

غیر مقلد امام ابراہیم نخعی کی بعض معاریض پر بھی حیلہ کا لفظ استعمال کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں، حالانکہ عالمگیری میں صراحت ہے کہ "یجب ان یعلم ان استعمال المعاریض للتحرز عن الکذب" (۴۳۶ ج ۲) یعنی یہ جاننا واجب ہے کہ معاریض (توریہ) کا استعمال جھوٹ سے بچنے کے لیے ہوتا ہے۔ علامہ سید شریفؒ فرماتے ہیں کہ توریہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کرے کہ مخاطب اس کا مطلب اور سمجھے اور متکلم کی مراد اور ہو جیسے لڑائی میں دشمن کے فوجی کو کہے افسوس تمہارا امام مر گیا۔ وہ سمجھے کہ ہمارا کمانڈر مر گیا لیکن اس کی مراد یہ تھی کہ اگلا سپاہی مر گیا۔ (کتاب التعریفات ص ۳۲) تعریض کا یہ لفظ قرآن پاک سے لیا گیا ہے "لا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء (الآیۃ)

اور ابن عدی نے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے کہ ان فی المعاریض مندوحۃ عن الکذب (اتحاف السادۃ المتقین ص ۵۲۸ ج ۲) "بے شک معاریض (ذو معنی بات) میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ ایک بڑھیا سن کر رونے لگی، حضرت نے فرمایا، بڑھیا جوان ہو کر جنت میں جائے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ ایسی ذو معنی بات فرمائی کہ آپ کا مطلب اور تھا اور مخاطبین اس کا مطلب اور سمجھے، اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے ھاد یھدینی ہجرت کی رات فرمایا جس سے صدیق اکبرؓ جنت کا راستہ مراد لے رہے تھے اور مخاطبین جنگل کا راستہ، (اتحاف السادۃ المتقین ص ۵۲۸ ج ۲)

تو اسی طرح کسی شدید ضرورت کے موقعہ پر اگر امام ابراہیم نخعیؒ نے ایسی ذو معنی بات فرمادی تو کسی آیت یا کسی حدیث کے خلاف نہیں کیا۔ خدا تعصب کا برا کرے، یہ حق سننے، سمجھنے اور ماننے کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔

فتح المقلدین

روئیداد مناظرہ

ہارون آباد

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا ۔

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج دنیا جس دور سے گزر رہی ہے خصوصاً مسلمانانِ عالم جن کٹھن مراحل سے گزر رہے ہیں اس کا وقتی تقاضہ یہ تھا کہ وہ امت جس کا خدا ایک، رسول ایک، قبلہ ایک، قرآن ایک ہے، مل بیٹھ کر اپنے ان امراض کا علاج تلاش کرتی جن کی وجہ سے ان پر زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ گمراہ کن تحریکیں اور دین دشمن فتنوں کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ ان حالات میں ایک طبقہ آج بھی مقصد زندگی بنائے ہوئے ہے کہ تشت وافتراق کی صورتیں پیدا کی جائیں اور اختلاف کا بازار گرم رہے۔ خصوصاً ایسے مسائل جن کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کا ہمیشہ یہی مسلک رہا ہے کہ اجتہادی اور فروعی مسائل اور اوپر سے مختلف فیہا مسائل میں اتنا زور نہ دیا جائے کہ جانب مخالف مسئلہ اور اس کو ماننے والوں کی تکذیب وتفسیق ہو اور نہ ایسے مسائل کو عام جلسوں اور تقاریر میں بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں، کیونکہ فروعی مسائل علمائے اہل السنّت کے نزدیک نہ تبلیغی ہیں نہ تکذیبی، ان مسائل کو محض ترجیحی سمجھتے ہوئے خطا وصواب کا نظریہ رکھتے ہیں نہ کہ حق وباطل کا، شومئی قسمت سے اس سرزمین پر جب انگریز کے منحوس قدم پڑے تو اسکے ساتھ ہی دین بیزاری فکری آوارگی کا ایک شدید سیلاب آیا انگریز نے اس خطہ سے اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، ہزاروں علماء اور لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا لیکن وہ اسلام کے جیالوں کے دلوں سے اسلام کو نکالنے میں کامیاب نہ ہوا۔ فرنگی شاطر نے جب یہ دیکھا کہ وہ ظلم وستم کے ذریعہ اسلام کو ختم نہیں کرسکتا تو اس نے اس کام کے لیے اہل اسلام سے چند افراد کو خریدا تا کہ وہ اپنے اصول ”ڈیوائڈ اینڈ رول“ (لڑاؤ اور حکومت کرو) کے تحت اپنا تسلط قائم رکھے۔ انگریز نے اس کام کے لیے ہر قسم کی مدد فراہم کی بے شمار دولت

اور بڑی بڑی جائدادیں دیں بڑے بڑے خطابات سے نوازا اور زرخرید غلاموں کی محنت سے امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ کیا اور مختلف فتنوں نے سر اٹھایا ان فتنوں میں ایک فتنہ اکابر پر عدم اعتماد (غیر مقلدیت) کا ہے۔ اس فتنے کے بانین نے عمل بالحدیث کی آڑ میں تقلید کا انکار کیا، ان اعمال کو رواج دینے کی کوشش کی جو یا تو آئمہ اربعہ میں مختلف فیہ تھے یا بالکل متروک ہو چکے تھے، مساجد میں ہنگامے کھڑے ہوئے اسلاف امت پر بدزبانی شروع کی جس کی وجہ سے اللہ کے گھروں میں سکون کی عبادت کی بجائے لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ اسی سلسلے کی کڑی آج کے غیر مقلدین ہیں جنہوں نے اکابر کی تجہیل و تفسیق کو اہم دینی فریضہ سمجھا ہے اپنے سوا تمام اہل سنت کو کافر، فاسق، جاہل، بدعتی اور بے نماز جیسے خطابات دیتے ہیں اور ہر جگہ فتنہ و فساد پھیلانا عظیم دینی کام سمجھتے ہیں، لڑائی اور جھگڑا کھڑا کرنے میں پہل ان کی جانب سے ہوتی ہے، چنانچہ ہارون آباد میں بھی ۱۹۸۹ء میں ایسی ہی فضا پیدا کی گئی، مناظرے کا چیلنج دیا مناظرے کے بعد اشتہار بازی شروع کی اور پورے ملک میں اتنا جھوٹا پروپیگنڈا کیا کہ سننے والوں کو سچ کا گمان ہونے لگا۔ اہل سنت علماء نے دفاع پر ہی اکتفا کیا جیسا کہ ان کا مزاج ہے مناظرہ میں اور اشتہارات میں جو کچھ غیر مقلدین کے ساتھ ہوا وہ آپ تفصیل مناظرہ میں اور تقابل اشتہارات میں بخوبی معلوم کر لیں گے۔ اس تفصیل کے منصۂ شہود پر آنے کی وجہ ان حضرات کا جھوٹا پروپیگنڈا بنا۔ خصوصاً ایک برائے نام مفتی جو اپنے زعم میں پہلے اپنے آپ کو دیوبندی کہلواتے تھے، حالانکہ وہ اس وقت بھی دیوبندی نہیں تھے اور نہ ہی ان کے عقائد علمائے دیوبند سے ملتے تھے، اپنی ضرورت کے تحت دیوبندیوں کے مدارس میں پڑھاتے رہے۔ ان کا ایک تازہ انٹرویو جو ماہنامہ رسالہ الدعوۃ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ بمطابق جون ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا اس رسالہ کی اشاعت کا باعث بنا تا کہ عوام کو ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کے اثرات سے بچایا جا سکے اور حقیقت حال سے روشناس کرایا جا سکے۔

Scanned with CamScanner

نوٹ: مفتی عبدالرحمٰن نے مولانا محمد امین صاحب سے تادم تحریر ایک بھی مناظرہ نہیں کیا، بعض جگہوں میں ان کا وجود بھی نہیں تھا، جہاں مفتی صاحب نے مناظرہ جیتا۔ (جھوٹ بھی ایسا ہی ہونا چاہئے چھوٹے جھوٹ کا کیا فائدہ) مولوی عبدالرحمٰن کے انٹرویو کے اس حصہ کو پڑھ کر جو ہارون آباد سے متعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس انٹرویو میں سچ نام کی کوئی شے نہیں سارا قصہ فرضی ہے۔

جمیعت اہل سنت ہارون آباد

مناظرہ کیوں ہوا؟

مناظرے کا باعث یہ ہوا کہ راؤ محسن علی خان غیر مقلدین کی مسجد کے قریب ان کے ایک فرد سے مکان کرایہ پر لے کر رہنے لگا۔ پہلے سے حنفیت میں خام تھا اور کچھ ریلوے مسجد کے اساتذہ سے ناراض ہوا اور ہمیشہ کے لیے مسجد چھوڑ دینے کا اعلان کر دیا۔ اس دوران غیر مقلدوں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہوا کہ حنفی حدیث کے مقابلے میں اپنے امام کے قول پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے متاثر ہو جانے کے بعد مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کے اساتذہ نے ان کے گھر جا کر ان کے اشکالات رفع کیے جس پر راؤ صاحب نے صحاح ستہ کے حنفی مستدلات پر نشانیاں رکھیں اور کہا کہ میں اہل حدیث مولویوں سے پوچھوں گا۔ دریں اثنا ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ ہمارے مولوی صاحب مسجد میں نماز عشاء سے فارغ ہو گئے ہیں میں ان کو ابھی بلا کر لاتا ہوں تو اس نے کہا کہ اچھا ہوگا کہ وہ ابھی آ جائیں وہ اپنے مولوی صاحب اور دیگر غیر مقلدین جو نماز پڑھ چکے تھے لے آیا، راؤ کی موجودگی میں مولوی عبدالرحیم صاحب کے سامنے صحیح مسلم شریف رکھی اور کہا گیا کہ آپ اس حدیث کا ترجمہ کریں۔ مولوی صاحب نے پہلو میں درد کا عذر کیا اور بحث سے انکار کیا اس وقت عبدالرشید غیر مقلد نے مناظرے کا چیلنج دیا جس پر جانبین کی طرف سے تحریر ہو گئی راؤ صاحب نے کہا کہ میں مناظرے کے بعد فصلہ کروں گا کون سا مسلک اپناؤں۔ ۸۹-۴-۷ مناظرے کی تاریخ مقرر ہوئی۔ راؤ صاحب نے کہا کہ میں غیر مقلدیت کا اعلان کرنے والا تھا لیکن اب مجھے اعلان نہیں کرنا۔ اسی وعدہ کو انہوں نے یوں توڑا کہ ان کی طرف سے صدائے حق نامی کانفرنس رکھی گئی جو مناظرے سے ۱۶ دن پہلے ۸۹-۳-۲۳ کو ہوائی جس کی صدارت راؤ صاحب نے کی اور مولوی عبداللہ چھتوی نے ان کی موجودگی میں ان کے غیر مقلد ہونے کا اعلان کیا اس کے بعد اہل سنت نے مشورہ کیا کہ اب مناظرہ ان کے ہاں کرنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اب وہ مکمل

جانبدار ہے، لیکن اخلاقی طور پر تحریری پابندی کی گئی بالآخر مناظرہ ہوا دوسرے ہی دن رمضان المبارک شروع ہو رہا تھا، اہل سنت رمضان المبارک کے اہتمام کے پیش نظر اپنی اپنی جگہ چلے گئے، غیر مقلدین نے اپنی افتاد طبع کے مطابق اسی دن ایک اشتہار اعلان حق کے نام سے تقسیم کرنا شروع کر دیا اور پورے پاکستان میں یہ جھوٹی خبر پہنچا دی کہ ہم نے مولانا محمد امین صاحب کو مناظرے میں شکست دے دی ہے اور راؤ محسن اپنے ساتھیوں اور بیٹوں سمیت غیر مقلد ہو گئے ہیں اور جو نام دیے ہیں ان میں راؤ محسن کا ایک بھی بیٹا نہیں، راؤ صاحب کے اپنے بیٹے تادم تحریر اہل سنت ہیں۔ اہل سنت احباب کی طرف سے مطالبات آئے کہ حقیقت حال سے آگاہ کرو تو مجبوراً اظہار حقیقت اور ابطال باطل کے لیے اظہار حق اشتہارات شائع کیا گیا جس میں دلائل وشواہد کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ فضا کو مکدر کرنے کی تمام ذمہ داری غیر مقلدین پر عائد ہوتی ہے۔ اور مناظرہ میں غیر مقلد مدعی ہونے کی حیثیت سے اپنی نماز قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکا اور فقہ حنفی پر جتنے بھی اعتراضات کیے ادھوری اور نامکمل عبارتوں سے کیے اور اظہار حق میں ان کی فقہ کے چند مسائل نمونہ کے طور پر لکھے جس کا جواب آخر تک نہ دے سکے۔ جواب کے بجائے ایک اشتہار نوائے حق تقسیم کیا جس میں راؤ محسن کو آلہ کار بنا کر ماؤف کی خوب بھڑاس نکالی، احناف کو یہودیوں سے تشبیہ دی، دل کھول کر جھوٹ بولے۔ احناف کی طرف سے اس کے جواب میں راؤ محسن کے نام کھلا خط شائع ہوا جس کا جواب کچھ نہ دیا، آخر میں اپنی ندامت چھپانے کے لیے ''ندائے حق'' نامی اشتہار ''اظہار حق'' کے جواب میں شائع کیا جس میں دیو بندیوں کے ذمہ چھ جھوٹ منسوب کیے گئے اور چھ نمبروں میں ہر ایک نمبر پر کئی جھوٹ بولے اور اس میں ظاہر کیا کہ غیر مقلد مناظر کے تین سوالوں کا جواب نہیں دیا، حالانکہ تینوں سوالوں کے جواب کیسٹوں میں مفصل موجود ہیں نہ ماننے والوں کا علاج نہیں، اس اشتہار میں ان کی طرف سے کی گئیں بددیانتیوں

Scanned with CamScanner

اور خیانتوں کا جواب دینے کے لیے اہل سنت نے ''قہر حق بر اصحاب ندائے حق'' رسالہ شائع کیا، اس میں ثابت کیا کہ غیر مقلدین ہمارے پہلے اشتہار اظہار حق کا جواب نہیں دے سکے اور نمبروار ہر بات کو لکھا جس کا جواب غیر مقلدین نے نہیں دیا، راؤ محسن کے مکان پر مولوی عبدالرحمٰن کا کتاب نہ پڑھنا، راؤ محسن کا مناظرے سے سولہ دن قبل اعلان کرنا اور اشتہار یہ شائع کرنا کہ وہ مناظرہ سن کر غیر مقلد ہوا ہے۔ حنفی مناظر کے تقریباً ساٹھ سوال جو نماز کے متعلق تھے، غیر مقلد نے ایک مسئلہ پر بھی قرآن کی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ راؤ محسن خان کا تبصرہ کہ کچھ پلے نہیں پڑا، موضوع سے ہٹ کر باتیں ہوئی ہیں، اپنی نماز کو کتاب وسنت سے ثابت کرنا تھا جو نہ کر سکا، نامکمل حوالوں جھوٹ اور خیانتوں سے طالب الرحمٰن کی تقاریر لبریز ہیں ان کی مجموعی نماز کی حالت کے پانچ حوالے دیے جن کا کوئی جواب نہیں دیا، اپنے بزرگوں کی کتابوں کو قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے چوراہے میں رکھ کر جلا دینے کی بات کی، جس کو ابھی تک عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ احناف کو فتنہ پرداز کہا، جس پر نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے ثابت کیا کہ غیر مقلدین میں نرے فتنے وفساد ہیں۔ اس اشتہار کے بہتان کی صرف ایک مثال حضرت شیخ الہند کی تقریر ترمذی کی طرف یہ عبارت منسوب کی ''یہ حدیث بھی صحیح ہے میرے استاد انور شاہ کشمیری نے بھی اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے، شاہ ولی اللہ بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں، مگر ہم نے اس حدیث کو صحیح نہیں مانا کیونکہ ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔'' ندائے حق میں یہ عبارت حضرت شیخ الہند کی طرف منسوب کی گئی جس پر قہر حق میں جلی الفاظ کے ساتھ چیلنج دیا گیا کہ اگر یہ ترجمہ شیخ الہند کی تقریر سے ثابت کر دیا تو ہم اپنی شکست کی تحریر دیدیں گے۔ لیکن اس چیلنج کو آج تک قبول نہیں کر سکے اور نہ آئندہ کر سکیں گے۔ حضرت شیخ الہند کی طرف قرآن کی آیت غلط لکھنے کا الزام لگایا جس کو طالب الرحمٰن نے تسلیم کیا کہ کاتب کی غلطی ہے اور اب آیت تصحیح کے ساتھ شائع ہو چکی ہے، اس اعتراض کے جواب میں

صلوٰۃ الرسول مصنفہ صادق سیالکوٹی کی طرف ایک بہت بڑی خیانت حدیث پاک کے نام سے پیش کی گئی وہ صفحہ ۴۵۱ پر لکھتے ہیں ''پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔'' (مسلم شریف) اس پر مطالبہ کیا گیا کہ یہ پوری حدیث مسلم شریف میں نہیں ہے بلکہ حدیث کے نام سے اپنی بات کو حدیث بنایا گیا ہے اس سلسلہ میں رشید احمد غیر مقلد نے جواب دینے کا وعدہ کیا اور تحریر بھی لکھ دی اور پھر اصل تحریر پھاڑ دی جس کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے، لیکن مسلم شریف سے پوری حدیث دکھانے سے آج تک قاصر ہیں۔ باقی تفصیل رسالہ قہر حق میں ملاحظہ فرمائیں جو مدرسہ سے مل سکتا ہے۔

مناظرہ کے بعد غیر مقلدین حضرات نے پورے ملک میں شور مچا دیا کہ مولوی محمد امین صاحب بخاری کا صفحہ نہیں پڑھ سکے جبکہ صفحہ پڑھنے کا جواب مناظرہ میں ہو چکا ہے، لیکن محض اپنی ایک بات بنانے کے لیے مناظرہ میں اپنی اہم کامیابی سمجھتے ہوئے اس بات کی بہت شہرت کی اور ہر جگہ اسی بات کو بار بار کرتے رہے کہ مولانا محمد امین صاحب بخاری کا صفحہ نہیں پڑھ سکے، چنانچہ مولانا صاحب ہارون آباد دوبارہ تشریف لائے تو ان کے سامنے یہ بات آئی تو انہوں نے بخاری کا صفحہ پڑھنے کا ایک تحریری چیلنج طالب الرحمٰن کے نام لکھا جو یہاں کے غیر مقلد مولوی کو پہنچا دیا گیا اس میں مقابلہ کی تاریخ بھی درج کی گئی لیکن غیر مقلدین اس تحریری چیلنج کو شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، مقررہ تاریخ تک کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر مولانا محمد امین صاحب کے شناختی کارڈ والے دستخط موجود ہیں، اس کی فوٹو کاپی ساتھ منسلک ہے۔ اشتہار بازی کی ابتداء غیر مقلدین کی جانب سے اعلان حق اشتہار سے کی گئی۔ قارئین کی سہولت کے لیے جملہ اشتہارات رسالہ کے آخر میں منسلک کیے جا رہے ہیں، اشتہارات کو نمبروار پڑھیں بہت دلچسپ بھی ہیں اور غیر مقلدین کی علمی اور اخلاقی موت کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

تفصیل مناظرہ

ہارون آباد

مابین

اہل السنّت والجماعت وغیر مقلدین

Scanned with CamScanner

موضوع مناظرہ

بحث مکمل نماز پر ہوگی۔ پہلے دلیل قرآن سے لی جائے گی، اگر قرآن سے دلیل نہ ملے تو حدیث سے دلیل لی جائے گی، اگر حدیث پاک میں نہ ہوگی تو اقوال صحابہ سے، اگر اقوال صحابہ میں دلیل نہ ہوگی تو قیاس صحیح سے۔ مدعی اور مثبت اہل حدیث مناظر ہوگا۔

مناظر اسلام، ترجمان وکیل احناف اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی

غیر مقلد مناظر مولوی طالب الرحمٰن

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی پہلی تقریر میں ذکر کیا کہ ہم مدعی ہیں، مکمل نماز پر بحث ہوگی۔ ہم اپنا مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ یہ سوال کرتے جائیں اور ہم جواب دیتے رہیں اور مسائل نمبر وار چلیں گے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں اصولِ مناظرہ کی مشہور کتاب رشیدیہ ہاتھ میں اٹھا کر یہ ثابت کیا کہ مناظرہ کرنے والوں کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ ا۔ مدعی ۲۔ سائل، تیسری کوئی قسم نہیں ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو مدعی تسلیم کرلیا ہے تو لامحالہ ہم سائل ہیں۔ مسئلہ زیر بحث نماز ہے۔ (نہ کہ شرائط نماز) یہاں تک جو باتیں ثابت ہوئیں وہ یہ ہیں:

ا۔ ابتدائی طور پر جانبین مکمل نماز پر بحث کرنے پر متفق تھے۔

۲۔ مولوی طالب الرحمٰن نے مناظرے کی اصولی کتاب رشیدیہ کے حوالے کا کوئی جواب نہ دے کر تسلیم کرلیا کہ مناظرہ کرنے والوں کی صرف دو ہی قسمیں ہیں اور اپنے کو مدعی پہلے سے تسلیم کیا ہوا ہے۔

۳۔ اب مولوی طالب الرحمٰن اصول مناظرہ کے تحت سوال کرنے کے قطعاً مجاز

نہیں ہیں بلکہ ان کے ذمہ صرف اپنی نماز کو مذکورہ بالا دلائل سے ترتیب وار ثابت کرنا رہ جاتا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ غیر مقلد کا اپنی نماز کو دلائل سے ثابت نہ کرنا اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔ آئندہ تفصیل کو پڑھ کر فیصلہ کرنا پڑھنے والے کے ذمہ ہے کہ اصول مناظرہ اور موضوع مناظرہ کے مطابق کس نے بات کی اور کس نے راہ فرار اختیار کی؟

آسانی کے لیے اس تفصیل کے دو حصے کیے جاتے ہیں۔ پہلے حصہ میں سائل (مناظر اہل سنت والجماعت) کے سوال لکھے جاتے ہیں۔ جن کا مدعی (غیر مقلد مناظر) نے کوئی جواب نہیں دیا اور جواب دینے کی بجائے جو کچھ انہوں نے اپنی نماز سنائی اس کا تذکرہ حصہ دوم میں کیا جائے گا۔ اختصار کی وجہ سے سائل (مناظر اہل سنت والجماعت) کے متقارب سوالوں کو ایک ہی نمبر میں درج کیا جائے گا۔ وقت پانچ پانچ منٹ طے ہوا۔ مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ درمیان میں جو بولے اس کو باہر نکال دیا جائے اور مناظر بھی دوسرے کے وقت میں نہیں بولے گا۔ (اپنے اس قول کی سب سے پہلے خود طالب الرحمٰن نے مخالفت کی اور مولانا محمد امین صاحب کے وقت میں بولا، کیسٹ شاہد ہے)

اصولِ مناظرہ کے تحت حضرت مولانا محمد امین صاحب کے سوالات جو موضوع کے عین مطابق تھے۔ درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز میں کل کتنے ارکان ہیں؟ افعال کتنے ہیں؟ اذکار کتنے ہیں؟ ان میں سے کتنے قرآن سے ثابت ہیں؟ کتنے حدیث سے، کتنے اجماع صحابہ سے اور کتنے قیاس سے اور ساتھ یہ بھی وضاحت کرنی ہوگی کہ اگر یہ قیاس مولانا کا ہوگا تو صحابہ کس قیاس پر عمل کیا کرتے تھے کیونکہ جب انہوں نے قیاس شامل کر ہی لیا تو صحابہ کی نماز جن کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اس میں قیاس شامل نہیں تھا۔ وہ کامل تھی یا ناقص تو پہلے اسی بات کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ افعال واذکار کتنے ہیں، اس میں کچھ ہم زبان سے پڑھتے ہیں کیونکہ نماز نام ہے بدنی اور زبانی عبادت کا، اس میں کچھ ہم زبان سے

پڑھتے ہیں جن کو اذکار کہتے ہیں۔ کچھ ہم اپنے جسم کے باقی حصوں سے ادا کرتے ہیں جن کو افعال کہتے ہیں تو (آپ کو) افعال کی تعداد، اذکار کی تعداد، ارکان کی تعداد (بتانا ہوگی نیز یہ بتانا ہوگا کہ) کتنے قرآن سے کتنے حدیث سے کتنے اجماع صحابہ سے اور کتنے قیاس سے ثابت ہیں۔ اس کے بعد ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اگلی بات پوچھیں گے۔

اس کے جواب میں مولوی طالب الرحمٰن نے شرائط طے کرنے اور شرائط پر دستخط کرنے والے غیر مقلد (جس نے پہلے مناظرے کا چیلنج دیا، رشید احمد مغل ٹمبر سٹور) کی جہالت کا اقرار کیا اور مذکورہ سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اصول مناظرہ اور موضوع مناظرہ کے بالکل برعکس سائل سے شرائط نماز کے بارے میں سوال کرنے لگے جس کی تفصیل حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں واضح کیا کہ میرا مطالبہ پورا نہیں کیا اور میرے سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ کسی کتاب سے کتب فقہ کی طرح شرائط بھی نہیں دکھا سکتے، انہیں نماز کے مذکورہ سوال یاد نہیں ہیں۔ میرے سوالوں کا جواب پورے مناظرے میں نہیں دیا گیا۔ (اور ایسا ہی ہوا، کیسٹیں شاہد ہیں)

۲۔ اکیلا آدمی جب نماز کی نیت باندھے گا تو اللہ اکبر کہے گا، وہ بلند آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے۔

۳۔ مقتدی جب اللہ اکبر امام کے پیچھے کہے وہ اونچی آواز سے کہے یا آہستہ سے۔ یہ میں گالی نہیں دے رہا۔ قرآن کی آیت یا حدیث کا مطالبہ کر رہا ہوں لیکن مولوی صاحب قیامت تک یہ بیان نہ کریں گے۔

۴۔ اس کے بعد ثناء پڑھے گا۔ ثنا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل، اس کی پوزیشن (حکم) کیا ہے۔

۵۔ اگر بھول کر (ثناء کی جگہ) التحیات پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

۶۔ اگر ثناء جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

۷۔ اس کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا ہے وہ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے اس کی

Scanned with CamScanner

حدیث پڑھ کرسنائیں۔

۸۔ تعوذ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یہ الفاظ حدیث سے دکھائیں۔

۹۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ کو یہ لوگ فرض کہتے ہیں اس کے لیے بھی فرض کا لفظ آیت یا حدیث سے دکھائیں۔

۱۰۔ اور یہ کہ امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ آواز سے اس کی صراحت کسی صحیح حدیث میں ہو۔

۱۱۔ اگر مقتدی بالکل نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی صراحت حدیث سے ہو۔

۱۲۔ اگر سکتات میں پڑھے تو اس کی کیا حیثیت ہے۔

۱۳۔ آمین کہنا نماز میں فرض ہے یا واجب ان کی ذرا حدیثیں پڑھ کر سنائیں۔

(ان جملہ سوالوں کے جواب میں مولوی طالب الرحمٰن نے کہا) کہ یہ بعد کی باتیں ہیں اور جواب میں کوئی حدیث نہیں پڑھی، موضوع سے غیر متعلق مسائل چھیڑ کر جان بچائی، تفصیل حصہ دوم میں)

۱۴۔ آمین کتنی رکعات میں اونچی اور کتنی میں آہستہ کہنا سنت ہے، حدیث پیش کریں۔

۱۵۔ مقتدی کتنی رکعتوں میں آمین آہستہ اور کتنی میں بلند آواز سے کہے۔

۱۶۔ اونچی کہنا سنت ہے تو حدیث سے سنت کا لفظ دکھائیں۔

۱۷۔ چھ اور گیارہ کا فرق حدیث سے بیان کریں۔ (یعنی یہ حضرات چھ رکعتوں میں اونچی اور گیارہ میں آہستہ کہتے ہیں) یہ فرق حدیث سے دکھائیں۔

۱۸۔ اس کے بعد نماز میں سورۃ پڑھی جاتی ہے وہ فرض ہے یا واجب یا سنت شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟۔ قرآن وحدیث سے پیش کریں۔ ان سوالوں کے جواب میں بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں پڑھی، موضوع سے غیر متعلقہ مسائل چھیڑے۔

۱۹۔ رکوع کی تکبیر مقتدی بلند آواز سے کہے یا آہستہ، اس کی حدیث مولوی صاحب کو نہیں آئے گی۔

Scanned with CamScanner

۲۰۔ رکوع کی تکبیر فرض ہے یا واجب یا سنت، قرآن وحدیث پیش کریں۔

۲۱۔ رکوع کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھی جائیں یا آہستہ آواز سے، آج نمازیوں کو اس پر عمل کرنا ہے لیکن یہ تمام مولوی مل کر بھی اس کو حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔

۲۲۔ اس کے بعد سمع الله لمن حمده اونچی آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے؟

۲۳۔ ربنا لک الحمد بھول جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہ کرے۔

۲۴۔ الله اکبر اونچی آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے؟

۲۵۔ ربنا لک الحمد اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ۔ ان سوالوں کے جواب میں بھی نہ آیت پیش کر سکے نہ حدیث۔

۲۶۔ سجدہ کرنا فرض ہے یا واجب، فرضیت یا وجوب کی حدیث یا آیت پیش کریں۔

۲۷۔ دو سجدوں کے درمیان میں تسبیح پڑھی جاتی ہے وہ آہستہ پڑھی جائے یا بلند آواز سے؟

۲۸۔ تسبیح آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔

۲۹۔ اونچی آواز سے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

۳۰۔ سجدے کے بعد دوسری رکعت میں تشھد پڑھنا ہے تشھد آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت قرآن کی آیت یا حدیث سے ثابت کریں، کسی امتی کا قول معتبر نہ ہوگا۔

۳۱۔ نیت کے بارے میں کس کس چیز کی نیت دل میں کرنا فرض ہے اور کس کی نہیں، قیامت تک نہیں بتا سکیں گے نہ یہ اور نہ ان کے ساتھ والے۔

۳۲۔ الله بزرگ تراست کے اعتراضات پر سوال کیا کہ ہماری فقہ میں اس کو فرض لکھا ہو یا واجب یا سنت لکھا ہو تو دکھاؤ۔

۳۳۔ التحیات کا کیا حکم ہے؟ قرآن کی آیت یا حدیث سے بیان کریں۔

Scanned with CamScanner

۳۴۔ درود ابراہیمی ہی نماز میں پڑھنا خاص ہے حدیث سے دکھائیں۔

۳۵۔ درود ابراہیمی نماز میں پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت اس کی آیت یا حدیث پیش کریں۔

۳۶۔ درود شریف کے بعد کی دعا فرض ہے یا واجب یا سنت۔

۳۷۔ یہ دعا آہستہ پڑھنی ہے یا بلند آواز سے؟

(یہ جملہ سوالات کیسٹوں میں موجود ہیں۔ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا اور نہ ہی قیامت تک دے سکتے ہیں۔﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ مولانا کے بقیہ لاجواب سوالات اگلے حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ دوم

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی ابتدائی تقریروں میں جو باتیں کیں۔

ا۔ ہم مدعی ہیں مکمل نماز پر بحث ہوگی۔نماز شروع سے چلائیں گے۔ہم ثابت کریں گے کہ ہمارا مسئلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔یہ نہیں ہوگا کہ یہ سوال کرتے جائیں اور ہم جواب دیتے رہیں۔(اس کا جواب مولانا محمد امین صاحب نے اصولِ مناظرہ کی معتبر کتاب رشیدیہ کے حوالے سے دیا کہ مدعی کے ذمہ صرف یہ ثابت کرنا ہے اور ہم نے صرف سوال کرنا ہے،اس حوالے کا طالب الرحمٰن صاحب کوئی جواب نہ دے سکے) مناظر بھی کسی کے وقت میں نہیں بولے گا۔اگر کوئی بولے تو اسے فوراً باہر نکال دیا جائے۔(اپنی اس بات کی سب سے پہلے مولوی طالب الرحمٰن نے خود ہی خلاف ورزی کی اور اس سے اگلی ہی تقریر میں مولانا کی تقریر کے دوران بولا کہ حدیث دکھاؤ اور صاحب مکان غیر مقلد نے جانبداری سے کام لیا اور اس کو کچھ نہ کہا) اپنی اسی تقریر میں اقرار کیا کہ یہ تحریر ایک عام آدمی کی لکھی ہوئی ہے کسی عالم کی لکھی ہوئی نہیں۔ (یہ کہہ کر جانبین کی مصدقہ تحریر سے فرار کا اقرار کرلیا) اس کے بعد کہا کہ نماز کے لیے پاک ہونا ضروری ہے اور قرآن کی آیت ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ پیش کی اور ایک

حدیث سے استدلال کیا کہ کپڑوں کو پاک رکھنا ضروری ہے اور پھر ہدایہ سے ایک درہم نجاست کے مسئلہ پر اعتراض کیا۔ (مناظرے میں مولوی طالب الرحمٰن کا یہ پہلا سوال تھا جو کہ موضوع مناظرہ اور اصول دونوں کے خلاف تھا۔ اصول مناظرہ کے تحت یہ مدعی تھے، انہیں سوال کا کوئی حق نہ تھا۔ موضوع مناظرہ کے بارے میں خود اقرار کر چکے تھے کہ بحث نماز پر ہوگی لیکن فرار میں ماہر ہونے کا ثبوت دیا۔ اپنی نماز ثابت کرنے کی بجائے شرائط نماز کے بارے میں سوال کرنا شروع کر دیئے۔ صاحب مکان نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے خلاف موضوع گفتگو سے نہ روکا اور اس نے نماز سے قبل کے مسائل شروع کیے جبکہ حضور ﷺ کی نماز تکبیر سے شروع ہوتی تھی۔ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقرأۃ بالحمد للہ رب العالمین (مشکوۃ ص ۷۵ مسلم وغیرہا) ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قراءۃ الحمد سے شروع کرتے تھے۔ مولوی طالب الرحمٰن نے طے شدہ موضوع کے خلاف شرائط چھیڑ کر حضور کے اس فعل سے جہالت کا ثبوت دیا۔ (جس مناظر کو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ حضور کی نماز کہاں سے شروع ہوتی ہے اس نے مکمل نماز سے کیا بحث کرنا تھی)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں فرمایا کہ مولوی طالب الرحمٰن نے میرا مطالبہ پورا نہیں کیا اور نماز کے اذکار وافعال بتانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہیں اپنی نماز کے ارکان و اذکار یاد ہی نہیں ہیں نیز شرائط واجبات اور سنتیں بھی یاد نہیں ہیں اگر مولوی صاحب نماز کی شرائط کسی کتاب سے بیان کر دیں جیسے ہم فقہ کی کتب سے بیان کرتے ہیں تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ انہیں اپنی نماز یاد ہے۔ میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور یہ پورے مناظرے میں میرے سوال کا جواب نہیں دے گا باقی انہوں نے جھوٹ بولا ہے کہ فقہ حنفی میں یہ ہے اور ہمارے ہاں پاکی شرط ہے انہیں اپنے مسلک کا بھی پتہ نہیں، یہ تیسیر الباری اردو شرح بخاری اور عرف الجادی میں ہے۔ کہ

در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد

یعنی جو گندے ناپاک کپڑوں سے نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔ میں حیران ہوں، یہ قرآن و حدیث تو کیا جانیں ان کو تو اپنے مذہب کا بھی پتہ نہیں۔ ان کے مذہب میں خمر (انگوری شراب) پاک ہے۔ ہم سے ایک درہم کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے مذہب میں پورا جسم شراب سے رنگا ہوا ہو تو نماز درست ہے۔ ان کے مذہب میں خون سے سارا جسم رنگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے، پہلے یہ چھ فٹ (جسم کی پاکی) کا ثبوت دیں، بعد میں ہم سے درہم کا مطالبہ کریں۔ پھر اس سے ہم انشاء اللہ درہم کو منہا کریں گے۔ تیسیر الباری اور صلوۃ الرسول ص ۵۳ میں موجود ہے (پانی کا) رنگ، بو، مزہ تبدیل نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر ایک گلاس یا بالٹی میں نجاست ڈالیں تو پانی پاک ہے اسے پینا، اس سے کھانا پکانا، وضو، غسل سب جائز ہے، چونکہ شرائط نماز نہیں آتیں، اس لیے طہارت کا نام لے کر چھوٹ جاؤں گا لیکن طہارت ان کے ہاں سرے سے شرط ہی نہیں ہے۔ بدور الاہلہ میں ہے کہ گندے جسم سے نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ حدیث سے ثابت کریں کہ گندگی کیا ہے۔ ان کے ہاں منی، خون، خمر گندے نہیں ہیں۔ سب کچھ لگا ہوا ہو ان کے ہاں درست ہے اور ہم سے مطالبہ درہم کا۔ ڈایا میٹر کا جواب استنجا بالحجر (ڈھیلوں سے استنجا کافی ہو جاتا ہے) سے دیا (یہاں طالب الرحمٰن نے دوسری مرتبہ مولانا کی بات کو ٹوک کر حدیث کا مطالبہ کیا اور اپنے ہی طے کردہ اصول کو توڑا اور یہاں دوسرے غیر مقلدین کا شور بھی کیسٹ میں موجود ہے۔ لیکن راؤ صاحب مکمل جانب داری کا ثبوت دیتے ہوئے چپ رہے) چھ فٹ جسم پر گندگی برداشت اور ہم سے مطالبہ درہم کا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں اپنی جماعت کے اکابر سے برأت کا اظہار کیا اور ان کی کتابوں کے ان حوالہ جات کا کوئی جواب نہیں دیا جو مولانا محمد امین صاحب نے تیسیر الباری عرف الجادی، بدور الاہلہ اور صلوۃ الرسول سے پیش کیے تھے۔ صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم نے ان کا کلمہ نہیں پڑھا، ان کی کتابوں کو چورا ہے میں رکھ کر آگ لگا دو ہم ذمہ دار نہیں۔ اسی تقریر میں دوسری مرتبہ خلاف اصول و موضوع مناظرہ محرمات ابدیہ کا مسئلہ چھیڑا جس پر مولانا محمد قاسم صاحب نے کہا کہ ایسی باتوں کا کیا

Scanned with CamScanner

فائدہ جس پر جملہ غیر مقلدین نے شور کر دیا کہ ان کو باہر نکالو، حالانکہ اس سے پہلے طالب الرحمٰن دو دفعہ مولانا محمد امین صاحب کی تقریر کے دوران بول چکا تھا۔ مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں طالب الرحمٰن کی کتاب سے چند فاش غلطیوں کی نشاندہی کی اور کہا کہ زیر بحث مسئلہ مکمل نماز ہے یہ خلط مبحث کر رہا ہے اور یہاں تک طالب الرحمٰن موضوع سے غیر متعلقہ تین مسائل درمیان میں لا چکا۔ حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند کی تقریر ترمذی پر اعتراض کیا۔ درہم اور محرمات ابدیہ کے مسائل چھیڑے۔

مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ تقریر ترمذی میں خیانت سے کام لے رہا ہے اور کتاب پیش کرنے کا مطالبہ کیا اور فرمایا کہ ہم نے نماز سیکھنی ہے جس طرح فقہاء کی کتب ہدایہ وغیرہ میں شرائط نماز ہیں۔ اس طرح حدیث کی کسی کتاب سے نکال کر دکھاؤ۔ علامہ وحید الزمان وغیرہ اپنے بزرگوں کی کتب سے برات کے جواب میں مناظر اہل سنت نے کہا کہ ہم نے ان کو خدا یا رسول کر کے پیش نہیں کیا بلکہ تمہاری طرح ان کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ہم اہل حدیث ہیں، ہم قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتے۔ ان کی جتنی کتابیں ہیں قرآن وحدیث کا نام لے کر لکھی گئی ہیں۔ بدور الاہلہ مصنفہ نواب صدیق حسن میں خنزیر کو ماں کی طرح پاک لکھا گیا ہے۔ مولانا عبداللہ روپڑی نے قرآن کی آیت انی جاعل فی الارض خلیفة کی تفسیر میں عورت کے رحم کی پیمائش اس کا نقشہ اور تفصیلات ذکر کی ہیں جو کوک شاستر کو بھی مات کر گئیں۔ (بحوالہ مظالم روپڑی ص ۵۴۔۵۵) تمہارے اکابر کا یہی دعویٰ تھا کہ اہل حدیث کہلا کر رحم کی یہ تشریح۔ اور شراب، منی، خون، مردار اور کتے کو پاک کہتے ہیں ان کی پاکی کی نسبت قرآن وحدیث کی طرف کی ہے کیونکہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم ان دو کے علاوہ کسی بھی چیز کو نہیں مانتے۔

مولوی طالب الرحمن نے اپنی کتاب کی غلطیوں کے جواب میں ایضاح الادلہ میں لکھی گئی قرآن کی آیت (جو کاتب کی غلطی سے لکھی گئی اور اب اس کی تصحیح بھی ہوگئی ہے) پیش کی اور تسلیم کیا کہ جیسے ایضاح الادلہ میں کاتب کی غلطی ہے اس طرح میری کتاب میں بھی کاتب کی غلطیاں ہیں یہاں پر بخاری کے صفحہ پڑھنے کا مطالبہ بھی

Scanned with CamScanner

کیا (یہ چوتھا حیلہ فرار تھا)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں بخاری شریف کے صفحہ پڑھنے کا جواب دیا کہ اگر حقانیت کا یہ معیار ہے تو قرآن کی ایک آیت یا ایک حدیث پڑھ کر سنا دو میں ابھی تیار ہوں۔ (صفحہ پڑھنے کے لیے) لیکن مولوی طالب الرحمٰن نے اس سوال کا پورے مناظرے میں جواب نہیں دیا۔ نہ آیت پڑھی نہ حدیث پیش کی۔ تقریر ترمذی پر اعتراض کا جواب دیا کہ یہ پوری عبارت نہیں پڑھ رہے اس میں خیانت کر رہے ہیں۔ کتاب کے مطالبے پر کتاب دینے سے انکار کر دیا۔ محرمات ابدیہ کے مسئلہ میں بھی جھوٹ بولا ہے۔ مناظر اہل سنت نے کہا کہ ہمارے ہاں ایسا شخص واجب القتل ہے اور درمختار ص ۱۹۶ جلد ۳ سے حوالہ پیش کیا۔ ویکون التعزیر بالقتل یعنی ایسے شخص کو جو اپنی محرم عورت سے نکاح کرے اس کی سزا قتل ہے۔ (محرمات سے صرف نکاح کرنے پر اتنی سخت سزا مذہب حنفی کے سوا کسی بھی مذہب میں نہیں) مولوی طالب الرحمٰن درمیان میں بولا کہ عند ابی حنیفه کا لفظ دکھاؤ جو ان کی سراسر جہالت تھی کیونکہ ہر مسئلہ میں عند ابی حنیفه کا لفظ ضروری نہیں ہے۔ ہزارہا ایسے مسائل ہیں جو مفتی بہا ہیں لیکن ان کے ساتھ عند ابی حنیفه کا لفظ نہیں ہے۔ (مولوی طالب الرحمٰن کو کتاب درمختار دکھائی گئی تو کہنے لگے کہ یہ تو حاشیہ ہے حالانکہ وہ اصل کتاب تھی۔)

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں اپنی کتاب کی غلطیوں کا جواب دیا کہ کاتب کی غلطیاں ہیں اور تقریر ترمذی پر اعتراض کیا۔ بخاری کا صفحہ پڑھنے کا بھی مطالبہ دہرایا اور پھر مسئلہ درہم شروع کر لیا۔ نماز کے مسائل کی بجائے پاکی کے مسائل شروع کیے اور کہا کہ ان کے ہاں طاقت کے لیے شراب پینی جائز ہے۔ وطی فی دبر نفسه کا مسئلہ چھیڑا۔ ان کے ہاں کتا اٹھا کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ مسائل شروع کیے اور موضوع سے جان چھڑانے میں کامیاب ہو گیا۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں کہا کہ نماز کے مسائل چھوڑ رہا ہے، محرمات ابدیہ کے نکاح کے الزام کا جواب دیا کہ یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ امام

Scanned with CamScanner

صاحب کے نزدیک حد نہیں ہے۔ تعزیر ہے اور تعزیر بالقتل کا حوالہ دکھایا جا چکا ہے۔ خنزیر کی پاکی کے الزام کا جواب دیا کہ امام صاحب کے نزدیک خنزیر پاک ہونے کا حوالہ دکھائیں۔ (جو اخیر تک نہ دکھا سکے) درمیان میں متنبہ کیا کہ اصل موضوع سے جاہل ہے اس لیے دوسرے موضوعات کی طرف جا رہے ہیں۔ تعزیر والے مسئلے کی وضاحت کی کہ ہمارے مذہب میں محرمات ابدیہ سے نکاح کرنے کی سزا قتل ہے اور یہ ماں بہن کے ساتھ زنا کرنے والے کو سو کوڑے مار کر چھوڑ دیتے ہیں، پھر وہ دوسری سے پھر تیسری بہن سے کرے گا۔ لیکن ہمارے نزدیک (احناف کے) اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا۔ خمر کے بارے میں کہا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ (کہ خمران کے مسلک میں طاقت کے لیے پی جا سکتی ہے) ہماری کسی کتاب میں خمر کا لفظ ہو (جس کا یہ حکم لکھا ہو) تو دکھا دو۔ (جو آخر تک نہیں دکھا سکے) درہم والے مسئلے کے جواب میں طالب الرحمٰن صاحب سے سوال کیا کہ بتائیں کون کون سی چیزیں نجس ہیں۔ (نجاست کی تعریف پوچھی) اب ان کے ہاں خون (دم سائل) نجس ہے یا نہیں۔ آدھی بالٹی خون اور آدھی پانی کی یہ پاک ہے ناپاک خمر (انگوری شراب) نجس ہے یا نہیں۔ آدھی بالٹی پانی کی آدھی منی کی ہو تو کیا حکم ہے۔ پہلے یہ تینوں حوالے (قرآن وحدیث سے) پیش کریں اور کہا کہ امام محمد کے نزدیک مفتی بہ قول اور ظاہر الروایت سے ہو کہ خمر پاک ہے تو حوالہ پیش کرو ورنہ ہم دکھاتے ہیں کہ ہمارے تینوں اماموں (ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک خمر ناپاک ہے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی باری میں کہا کہ ہم دکھاتے ہیں کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے۔ (لیکن خنزیر کی پاکی کا حوالہ پورے مناظرے میں نہیں دکھا سکے جو حوالہ دکھایا وہ خنزیر کے بال کا تھا وہ بھی ادھورا) ردالمحتار ج ا ص ۱۵۱ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے سابقہ تقریر میں خمر کا لفظ دکھانے کا مطالبہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر خمر کا لفظ دکھا دیں تو ہم اپنی شکست مان لیں گے لیکن ان کے جواب میں جو کی شراب کا ذکر کیا۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ نشان .

لگا کر دیں اور کہا کہ راؤ صاحب پوری عبارت سنیں کیونکہ یہ آدھی پر نشان لگائے گا اور آدھی پر نہیں، اس کے بعد درہم والا مسئلہ، شراب، گندم اور جو کا تذکرہ کیا اور پھر تقریر ترمذی پر اعتراض شروع کر دیا اور فالحاصل سے شروع کیا۔ (اوپر کی واضح عبارت ترک کر دی) صنّفوا کے صیغہ کو بلا تشدید صنفوا پڑھا اور اپنی صرفی لیاقت ظاہر کی۔

مولانا محمد امین نے اپنی اگلی تقریر میں کہا کہ یہ تقریر ترمذی میں خیانت سے کام لے رہا ہے، ان کی پیش کردہ عبات سے تھوڑا سا پہلے کی عبارت کا ترجمہ کرے۔ مجھ سے مطالبہ بخاری کے صفحہ پڑھنے کا اور خود صنّفوا کو بلا تشدید صنفوا پڑھ رہے ہیں۔ (مولوی طالب الرحمٰن کی پیش کردہ عبارت سے تھوڑا سا پہلے کی عبارت مولانا محمد امین صاحب نے پڑھ کر سنائی (نحن لا نرتکب خلاف الحدیث بل نخالف قیاس الشافعی و قیاسه لیس بحجة علینا) ترجمہ: ہم حدیث کی مخالفت کے مرتکب نہیں ہو رہے بلکہ ہم امام شافعی کے قیاس کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان کا قیاس ہم (حنفیوں) پر حجت نہیں ہے۔ اس وضاحت کے باوجود پہلی بات تو یہ ہے کہ شیخ الہند کی تقریر کس نے جمع کی ہے۔ شیخ الہند کے شاگرد تو مولوی ثناء اللہ امرتسری جیسے غیر مقلد بھی تھے اور مقلد بھی ہو تو سند ہی سرے سے مجہول ہے۔ آپ اس کا پتہ بتلائیں کہ تقریر کا جامع کون تھا۔ (جو آخر تک نہیں بتلا سکے) خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حدیث کی مخالفت نہیں امام شافعی کے قیاس کی مخالفت ہے دوسرے اس کی سند مجہول ہے یہ عبارت جو میں نے پڑھی ہے انہوں نے ایک مرتبہ بھی یہ عبارت نہیں پڑھی اگر ثابت کر دیں تو میں شکست لکھ دیتا ہوں۔ اور ان کی فتح تسلیم کر لیتا ہوں۔ اس عبارت میں خیانت سے کام لے رہے ہیں۔ یہ علامت منافق کی ہو سکتی ہے، اہل حدیث کی نہیں۔ تقریر ترمذی کے جامع کے نام کا مطالبہ کیا (تو مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ بعد میں بتاؤں گا اور آخر تک نہیں بتایا) مولانا محمد امین صاحب نے صاحب مکان کو کہا کہ آپ نوٹ کریں یہ نام بتائے تو آگے چلنے دیں ورنہ اسے آگے نہ چلنے دیں۔ آپ اس کو بار بار جھوٹ بولنے کی اجازت دے رہے ہیں، اتنے بڑے

آدمی پر جھوٹ بول رہا ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حدیث کے استاد ہیں۔ شیخ الہند پر الزام کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے پہلے یہ اُٹھکر نام بتلائے اور یقین جانیں یہ ہرگز نہیں بتلائے گا۔ کیونکہ اس کو معلوم ہی نہیں کہ کون ہے لکھنے والا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں خمر پینا جائز ہے تو خمر کا لفظ دکھائے۔ لفظ شراب عربی میں پینے کی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ (حلال و حرام دونوں کو شامل ہے) آپ کے ہاں دوکانوں پر مشروبات کا لفظ لکھا ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے ﴿هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ (حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ پر بولا گیا) شرابا طہورا کا لفظ قرآن میں آتا ہے لیکن جس کو ہم شراب کہتے ہیں اس کو عربی میں خمر کہتے ہیں اس لیے یہ ہماری کتاب سے خمر کا لفظ دکھائیں تو میری شکست اور ان کی فتح۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے کنز الدقائق مانگی اور پھر رد المحتار کا حوالہ پیش کیا، نیچے سے نویں سطر۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ کتاب سامنے ہے یہ آدھی آدھی پونی پونی عبارتیں پیش کر رہا ہے یہاں (حوالے میں) بات خنزیر کی نہیں شعر (بال) کی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ خنزیر کے بالوں سے جوتیاں گانٹھا کرتے تھے جو میں نے عبارت پر نشان لگایا ہے اس کو پڑھے اور ترجمہ کرے، اب یہ کوئی نیا غلط حوالہ پیش کرے گا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں پھر تقریر ترمذی والا مسئلہ شروع کیا اور کہا کہ یہ ان کی کتاب ہے اگر ایک شخص کا تذکرہ نہیں ملتا کہ جمع کس نے کی ہے؟ البتہ ان کے شاگرد نے تو کی ہے۔ اس کے بارے میں یہاں لکھا ہوا نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (یعنی اس جہالت کا کوئی حرج نہیں) پھر اصول کرخی کا حوالہ پیش کیا اور اپنی صرفی غلطی صنفوا والی کا پہلے انکار کر دیا تھا۔ اس تقریر میں اقرار کر لیا پھر بخاری کا صفحہ پڑھنے کا مطالبہ دہرایا۔ اصول کرخی کے حوالے سے الزام لگایا کہ نبی کی حدیث اگر ان کے امام کے قول کے خلاف ہو تو کہتے ہیں تاویل کر لو ورنہ منسوخ کر دو۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ میری کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ میں اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ یہ اپنے قول سے قرآن و حدیث کو منسوخ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تعزیر والا

Scanned with CamScanner

مسئلہ شروع کریں گے، ماں کے ساتھ نکاح کرنے والے پر حد نہیں، دوسرے ائمہ کے نزدیک حد ہوگی ہم نے یہ بات کہی تھی کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں کوئی حد نہیں تعزیر ہے اور تعزیر زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں کہا کہ انہوں نے تقریر ترمذی کے بارے میں تسلیم کرلیا کہ اس کے لکھنے والے کا علم نہیں ہے۔ مولانا ثناء اللہ غیر مقلد کے استاد کے بارے میں بغیر ثبوت کے بات پیش کر رہے ہیں اور والحق والا نصاف (لکھنے والے کی بات ہے) جب لکھنے والے کا علم ہی نہیں (تو مجہول کی بات کا کیا اعتبار) اور یہ بھی غلط ہے کہ انہوں نے حدیث کے مقابلے میں یہ بات کہی ہے، میں نے عبارت پڑھ کر سنائی کہ ہم حدیث کی مخالفت کا ارتکاب نہیں کر رہے، بلکہ امام شافعی کے قیاس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام شافعی کا حدیث کے مطابق ہے، امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسئلہ حدیث کے موافق ہے۔ ہم حدیث کے مقابلے میں نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ کے مقابلے میں امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں، مزید یہ کہ روایت ہی مجہول ہے۔ دوسری بات اصول کرخی کا حوالہ ادھورا اور غلط پیش کیا ہے۔ وہاں بات کیا ہے؟ جیسے قرآن پاک کی منسوخ آیت کا ذکر کرتے ہوئے کوئی بیان کرے کہ یہ آیت منسوخ ہے تو یہ سارے قرآن کے لیے نہیں بلکہ اسی منسوخ آیت کے بارے میں انہوں نے بیان کیا ہے تو پہلے درمختار کی پوری عبارت پڑھے جو چھوڑ گیا ہے۔ اس کے بعد اصول کرخی کی پوری عبارت پڑھے۔ تعزیر والی بات انہوں نے پھر چھیڑی۔ راؤ صاحب آپ کی کیسٹ سنیں بار بار انہوں نے دو باتیں ذکر کی ہیں کہ حد لگانا امام محمد کا مسلک ہے اور تعزیر امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور میں نے جو عبارت پیش کی ہے وہ تعزیر کے متعلق ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ کے قول کی تشریح نہیں ہے تو اور کس کے قول کی تشریح ہے؟ انہوں نے کم سے کم تعزیر کا حوالہ دکھایا کہ اتنی ہوسکتی ہے جیسے میں نے یہاں لفظ (قتل) دکھایا ہے کہ وہ عورت جس کے ساتھ نکاح حلال نہیں وہ کم از کم تعزیر کے ساتھ دکھا دیں تو ان کی فتح اور میری شکست۔ اب

وہ ترجمہ کریں جہاں میں نے نشان لگا کر دیا ہے، راؤ صاحب کرائیں اس سے ترجمہ جیسے پہلے جھوٹ نکلا انشاء اللہ اب بھی جھوٹ ہی ثابت ہوگا۔ خنزیر والا حوالہ جہاں میں نے نشان لگایا ہے اس کا ترجمہ کرو۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں اور کہا کہ بال سور کا حصہ ہیں اور عند محمد طاہر (دعویٰ کیا تھا کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے اور حوالہ دیا بال پاک ہے) مولانا محمد امین صاحب نے مطالبہ کیا کہ پوری عبارت پڑھو۔ (آگے مکمل تشریح ہے جس کا ترجمہ نہیں کیا) جہاں تک میں نے نشان لگا کر دیا ہے یہ خیانت کر رہا ہے۔ مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ کہاں سے پڑھوں۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ بخاری شریف میں ہے کہ شہد کی خمر (شراب) حلال ہے۔ خمر کا لفظ ہم بخاری میں دکھاتے ہیں اور نشان لگا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ فقہ کی کسی کتاب میں خمر کے لفظ پر نشان لگا کر دے (کہ حلال ہے) مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ جھوٹ کہتے ہیں کہ بخاری میں لکھا ہے کہ شہد کی شراب حلال ہے۔ یہ کہاں ہے مجھے اس سے نکال کر دیں۔ اس پر میں اپنی شکست لکھ کر دوں گا۔ بخاری شریف ص ۸۳۷ جلد ۲ سے حوالہ پیش کیا **الخمر من العسل وهو البتع** شہد کی شراب کو بتع بھی کہتے ہیں۔ آگے بخاری کی عبارت کہ جب تک وہ نشہ نہ دے تو پھر کوئی ڈر نہیں۔ اس پر مطالبہ کیا کہ حلال کا لفظ دکھاؤ اسی پر مناظرہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد امین صاحب نے پوچھا کہ لا بأس بہ کا کیا معنی ہے (کیا اس کے معنی حرام ہونا ہے) مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ بخاری شریف میں حضور کا فرمان ہو، اب بخاری پر کوئی باب باندھے کہ جی فلاں نے ایسے لکھ دیا ہے، بخاری پر کوئی حاشیہ لکھ دے، وہ بخاری کی حدیث نہیں ہوگی، ہمارا مطالبہ بخاری سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث دکھاؤ۔ (یہاں امام بخاری کے باب سے ان کی فقاہت سے پہلو تہی کی ہے) اور کہا کہ ہم مقلد نہیں ہم غیر مقلد ہیں۔ (لیکن مسلم کی حدیث **اسكنوا في الصلوة** حضور کا فرمان ہے۔ اس کے مقابلے میں امام نووی کے باب کا سہارا لے کر

اور امام بخاری کے فرمان کی چھتری سے پناہ حاصل کر کے حضور کے فرمان کا انکار کرتے ہو) اس کے بعد امام محمد والی بات شروع کی کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں۔ ان کے نزدیک ناپاک ہونا کہیں نہیں لکھا۔ (آگے پوری عبارت جس میں مکمل تشریح ہے پھر بھی نہیں پڑھی) پھر تعزیر کا مسئلہ دوبارہ شروع کیا، ان کے نزدیک انتالیس کوڑے ہیں اگر کوئی ماں، نانی، دادی سے نکاح کرے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی، حد نہیں۔ تعزیر کی تعریف انتالیس کوڑے اور کم سے کم تین کوڑے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ تعزیر صرف دس کوڑے ہیں ان کا امام کہتا ہے کہ تعزیر لگاؤ، نبی کہتا ہے کہ تعزیر دس سے زیادہ نہیں لگائی جا سکتی۔ پھر اصول کرخی والی عبارت پیش کی۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پوری عبارت پڑھو اس کے بعد پھر درہم کا مسئلہ اور کتے کی پاکی کا مسئلہ شروع کیا اور دعویٰ کیا کہ میرے دو مسئلے ان کے ذمے قرض ہیں، چلنا تھا نماز کا مسئلہ اور یہ ادھر چل رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے رہوں گا۔ (یہ صریح جھوٹ ہے کیسٹیں گواہ ہیں کہ ان مسائل کو طالب الرحمٰن نے چھیڑا، مولانا محمد امین صاحب صرف ان مسائل میں اس کی خیانتیں ظاہر کرتے رہے)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں تعزیر والے مسئلے کا جواب دیا اور مولانا محمد صدیق صاحب کو بانی مناظرہ کی حیثیت سے کہا کہ میں نے محرم عورتوں سے نکاح کے ساتھ قتل کا لفظ دکھایا ہے اور انہوں نے انتالیس کوڑے دکھائے ہیں۔ وہاں یہ ماں وغیرہ کا نام دکھا دیں ہماری شکست ہے۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے بخاری کے باب ماننے سے انکار کیا تو مولانا محمد امین صاحب نے کہا) میں نے بخاری (کے متن) سے عبارت پڑھی ہے، آپ کے سامنے مولوی طالب الرحمٰن نے مانا کہ امام بخاری کی فقہ میں شہد کی خمر حلال ہے اور ساتھ امام مالک کا نام بھی ہے، ابن دراوردی کا نام بھی ہے۔ (یہ تینوں محدث ہیں) وہ کہتے ہیں کہ جب تک نشہ نہ آئے یہ (شراب) خمر حلال ہے۔ میں نے مطالبہ کیا کہ فقہ کی کتاب سے اس طرح خمر کا لفظ دکھا دیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا کہ خمر کا لفظ موجود ہے۔ میں نے بخاری (کے متن)

سے عبارت پڑھی ہے اور خمر کا لفظ دکھایا ہے، یہ انتالیس کوڑوں کا لفظ پڑھ رہے ہیں، وہاں ماں، بہن کا لفظ دکھادیں، ہم ابھی غیر مقلد ہونے کا اعلان کریں گے، انہوں نے خنزیر کے بال کا حوالہ پورا نہیں پڑھا، وہاں لکھا ہے ہمارے ظاہر مذہب میں بال بھی خنزیر کی طرح ناپاک ہیں اور یہ طاہر پڑھ رہا ہے۔ اگلی ہی سطر میں درج ہے کہ آج کل اس کے استعمال کی ضرورت نہیں ہے یہ عبارت اس نے نہیں پڑھی (امام محمد کا قول غیر ظاہر الروایت اور غیر مفتی بہا ہے) بات اصل یہاں یہ ہے کہ مردار کے بال سوائے خنزیر کے پاک ہوتے ہیں۔ (حالانکہ یہ بھی مردار کا حصہ ہوتے ہیں لیکن بال کے لفظ سے سارا مردار مردار نہیں ہوتا لیکن مولوی طالب الرحمٰن نے بال کے لفظ سے پورا خنزیر ہی پاک کہہ دیا) مردار کے بال اگر کپڑے کو لگ گئے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اس کی نماز ہو جائے گی جبکہ ان کے ہاں مردار سارا ہی پاک ہے۔ عرف الجادی میں ہے کہ مردار کو ناپاک کہنا درست نہیں۔ نواب صدق حسن خان بدور الاہلہ میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خنزیر کے بارے میں قرآن میں رجس کہا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خنزیر ناپاک ہے اس کا مطلب ہے کہ حرام ضرور ہے لیکن پاک ہے۔ مثال دی جس طرح قرآن نے ماں کو حرام کہا ہے ناپاک نہیں تو جس مذہب میں خنزیر ماں کی طرح پاک ہے وہ اعتراض کر رہے ہیں، اس قول پر جس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس پر عمل جائز نہیں۔ اسی طرح اصول کرخی کی عبارت میں پیش کرتا ہوں جو انہوں نے نکالی ہے۔ علی النسخ الخ بات میں نے یہی بتائی تھی جیسے منسوخ بات یہاں کر کے اس کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے اسی طرح انہوں نے کہا کہ ہمارے اصول کے خلاف جو حدیث آپ کو ملے ہمارے اصحاب نے تحقیق کی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی باقاعدہ مثال بھی دی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر حدیث جو ہمارے اصحاب کے خلاف ہوگی (وہ منسوخ ہو جائے گی) جس کو انہوں نے دلائل سے ثابت کر دیا ہو اس کے بارے میں کرخی کی عبارت ہے، مثال یہ ہے کہ فجر کے بعد نفل پڑھنے کا جو مسئلہ ہے یہ پوری عبارت پڑھیں جہاں نشان لگا ہوا ہے یہاں سے

Scanned with CamScanner

شروع کر کے فصل کے اخیر تک پڑھو، حوالہ غلط بیان کیا ہے۔

مولانا طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں بدور الاہلہ وغیرہ کے حوالوں کا جواب دینے کی بجائے اپنے مسلک کے جید علماء اور ان کی کتب سے برات کا اظہار کیا اور اپنے غیر مقلد ہونے کا اعلان کیا اور خنزیر کے بال کا مسئلہ ذکر کیا کہ میرا دعویٰ امام محمد کے بارے میں تھا۔ (جس کا جواب ہو چکا) امام ابو یوسف کے نزدیک پاک ہونے کا ہمارا دعویٰ نہیں پھر بخاری شریف کے حوالے کے بارے میں کہا کہ میں نے حاشیہ اور باب دونوں کے بارے میں کہا تھا کہ اس کی گارنٹی نہیں، نبی کی حدیث دکھاؤ۔ انتالیس کوڑوں کے ساتھ تعزیر کے باب میں ماں کا لفظ ضروری نہیں۔ (مولانا محمد امین کے مطالبہ کو پورا کرنے سے عاجزی کا اقرار کر لیا) اس کے بعد اصولِ کرخی کی تھوڑی سی عبارت پڑھی الا صل ان کل خبر با ختلاف قول اصحابنا یعنی ہر وہ خبر یعنی ہر وہ آیت قرآنی (یہاں خبر کا معنی آیت قرآنی سے کیا) یہ نہیں کہ وہ منسوخ ہو کر گڑ بڑ کرتی ہے یہ خبر یعنی قرآن کی آیت جو ہمارے اصحاب امام کے قول کے خلاف ہو اس کو محمول کیا جائے گا کہ یہ منسوخ ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ذرا آگے پڑھیں لیکن آگے نہیں پڑھی پھر درہم اور کتے کے مسئلہ کو یاد کیا۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں ذکر کیا کہ انہوں نے مان لیا کہ جہاں انتالیس کوڑوں کا ذکر ہے وہاں ماں کا ذکر نہیں، میں نے یہی کہا کہ جہاں ماں وغیرہ کا ذکر ہے وہاں قتل کا لفظ موجود ہے اور ہم نے دکھا دیا۔ اب یہ آہستہ آہستہ مان رہے ہیں اور امام ابو یوسف کا قول جو نقل کیا، اس میں ظاہر الروایت کا ترجمہ نہیں کیا، ٹیپ موجود ہے۔ جیسے ایک متواتر قراۃ ہے اس کے مقابلے میں ایک شاذ قراۃ ہے۔ اب متواتر کے مقابلہ میں شاذ قابل اعتماد نہیں ہوتی اسی طرح امام محمد کا قول شاذ ہے اور ظاہر الروایت کے خلاف ہے، آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا استعمال جائز نہیں، نہ ظاہر الروایت کا ترجمہ اور نہ ہی **لا یجوز استعماله** کا ترجمہ کیا، اب یہاں سے پتہ چلا کہ فقہ پر اعتراض کے لیے بھی کئی بددیانتیاں کرنی پڑتی ہیں کہ کبھی شروع

Scanned with CamScanner

سے عبارت چھوڑو بھی بعد سے۔ اس کے بعد (اصول کرخی کی عبارت میں) انہوں نے ہر آیت کا نام لیا ہے، دیکھئے کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ کوئی امتی قرآن وحدیث کو منسوخ کرسکتا ہے۔ وہاں بات یہ لکھی ہے کہ ہر وہ آیت جس کے بارے میں ہمارے علماء کی تحقیق ہے یا حدیث جس کے بارے میں تحقیق ہے (منسوخ ہونے کی) آگے مثال بھی دی جسے میں پڑھ رہا تھا اور وقت ختم ہو گیا انہوں نے نہیں پڑھی۔ کہ فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا، یہ حدیث موجود ہے، بخاری میں ہے۔ لیکن دوسری حدیثیں اس کی ناسخ آ گئیں تو پہلی حدیثوں کو ان حدیثوں نے منسوخ کیا۔ امام صاحب نے منسوخ نہیں کیا نہ امام کرخی نے منسوخ کیا تو جب دوسری متواتر حدیث منع کی آ گئی اس لیے ہمارے علماء نے اس کو منسوخ مانا۔ اب اگر نفل پڑھنے کی کوئی حدیث ملے تو یہ نہیں سمجھنا کہ ہمارے علماء کے نزدیک ثابت ہو گیا اس لیے آئمہ نے اس کو چھوڑا ہے اور یہ بات سارے کہتے ہیں، صرف احناف نہیں جو آیت یا حدیث منسوخ ہو جائے اس کو منسوخ مانتے ہیں تو انہوں نے یہ اصول ذکر کیے ہیں پہلے کل خبر کا ترجمہ یہ آیت کرتا رہا پھر بعد میں دوسرے مولوی صاحب نے بتایا کہ آیت پچھلے صفحہ پر ہے اب جس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ خبر کا معنی آیت ہوتا ہے یا حدیث، اس کو مناظرے کے لیے کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے درہم والے مسئلہ میں صرف ڈایا میٹر سے ذکر کیا۔ دیکھئے ہمارا مسلک ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس سے بلند ہوتی ہے، کیونکہ ضعیف کا معنی مردہ نہیں کمزور ہی ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی کی حدیث دار قطنی میں موجود ہے اس میں راوی ضعیف ہے جھوٹا نہیں اور یہ شافعیوں کی کتاب ہے، حنفیوں کی نہیں۔ حدیث کی کتاب ہے، فقہ کی نہیں۔ یہ درہم کے لفظ کا اس وقت سے مذاق اڑا رہا ہے اس کو اللہ کے نبی کا مذاق اڑانا چاہیے، حدیث کی کتابوں کا مذاق اڑانا چاہیے اس کے بعد ابراہیم نخعی تابعی اور امام ابو حنیفہ کی باری آئے گی۔ اگر یہاں سے درہم کا لفظ لے لیا اس کے خلاف یہ کوئی حدیث پیش کرے کہ درہم سے نماز نہیں ہوتی حدیث دکھائیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں کہا بات تھی نجس مغلظ کی اب

یہاں تو بات چلے گی کہ خون پاک ہے یا ناپاک۔ (پورے مناظرے میں خون کی پاکی ثابت نہیں کی) اس حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ ایک درہم خون اگر لگا ہوا ہے تو نماز لوٹائی جائے گی یہ کہتے ہیں کہ اس میں نماز ہو جائے گی۔ (فقہ حنفی سے جہالت کا ثبوت دیا) لوٹانے کی ضرورت نہیں حدیث میں لوٹائے خود بیان کر دیا۔ پھر امام محمد کے قول شاذ کا تذکرہ کیا۔ درہم پر اتنا شروع تھا، اب مانتے ہیں کہ نماز لوٹائی جائے گی اگر تھوڑا سا بھی کم ہو تو نماز ہو جائے گی۔ ابھی تک انہوں نے وہ کتاب جو میں سنا چکا ہوں، عرف الجادی ص ۱۰ میں ہے کہ ان کے نزدیک کتا پاک ہے، اب بھی یہ پتہ چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن سے پہلے جتنے بڑے بڑے علماء اہل حدیث گزرے ہیں وہ سب قرآن و حدیث کے مخالف تھے۔ نواب صدیق حسن خان وحید الزمان وغیرہ۔ ان (غیر مقلدین) میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہے لیکن ایک بات پر اتفاق ہے۔ جملہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہمارا مولوی قرآن و حدیث کا مخالفت کرتا ہے اس لیے ہم مولوی کی بات نہیں مانتے اگر ان کے کسی عالم نے دنیا میں قرآن و حدیث پیش کیا ہے اور اس کی ایک کتاب بھی موجود ہے، صرف ایک اور وہ غیر مقلد کہلاتا ہو اس کی ایک کتاب پیش کر دیں کہ اس نے قرآن و حدیث پیش کیا ہے تو میں اپنی شکست تسلیم کر لوں گا۔ لیکن مولوی طالب الرحمٰن کو یقین ہے کہ اہل حدیث کہلانے والا ایک مولوی یا عالم بھی قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا نہیں تھا۔ بلکہ اہل حدیث کہلانے والے جتنے مولوی بھی گزرے ہیں ان سب نے قرآن و حدیث کے خلاف ہی لکھا ہے۔ عجیب بات ہے مرزائیوں کو اپنی کتابوں پر اعتماد ہوتا ہے لیکن اہل حدیث فرقہ وہ ہے کہ ان کا مولوی قرآن و حدیث کا نام لے کر کتاب لکھ دے یہ فوراً کہتے ہیں جھوٹی ہے۔ اس کو جلا دو حنفیوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جلا دو لیکن اہل حدیثوں کی کتابوں کے بارے میں مولوی طالب الرحمٰن نے کہا ہے کہ انہیں جلا دو اگر وہ قرآن و حدیث ہے تو جلانا گناہ ہے اگر نہیں تو پتہ چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن یقین رکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا ہر عالم قرآن و حدیث کے خلاف ہی لکھ کر گیا ہے۔ ایک کتاب بھی ایک عالم نے ایسی نہیں لکھی جس

Scanned with CamScanner

میں مکمل نماز کے مسائل ہوں اور نماز کا مکمل طریقہ ہو تو یہ فرقہ اپنے مذہب کے بارے میں تمام علماء سے مع بخاری بار بار قرآن وحدیث کے مخالف مان رہا ہے اور جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ جی مرزے کی کتاب کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ پہلے کہتے تھے کہ مرزا ہی قرآن کو سمجھا ہے اور کوئی نہیں سمجھا۔ لیکن جو انہوں نے کتابیں لکھی ہیں وہ قرآن وحدیث کے خلاف لکھی ہیں تو بات چونکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز پر چلے گی ان سے نماز کی شرائط پوچھی گئیں وہ ابھی تک انہوں نے نہیں بتائیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے پھر دارقطنی والی روایت کا تذکرہ کیا کہ اس کا ترجمہ کریں، یہ ان کے مخالف جارہی ہے اور یہاں ٹٹی پیشاب کا ذکر نہیں صرف خون کی بات ہے۔ اس کو دھوؤ اور نماز لوٹاؤ پھر اپنے علماء کی کتب کے بارے میں کہا کہ بے شک وہ صدیق حسن کی ہو وحید الزمان کی ہو ابو حنیفہ کی ہو یا کسی صحابی کی ہو قرآن و سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ایک طرف رکھ دو۔ پھر کتے اور درہم کے مسئلے کا مطالبہ کیا۔ مولانا محمد امین صاحب نے سامعین سے کہا کہ آپ نماز کے مسائل سننے کے لیے بیٹھے ہیں، ان کے مولوی صاحب کی کتاب قرآن وسنت کے مطابق لکھی ہوئی ہو۔ لکھنی چاہئے تھی کہ نہیں؟ انہوں نے ایک بھی کتاب آج تک جلائی نہیں یہ سب کہنے کی باتیں ہیں جو فوت ہو گئے ہیں ان کی کتابیں آج بھی یہ چھاپ رہے ہیں، لے رہے ہیں، دے رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، پڑھا رہے ہیں۔ (کسی غیر مقلد کی کتاب پر انہوں نے ان کی غلطیوں کو شائع نہیں کیا) تو یہ آپ کو یقین ہو گیا کہ اس فرقے کے تمام علماء میں سے ایک بھی قرآن وحدیث کے مطابق لکھ کر نہیں گیا۔ ان کی لکھی ہوئی ایک بھی کتاب جس میں مکمل نماز کے مسائل ہوں قرآن وحدیث کے مطابق نہیں نکلی۔

میں اپنی بات کو آگے چلاتا ہوں میں نے نماز کی شرطیں پوچھیں انہوں نے ابھی تک نہیں بتلائیں۔ صلوۃ الرسول ۳۸۳ جدید ان کے مذہب کی کتاب ہے اس میں ذکر ہے کہ امام ناپاک نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے حنفی مذہب میں اگر

کسی کی نماز قضا ہو جائے تو توبہ کرے اور نماز کی قضائی دے۔ غیر مقلد کہتا ہے کہ نماز کی قضائی (صلوٰۃ الرسول ۱۵۸) قطعاً جائز نہیں یہ کہتے ہیں کہ میرے کہنے سے امام ابو حنیفہ ابو یوسف کو چھوڑ دو میں کہتا ہوں کہ تم خدا اور رسول ﷺ کی بات کے مقابلے میں ایسی بات کہو جو ٹھیک ہے تمہیں میں خدا اور رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جیسے تمہارے سارے مولوی جن کو تم نے قرآن وحدیث کے مخالف مان لیا ہے میں کہتا ہوں کہ تو اور جتنے تیرے ساتھی مولوی بیٹھے ہیں قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو میں قرآن وحدیث کے مخالفوں کی بات کیسے مان لوں۔ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے گندے اٹھ کر آئیں اور نماز پڑھا دیں اسی طرح ان کے ہاں بے نماز کافر ہے اور کافر کا ذبیحہ تک بھی حلال نہیں، کافر اپنے باپ کا وارث بھی نہیں ہوتا تو کیا آج ساری دنیا میں ان کے مذہب پر عمل جاری ہے۔ کیا آج تک کسی غیر مقلد نے اعلان کیا کہ میرے جس لڑکے نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے، میری جائیداد سے حصہ نہ لے اور میری بیوی نے ایک نماز چھوڑی ہے اور وہ کافر ہوگئی ہے اور میرا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور میری ساری اولاد جو اس کے بعد ہوئی ہونا جائز ہے تو جو مذہب اس دنیا میں چل بھی نہیں سکتا اس وقت وہ سب کو کافر کہتا ہے کافر سے مسلمان کا نکاح درست نہیں اگر وہ پہلے سے نماز نہیں پڑھتا تو سرے سے نکاح ہی نہیں ہوا اب دیکھیں کہ ہارون آباد میں کتنے نکاح ہوئے اور کتنے نہیں ہوئے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے پھر دارقطنی کی حدیث پڑھنے کا مطالبہ کیا پھر مولانا محمد امین صاحب کے پیش کردہ حوالوں (کہ ناپاک امام کے پیچھے ان کی نماز ہو جاتی ہے، مرزائی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے) کے بارے میں کہا کہ ان باتوں کا اس مسئلے سے کیا تعلق ہے (جبکہ مولوی طالب الرحمٰن کا مکمل مناظرہ ہی موضوع سے بے تعلق تھا) اس مسئلے کے ساتھ ان کو کیوں بیان کرتے ہیں، پھر فارسی میں نماز پڑھانے کی بات اور کہا ہمیں کتاب لکھنے کی کیا ضرورت ہے اللہ کے قرآن میں نبی کی احادیث میں نماز موجود ہے کہ ہم کسی مولوی کی کتاب کو قبول نہیں کرتے (مولوی طالب الرحمٰن

کی بڑ سے معلوم ہوا کہ ان کے تمام مولوی قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کتب لکھنے میں وقت ضائع کرتے رہے اور جن کتب کو وہ قرآن وحدیث کی خدمت کے طور پر لکھ گئے ان کے اصاغران کتب کو قرآن وحدیث کے مخالف سمجھ رہے ہیں، لیکن تعجب یہ ہے کہ اس کے باوجود بے شمار کتب پڑھنے، پڑھانے اور چھاپنے میں لگے ہوئے ہیں) پھر الاشباہ والنظائر کے حوالے پر اعتراض کیا کہ اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہے دوران نماز قرآن کو دیکھتا ہے تو **نظر المصلی الی المصحف فقراء منه بطلت صلوته** اس کی نماز باطل ہوگئی لیکن ساتھ ساتھ کہتے ہیں **ولا الی فرج المراة بشهوة** اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا چھتوی صاحب نے کہا کہ نہیں ترجمہ کرو اگر ہم اس قسم کی کتابیں لکھیں تو اس قسم کی ٹکریاں ماری جائیں گی، غلطیاں ہوں گی کہ قرآن دیکھ لو تو نماز ٹوٹتی ہے (یہ ترجمہ غلط کیا ہے صرف دیکھنا نہیں بلکہ دیکھ کر پڑھنے سے ٹوٹتی ہے) اور چیز دیکھ لو تو نماز نہیں ٹوٹتی پھر درہم والا مسئلہ دار قطنی سے ثابت کرنے کا مطالبہ کیا (اس کی تشریح آخیر میں ملاحظہ فرمائیں) قرآن وحدیث کے علاوہ جملہ کتابوں کو غیر معتبر قرار دیا، کتے اور اس کے اجزاء اٹھا کر نماز پڑھنے کا تذکرہ کیا۔

مولانا محمد امین صاحب نے کہا، کہ انہوں نے کہا ہے ہمیں کتابیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کتاب صلوٰۃ الرسول ہے میں نے اس سے مسئلے بتائے انہوں نے کہا کہ اس کے مسئلے قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو معلوم ہوا کہ اہل حدیث عالم رسول پر جھوٹ بولنے کے لیے کتابیں لکھتے ہیں اس میں ہے کہ امام بے وضو نماز پڑھا دے تو سب کی ہو جائے گی ایسا امام جو بالکل ناپاک ہو گندا ہو۔ بات اصل یہ ہے کہ یہ مسائل رسول کے نام پر پیش کیے گئے اور رسول کے نام پر جھوٹ لگائے گئے ہیں تو آج پتہ چلا کہ اہل حدیث وہ ہوتا ہے کہ جب جھوٹ بولتا ہے خدا اور رسول پر ہی جھوٹ بولتا ہے، یہ دیکھئے کہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ ایک امام نماز پڑھا رہا ہے پیچھے مرد اور عورتیں نماز پڑھ رہے تھے امام کے چوتڑ ننگے ہیں پیچھے عورتیں کہہ رہی ہیں کہ ذرا امام کے چوتڑ تو ڈھک لو اب اگر مولوی طالب الرحمٰن صاحب اور

چھوٹی صاحب کو جو اس بات کا شوق ہے تو بخاری پر عمل کریں، چوتڑ ننگے کر کے نماز پڑھایا کریں پیچھے عورتیں ہوں اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے، یہ بخاری کی روایت سے نکل رہا ہے اس قسم کی باتیں یہیں الاشباہ والنظائر کا مسئلہ تو وہ واضح ہے یہ اس کے مقابلے میں حدیث پیش کریں (کہ فقہ میں جہاں ٹوٹی ہے حدیث میں وہاں ہو جانے کا ذکر ہو حدیث پڑھ کر فقہ پر اعتراض کریں) ہمارے ہاں تو حدیثیں دو قسم کی ہیں، بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ عورت نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری میں آتا ہے کہ نہیں ٹوٹی تو فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ اگر عورت کپڑے پہن کر بھی سامنے سے گزر جائے تو نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے۔ ویسے حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹی ویسے ان کی سمجھ میں فرق ہے یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہماری نظر جاتی ہے جیسے عبداللہ روپڑی صاحب کی نظر کہ انہوں نے رحم کی پیمائش کی ہے کہ چھ انگل گہری اور اتنی چوڑی وہ کہتا ہے کہ اپنے آلہ تناسل کو اوپر کرے اور دونوں خصیے ساتھ ملا لے تو اس وقت عورت کے رحم کی شکل بن جاتی ہے اور اگر عورت کو اوپر لٹایا جائے تو اس وقت فلاں بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تشریح ہو رہی ہے قرآن پاک کی آیت کی۔ اصل میں مولوی طالب الرحمٰن سمجھتے ہیں کہ جتنی گہری نظر ہم ڈال ڈال کر مستیاں کرتے ہیں شاید حنفی مذہب میں یہ جائز ہے۔ وہاں یہ ذکر نہیں۔ اب دیکھئے ایسے مسائل پیش آتے ہیں، ماں نماز پڑھ رہی ہے بچہ سامنے ٹٹی کر دیتا ہے نظر پڑ گئی؟ مسئلہ مولوی طالب الرحمٰن بتائیں گے کہ حدیث میں اس کا کیا مسئلہ ہے (جو آخیر تک نہ بتا سکا) اور صرف حدیث سے ثابت کریں کہ اچانک نظر پڑ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، میں اعلان کر دوں گا کہ ہماری فقہ کا مسئلہ غلط ہے۔ لیکن میں نے بخاری کی حدیث سے دکھایا کہ امام کے چوتڑ ننگے ہیں، غیر عورتیں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہیں تو مولوی صاحب کو بخاری پر عمل کرنا چاہئے تھا، پھر اس طرف آنا چاہئے۔ فقہ کے مسائل کے خلاف یہ حدیث پیش کریں (ان کی اٹکل کا اعتبار نہ ہوگا) اس طرح میں نے ان سے سوال کیا اور یہ گندگی گندگی کا شور مچا رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ گندگی کسے

کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث سے بتادیں ہمیں یہ کہتے ہیں کہ خمر گندگی نہیں اس پر آیت پیش کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ خون اور منی گندگی نہیں اس پر آیت پیش کریں۔ یہ بتائیں کہ آدھی بالٹی پانی اور اس میں آدھی خون یا خمر یا منی کی ہو تو ہمارے ہاں کھانا پینا جائز ہے، وضو کرنا جائز ہے۔ اگر نواب صدیق حسن کے بارے میں کہتا ہے کہ اس نے غلط لکھا ہے تو آیت پڑھ کر اس کی غلطی ثابت کرے کہ انہوں نے اس کو کیوں پاک لکھا ہے؟ یہ فلاں حدیث یا آیت کے خلاف ہے وحید الزمان نے پاک لکھا ہے۔ وہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے نواب صدیق حسن خان اور وحید الزمان پاک لکھیں اور طالب الرحمن ناپاک کہے تو بات تو دونوں طرف مولویوں کی ہوگئی، یہ مقابلہ کر کے دکھلائے کہ نواب صدیق حسن اور مولوی وحید الزمان کو یہ آیت یاد نہیں تھی جو انہوں نے پڑھی ہے۔

مولوی طالب الرحمن نے کہا کہ ذرا زنانہ کو دور بھیج دیں میں ان کو تسلی کرا ہی دوں، پھر مختلف فیہ مسائل فاتحہ آمین وغیرہ کا ذکر کیا کہ ان پر بات کر لیتے لیکن انہوں نے پوری نماز رکھی ہے اور پھر بخاری سے بچہ کی امامت والی حدیث پڑھی ان کے نزدیک بچہ نماز پڑھائے تو مکروہ ہے اور پھر پورا قصہ بیان کیا اور کہا کہ یہ خود اس حدیث کے منکر ہیں کہ یہ مکروہ ہے، اس کی امامت تو ہو ہی نہیں سکتی، پھر صلوٰۃ الرسول مانگی اور کہا کہ اس پوری کتاب میں ان کو ایک ہی مسئلہ نظر آیا ہے گویا باقی کو یہ مانتے ہیں (یہ غلط فہمی تھی) یہ کہتے ہیں کہ پوری کتاب میں یہی قرآن وسنت کے خلاف ہے باقی کو تو مانو۔ (فاتحہ، رفع یدین، آمین وغیرہ کو مان لیں اور پھر وارننگ دی، آجائیں سیدھے ہو کر پھر دار قطنی والی روایت کا مطالبہ کیا، بالٹی میں آدھا پانی اور آدھا خون یا منی یا خمر کا جواب بعد میں دینے کا وعدہ کیا (جو آخیر تک پورا نہ ہو سکا) اس کے بعد پھر درہم گندگی شراب اور کتے کا مسئلہ کا ذکر کیا، پھر اپنے مولویوں کی کتابوں سے برات کا اظہار کیا (اور یہ ستم ظریفی کہ اپنے مولویوں سے صرف برات اور آئمہ مجتہدین کے خلاف محاذ آرائی) اس کے بعد نیت کا مسئلہ اور رفع الیدین کے مسائل شروع کرنے کا

مطالبہ کیا اور حدیث دار قطنی پر اعتراض کیا۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب نے جواباً کہا کہ صلوۃ الرسولﷺ میں ایک جھوٹ بولا (اور اللہ کے رسول کی ذات پر اگر ہمارے مولوی نے ایک جھوٹ بول دیا تو کیا ہوا) کیونکہ جھوٹ تو اللہ کے رسول پر بولا ہے نا؟ اور یہ بھی جھوٹ بولے۔ میں پوچھتا ہوں کہ (نبی پر) ایک جھوٹ بولنا جائز ہے؟ اور یہ بھی جھوٹ ہے، ابھی تو میں نے اس میں سے کئی باتیں بیان کرنی ہیں، یہ کہہ رہے ہیں کہ منی اور پانی والا مسئلہ ضروری نہیں۔ نماز سے پہلے وضو ضروری ہے سب سے بنیادی مسئلہ تو پانی والا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وحید الزمان نے لکھا ہے کہ خنزیر پاک ہے۔ بتلائیں وہ فلاں آیت کے خلاف ہے۔ میں نے ان سے آیت پوچھی ہے گالی نہیں دی۔ صدیق حسن خان نے لکھا ہے مردار پاک ہے، یہ بتلائیں کہ وہ فلاں آیت کے خلاف ہے یا حدیث کے؟ کیونکہ ان کے مقابلے میں مولوی کی بات ہو تو وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اب یہ وارننگ دیتے ہیں کہ قرآن کی آیت یا حدیث پوچھی تو ہم یوں کر دیں گے یاں کر دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن سنانا شروع کر دو۔ انہوں نے جو بھی جھوٹ بولا ہے قرآن پر اور حدیث پر بولا ہے۔ حوالے کے لیے صلوۃ الرسول لی اور بغیر پڑھے مجھے واپس کر دی۔ جس کا اردو میں اتنا کمزور مطالعہ ہو وہ حق پر ہے؟ یہ فتاویٰ اہل حدیث، اس میں لکھا ہے کہ جب حدیث پاک میں ہے کہ ان کا اپنا قول نہیں ہے، یہ بات صاف صاف دلالت کر رہی ہے کہ مردار کے چمڑے کو بعد دباغت کے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے ہر قسم کا انتفاع۔ طالب الرحمٰن اس کی جیکٹ بنالیں، شیروانی بنائیں، یہ اردو ہے اور کہے کہ ہمارے مولویوں نے حدیث پر جھوٹ بولا ہے بلکہ اس کے متعلق بھی حدیث پیش کرے کہ وہ حدیثوں پر جھوٹ بولتے تھے (نماز کے مسائل کے بارے میں بار بار جھوٹ بول رہے ہیں، مولانا محمد امین صاحب نے شروع ہی سے نماز کے مسائل کو ذکر کیا تھا) میں نے نماز کے ارکان شرائط اذکار افعال پوچھے تھے،

Scanned with CamScanner

انہوں نے ایک بھی جواب نہیں دیا (اس کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے ترتیب وار مسائل نماز پوچھنے شروع کیے جو حصہ اول میں مذکور ہیں، مناظرہ کی کیسٹیں گواہ ہیں کہ ایک سوال کا جواب بھی طالب الرحمٰن سے نہ بن پڑا)

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی کتاب کے حوالہ جات کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ ان کا جواب میں بعد میں دوں گا (اور یہ وعدہ آخر وقت تک وفا نہ ہو سکا) اس کے بعد پانی کا مسئلہ شروع کیا، دباغت سے مردار کے چمڑے کے پاک ہونے کو تسلیم کر لیا اعتراض ذبح سے پاک ہونے پر کیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر بسم اللہ اکبر کہہ کر کتے کو ذبح کیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اس کی جلد پاک اس کا گوشت پاک اور جمیع اجزا پاک اس کا ایک ایک حصہ پاک۔ دباغت کی بات نہیں، یہ تو اختلاف ہو سکتا ہے کہ دباغت کے بعد بھی پاک ہوتا ہے یا نہیں (حدیث میں صراحت ہے کہ پاک ہو جاتا ہے اور یہ اب بھی اختلاف سمجھتے ہیں۔ حدیث ماننے کا محض دعویٰ ہے) ان کے ہاں ذبح کر کے اس کی چمڑی اتاری اور اس کا مصلیٰ وغیرہ بنائیں، اس کے بعد بچے کی امامت کا مسئلہ ذکر کیا کہ وہ بچے یا بڑے کی امامت کا مسئلہ نہیں تھا، یہ حدیث میں نہیں ہے کہ ساری عمر ننگے نماز پڑھتا رہا، یہ ایک واقعہ ہے کہ اور ساتھ اس کی تردید بھی ہے کہ اسے قمیص پہنادی جس سے وہ بہت خوش ہوا اور جس مسئلے پر بیٹ کرنا چاہتے ہیں وہ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر قرآن کھلا پڑا دیکھا اپنے سامنے اگر اس کی نظر پڑ جائے تو کہتے ہیں کہ اس کی نماز باطل ہو گی (عبارت کے ترجمے میں خیانت کی ہے اور غلط مطلب بیان کیا ہے) اور اگر عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی، یہ یہاں بات نہیں ہو رہی کہ شرمگاہ دیکھنے سے باطل ہوتی ہے یا نہیں، یہاں نیا پوائنٹ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، قرآن ان کے نزدیک عورت کی شرم گاہ سے بھی گیا گزرا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اس کے بعد درہم کا مسئلہ دہرایا اور وطی فی دبر نفسہ کا مسئلہ شروع کر دیا اور غیر مہذب الفاظ میں اس کی تشریح

کی (مولوی طالب الرحمٰن کی نماز کے وہ الفاظ کیسٹوں میں سنے جا سکتے ہیں یہاں ناقابل بیان ہیں، اگر کوئی غیر مقلد ان الفاظ سے مولوی طالب الرحمٰن کی نماز نقل کرے تو بہت اچھا ہوگا) اس کے بعد فقہ پر سخت تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ اس مسئلہ پر عمل کرنے والے بزرگ امام یا مولوی کا نام پتہ اور زمانہ بتایا جائے۔ مولانا محمد امین صاحب نے مولوی طالب الرحمٰن کے مطالبہ کو پورا کیا اور کہا کہ میرے دوست نے بڑے فخر سے پوچھا ہے کہ وہ بتاؤ کون ہے ایسا کرنے والا۔ میں تو ادھار نہیں رکھا کرتا مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۲۴ میں لکھا ہے کہ اللہ کے نبی کی فقہ یہ ہے کہ اپنا اگلا حصہ پچھلی جگہ کر لو اور اس کو منسوب کیا نبی کی طرف۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے حوالہ مانگا) پھر مولوی طالب الرحمٰن کی دلیل فثیابک فطھر کا جواب دیا کہ یہ دھوکہ ہے کہ میں نے قرآن وحدیث پیش کیا ہے کہ کپڑے پاک رکھو میں پوچھ رہا ہوں (بار بار) کہ کن کن چیزوں سے پاک رکھنا ہے، خون منی شراب سے پاک رکھنا ہے یا نہیں، آیتیں پڑھ کر سناؤ کہ وحید الزمان نے فلاں آیت یا فلاں حدیث کے خلاف مسئلہ لکھا ہے اس کے بعد دباغت کا مسئلہ تو انہوں نے مان ہی لیا۔ رہا ذبح کا مسئلہ اس نے تو کہا ہے کہ خنزیر اور کتے کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لیا جائے تو اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے (احناف کے نزدیک خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوگی) قرآن نے اِلا مَاذَکَّیتُم فرمایا ہے اس کا معنی پاک کرنا ہے، حلال کرنا نہیں۔ پاک ہونا اور چیز ہے حلال ہونا اور، کسی بیرونی استعمال کے لیے بعض اوقات طبیب اور ڈاکٹر کسی جانور کا خون استعمال کرنا چاہیں اور حرام گوشت جانور کو ذبح کر لیا تو اس کا بیرونی استعمال جائز ہو جاتا ہے، یہ فقہ میں مسئلہ موجود ہے اور استدلال قرآن سے کیا ہے اِلا مَاذَکَّیتُم اس کا ترجمہ پاک ہونا ہے۔ ان کے ہاں تو کتا سارا ہی پاک لکھا ہے۔ اس کا خون پسینہ پیشاب پاخانہ سب کچھ پاک ہے اور یہ لکھا ہے کہ میں نے قیاس سے کوئی بات نہیں لکھی، یہ سب اللہ کے نبی کی باتیں ہیں، (عرف الجادی ص ۱۰)

Scanned with CamScanner

پھر کہا کہ میں نے نماز کے مسائل پوچھے، یہ ایک حدیث بھی نہیں سنا سکے، پھر انہوں نے مسئلہ بیان کیا کہ احناف کے ہاں قرآن دیکھ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، یہ جھوٹ ہے مسئلہ وہاں یہ ہے کہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، انہوں نے ادھوری بات کی ہے، عالمگیری اور درمختار میں لکھا ہے کہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، ایک یہ کہ اس کو قرآن یاد نہیں وہ بجائے زبانی پڑھنے کے قرآن دیکھ دیکھ کر پڑھ رہا ہے تو جب وہ قرآن کھول کر یوں پڑھنا شروع کرے گا تو کبھی ورقہ الٹے گا کبھی قرآن اٹھائے گا کبھی رکھے گا، دور سے دیکھنے والا اسے نماز سے خارج سمجھے گا اور ہمارے ہاں عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ نمازی کو اس فعل کی وجہ سے لوگ نماز میں نہ سمجھیں، ایسا فعل کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے خواہ وہ قرآن ہو یا دوسری کوئی کتاب۔ مولوی صاحب (طالب الرحمٰن) نے جھوٹ بولا ہے کہ مسئلہ نظر کا ہے، یہ عبارت پڑھیں، تعلیم تعلم کے الفاظ وہاں موجود ہیں کہ اس کو یاد نہیں وہ ہے، یہ عبارت پڑھیں، تعلیم وتعلم کے الفاظ وہاں موجود ہیں کہ اس کو یاد نہیں وہ قرآن سیکھ رہا ہے، اب نماز میں قراءت فرض ہے، جب اس نے یہ عمل کیا تو اس کی نماز ٹوٹ گئی، یہ عمل کثیر سے ٹوٹی نہ کہ قرآن دیکھنے سے اب یہ یاد کرنا چھوڑ دیں اور کتابیں دیکھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیں تو یہ اپنی مسجدوں میں اس کو جائز ہی سمجھیں گے، انہوں نے جھوٹ بولا ہے چونکہ اور کوئی کتاب نماز میں پڑھی نہیں جاتی، اس لیے قرآن کا ذکر کیا گیا، اس کے بعد مولانا نے نماز سے متعلق سوالات شروع کیے جو حصہ اول میں ہیں، مولوی طالب الرحمٰن نے سابقہ سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ آمین پر بھاگ کر آ گئے ہیں، پہلے وہ پاکی والا مسئلہ پورا کر لیں، اس کے بعد نزل الابرار کتاب مانگی جو کہ فریقین کے پاس موجود نہ تھی، مولانا محمد امین صاحب نے ذمہ داری سے کہا کہ میرے پیش کردہ حوالے اس میں موجود ہیں، طالب الرحمٰن نے کہا کہ ایک منٹ کے لیے ہم مان لیتے ہیں کہ نزل الابرار والے نے لکھا ہوگا، نزل الأبرار والے پہلے شیعہ تھا، پھر

ان کا ساتھی حنفی بنا آخیر عمر میں آ کے حدیثوں کے ترجمے کرتا ہوگا حدیث پر اس نے عمل شروع کیا۔ اس کا جو فعل ہے وہ بتانے والا ہے۔ نزل الأبرار اب کے دور کی کتاب ہے، ابھی چند سال ہوئے کہ وہ فوت ہوا، وہ پہلے لکھی گئی تھی یا یہ آپ کی ردالمحتار پہلے لکھی گئی ہے، وہ حنفی تھے انہوں نے اس میں پڑھا ہوگا کہ ابن عابدین (دال کی فتح کے ساتھ پڑھا) اتنے بڑے امام ہوئے ہیں وہ یہ مسئلہ لکھ رہے ہیں (یہ طالب الرحمٰن کی جہالت ہے، یہ مسئلہ درمختار کا ہے اور وہ ابن عابدین کی تصنیف نہیں ہے) جو اپنا آلہ تناسل اور اپنی ہی دوات استعمال کرے، اس پر غسل نہیں ہے۔ یہ انہوں نے بڑے امام کی کتاب کا مسئلہ دیکھا ہے اور اپنی چھوٹی سے کتاب میں لکھ دیا، اب غلطی تو بڑے کی ہے، ہم یہ مانتے ہیں کہ انہوں نے مکھی پر مکھی ماری ہے، پہلے تو یہ دکھائیں انہوں نے یہ غلطی کر لی ہے، چونکہ وہ پہلے حنفی تھا اور اپنے سے بڑے حنفی کی بات کو اٹھا کر اپنی کتاب میں نقل کر دیا، پہلے یہ مسئلہ آپ کی فقہ میں موجود تھا، بعد میں انہوں نے لکھا اس کے بعد الا ماذکیتم کے بارے میں کہا کہ یہ قرآن کی آیت نکالیں، اس میں دکھائیں کہاں لکھا ہے کہ کتے کا بھی تزکیہ کر لیا جائے۔ یہ دیکھیں ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾ یہ پوری آیت اس طریقے سے ہے کہ یہ تذکرہ ملتا ہے ﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ یہ جانوروں کا ذکر ہو رہا ہے ان میں کتے کا نام نہیں ہے (یہ ہے علمیت طالب الرحمٰن صاحب کی) قرآن کی اس آیت میں کتے کا نام دکھلائیں، جب یہ قرآن میں نہیں تو ہم نہیں مانتے اگر یہ کہیں کہ آیت عام ہے جس پر بھی چھری پھیری جائے وہ پاک ہو جائے گا، بے شک کتا ہو تو خنزیر بھی پاک ہو جائے گا، یہ کہتے ہیں، نہیں نہیں خنزیر پاک نہیں ہوتا پھر خنزیر کو بھی پاک کر دیا تو کتے کو بھی نکالو اگر کتے کو داخل کرتے ہو تو خنزیر تمہارے پیچھے پیچھے ہے، خنزیر کو اپنے گھر داخل کر دیا کتے کو بھی نکالو یا یہ کہو کہ یہ مسئلہ حلال جانوروں کے لیے ہے کہ اگر کوئی حلال جانور کنویں میں گر گیا اور ذبح کرنا ہے تا کہ حرام نہ ہو جائے تو جلدی سے چھری

پھیری جاتی ہے اور تھوڑا سا خون نکال دیا تو پاک بن گیا (قرآن میں مسئلہ شکار کا ہے اور درندے سے بچے ہوئے زندہ جانور کا ہے طالب الرحمان کا قیاس جہالت پر مبنی ہے) اس میں قرآن نے یہ تعبیر کی ہے کہ انہوں نے کتے کو قرآن میں داخل کر دیا۔ پھر عمل کثیر والا مسئلہ شروع کیا کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ مسئلہ تعلیم و تعلم کا ہے، وہ ورق اٹھا کر کھول کھول کر پڑھے ادھر سے ادھر سے پڑھے تو نماز میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اگر یہ بات اس میں لکھی ہے تو بتائیں میری شکست اور ان کی فتح اگر سارے مسئلے اس میں ہوں تو میں ماننے کے لیے تیار ہوں اس میں ہے لو نظر المصلی کہ اس پر نظر پڑ گئی تو بطلت صلوته تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (حالانکہ خود عبارت پڑھی ہے فقرا منه یعنی دیکھ کر اس میں پڑھنے لگا اور اب ترجمہ صرف نظر کا کر رہے ہیں) حضرت مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں نے جتنی حدیثیں پوچھی ہیں، ایک بھی نہیں پیش کر سکے اور ان کا کہنا کہ نزل الابرار والے نے درمختار سے نقل کیا ہے، یہ جھوٹ ہے نزل الابرار کا پورا نام ہے نزل الابرار من فقه النبی المختار یعنی یہ نبی مختار کی فقہ ہے جو میں لکھ رہا ہوں اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ کتاب لکھنے کے وقت حنفی تھا، اس میں رفع یدین اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے مسائل مذکور ہیں، یہ انہوں نے غیر مقلد ہوتے ہوئے لکھی، نہ شیعہ ہوتے ہوئے، نہ حنفی بلکہ حنفی تو تھا ہی نہیں، نذیر حسین (دہلوی غیر مقلد) کا شاگرد تھا، خواہ مخواہ حنفی کہا جا رہا ہے اور یہ مسئلہ اس نے اللہ کے نبی کی طرف منسوب کیا ہے، اس میں درمختار کا کوئی نام نہیں، پھر ابن عابدین کا تلفظ دال کے کسرہ سے صحیح کرایا۔ اس کے بعد کہا کہ الا ماذکیتم پر انہوں نے بہت زور لگایا ہے کہ جی خنزیر تمہارے پیچھے ہے ہم قرآن کی اس آیت کو بھی مانتے ہیں جس میں خنزیر کو رجس کہا گیا ہے اس لیے پاک اس چیز کو کیا جاتا ہے کہ جو اصل میں پاک ہو مثلاً یہ کپڑا اصل سے پاک ہے اس میں پاخانہ لگے تو اس کو دھولیا جائے لیکن اگر کوئی (عین) پاخانے کو دھونا شروع کر دے تو پاخانہ پاک نہیں ہو گا، پیشاب دھل کر

پاک نہیں ہوتا اس لیے یاد رکھیں قرآن میں لفظ رجس موجود ہے اس سے پتہ چلا کہ خنزیر نجس العین ہے اور پاخانہ کی طرح اس کو پاک نہیں کیا جا سکتا، پیشاب کی طرح وہ پاک نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا کہ آیت میں کتے کا نام نہیں اگر کتے کا نام نہیں تو گائے بکری کا نام بھی تو آیت میں نہیں تو اس سے واضح ہو گیا ہے کہ وہاں صرف پاکی کا مسئلہ ہے کھانے پینے کا نہیں الا ماذکیتم میں صرف پاکی کا مسئلہ ہے اس لیے اس کا معنی پاک ہونا ہے۔ خنزیر کو دور کر دیا وہ ہمارے گھر نہیں تمہارے گھر آتا ہے کیونکہ تم اس کو ماں کی طرح پاک سمجھتے ہو جیسے تم اپنی ماں کو گھر رکھتے ہو خنزیر کو بھی گھر میں رکھنا چاہیے، ہمارا تو اس کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم قرآن کے کہنے سے اس کو رجس ہی سمجھتے ہیں اور اس کی کھال کو دباغت سے بھی پاک ماننے کے لیے تیار نہیں (جبکہ تمہارے ہاں وہ دباغت سے پاک ہونی چاہیے) اس لیے وہ دباغت سے نہ ذکاۃ سے پاک ہو گا یہ کہتے ہیں کہ وہاں سب کچھ لکھا ہوا ہو۔ کتاب میں دیکھ کر پڑھنے کی وضاحت کی کہ کتاب کو سجدہ کی جگہ رکھے گا پھر سجدہ کرے گا، پھر کتاب کو اٹھائے گا، ہماری کتب فقہ میں لکھا ہوا ہے کہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لیے جب یہ کہہ رہا تھا تو چھوٹی صاحب نیچے سے سمجھا رہا تھے ایسی باتیں نہ کرو پھر مسائل نماز سے متعلقہ احادیث پوچھیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ وحید الزمان نے حنفی ہوتے ہوئے کتاب لکھی۔ میں نے تو یہ کہا کہ وہ شیعہ تھا، حنفی تھا بعد میں اہل حدیث ہوا، میں نے یہ نہیں کہا کہ اس نے حنفی دور میں لکھی، اگر وہ حنفی دور میں لکھتا تو مجھے وکالت کی کیا ضرورت تھی (غیر مقلد مناظر کی رنگا رنگی کبھی برات کبھی وکالت) میں نے تو یہ کہا کہ ان کی بڑی کتابوں میں دیکھ کر ہمارے علما مغلوب ہو گئے اور انہوں نے اپنی کتاب میں لکھ ماری، پھر دھمکی دی کہ انہوں نے ہمارے حضرت صاحب کے بارے میں کوئی بات کی تو میں ان کے سب بڑوں کو سامنے رکھوں گا، پھر میں کسی کو معاف نہیں کروں گا، اس کے بعد

مفتی عبدالرحمن اور راؤ محسن کے غیر مقلد ہونے کو اپنی حقانیت بتایا اور پھر دیو بندی علماء پر تنقید کے لیے ایک حوالہ تذکرۃ الرشید سے پیش کیا کہ یہ دیو بندی پیروں کا حال ہے، اس میں دعویٰ کیا کہ رنڈیوں کے گھر ٹھہرنے والے دیو بندیوں کے پیر تھے (یہ طالب الرحمٰن صاحب نے بہتان باندھا ہے، وہاں مولانا رشید احمد صاحب نے رنڈیوں کے پیر پر سخت تنقید کی ہے، اس واقعہ سے پہلے بھی حافظ مینڈھو کے بارے میں فرمایا کہ وہ پکا کافر تھا اور اس کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ: ضامن علی جلال آبادی توحید میں غرق تھے" پھر اسی جلال کا ہی قصہ رنڈیوں والا ذکر کر کے اس کی بدعقیدتی اور خفت کا ذکر کیا، اس واقعہ کو دیو بندی پیروں کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا، طالب الرحمٰن کا جھوٹ اور خیانت ہے، یہ واقعہ کسی دیو بندی پیر کا نہیں، ایک بدعقیدہ اور بدعمل پیر کی برائی کے لیے حضرت گنگوہی نے بیان کیا ہے، حضرت کا مسکرا کر فرمانا اور یہ لفظ کہ میاں صاحب سرنگوں رہ گئے، صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے جلال آبادی پر سخت تنقید کی ہے اور اس کے وحدت الوجود کے عقیدہ کے رد کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ وہ تو توحید میں غرق تھا (کتاب کا صفحہ ساتھ منسلک ہے [1]) اس واقعہ پر طالب الرحمٰن صاحب نے خوب حاشیہ چڑھایا، کیسٹیں گواہ ہیں، اس کے بعد درہم یاد آیا، پھر فقہ کے مسئلہ پر اعتراض کیا کہ غیر آدمی کے ذکر کے دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اس پر اپنی طرف سے خوب (اپنی نماز سنائی) حاشیہ چڑھایا (ان کے الفاظ تو غیر مقلدین ہی اشاعت کر سکتے ہیں، اس تحریر میں اس کو لکھنا بھی درست نہیں) پھر درہم کتے کی کھال کے مطالبے کا اعادہ کیا، نیت کا مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت کردو۔

مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ وحید الزمان نے یہ مسئلہ (اپنی دوات اور قلم کے استعمال والا) اس وقت لکھا جب وہ ہمارے بزرگ تھے اور ان کو قلم دوات والا مسئلہ بڑا پسند آیا، دیکھئے وحید الزمان اور ان کے شیخ الحدیث کیا کررہے ہیں، اور یہ بھی ان کا جھوٹ ہے کہ انہوں نے درمختار کا مسئلہ

[1] دیکھیے صفحہ ۴۳۱

دیکھ کر لکھا ہے، وہ اپنی کتاب کے نام سے بتا رہے ہیں، یہ کوئی فقہ کی کتاب نہیں بلکہ نبی پاک کے دین کی کتاب ہے اس کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے، پھر مفتی عبدالرحمٰن جن کے بارے میں بڑے زور سے کہا تھا کہ یہ تمہارے مفتی تھے اور مناظروں میں تمہاری ذلت کی وجہ سے غیر مقلد ہوئے۔ مولانا محمد امین صاحب نے جواباً تبصرہ کیا کہ یہ میرے کسی بھی مناظرے میں موجود نہیں تھے اگر مسلک تبدیل کر کے دوسرے مسلک میں جانا اس کی حقانیت کی دلیل ہے تو میں گن سکتا ہوں کہ سلیم غیر مقلد اوکاڑہ میں مرزائی ہوا۔ ایک گاؤں سیالکوٹ میں پورا غیر مقلدوں کا تھا، آج پورا گاؤں مرزائیوں کا ہے، اگر اس پر مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس لمبی فہرست موجود ہے کہ کون لوگ مرزائی ہو رہے ہیں اور کیسے ہو رہے ہیں۔ اب نور خاں حیدر آباد میں مرزائی بنا۔ وہ غیر مقلد تھا اور کیسٹیں جواب دینے کے لیے میرے پاس آئیں وہاں کسی نے جواب دینا گوارا نہ کیا، اب آپ اندازہ لگائیں کہ ان جیسے آدمیوں کے مذہب تبدیل کر لینے سے کسی مذہب کا سچا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا، لوگوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتے (ایک طرف تو) یہ مانیں کہ صدیق حسن قرآن وحدیث نہیں جانتا، لیکن اب یہ مفتی عبدالرحمٰن ان کے لیے قرآن وحدیث بن گیا ہے کیونکہ ان کے مذہب میں آ گیا ہے، یہ صاحب پہلے کسی مناظرے میں نہیں آئے اور نہ وجہ بیان کی امین نے فلاں بات کا اس میں جواب نہیں دیا، اس لے میں غیر مقلد ہوتا ہوں۔ وہ ہی اسے بتا دے کہ مجھے (مکمل) نماز حدیث سے مل گئی ہے کہ سجدہ کرنا فرض ہے یا واجب۔ مفتی صاحب کو تو اتنا بھی پتہ نہیں کہ سجدہ فرض ہے یا واجب۔ اگر میں غیر مقلد ہو ہی گیا ہوں تو سجدہ کی فرضیت کی یہ آیت دکھا اور سجدہ کی تسبیح آہستہ پڑھتا رہا ہوں، اب میں تمہارے مذہب اور مناظرے میں آ ہی گیا ہوں تو ہمیں کیوں ذلیل کروا رہا ہے، میں دلیل دیتا ہوں کہ میں اس آیت کے تحت سجدہ کی تسبیح پڑھتا ہوں اور پھر بہت سے صحابہ کرام

پوچھے اور مطالبہ کیا کہ دلیل قرآن کی آیت یا حدیث ہو، کسی امتی کا قول نہ ہو۔ کیا کریں ایسے لوگوں کے مشن بدلنے سے کسی مذہب کا حق ہونا یا جھوٹا ہونا نہیں ہوتا، اگر ایسی بات ہے تو بہت سے غیر مقلد عیسائی اور مرزائی بنے، ہمیں ان کی لسٹیں یاد ہیں تو کیا عیسائیوں کو اور مرزائیوں کو یہ حق ہے کہ وہ کہیں کہ فلاں غیر مقلد عیسائی ہو گیا یا مرزائی ہو گیا، لہذا غیر مقلدوں کا مذہب جھوٹا ہے اور عیسائی اور مرزائی مذہب سچے ہیں۔ محمد منشاء مرزائی مدرسہ غزنویہ امرتسر کا فارغ ہے۔ غیر مقلد سے مرزائی بنا، میرے ساتھ مناظرہ کیا تو آج وہ مسلمان ہے، ان کے فارغ التحصیل مرزائی ہو رہے ہیں تو کیا مرزائیوں کو حق ہے کہ محمد منشاء کو پاس بٹھا کر کہیں کہ یہ تمہارے مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں مرزائی ہو گئے ہیں، اس لیے مرزائی مذہب سچا ہے اور تم جھوٹے ہو، مولوی صاحب مولوی عبدالرحمٰن قرآن وحدیث کا نام نہیں؟ آپ اس کو بھی ملالیں اور حدیثیں پیش کریں، یہاں مفتی عبدالرحمٰن نے بات کی اجازت مانگی اور کہا کہ میں ان کو پڑھا سکتا ہوں، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ان کو ہٹا دو اور تم آ جاؤ، اس وقت غیر مقلدین نے زبردست شور شروع کر دیا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے دعویٰ کیا کہ نیت کا مسئلہ چھوڑ گئے ہیں اور وحید الزمان کی برات کی کوشش کی کہ (اپنی قلم دوات والا مسئلہ) انہوں نے فقہ سے نقل کیا ہے (حالانکہ وہ اس مسئلہ کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے لکھ رہا ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے) پھر کہا کہ میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا، مفتی عبدالرحمٰن مناظرہ سن کر اہل حدیث ہوا ہے، میرا دعویٰ یہ ہے کہ پہلے سے دیوبندی علماء اہل حدیث ہوئے ہیں (اس کا مفصل جواب ہو چکا) نیت کے مسئلے اور رنڈی والی حکایت کا جواب مانگا۔ پھر فارسی زبان میں تکبیر کہنے کا مسئلہ شروع کر دیا اور کہا کہ یہ جو مسائل پوچھ رہے ہیں یہ بعد کی بات ہے (آتے جو نہیں تھے) پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ کس زبان سے نماز شروع کی جائے یہ کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں کہہ لے کہ اللہ بزرگ تر است، یہ مسئلہ قرآن

کی کسی آیت سے دکھا دیں، حدیث سے دکھا دیں کہ نماز کی ابتداء فارسی میں کی جائے یا صحابہ سے دکھا دیں اگر نہیں تو اپنی شکست لکھ دیں۔

مولانا محمد امین نے جواب دیا کہ نیت کا مسئلہ حدیث **انما الاعمال بالنیات** میں آتا ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دل میں کس کس چیز کی نیت فرض ہے اور کس کی نہیں۔ یہ قیامت تک نہیں بتا سکتے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بتا سکتے ہیں؟ اور جو انہوں نے کہا کہ درمختار سے ہمارے علامہ وحید الزمان نے نقل کیا ہے، کیا پوری درمختار سے وحید الزمان کو ایک یہی مسئلہ پسند آیا ہے اور کوئی مسئلہ پسند نہیں آیا، یہ بڑا اکل والا مسئلہ ہے؟ پھر انہوں نے میرے پیش کردہ سوالات پر کوئی حدیث نہیں پڑھی، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اللہ بزرگ تراست سے ان کے ہاں نماز شروع کرنا درست ہے، یہاں یہ پوری بات بیان نہیں کر رہا بلکہ یہ پوری بات جانتا ہی نہیں، فقہ کا یہ مسئلہ قرآن میں موجود ہے **وذکر اسم ربہ فصلی** اللہ کا نام لے لیں اس کے بعد نماز پڑھیں، اب یہاں کسی زبان کی تخصیص نہیں ہے۔ حدیث میں البتہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نماز اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے، اس لیے حدیث جو خبر واحد ہے، سے اللہ اکبر کہنا واجب ہے، ہمارے نزدیک اگر کوئی اللہ اکبر نہیں کہتا بلکہ فارسی میں کہتا ہے تو واجب کا تارک ہے، گنہگار ہوگا اور اس کی نماز واجب الاعادہ ہے اس نے پورا مسئلہ نہیں بیان کیا، ہماری فقہ میں لکھا ہے کہ فلاں چیز فرض ہے، فلاں واجب ہے، یہ بتلائے کہ جو شخص اچھی طرح اللہ اکبر کہنا جانتا ہو اس کے لیے فارسی میں اللہ بزرگ تراست کہنا فقہ میں فرض لکھا ہے یا واجب یا سنت یا اس کا کوئی اور حکم لکھا ہوا ہو تو بتا دے۔ جیسے میں نے بتایا کہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے ہم جس طرح بیان کرتے ہیں کہ ناف سے گھٹنوں تک (ستر چھپانا) فرض ہے اور تین کپڑے سنت ہیں تو اس کی تفصیل کا یہ مطلب نہیں کہ صرف فرض ادا کرو، واجب ادا نہ کرو، نماز تو صفۃ الصلوٰۃ میں یہی لکھا ہے کہ سنت طریقہ کے مطابق ادا کی جائے، جس میں فرائض واجبات اور سنتیں بھی

آ گئیں، یہ کہتے ہیں کہ میں اب معاف نہیں کروں گا، میں کہتا ہوں حدیثیں آتی نہیں، میں قرآن کی آیت اور اللہ کے نبی کی حدیث پوچھ رہا ہوں، پھر وہی نماز کے مسائل پوچھنے شروع کیے کہ درود ابراہیمی نماز میں آہستہ پڑھنے کا سوال روپڑی صاحب سے بھی ہوا، وہ صحیح حدیث سے اس کا حکم ثابت نہیں کر سکے آج طالب الرحمٰن اس قرض کو چکائیں گے۔

لیکن طالب الرحمٰن صاحب نے پھر وہی عذر کیا کہ ہمارے علامہ صاحب نے ان کی فقہ سے نقل کیا ہے (اس کے سوا جان چھڑانے کا اور کوئی راستہ نہ تھا) پھر کہا کہ انہوں نے التحیات وغیرہ کے مسائل پوچھے، یہ بعد کے مسائل ہیں، پہلے اللہ اکبر کا مسئلہ ہے، پھر مولانا کے ماسٹر ہونے پر تنقید کی کہ الف پڑھا نہیں اور پہلے ب شروع کر دی (حالانکہ ان کے سوالات بالترتیب چل رہے ہیں، جواب کسی کا بھی نہیں بنا) پھر مولانا محمد امین صاحب کے سوال کہ نیت کن کن چیزوں میں فرض ہے اور کن میں نہیں، کے جواب میں کہا کہ آپ نے خود حدیث پڑھی ہے **انما الاعمال بالنیات** اس میں سارے عمل آ گئے، ہر عمل کے لیے ضروری ہے کہ نیت کرے، لیکن حنفی مسلک میں بغیر نیت کے بھی کام چل جاتا ہے، کوئی نہر میں داخل ہوا، نہا کے نکلا تو غسل بھی ہو گیا اور وضو بھی، نیت کی یا نہیں کی پھر یہ کہتے ہیں فارسی زبان میں جس نے اللہ اکبر کہا وہ نماز لوٹائے گا یہ اگر اپنے امام سے دکھا دیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ نماز کو لوٹائے تو میری شکست اور ان کی فتح، منہ مانگی موت دوں گا، یہ جہاں مرنا چاہیں، وہیں ان کو ماروں گا۔ پیاسا کہیں تو پیاسا، پانی پلا کے کہیں تو پانی پلا کے ماروں گا، یہ آپ کی ہدایہ ص ۸۴، اس میں لکھا کہ اگر نماز کی ابتداء فارسی میں کی جائے تو وقرا **فیھا فی الفارسیة** یا ذبح کرے اور عربی بھی خوب جانتا ہو، امام صاحب کے نزدیک بالکل جائز ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے کہا ذرا اگلی بات بھی پڑھو) جو بات امام ابوحنیفہ کی ہے وہ پڑھ دی ہے، پہلے پاکی کا مسئلہ آیا یہ کہتے ہیں کہ ہم پاک نہیں ہونا چاہتے، اب نیت کا مسئلہ، یہ نیت کیسے کرتے ہیں، دو رکعت نماز

سنت سنت رسول اللہ ﷺ منہ کعبہ کو فلاں فلاں علاقہ شاید کہتے ہیں یا نہیں اور پیچھے اس امام اور پتہ نہیں کیا کرتے ہیں یہ قرآن سے حدیث سے اقوال صحابہ سے دکھا دیں۔ پھر بخاری کے صفحہ والا مطالبہ چلایا۔

مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ بار بار اسی کو رگڑ رہے ہیں (اور کرتے بھی کیا) کہ در مختار کا مسئلہ ہے، انہوں نے (وحید الزماں) کا نام نہیں لیا، لیکن مسئلہ وہیں سے لیا ہے، کیا ان کو علم غیب ہو گیا ہے یا اس کی پکی دلیل پیش کریں، محض اٹل سے کہنا اہل باطل کا کام ہے) (پھر انہوں نے کہا کہ یہ ماسٹر کیسا ہے ''الف'' پہلے پڑھنا چاہئے تھا پھر ''با'' تک جاتے۔ میں نے ان سے بالکل ماسٹروں کی طرح تکبیر تحریمہ سے سوال کیے ہیں، پہلے یہی پوچھا کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب اس کے بعد ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، آمین، سورۃ رکوع سجدہ، تشہد وغیرہ پوچھے گئے، میں الحمد للہ استاذ ہوں، مجھے ترتیب یاد ہے، لیکن جو شاگرد ''الف'' بھی پڑھنے کے لیے تیار نہ ہو اور لوگوں سے کہے کہ میں قرآن وحدیث کا عالم ہوں اور ابھی ''الف'' کے بارے میں بھی صحیح حدیث نہ پیش کر سکا، تو میں تو یہی سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو شاگرد میرے سامنے بٹھایا ہے نہ ''الف'' جانتا ہے نہ ''با''۔ یہ کچھ بھی نہیں جانتا اور اٹھ کر کہتا ہے کہ ''امین'' میرے سامنے بخاری کا صفحہ پڑھے، کس کے سامنے جو صَفّوا کو صنفوا اور ابن عابدین کو عابدین پڑھتا ہے (دال کے فتح کے ساتھ) درمیان میں طالب الرحمٰن نے شور کیا کہ چھتوی کے سامنے پڑھو، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ یہ تو ہمارے مولانا عبدالقدیر صاحب سے پڑھتا رہا ہے اس کو کیا آتا ہے، اس کو غیر مقلد پڑھا بھی نہیں سکتے تھے، مجھے اس طرف متوجہ کیا گیا، ورنہ میں اس طرف نہیں آنا چاہتا تھا، ان کو بھرتی کرو جو ہمارے علماء کے شاگرد ہیں، پھر نماز کے مسائل پوچھے کہ یہ وہ مسائل ہیں جن پر ابھی نماز جمعہ میں عمل کرنا ہے، لوگ کہیں گے امین نے یہ یہ مسائل پوچھے لیکن جو لوگ قرآن وحدیث کا بہت نام لیتے ہیں وہ تکبیر تحریمہ سے لے کر آخر سلام تک ایک

بات بھی قرآن وسنت سے پیش نہیں کر سکے اور زیادہ زور اسی بات پر دیتے رہے ہیں کہ ہمارے مولوی قرآن وحدیث کے خلاف لکھتے رہے۔ وہ قرآن وحدیث کا نام لے کر دھوکہ دیتے ہیں، وہ قرآن وحدیث جانتے بالکل نہیں، ورنہ میں تحریمہ سے سلام تک پہنچ چکا ہوں، ابھی تک کسی حدیث کے لیے ان کی زبان کھلی نہیں اور یہ جو انہوں نے پڑھا کہ فارسی میں جائز ہے (اسی عبارت سے آگے لکھا ہوا ہے) **ویروی رجوعه الی قولهما فی اصل المسئلة وعلیه الاعتماد** امام ابوحنیفہ کا صاحبین کی طرف رجوع منقول ہے اسی رجوع پر ہی اعتماد (فتویٰ) ہے۔ (درمیان میں ٹائم ٹائم کا شور) طالب صاحب نے درمیان میں عبارت چھوڑ دی ہے، جتنا مرضی کم گھٹانے کی کوشش کرے اور جتنی مرتبہ بھی اس نے فقہ کی کتاب اٹھائی ہے ایک مرتبہ بھی پوری عبارت نہیں پڑھی، نہ درمختار کی، نہ اصول کرخی کی نہ ہدایہ کی میں بار بار یہی تو سمجھ رہا ہوں کہ اس طرح خیانتیں کرنا اہل حدیث کی نشانی نہیں منافق کی نشانی ہے۔

مولوی طالب الرحمن نے اپنی اگلی تقریر میں کہا کہ یروی مجہول کا صیغہ ہے، روایت کرنے والے کا علم نہیں، اس کا کسی کتاب میں حوالہ نہیں، نہ سند ہے (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پہلے کون سا لفظ (معروف) موجود ہے۔ آگے **علیه الاعتماد** موجود ہے جو اسی کی توثیق کر رہا ہے) لیکن مولوی طالب الرحمن نے کہا کہ امام صاحب کا نام نہیں (نام کا مطالبہ علم فقہ سے جہالت کا ثبوت ہے اور علیہ الاعتماد کے مفتی بہ ہونے سے بے علمی کا اظہار ہے) اس کے بعد حافظ صاحب کی ٹیڑھی کھیر کی کہانی سنائی، پھر بخاری کا صفحہ تکبیر اور نیت کا مسئلہ درہم پاخانہ اور پیشاب کا ذکر کیا، (پھر قرآن دیکھنے اور اس کو نعوذ باللہ شرم گاہ سے کم کر کے دکھانے کی جسارت کی) پھر کہا کہ قرآن وحدیث سے دکھلاؤ کہ پشتو والا پشتو میں، سندھ والا سندھی میں کہے۔ آپ مجھے التحیات و درود ابراہیمی ادھر ادھر کی باتیں سکھا رہے ہیں (التحیات اور درود ابراہیمی طالب کے نزدیک ادھر ادھر کی باتیں ہیں) (اعاذنا اللہ) راؤ صاحب سے کہا

Scanned with CamScanner

کہ تینوں مسئلوں میں کسی پر انگلی رکھ دیں کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں، تاکہ آپ انہیں مجبور کریں اور مجھے بھی مجبور کریں (تینوں کے جواب ہو چکے، نہ ماننے کا کوئی علاج نہیں) کہ ان مسائل کے ارد گرد رہیں، اگر انہوں نے ایسے ہی کیا تو میں نے پھر وہی لائن اختیار کر لینی ہے (جس سے ابتداء سے انتہاء تک اکھڑا ہی نہیں، نیز اس کے سوا اور لائن اختیار کرنا بھی کیا آتا ہے) ذکر حمار والی بات۔ امامت کون کرائے، جس کا سب سے بڑا سر اکبر عضوا احسن زوجۃ بیوی سب سے حسین ہو۔ مولوی کی بیوی حسین ہو تو وہ پامیلا سے شادی کرے یا ملکہ حسن سے جس کو جج سلیکٹ کرتے ہیں۔ وہ امام اپنی بیوی کو دکھایا کرے۔ مولانا محمد امین صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب پانی تو پی چکے اب کھیر یاد آرہی ہے (حافظ صاحب کی ٹیڑھی کھیر) انہوں نے کہا کہ اس پر اعتماد ہے، یہ بات یاد رکھیں ان کا بہت بڑا مغالطہ ہے۔ جس طرح حدیث اللہ کے نبی کی ہوتی ہے، لیکن اسے صحیح یا ضعیف محدثین ہی قرار دیتے ہیں کسی حدیث کو اللہ کے نبی نے صحیح یا ضعیف محدثین ہی قرار دیتے ہیں کسی حدیث کو اللہ کے نبی نے صحیح یا ضعیف نہیں کہا، اسی طرح فقہاء کے اقوال ہیں، کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ محدثین کرام، نبی پر حاکم بن گئے ہیں اور کون ہوتا ہے، امام بخاری نبی کی حدیث کو صحیح اور ضعیف کہنے والا، بس وہ قاعدوں سے بتلایا کرتے ہیں اس طرح (فقہا کا) کون سا قول صحیح ہے اور کس پر اعتماد ہے اور کس پر اعتماد نہیں ہے، وہ ائمہ اصول بتلایا کرتے ہیں، جو انہوں نے بڑا شور مچایا کہ کون ہے بتانے والا، ابو حنیفہ تو نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے منکرین حدیث سے ان سے پوچھیں کہ تم کون ہو؟ حدیث کو ضعیف کہنے والے حدیث نبی کی، لیکن جس طرح اصولیین قاعدے سے حدیث کو ضعیف کہا کرتے ہیں، اسی طرح اصولیین یہ بتلایا کرتے ہیں کہ اس قول پر اعتماد ہے اور اس پر نہیں اور یہ جو بار بار انہوں نے کہا کہ ان کے ہاں قرآن پاک شرمگاہ سے برا ہے، یہ دھوکہ ہے، یہ کہیں نہیں لکھا، دیکھئے حدیث پاک میں سُترہ کا مسئلہ موجود ہے اگر آپ کوئی لکڑی آگے کھڑی کر دیں

Scanned with CamScanner

اور نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں لیکن اگر آپ نے نبی، پیر یا امام کو سامنے بٹھالیا تو نماز نہیں ہو گی، تو کوئی بھی جاہل یہ نہیں کہے گا کہ اس نے لکڑی کو نبی سے اونچی شان دے دی، جو وضاحت فقہا نے لکھی ہے اس کو سمجھنا چاہیے، اس لیے ان کا فقہ کی کتابوں پر بار بار جھوٹ ہے اور جھوٹ بول کر کہتے ہیں کہ تم تکبیر تحریمہ سے سلام تک پوچھتے جاؤ لیکن میں نے جواب نہیں دینا، راؤ صاحب، میں نے جواب نہیں دینا، میں نے کوئی حدیث نہیں سنانی، اس کے بعد انہوں نے نیت کی بات کی، پہلے یہ تو بتائیں کہ نیت کے بارے میں ان کو فقہ کا مسئلہ یاد بھی ہے یا نہیں، فقہ میں بھی اصل اعتبار دل کا ہے اور زبان سے اگر کوئی کہے تو دل کی مضبوطی کے لیے ہے۔ وسوسوں والا شخص ہو تو اس کو کہہ سکتا ہے اور فقہ میں وضاحت ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھی دل میں وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا تو اعتبار دل کی نیت کا ہو گا، زبان کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا، اس کو یہ بھی پتہ نہیں فقہ میں مسئلہ کیا ہے؟ یہ بے چارہ ادھر ادھر بھاگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ بیوی حسین ہو بڑی دیر کے بعد اس بات پر پھر آ گئے ہیں، میں نے کہا تھا کہ ان کا امام مرزائی ہو گا ان کا امام ناپاک ہو گا، جس نے فرض وضو بھی نہ کیا ہو، ان کا امام بے وضو ہو گا جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھائے گا اور میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ فقہ کی ایک بھی عبارت پوری نہیں پڑھی، وہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر کئی چیزوں میں امام برابر ہوں اور سارے امامت کا ثواب حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو پھر ظاہر کا باطن پر اثر ہوتا ہے، جس کا جسم ساخت میں صحیح ہو، اس کی عقل درست ہوتی ہے اور عقل صحیح ہو تو امام اپنی جماعت کو جمع رکھے گا، لڑائی کر کے چھچھورے پن سے جماعت کو برباد نہیں کرے گا، اس لیے بعد میں جا کر انہوں نے لکھا ہے کہ امام عقل مند ہونا چاہیے، آپ جس طرح بے وضو کو امام بناتے ہیں، بے عقل کو بھی بنا لیں، ہمیں اس سے کیا شکایت ہے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے کہا (ہدایہ والی عبارت کا ترجمہ) مولوی صدیق

صاحب سے کروالیں کہ روی ھذا الحدیث (مولانا محمد صدیق نے کہا کہ علیہ الاعتماد کہہ کر سب فقہاء کا اعتماد ذکر کر دیا، مجھے آپ مخاطب ہوئے ہیں تو علیہ الاعتماد کا اختلاف ہے کہ کیا تکبیر فارسی میں کہی جا سکتی ہے یا نہیں، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جاتی ہے، ابو یوسف کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی، یہی اختلاف ہے نا۔ لیکن اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ فارسی کے علاوہ کسی زبان میں کہی جائے گو جائز ہے (مولانا محمد صدیق صاحب نے کہا آپ کو پتہ ہے فارسی سے کیا مراد ہے، میں آپ کو بتلاتا ہوں فارسی سے غیر عربی مراد ہے) طالب الرحمٰن کس نے کہا ترجمہ کریں آپ (مولانا محمد صدیق نے کہا کہ آپ کے پاس کتاب ہے اس کا ترجمہ کریں) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں آپ کو غیر عربی کا لفظ دکھاتا ہوں انہوں (طالب) نے کہا کہ میں اپنی شکست لکھ دوں گا، میں آپ کو غیر عربی کا لفظ دکھاتا ہوں فان لم تحسن العربی اجزاہ اگر وہ عربی اچھی طرح نہیں جانتا تو جائز ہے، آخر میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے اصل مسئلہ میں اپنے قول سے (صاحبین کے قول کی طرف) رجوع کر لیا تھا جب اصل مسئلہ میں رجوع کر لیا تو غیر عربی سے رجوع ہوا، غیر عربی سب ہی مرجوع منہ ہے۔ اس کے بعد مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ فارسی کا معنی غیر عربی ہر زبان ہے۔ اس کا حوالہ دکھائیں۔ کہتے ہیں کہ فارسی کے علاوہ ہر زبان میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔ ہوا الصحیح یہی بات صحیح ہے۔ امام صاحب کا رجوع یہ ہے کہ فارسی میں پڑھنے سے ہو جاتا ہے (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ غلط ہے، اگلی سطر پڑھیں) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جاتا ہے، امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی، امام ابو حنیفہ کا رجوع صرف اتنی بات سے ہے وہ رجوع الی قولھما (فقہ سے دشمنی کی یہی وجہ ہے کہ سمجھ نہیں آتی، مسئلہ ظاہر ہے جب صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور صاحبین کا قول صرف عربی میں پڑھنے کا ہے تو پھر باقی زبانوں میں جواز کا کیا مطلب) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پوری عبارت

پڑھیں، درمیان سے عبارت چھوڑ رہے ہو لما تلونا سے پڑھو، طالب نے کہا کہ آپ پڑھیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے عبارت پڑھی **وھو الصحیح لما تلونا و معنی لا یختلف باختلاف اللغات** یعنی کوئی بھی لغت ہو فارسی ہو، انگلش ہو، اردو ہو، اس کا معنی یہ ہے کہ ہر زبان مراد ہے، پوری عبارت یہ ہے **و یجوز بای لسان کان سوی الفارسیة وھو الصحیح لما تلونا والمعنی لا یختلف باختلاف اللغات** ترجمہ: یعنی (فارسی کے ساتھ خاص ہیں) فارسی کے بدل جانے سے مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی، مطلب یہ نہیں کہ صرف فارسی والے مسئلہ سے رجوع کیا ہے، آگے صاف لکھا ہے **ویروی رجوعه فی اصل المسئلة وعلیه الاعتماد** امام صاحب سے رجوع مروی ہے اور اسی پر اعتماد (فتویٰ) ہے (اصل مسئلہ یہ تھا کہ ہر زبان میں پڑھ سکتا ہے، جب رجوع ہوا تو متعین ہوا کہ صرف عربی میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، باقی کسی زبان میں جائز نہیں) اس مقام پر غیر مقلدین کا زبردست شور کیسٹوں میں موجود ہے، سب بول رہے ہیں۔

اس کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ دیکھئے مسئلہ ہے رجوع کا۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث صحیح ہے، لیکن وہ منسوخ ہو چکی ہے اس طرح وہ قول بھی امام صاحب سے ثابت ہے لیکن جب اس کے بعد امام صاحب کا رجوع ثابت ہے اور فتویٰ بھی اسی رجوع والے قول پر ہے تو اس قول کو صحیح کہنے سے کچھ اثر نہیں پڑتا۔ (جیسے ہدایہ میں ہوا تصحیح کہا ہے) جیسے بیت المقدس کی حدیث صحیح ہے، لیکن اس کے باوجود منسوخ ہے، اب امام صاحب کے پہلے صحیح قول کو پیش کرنا، ایسا ہے جیسے بیت المقدس والی صحیح روایت کو پیش کر کے منسوخی والی آیت کو تلاوت نہ کرے (غیر مقلدین کا بے حد شور، کیسٹیں گواہ ہیں)

اس کے بعد مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ آپ کو اصل مسئلہ بتاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل کہہ لو اللہ اعظم کہہ لو اللہ کے ناموں میں

سے کوئی نام لے لو، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جائے گی، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ یہاں قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہے، وہ نہیں پڑھ رہا، یہ قرآن کا منکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلط حوالے دیتا ہے، سب جائز ہے، اس نے اب تک جتنے حوالے (کتب فقہ سے) پڑھے ہیں، سب غلط ہیں (کسی مسئلہ میں اول حصہ چھوڑ کر کسی میں آخر) اس مقام سے طالب الرحمٰن نے فرار کی راہ نکالی، آخر اس کوشش میں وہ کامیاب ہوگیا) طالب صاحب نے کہا یہ کہتے ہیں، آگے قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہے یہ پڑھتے نہیں ہیں، چھوڑ رہے ہیں، اگر یہ قرآن کی آیت اس مسئلہ کے ساتھ دکھا دیں، آگے لکھی ہوئی (ہر ذی عقل جانتا ہے کہ مسئلہ کی دلیل خواہ پہلے ہو خواہ بعد میں وہ اس مسئلہ کی دلیل ہوتی ہے) تو میری شکست اور ان کی فتح۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ اسی مسئلہ کی آیت اسی ہدایہ میں موجود ہے، مولوی طالب الرحمٰن اس بات پر اڑ گئے کہ اسی صفحہ پر ہو اور متن میں ہو اور قال محمد سے آگے لکھی ہوئی ہو (مولوی طالب الرحمٰن نے ان شرطوں کے ساتھ دلیل اور آیت کا مطالبہ کیا، ایسی شرطیں لگائی جائیں تو کوئی بھی مسئلہ دلیل سے ثابت نہیں ہوسکتا) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ہدایہ میں اسی مسئلہ پر آیت دکھاتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ کون جھوٹا اور کون سچا ہے۔ یہ ہدایہ دے دو، میں اسی مسئلہ میں ہدایہ سے آیت دکھاؤں گا، اس مسئلہ پر خاصہ مباحثہ ہوا، غیر مقلدین کا مطالبہ تھا کہ اسی صفحہ مطلوب پر آگے عبارت سے آیت دکھلائیں، حنفی کہتے تھے کہ اسی بات اور اسی مسئلہ کے بارے میں آیت دکھلاتے ہیں بلکہ دو آیتیں دکھاتے ہیں اور اسی ہدایہ میں ہیں۔ اسی پر مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی طرف سے تحریر لکھنے لگ گئے کہ میں نے درمیان میں آیت نہیں چھوڑی، یہ ہدایہ کے اسی صفحہ نمبر ۸۴ پر آیت دکھائیں اور جملہ غیر مقلدین بمعہ راؤ محسن مطالبہ کرنے لگے کہ اسی صفحہ پر آیت دکھلاؤ (پچھلے صفحہ پر دو آیتیں ہیں لیکن ہم نے اسی صفحہ پر دیکھنی ہیں) مولانا محمد امین صاحب نے ہدایہ مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ

اپنے ہدایہ سے پڑھو، مولانا نے فتح القدیر کے حاشیہ والے؟ کے متن سے دو آیتیں قرآن کی لکھی ہوئی پڑھیں ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى﴾ اور فرمایا کہ یہ ہدایہ ہے، مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ یہ ہدایہ نہیں ہے (حالانکہ فتح القدیر میں ہدایہ اپنے پورے متن کے ساتھ الگ لکھا ہوا ہے) طالب الرحمٰن کی کتب فقہ کے بارے میں علمی قوت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور کہا کہ یہ تو فتح القدیر ہے اور ہدایہ نہیں ہے، یہ بات کیسٹ میں موجود ہے، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں نے ہدایہ سے اسی مسئلہ پر دو آیتیں پڑھ دی ہیں (دیانتاً اور اصولاً طالب الرحمٰن کو اپنی شکست لکھ دینا چاہئے تھی) لیکن وہ اس بات پر اڑ گئے کہ نہیں صفحہ نمبر ۸۴ پر دکھاؤ، اسی باب میں اگر اس مسئلہ کی آیت پہلے صفحہ پر دکھلائیں تو ہم نہیں مانتے۔ اسی پر مناظرے کا اختتام ہوا، راؤ صاحب نے مناظرہ بند کروا دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ کچھ پلے نہیں پڑا۔ اس وقت بہت شور ہو گیا، اسی شور کے عالم میں طالب الرحمٰن نے کہا کہ تم (احناف) سے تو مرزائی اچھے ہیں، مولانا محمد امین صاحب نے رسالہ فیصلہ مکہ ہاتھ میں لیا اور کہا کہ مکہ مکرمہ میں تمہارے بزرگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کی تفسیر ثنائی نہیں بلکہ تفسیر مرزائی ہے۔ اس میں سعودی امراء اور علماء کا فیصلہ بھی موجود ہے تو بغیر ثبوت کے بات کر رہا ہے، اس میں آپ کو آپ کے گھر کا حوالہ دے کر ثابت کر رہا ہوں، تمہارے بزرگوں نے تمہیں مرزائیوں سے بد کہا ہے، ملحد تک کہا ہے، ملاحظہ ہو فیصلہ مکہ صفحہ نمبر ۳۶ نیز طالب الرحمٰن سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر تیرے نزدیک احناف مرزائیوں سے برے ہیں تو تحریراً لکھ دے، اس کا طالب الرحمٰن نے کوئی جواب نہیں دیا یہ گفتگو شور کے وقت ہوئی شاید ریکارڈ میں صاف نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قہر حق بر اصحاب ندائے حق

غیر مقلدین کی بوکھلاہٹ

ظاہر تھا کہ غیر مقلدین اظہار حق کے ٹھوس حقائق کا جواب نہیں دے سکیں گے، جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ یہ لوگ اب اشتہار اظہار حق کا جواب دینے کی بجائے گالی گلوچ، بدکلامی اور الزام تراشی پر اتریں گے، وہی ہوا جس کی شہادت ان کا مغلظات سے بھرا ہوا اشتہار دے رہا ہے اور خود اس میں اقرار بھی کیا کہ ہمارے زیر قلم الفاظ سخت ہیں۔ یہ بے چارے اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔ اپنے ان پڑھوں کی تسلی کے لیے جواب میں اشتہار شائع کرنے کا شوق تھا جو جواب دیئے بغیر پورا کر لیا۔ اس میں اظہار حق کے حقائق و دلائل کا کوئی جواب نہیں۔ مثلاً:

۱۔ راؤ محسن کے مکان پر مولوی عبدالرحیم کا کتاب کو ہاتھ نہ لگانا۔

۲۔ موضوع مناظرہ سے غیر مقلد مناظر کا پورے مناظرے میں فرار، جس کی شہادت ان کے اشتہار نے بھی دے دی۔ تین سوال اور تین موضوع سے غیر متعلق۔

۳۔ حنفی مناظر کے تقریباً ساٹھ سوال جو عین موضوع کے مطابق تھے، غیر مقلد ان کے جواب میں ایک بھی آیت یا حدیث پڑھ کر نہیں سنا سکا۔

۴۔ راؤ محسن کا تبصرہ کہ مناظرے سے کچھ پلے نہیں پڑا، موضوع سے ہٹ کر باتیں ہوئی ہیں۔

۵۔ اپنی نماز کو کتاب و سنت سے ثابت کرنا تھا جو نہ کر سکے۔

۶۔ نامکمل حوالوں، جھوٹ اور خیانتوں سے طالب الرحمٰن کی تقریریں لبریز ہیں۔

۷۔ ان کی مجموعی نماز کی حالت کے ان کی کتابوں سے پانچ حوالے درج کیے،

Scanned with CamScanner

ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے کر تسلیم کر لیا کہ اہل سنت کے خلاف ان حقائق کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

۸۔ اپنے بزرگوں کی کتابوں کو خلاف قرآن وسنت ہونے کی وجہ سے چوراہے میں رکھ کر جلانے کے دعویٰ کو ابھی تک عملی جامہ نہیں پہنایا، ہمیں انتظار ہے کہ کب سچے بنتے ہیں۔ اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ان کے خمیر ہی فتنہ وفساد سے اٹھے ہیں۔ جناب اپنی اصلیت کو دوسروں کی طرف منسوب کرنا کہاں کی دیانت ہے۔ اپنے گھر کے حوالے سنو۔ نواب صدیق حسن خان صاحب اہل حدیث، موجودہ اہل حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں **فقد نبتت فی هذا الزمان الخ** ترجمہ: ''اس زمانے میں ایک فرقہ شہرت پسند، ریا کار ظہور پذیر ہوا ہے جو باوجود ہر طرح کی خامی کے اپنے لیے علم وعمل کا مدعی ہے، حالانکہ اس کو علم وعمل اور معرفت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔'' اسی مضمون کے درمیان میں لکھتے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ غیر مقلدین کیوں کر اپنا نام خالص موحد رکھتے ہیں اور مقلدین کو (تقلید ائمہ کی وجہ سے) مشرک، بدعتی، قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ غیر مقلدین تمام لوگوں میں سے خود سخت متعصب اور غالی ہیں'' پھر ختم مضمون پر لکھتے ہیں **فما هذا دين ان هذا الا فتنة فی الارض وفساد كبير** یہ (طریقہ تو غیر مقلدین کا ہے) کوئی دین نہیں، یہ تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہے۔ (الحطہ ص ۶۷، ۶۸ بحوالہ خیر التنقید) اسی حوالے کو بار بار پڑھیں اور اپنی اصلیت پہچانیں۔ قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری اہل حدیث لکھتے ہیں: ''اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں۔ وہ صفت میں وارث ہوئے شیعہ اور روافض کے'' (آگے چل کر لکھتے ہیں) ''اسی طرح ان جہال، بدعتی، کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے، مثل ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے۔'' الخ (بحوالہ خیر التنقید) غور سے

پڑھیں۔ الزام تراشیوں سے لبریز ندائے حق میں ہماری جانب چھ جھوٹوں کی نسبت کی گئی ہے۔ ان الزامات میں بہت جھوٹ بولے گئے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

الزام نمبر ۱

میں لکھا ہے کہ اکرم حق کا تلاش کنندہ تھا ملخص یہ صریح جھوٹ ہے۔ چودھری محمد یوسف کے مکان پر مسند ابوعوانہ سامنے کھول کر بتایا گیا کہ اس حدیث میں خیانت کی گئی ہے تو وہاں ان کے مولوی نے کہا کہ آج میری تیاری نہیں ہے۔ حق تو یہ تھا کہ حدیث میں کی گئی خیانت سے توبہ کرتے۔ اور غلطی تسلیم کرتے، لیکن تلاش حق تو مقصود ہی نہ تھا اس لیے دوسرا وقت رکھنے کو کہا گیا۔

الزام نمبر ۲

میں جھوٹ بولا گیا کہ اشتہار میں ہے کہ اکرم کو معاف کر دو۔ ہمارے پورے اشتہار میں یہ لفظ موجود نہیں ہے باقی باتوں کی تصدیق قیصر صاحب سے کی جا سکتی ہے۔

الزام نمبر ۳

میں تو حد ہی کر دی۔ بہتان، جھوٹ اور تقریر ترمذی کی عبارت میں تحریف جیسے گناہ موجود ہیں، تقریر ترمذی کا مکمل ترجمہ اپنی طرف سے گھڑا گیا، یہ تقریر شیخ الہند کی اپنی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ انور شاہ صاحب شیخ الہند کے استاد نہیں ہیں، شاگرد ہیں۔ انور شاہ صاحب کا اس عبارت میں نام تک ہی نہیں۔ جن جاہلوں کو یہ بھی پتہ نہیں وہ تقریر ترمذی کو خاک سمجھیں گے۔

چیلنج

غیر جانبدار ثالث بٹھالیں، اپنے اشتہار میں دیے گئے ترجمہ (یہ حدیث بھی صحیح ہے، میرے استاد انور شاہ کشمیری نے بھی اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے۔ شاہ ولی اللہ بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر ہم نے اس حدیث کو صحیح نہیں مانا، کیونکہ ہم ابوحنیفہ

Scanned with CamScanner

کے مقلد ہیں اور وہ اس حدیث کے مخالف ہیں) کو تقریر ترمذی سے ثابت کر دیں تو ہم اپنی شکست تحریری طور پر لکھ دیں گے، اگر ثابت نہ کر سکیں (ولن تفعلوا) تو پھر اپنی بد دیانتی اور خیانت کی تحریری طور پر معافی مانگنا ہوگی اور اپنی شکست کی تحریر دینا ہوگی۔ شیخ الہند پر قرآن کی آیت غلط لکھنے کا الزام لگایا، آپ کے ندائے حق میں قرآن کی آیت (الاماذ کیتم کو راء کے ساتھ) اور حدیث انما الاعمال غلط لکھی ہوئی ہیں۔ جو جواب آپ دیں وہی شیخ الہندؒ کا ہے۔ غیر مقلدین کی حدیث میں بہت سی خیانتیں ہیں، صرف ایک مثال۔ مولوی صادق سیالکوٹی صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۱ میں حدیث لکھتے ہیں۔ ''پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے الحمد شریف پڑھیں پھر امام اونچی آواز سے قراءت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔'' (مسلم شریف) یہ پوری حدیث مسلم شریف تو کجا حدیث کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ دین محمدی کے پاسدار و مذہب کی تائید میں ایسے ہی احادیث گھڑا کرو۔

الزام نمبر ۴

میں یہ جھوٹ بولا گیا کہ محمد اکرم سے مولانا محمد صدیق و مولوی عبدالخالق کی بات ہوئی کہ بروز ہفتہ آپ اپنے مولوی کو لے آئیں اور رفع یدین پر مناظرہ کر لیں، یہ صریح جھوٹ ہے۔ وہاں باہر سے مولوی لانے اور مناظرہ کرنے کی قطعاً کوئی بات نہیں ہوئی۔ شیخ جمال دین اور قیصر شاہ گواہ ہیں۔ اگر ان پر اعتماد نہ کریں تو چودھری محمد یوسف اور ان کے جملہ ساتھی حلف اٹھا دیں گے کہ باہر سے مولوی لا کر رفع یدین پر مناظرے کی بات ہوئی ہے تو ہم ان کے الزام کو صحیح تسلیم کر لیں گے۔ مولوی اسلم صاحب نے اتنا کہا کہ آج ہماری تیاری نہیں، ہم کل جواب دیں گے، پھر بھاگ کر قصبہ عبدالحکیم سے اپنا مشکل کشا لائے، شام تک ٹھہرنے کو کہا گیا تو انکار کر دیا کہ میں شام تک نہیں ٹھہر سکتا۔ ہم اب بھی یقین سے کہتے ہیں کہ مولوی اسلم صاحب ان کے فرقہ کی طرف سے حدیث میں کی گئی خیانت کا جواب نہیں دے سکتے اور ہماری طرف

سے بھیجی گئی سات احادیث صحیحہ کے جواب جو انہوں نے سات جھوٹ بولے ہیں، مولوی اسلم صاحب ان کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر شوق ہو تو ہم اب بھی تیار ہیں۔ (باہر سے کوئی فریق بھی مولوی نہ بلائے) اپنی کمزوری چھپانے کے لیے دوسروں پر الزام کہ وہ رفو چکر ہو گئے، غلط بیانی ہے۔

الزام نمبر ۵

میں کچھ مولویوں اور عوام کے غیر مقلدیت قبول کرنے کا ذکر ہے۔ ایک جھوٹ تو یہ ہے کہ سارے مولوی ان کے مدرسوں سے فارغ اور پڑھاتے رہے ہیں، ہم صرف ناطق صاحب کو جانتے ہیں، بتائیں وہ کس مدرسہ سے فارغ ہیں اور حنفی ہوتے ہوئے کس مدرسہ میں پڑھاتے رہے ہیں۔ دیگر لوگوں پر آپ کے گھر کا ایک حوالہ۔ مرزائی خلیفہ حکیم نور دین اور عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث کے بارے میں مولانا عبداللہ روپڑی سے سوال ہوا کہ کیا یہ پہلے اہل حدیث تھے۔ ملخص۔ جواب میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی نور دین اور عبداللہ چکڑالوی گمراہ ہو گئے تھے مگر کہاں سے نکلے؟ حنفیت سے معلوم ہوتا ہے اصل خراب تھی، پھر اہل حدیث کے مذہب میں کیسے ٹھہر سکتے تھے۔ (ص ۱۰۱ ج ۱ فتاوئ اہل حدیث) یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جس کی اصلیت خراب ہو وہ اہل سنت میں کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ بقول روپڑی صاحب حنفیت اصل خراب ہے تو انگریز کے دور سے پہلے ہندوستان میں اس فرقہ کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ سب حنفیت سے نکل کر گئے ہیں تو پورے فرقے کی اصل خراب ہے اور پھر اس خراب اصل کے حصے میں اہل ھوی منکرین حدیث، مرزائی، نیچری وغیرہ تو ایسے لوگوں کے حنفیت سے نکل جانے سے حنفیت کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

الزام نمبر ۶

میں طالب الرحمٰن کے موضوع مناظرہ سے فرار کی تردید کی گئی ہے یہ بھی صریح جھوٹ ہے، ہمارے دعویٰ کی سچائی کی شہادت تو آپ کے اشتہار نے دے دی

کہ ہمارے مناظر نے تین سوال کیے اور وہ تینوں اصول مناظرہ کے بھی خلاف اور موضوع مناظرہ کے بھی خلاف۔ اگر ہمت ہے تو موضوع مناظرہ کا کاغذ فوٹو سٹیٹ کرا کے تقسیم کریں اور لوگوں کو دعوت دیں، کہ موضوع پڑھ کر مناظرہ سنیں۔ پڑھے لکھے غیر جانبدار ثالث بٹھالیں، موضوع سمجھا کر کیسٹیں سنا کر فیصلہ کرالیں، جس فریق کے خلاف فیصلہ ہو وہ اپنی شکست تحریری طور پر لکھ دے۔ موضوع مناظرہ مکمل نماز تھی۔ نماز سے مقدم مسائل شرائط وغیرہ اور بخاری کے صفحہ پڑھوانے کی جملہ باتیں موضوع سے فرار کے راستے تھے، جبکہ حنفی مناظر نے موضوع سے متعلق اور اصول مناظرہ کے تحت نماز کے متعلق سوالات کیے جس کے جواب میں طالب الرحمٰن ایک بھی آیت یا حدیث پڑھ کر نہیں سنا سکا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جملہ غیر مقلدین اکابر واصاغر، امرتسر، روپڑ اور بھوپال سے لے کر ملکہ وکٹوریہ تک زور لگالیں۔ قیامت تک ایک بھی حدیث نہ سنا سکیں گے۔ اہل حدیث مناظر کے تین سوال کی سرخی شرمندگی چھپانے کے لیے ہے۔ ورنہ ان کے جوابات مناظرہ کے اصول اور موضوع کے خلاف ہیں۔ ڈھیلوں سے استنجا کافی ہو جاتا ہے، احادیث سے بھی ثابت ہے اور آپ کے ہاں بھی مسئلہ اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ص ۲۵۲ ج ۱) اس کا جواب ندائے حق میں نہیں دیا۔ دارقطنی کی روایت امام اعظمؒ کے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک درہم خون لگا ہوا ہو تو نماز لوٹائی جائے گی، امام صاحب سے ابراہیم نخعی تابعی تک سند سے مذکور ہے۔ **المنی والدم والبول اذا کان مقدار الدرھم اعاد الصلوۃ** ترجمہ۔ منی، پیشاب اور خون اگر درہم کی مقدار میں لگا ہوا ہو تو نماز لوٹائے۔ (کتاب الآثار لابی یوسف ص ۱۰ و ص ۲۵) کتب فقہ میں ایک درہم نجاست سے پڑھی گئی نماز کو مکروہ تحریمی لکھا ہے اس کا دھونا واجب ہے۔ (درمختار، فتح القدیر وغیرہ) لیکن غیر مقلدین کے نزدیک منی، خون، خمر سرے سے ناپاک ہی نہیں ہیں، جو حدیث **دارقطنی** کے بالکل برعکس ہے۔ ان کا سارا جسم اور کپڑے منی اور خون سے لت پت

ہوں تو ان کی نماز ہو جاتی ہے۔ تعجب ہے ایک درہم پر اتنا رونا رویا گیا اور منوں اور سیروں کا کوئی حساب ہی نہیں۔ پورے مناظرے میں باوجود مطالبے کے غیر مقلد نجاستوں کا تعین ہی نہیں کر سکا اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ منی اور خون اور خمر ان کے مذہب میں پاک ہے۔ سوال نمبر ۲ (الف) اگر کتے پر تکبیر پڑھکر چھری پھیر دی جائے۔ الخ (تکبیر پڑھنا کسے کہتے ہیں؟) ان کے اس اعتراض کے جواب میں قرآن کی آیت الاماذ کیتم پڑھی گئی جس کا جواب نہ مناظرے میں دیا اور نہ ہی اشتہار میں تردید ہو سکی۔

تصویر کا دوسرا رخ

(۱) حنفی مذہب میں چھری پھیرنے سے چمڑا پاک ہوتا ہے اور ان کے مذہب میں پورا کتا اس کا خون، پسینہ وغیرہ سب کچھ پاک ہے، عرف الجادی وغیرہ۔

(ب) اللہ اکبر کے سوا اسماء الٰہی سے نماز شروع کرنے کا مسئلہ قرآن کی آیت **وذکر اسم ربہ فصلی** سے ثابت کیا گیا۔ اس آیت میں کسی نام کی تخصیص نہیں ہے اور اللہ اکبر کے خاص لفظ سے شروع کرنا خبر واحد سے ثابت ہے جسے ہم واجب سمجھتے ہیں، اس کا ترک واجب کا ترک ہے، یہ جواب کیسٹوں میں موجود ہے، انکار کر کے جھوٹ بولا ہے۔

(ج) فارسی وغیرہ، زبانوں میں نماز پر اعتراض کا جواب دیا گیا کہ امام صاحبؒ سے اس مسئلہ میں رجوع منقول ہے۔ اور ہدایہ سے علیہ الاعتماد کا لفظ دکھلایا گیا جو کہ اس قول کے مفتی بہ ہونے کی دلیل ہے۔ فقہی اصولوں سے جہالت کا کوئی علاج نہیں، یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص منسوخ آیت یا روایت پر عمل کی دلیل مانگے۔ سوال نمبر ۳، زبانی نیت کرنے کا یہ جواب دیا گیا کہ اصل نیت دل کی ہی معتبر ہے اور مثال بھی دی گئی، کہ اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت کرتا ہے اور دل میں بھی یہ ہے، لیکن زبان سے عصر کا لفظ نکل جاتا ہے تو زبان کا اعتبار نہ ہوگا، دلی نیت ہی معتبر ہوگی۔ کیسٹوں میں موجود

Scanned with CamScanner

ہے، انکار کر کے جھوٹ بولا ہے۔ مولانا محمد امین صاحب کی علمیت پر اعتراض کا جواب اور بخاری کا صفحہ نہ پڑھنے کے واویلے کا جواب کھلے خط میں موجود ہے، ملاحظہ کرلیں۔ اس کا اشتہار میں کوئی جواب نہیں دیا۔ بخاری شریف کے صفحہ پڑھنے کے مطالبہ پر اگر اصرار ہے تو پورے ضلع میں کتنے غیر مقلد عالم ہیں جو بخاری کا صفحہ پڑھنے کے لیے تیار ہیں، ان کی فہرست جاری فرمائیں۔ دیکھئے پورے ضلع میں کتنے بنتے ہیں؟

نوٹ: ہم نے غیر مقلدین کا جواب ان کی زبان میں دینے سے گریز کیا ہے لیکن اگر یہ لوگ ایسے ہی دریدہ ذہنی سے کام لیتے رہے تو بعید نہیں کہ انہیں وہ کچھ پڑھنا سننا پڑے جس کو یہ حضرات پڑھنا سننا پسند نہ کریں۔ خصوصاً ہمارے اسلاف کے بارے میں احتیاط برتیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی ان کے شجرہ نسب کے بارے میں لکھنا پڑ جائے۔

شعبہ نشر واشاعت

جمعیت اہل سنت ہارون آباد ضلع بہاول نگر

شامل فرمالیا اس قصہ کو نقل فرماکر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا "مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں لوگوں کو توبہ کرادیا کرتا ہوں کہ یہی وسیلہ میری نجات کا ہو"۔

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہٗ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا" اور اس کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ "ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے"۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کو حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں"۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟" اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے" رنڈی یہ سُنکر آگ ہوگئی اور خفا ہوکر کہا لاحول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی "میاں صاحب تو شرمندہ ہوکر سر نگوں ہوگئے اور وہ اٹھکر چلدی۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک ملحد کے سامنے سے تین شخص گزرے پہلا تو خاموش اور تیز رفتاری کے ساتھ پکا چلا گیا ملحد کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا اور دوسرا شخص آہستہ آہستہ سامنے کو نکلا گر چلا گیا بولا نہیں اور تیسرا شخص ملحد کی تردید کے درپئے ہوگیا اور کھڑا ہوکر لگا کہنے تو فاسق ہے اور ایسا ہے ویسا ہے ملحد نے کہا یہ تیسرا شخص تو یقیناً میرا ہولیا پنجہ سے نکلنا محال ہے اور دوسرا بھی غالب ہے کہ تابع ہو جائے مگر پہلا سالم بچ نکلا اور کورا گیا۔

ایک دن رسول شاہی فقیروں کا تذکرہ تھا حضرت امام ربانی نے فرمایا رسول شاہ ایک بارشاہ ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا اور شاید اسکی وجہ ہوگی کہ اُس نے عمل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

۷ اپریل ۸۹ کو ہارون آباد میں ایک مناظرہ ہوا۔ جس میں غیر مقلدین نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی مکمل نماز قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔ لیکن پورے مناظرہ میں وہ تکبیر تحریمہ سے مکمل مسائل بھی قرآن واحادیث سے نہ دکھا سکے اور راہ فرار اختیار کرنے کے لئے کہا کہ تم صحیح بخاری کا ایک صفحہ پڑھو۔ جو میں نے اسی وقت کہا کہ طالب الرحمٰن نے تو مناظرہ میں عربی عبارت غلط پڑھی ہے۔ لیکن مناظرہ کے غیر مقلدین نے اپنی فاش شکست کو چھپانے کے لئے ملک گیر پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ طالب الرحمٰن بہت بڑا عالم ہے مولوی محمد امین اس کے سامنے بالکل جاہل ہے۔ چونکہ غیر مقلدین اب قرآن وحدیث کو بالکل چھوڑ چکے ہیں۔ اپنے علماء اہلحدیث کو قرآن وحدیث کا مخالف مان چکے ہیں۔ قرآن وحدیث کے نام سے مسائل کی جو کتابیں ان کے علماء نے لکھی تھیں ان سب کو آگ میں جلانے کے قابل قرار دیا۔ اب جھوٹ کو گھر تک پہنچانے کے لئے ہم ان کے اس آخری دعویٰ کا بھی پول کھولنا چاہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ طالب الرحمٰن اور میں دونوں ہارون آباد میں آئیں۔ بخاری کا ایک صفحہ فوٹوسٹیٹ کرا کے مجھے دیا جائے ایک صفحہ طالب الرحمٰن کو۔ ہم دونوں اس پر اعراب لگائیں گے۔ اس صفحہ کا ترجمہ لکھیں گے اس صفحہ کے رواۃ حدیث کے حالات لکھیں گے اور اس صفحہ سے کون کون سے مسائل نکلتے ہیں ان کو تحریر کریں گے۔ پھر ان کو ٹیپ کے سامنے پڑھ کر ریکارڈ کرائیں گے۔ اس کے بعد میری تحریر کو مولوی محمد اسلم صاحب روڑی اور مولوی عبدالرحیم غیر مقلد چیک کر کے اپنی تحریری رائے اصول وقواعد کے حوالہ سے مرقوم کریں گے اور طالب الرحمٰن کے مکمل کاغذات کی چیکنگ مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا عبدالخالق صاحب کریں گے۔ اور موافق قواعد تحریری رائے دیں گے اور ایک مسلمہ ثالث سے فیصلہ لیا جائے گا۔ میں نے تحریر لکھ دی ہے اور وہ دستخط کر دیئے ہیں جو میرے شناختی کارڈ پر ہیں۔ غیر مقلدین بھی ایک ہفتے کے اندر اندر یعنی ۹ ستمبر تک طالب الرحمٰن کی تحریر جس میں مندرجہ بالا طریق پر متفقہ کے لئے وہ تیار رہیں اور ان کے دستخط جو ان کے شناختی کارڈ پر ہیں اس تحریر پر ہونے چاہئیں۔ اللہ اگلے ہفتے یعنی ۱۶ ستمبر تک کی کوئی تاریخ جو مشترکہ طور پر طے ہو اس طریق کار پر عمل کیا جائے انشاء اللہ العزیز دنیا دیکھ لے گی کہ قرآن وحدیث سے جس طرح طالب الرحمٰن اپنی مکمل نماز ثابت نہیں کر سکا اسی طرح یہاں بھی وہ بخاری شریف کے جاری دیئے ہوئے صفحے پر نہ اعراب لگا سکے گا نہ اس کا صحیح ترجمہ کر سکے گا نہ اس کے رواۃ کی صحیح تحقیق بیان کر سکے گا نہ صحیح مسائل اور ان کے احکام بتا سکے گا

[illegible signature]

2-9-89

سفید جھوٹ

۲۱ جون ۱۹۹۶ء نام نہاد اہلحدیث کی محمدی مسجد ہارون آباد میں مولانا محمد امین صاحب کی تقریر کے جواب میں
ایک جلسہ ہوا جس میں پروفیسر محمد شفیع ناطق نے بہت سے اکاذیب و اباطیل کے ضمن میں ایک سفید جھوٹ
یہ بولا کہ مولانا محمد امین صاحب نے عثمان والی بستی ضلع بہاولنگر میں اپنی تقریر میں حوالہ دیا کہ غیر مقلدین
کے فتاوی ستاریہ میں مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی جائز ہے۔ اس پر مولوی عبد العزیز صاحب مجمع میں
آگئے اور کہا کہ فتاوی ستاریہ میرے پاس ہے۔ حوالہ دکھاؤ۔ تو مولوی محمد امین نے کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا۔
جس پر حنفیوں نے مولوی محمد امین صاحب کی بے عزتی کی اور وہ اپنی کتابیں اڈے تک خود اٹھا کر لائے
کسی حنفی نے انکے ساتھ اڈے تک جانا پسند نہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ ناطق صاحب کا یہ جھوٹ کوئی
نئی بات نہیں اس نام نہاد اہلحدیث جماعت کی یہ پرانی عادت ہے کہ قرآن و حدیث کے نام پر
جھوٹ بولنا اپنی خواہشات کو قرآن و حدیث کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانا
اور دیگر تمام اہل سنت حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو مشرک۔ بدعتی۔ فاسق فاجر
اور کافر قرار دینا سب فرائض سے مقدم فرض سمجھتے ہیں۔
مولانا کی طرف منسوب سب باتیں جھوٹ ہیں۔ ہم اب بھی دعوی کرتے ہیں کہ مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی
کے جواز کا فتوی انکی کتاب میں موجود ہے۔ فتاوی ستاریہ ص ۱۲۰ ج ۴

بستی عثمان والی کے معززین کی تصدیق۔

انکے اپنے قلم سے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان حق

آج مورخہ 4/7/86 کو میرے مکان پر میری صدارت اور اہتمام میں حنفی دیوبندی علماء: مولانا محمد امین اوکاڑوی۔ مولانا [illegible]۔ مولانا [illegible]: اور [illegible] تھے۔

اور اہلحدیث علماء: مفتی عبد الرحمن الرحمانی [illegible] مولانا محمد عبداللہ قصوری اور [illegible] عبد الرحمن [illegible] کے مابین طریقہ نماز [illegible] پر [illegible] ہوا [illegible] 12 [illegible] ہوا۔

دیوبندی علماء کے [illegible] اہلسنت [illegible] اٹھاتے [illegible] ہم نے مناظرہ جاری رکھا۔ [illegible] ہم خود تحقیق حق [illegible] تھے [illegible] صحیح ہوگیا [illegible] حقیقت [illegible] ہوگئی کہ اہلحدیث کا طریقہ نماز عین حدیث کے مطابق ہے بلکہ حنفی طریقہ نماز [illegible] حدیث کے [illegible] ہے۔

میں [illegible] ہوں [illegible] اور [illegible] [illegible] مسلک [illegible] ہوں [illegible] رہی [illegible] ہوں [illegible] انشاء اللہ [illegible]

العبد

[illegible] محسن [illegible] [illegible]

[illegible] 29 شعبان [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اظہارِ حق بجواب اعلانِ حق

غیر مقلدین کا مجموعی مزاج یہ ہے [illegible]

[illegible]

۷ اپریل ۱۹۸۹ء کے مناظرے کا پس منظر [illegible]

[illegible]

موضوع مناظرہ ۷ اپریل [illegible]

[illegible]

[illegible] جب چھوڑ کو تقلید کو تم ہو گئے آزاد　　بے خوف کہ ایمان کو برباد کرو گے

بانی مناظرہ :

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن ریلوے ہارون آباد

مولانا مفتی احمد علی صاحب نائب مفتی و مدرس ۔ ۔ ۔ ۔

حضرت مولانا محمد رفیق صاحب ہارون آبادی حال مقیم سعودی عرب

جناب شیخ جمال دین صاحب کریانہ سٹور ۔ ہارون آباد

حضرت مولانا مفتی عبد الخالق مفتی و مدرس مدرسہ عربیہ [illegible] ہارون آباد

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی مدظلہ مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیر والی

جناب محمد عمر صاحب نسلہ کالونی ۔ ہارون آباد

جناب رانا جمشید احمد صاحب بلدیہ کالونی ۔ ہارون آباد

جناب عبد الستار صاحب معاویہ فلور ملز [illegible]

نوائے حق

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو [illegible]

ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار — مت دیکھ کسی کا قول و کردار

ایک اشتہار اظہار حق بجواب اعلان حق نظر سے گزرا نام نہاد دیوبندی علماء نے اس میں میرے متعلق جو زبان استعمال کی ہے۔ اور آج کل جو باتیں میرے تقلیدی بھائی کر رہے ہیں وہ تہذیب و اخلاق کے دائرہ سے باہر ہیں جیسا کہ عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کرنے کے بعد یہودیوں نے جو رویہ اختیار کیا تھا وہی ان دونوں کا ہے علم اور سے ہم نا واقف۔ دیوبندی علماء اپنے اشتہار میں کہتے ہیں۔ جب ہم حوالوں سے لیس ہو کر راؤ صاحب کے پاس آئے تو انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ کاش میں آپ سے پہلے ملاقات کر لیتا۔ اور اہلحدیث ہونے کیطرف نہ جاتا۔ یہ بات کتنی بے بنیاد ہے۔ جب میری پہلی زندگی ان مقلدین کے ساتھ ہی گزری تو ملاقات کیا ہو جاتی تھی دراصل نام نہاد دیوبندی علماء نے اپنی کم علمی اور روسیاہیوں کو چھپانے کیلئے میرے متعلق یہ باتیں لکھ دیں۔ مولانا کے

تو ہو کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے — یہ وہ نشہ نہیں ہے ترشی اتار دے

مناظرہ شروع ہونے سے پہلے جب میں نے دونوں فریق سے کہا کہ اختلافی مسائل مثلاً سورۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر اور رفع الیدین قبل الرکوع اور بعد الرکوع پر بحث کریں باقی مسائل رہنے دیں۔ تو ماسٹر امین نے اپنی کم علمی چھپانے کیلئے لڑائی جھگڑا شروع کر دیا۔ آخر ہزاروں کی حاضری ہو ہی چھوٹے بچوں نے دماغ تو پہلے ہی چاٹ لیا اور ہو ہی تھا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور متبع سنت بزرگ کے ساتھ بیچارہ کیا بات کرتا۔ تقلیدی دوستو! آپ ماسٹر امین صاحب کی علمیت کا اندازہ اس سے ہی کر لو کہ اہلحدیث مناظر کے چیلنج کے باوجود بھی بخاری شریف کا ایک صفحہ تک پڑھ سکا اور نہ پھر اسے وکیل حنفیت میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ اندھوں میں کانا راجہ میں نے تو حوالہ جات کو پرکھ کر کتب احادیث یعنی بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ کو سینے سے لگایا ہے آپکے بزرگوں کیطرح رٹہ کر قبول کر کے ترشی کا اظہار کیا تھا۔ 3 ستمبر 1958 کو روزنامہ جنگ مولانا قاسم نانوتوی [illegible] ہے گستاخ رسول کر کے اپنا تو اخبار میں ہے ترش ہیں اور دستور یہ ظاہری انداز دیکھئے [illegible] عادت ہے کہ کل تک یہ جماعت اہلحدیث کی طرف [illegible] اپنی اصلیت کی طرف لوٹتی ہے اب انکا بھی [illegible] سورۃ کی خوان جوش مار رہا ہے۔ ہمارے نبی کریم تو حضرت عمر کے ہاتھ میں تورات برداشت نہیں کرتے تھے اور تم گرنتھ کا بڑے فخر سے احترام کرتے ہو۔ واہ! یہ ہیں اہلسنت والجماعت۔ ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے میرا درستوں کو یہی مشورہ ہے کہ جیسا کہ علماء اہلحدیث کیا کرتے تھے

(مومن پورہ)

25/6/89

تقلید کی روش سے بہتر ہے خودکشی — رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

منجانب: راؤ محمد محسن خاں سابق دیوبندی مومن کالونی بہاولپور آباد

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ **راؤ محسن علی خاں صاحب کے نام کھلا خط** السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"پھلا بھولے بن فقاہت کی کشتی ۔ اسی سے تھی راہ سنت تمام کی"

"اور اتباع کر اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا" ۔ القرآن ۔

کیا آپ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ آپ کی بیٹھک میں آپکو کتب حدیث۔ صحیح مسلم وغیرہ کے حوالے دکھائے گئے؟ اور کیا آپ اس سے انکار [illegible] کہ ایک غیر مقلد لڑکے کے کہنے پر مولوی عبدالرحیم غیر مقلد کو مسجد سے بلایا گیا اور ساتھ غیر مقلدوں کی ایک جماعت بھی اور جب انہیں سامنے صحیح مسلم کی عبارت پڑھنے سے انکار کر دیا اور بہانہ بنایا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ اس بیماری کے باوجود کتنی دیر وہ آپ کے سامنے باتیں کرتا رہا۔ آپ نے اسوقت یقیناً اندازہ کر لیا تھا کہ جاہل کون ہے۔ کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں اعلان کرنے والا تھا لیکن اب مناظرے سے قبل اعلان نہیں کروں گا اور پھر وعدہ خلافی کرتے ہوئے مناظرے سے پہلے آپ نے غیر مقلدین کے جلسے کی صدارت کی اور اس جلسے میں آپ کے غیر مقلد ہونے کا اعلان کیا گیا۔ کیا یہ رویہ عبداللہ ابن سلام والا ہے یا کسی اور عبداللہ کا۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ مناظرہ شروع ہونے سے قبل میں نے کہا کہ فلاں فلاں مسئلہ میں مناظرہ کریں تو محترم یہ بھی غیر مقلدین کی جان چھڑانے کیلئے آپ ان کی ترجمانی اور حمایت کر رہے تھے۔ جیسا کہ آپ نے پورے مناظرے میں مکمل جانبداری سے کام لیا۔ آپ غیر شعوری طور پر ان کی حمایت میں تنے ہوئے تھے اور طے شدہ موضوع سے غیر مقلدین کے فرار میں آپ انکے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ جیسا کہ مناظرے میں ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا مناظر اپنی نماز حدیث سے ثابت کرنے سے قاصر رہا اور پورے مناظرے میں حنفی مناظر کے مطالبے پر ایک بھی حدیث پڑھ کر نہیں سنا سکا اور نہ قیامت تک سنا سکتا ہے بلکہ سب [illegible] اور یہ سوال وہ تھے جو روزمرہ کی نماز میں پیش آتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ بخاری کے صفحہ پڑھنے کو کہا گیا۔ جبکہ اسکا جواب مناظرے میں ہو چکا۔ اگر آپ منصف ہیں اور آپکا اصرار ہے کہ حقانیت کی دلیل صرف بخاری کا صفحہ پڑھنے سے ہے تو عرض ہے کہ حنفی تقلید کو آپ نے قبول کیا ہے اُن میں کتنے ہیں جو بخاری کا صفحہ پڑھ سکتے ہیں کیا آپ کی مسجد کے امام اس چیلنج کو قبول کریں گے کہ بخاری کا ایک صفحہ مع حاشیہ کے صحیح پڑھ دیں گے۔ اگر نہیں تو آپ کے تو مولوی نہیں پڑھ سکتے۔ آپ مطالعہ کرتے ہیں [illegible] آپ کے [illegible] اور کیا [illegible] الرحمن نے صحیح پڑھ کر سنایا تھا۔ اگر نہیں تو (ایسا جملہ اندھوں میں کانا راجہ) اُن پر فٹ کریں [illegible] علاوہ جو کتب کو خرافات لکھا ہے کیا آپ اس پر عمل کریں گے اور اپنائے گئے مسلک کی تراجم سے بھی [illegible] [illegible] علمیت پر [illegible] واقفیت کی بنا پر ہے۔ اُن کی علمیت کا اندازہ عبدالقادر روپڑی و [illegible] [illegible] عبداللہ [illegible] کو بہت تھپیڑ دیں اور پیر بدیع الدین شاہ اُن کے سامنے [illegible] [illegible] الرحمن کی علمیت ہمارے متعلقہ ساتھ سوالوں نے کھول دی۔ تقوی طہارت مناظرے میں اسکی حرکات سے ٹھیک [illegible] [illegible] مسلم وغیرہ کتب احادیث کو سینک آپ سینے سے لگائیں لیکن مسئلہ پوچھنے میں جیسے آپ [illegible] [illegible] ہیں کہ آپ کی صدارت میں 23 مارچ 90ء کے جلسے میں بخاری شریف کی حدیث [illegible] [illegible] کو ٹھوکر اور بد دیانت کہا گیا۔ لیکن آپ کو معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ [illegible] [illegible] مسئلہ دوں کو [illegible] اور جھوٹا کہا جا رہا ہے۔ باقی آپ نے کچھ ذاتیات کا [illegible] اٹھایا [illegible] [illegible] اس سے درگزر کرتے ہیں۔ صرف گزارش یہ ہے کہ دوسروں کا آلہ کار بن کر غلط بیانی [illegible] مناظرے [illegible] تعلق کیے گئے [illegible] کی تفصیل کا انتظار کریں

انجمن نوجوانان اہل سنت [illegible] آباد

[illegible]

ندائے حق بجواب اظہارِ حق

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے — خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

مقلدین دیوبند کے ۲۰ چٹے جھوٹ

اہل حدیث مناظر کے تین سوال

جمعیت اہلحدیث ہارون آباد

غیر مقلدین نے لکھے

جھوٹے اور فسادی

اہلسنت نے اظہار حق میں لکھا تھا کہ غیر مقلدوں نے قضا کو [illegible] کیا۔ [illegible]
اب شمع حق نے تسلیم کر لیا کہ ہم نے آپکے پورے اشتہار [illegible] شمع حق) کا جواب دیکر قضا کو مزید فروغ نہیں دیا جا سکتا"

1۔ غیر مقلدین نے اپنے اشتہارات (شمع حق وغیرہ) میں لکھا کہ [illegible] اور [illegible] ساتھ [illegible] تسلیم کرتے [illegible] سے کہا ہم اہلسنت [illegible] ان کے اشتہاروں کی تشہیر کر دی۔ اور وہم [illegible] غیر مقلد تھا۔ [illegible] صداقت میں مولوی [illegible] نے [illegible] غیر مقلد [illegible] کا اعلان کیا تھا [illegible] ایک ہی سوال کا جواب نہیں دیا۔ [illegible] بلکہ پکا غیر مقلد تھا۔

2۔ ہمیں تسلیم کر لیا ہے کہ کیا تھا اختلافی مسائل پر گفتگو کی جائے سوال [illegible] موضوع کے خلاف [illegible] بات کی جا سکتی ہے۔ کتاب موضوع سے [illegible] شکست کا اقرار نہ تھا۔ [illegible] اہلسنت مناظر کا سوال [illegible] جھوٹ ہے۔ اہلسنت مناظر نے [illegible] سوالوں کا جواب نہیں دے رہا۔ [illegible] سکتے کیسے شائع ہیں۔ [illegible] موضوع کا [illegible] غیر مقلدوں کی جانبداری کا [illegible] غیر مقلد [illegible] تمام [illegible] باہر نکال دو۔

3۔ ہمیں نواب صدیق حسن خان اور وحید الزمان سے بری ہونے کا تذکرہ کیا۔ یہ جھوٹ اور منافقت ہے [illegible] جب انکی کتابوں کے حوالے سنائے گئے تو غیر مقلد مناظر لاجواب ہو کر کہنے لگا کہ انکو جلسے میں رکھ کر آگ لگا دو۔ آپ کے مولوی صاحب [illegible] اپنے [illegible] سے برأت کا اظہار کرتے ہیں [illegible] انکی کتابوں کو قرآن و حدیث سمجھتے ہیں۔ ہمیں انتظار ہے کہ پورے ملک میں غیر مقلدین کے کتب خانوں کو کب نذر آتش کیا جاتا ہے [illegible]

4۔ ہمیں تسلیم کر لیا گیا ہے مولوی [illegible] اور [illegible] کرنے کی بات نہیں کی [illegible] یہ سارے دعوے جھوٹ ہیں [illegible] صحیح [illegible] غیر مقلدین [illegible] برادرانہ [illegible] گے۔

5۔ تقریر ترمذی کے بارے میں [illegible] شیخ الہند کا نہیں۔ [illegible] العرف الشذی [illegible] تقریر لکھنے والے کا نام نہیں [illegible] چیلنج [illegible] تقریر ترمذی کا [illegible] اور [illegible] ہے۔
تقریر ترمذی کا میں ایسی عبارت [illegible] اگر جرأت ہے تو شمع حق کا چیلنج قبول کرو

6۔ ہمیں آپ نے تسلیم کر لیا صلوۃ الرسول [illegible] حدیث میں [illegible] اگر آپ [illegible] صلوۃ الرسول صفحہ 51 [illegible] دکھا دینگے [illegible] نکلے [illegible] جائیگی

نوٹ: حضرت مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول میں حدیث پاک میں کی ہوئی [illegible] دکھائی جا سکتی ہیں

شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اہل سنت ہارون آباد

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین کی علمی اور اخلاقی موت

ملکہ وکٹوریہ کی روحانی اولاد جھوٹ بولنے میں اپنے روحانی پیشواؤں یعنی انگریز سے بھی سبقت لے گئی۔ ہم نے اطلاعِ حق نامی ایک اشتہار پڑھا کہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں اہل السنۃ والجماعۃ اور غیر مقلدین کے درمیان ایک مناظرہ ہوا جس میں غیر مقلد جیت گئے کیونکہ غیر مقلد مناظر پروفیسر طالب الرحمٰن نے اہل حدیث کی نماز کا طریقہ قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا۔ اور احناف کی نماز کا ہر ہر مسئلہ جس پر اُن کا ہر جگہ عمل ہے اُس کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کر دیا۔ ہم نے بڑی مشکل سے کیسٹیں حاصل کیں چند وکلاء اور پروفیسر صاحبان نے مکمل کیسٹیں سنیں معلوم ہوا کہ تمام غیر مقلد عموماً اور راؤ محسن خاں اور محمد اسلم خطیب غیر مقلدین ہارون آباد خصوصاً اس صدی کے مہا جھوٹے ہیں۔

۱۔ طالب الرحمٰن بیچارہ اپنا نام اہل حدیث بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکا۔

۲۔ طالب الرحمٰن نے ایک دو جملے عربی زبان کے سارے مناظرہ میں پڑھے وہ بھی غلط پڑھے۔

۳۔ وہ اپنی نماز کی مکمل ترتیب اور احکام کو قرآن و حدیث سے کیا ثابت کرتا تکبیر تحریمہ کے مسائل بھی ثابت نہ کر سکا۔

۴۔ مناظر اہل السنۃ حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی سلمہ نے جتنے مسائل نماز کے پوچھے جن پر غیر مقلدین کا رات دن عمل ہے اُن میں سے ایک مسئلہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکا۔

۵۔ اہل السنۃ والجماعۃ کی نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات کسی کو بھی قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔

۶۔ جس طرح عیسائی اور یہودی متواتر قرآن پاک پر اعتراض سے عاجز آکر شاذ اور متروک قراتوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح طالب الرحمٰن نے فقہ کی بعض متروک و شاذ جزئیات پر اعتراض کئے اور ان حوالوں میں بھی جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ ایک مسئلہ بھی صحیح انداز میں بیان نہ کر سکا۔

۷۔ طالب الرحمٰن نے بار بار تسلیم کیا کہ علمائے اہل حدیث نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ سب آگ میں جلانے کے لائق ہیں۔ جب اہل حدیث کی کتابیں آگ میں جلانے کے لائق ہیں تو اہل حدیث علماء بھی سارے آگ کا ایندھن ہوئے۔

۸۔ طالب الرحمٰن، راؤ محسن اور مولوی محمد اسلم میں غیرت کا نام نہیں ورنہ مناظرہ کے بعد وہ لاہور، گوجرانوالہ، کراچی میں غیر مقلدین کی کتابوں کی دکانوں کو آگ لگاتے۔ اور غیر مقلدین علماء کی قبروں کو بھی آگ لگاتے جنہوں نے ایسی گندی کتابیں لکھیں اور ان گندگیوں کو قرآن و حدیث کے نام سے پیش کیا۔

۹۔ طالب الرحمٰن، راؤ محسن اور محمد اسلم نے قرآن پاک کی آیات کے انکار پر مناظرہ ختم کیا۔ عجیب شور تھا کہ اگرچہ یہاں نہیں وہاں ہے اگر ان میں اسلام کا نام بھی ہوتا۔ تو وہ کفار کی طرح قرآن کی آیات پر شور نہ مچاتے بلکہ صاف کہتے کہ قرآن کی آیت جہاں بھی مل جائے ہمارا ایمان ہے مگر وہ یہودیوں کی طرح سمعنا وعصینا ہی کہتے رہے۔ قرآن کے انکار کی اتنی واضح مثال پہلے نظر سے نہیں گذری۔

۱۰۔ راؤ محسن، محمد اسلم اور طالب الرحمٰن میں اگر غیرت نام کی کوئی چیز ہے تو وہ کیسٹوں سے مندرجہ بالا باتوں کا جواب نکال دیں۔

ادارہ فلاح انسانیت، لاہور

Scanned with CamScanner

مجموعہ رسائل جلد سوم کے عنوانات

- لفظ اہل حدیث کے بارے میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست
- فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات
- جنگ آزادی اور غیر مقلدین
- غیر مقلدوں کا دستر خوان
- کتاب النکاح
- غیر مقلدین کی خانہ جنگی
- غیر مقلدین کی غیر مستند نماز
- تکمیل دین، تمکین دین، تدوین دین [illegible] یر مقلدین کی کتابیں
- قربانی اور اہل حدیث
- پچاس ہزار روپے انعام کی حقیقت
- رمضان المبارک اور مسنون تراویح
- اسوۂ سرور کونین فی رفع الیدین
- تحقیق حدیث فما زالت تلک صلوة حتیٰ لقی اللّٰہ تعالیٰ
- غیر مقلدین کے شیخ الاسلام پیر بدیع الدین شاہ سے تحریری گفتگو
- الرسائل فی تحقیق المسائل کا جائزہ
- غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین
- رسول اکرم ﷺ کی نماز
- غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر
- فتح المقلدین روئیداد مناظرہ ہارون آباد
- قہر حق بر اصحاب ندائے حق

Scanned with CamScanner